سسپنس ڈائجسٹ میں شائع ہونے والا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
39
انتالیس واں حصہ
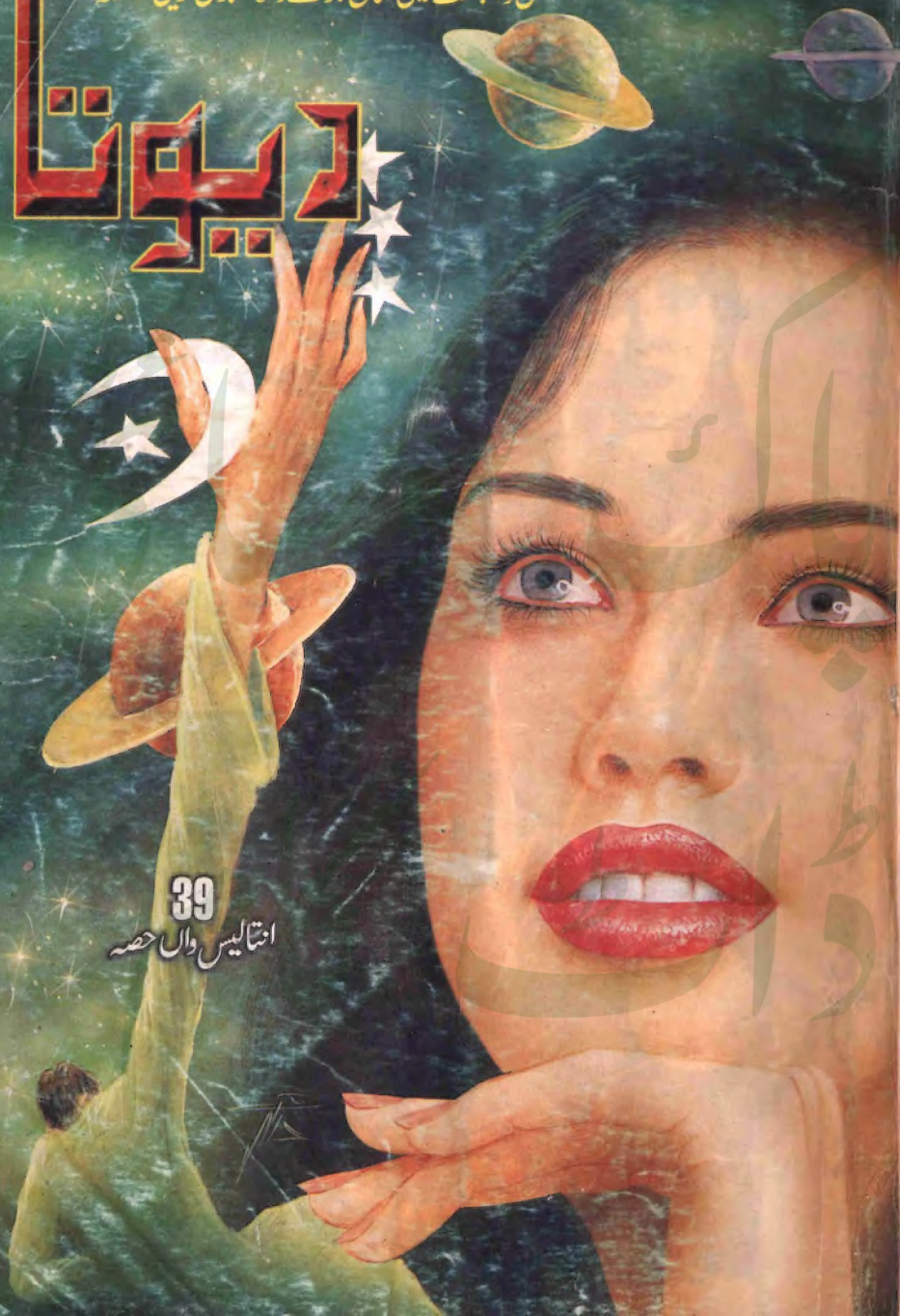
عجیب جذباتی لمحات تھے، ایک مجرم عورت جو مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو قتل کرنے آئی تھی، وہ خود کو علی تیمور کی ماں کہہ رہی تھی۔

یہ دعویٰ کر رہی تھی کہ اس نے علی تیمور کو نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھا تھا، علی کو اپنا دودھ پلایا ہے۔ اب وہ اپنے بیٹے علی سے دودھ کا حق مانگ رہی تھی۔

اور وہ علی جو ہمیشہ فرہاد علی تیمور یعنی میرا بیٹا کہلاتا رہا ہے، اس وقت مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہوا تھا۔ جب اس عورت نے پلنگ کے نیچے سے لڑھکتے ہوئے باہر آکر مرحبا پر پہلی گولی چلائی تو لڑھک کر باہر آنے کے باعث فائرنگ کا توازن برقرار نہ رکھ سکی۔ مرحبا توصیف کو لگنے والی گولی مجاہدوں کے لیڈر کو لگی۔ اس لمحے میں علی، مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کے آگے آکر دونوں ہاتھ پھیلا کر سینہ سپر ہوگیا۔ ایک ڈھال بن گیا تاکہ اس عورت کے ریوالور کی باقی پانچ گولیاں بھی مجاہدِ اعظم کو نہ لگیں۔ ساری گولیاں اپنے سینے پر کھالے اور عظیم مجاہد کے جسم پر ایک خراش بھی نہ آنے دے۔

کمانڈر نے گولی کھا کر گرتے ہوئے کہا "آہ! شیریں! تو بن ہو کر تمام مجاہدوں کے سامنے میرا سر جھکا رہی ہو۔"

وہ زخمی ہوا تھا۔ علی کی طرح دوسرے مجاہد بھی مرحبا توصیف کے سامنے آکر ڈھال بن کر شیریں کو گولیوں سے چھلنی کر سکتے تھے اور وہ ایسا کرنے والے تھے لیکن فرش پر گرے ہوئے زخمی کمانڈر نے ایک ہاتھ اٹھا کر کہا "رک جاؤ۔ شیریں کو گولی نہ مارنا۔ پہلے اس سے بہت سے راز اگلوانے ہیں۔"

مجاہدوں نے اپنے کمانڈر کا حکم اس لئے بھی مان لیا تھا کہ علی نے ڈھال بنتے ہوئے مرحبا توصیف کو پیچھے دھکیلتے ہوئے دروازے سے لگا دیا تھا۔ سب کو اطمینان ہوگیا تھا کہ مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف اب محفوظ رہے گا۔

ادھر شیریں علی سے کہہ رہی تھی کہ وہ اس کی ماں ہے اور اسی لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آئی ہے کہ علی جیسا دلیر بیٹا اپنی ماں کو حرام موت مرنے نہیں دے گا۔

اور وہ کلمہ پڑھ کر، خدا اور رسولؐ کی قسمیں کھا کر خود کو ماں اور اسے بیٹا کہہ رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں ریوالور پکڑے دوسرا ہاتھ بھیک مانگنے کے انداز میں علی کی طرف پھیلا کر کہہ رہی تھی "دے علی! میرے دودھ کا حق مجھے دے۔ میں نے تجھے دودھ پلایا ہے۔

اس مجاہدِ اعظم کا خون دے کر میرے دودھ کا حق ادا کردے...."

وہ ایسے جذباتی لمحات میں الجھ گیا۔ مجاہدین ... اپنے کمانڈر کو مرہم پٹی کے لیے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئے تھے۔ اس کے بادجود علی اور مرحبا توصیف کے قریب ان کے پیچھے دروازے کی چوکھٹ کے پار بے شمار مجاہدین اسلحہ لیے کھڑے تھے۔

یہ چند لمحات کی بات تھی پھر علی جذبات کو بالائے طاق رکھ کر بولا "تم نے کلمہ پڑھا' خدا اور رسولؐ کی قسمیں کھائیں' مجھے ایک مسلمان کی حیثیت سے تمہارے اس دعوٰی کا یقین کرلینا چاہیے کہ تم میری ماں ہو لیکن مسلمان اس قدر گمراہ ہوگئے ہیں کہ وہ خدا اور رسولؐ کے پاک نام کو' کلمہ طیبہ کو اور قرآن مجید کو اپنی جان بچانے یا بے شمار فائدے اٹھانے کا حربہ بنالیتے ہیں۔ اگر تم خدا اور رسولؐ کے حوالے سے میرے دینی جذبات کو بھڑکا رہی ہو تو دین کی خاطر جہاد کرنے والے مجاہدِ اعظم کو قتل کرنے کیوں آئی ہو؟"

وہ بولی "جس طرح بعض مسلمان جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں' کیا اسی طرح یہ مجاہد فریب دینے والا بہروپیا نہیں ہوسکتا۔"

"خدانخواستہ مرحبا صاحب بہروپیے ہیں تو انہیں قتل کرنے کی وجہ بتاؤ؟"

"دینی نقطہ نظر سے دین کو نقصان پہنچانے والے بہروپیے کو قتل کرنا فرض ہے۔"

"پہلے بہروپیا ثابت کرو۔"

کمانڈر کے زخم کی مرہم پٹی ہوچکی تھی۔ اس نے دوسرے کمرے سے آکر شیریں سے کہا "میں اب تک تمہیں اپنی چچا زاد ہمشیرہ ہی سمجھتا رہا۔ یہ کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ میری بہن نے تین برس تک یورپ میں رہ کر ریوالور چلانا اور مسلم مجاہدین کو ہلاک کرنا سیکھ لیا ہوگا۔ تمہارا دعوٰی ہے کہ یورپ کے بنکوں میں تمہارے اتنے ڈالرز اور پونڈز ہیں کہ اتنے میں نے کبھی دیکھے نہیں ہوں گے۔ تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آگئی؟ پہلے تم ثابت کرو کہ تم دشمنانِ اسلام کی ایک آلۂ کار نہیں ہو۔"

"میں ثابت کردوں گی کہ لندن کے ایک بہت بڑے رئیس مسلمان سے میں نے شادی کی تھی۔ جب علی کے باپ نے مجھے طلاق دے دی تھی اور میرے بیٹے کو مجھ سے چھین کرلے گیا تھا تب تم تمام رشتے داروں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دوسری شادی کرلوں لیکن میں پچھلے ظلم کو نہ بھول سکی۔ اپنے اس بیٹے کو نہ بھول سکی جو آج قد آور جوان ہو کر میرے سامنے کھڑا میرے ہی دشمن کو بچا رہا ہے۔"

مرحبا توصیف نے پوچھا "میں تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں اور تم مجھے دشمن کہہ رہی ہو۔ آخر میں نے تم سے کیا دشمنی کی ہے۔"

وہ بولی "یہی بتانے جارہی ہوں۔ اٹھارہ برس تک دوسری شادی نہ کرنے کے فیصلے پر اٹل رہی پھر میں نے سلطان ابن مامون سے شادی کرلی۔ کیا اب تمہیں یہ نام یاد آرہا ہے؟"

"ہاں میں نے اخبارات میں اس کی تصویر بھی دیکھی اور نام بھی پڑھا۔ اس کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مرحبا توصیف خطرناک دہشت گرد ہے۔ مسلمان اسے مجاہدِ اعظم کہتے ہیں لیکن اس مجاہد کہلانے والے بہروپیے نے تین یہودیوں کو ہی نہیں' بلکہ لندن کے ایک رئیس مسلمان تاجر سلطان بن مامون کو بھی گولی مار دی ہے لیکن یہ دیکھو کہ یہ خبر شائع کرنے والے وہ دشمنانِ اسلام ہیں' جو صرف اخبارات پر ہی نہیں دنیا کی تمام انفارمیشن میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں۔"

وہ بولی "تو پھر تم تسلیم کرتے ہو کہ تم نے اسے ہلاک کیا تھا؟"

"ہاں' اگر میرے سامنے ڈھال بننے والا یہ تمہارا بیٹا اور میری حفاظت کرنے والا یہ کمانڈر بھی مجھے ان یہودیوں کو قتل کرنے سے روکتے تو میں انہیں بھی قتل کردیتا۔ کیونکہ وہ تینوں یہودی الجزائر کے بے شمار مسلمانوں کے قتل کے ذمے دار تھے۔ وہ نیو ورلڈ آرڈر کے سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دباتے تھے اور ان کے حکم سے مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہوجاتا تھا۔"

وہ چیخ کر بولی "میرے شوہر نے کیا قصور کیا تھا؟"

مرحبا توصیف نے کہا "میں اپنا لباس اتاروں تو میرے جسم پر سترہ گولیوں کے نتیجے میں لگنے والے زخموں کے نشانات نظر آئیں گے اور ایک بم دھماکے کا یہ تمام زخم بھر چکے ہیں لیکن ان میں سے ایک زخم سلطان بن مامون کی شاٹ گن کا ہے۔ اس نے تینوں یہودیوں کو بچانے کے لیے مجھ پر گولی چلائی تھی۔ میں بہت سخت جان ہوں۔ اللہ تعالٰی کی مرضی کے بغیر نہیں مروں گا۔ کتے کی موت مرگیا' وہ تمہارا شوہر جو امریکا اور اسرائیل کا پالتو کتا بن کر دولت حاصل کررہا تھا۔"

"تم میرے مرحوم شوہر کو دشمنِ اسلام کہہ رہے ہو۔"

"جب ہم جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو اپنے ایک ایک دشمن کی پوری ہسٹری معلوم کرلیتے ہیں۔ وہ تینوں یہودی بہت بڑے عہدے دار تھے۔ وہ اسرائیل سے نہیں امریکا سے تعلق رکھتے تھے۔ امریکا میں یہودیوں کے مرکزی شہر نیویارک سے آئے تھے۔ بظاہر عام شہریوں کی طرح اپنے ساتھ کوئی باڈی گارڈ نہیں رکھتے تھے لیکن خفیہ طور پر ان کا ایک باڈی گارڈ تھا اور وہ باڈی گارڈ تمہارا مسلمان شوہر تھا۔"

وہ علی سے بولی "بیٹے! یہ الزام تراشی سن رہے ہو۔ میں نے اسے بہروپیا کہا۔ اس نے جواباً سلطان بن مامون کو دشمنِ اسلام کہہ دیا۔ اس طرح کبھی ثابت نہیں ہوگا کہ کون من گھڑت باتیں کررہا ہے۔ تم صرف اس چھوٹی سی سچائی پر غور کرو کہ میرے ہاتھ میں ریوالور ہوتے ہوئے بھی یہ اب تک زندہ ہے۔ میں ایک گولی تمہیں مار کر سامنے سے ڈھال گرا کر باقی تمام گولیاں اس کے جسم میں اتار سکتی ہوں مگر یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میں تمہاری ماں ہوں۔ ماں یہاں چاروں طرف سے گھر کر گولیوں سے چھلنی ہوجائے

گی لیکن بیٹے پر گولی نہیں چلائے گی۔"

"میں مانتا ہوں' آپ میری والدہ ہیں۔ آپ مجھ سے اپنے دودھ کا حق مانگنے کی مستحق ہیں لیکن دودھ کا حق ادا کرنے کے لیے بیٹا اپنا خون آپ کو دے سکتا۔ اپنی پناہ میں آئے ہوئے مہمان کے خون کی ایک بوند بھی نہیں دے گا۔"

"پھر تو میں یہ ریوالور پھینک دوں گی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے گولیوں سے چھلنی کردی جاؤں گی۔"

"آپ کا بیٹا علی تیمور ہے۔ آپ کے جسم پر ہلکی سی خراش بھی نہیں آنے دے گا۔ آپ ریوالور پھینک دیں۔"

شیریں نے اپنے کمانڈر بھائی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ کمانڈر نے کہا "جناب فرہاد علی تیمور نے مجاہدوں کے لیے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ میں بھائی کی حیثیت سے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا لیکن فرہاد صاحب کے طفیل تمہیں بیٹے کے ساتھ جانے کی اجازت دوں گا۔ تم سلامتی سے جاؤ گی۔"

شیریں نے علی کو دیکھا پھر ریوالور کو علی قدموں کے پاس پھینک دیا۔ علی نے چار مجاہدوں کو بلایا۔ ان سے کہا "یہ میری والدہ نہ بھی ہوں تو والدہ کے برابر ہیں۔ تم میں سے کوئی انہیں ہاتھ نہ لگائے دور سے نشانے پر رکھے۔ میں ابھی مجاہدِ اعظم کو دوسرے کمرے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔"

شیریں نے کہا "بیٹے! ریوالور تمہیں دیا ہے۔ تمہارے قدموں میں پڑا ہے۔ اسے تو اٹھالو۔"

"سوری مدر! اسے اٹھانے کے لیے مجھے جھکنا ہوگا۔ میرے جھکتے ہی آپ آستین میں چھپے ہوئے پستول سے مجاہدِ اعظم پر گولیاں برسائیں گی۔"

علی آہستہ آہستہ چلتا ہوا شیریں کے قریب آیا۔ جھک کر بولا "آپ میری مدر ہیں۔ بیٹا آپ کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔"

اس نے دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی آستین میں ہاتھ ڈال کر ایک پستول کو محسوس کیا۔ وہ کہنی سے نیچے ایک پتلے چرمی بیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ بندھی ہوئی جگہ ایک بٹن تھا۔ اس بٹن کو دباتے ہی چرمی بیلٹ کھل گیا۔ پستول ہاتھ کے ڈھلان سے پھسلتا ہوا شیریں کی ہتھیلی پر آگیا۔ اس نے اس کی ہتھیلی سے پستول لے لیا۔

وہ بولی "میں نہیں جانتی کہ تم دشمنی کررہے ہو یا نہیں؟ میں تو ایک ماں کا فرض ادا کررہی ہوں۔"

اسی لمحے میں مرحبا توصیف نے جھک کر فرش پر سے ریوالور کو اٹھایا پھر ٹھائیں ٹھائیں کی آوازوں کے ساتھ علی پر دو فائر کیے۔ اس کا خیال تھا کہ پہلی گولی کھا کر علی گرے گا تو دوسری گولی شیریں کو لگے گی لیکن دونوں گولیاں ان کے دائیں بائیں چلی گئیں۔ کیونکہ اس کے دماغ میں پورس بیٹھا ہوا تھا اور شیریں کے دماغ میں پارس۔

اس سے پہلے کہ وہ تیسرا فائر کرتا۔ کمانڈر نے اس کے ہاتھ پر گولی چلائی۔ ریوالور چھوٹ کر پھر فرش پر گر گیا۔ کمانڈر نے غصے سے کہا "یہ جوان تمہاری حفاظت کے لیے اپنے سینے پر گولیاں کھا رہا تھا اور تم اسے مار ڈالنا چاہتے تھے؟"

مرحبا توصیف نے کہا "میں اپنی جان کے دشمنوں کو زندہ نہیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک اس جوان کو گولی نہ مارتا۔ اس وقت تک اس دشمن عورت کو ہلاک نہیں کرسکتا تھا۔"

پارس نے کمانڈر کے دماغ میں آکر میرے لب و لہجے میں کہا "میں فرہاد بول رہا ہوں۔ آپ ابھی دوسرے کمرے میں جائیں۔ مرحبا توصیف کے ساتھ جو چھ باڈی گارڈز آئے ہیں۔ انہیں فوراً حراست میں لے کر ان سے تمام اسلحہ چھین لیں۔"

کمانڈر نے حیرانی سے پوچھا "کیا یہ مجاہدِ اعظم نہیں ہے؟"

"یہ مجاہد ہے لیکن اس کے علاوہ کچھ اور کھیل بھی کھیلا جارہا ہے۔ ابھی آپ کو بہت کچھ معلوم ہوگا۔ مرحبا اور شیریں سے میرے تین بیٹے نمٹ رہے ہیں۔ آپ فوراً ان چھ مسلح باڈی گارڈز کو قابو میں کریں۔"

کمانڈر چلا گیا۔ شیریں نے مسکرا کر کہا "تم مرحبا کے خلاف بھی ایکشن لے کر اپنی ماں سے انصاف کررہے ہو۔"

"آپ دیکھ رہی ہیں کہ میں اپنا فرض ادا کررہا ہوں۔ لہٰذا آپ بھی میرے ساتھ تعاون کرتی رہیں۔ مجھے اپنی کار کی چابی دیں۔"

وہ ہچکچانے لگی۔ اس نے کہا "پلیز مدر!"

اس نے بے بسی سے کار کی چابیاں نکال کر علی کو دیں۔ علی نے اٹھ کر دوسرے مجاہدوں کو بلا کر ان میں سے ایک کو چابیاں دے کر کہا "خاتون کی کار کی ڈکی میں ٹائم بم اور گرینیڈ کے علاوہ دوسرے بارودی اسلحے کا ایک بکس ہے۔ کار کے اندر ڈیش بورڈ اور اسٹیئرنگ سیٹ کے نیچے کچھ اہم کاغذات' ویڈیو کیمرا اور ویڈیو کیسٹس ہیں۔ یہ تمام سامان لے جا کر کہیں حفاظت سے رکھو۔"

پھر اس نے مرحبا توصیف کے پاس آکر ہاتھ بڑھا کر کہا "تم چھ باڈی گارڈز کے ساتھ تین گاڑیوں میں آئے ہو۔ ان کی چابیاں دے دو۔ وہ ریموٹ کنٹرولرز بھی دو۔ جن کے ذریعے بم بلاسٹ ہوتے ہیں۔"

وہ تعجب سے بولا "میں حیران ہوں کہ تمہیں چھپی ہوئی چیزیں کیسے نظر آجاتی ہیں۔ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

علی نے کہا "پورس! اسے وقت ضائع نہ کرنے دو۔"

دوسرے ہی لمحے میں وہ ریموٹ کنٹرول اور ایک گاڑی کی چابی دیتے ہوئے بولا "باقی دو گاڑیوں کی چابیاں میرے باڈی گارڈز کے پاس ہیں۔"

اس نے پارس اور پورس سے کہا کہ وہ شیریں اور مرحبا کی کھوپڑیوں میں رہیں پھر وہاں سے چلتا ہوا اس کمرے میں آیا جہاں چھ باڈی گارڈز کو قابو میں کرلیا گیا تھا۔ ان سے اسلحہ چھین لیا گیا

تھا۔ اس نے کمانڈر کو ایک چابی دے کر کہا "مرحبا توصیف تین گاڑیوں میں آیا تھا۔ دو گاڑیوں کی چابیاں ان گارڈز کے پاس ہیں۔ ان کے لباس کے اندر بھی تلاشی لیں۔ ان تین گاڑیوں کی ڈکیوں سے اور سیٹوں کے نیچے سے اسلحہ اور بہت سی اہم چیزیں برآمد ہوں گی۔ ایسی ہی چیزیں میری مدر کی گاڑی سے برآمد کرنے آپ کے دوسرے مجاہد بن گئے ہیں۔"

کمانڈر نے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کے والد کو لمبی حیات دے۔ وہ مجاہدوں کے لیے مجاہدانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔"

علی نے کہا "آپ ان چھ گارڈز کو صرف گن پوائنٹ پر نہ رکھیں۔ یہ کوئی گڑبڑ کرسکتے ہیں۔ انہیں اچھی طرح باندھ کر رکھا جائے۔"

کمانڈر نے مجاہدین کو حکم دیا۔ وہ انہیں رسیوں سے باندھنے لگے۔ علی نے کہا "اب میری مدر کو ایک خالی کمرے میں اور مرحبا کو دوسرے خالی کمرے میں بٹھائیں پھر آپ اپنے مشیر حضرات اور معتبر خاص کو لے کر باری باری میرے ساتھ ان سے گفتگو کرنے کے لیے ان کے کمروں میں چلیں۔"

علی کی ہدایات پر عمل ہونے لگا۔ پہلے وہ سب اس کمرے میں آئے' جہاں شیریں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کردیا گیا۔ وہ تمام افراد چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ علی نے کمانڈر کے پاس بیٹھ کر شیریں سے کہا "آپ کے چور خیالات سے تصدیق ہوگئی ہے کہ آپ میری والدہ ہیں لیکن آپ کو میرے والد کا نام یاد نہیں آرہا ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ کے دماغ کو اچھی طرح کھنگالا گیا ہے۔ کیا واقعی آپ میرے والد کا نام مجھے نہیں بتاسکیں گی۔"

شیریں نے کہا "یہ اچھی بات ہے کہ تم نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تصدیق کرلی۔ ورنہ میری بات کا یقین نہ کرتے۔ جس دن اس نے مجھے طلاق دی۔ اسی دن سے میں اس کا نام اور اس کا چہرہ بھولی ہوئی ہوں۔ صرف اتنا یاد رہ گیا ہے کہ میں نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے۔ وہ صرف تین ماہ تک میرے پاس رہا۔ میں نے اسے دودھ پلایا پھر ایک صبح اٹھ کر دیکھا تو وہ بچہ میرے پاس نہیں تھا۔ میں نے اسے تلاش کیا۔ پولیس والوں سے مدد لی۔ لیکن وہ نہ ملا۔"

علی نے کہا "آپ نے مرحبا اور مجھے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا تھا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور میرا مشہور عالم باپ بھی نہیں جانتا کہ میں ان کا بیٹا ہوں۔"

"میں قسم کھا کر کہتی ہوں مجھے پتا نہیں ہے کہ میں نے ایسا کیوں کہا تھا۔ بیٹے! پھر میرے چور خیالات پڑھو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ تمہارا باپ بہت ہی پراسرار تھا۔ وہ تمہیں بیٹے کی حیثیت سے جانتا ہوگا۔"

علی نے کمانڈر سے کہا "آپ میری مدر کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ کے اور بھی رشتے دار ہوں گے۔ وہ ضرور ان کے پہلے شوہر یعنی میرے والد کا نام جانتے ہوں گے۔"

کمانڈر نے کہا "برخوردار! میرا بڑا بھائی بے انتہا دولت مند تھا۔ شیریں اکلوتی بیٹی تھی۔ بھائی نے اسے امریکا میں تعلیم دلائی۔ میرے بھائی کی زندگی میں یہ دو بار تمام رشتے داروں سے ملنے افغانستان آئی۔ بھائی کی موت کے بعد یہ آزاد ہوگئی۔ ایک بار فون پر کہا تھا کہ اب پیرس میں رہتی ہے اور اس نے شادی کرلی ہے۔ کبھی ہم سے ملنے آئے گی لیکن شادی ہوئی' بیٹا پیدا ہوا۔ طلاق ہوگئی پھر بھی یہاں نہیں آئی۔ ہم نے تمہارے والد کا نہ تو نام سنا اور نہ ہی صورت دیکھی ہے۔ البتہ پندرہ برس کے بعد سلطان بن مامون سے شادی کرنے کے بعد کئی بار یہاں آئی۔ ایک دو ہفتہ افغانستان کے مختلف شہروں کی سیر کرکے چلی گئی۔"

علی نے پوچھا "مدر! آپ نے آج مجھے کیسے پہچانا؟"

وہ بولی "میں کہہ چکی ہوں۔ تمہارا باپ بہت پراسرار تھا۔ میرے خوابوں میں ہر برس ایک بار میرے بچے کے ساتھ آتا تھا اور کہتا تھا' ماں سے بچے کو محروم نہیں کرنا چاہیے۔ میں اسے تمہارے پاس سے لے گیا' یہ میرا فرض تھا کہ اپنے بچے کو تمہاری بداعمالیوں سے محفوظ رکھوں۔ میں ہر برس اسے تمہارے سامنے لاتا ہوں تاکہ تم رات سے صبح تک اس کے ساتھ رہو' اس سے باتیں کرو اور بچپن سے جوانی تک بیٹے کے بدلتے ہوئے چہرے کو پہچانتی رہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت کو نہیں جانتے۔ ہوسکتا ہے کبھی یہ بیٹا تمہارے پاس پہنچ جائے۔"

"عجیب بات ہے کہ آپ مجھے صرف خوابوں میں دیکھتی تھیں۔"

"ہاں۔ میں دن کو کبھی نہیں سوتی۔ پچھلے دن دوپہر کو میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں تمہیں دیکھا۔ اس بار تمہارا باپ تمہارے ساتھ نہیں تھا۔ تم نے کہا' مدر! میں افغانستان کے علاقے میں ہوں۔ کیونکہ آپ مرحبا توصیف کو قتل کرنے یہاں ایک کیمپ میں آنے والی ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ خواب مختصر سا تھا مگر تم دیکھ رہے ہو کہ کتنا سچا تھا۔ جو دیکھا' وہی ہورہا ہے مگر میری توقع کے خلاف ہورہا ہے۔ تم میرے بیٹے ہو کر میرے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک کررہے ہو۔"

"میں آپ کا احترام کررہا ہوں۔ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر یہاں سے لے جاؤں گا۔ یہ جو کچھ ہورہا ہے۔ اس لیے ہورہا ہے کہ آپ ماں ہونے کے علاوہ مجرمہ بھی ہیں۔"

"دشمن سے انتقام لینا جرم نہیں ہے۔"

"آپ یہ سوچ کر آئی تھیں کہ مرحبا کو ہلاک کرتے وقت مجاہدین رکاوٹ بنیں گے تو انہیں بھی ہلاک کریں گی۔ آپ کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ اس سے پہلے بھی کئی جرم کرچکی ہیں۔"

وہ چپ رہی۔ علی نے کہا "آپ تنہا نہیں آئی ہیں۔ آپ کی حفاظت کے لیے دس مسلح افراد ہیں۔ آپ بتائیں وہ اس کیمپ کے

چاروں طرف کہاں چھپے ہوئے ہیں؟"
وہ ناگواری سے بولی "جب تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کرسکتے ہو تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟"
"آپ کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ جب مرحبا توصیف کی یہاں آمد کو ایک گھنٹا گزر جائے گا تو آپ کے دس محافظ سمجھ لیں گے کہ ابھی آپ کو واردات کا موقع نہیں ملا ہے اور آپ موبائل فون کے ذریعے انہیں اپنے موجودہ حالات بتائیں گی۔"
وہ پریشان ہوگئی۔ علی نے کہا "پلیز آپ باتھ روم میں جائیں اور لباس کے اندر سے فون نکال کر یہاں لائیں پھر ہمارے سامنے ان سے رابطہ کریں۔"
وہ مجبور ہو کر باتھ روم میں گئیں۔ کمانڈر نے کہا "بہ خدا آپ کمال کر رہے ہیں۔ کیا یہ باتھ روم میں بند ہو کر اپنے آدمیوں کو اپنی ناکامی کی باتیں نہیں بتائے گی؟"
"نہیں۔ میری مدر کا دماغ' میرے ایک بھائی پورس کے قابو میں ہے۔ وہ ہماری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کریں گی۔"
وہ کافی دیر بعد واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئیں۔ پورس نے علی سے کہا "مدر نے چالاکی دکھائی ہے۔ وہ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے کموڈ میں جا کر بیٹھنے والی تھیں۔ ایسے وقت میں ان کے دماغ میں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لیے وہاں سے نکل آیا۔ اب ذرا انتظار کریں۔ مجھے ان کے خیالات پڑھنے دیں۔"
اس نے کہا "میں آپ کو اب تک نہ امی کہہ رہا تھا' نہ ممی کہہ رہا تھا۔ مدر کسی بھی بزرگ خاتون کو کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے مدر کہہ کر آپ کو مخاطب کر رہا تھا۔ اب تو مدر کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ آپ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرا ایک بھائی آپ کے دماغ میں ہے۔ آپ نے ایک نامناسب حرکت کی۔"
"مجھے غلط نہ سمجھو۔ کیا انسان قدرتی تقاضوں سے مجبور نہیں ہوتا۔"
"میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے کیا چال بازی دکھائی ہے۔"
پھر اس نے کمانڈر اور اس کے ساتھیوں سے کہا "ابھی یہ تھوڑی دیر بعد فون پر گفتگو کریں گی۔ اس وقت آپ حضرات ایسے خاموش رہیں جیسے اس کمرے میں کوئی نہ ہو۔"
سب نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ سب علی کے عقیدت مند ہوگئے تھے۔ کمانڈر سے زیادہ علی کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے پھر علی نے شیریں سے کہا "مجھے رپورٹ مل گئی ہے۔ آپ دس مسلح ساتھیوں کے ساتھ آئی تھیں۔ ان میں آپ کا ایک پارٹی لیڈر شہباز خان ہے۔ آپ نے اس کی جان بچانے کے لیے ابھی فون پر کہہ دیا کہ آپ مجاہدوں کی گرفت میں آگئی ہیں۔ یہ بھی بتایا ہے کہ مرحبا توصیف کا مجاہدِ اعظم ہونا مشکوک ہے۔ شاید تم لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے نقلی مجاہدِ اعظم کو اس کیمپ میں بھیج کر اصلی مجاہد اعظم کو کسی دوسری جگہ پہنچا دیا ہے۔ لہٰذا پارٹی لیڈر شہباز خان باقی ساتھیوں کے ساتھ اپنے بیس BASE کیمپ میں جا کر خفیہ رابطے کے ذریعے اصل معلومات حاصل کرے۔"
اس نے اٹھ کر ماں کے ہاتھ سے موبائل فون لے لیا۔ کمانڈر نے کہا "برخوردار علی! خدا کی قسم یہ تمہاری ماں نہ ہوتی تو ہم لوگ اس کا قیمہ بنا دیتے۔"
علی نے کہا "آپ غصہ ضبط کریں۔ مدر کی چال بازی سے مجاہدوں کو فائدہ پہنچنے والا ہے۔"
ایک مشیر نے پوچھا "کیسا فائدہ؟"
"ہمیں دشمنانِ اسلام کے بیس کیمپ کا پتا اس کی پارٹی انچارج کے دماغ سے مل گیا ہے۔ میرا بھائی پورس اب اس انچارج شہباز خان کے دماغ میں پہنچا ہوا ہے۔ انشاءاللہ ہم کل تک اس خطرناک بیس کیمپ کو تباہ کر دیں گے۔ وہیں سے ہمارے دشمنوں کو اہم معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔"
ان سب نے خوشی سے اٹھ کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ شیریں پریشان ہو کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچ رہی تھی "صرف ایک بیٹا میری ممتا سے پگھل جائے اور میرے لیے کام کرے تو ہم ہاری ہوئی بازی جیت لیں گے لیکن یہ تو بہت ہی سخت مزاج اور اصول پسند ہے۔ میں کس طرح اسے اپنی طرف مائل کروں؟"
علی کی فرمائش پر ایک رسی لائی گئی۔ اس نے شیریں کو اسی طرح کرسی پر بٹھائے رسیوں سے باندھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی "کیا تم مجھے مجاہدوں کی قید میں رکھو گے؟"
"آپ یہ دیکھیں کہ رسیوں سے باندھتے وقت بھی میں کسی کو اجازت نہیں دے رہا ہوں کہ وہ قریب آکر باندھنے کے بہانے ہی میری ماں کو ہاتھ لگائے۔ آپ یہاں آرام سے بیٹھیں۔ میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"
اسے باندھنے کے بعد وہاں دروازے پر ایک مسلح شخص کو چھوڑ کر علی' کمانڈر اور اس کے اہم ساتھیوں کے ساتھ مرحبا توصیف کے پاس دوسرے کمرے میں آیا پھر اس سے بولا "مرحبا! تم اپنی ہسٹری خود سناؤ گے یا مجھے زحمت دو گے۔"
وہ بے بسی سے بولا "میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے شکنجے میں آجاؤں گا۔ بہرحال میں کسی حد تک خود غرض ہونے کے باوجود امریکا اور اسرائیل کا دشمن ہوں یہ تم جانتے ہو۔ یہ بھی جانتے ہو کہ ان دشمنوں کے اہم عہدے داروں کو قتل کرتا رہتا ہوں۔"
"یہ بھی بتا دو' ایسا کیوں کرتے ہو؟ دینِ اسلام کی خاطر یا امریکی اور اسرائیلی پالیسیوں کو ناکام بنا کے' ان کے اہم افراد کو قتل کر کے انہیں اپنے دباؤ میں لا رہے ہو۔ ایک امریکی نمائندے سے

تمہارے خفیہ مذاکرات ہو رہے ہیں۔ وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ تم اسلامی ممالک میں ایک مجاہدِ اعظم بن کر چند اسلامی ممالک کی بھرپور حمایت حاصل کر چکے ہو۔ لہٰذا اگر تم افغانیوں کی حمایت میں روسیوں سے مذاکرات کرتے رہو اور امریکا اور اسرائیلی نمائندوں سے بھی گٹھ جوڑ کرتے رہو تو تمہاری چاندی ہوتی رہے گی۔"
مرحبا توصیف نے کہا "جب آپ اندر چھپی باتوں کو سمجھ رہے ہیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"
"کہنے کی بات تو یہ ہے کہ تم افغانستان کو دو حصوں میں تقسیم کرانا چاہتے ہو۔ امریکی نمائندے کو یقین دلا رہے ہو کہ اگر جنوبی افغانستان کا حکمران تمہیں بننے دیا جائے تو تم وہاں امریکی فوجی اڈا بننے دو گے۔ اس طرح ایک طرف پاکستان' دوسری طرف ایران اور شمال میں ازبکستان اور تاجکستان جیسی اسلامی ریاستیں ہمیشہ امریکی دباؤ میں رہا کریں۔"
کمانڈر نے کہا "او خدایا! تم کافر کے بچے اتنی دور تک سازشیں کر رہے ہو۔ آئندہ ہم کسی مجاہدِ اعظم کہلانے والے کو یہاں پناہ نہیں دیں گے۔"
علی نے کہا "نہیں' ہم مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو بڑی عزت اور احترام سے پناہ دے رہے ہیں۔ یہ آپ کے سامنے مرحبا توصیف نہیں ہے۔ یہ لوگ ایسی چالیں چل رہے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو تمام مجاہدین پر شبہ ہونے لگے۔"
کمانڈر نے حیرانی سے پوچھا "کیا اصلی مرحبا توصیف موجود ہے پھر اس کا نام کیا ہے؟"
ایک معتمد خاص نے کہا "ظاہر ہے۔ یہ کافروں کا چمچہ ہے۔"
مجاہدِ اعظم بننے والے کے دماغ میں پارس تھا۔ وہ پارس کی مرضی کے مطابق بولنے لگا "میرا نام جمال خان ہے۔ کوئی پانچ دن پہلے ایک خفیہ ایجنسی نے اطلاع دی کہ انہوں نے مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو بڑی رازداری سے ہلاک کر دیا ہے۔ اس کی لاش بھی خفیہ طور سے امریکا پہنچائی گئی۔ میں قد اور جسامت کے علاوہ مرحبا توصیف سے مشابہت رکھتا تھا۔ میرے چہرے پر معمولی سی تبدیلی کر کے مجھے مجاہدِ اعظم کا رول ادا کرنے کے لیے یہاں بھیج دیا گیا اور عالمی میڈیا سے اس بات کو شہرت دی گئی کہ مرحبا توصیف نے افغانستان میں پناہ لی ہے۔"
دشمن اس بات سے بے خبر تھے کہ اصلی مرحبا توصیف زندہ ہے۔ اس کا ایک ہم شکل بھائی تھا۔ دشمنوں نے ایک کیمپ میں اسے گھیر لیا تھا۔ اس نے موبائل فون کے ذریعے اطلاع دی "برادر! ہمارے ہم شکل ہونے کا آج بہت بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ دشمن مجھے مرحبا توصیف سمجھ کر گھیر چکے ہیں۔ میں ان سے آخری سانس تک لڑتا رہوں گا۔ میری موت کی خبر عام ہوگی تو آپ روپوش ہو جائیں۔ مسلمانوں کے خلاف بڑی بڑی طاقتیں ہیں۔ آپ جب

تک پوری طرح متحدہ مسلمانوں کی ایک طاقت نہ بنالیں' تب تک منظرِ عام پر نہ آئیں۔"
وہ بے چارہ بھائی مارا گیا لیکن مرحبا توصیف کے روپوش رہنے کا مقصد پورا نہ ہوا۔ دشمنوں نے دوسری چال چلی جمال خان کو مرحبا توصیف بنا کر یہاں بھیج دیا۔ تاکہ یہ مجاہدِ اعظم بن کر مجاہدین کے تمام کیمپوں میں جا کر ان کے اہم راز چرائے پھر آخر میں ایسی حرکتیں کرے کہ مسلمانوں کو صرف ایک مجاہدِ اعظم سے نہیں' سب ہی مجاہدین سے نفرت ہوتی جائے۔ مسلمان ممالک ایک دوسرے کے ملکوں کے مجاہدین پر اعتراض کریں اور وہ سب کبھی متحد نہ ہو پائیں۔
جمال خان نقلی مجاہدِ اعظم نے کہا "میں نے خفیہ ایجنسی والوں سے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ فرہاد علی تیمور ٹیلی پیتھی کے ذریعے میری اصلیت معلوم کر لے گا۔ انہوں نے کہا کہ فرہاد' سونیا اور ان کے دوسرے اہم خطرناک افراد کو انہوں نے نقلی مجاہدین فرہاد گیلانی اور قاسم بن خسام کے ایک طویل چکر میں الجھا رکھا ہے۔ فرہاد کے پاس بھی اب زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں رہے ہیں۔ لہٰذا افغانستان میں وہ نہیں آسکیں گے اور میں ہفتے دو ہفتے کے اندر مجاہدوں کے اہم کیمپوں میں پناہ گزین مہمان بن کر ان کے اہم راز اور ان کے آئندہ کے منصوبے معلوم کر کے چلا آؤں گا۔"
علی نے پارس سے معلومات حاصل کر کے کہا "اور یہ بہت سے راز چرا کر یہاں آیا۔ یہاں سے بلوچستان اور عرب امارات ہوتا ہوا امریکی دربار میں پہنچنے والا تھا اور اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ ہیڈ کوارٹر کے مجاہد اور کمانڈر حضرات اصلی مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو خفیہ طور پر پناہ دیئے ہوئے ہیں اور یہ نقلی چمچہ یہاں سے نقلی راز چرا کر لے جا رہا ہے۔"
کمانڈر نے کہا "ہم اس خنزیر کے بچے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اور اس کے چھ باڈی گارڈز کو بھی اس کے ساتھ جہنم میں پہنچائیں گے۔"
"یہاں کام کرنے والی امریکی خفیہ ایجنسیاں ہر جگہ اس کی اور اس کے چھ آدمیوں کی منتظر ہیں تاکہ انہیں آسانی سے ایک ملک کی سرحد سے دوسرے ملک پہنچا سکیں۔ لہٰذا انہیں بڑی رازداری سے ہلاک کر کے ان کی لاشوں کو اس طرح چھپا دیا جائے کہ جاسوس کبھی ان کی لاشوں تک نہ پہنچ سکیں۔"
کمانڈر کے حکم پر کئی مجاہد جمال خان اور اس کے چھ آدمیوں کو رسیوں سے باندھ کر وہاں سے لے گئے۔ پارس نے علی کے پاس آکر پوچھا "اب تو تم اس مدر کو اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔ ویسے یار! یہ تمہاری ماں کہاں سے پیدا ہو کر آگئی؟"
علی نے کہا "جہاں سے بھی آئی ہوں' اگر وہ پیدا نہ ہوتیں تو میں کیسے پیدا ہوتا؟"
"ہاں میں بھول گیا تھا کہ ہم ماں کے بغیر کسی انڈے سے نہیں

نکل سکتے۔ اب اپنا پروگرام بتاؤ اور ہمیں جلد سے جلد چھٹی دو۔ میں اور پورس بھارت جانے والے ہیں۔"

"یعنی دشمنوں کی چال' دشمنوں پر ہی آزمائی جائے گی" اصلی مجاہد اعظم مرحبا توصیف کی حفاظت کے لیے ابھی سزائے موت پانے والے جمال خان کو زندہ ظاہر کیا جائے گا۔ جمال خان اور خفیہ ایجنسیوں کے کوڈ ورڈز خیال خوانی کے ذریعے معلوم ہوچکے ہیں۔ ہم اپنے ڈمی جمال خان کے ساتھ ڈمی چھ باڈی گارڈز رکھیں گے" علی نے سوچتے ہوئے کہا "وہ ڈمی جمال خان خفیہ ایجنسیوں سے کہے گا کہ وہ فرح کیمپ سے گزر کر کوئٹہ جانے والا تھا مگر پتا چلا کہ وہاں فرہاد کا بیٹا علی تیمور پہنچا ہوا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے خاندان سے بچنے کے لیے پھر افغانستان کے شمال کی طرف مجاہدوں کے ایک کیمپ میں جاکر چھپ گیا ہے اور معلوم کررہا ہے کہ علی تیمور یہاں کیوں آیا ہے؟ کیا آگے شمال کی طرف آئے گا یا واپس چلا جائے گا۔"

"ڈمی جمال خان کا رول کون ادا کرے گا؟"

"تم پاپا کی آواز اور لب ولہجے میں مجاہدوں کے ہیڈکوارٹر کے کمانڈر کو یہاں کے تمام حالات بتاکر اس سے کہو کہ آئندہ انکل سلمان اس کے دماغ میں رہ کر جمال خان کے لب ولہجے میں بولیں گے انہیں ان کے کوڈ ورڈز وغیرہ سب سے معلوم ہیں۔"

"میں ابھی یہ کام کردوں گا۔ انکل سلمان کو بھی یہاں کے تمام حالات بتادوں گا۔ وہ ہیڈکوارٹر کے کمانڈر کے دماغ میں چلے جائیں گے مگر تم مدر کو لے کر کہاں جاؤ گے؟"

"مدر کا پارٹی لیڈر شہباز خان اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ اپنے BASE کیمپ گیا ہے۔ پورس میری مدر کے چور خیالات پڑھتا رہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ مدر اور لیڈر شہباز خان بھی امریکا اور اس کی خفیہ ایجنسیوں کے لیے کام کررہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ایک پارٹی کا شہباز خان اور دوسری پارٹی کا جعلی مجاہد اعظم جمال خان ایک دوسرے کے دشمن کیوں بن کر یہاں آئے تھے۔ مدر اور شہباز کے چور خیالات یہی بتاتے ہیں کہ اسے اور شیریں یعنی میری مدر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نقلی مجاہد اعظم جمال خان کو ہلاک کردیں۔"

اسی وقت فہمی کی سوچ کی لہریں سنائی دیں "ہائے علی! کیا میری سوچ کی لہروں کو پہچان رہے ہو؟"

پارس نے کہا "یہ لو تمہاری نصف بہتر آگئیں۔"

علی نے کہا "ایسے میں نصف کمتر کی کیا ضرورت ہے' تم جاؤ۔"

"فہمی! یہ تمہیں نصف کمتر کہہ رہا ہے۔ چلی جاؤ۔"

"میرے علی نے کباب میں ہڈی کو کہا ہے۔"

"تمہیں شرم آنی چاہیے۔ کئی گھنٹوں سے تمہارے میاں کے کام آرہا ہوں اور اب میاؤں میاؤں کرنے آگئی ہو۔ اگر میں ہڈی ہوں تو تم دو بھائیوں کے درمیان دیوار۔ ویسے خوش رہو' تمہارے آنے سے ہمیں چھٹی تو ملی۔"

پارس مجاہدوں کے ہیڈکوارٹر کے کمانڈر کے دماغ میں پہنچ کر میرے لب ولہجے میں بولنے لگا۔ علی نے فہمی سے کہا "میں تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کی مبارک باد دیتا ہوں۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے بعد کمزوری محسوس کر رہی ہوگی۔"

"کمزور ہوگئی تھی۔ مجھے آرام کرنے کے لیے کہا گیا۔ تمہارا اور میری … ساتھ دو شیطان تھے اس لیے میں بھی مطمئن تھی۔"

"یہ اچھا ہوا کہ تم نے آرام کرلیا۔ اب مسلسل کام کرتے ہوئے … ہے۔"

"میرے آرام سے بڑے مطمئن ہو اور خود چوبیس گھنٹے جاگ رہے ہو۔ کیا ذرا سونے کے بعد کام نہیں ہوسکتا؟"

علی وہاں کے تفصیلی حالات بتاتے وقت اپنی مدر شیریں کے متعلق بھی بتانے لگا۔ وہ حیرانی سے بولی "یہ تمہاری والدہ کہاں آگئیں؟ حقیقت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ پارس … کے چور خیالات پڑھے ہیں لیکن یہ سوچ کر دکھ ہو رہا ہے کہ … مجرم ہیں۔"

"ایک تو میں ان کے ساتھ ابھی رہ کر معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ مجرمانہ زندگی کیوں گزار رہی ہیں؟ پھر ان کے ساتھ … ایجنسیوں کے ہیڈکوارٹر کے بیس کیمپ جانا ہے۔"

"وہاں جانے سے زیادہ تمہاری نیند اور تمہارا آرام ضروری ہے۔ میں ابھی پورس اور پارس سے کہتی ہوں کہ وہ تمہاری مدر … ان کی ٹیم کے انچارج شہباز خان کے بیس کیمپ تک پہنچنے کے … مجھے شہباز خان کے دماغ میں پہنچادیں۔ تم آرام سے رہو گے۔ میں اہم معلومات حاصل کرتی رہوں گی۔"

"بس تم نے آتے ہی پابندیاں عائد کرنی شروع کردیں۔ … نہیں جانتیں ہمیں کئی راتیں جاگنے اور کام کرتے رہنے کی عادت ہے۔"

"ایسا ہم بہت مجبوری کے وقت کرتے ہیں۔ ابھی کوئی مجرم نہیں ہے۔ نہ کوئی مجرم بھاگا جارہا ہے اور نہ ہی کوئی ہم پر حملہ کرنے والا ہے۔ میں تمہارے دماغ میں موجود رہوں گی۔"

علی کو اس کی جائز محبت بھری بات تسلیم کرنی پڑی۔ … کمانڈر سے کہا "اب میں اپنی مدر کو یہاں سے لے جاؤں گا … مجھے کل سے سونے کا موقع نہیں ملا ہے اس لیے آپ کے مہمان خانے میں جاکر ذرا نیند پوری کروں گا۔"

کمانڈر نے کہا "برخوردار! تم ہمارے مہمان نہیں … ہو۔ تم مہمان خانے میں نہیں' یہاں میرے گھر میں رہو گے۔"

"یہاں چاروں طرف مجاہد ہیں۔ میں مدر کو مہمان خانے … جاکر آزمانا چاہتا ہوں کہ وہ میرے سونے کے درمیان کوئی … چلیں گی یا نہیں؟ میری نیند کے وقت میرے ٹیلی پیتھی جاننے … میری حفاظت کریں گے۔"

"جناب فرہاد کا پورا خاندان سونے کے وقت بھی جاگتا ہے۔ ٹھیک تم مہمان خانے میں جاؤ اور جو چاہتے ہو ہمیں بتاؤ۔"

"صرف اتنا چاہتا ہوں کہ مجاہد میری حفاظت کے لیے مہمان … کی طرف نہ آئیں۔ ورنہ انجانے دشمن قریب نہیں آسکیں … کی کار کی چابیاں واپس کردیں۔"

اس نے کار کی چابیاں دیں۔ وہ دوسرے کمرے کی طرف … فہمی سے بولا "یہاں پچھلی رات ایک جوان عورت … کے بھیس میں آئی تھی' اس کا نام مہروز ہے۔ تم ممایا ثانی … پاس جاکر مہروز کی آواز اور لب ولہجہ معلوم کرکے اس کے دماغ … جاؤ۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرار ہوتے وقت رات کے … میں جان بوجھ کر ان سے الگ ہوگئی تھی پھر اس چالاکی … اسی کیمپ کی طرف آئی تھی کہ فرار ہونے والوں کو تلاش … کے لیے مجاہد آگے جائیں یہ کبھی نہیں سوچیں گے کہ ایک … فرار ہونے والی اس کیمپ کی طرف واپس آئی ہے۔"

"ہوں اگر وہ ان اطراف میں کہیں چھپی ہوئی ہے تو ہمارے … خطرہ بن سکتی ہے۔ میں ابھی جارہی ہوں۔"

… فہمی چلی گئی۔ علی نے دوسرے کمرے میں آکر کرسی پر بیٹھی … ماں کی رسیاں کھولیں۔ وہ ناراض ہوکر بولیں "تم نے میرے … ہوکر مجھے اس طرح باندھ کر میری توہین کی ہے۔ میں تم سے … بولوں گی۔"

"یہاں آپ جیسے جتنے بہروپئے اور مجرم آئے تھے' انہیں … سے دور لے جاکے گولیاں ماری گئی ہیں۔ ان کی لاشوں کو … میں ڈال کر مٹی برابر کردی گئی ہے۔ آپ میری ماں ہونے کی … سے زندہ ہیں۔ یوں قیدیوں کی طرح رہنے والی توہین بھول …"

اس نے رسیاں کھول کر کار کی چابیاں اسے دیتے ہوئے کہا … ابھی کوئی مجھے آرام کرنے کے لیے یہاں سے ذرا دور مہمان خانے میں جارہا … آپ بھی میرے ساتھ چلیں گی نا؟"

"یہ تمہارے خیال خوانی کرنے والے جانتے ہوں گے کہ میں … چاہتی ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤں گی۔ تم بھی … ساتھ چلو۔ جس طرح تمہاری موجودگی میں یہاں مجھے کوئی … نقصان نہیں پہنچا' اسی طرح میری موجودگی میں میرا کوئی ساتھی … نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

"میں بیٹا ہوں' آپ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر آپ مجھے چھوڑ … جائیں گی تو مجاہدوں میں سے کسی کی بھی گولی کا نشانہ بن جائیں …"

"ٹھیک ہے۔ میں بھی اپنے بیٹے کو نہیں چھوڑوں گی۔ تم میرا … فون واپس دلادو۔ میں اپنے ساتھیوں کی خیریت معلوم کرتی … گی۔"

"آپ کے ساتھی مجرم ہیں۔ بیٹے کے ساتھ رہنے کے لیے … کو چھوڑنا پڑے گا۔"

"وہ سب میرے برے وقت کے ساتھی ہیں اور تم میری جان

ہو۔ میں کسی کو نہیں چھوڑوں گی۔"

"میں نے کار کی چابیاں دے دی ہیں۔ زیادہ بحث نہیں کروں گا۔ میں اپنے راستے جا رہا ہوں۔ آپ جس سمت جانا چاہیں' جا سکتی ہیں۔"

وہ اس گھر سے نکل کر باہر برآمدے میں آیا۔ شیریں اس کے پیچھے چلتی ہوئی آئی۔ پھر کمانڈر سے بولی "برادر! میرا فون واپس کر دو۔"

"مجھ کو برادر مت بولو۔ تم کو بہن بولتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جاؤ اس نوجوان کے طفیل تمہیں زندہ چھوڑ دیا۔"

وہ غصے سے پلٹ کر اپنی کار کے پاس جانے لگی۔ علی نے کمانڈر سے رخصت ہو کر کار کے پاس آ کر پوچھا "آپ کس انتظار میں ہیں۔ اپنے راستے پر نہیں جائیں گی؟"

"میں نادان نہیں ہوں۔ تمہارے خیال خوانی کرنے والے مجھے رازداری سے کہیں جانے نہیں دیں گے۔ میں تمہارے ساتھ مہمان خانے جاؤں گی۔"

علی اس کے پاس دوسری طرف سے آ کر اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ فہمی جلد ہی واپس آ کر علی کو مہروز کے بارے میں اہم اطلاع دینے والی تھی۔

○☆○

پارس اور پورس کے چہروں پر کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ اب دونوں ہم شکل نہیں تھے۔ ان دونوں کے علاوہ سونیا' فہمی اور دوسرے اہم سراغرساں جنہیں ٹیلی پیتھی سکھائی گئی تھی' ان سب پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا عمل کیا گیا تھا کہ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا ان کے صحیح خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا۔ وہ جس موقع پر جس بھیس میں رہتے' اسی بھیس کے مطابق ان کے خیالات ڈھل جاتے۔ دشمنوں کو چور خیالات پڑھنے کے باوجود ان کی اصلیت معلوم نہ ہوتی۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا دشمن ان کے دماغوں میں آسانی سے آ جا سکتا تھا۔ اسے کبھی شبہ نہ ہوتا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے افراد ہیں۔ یہ تمام ضرورت کے وقت پندرہ بیس اور تیس منٹ تک سانس روک سکتے تھے۔

اتنی حفاظتی تدابیر پر عمل کیے جانے کے بعد پارس اور پورس نے بھارت جانے سے پہلے مہاراج اور مہیش کے دماغوں میں رہ کر انہیں ایک ایسے طیارے سے سفر کرایا جو پیرس میں ایک گھنٹا ٹھہر کر آگے بھارت جانے والا تھا۔ وہ باپ بیٹے یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ہمارے معمول اور تابع ہیں۔ وہ اس خوش فہمی میں تھے کہ ان پر تنویمی عمل کرنے والا ایک حادثے میں اسپتال پہنچا ہوا ہے اور وہ ان چاروں یوگا جاننے والے افسران کو دھوکا دے کر ان کی قید سے آزاد ہو گئے ہیں۔

میں نے امریکی اکابرین کو دھمکی دی تھی کہ مہاراج اور مہیش کسی دن بھی نیویارک سے بھارت جائیں گے۔ انہیں روکنے کی خفیہ سازش بھی کی جائے گی تو سزا کے طور پر ان تمام اکا
چاروں یوگا جاننے والے افسران جیسا حال ہوگا۔ ان چا
نے زخمی کیا تھا اور اس بات کی اجازت نہیں دی تھی
زخموں کی مرہم پٹی کرا سکیں۔

بعد میں ایک افسر زخم کی تکلیف سے مجبور ہو کر ا
اسپتال میں گیا تھا۔ جب اس نے مرہم پٹی کرانے کے بعد
چاہا تو نہ تکلیف کم ہوئی اور نہ ہی انجکشن دینے سے نیند
نے اس سے کہا "میں نے انجکشن تبدیل کروا دیا تھا۔ وہ
نہیں جگائے رکھنے کا انجکشن تھا اور زخم پر جو مرہم لگایا گ
سپٹک نہیں تھا بلکہ سپٹک یعنی زخم کو خراب کرنے والا

وہ وہاں سے دوڑتا ہوا اپنے تین زخمی ساتھیوں کے
میں آیا' انہیں بتانے لگا کہ میری مرضی کے خلاف مرہم
کا انجام برا ہو رہا ہے۔ باقی اکابرین نے ان کی مدد کرنے
کروایا تھا لیکن دل ہی دل میں وہ ان چاروں کے لیے ہمد
تھے۔ ان میں سے ایک نے بڑی رازداری سے اسرا
انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم سے فون پر رابطہ
سے درخواست کی "آپ کی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا وا
ہے۔ پلیز ہمارے چار زخمی افسران کی مدد کریں۔ ہم ا
امداد پہنچائیں گے۔ تو ہمیں بھی فرہاد صاحب کی طرف
سزائیں ملیں گی۔"

برین آدم نے کہا "فرہاد صاحب کی مہربانی سے ہمیں
ملی ہے لہٰذا ہم ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر کے
دشمنی مول نہیں لیں گے۔"

"آپ یہ تو نہ بھولیں کہ ہم تمام اسلامی ممالک
آپ کے ایک چھوٹے سے ملک کو کتنا طاقت ور بنا
ہیں۔"

"فرہاد ہماری تمام طاقت کو ایک ہی جھٹکے میں ختم کر
الپا کو اغوا کرا دے گا تو کیا ہماری ٹیلی پیتھی جاننے والی کو
لائیں گے؟"

برین آدم نے انہیں کھرا سا جواب دیا لیکن ا
"ہمیں ان چار افسران کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ ا
مفادات کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ تم
کو انسانیت کا حوالہ دے کر راضی کرو۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آئی۔ میں
بات تمہاری سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ پارس نے تمہیں شو
بنایا تھا لیکن ہم نے تمہیں بہو تسلیم نہیں کیا تھا اور بابا
ادارے میں تمہیں قدم رکھنے نہیں دیا تھا۔"

"میں نے مانتی ہوں آپ میرے مزاج کو بلکہ
خوب سمجھتے ہیں۔ آپ نے پارس کو اس لیے شادی کر
روکا کہ میں اس کی ایک بیٹی کو جنم دینے والی تھی۔ آ

آپ کے پاس پہنچ گئی اور میری گود خالی ہو گئی۔ ایک ماں کو خواہ وہ چالباز ہی سہی آپ نے سزا دے دی۔"

"تمہاری سزا ختم ہو چکی ہے اس لیے تمہیں اسرائیل واپس بھیج دیا گیا۔ اب کیا چاہتی ہو؟"

"میں اپنے لیے نہیں' آپ کو انسانیت کا واسطہ دے کر دوسروں کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔"

"دوسروں کے کام آنا اچھی بات ہے لیکن مجھے انسانیت کا واسطہ کیوں دے رہی ہو؟"

"آپ انہیں سزائیں دے رہے ہیں۔ ان کے لیے معافی کی درخواست کر رہی ہوں۔"

"اچھا سمجھ گیا۔ امریکی اسرائیلی دوستانہ اور امدادی معاہدے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ان چار زخمی افسران کی امداد کے لیے ان سے دوستی کے تقاضے پورے کرنا چاہتی ہو۔"

"نہیں' میں تو انسانیت..."

"بس آگے نہ بولو۔ تم لوگوں کے سامنے انسانیت یہ ہے کہ عالم اسلام سے دشمنی کرتے وقت مسلمانوں کو انسان نہ سمجھو۔ میں برسوں سے تم لوگوں کو ناکامی کے جوتے مارتا آ رہا ہوں مگر تمہیں عقل نہیں آ رہی ہے۔ ٹھیک ہے جاؤ' انسانیت کے حوالے سے ان چاروں کے کام آؤ۔ ان کا علاج کراؤ لیکن یہ کبھی نہ بتانا کہ میں نے اجازت دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ امریکا پر تمہارا احسان رہے' یہ میری پالیسی ہے۔"

"اگر آپ کی ایسی کوئی پالیسی ہے کہ ان چاروں کا علاج کرانے سے مجھے یا میرے ملک کو نقصان پہنچے گا تو میں ان چاروں کی طرف رخ بھی نہیں کروں گی۔"

"کیوں نہیں کرو گی؟ انسانیت کی بھلائی کا جذبہ کیا ہو گیا؟ تم لوگوں سے گرگٹ بھی شرمندہ ہے کہ اتنے رنگ نہیں بدلتا ہے۔ جاؤ یہ میرا وعدہ ہے کہ ان چاروں کا علاج کراؤ گی تو میں تمہیں اور تمہارے ملک کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے اصلی مجاہدین فرہاد گیلانی اور قاسم بن حسام ہمیں واپس مل گئے ہیں لیکن یاد رکھنا' آئندہ امریکی سازشوں میں ہمارے خلاف حصہ لو گی تو تمہیں بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔"

میں نے سانس روک لی۔ اس نے خوش ہو کر برین آدم کو تمام باتیں بتائیں۔ اس نے الپا سے کہا "اب امریکی اکابرین سے رابطہ کرو اور پوچھو' تم خطرہ مول لے کر ان چاروں کا علاج کراؤ گی' اس کے عوض اسرائیل کو کیا ملے گا؟"

میں خاموشی سے الپا کے دماغ میں تھا۔ وہ مجھے محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ میں صرف یہ دیکھنے کے لیے رک گیا تھا کہ یہ یہودی اپنے مددگار باپ کے بھی نہیں ہوتے ہیں۔ اسرائیل کی ابتدا سے اب تک امریکی باپ کی امداد سے منی سپر پاور بننے کے باوجود امریکا کا معمولی سا کام کرنے سے پہلے اس سے اپنے مفادات حاصل کرنے کی بات کرتے ہیں۔

میں وہاں سے چلا آیا۔ مجھے اس کی پروا نہیں تھی کہ وہ دونوں اسلام دشمن ممالک ایک دوسرے سے کیسے لین دین کرتے ہیں۔ مجھے یہ اطمینان تھا کہ وہ دونوں آئندہ ہمیں دھوکا نہیں دے سکیں گے۔ ہم الپا کے دماغ میں گھس کر بڑے بڑے اہم راز معلوم کرتے رہیں گے۔

مثلاً یہ معلوم ہو چکا تھا کہ کسی ایسے دن جب ہم جیسے اہم ٹیلی پیتھی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے میں موجود ہوں تو اچانک ہوائی حملوں سے اور میزائلوں سے بابا صاحب کے ادارے میں ایسی تباہی لائی جائے کہ وہاں سے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور روحانیت کے حامل جناب تبریزی اور آمنہ بھی زندہ بچ کر نہ جا سکیں۔

اس سلسلے میں امریکا' اسرائیل' فرانس' جرمنی اور روس کے خاص نمائندوں کی جو خفیہ کانفرنس ہو رہی تھی' اس کانفرنس میں کس ملک کے کون کون سے چار نمائندے شریک ہو رہے ہیں۔ ان سب کے نام اور پتے ہمیں الپا کے ذریعے معلوم ہو چکے تھے۔

وہ سب پہلے خفیہ اجلاس میں اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے پر تباہ کن حملے ایک ہی دن اور ایک ہی رات میں اتنی تیزی اور تسلسل سے ہونے چاہئیں کہ ہمیں جوابی حملہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ ہم صرف اپنی جانیں بچانے کی فکر کریں اور جانیں بھی نہ بچا سکیں۔

ایک نے کہا "اس کے لیے لازمی ہے کہ یہاں کے خفیہ اجلاس کی بات باہر نہ جائے۔ اس کا کامیاب طریقہ یہ ہو گا کہ سب اپنے اپنے ملکوں کے پناٹائز کرنے والوں کی خدمات حاصل کریں۔ خود پر تنویمی عمل کے ذریعے اپنے دماغوں کو اس قدر حساس بنائیں کہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیا کریں اور سانس روک کر انہیں اپنے خیالات پڑھنے کا موقع نہ دیا کریں۔"

دوسرے نے کہا "صرف اتنا ہی نہیں' ہم یہاں سے جا کر اپنے متعلقہ افسران کو اجلاس کی کارروائی کا حال سناتے ہیں۔ ان افسران کو بھی ہر طرح کا نشہ چھوڑ کر تنویمی عمل کے ذریعے اپنے دماغوں کو لاک کرانا چاہیے ورنہ یہ راز' پھر راز نہیں رہے گا۔ جو بہت بڑی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں' وہ ایسی ناکامی ہو گی کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے پیچھا چھڑانا ممکن نہ رہے گا۔

تنویمی عمل کے ذریعے اپنے دماغوں کو لاک کرانا سب سے اہم تھا۔ اس فیصلے کو سب نے تسلیم کیا۔ اپنے اپنے ملک کے پناٹائز کرنے والوں کی خدمات حاصل کیں۔ ایسے وقت میں' سونیا اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغرساں ان تمام نمائندوں

ان کے متعلقہ افسروں کے دماغوں میں رہ کر ان پر کئے جانے والے عمل کو ناکام بناتے رہے اور انہیں اس خوش فہمی میں مبتلا رہنے دیا کہ اب وہ سب یوگا کے ماہر ہو چکے ہیں۔ ہم میں سے کوئی ان کے دماغوں میں کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔

وہ اپنے طور پر ہر طرح سے مطمئن ہونا چاہتے تھے۔ لہٰذا الپا سے کہا گیا کہ وہ ان میں سے ہر ایک کے دماغ میں آئے۔ تب عملی طور پر معلوم ہوگا کہ وہ آئندہ اپنے دشمن خیال خوانی کرنے والوں کا راستہ روکنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

میں اور سونیا' الپا کے دماغ میں تھے۔ الپا نے جس شخص کے لب و لہجے کے متعلق سوچ کر خیال خوانی کی پرواز کی ایسے وقت ہم میں سے ایک اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا پھر وہاں الپا کو محسوس کرتے ہی اس شخص کو اچانک سانس روکنے پر مائل کیا۔ اس طرح الپا اس خفیہ مشن سے تعلق رکھنے والے نمائندوں اور افسروں کے دماغوں میں جاتی رہی اور ہم ثابت کرتے رہے کہ وہ سب یوگا کے ماہرین بن چکے ہیں۔ ان سب کو پورا یقین ہو گیا کہ ان کے خفیہ مشن کی بات ہم میں سے کسی کے پاس نہیں پہنچے گی۔

آئندہ الپا کسی ضرورت کے تحت ان میں سے کسی کے پاس جا سکتی تھی لہٰذا ہم نے اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغرسانوں کو یہ ذمے داری دی کہ وہ ہر چھ گھنٹے تک الپا کے دماغ میں جاتے آتے رہیں۔ اس طریقہ کار سے یہ فائدہ پہنچا کہ واقعی الپا کو کئی بار ضروری معاملات میں بلایا گیا۔ وہ دوسرے افسران کے دماغوں میں جاتی رہی لیکن جن پر تنویمی عمل کیا گیا تھا وہ سانس روک کر الپا کا نام سننے کے بعد اسے اپنے دماغ میں آنے دیتے رہے۔ وہ اپنی حکمت عملی پر خوش ہوتے رہے اور ہم اپنی حکمت عملی پر مطمئن ہو گئے تھے۔

امریکی اکابرین نے اسرائیلی اکابرین کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے احسانات تسلیم کرتے رہے۔ الپا کی وجہ سے چاروں زخمی افسران کا علاج ہو رہا تھا اور خفیہ مشن کے معاملہ میں الپا بہت کام آ رہی تھی۔ انہوں نے الپا سے کہا "ایک مہربانی اور کرو گی تو ہمارے پاس بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے دو کھوٹے سکے رہا کریں گے۔"

الپا نے کہا "آپ لوگ مہاراج اور مہیش کو کھوٹے سکے کہہ رہے ہیں لیکن فرہاد کھوٹے سکوں سے بھی کام لینا جانتا ہے۔ اس نے آپ لوگوں کو وارننگ دی ہے کہ وہ باپ بیٹے نیویارک سے بھارت جائیں تو ائرپورٹ پر انہیں نہ روکا جائے۔ اگر میں انہیں روکوں گی تو الزام آپ ہی لوگوں پر آئے گا پھر وہ کیسی سزائیں دیتا ہے۔ یہ آپ دیکھ چکے ہیں۔"

"تم درست کہتی ہو لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں نیویارک کے ائرپورٹ پر جانے سے روکو۔ انہیں امریکا سے دور چلے جانے دو۔ طیارہ یورپ کے کسی شہر میں ایک آدھ گھنٹے کے لیے رکے گا۔ وہاں تم ان کے لیے رکاوٹ بن سکتی ہو۔ یا ان کے بھارت پہنچنے کے بعد انہیں ٹریپ کر سکتی ہو پھر ہم پر الزام نہیں آئے گا۔"

"ہاں ان کے بھارت پہنچنے کے بعد انہیں ٹریپ کر سکتی ہوں لیکن میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں۔ آپ حضرات صبر سے انتظار کریں۔ جب بھی موقع ملے گا۔ میں ان دونوں کو آپ کے حوالے کردوں گی لیکن ان دونوں کے لیے ہمارا مطالبہ پہلے پورا کرنا ہوگا۔"

"بولو کیا مطالبہ ہے؟؟"

"میں بگ برادر (برین آدم) سے مشورہ کرنے کے بعد بتاؤں گی۔"

اس نے برین آدم کے پاس آکر یہ باتیں بتائیں۔ اس نے کہا "الپا! وہ باپ بیٹے احمق ہی سہی لیکن ہمارے بھی کام آ سکتے ہیں۔"

"بے شک کام آ سکتے ہیں۔ میں ان دونوں کو ٹریپ کر کے پہلے اپنا معمول اور تابع بناؤں گی۔ ان کے دماغوں میں یہ نقش کروں گی کہ امریکا جانے کے بعد کوئی بھی پیناٹائز جاننے والا ان پر عمل کرے تو یہی ظاہر کرنا کہ وہ اس کے تنویمی عمل کے زیر اثر آ چکے ہیں اور ان کے دماغ لاکڈ ہو چکے ہیں۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا دشمن ان کے اندر نہیں آ سکے گا۔ جبکہ صرف میں ان دونوں پر حاوی رہا کروں گی۔"

"شاباش! اچھی تدبیر ہے۔"

"میں موقع دیکھ کر انہیں بھارت میں ٹریپ کروں گی۔ آپ سیاسی طور پر سوچیں کہ اس بار امریکا سے کون سا منافع بخش مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔"

ہمارے دشمن اس سچائی کو برسوں سے جانتے تھے کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے قابو میں آتا تھا تو ہم اسے غلام بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ اسے آزاد چھوڑ دیتے تھے اور درپردہ بھی اسے معمول یا تابع بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ الپا بھی اس سے پہلے کئی بار ہماری گرفت میں آئی تھی اور ہم نے اسے بھی آزاد چھوڑ دیا تھا لیکن اس بار صرف اس لیے اس کے دماغ میں جگہ بنا رکھی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کی سلامتی ہمارے اصولوں سے بھی زیادہ ضروری تھی۔ لہٰذا اصول کے خلاف الپا کو آلہ کار بنا کر ہم دشمنوں کے ارادوں کو بخوبی سمجھ سکتے تھے اور الپا کے ذریعے خفیہ مشن کے اراکین کو یقین دلا چکے تھے کہ ہم ان کے ناپاک عزائم سے غافل ہیں۔

دوستوں کو خوش رکھنا اچھی بات ہے۔ ہم دشمنوں کو خوش کر رہے تھے۔

○☆○

پیرس کے ائرپورٹ پر بڑی رونق تھی۔ مرد' عورتیں بوڑھے اور بچے سب ہی آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں صرف گوری چٹی عورتیں ہی نہیں' کالی پیلی اور دلکش سانولی سلونی لڑکیاں بھی تھیں۔ کئی ملکوں کے افراد مختلف رنگ و نسل کے ساتھ دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں میری نسل بھی تھی یعنی پارس اور پورس۔ اس نسل نے رنگ بدل لیا تھا۔ بھارتی بن گئے تھے۔

پارس نے ایک کرتا اور سیدھی کاٹ کا پاجامہ' واسکٹ اور سر پر نہرو ٹوپی پہنی تھی۔ پورس سوٹ اور نکٹائی میں تھا لیکن سر پر ویسی ہی نہرو ٹوپی پہنی تھی۔ ایسا لباس پہنتے وقت پارس نے پوچھا تھا "جب سوٹ پہنا ہے تو یہ بھارتی چھاپ ٹوپی پہننے کی کیا ضرورت ہے؟"

پورس نے کہا "تیری شادی ہو چکی ہے تو ایسا اکھنڈ بھارتی بن کر رہ سکتا ہے۔ مجھے تو تیرے لیے ایک بھابی کا بندوبست کرنا ہے۔ اگر کوئی بھارتی حسینہ نظر آئے گی تو سر پر یہ ٹوپی رہے گی۔ اگر کوئی گوری میم صاحب ملے گی تو ٹوپی جیب میں رکھ لوں گا۔"

ثانی نے پوچھا "یعنی تم کسی کو اپنا بنانے کے لیے فراڈ کرو گے۔ شادی زندگی بھر کا اٹوٹ رشتہ ہوتا ہے۔ تم یہاں بھی بدمعاشی سے باز نہیں آؤ گے؟"

پارس نے کہا "میری شرافت دیکھو۔ ثانی کو شریکِ حیات بنانے کے بعد میں نے دنیا کی ہر عورت کو ماں بہن سمجھا ہے۔"

ثانی نے طنزیہ انداز میں کہا "وہ تو سمجھنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ یہ بیوی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ تمہارے اندر کا چور پکڑ سکتی ہے۔ اس لیے شریف بن گئے ہو۔"

پورس نے کہا "ثانی! چور چوری سے جاتا ہے۔ ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ ابھی اس نے کہا ہے' دنیا کی ہر عورت کو ماں بہن سمجھتا ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ ہر لڑکی کو بہن سمجھتا ہے۔ کیونکہ لڑکیاں تو کنواری ہوتی ہیں۔"

ثانی نے کہا "بے چارہ پارس! ایسا کہہ کر صرف منہ کا مزہ بدلتا ہے۔ میرے جیتے جی آگے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں تو دعا کرتی ہوں' دنیا کی تمام بیویوں کو ٹیلی پیتھی کا علم حاصل ہو جائے پھر ہر سو شوہر حضرات سر جھکائے تسبیح پڑھتے نظر آئیں گے۔"

پورس نے کہا "تمہاری دعا بڑی شریفانہ ہے مگر قبول نہیں ہوگی۔ یہ تو ناممکن ہے کہ تمام بیویاں خیال خوانی کرنا سیکھ کر شوہروں کے لیے وبالِ جان بن جائیں۔"

"سب کے لیے نہ سہی۔ میری دعا تمہارے لیے قبول ہوگی۔ تمہاری زندگی میں وہی لڑکی شریک حیات بن کر آئے گی' جو ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

پورس نے کہا "ثانی! تم میری نہیں اپنے میاں کی فکر کرتی رہو۔ کیا تم سمجھتی ہو' تمہاری مرضی سے میری زندگی میں ایک شریکِ حیات آئے گی۔"

"شریکِ حیات تمہاری اپنی مرضی سے آئے گی لیکن تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔"

"دیکھو ثانی! یہ بات اتنی سنجیدگی سے چیلنج کے انداز میں نہ کہو۔"

"میں جس بات کا چیلنج کرتی ہوں' اسے کر دکھاتی ہوں۔"

"سوچ لو۔ اب میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ اپنی زندگی میں آنے والی کے چور خیالات پہلے پڑھوں گا۔ تمام پہلوؤں سے مطمئن ہو جاؤں گا کہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے' تب اس سے شادی کروں گا۔"

ثانی قہقہے لگانے لگی۔ پورس نے پارس سے کہا "یار! یہ تیری والی بڑی خطرناک ہے۔ مجھ جیسے چالباز کو اندیشے میں مبتلا کر رہی ہے۔"

پارس نے کہا "ہم دونوں بڑے چال باز اور مکار سمجھے جاتے ہیں لیکن جب سے یہ دنیا آباد ہوئی ہے' تب سے تریا چلتر یعنی عورت کی مکاری تسلیم شدہ ہے۔ ہائے پورس! میں تیرے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں۔"

اچانک پورس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ثانی سے کہا "دیوی جی! دھنیے ہو۔ آپ نے یہاں ایک سے بڑھ کر ایک ناری دکھائی لیکن میں نے بھارت ماتا کو وچن دیا ہے کہ بھارت کی کسی سندری اور وشال سوچ رکھنے والی سے شادی کروں گا۔"

ثانی نے حیرانی سے پوچھا "تم انگریزی بولتے بولتے اچانک ہندی بھاشا کیوں بول رہے ہو؟"

پارس نے کہا "ثانی! یہ بڑا دیس بھگت ہے۔ ابھی تمہارے پیچھے سے ایک خوب صورت لڑکی ساڑی پہنے گزر رہی تھی۔ یہ پانسا پھینک رہا تھا۔"

"خدا کا شکر ہے کہ جناب تبریزی نے مجھے تم دونوں کے ساتھ جانے سے منع کیا ہے۔ ورنہ ساتھ رہتی تو تمہیں مچھلیوں کا شکار کرنا بھلا دیتی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پورس نے ایک طرف حیرانی سے دیکھا پھر جلدی سے نہرو کیپ اتار کر جیب میں رکھتے ہوئے انگریزی بولنے لگا۔

"O MADAM AS YOU KNOW
I DON'T LIKE ASIAN GIRLS .
I HAVE BEEN IN SEARCH OF
SUCH BEAUTIFUL GIRL WHO
BELONGS TO A EUROPIAN COUNTRY."

(میڈم! جیسا کہ آپ مجھے جانتی ہیں۔ میں ایشیائی لڑکیوں کو ناپسند کرتا ہوں اور ہمیشہ یورپ کے کسی ملک سے تعلق رکھنے والی حسینہ کی تلاش میں رہتا ہوں۔"

اس بار ایک حسین دوشیزہ اسکرٹ اور بلاؤز میں نظر آرہی تھی۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ جو لڑکی تھوڑی دیر پہلے ساڑی پہن کر نظروں کے سامنے سے گئی تھی۔ اس بار وہی لڑکی یا اس کی ہم شکل لڑکی اسکرٹ اور بلاؤز میں نظر آرہی تھی۔ وہ متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی ہوئی ثانی کے پاس آئی پھر بولی "ایکسکیوز می! آپ نے میری ایک ہم شکل لڑکی کو دیکھا ہے۔ وہ پنک کلر کی ساڑی پہنی ہوئی تھی۔"

ایسا پوچھنے والی انگریزی بول رہی تھی۔ پورس نے بھی اسی زبان میں کہا "یس۔ میں نے دیکھا ہے۔ وہ ادھر واش روم کی طرف گئی ہے۔ میں تو تمہیں دیکھ کر حیران ہوں۔ تم دونوں بالکل ایک جیسی ہو۔ دونوں ایک ساتھ ہوں تو پہچاننا ممکن نہیں ہوگا کہ کس کا نام کیا ہے؟ بائی دا وے تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ جلدی میں تھی۔ نام بتائے بغیر چلی گئی۔ ثانی نے پارس سے پوچھا "کیا واقعی دونوں بالکل ہم شکل ہیں؟"

پارس نے کہا "حیرت انگیز طور پر میرے اور پورس کی طرح ہم شکل ہیں۔ ہمارے تو خیر چہرے بدلے گئے ہیں۔ ان دونوں میں اتنا ہی فرق ہے کہ پہلے والی بالکل ہندوستانی لگ رہی تھی اور یہ دوسری اپنی بول چال اور لباس سے بالکل انگریز...."

اتنا سنتے ہی ثانی بے اختیار ہنسنے لگی۔ پارس نے پوچھا "اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

ثانی نے بدستور ہنستے ہوئے کہا "تم ابھی تک نہیں سمجھے؟ ارے اس عاشق نے ایک کے سامنے نہرو کیپ پہن کر خود کو آدرش بھارتی بنایا۔ دوسری کے سامنے کیپ جیب میں رکھ کر انگریزی جھاڑنے لگا۔ اب اگر وہ دونوں ہم سفر رہیں گی تو یہ عاشق ایک کے سامنے کیپ پہنتا رہے گا اور دوسری کے سامنے کیپ چھپاتا رہے گا۔ اب یہ دو پاٹوں کے بیچ پستا رہے گا۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "واقعی پورس! اب تیرا کیا بنے گا؟"

پورس نے سر کھجاتے ہوئے کہا "ہاں یار! یہ تو مسئلہ ہو گیا۔ اگر میں طیارے میں کیپ پہن کر نہیں رہوں گا اور وہ ساڑی والی گھاس نہیں ڈالے گی تو دوسری مجھے اس لیے لفٹ نہیں دے گی کہ مجھے کیپ پہنے دیکھ چکی ہوگی۔"

پھر وہ ثانی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا "ثانی! میری پیاری بھابی! میں تو تمہارا چھوٹا دیور ہوں۔ دو سیکنڈ بعد پیدا ہوا تھا۔ بھلا تم مجھ سے زیادہ کس سے پیار کرو گی؟"

ثانی نے اپنے شانے سے اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا "مطلب کی بات کرو؟"

"ایسے بگڑے ہوئے تیور سے بولو گی تو مجھ سے بولا نہیں جائے گا۔ ذرا پیار سے بولو نا بھابی جان!"

وہ طنزیہ انداز میں مسکرا کر بولی۔ "بولو دیور جی؟"

"نہیں' جانے دو۔ میں تمہارا انداز سمجھ رہا ہوں۔ تم کبھی مجھے بھابی کا پیار نہیں دو گی۔ میں کنوارا ہی مر جاؤں گا۔"

ثانی نے ایک ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ایک تھپڑ ماروں گی۔ سفر شروع کرنے سے پہلے مرنے کی بات کر رہے ہو۔ مریں تمہارے دشمن مجھے اچھی طرح اندازہ ہے کہ تم دونوں سفر کے دوران کیسی شیطانی حرکتیں کرو گے۔ مجھ سے چاہتے ہو کہ میں خیال خوانی کے ذریعے مداخلت نہ کروں؟"

"ہائے ثانی! ہم دونوں بھائی تم پر قربان۔ بس یہی چھوٹی سی درخواست ہے۔ مداخلت نہ کرنا۔ میں تمہارے پارس کو جیسے کنوارا لے جا رہا ہوں۔ ویسا ہی کنوارا واپس لاؤں گا۔ بس تھوڑا سا ڈراما کرنا ہے۔ تم کبھی اعتراض نہ کرنا۔"

"نہیں کروں گی۔ میں اپنے میاں کو قابو میں رکھنا جانتی ہوں۔"

اناؤنس ہونے لگا کہ ان کا طیارہ پرواز کے لئے تیار ہے۔

مسافر خواتین و حضرات تشریف لے آئیں۔ ثانی نے کہا۔ "روانگی کا وقت ہو گیا ہے اور تم دونوں نے اتنا وقت فضول باتوں میں گزار دیا۔ مہاراج اور مہیش کی خبر لینی چاہیے تھی۔"

پارس نے ثانی کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "ہم معلوم کرتے رہے ہیں۔ وہ دونوں اسی طیارے میں ہیں۔"

ثانی نے خود کو چھڑا کر کہا۔ "یہ کیا حرکت ہے؟ یہ یورپ ہے تو کیا ہوا' ہمیں اپنی تہذیب نہیں بھولنا چاہیے۔"

وہ مایوس ہو کر بولا۔ "چلو کوئی بات نہیں' میں خیال خوانی کے ذریعے رومانی انداز میں الوداع کہوں گا۔"

پورس نے کہا۔ "مگر ثانی یاد رکھنا۔ تم ہمارے دماغوں میں نہ آنا۔ ہم خود تمہارے پاس آجایا کریں گے۔ پلیز مجھ سے تعاون کرو گی نا؟"

"ہاں کروں گی۔ اب جاؤ۔ دوسری بار اناؤنسمنٹ ہو رہی ہے۔"

وہ دونوں رخصت ہو کر بورڈنگ کارڈز وغیرہ لے کر طیارے میں آگئے۔ اپنا اپنا بیگ لے کر سر جھکائے اور منہ چھپائے سیٹوں پر بیٹھے مہاراج اور مہیش کی موجودگی سے مطمئن ہو کر اس انگریزی بولنے والی کے دماغ میں پہنچ گئے جو ثانی سے اپنی ہم شکل کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے دور بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک سامنے کی طرف دوسری قطار میں اپنے سامنے ایک اخبار کو رکھے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مسافر سے منہ چھپائے کہہ رہی تھی۔ "مینا! تم نے ان دونوں کو دیکھا؟ اگرچہ وہ میک اپ میں ہیں لیکن تم نے انہیں دیکھا ہے تو پہلے تم بتاؤ۔ وہ کون ہو سکتے ہیں۔"

"جینا! تم خوامخواہ میرا امتحان لے رہی ہو۔ ہم دونوں نے ڈھائی برس تک اسکاٹ لینڈ یارڈ میں سراغ رسانی کی تربیت حاصل کی ہے اور میں نے سراغ رسانی کے کئی شعبوں میں تم سے زیادہ مارکس حاصل کئے ہیں لہٰذا مجھے تمہارا امتحان لینا چاہیے۔"

"دو چار مارکس زیادہ لے کر ذہانت میں مجھ سے آگے نہیں ہو گئی ہو۔ صاف بولو کہ انہیں دیکھا ہے مگر پہچان نہیں پائی ہو۔"

جینا کے گلے میں ایک لاکٹ تھا جو دراصل ایک مائیک تھا۔ اس کی گود میں ایک چھوٹا سا واک مین تھا اور کانوں میں ایک ہیڈ فون لگا ہوا تھا جس کے ذریعے وہ مینا کی آواز سن رہی تھی۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے مسافر نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ وہ اسے مخاطب کرنے کے لئے کچھ کہہ رہی ہے پھر کانوں میں ہیڈ فون اور واک مین دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ پاپ میوزک سنتے ہوئے بڑبڑانے کے انداز میں ہندی اخبار پڑھ رہی ہے۔ وہ شخص ہندی زبان نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی بات نہیں سمجھ رہا تھا۔

مینا نے اس سے کہا۔ "نہیں پہچاننا کچھ مشکل نہیں ہے لیکن ان کے پاس جا کر اور مسکرا کر گفتگو کرنے سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ میرے دماغ میں آجائیں گے۔ آئندہ تم مجھ سے گفتگو کرو گی تو وہ تمہارے اندر بھی ہیلو کہیں گے۔"

پورس نے کہا۔ "یار! ان دونوں کو ہم پر شبہ ہے اور شبہ درست ہے۔ انہیں اندیشہ بھی ہے جب کہ یہ نہیں جانتیں کہ ہم ان کے اندر پہنچ چکے ہیں۔"

پارس نے پوچھا۔ "پہلے یہ بتا' تجھے دیسی رنگ ڈھنگ والی پسند ہے یا بدیسی اسٹائل والی؟"

"یار! چہرہ' حسن و شباب' رنگ و روپ اور قد و قامت سب ایک جیسا ہے۔ ایک کو چھپاؤ' دوسری کو نکالو۔ دونوں ایک ہی لگیں گی۔ تو ہی بتا دے تجھے کیسی بھابی چاہیے؟"

"بھئی اپنی ایشیائی تہذیب بہتر ہوتی ہے۔ اس ساڑھی والی کا نام مینا ہے۔ وہی بہتر ہے۔ وہ ایک شعر ہے۔ ٹھیک طرح سے یاد نہیں ہے۔ اس میں شاعر نے بھی تجھے مشورہ دیا ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے۔ بس تو اپنے آگے مینا ہی کو رکھ لے۔"

"مجھے بھی وہی پسند ہے۔ ایسا کرتا ہوں۔ مینا کو اپنے آگے رکھوں گا اور ہنگامی حالت کے لئے جینا کو پیچھے۔ ادھر سے لفٹ نہیں ملے گی تو ادھر گھوم جاؤں گا۔"

"دوسری کے آگے نہرو کیپ اتارے گا تو وہ بھی لفٹ نہیں دے گی یہاں سے باتھ روم چل۔ اب ہم بھی ہم شکل بن کر بیک وقت دونوں سے لفٹ لیں گے۔ جہاں کامیابی ہوگی وہاں تو جانا' جہاں ناکامی ہوگی وہاں سے میں پھر باتھ روم جا کر موجودہ روپ میں آجاؤں گا۔"

وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر باتھ روم جاتے ہوئے باپ بیٹے کے دماغوں میں پہنچے اور ان کے عامل کی آواز اور لب و لہجے میں حکم دیا کہ مینا اور جینا نام کی دو ہم شکل لڑکیاں ان سے گفتگو کریں گی تو ان کے دماغوں میں ہرگز نہ جانا۔

ان دونوں نے ایک باتھ روم میں آکر اپنے چہرے کے ریڈی میڈ میک اپ کو آئینے میں دیکھا۔ پورس نے کہا۔ "میں اپنے موجودہ میک اپ میں جواہر لال نہرو کیپ پہن کر رہوں گا۔ تو میرا ہم شکل بن جا۔"

ان دونوں کے بیگ میں ریڈی میڈ میک اپ کے کئی سامان تھے۔ پارس اپنے پہلے میک اپ میں تھوڑی تھوڑی تبدیلی کرنے لگا۔ آدھے گھنٹے میں پورس کی شکل کا ہم شکل بن گیا۔ ایسے وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ پورس نے ذرا سا دروازہ کھول کر دیکھا۔ ایک سکھ نے کہا۔ "میں پندرہ منٹ سے کھڑا ہوا ہوں۔ پلیز جلدی باہر آئیں۔"

پورس نے کہا۔ "بات یہ ہے کہ میرے بھائی کو کچھ تکلیف ہے۔ جب تک میں اس کے پاس کھڑا رہ کر شو شو نہیں کرتا' اس وقت تک وہ فارغ نہیں ہوتا۔ آپ سامنے والے ٹائلٹ میں چلے جائیں۔"

سکھ نے کہا۔ "کیسے جاؤں؟ یہاں دو بھائی اندر ہیں اور سامنے

والے ٹائلٹ میں دو بہنیں گئی ہیں۔ کمال ہے' دونوں ہم شکل ہیں۔"

پارس کا میک اپ مکمل ہو چکا تھا۔ پورس نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "کمال تو اوپر والے کا ہے۔ یہاں دو بھائی بھی ہم شکل ہیں۔"

وہ دونوں سکھ کے سامنے سے گزرتے ہوئے گئے۔ وہ بے چارہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہ گیا۔ ٹائلٹ جانا بھول گیا پھر اسے یاد آیا۔ وہ دروازہ کھول کر جانا چاہتا تھا۔ اسی وقت سامنے کے باتھ روم سے دو ہم شکل بہنیں باہر آئیں۔ اس نے سر کھجاتے ہوئے ایک اسٹیوارڈ کو بلا کر پوچھا۔ "میں باتھ روم میں اکیلا جانا چاہتا ہوں۔ کیا جا سکتا ہوں؟"

اسٹیوارڈ نے کہا۔ "آپ عجیب بات کر رہے ہیں۔ دنیا کا ہر انسان ٹائلٹ میں اکیلے جاتا ہے۔"

"اکیلے نہیں جاتا۔ اس ٹائلٹ سے دو ہم شکل بھائی نکل کر گئے اور اس ٹائلٹ سے دو ہم شکل بہنیں نکل کر گئی ہیں۔ میں سب سمجھ گیا ہوں۔"

"کیا سمجھ گئے ہیں؟"

"اس طیارے میں ایک آدمی نہیں جاتا ہے۔ آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔"

"سوری مسٹر! میں پاگل نہیں ہوں۔"

سکھ تیزی سے چلتا ہوا اپنی بیوی کے پاس آیا اور بولا "اوے نکے دی ماں! چل میرے نال۔"

بیوی نے پوچھا۔ "کتھے جانا ہے......"

"ٹائلٹ جانا اے۔ نئیں تے میں اتھے ای۔ میں کی آکھاں تو ...... آپے ای سمجھدی اے نا؟"

بیوی نے کہا۔ "اوے تینوں شرم نئی آوندی۔ ساڈے کار وچ بیڈ روم اے۔ میں ٹائلٹ نئیں جاواں گی۔"

ایک مسافر ٹائلٹ کی طرف جا رہا تھا۔ سکھ دوڑتا ہوا گیا۔ جیسے ہی وہ مسافر دروازہ کھول کر اندر گیا سکھ بھی اس کے پیچھے ٹائلٹ میں گھس گیا۔ دروازہ بند ہو گیا پھر بند دروازے کے پیچھے سے دونوں کی ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے سکھ نے اسے پوری قوت سے پکڑ رکھا ہو اور ساتھ ہی اپنی مشکل آسان کر رہا ہو۔"

پارس نے کہا۔ "ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ دونوں ایک ساتھ ٹائلٹ میں کیوں گئی تھیں؟"

پورس نے کہا۔ "تو بھارتی لباس میں ہے۔ ساڑھی والی مینا کے پاس جا میں جینا کے پاس جا رہا ہوں۔"

انہوں نے ان دونوں کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے خیالات پڑھے دونوں نے موبائل فون کے ذریعے اپنے باپ سے کہا تھا۔ ہم نے مہاراج مہیش کو دیکھا ہے۔ وہ اگرچہ بھیس بدلے ہوئے ہیں لیکن عارضی ریڈی میڈ میک اپ کو مہارت سے استعمال نہیں کیا ہے۔ اس لئے ہمیں ان پر شبہ ہوا ہے۔ ان کے قریب جانے سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے دماغوں میں پہنچ جائیں گے۔"

دوسری طرف سے باپ نے کہا۔ "میں نے کئی بار سمجھایا ہے کہ تم دونوں کو یوگا کی مشقیں کرنی چاہئیں۔ اگر یوگا میں مہارت حاصل کر لیتیں تو ان باپ بیٹے کو آسانی سے بے وقوف بنا کر اپنے ساتھ لا سکتی تھیں۔"

"پتا جی! اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ٹریننگ بہت سخت تھی۔ دن رات جسمانی اور ذہنی آزمائشوں سے گزرنے سے پہلے بہت سی اسٹڈیز کرنا پڑتی تھیں۔ تھکن سے برا حال ہوتا تھا۔ اب ہم بھارت پہنچ کر یوگا میں مہارت حاصل کریں گی۔"

"بہرحال ان سے دور دور رہو۔ میں ممبئی ائرپورٹ پر اپنے ماتحت سراغ رسانوں کے ساتھ رہوں گا پھر دیکھوں گا کہ وہ باپ بیٹے کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟"

مینا اور جینا کے خیالات سے پتا چلا کہ ان کے باپ کا نام دھرم راج سکسینہ ہے اور وہ بھارتی انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ اس کی دونوں بیٹیاں بچپن سے ذہین اور ایکشن فل لائف گزارنے کی طرف مائل تھیں۔ اس نے پہلے ان دونوں کو اپنے ڈپارٹمنٹ میں سراغ رساں کی حیثیت سے ملازمتیں دیں۔ وہ دونوں بڑے بڑے اہم کیسوں میں کامیاب ہوتی رہیں تو انہیں سرکاری اخراجات پر ٹریننگ کے لئے اسکاٹ لینڈ یارڈ بھیج دیا تھا۔

پورس نے کہا۔ "اپنی ہی برادری کی لڑکیاں ہیں۔"

پارس نے کہا۔ "ان سے دوستی کرو گے تو باپ اس کھوج میں رہے گا کہ ہم کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور بھارت کس مقصد سے آئے ہیں؟"

"یار! ابھی ہم نے سر نہیں منڈوایا ہے اور تم اولے پڑنے کی دھمکی دے رہے ہو۔ تم ساڑھی والی کے ساتھ بیٹھنے والی کو وہاں سے اٹھا کر جاؤ میں جینا کے پاس جاؤں گا۔"

پارس نے مینا کے دماغ میں رہ کر اس کے ساتھ بیٹھنے والی ایک بدمزاج عورت کے دماغ میں آیا۔ وہ مینا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ "اونہہ! حسین ہے تو کیا ہوا؟ میں اس سے زیادہ حسین ہوں لیکن یہ ایسی خاموش بیٹھی ہے جیسے مجھ سے باتیں کرنا بھی گوارا نہ ہو۔"

پھر وہ پارس کی مرضی کے مطابق سخت لہجے میں مینا سے بولی۔ "اے! تم کھڑکی کے پاس جمی بیٹھی ہو۔ تمہیں اخلاقاً مجھے بھی وہاں بیٹھنے کے لئے کہنا چاہیے۔"

مینا نے اس کے سخت لہجے کے جواب میں کہا۔ "مجھے اس کھڑکی سے باہر کی تازہ ہوا مل رہی ہے۔ تم کسی دوسری کھڑکی کے پاس چلی جاؤ۔"

"کیا تم مجھے احمق سمجھتی ہو؟ ہوائی جہاز پرواز کے دوران چاروں طرف سے بند رہتا ہے۔ کھڑکیاں کبھی کھلتی ہی نہیں ہیں پھر تمہیں باہر کی تازہ ہوا کیسے مل رہی ہے؟"

"جب باہر سے ہوا نہیں آتی ہے اور رات کے وقت کوئی منظر دکھائی نہیں دیتا ہے تو پھر میری سیٹ پر کیوں آنا چاہتی ہو؟"

"اونہہ۔ میں تمہیں منہ لگانا پسند نہیں کرتی۔"

"میں خود تمہیں منہ نہیں لگاؤں گی۔ ورنہ ایڈز کی بیماری مجھے لگے گی۔"

وہ غصے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر تیزی سے چلتی ہوئی پارس کے پاس آئی۔ وہ اٹھ کر بولا۔ "او گاڈ' اتنی خوبصورت لیڈی کو کھڑکی کے پاس بیٹھنا چاہیے۔ آپ میری سیٹ پر بیٹھیں۔"

وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے بیٹھ گئی۔ پارس نے وہاں سے چلتے ہوئے مینا کے پاس آ کر کہا۔ "ایکس کیوز می! میرا مطلب ہے نمستے! جے ہند' میرا مطلب ہے کہ وہ جو تمہاری ہم سفر تھی' وہ بڑی بدمزاج ہے۔ میرے پاس آ کر حکم دینے کے انداز میں بولی۔ اٹھو یہاں سے' میں کھڑکی کے پاس بیٹھوں گی۔ اب ایک عورت کو کیا ناراض کرتا۔ میں نے اپنی سیٹ اسے دے دی۔ تم اجازت دو تو یہاں بیٹھ جاؤں۔"

"ضرور بیٹھو' لیکن مجھے خاموش رہنے کی عادت ہے۔ مجھ سے غیر ضروری گفتگو نہ کرنا۔"

وہ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "ہم دونوں کا ایک ہی مزاج ہے۔ میں بھی خاموش رہتا ہوں۔ صرف سویرے اٹھ کر رام نام کی مالا جپتا ہوں پھر دوسری صبح تک خاموش رہتا ہوں۔"

مینا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بھی خاموش رہا لیکن اس کے ذہن کو اپنے ہم سفر کے بارے میں سوچنے پر مائل کیا۔ اس نے کن انکھیوں سے پارس کو دیکھا تو وہ سامنے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بے اختیار سامنے دیکھا' حیران کرنے والی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ اس نے پھر پارس کو دیکھا۔ وہ اس بار اسی سمت ذرا تیور بدل کر دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دشمن اسے نظر آ رہا ہو۔ اس نے دونوں مٹھیاں بھینچ لی تھیں پھر وہ طنزیہ انداز میں یوں مسکرانے لگا جیسے دشمن کو مچھر سمجھ رہا ہو پھر اس نے مٹھیاں کھول کر دونوں ہتھیلیوں کو تالی بجانے کے انداز میں مارا۔ یعنی اس نے دشمن کو مچھر سمجھ کر مار دیا تھا اور اب فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

مینا نے اسے گھور کر پوچھا۔ "یہ کیسی حرکتیں کر رہے ہو؟"

وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دکھا کر بولا۔ "میں اسے مچھر کی طرح مار رہا تھا۔"

"کسے مار رہے تھے؟"

"جو بھی میرے مقابلے پر آتا ہے۔ اب تم پوچھو گی یہاں میرے مقابلے پر کوئی نہیں تھا۔ لیکن تھا۔ جب ہم خاموش رہتے ہیں تو نہ چاہنے کے باوجود کچھ نہ کچھ سوچتے ہیں۔ میں جاسوسی ناولیں پڑھتا ہوں اور ایکشن فلمیں بہت زیادہ دیکھتا ہوں۔"

"ہوں۔ اس لئے خاموش رہ کر سوچتے ہو اور خیالی دشمنوں

ہو تا

سے لڑتے ہو؟"

"اور کیا؟ مرد اور عورت کی سوچوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ عورت نازک ہوتی ہے' وہ نہ جاسوسہ بن سکتی ہے اور نہ مجرموں سے فائٹ کر سکتی ہے۔ بس اپنے حسن و جمال کی نوک پلک درست کرتی رہتی ہے۔"

بھلا اسکاٹ لینڈ یارڈ سے مکمل سراغ رسانی کی تربیت حاصل کرنے والی اس بات کو کیسے تسلیم کرتی۔ پارس نے بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے اس کے اندر کی جاسوسہ کو للکارا تھا۔ وہ ایک دم سے ابل پڑی۔ "عورت نازک نہیں ہوتی' تمہارے جیسے جوان مردوں کے منہ ہاتھ توڑ دیتی ہے۔"

"تم ان عورتوں کی باتیں کر رہی ہو' جن کے پتی اپنی پتنیوں سے ڈرتے ہیں اور مار کھاتے ہیں۔"

"میرا کوئی پتی نہیں ہے۔ میں اپنی بات کرتی ہوں۔ مجھے نازک سمجھ کر ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ ہڈیاں پسلیاں توڑ کر رکھ دوں گی۔ میں تمہاری طرح کسی خیالی دشمن سے نہیں لڑتی ہوں۔"

"میرے دشمن خیالی نہیں ہیں۔ اگر وہ مجھ سے فائٹ کریں تو میں انہیں شکست دے سکتا ہوں لیکن افسوس' وہ دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

وہ چونک کر بولی۔ "وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کون ہیں؟"

"وہ باپ بیٹے ہیں۔ تم جو اتنے دعوے کر رہی ہو تو وہ تمہاری بھی ہڈیاں پسلیاں توڑ دیں گے۔"

"کیا تمہیں پتا ہے' وہ باپ بیٹے کہاں ہیں؟"

"اچھی طرح معلوم نہیں ہے۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ وہ کسی طیارے سے بھارت جا رہے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ ہم بھی بھارت جا کر انہیں دور ہی دور سے پہچان کر گولی مار دیں گے۔"

"پہلے 'تم' میں کہہ کر بول رہے تھے۔ اب 'ہم' کیوں کہہ رہے ہو؟"

"دراصل میں ایک نہیں ہوں۔ دو ہوں۔ میرا ایک ہم شکل بھائی ہے۔ وہ میری طرح سوچتا نہیں ہے۔ بہت دلیر ہے۔ بہت ہی خطرناک فائٹر ہے۔ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ سے بڑی زبردست ٹریننگ حاصل کی ہے۔"

"ہم نے بھی......"

وہ کہتی کہتی رک گئی۔ عقل نے سمجھایا۔ اپنی اور جینا کی ٹریننگ کے بارے میں بتانا نہیں چاہیے۔ اس نے پوچھا۔ "تمہارا بھائی کہاں ہے؟"

"میں ابھی جا کر اسے بھیجتا ہوں۔"

"میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"تمہارا کوئی بھی مطلب ہو۔ میں یہاں بیٹھنا نہیں چاہتا۔ تم نے کہا تھا کہ تم خاموش رہنے کی عادی ہو مگر بڑی دیر سے انڈا دینے والی مرغی کی طرح بولتی جا رہی ہو۔"

وہ اٹھ کر چلا گیا۔ مینا نے حیرانی سے سوچا۔ "واقعی میں نے ریزرو رہنے کے لئے بڑی سنجیدگی اور وقار سے خاموش رہنے کا دعویٰ کیا تھا لیکن خود اس سے اتنی دیر تک باتیں کیسے کرتی رہی؟"

پورس اب تک پارس کے دماغ میں رہ کر ان دونوں کی باتیں سنتا رہا تھا جب وہ مینا کے پاس سے اٹھ گیا تو پورس نے جینا کے پاس بیٹھے ہوئے مسافر کو اٹھا کر اپنی سیٹ پر آنے کے لئے مائل کیا۔ پارس جینا کے ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پورس' مینا کے پاس آ کر بیٹھا تو مینا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ وہ بولا۔ "ابھی میرا ہم شکل بھائی یہاں سے گیا ہے۔ تم مجھے حیرانی سے دیکھ رہی ہو۔ سوچ رہی ہو گی کہ میں گنگا پرساد ہوں' اتنا جلدی سوٹ اور نکٹائی پہن کر کیسے آ گیا۔ دراصل میں اس کا چھوٹا بھائی جمنا پرساد ہوں۔ یعنی کہ صرف دو چار سیکنڈ چھوٹا ہوں۔"

وہ بولی۔ "بھگوان کی کیا لیلا ہے۔ میری بھی ہم شکل بہن ہے اور وہ بھی مجھ سے دو چار سیکنڈ بڑی ہے۔"

"شاید تم دونوں بہنیں ممبئی کے شیوا جی اسپتال میں پیدا ہوئی ہو؟"

"ہاں ہم وہیں پیدا ہوئی تھیں۔ تم کیسے جانتے ہو؟"

"اس لئے کہ ہم دونوں بھائی بھی وہیں پیدا ہوئے تھے۔ وہاں جمعرات کو ڈبل بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہم شکل ہوتے ہیں۔"

مینا نے پوچھا۔ "اوہ۔ تو ہماری طرح تم دونوں بھی جمعرات کو پیدا ہوئے تھے۔ میں ممبئی پہنچ کر کسی دن شیوا جی اسپتال جا کر وہاں کی انتظامیہ سے معلوم کروں گی۔ آخر کیا بات ہے کہ وہاں جمعرات کو ڈبل ہم شکل بچے پیدا ہوتے ہیں۔"

"وہاں کی انتظامیہ سچ نہیں بولے گی۔"

"کیوں سچ نہیں بولے گی۔"

"اگر یہ حقیقت ظاہر ہو گئی تو جمعرات کو ماں بننے والی عورتیں اس ڈر سے نہیں آئیں گی کہ انہیں دو بچے پیدا کرنے کی تکالیف سے گزرنا ہو گا۔ اگر تم جاسوسہ ہوتیں تو بڑی چالاکی سے وہاں کا راز معلوم کر لیتیں۔"

"میں جاسوسہ ہوں....."

مینا کو غلطی کا احساس ہوا کہ جاسوسہ بننے والی بات کو چھپایا جاتا ہے۔ وہ جلدی سے بولی۔ "میرا مطلب ہے۔ میں جاسوسہ نہیں ہوں مگر جاسوسی کرنا کوئی بڑی بات تو نہیں ہے۔"

"بہت بڑی بات ہے۔ اچھا یہ بتاؤ تم اسپتال والوں کی چھپائی بات کیسے معلوم کرو گی؟"

"بہت آسانی سے۔ کل جمعرات ہے۔ میں کسی وقت میک اپ کر کے ایک نقلی ابھرا ہوا پیٹ بنا کر اسپتال جاؤں گی۔ اسی طرح میٹرنٹی وارڈ تک پہنچ کر معلوم کروں گی کسی نے ڈبل بچے پیدا کئے ہیں یا نہیں؟"

"آئیڈیا اچھا ہے لیکن ایسی جگہ ماں بننے والی عورت اپنے پتی

کے ساتھ نام اور پتا لکھوانے جاتی ہے۔ میں اس راز تک پہنچنے کے لئے تمہارا پتی بننے کے لئے تیار ہوں۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں ابھی کنواری ہوں۔ تمہیں پتی کیسے بنا سکتی ہوں؟"

"نہ بناؤ۔ اسپتال والے پوچھیں گے کہ پتی کے بغیر ماں کیسے بننے والی ہو؟"

اس نے پورس کو دیکھا پھر کہا۔ "ویسے تم بہت ہینڈسم ہو لیکن کسی ہینڈسم سے بیاہ کیا جاتا ہے۔ ڈراما کرنے کے لئے پتی نہیں بنایا جاتا۔"

"تم اتنی سندر ہو کہ میں بیاہ کر سکتا ہوں۔ تمہیں دیکھتے ہی میرے دل کی دھڑکنیں پکارنے لگتی ہیں۔ مینا..... مینا..... مینا....."

وہ حیرانی سے بولی۔ "تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

وہ روانی میں اس کا نام لے چکا تھا پھر فوراً ہی بات بناتے ہوئے بولا۔ "کیا تمہارا نام بھی مینا ہے؟ آہ! میری سورگ باشی پریمیکا کا نام بھی مینا تھا وہ تمہاری طرح خوبصورت تھی۔ تمہاری طرح دھیمی آواز میں بولتی تھی۔ اس کی موت کے بعد میں نے دل پر پتھر رکھ لیا۔ پتھر بہت بھاری تھا۔ آج تمہیں دیکھ کر دل ہلکا ہو رہا ہے۔ کیا مجھے ہلکا رہنے دو گی۔"

"پلیز! پہلی ملاقات میں ایسی باتیں نہ کرو۔"

"تو پھر دوسری ملاقات کہاں ہو گی؟"

"میں سوچوں گی۔"

"سوچنے کے بعد جواب دو گی۔ جواب دینے کے لئے اپنا فون نمبر دے دو۔"

"میں کل شام چھ بجے شیوا جی اسپتال میں ملوں گی۔ میرے ڈیڈی بہت بڑے سرکاری افسر ہیں۔ ان کے حکم سے میں میٹرنٹی ہوم کا رجسٹر چیک کروں گی تو پتا چل جائے گا کہ وہاں ہر جمعرات کو ڈبل بچے پیدا ہوتے ہیں یا نہیں؟"

"ٹھیک ہے۔ میں کل چھ بجے وہاں تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہاں سے ذرا فاصلے پر جینا اپنی سیٹ پر کچھ بیٹھی اور کچھ لیٹی ہوئی سونا چاہتی تھی۔ پارس کو دیکھ کر بولی۔ "یہ دوسرے مسافر کی سیٹ ہے۔ تم اپنی سیٹ پر جاؤ۔"

"کیسے جاؤں؟ یہاں بیٹھنے والا میری سیٹ پر گیا ہے۔ کہہ رہا تھا اسے ایک جوان لڑکی کے ساتھ سوتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

"کیا بکواس ہے؟ کیا میں اسے اپنے ساتھ سونے کو کہہ رہی تھی۔"

"تمہارے نہ کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ یہ دونوں سیٹیں ملی ہوئی ہیں۔ جب دونوں سیٹوں کے مسافر سوئیں گے تو ایک ساتھ سوتے ہوئے دکھائی دیں گے۔"

"جب تک میں سوتی رہوں گی تم بیٹھے رہو گے۔"

"میں تمہارے بھلے کے لئے سمجھا رہا ہوں۔ لیٹا رہوں گا تو تم صرف سر سے کمر تک دکھائی دو گی۔ بیٹھا رہوں گا تو یہ حسن و شباب سر سے پیر تک نظر آئے گا۔ ایسے میں کسی بھی مرد کا دل وہ وہ ہو سکتا ہے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ غصے سے بولی۔ "وہ وہ کا کیا مطلب ہوتا ہے؟"

"تمہارا غصہ بتا رہا ہے کہ مطلب سمجھ گئی ہو۔"

وہ اپنی سیٹ سیدھی کرتی ہوئی بولی۔ "غصہ اس لئے آ رہا ہے کہ تمہاری موجودگی سے نیند حرام ہو گئی ہے۔"

"اور وہ شخص جو پہلے یہاں بیٹھا ہوا تھا' اس نے نیند حرام نہیں کی۔ اس کی موجودگی میں قلوپطرہ کے اسٹائل میں لیٹی ہوئی تھیں۔"

"میں اپنی مرضی کی مالک ہوں' کسی کے بھی سامنے لیٹ سکتی ہوں۔"

"کیا یہ بات تم اپنے باپ سے کہہ سکتی ہو؟"

"شٹ اپ۔ تم میرے باپ نہیں ہو۔"

"بھگوان کسی بدنصیب کو تمہارا باپ نہ بنائے۔"

"تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے' میرا ایک باپ ہے۔"

"اچھا ہوا تم نے بتا دیا کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے۔"

"کیا؟ کیا؟ تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہوا؟"

"تم تو پیچھے پڑ جاتی ہو۔ دیکھو' تمہارا ایک ہی باپ ہے۔ میرا بھی ایک ہی باپ ہے۔ یہ آس پاس جتنے مسافر بیٹھے ہیں' ان کے بھی ایک ایک باپ ہیں بولو ہاں؟"

"ہاں۔ بے شک سب کا ایک ہی باپ ہوتا ہے۔"

"وہ جو سامنے والی سیٹ پر تمہاری ہم شکل بیٹھی ہے۔ اس کا بھی ایک ہی باپ ہے۔ یعنی اس کا ایک باپ ہے' تمہارا ایک باپ ہے۔ یعنی دو باپ ہو گئے۔"

وہ اچانک اچھل کر کراٹے کا ہاتھ مارنے کی پوزیشن میں کھڑی ہو گئی پھر طیارے کے سونے اور جاگنے والے مسافروں کو دیکھ کر بولی۔ "تمہاری قسمت اچھی ہے۔ اگر کوئی دوسری جگہ ہوتی تو تمہیں زندہ نہ چھوڑتی۔ اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو اپنی سیٹ پر واپس چلے جاؤ۔"

"نہیں۔ اپنی سیٹ پر جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔ وہ جو میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ پتا نہیں کیسے میرے اندر کی بات جان لیتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا' میں کوئی بات سوچوں اور میں سوچتا تھا اور وہی بات وہ بتا دیتا تھا۔ کوئی جادوگر ہے۔"

جینا سہم کر بیٹھ گئی پھر بولی۔ "کیا تم جو سوچتے تھے' وہ بتا دیتا تھا۔"

"ہاں۔ تم خود جا کر اس کے پاس سوچو' وہ بتا دے گا کہ کیا سوچ رہی ہو۔"

"مجھے ایسے شخص کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا

وہ باتوں سے ہندوستانی لگتا ہے؟"

"ہاں ہم ہندوستانی بھلا دوسرے ہندوستانیوں کو کیسے نہیں پہچانیں گے۔ کسی نہ کسی بات پر منہ میں رام نام آہی جاتا ہے۔ ٹھیک ہے تم آرام سے لیٹ جاؤ میں جارہا ہوں۔"

"نہیں تم اس کے پاس نہ جاؤ۔"

"کیوں؟"

"وہ تمہاری سوچ معلوم کرکے میرے دماغ میں بھی آجائے گا۔"

"سوری۔ میں ایسی جگہ نہیں بیٹھ سکتا' جہاں مجھے نفرت ملے۔"

"میں۔ میں تم سے نفرت نہیں کررہی ہوں؟"

"لیکن تمہارا انداز محبت والا بھی نہیں ہے۔ میں صاف صاف کہتا ہوں مجھ سے محبت کروگی تو یہاں بیٹھا رہوں گا۔"

"کیا زبردستی محبت کروں؟"

"کیا زبردستی یہاں بیٹھا رہوں؟"

وہ جانے کے لئے اٹھنے لگا تو جینا نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔ اس نے کہا۔ "بھارتی ناری ایک بار کسی کا ہاتھ پکڑتی ہے تو زندگی بھر کسی دوسرے کا ہاتھ نہیں پکڑتی۔"

"میرے ہاتھ پکڑنے کا مطلب یہ نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھے جانے دو۔"

"پلیز بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔"

وہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ "تم کیا سمجھاؤ گی؟ کیا میں گبرو جوان نہیں ہوں' کیا میں سندر نہیں ہوں؟ میرے چہرے میں کوئی خرابی ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ دراصل کسی پر دل آنے کی بات ہے۔"

"میں اس سوچ پڑھنے والے سے کہوں گا تو وہ تمہارا دل مجھ پر مائل کردے گا۔"

وہ پارس کا ہاتھ کھینچ کر بولی۔ "نہیں۔ نہ جاؤ۔ میرا دل تم پر آگیا ہے۔"

"میں کیسے یقین کرلوں؟"

"دیکھو۔ میں تمہارے کتنے قریب ہوکر بیٹھی ہوئے ہوں۔"

"قریب ایسے نہیں ہوتے۔ یوں میرے ایک بازو میں آؤ اور میرے دوسرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر پیار بھری باتیں کرو۔"

وہ جینا کو اپنے ایک بازو میں کھینچ کر اس کے خیالات پڑھ رہا تھا وہ اندر ہی اندر خود کو سمجھا رہی تھی۔ "ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے سے بچنے کے لئے اس کم بخت ہم سفر کو برداشت کرنا ہی ہوگا۔ میں ممبئی پہنچ کر اس جبری محبت کرنے والے کو حوالات میں پہنچادوں گی۔"

پارس نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مگر ممبئی پہنچنے تک پتا نہیں یہ کیا کیا کرے گا' کہاں کہاں ہاتھ لگائے گا۔ ویسے پتا نہیں کیوں اس کی آغوش میں آکر میرا دل اس پر مائل ہورہا ہے۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا۔ "میں اسی لئے کسی گبرو جوان کے قریب نہیں جاتی۔ آج مجبوراً قریب آئی ہوں تو پھسل رہی ہوں۔"

کچھ پارس اسے مائل کرتا رہا اور کچھ سے زیادہ وہ خود اس کی قربت سے سحرزدہ ہوتی رہی۔ پتا ہی نہ چلا کہ وقت کیسے گزر گیا۔ وہ ایک گھنٹے بعد ممبئی پہنچنے والے تھے۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے سلا دیا پھر اپنا بیگ لے کر ٹائلٹ میں آیا اور پاسپورٹ کی تصاویر کے مطابق پھر ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے اپنا چہرہ تبدیل کرلیا۔

ممبئی پہنچنے سے پہلے سونے والے مسافروں کو جگایا گیا۔ انہیں سیٹ کی پشت سیدھی رکھ کر سیفٹی بیلٹ باندھنے کی ہدایات کی گئیں۔ جینا نے آنکھیں کھول کر دیکھا جس کے پہلو میں وہ سو رہی تھی اب وہ نہیں تھا۔ اس نے سوچا' شاید منہ ہاتھ دھونے کے لئے ٹائلٹ کی طرف گیا ہے۔ وہ ٹائلٹ میں آئی۔ خود منہ ہاتھ دھوکر تولئے سے پونچھ کر میک اپ درست کیا۔ بالوں کو برش کرکے واپس آتے ہوئی کئی مسافروں پر نظر ڈالتی ہوئی آئی لیکن اسے آغوش میں سلانے والا نظر نہیں آیا۔

وہ مینا کے پاس جاکر اس کے ہم شکل بھائی جمنا پرساد (پورس) سے پوچھ سکتی تھی۔ لیکن جہاز اترنے والا تھا بیلٹ باندھ کر بیٹھ گئی اور سر گھما کر ادھر ادھر دیکھ ...رس قریب ہی ایک سیٹ پر موجود تھا لیکن اسے پہچان نہیں پارہی تھی۔

جہاز سے اترتے وقت اس نے پورس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مینا سے پوچھا۔ "ان کا ہم شکل بھائی میرے پاس بیٹھا ہوا تھا' وہ نظر نہیں آرہا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "یہاں مسافروں کی بھیڑ میں ہوگا۔ امیگریشن کاؤنٹر پر ملے گا۔"

ایئرپورٹ پر مینا اور جینا کا افسر باپ یوگا جاننے والے چھ سراغ رسانوں کو لے کر آیا تھا تاکہ مہاراج اور مہیش کو گرفتار کرسکے اور اوما (نیلماں) نے اپنے قد آور باڈی بلڈر تابعدار شیوا جی سادھرن کو بھیجا تھا کہ وہ مہاراج اور مہیش کو ایک بنگلے میں لے آئے۔

جینا نے امیگریشن کاؤنٹر کی قطار میں کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر مینا سے کہا۔ "وہ یہاں بھی نظر نہیں آرہا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "شاید ہمارے یہاں آنے سے پہلے وہ امیگریشن کاؤنٹر سے گزر کر چلا گیا ہے۔ اسے صبح ہوتے ہی ناشتا کرنے کی عادت ہے۔ وہ لیگج ہال سے سامان لے کر ریستوران گیا ہوگا۔"

پارس جینا سے دور ہوکر ان باپ بیٹے کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا تاکہ انٹیلی جنس والے انہیں کسی طرح نہ پہچانیں۔ اس نے باپ بیٹے کو مجبور کیا تھا کہ وہ سب سے پہلے امیگریشن کاؤنٹر سے گزر کر وزیٹرز لابی میں آئیں۔ وہاں مہاراج نے شیوا جی سادھرن کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ دونوں باپ بیٹے نے پوچھا کہ اس کی پتنی اوما دیوی بھی آئی ہے یا نہیں؟ شیوا جی نے کہا۔ "وہ کچھ دنوں کے لئے پونا گئی ہے۔ جلد ہی آجائے گی۔ ہمیں یہاں سے فوراً چلنا چاہیے۔ میں نے یہاں انٹیلی جنس والوں کو دیکھا ہے۔"

وہ تینوں ائرپورٹ سے باہر آئے اور ایک کار میں بیٹھ کر جانے لگے۔ پارس مہاراج کے دماغ میں موجود تھا۔ ادھر جینا اسے ریستوران میں دیکھ آئی تھی۔ پورس نے دونوں بہنوں کے سامنے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "اب میری سمجھ میں آرہا ہے کہ میرا بھائی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔"

"کیسی مصیبت؟"

"ان ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے نے اسے ٹریپ کیا ہوگا ورا سے غائب دماغ بناکر اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے۔"

جینا نے تائید کی۔ "ہاں کل رات سفر کرتے وقت ایک شخص س کے خیالات پڑھتا رہا تھا۔ او گاڈ! وہ بے چارہ دشمنوں کے چنگل لں چلا گیا ہے۔"

وزیٹرز لابی میں انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل دھرم راج سکسینہ نے اپنی دونوں بیٹیوں سے کہا۔ "ان ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے کو پہچانو اور ان کے سامنے گونگی بنی رہو۔ ہمارے یوگا جاننے الے جاسوس انہیں پکڑ کرلے جائیں گے۔"

جینا نے کہا۔ "پتا جی! وہ دونوں باپ بیٹے میرے ایک ہم سفر کو یپ کرکے لے گئے ہیں۔"

مینا نے کہا۔ "پتا جی! ان سے ملیں۔ یہ میرے ہم سفر تھے۔ ان لنام گنگا پرساد ہے۔ وہ باپ بیٹے جسے لے گئے ہیں۔ س کا نام جمنا ںساد ہے اور ہم بہنوں کی طرح یہ دونوں بھائی بھی ہم شکل ہیں۔"

پورس نے کہا۔ "مینا! تم بھول رہی ہو۔ میں چھوٹا بھائی ہوں۔ ہرا نام جمنا پرساد اور اس کا نام گنگا پرساد ہے۔"

دھرم راج سکسینہ نے موبائل فون پر اپنے سراغ رسانوں سے کہا۔ "وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے ایک نوجوان جمنا ںساد کو....."

پورس نے کہا۔ "جمنا پرساد میں ہوں۔"

وہ فون پر بولا۔ "جمنا پرساد نہیں' گنگا پرساد کو ٹریپ کرکے لے لئے ہیں۔ تم لوگوں نے پارکنگ ایریا میں کھڑی ہوئی گاڑیوں کے نمبر ٹ کئے تھے۔ پتا چلاؤ' کس نمبر کی گاڑی کہاں گئی ہے؟"

اس نے فون بند کرکے دونوں بیٹیوں سے کہا۔ "انڈر گراؤنڈ یا کے مجرموں نے باندرا کے علاقے میں بڑی واردات کے ذریعے ہشت پھیلا دی ہے۔ مجھے وہاں فوراً جانا ہوگا۔ میرے مسلح ماتحت ہیں بہ حفاظت بنگلے تک پہنچادیں گے اور جمنا پرساد! تمہیں کہاں انا ہے؟"

پورس نے کہا۔ "ہم کئی برس کے بعد اپنے بھارت دیش کو ئے آئے ہیں۔ یہاں ہمارا کوئی نہیں ہے۔ تمام رشتے دار جرمنی' ہم پیرس اور لندن میں رہتے ہیں۔ میں یہاں کسی ہوٹل میں چلا جاؤں گا۔"

مینا نے کہا۔ "پتا جی! ایک تو مسٹر جمنا کے بھائی کو یہاں آتے ہی ٹریپ کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ تنہا ہوٹل میں بھائی کے لئے پریشان ہوتے رہیں گے۔ کیا آپ انہیں مہمان نہیں بنا سکتے۔"

پورس نے کہا۔ "نہیں۔ آپ میزبانی کی زحمت نہ کریں۔ میں اکیلا ہوں۔ کسی بھی ہوٹل میں گزارہ ہوجائے گا۔"

دھرم راج سکسینہ نے کہا۔ "جب میری بیٹی نے کہہ دیا ہے تو تم ہمارے ہی مہمان بن کر رہو گے۔ ان کے ساتھ جاؤ۔"

وہ سب مسلح محافظوں کے ساتھ چلے گئے۔ پارس خیال خوانی کے ذریعے ان باپ بیٹے کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں شیوا جی سادھرن کے ساتھ ایک کار میں جارہے تھے۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے۔ مہاراج نے اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ اوما (نیلماں) نے کہا۔ "مہاراج مجھے خوشی ہے کہ تم امریکیوں کی قید سے نکل آئے ہو اور اب ہمارے ساتھ رہو گے۔"

مہاراج نے کہا۔ "ہمارے نصیب اچھے تھے کہ ہمیں ہپناٹائز کرنے والا ایک حادثے میں اسپتال پہنچ گیا۔ اس کے تنویمی عمل کی مدت ختم ہوگئی تھی۔ میں نے اور مہیش نے اس موقع سے فائدہ اٹھالیا۔ ویسے اس بات کا افسوس ہے کہ ہم یہاں آئے ہیں اور تم پونا چلی گئی ہو۔"

"تم تو جانتے ہو' ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بے شمار دشمن ہوتے ہیں۔ میں ایک دشمن سے نمٹنے آئی ہوں۔ کل تک واپس آجاؤں گی۔"

پارس اور پورس کو یقین کی حد تک شبہ تھا کہ اوما دراصل نیلماں ہے۔ مکمل طور پر آتما شکتی حاصل نہ ہونے کے باوجود اسے کوئی ایسا موقع مل گیا ہے کہ وہ ناصرہ کے جسم کو چھوڑ کر کسی اوما کے جسم میں سماگئی ہے۔ مہاراج اور مہیش کے دماغوں میں رہ کر آئندہ اس کی اصلیت معلوم ہوسکے گی۔

وہ دونوں شیوا جی کے ساتھ بنگلے میں پہنچ گئے۔ شیوا جی نے ملازمہ سے کہا۔ "فوراً میز پر ناشتا لگاؤ۔ میرے گرو اور مہیش بھائی پہلے پیٹ پوجا کریں گے پھر میں انہیں دکھاؤں گا کہ یہ بنگلہ کتنا خوبصورت ہے۔"

پندرہ منٹ بعد وہ ناشتے کی میز پر تھے۔ مہاراج نے ناشتا کرنے کے دوران میں کہا۔ "شیوا جی! تم میرے چیلے ہو۔ مجھے گرو دیو کہتے ہو مگر میری بہو اوما نے تمہارے دماغ کو لاکڈ کرکے اچھا نہیں کیا۔ گرو اور چیلے کے درمیان پردہ نہیں ہونا چاہیے۔"

"گرو دیو! اگرچہ اوما نے ایسا کیا ہے لیکن وہ دل کی بہت اچھی ہے۔ آپ کی بہت عزت کرتی ہے۔ جب آپ اس سے ملیں گے تو آپ کی ساری شکایتیں دور ہوجائیں گی۔"

وہ باپ بیٹے اوما سے ملنے والے تھے لیکن شیوا جی سادھرن کی

طرح معمول اور تابعدار بن کر' انہوں نے ناشتا کرنے کے دوران ہی اپنے اندر کمزوریاں محسوس کیں۔ مہاراج نے کہا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے۔ شیوا جی تم اپنے گرو دیو اور اس کے بیٹے کو دھوکا دے رہے ہو۔ ہم اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔"

شیوا جی نے کہا۔ "گرو دیو! آپ غلط نہ سمجھیں میں بھی آپ کے ساتھ کھا رہا ہوں لیکن مجھے کسی طرح کی کمزوری محسوس نہیں ہو رہی ہے۔"

"تم تو اس کے غلام بن چکے ہو۔ تم اس کی چالبازی نہیں سمجھو گے۔ اب وہ ہمیں بھی اپنا غلام بنائے گی۔"

نوجوان اور خوبصورت ملازمہ نے آکر کہا۔ "مہاراج! تم نے میری سوچ کی لہریں سنی ہیں۔ مجھے چہرے سے نہیں پہچانتے ہو۔ میرے تابعدار شیوا جی نے مجھے ایک ملازمہ کی طرح میز پر ناشتا لگانے کا حکم دیا تو تم دونوں نے مجھے ملازمہ سمجھ لیا۔ ایسے وقت میں نے شیوا جی کو غائب دماغ رکھا تھا۔ ناشتا بالکل ٹھیک ہے۔ میں بھی کھا سکتی ہوں۔ تم باپ بیٹے نے جوس کے دو گلاس پیے اور کمزور ہونے لگے۔ جاؤ' اب الگ الگ بیڈ روم میں جا کر لیٹ جاؤ۔"

پارس نے پورس کے پاس آکر ان باپ بیٹے کے حالات بتائے پھر کہا۔ "اوما! اب کسی ایک پر پہلے تنویمی عمل کرے گی پھر دوسرے پر' میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مینا اور جینا کے ساتھ ناشتے کی میز پر ہو۔"

پورس نے کہا۔ "ہم سب پچھلی رات سے جاگ رہے ہیں۔ مینا اور جینا ابھی سونے کے لئے اپنے بیڈ روم میں چلی جائیں گی۔ میں ابھی ان باپ بیٹے کے دماغوں میں آؤں گا۔"

"ویسے ہم دونوں کو بھی سونا چاہیے۔ تم مما (سونیا) کے پاس جاؤ۔ میں ثانی سے کہتا ہوں کہ ہمیں ریلیف دیں اور ان باپ بیٹے کے اندر رہ کر اوما کے تنویمی عمل کو ناکام نہ بنائیں۔ صرف اتنا معلوم کرلیں کہ اوما ان دونوں کے دماغوں کو لاکڈ کرنے کے لئے کیسی آواز اور لب و لہجہ ان کے ذہنوں پر نقش کرتی ہے۔"

اس پلاننگ کے مطابق دونوں سونیا اور ثانی کے پاس گئے۔ انہیں وہاں کے حالات بتائے پھر انہیں باپ بیٹے کے دماغوں میں پہنچا کر دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ پورس ایک بیڈ روم میں تھا اور پارس ابھی تک ایئرپورٹ کی وزیٹرز لابی کے ایک صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر کسی ہوٹل میں قیام کرنے کے لئے جانے لگا۔

اس نے فائیو اسٹارز کے بجائے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کو ترجیح دی۔ ایک ہوٹل میں چھوٹے سے کاؤنٹر کے قریب آکر اپنا سامان رکھوایا پھر کاؤنٹر کیپر سے کسی اچھے کمرے کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت ایک پولیس پارٹی نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ دل میں بولا۔ "آؤ بیٹے ایسے ہوٹلوں میں' یہ کیوں بھول گئے تھے کہ ایسی جگہ شراب و شباب کی سپلائی کھل کر ہوتی ہے۔"

کئی سپاہی رائفلیں لئے اوپر کے رہائشی کمروں کی طرف جارہے تھے۔ ایک انسپکٹر دوڑتا ہوا منیجر کے پاس آیا۔ منیجر نے کہا۔ "سر! ہم تو بھتا دینے میں کمی نہیں کرتے۔ پھر یہ کیا ہے؟"

"فکر نہ کرو۔ فوراً پینے والوں کے کمروں سے بوتل اور گلاس غائب کرو۔ دھندا کرنے والیوں کو پچھلے دروازے سے بھگا دو۔ ہمارے ڈی آئی جی صاحب ابھی آنے والے ہیں۔ جلدی کرو۔ ہوٹل کو ایک دم سے پوتر (پاک) کردو۔"

انسپکٹر کی انفارمیشن کے مطابق وہاں تیزی سے عمل ہونے لگا۔ تمام عملہ زینے کے نیچے اوپر دوڑتا ہوا شراب کی بوتلیں اور گلاس وغیرہ ہوٹل سے باہر لے جانے لگا۔ دھندا کرنے والی عورتوں کو وہاں سے بھگایا جانے لگا پھر پورے ہوٹل میں جگہ جگہ اگربتیاں سلگائی گئیں تاکہ دیسی دارو کی تھوڑی بہت مہک ہو تو وہ اگربتیوں کی خوشبوؤں میں تحلیل ہو جائے۔

انسپکٹر نے پارس سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"ایک تماشائی ہوں۔"

وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ "اے سیدھی طرح جواب دے۔ یہ انسپکٹر کالی چرن کا علاقہ ہے۔ کیا تو نیا آیا ہے؟"

"کیا تجھے یہ سامان دکھائی نہیں دیتا۔ کھوپڑی میں اتنا بھیجا ہو کہ سامان کے ساتھ ہوٹل میں آنے والا مسافر ہوتا ہے اور یہ مسافر ایک کمرا لینے یہاں آیا ہے۔"

وہ غصے سے بولا۔ "آج تک کسی نے مجھ سے ایسی بات نہیں کی۔ بات کرنے سے پہلے ہی اس کی ہڈیاں توڑ ڈالتا ہوں مگر مجبور ہوں۔ ابھی میرا سینئر افسر آنے والا ہے۔"

اس نے منیجر سے کہا۔ "یہ یہاں مرنے آیا ہے اسے ایک کمرا دو۔ میں صاحب کے جانے کے بعد اس کے مزاج ٹھکانے لگاؤں گا۔"

پارس نے منیجر سے کہا۔ "اسپیشل بڑا ہوا دار کمرا اور رجسٹر میں لکھو' وہ کمرا مجھے انسپکٹر کالی چرن نے اپنی ضمانت پر دلایا ہے۔ کمرے کا کرایہ نہیں لیا جائے گا۔"

انسپکٹر کالی چرن نے کہا۔ "ابے کیا صاحب کے آنے سے پہلے مرنا چاہتا ہے۔"

"نہیں انسپکٹر! مجھے مارنا چاہو گے تو ایک نئے لفڑے میں پڑ جاؤ گے۔ کیا پتا مجھ پر ہاتھ اٹھاتے ہی تمہارا ڈی آئی جی صاحب یہاں پہنچ جائے۔۔۔ چونکہ تم یہاں مجھے مفت میں کمرا دلا رہے ہو اس لئے صاحب کو نہیں بتاؤں گا کہ تم اس ہوٹل سے شراب اور طوائفوں کی دلالی کرتے ہو۔"

وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ "یو شٹ اپ نان سینس! آئی ول۔۔۔"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ ہوٹل کے دروازے کے سامنے ڈی آئی جی کی گاڑی آکر رکی۔ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ گاڑی سے اتر کر اندر آیا۔ انسپکٹر اور تمام سپاہی سلیوٹ کرنے لگے۔ ڈی آئی جی نے انسپکٹر سے پوچھا۔ "اس ہوٹل کا گھیراؤ کرتے وقت کوئی شخص ہوٹل سے باہر تو نہیں گیا؟"

"نو سر! ہم نے کسی کو باہر جانے کی اجازت نہیں دی ہے۔"

پارس نے کہا۔ "یہ ٹھیک کہتے ہیں' سر! انہوں نے کسی مرد کو باہر نہیں جانے دیا۔ صرف شریف اور پاک دامن عورتوں کو پچھلے دروازے سے بھگا دیا۔ کمرے میں جو لوگ پی رہے تھے ان سے گلاس اور بوتلیں یہ کہہ کر چھین لیں کہ ڈی آئی جی صاحب کو گنگا جل پسند نہیں ہے۔"

ڈی آئی جی نے پارس کو زیر لب مسکرا کر دیکھا پھر انسپکٹر سے کہا۔ "کالی چرن! کیا اتنا نہیں جانتے کہ میرے رینک کا کوئی افسر شراب اور جسم فروشی کے کیس میں چھاپے نہیں مارتا۔ ہاں اگر شراب اور شباب کے پیچھے کوئی اہم معاملہ ہوتا ہے' تب ہمیں آنا پڑتا ہے۔"

"لیں سر! آپ ایک اہم معاملہ میں آئے ہیں۔"

"اور تم نے کشور آنند کو فون پر ہی بتا دیا ہوگا کہ میں اسے گرفتار کرنے کے لیے آنے والا ہوں۔"

"لیں سر!۔۔۔ نو۔۔۔ نو سر! میں تو جانتا بھی نہیں کہ اتنے بڑے سیاست دان کشور آنند صاحب ایسے مڈل کلاس ہوٹل میں ہو سکتے ہیں۔"

"چلو آؤ۔ ہم کمرا نمبر چھبیس میں دیکھتے ہیں۔"

ڈی آئی جی اپنے دو ماتحتوں اور انسپکٹر کالی چرن کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتا ہوا جانے لگا۔ پارس' کالی چرن کے دماغ میں تھا۔ چھبیس نمبر کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر کشور آنند ایک صوفہ پر ایک ہاتھ میں گلاس لئے بیٹھا تھا۔ سامنے سینٹر ٹیبل پر اسکاٹ لینڈ کی اسکاچ وہسکی کی بوتل اور چاندی کے پیالوں میں خشک میوے رکھے تھے۔ اس کے دو گن مین صوفہ کے پیچھے کھڑے تھے۔

کشور آنند نے تمام پولیس والوں کو دیکھ کر کہا۔ "آؤ آؤ ڈی آئی جی عباس مہدی صاحب! میں اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہوں۔ جب عیاشی کرنی ہی ہے تو دروازہ کیوں بند کیا جائے؟ ہاں آج ایک بہت ہی سندر چھوکری آئی تھی مگر تمہاری وجہ سے اسے واپس کرنا پڑا۔ رہی یہ شراب تو ہمارے دیس میں یہ حرام نہیں ہے۔ چار دیواری کے اندر پینا جرم نہیں ہے اور جب یہاں کوئی جرم نہیں ہو رہا ہے تو تم نے آنے کی تکلیف کیوں کی ہے؟"

عباس مہدی نے کہا۔ "ابھی دو گھنٹے پہلے تم نے اپنے ہی علاقے باندرہ میں فائرنگ کرائی اور پولیس کو فون کیا کہ تمہارا مخالف سیاست داں اپنے تخریب کاروں کے ذریعے تمہارے علاقے میں دہشت پھیلا رہا ہے۔"

"بھئی میرے علاقے میں دہشت گردی ہوئی' میں نے فریاد کی۔ پولیس والوں کو میرے دشمن سیاست دان ملہوترا کے پاس جانا چاہیے۔ اسے یا اس کے دہشت گردوں کو گرفتار کرنا چاہیے۔"

"میں کہہ چکا ہوں مسٹر ملہوترا نے فائرنگ نہیں کرائی ہے۔ تم اسے سیاسی طور پر بدنام کرنا چاہتے ہو۔ فائرنگ تم نے کرائی ہے۔"

کشور آنند نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے تمہارے بارے میں بہت سنا ہے۔ بہت ایمان دار ہو۔ رشوت نہیں لیتے۔ پانچوں وقت کے نمازی ہو اور وہ جو تمہاری آسمانی کتاب ہے نا' وہ بہت موٹی وہ پوری کی پوری تمہیں زبانی یاد ہے اور اور۔۔۔"

کشور آنند نے اپنے پیشانی پر ایک انگلی مارتے ہوئے اور سوچتے ہوئے کہا "ہاں یاد آیا۔ یہاں کے افسران کہتے ہیں کہ تم کالے جادو کا توڑ کر لیتے ہو۔ کلا مندر کے پیچھے ایک بنگلے میں آتما بدل جانے کا ایک کیس ہوا تھا۔ کوئی جادو جاننے والی تمہیں نقصان پہنچانے تمہارے دماغ میں آئی تھی لیکن تم نے منتر پڑھ کر۔۔۔"

"منتر نہیں' قرآن مجید کی مقدس آیات پڑھ کر اسے بھاگنے پر مجبور کیا تھا۔"

پارس خیال خوانی کے ذریعے یہ باتیں سن کر چونک گیا۔ سمجھ گیا کہ وہ نیلماں ہی ہو سکتی ہے۔

ادھر کشور آنند نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا "اچھا تو تم کوئی آیت پڑھ کر مجھے مجرم ثابت کرو گے۔"

عباس مہدی نے کہا "اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تم کل آدھی رات سے اس کمرے میں ہو۔ تم نے یہاں سے جتنے فون کیے' وہ سب ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ تم نے صاف طور پر اپنے دہشت گردوں کو حکم دیا تھا کہ اپنے ہی علاقے میں دہشت پھیلاتے ہوئے یہ ظاہر کرتے رہنا ہے کہ وہ سب ملہوترا کے کرائے کے غنڈے ہیں۔"

"اچھا فون کالیں ریکارڈ کر کے مجھے مجرم ثابت کرو گے؟ کیا یہ نہیں جانتے کہ عدالت میں ریکارڈنگ کو ٹھوس ثبوت نہیں مانا جاتا ہے۔ کیونکہ آوازوں کی نقالی کرنے والے بہت مل جاتے ہیں۔"

"میرا فرض ہے ایک ثبوت کی بنا پر تمہیں گرفتار کر کے عدالت میں پہنچاؤں۔ اس کے بعد میں نہیں جانتا' تم چھوڑ دیے جاؤ گے یا سزا پاؤ گے۔"

پارس' کشور آنند کے دماغ میں آگیا۔ تاکہ عباس مہدی کو ٹھوس ثبوت مل جائے کشور آنند نے فوراً ہی ریوالور نکال کر نشانہ لیتے ہوئے کہا "ڈی آئی جی صاحب! میں اتنا بڑا سیاست داں ہوں کہ آج تک کسی نے میرا ہاتھ پکڑنے کی ہمت نہیں کی اور تم مجھے یہاں سے ہتھکڑی پہنا کر لے جاؤ گے؟ کبھی نہیں۔"

عباس مہدی کے ماتحتوں نے کشور آنند کا نشانہ لے کر کہا۔ "ریوالور پھینک دو۔ ورنہ ہم فائر کر دیں گے۔"

"مجھے گولی لگتے ہی تمہارے ڈی آئی جی کو بھی گولی لگے گی۔ پہلے اپنے صاحب کی خیر مناؤ اور ہتھیار پھینک دو۔"

عباس مہدی نے اپنے ماتحتوں سے ہتھیار پھینکنے کو کہا۔ انہوں نے مجبوراً حکم کی تعمیل کی۔ ہتھیار پھینک دیے۔ کشور آنند

نے کہا "اب جو انسپکٹر کالی چرن اور سپاہی ہیں' یہ سب میرے ہی آدمی ہیں۔ اگر مجھے ہتھکڑی پہنانا چاہو گے تو میں تمہیں اس طرح گولی ماروں گا۔ یہ دیکھو۔"

اس نے پلٹ کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے دونوں گن مین پر فائرنگ کی۔ دونوں ہی چیخنے کے بعد فرش پر گر کر خاموش ہو گئے۔ انسپکٹر کالی چرن کے دو سپاہیوں کو بھی اس نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ انسپکٹر نے حیرانی سے پوچھا "آنند صاحب! یہ آپ نے کیا کیا؟"

وہ بولا "ریکارڈنگ ٹھوس ثبوت نہیں ہوتی اس لیے تم دو افسروں کے سامنے قاتل بن گیا ہوں۔ بولو کالی چرن! عدالت میں میرے قاتل ہونے کی گواہی دو گے؟"

انسپکٹر کالی چرن نے کہا "آنند صاحب! میں تو سرکار سے صرف وردی پہننے کی تنخواہ لیتا ہوں مگر آپ کی دولت پر عیش کرتا ہوں۔ میں آپ کے خلاف گواہی نہیں دوں گا۔"

کشور آنند نے ایک فائر کیا۔ انسپکٹر نے کراہتے ہوئے اپنا بازو تھام لیا۔ کشور آنند نے کہا "ابھی میں نے زخمی کیا ہے۔ اگر میرے خلاف گواہی دینے سے انکار کرو گے تو دوسری گولی سینے میں اتار دوں گا۔"

وہ کراہتے ہوئے بولا "نہیں۔ میں آپ کے خلاف گواہی دوں گا۔"

"شاباش! میرے خلاف کیس کو اور پختہ کرو۔ میرے جسم کے کسی ایسے حصے پر گولی مارو کہ میں صرف زخمی ہو سکوں اور میرے اس ریوالور پر میری انگلیوں کے نشانات ہیں۔ انہیں محفوظ کر لو۔"

کشور آنند نے اپنا ریوالور عباس مہدی کے سامنے پھینک دیا۔ انسپکٹر نے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر کہا "کشور آنند! پاگل کے بچے! میں مرتے مرتے بچ گیا مگر تم عدالت سے سزائے موت پاؤ گے۔"

اس نے گولی چلا کر کشور آنند کو زخمی کیا پھر ایک رومال نکال کر اس کے پھینکے ہوئے ریوالور کو اٹھا لیا۔ عباس مہدی کے حکم سے اسے ہتھکڑی پہنا دی پھر اس نے انسپکٹر سے کہا "کالی چرن! رشوت خوری تمہیں نرک میں پہنچانے والی تھی۔ اب اسے عدالت پہنچاؤ گے تو تمہاری ترقی بھی ہو گی اور دلیری کا چرچا بھی ہو گا کہ تم نے گولی کھا کر بھی ایک مجرم سیاست داں کو زندہ گرفتار کیا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "سر! یہ آپ کا بڑا پن ہے۔ آپ اتنے بڑے کیس کا کریڈٹ مجھے دے رہے ہیں۔ میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

عباس مہدی اسے کوئی جواب دیے بغیر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے نکل کر دوڑتا ہوا' سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا۔ پارس اپنا سامان اٹھا کر جا رہا تھا۔ عباس مہدی نے کہا "جسٹ اے منٹ۔"

پارس نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ قریب آتے ہوئے بولا "میں اس ہوٹل کے پورے عملے کو جانتا ہوں۔ ادھر کوئی ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ تم مجھ پر اتنا بڑا احسان کر کے خاموشی سے جا رہے ہو؟"

"میں جا نہیں رہا تھا۔ یہ سامان آپ کی گاڑی میں رکھنے جا رہا تھا۔"

عباس مہدی نے خوش ہو کر پوچھا "واقعی؟ تو پھر سامان یہیں چھوڑو۔ میرے ماتحت لے آئیں گے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

پارس نے ہوٹل سے باہر جاتے ہوئے کہا "گاڑی میں آپ کے ماتحت ہوں گے۔ لہٰذا میں آپ کے دماغ میں آ کر بولوں گا اور آپ سوچ کے ذریعے جواب دیں گے۔"

جب وہ گاڑی میں بیٹھ کر جانے لگے تو پارس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "آپ میرے بزرگ ہیں۔ میں آپ کو انکل کہوں گا۔"

"مجھے خوشی ہوئی بیٹے! تم انکل کہا کرو۔"

"پہلی بار جب میں نے سنا کہ آپ عبادت گزار ہیں اور کلام پاک کے حافظ ہیں تو بہت متاثر ہوا پھر ایک آتما کے جسم بدلنے والی بات ہوئی تو میں چونک گیا۔ کیونکہ آپ کے دماغ آنے والی کا نام نیلماں ہے۔ ہم دو بھائی اسی چڑیل کی تلاش میں آئے ہیں۔"

پارس' ناصرہ کی زندگی سے نیلماں کے بارے میں تفصیل سے تمام واقعات بتانے لگا۔ پھر بولا "یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کی آتما شکتی مکمل نہیں تھی پھر وہ ناصرہ کا جسم چھوڑ کر اس کے جسم میں کیسے چلی گئی؟"

عباس مہدی نے کہا "یہاں..... کالا جادو جاننے والا ایک گرو دیو تھا۔ اس نے ایک جوان لڑکی کے جسم سے آتما کو نکال کر پونم نامی ایک لڑکی کے جسم میں پہنچایا تھا پھر اس کے بعد عجیب واقعات ہونے لگے جس لڑکی (ناصرہ) کے جسم سے آتما نکالی گئی تھی اس کا پورا جسم چند منٹوں میں سڑ گل کر پانی کی طرح بہہ گیا تھا۔ ہڈیوں کا ڈھانچا رہ گیا تھا۔ ہڈیوں کے ماہرین نے بتایا کہ وہ دو برس پہلے مر چکی تھی۔ اس آتما کی وجہ سے اس کا گوشت پوست سلامت تھا۔"

پارس نے کہا "یہ درست ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ ناصرہ برسوں پہلے مر چکی ہے۔ اگر ہم اپنی ایمانی قوت سے اس ناپاک آتما کو نکالیں گے تو ناصرہ مر جائے گی۔ اسے زندہ رکھنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ ناصرہ کے سامنے صبح و شام کلام پاک کی تلاوت کی جائے لیکن نیلماں ہمارے ارادوں کو سمجھتے ہی ناصرہ کو لے کر بھارت آ گئی۔"

"بیٹے! وہ بہت ہی خبیث روح ہے۔ اس نے گرو دیو کو مار ڈالا۔ ایک پلاسٹک سرجری کرنے والے کے پاس جا کر پونم کے روپ میں رہ کر اپنے چہرے کو تبدیل کیا پھر اس سرجری کرنے والے کو بھی ہلاک کر دیا۔ اب تم اس کا نام اوما بتا رہے ہو۔"

"جی ہاں نیلماں کی آتما شکتی ادھوری ہے۔ وہ پونم کا جسم چھوڑ کر کسی دوسری لڑکی کے جسم میں نہیں جا سکتی تھی۔ شاید اسی لیے اس نے پونم کا چہرہ سرجری کے ذریعے بدل کر اس کا نام اوما رکھا ہے۔"

"پتا نہیں' وہ قاتل آتما کہاں ہو گی اور کیا کر رہی ہو گی۔"

"انکل! یہاں پہنچتے ہی ہم نے اس کا پتا ٹھکانا معلوم کر لیا ہے۔ ابھی میرا بھائی سو رہا ہے۔ میں بھی چند گھنٹے سونا چاہتا ہوں۔ اوما یا نیلماں کی طرف سے مطمئن رہیں۔ اس نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابع ... بنا کر اطمینان حاصل کر لیا ہے کہ اب اس کے بنگلے میں اس کا کوئی مخالف نہیں آئے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم میرے گھر میں رہو گے۔ وہاں نیند پوری کرو۔"

"آپ کے گھر والوں کو زحمت ہو گی۔"

"جب بیٹے بن گئے ہو تو زحمت کیسی؟ ویسے اتنی باتیں ہو گئیں۔ تم نے اپنا نام نہیں بتایا؟ کہاں سے آئے ہو؟"

"میں آپ کو اس اعتماد سے بتا رہا ہوں کہ آپ ہمارے بارے میں اپنے گھر والوں کو بھی نہیں بتائیں گے۔"

"مجھ پر اعتماد کرو اور بتاؤ۔"

"میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا پارس علی ہوں۔"

عباس مہدی نے چونک کر خوش ہو کر اسے دیکھا۔ اس نے کہا "انکل! خوشی کا اظہار نہ کریں۔ یہاں آپ کے ماتحت ہیں۔"

اس نے خوشی ظاہر نہیں کی لیکن بڑی عقیدت اور گرم جوشی سے پارس کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا پھر پوچھا "تمہارا بھائی کہاں ہے؟"

پارس بتانے لگا کہ وہاں کی انٹیلی جنس کے ڈی جی دھرم راج سکسینہ کے گھر میں مہمان کی حیثیت سے ہے۔ عباس مہدی نے کہا "بیٹے! اس کا وہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس کی دونوں بیٹیاں اسکاٹ لینڈ یارڈ سے ٹریننگ لے کر آئی ہے۔ باپ بیٹیاں سب ہی جاسوس ہیں۔"

"آپ درست فرماتے ہیں۔ ہم آج رات چہروں کو تبدیل کر کے آپ کے سائے میں رہیں گے۔"

"تم نے کہا تھا' اپنے گھر والوں کو بھی تمہاری اصلیت نہ بتاؤں۔ ابھی تم یہ چہرہ لے کر جاؤ گے۔ رات کو ایک کی جگہ دو بھائی ہوں گے اور چہرے بھی بدلے ہوں گے تو بار بار باتیں بنانے میں دشواری ہو گی۔ فی الحال شام تک کسی ہوٹل میں رہ کر نیند پوری کرو۔ میں شام کو تمہارے پاس آؤں گا۔"

ایک اچھے سے ہوٹل کے سامنے گاڑی روک گئی۔ عباس مہدی نے منیجر سے کہا "انہیں ایک اچھا سا کمرا رہنے کو دو۔ کمرے کا کرایہ بتاؤ۔"

منیجر نے کہا "جناب! آپ مائی باپ ہیں۔ کوئی کرایہ نہیں ہو گا۔ یہ ہمارے مہمان رہیں گے۔"

عباس مہدی نے پانچ سو کا نوٹ اس کے سامنے رکھ کر کہا۔ "رشوت دینے کے بے شمار طریقے ہوتے ہیں۔ مجھے رشوت لینے کا کوئی طریقہ نہ سکھانا۔"

وہ کرایہ ادا کر کے چلا گیا۔ پارس ایک کمرے میں آیا۔ کمرے کا اچھی طرح جائزہ لیا پھر ائر کنڈیشنر آن کر کے بستر پر آ گیا۔ اپنے دماغ کو ہدایات دیں۔ اس کے بعد گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

شام کو چار بجے پورس کی آنکھ کھلی۔ وہ بستر پر لیٹا ہوا چھت کو تکتے ہوئے سوچنے لگا؟ ایک انٹیلی جنس کے ڈی جی دھرم راج سکسینہ کے گھر میں رہنا مناسب ہے یا نہیں؟ اس کی سوچ سے معلوم ہوا تھا کہ وہ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کا حامی ہے اور مسلمانوں کو بہت کمتر سمجھتا ہے اور جو ایسا سمجھتا ہے' اس کے گھر میں تو کیا اس کے سائے میں رہنا بھی مناسب نہیں ہے۔

اس نے بینا کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ خواب میں اسے دیکھ رہی تھی۔ اس سے متاثر ہو گئی تھی۔ پورس نے اس کے خواب میں پوچھا "تم سوتے وقت لباس کیوں اتار دیتی ہو؟"

وہ بولی "سوتے وقت ہلکی پھلکی رہنے سے نیند اچھی آتی ہے۔"

"ایسے میں کوئی حسن کا چور آ جائے تو؟"

"میرے چور تو تم ہی ہو' آ جاؤ۔"

پورس جا سکتا تھا لیکن خیال خوانی کے ذریعے سحر زدہ کر کے اسے حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے مزاج میں بڑی تبدیلی آ گئی تھی۔ اس نے کہا "میں ابھی تمہارے بیڈ پر آ سکتا ہوں لیکن تمہاری پیاس بڑھتی رہے گی تو میری جدائی کے بعد بھی میرے لیے ترستی رہو گی۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ باتھ روم میں آ کر غسل کرنے کے دوران میں پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا "میں ابھی سو کر اٹھا ہوں۔ تم سے رابطہ کرنے ہی والا تھا۔ نیلماں کا پتا ٹھکانا معلوم ہو گیا ہے۔ تم اس ڈی جی کے گھر سے کسی کو کچھ بتائے بغیر چلے آؤ۔ میں اندھیری کی ایک مارکیٹ کے پیچھے بی کلاس ساوتری ہوٹل کے کمرا نمبر بارہ میں ہوں۔"

"میں آدھے گھنٹے میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔"

وہ لباس تبدیل کر کے بیگ شانے سے لٹکا کر کمرے سے باہر آیا۔ ڈرائنگ روم میں بینا تھی۔ اس نے پوچھا "کہاں جا رہے ہو؟"

پورس نے کہا "تم جہاں تک کار میں پہنچا دو۔"

یہ کہتے ہی وہ اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا۔ وہ کار کی چابی لے کر اس کے ساتھ بنگلے کے باہر آئی۔ وہاں مسلح گارڈز کھڑے ہوئے تھے۔ وہ تنہا بنگلے سے ایک بیگ لے کر جاتا تو اسے گارڈز روک سکتے تھے لیکن بینا کے ساتھ کار میں بیٹھ کر وہ اندھیری تک گیا پھر کار

رکوا کر اتر گیا۔ فٹ پاتھ پر کھڑا رہا۔

جینا کار چلاتی ہوئی واپس آئی۔ کار سے اتر کر ڈرائنگ روم میں پہنچی۔ کار کی چابی کو ایک طرف رکھا پھر صوفہ پر بیٹھ کر اس کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں تو پورس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ چونک کر سوچنے لگی "میں اتنی دیر تک یہاں آنکھیں بند کئے کیوں بیٹھی ہوں؟"

پورس فٹ پاتھ پر چلتا ہوا ساوتری ہوٹل کے کمرا نمبر بارہ میں آگیا۔ پارس اسے بتانے لگا کہ نیلماں' مہاراج اور مہیش کو تابع ... بنا چکی ہے لیکن مما اور ثانی نے اس کی آواز اور لب ولہجہ ... کرلیا ہے جس کے ذریعے اس نے باپ بیٹے اور شیوا جی ساوتری کے دماغوں کو لاک کیا ہے۔

پھر وہ ڈی آئی جی عباس مہدی کے بارے میں بتانے کے بعد بولا "ہمیں اب اپنے چہروں کو بدلنا ہوگا۔ اس کے بعد ہم انکل عباس کے گھر جا کر رہیں گے۔"

وہ دونوں دروازے کو اندر سے بند کرکے بڑے سے آئینے کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اپنے اپنے بیگ سے عارضی میک اپ کا سامان نکال کر اپنے چہروں پر تبدیلیاں کرنے لگے۔

ادھر مینا بیدار ہو کر آئینے کے سامنے بالوں کو برش کرکے کمرے سے باہر آئی پھر پورس کے بیڈ روم میں گئی۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ وہ جینا کے بیڈ روم میں آئی۔ اس سے پوچھا "جمنا پرساد کہاں ہے؟"

وہ بولی "اپنے کمرے میں ہوگا۔"

"وہاں نہیں ہے۔"

اس نے بنگلے کے باہر آکر ایک گارڈ سے پوچھا "تم نے ہمارے مہمان کو دیکھا ہے؟"

"جی ہاں۔ وہ جینا بے بی کے ساتھ گئے تھے پھر نہیں آئے' جینا بے بی اکیلی واپس آئیں۔"

مینا نے بہن کے پاس آکر کہا "تم اتنا جھوٹ کیوں بولتی ہو۔ جمنا کو اپنے ساتھ کار میں لے گئی تھیں اور مجھ سے یہ بات چھپا رہی ہو؟"

جینا نے کہا "غصہ مت دکھاؤ۔ میں بھلا جمنا کو کار میں کیوں لے جاؤں گی؟"

"اس لیے کہ وہ تمہارے گنگا پرساد کا ہم شکل ہے۔ ... تمہیں دھوکا دے کر چلا گیا۔ تمہیں تو اس کی شکل صورت چاہیے۔ اس لیے میرے جمنا پر نیت خراب ہوگئی۔"

"تم بکواس کررہی ہو۔ میں سو کر اٹھنے کے بعد بنگلے کے باہر نہیں گئی۔ میرے گنگا کی طرح تمہارا جمنا بھی بھگوڑا ہے۔ بھاگ گیا ہے۔"

مینا اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بنگلے کے باہر آئی پھر تمام گارڈز کو بلا کر بولی "کیا جینا ہمارے مہمان کو کار میں بٹھا کر لے گئی تھی؟"

سب نے ہاں کہا۔ جینا غصے سے چیخ کر بولی "تم سب جھوٹے ہو۔ پتا جی آئیں گے تو سب کو نوکری سے نکال دوں گی۔"

مینا نے کہا "تمہاری چالبازی کا بھانڈا پھوٹ رہا ہے تو ان چاروں کو نوکری سے نکالنے کی دھمکی دے رہی ہو۔"

"میں نے کیا چالبازی کی ہے۔ میں ہر ہر مہادیو کی قسم کھا کر کہتی ہوں' اس بنگلے سے باہر نہیں گئی تھی۔"

"اتنی بڑی قسم کھا رہی ہو تو مان لوں گی لیکن یہ چاروں گارڈز کیا جھوٹ بول رہے ہیں؟"

ایسے ہی وقت ان کا باپ سرکاری گاڑی میں بیٹھ کر آیا۔ گاڑی سے اتر کر بولا "یہ تم دونوں نے تمام گارڈز کو یہاں کیوں ... کیا ہے؟"

مینا نے کہا "پتا جی! یہ تمام گارڈز کہہ رہے ہیں کہ جینا ہمارے مہمان جمنا پرساد کو کار میں بٹھا کر کہیں چھوڑ آئی ہے اور جینا ہر ہر مہادیو کی قسم کھا رہی ہے کہ یہ بنگلے سے باہر نہیں گئی تھی۔"

ڈی جی دھرم راج سکسینہ نے چاروں گارڈز سے پوچھا "... سب نے اپنی آنکھوں سے جینا اور جمنا کو کار میں جاتے دیکھا ہے؟"

سب نے سر جھکا کر ہاں کہا۔ دھرم راج سکسینہ نے جینا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "تعجب ہے۔ میری دونوں بیٹیاں کم از کم میرے سامنے جھوٹ نہیں بولتی ہیں کیوں جینا! تم جمنا کے ساتھ نہیں گئی تھیں نا؟"

"نہیں پتا جی! مجھے اس بات کا مان ہے کہ آپ میری سچائی پر بھروسا کرتے ہیں۔ میں سچ کہتی ہوں جب سے سو کر اٹھی ہوں' اس بنگلے سے باہر ابھی آئی ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولا "تعجب ہے۔ تم کبھی جھوٹ نہیں بولتیں اور یہ گارڈز میرے سامنے جھوٹ بولنے کی جرات نہیں کرسکتے پھر جمنا پرساد یہاں سے کیسے گیا؟"

ڈرائنگ روم میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ان باپ بیٹیوں نے اندر آکر فون کو اٹھا کر اسے سینٹر ٹیبل پر رکھا۔ باپ نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف کی آواز سن کر پوچھا "جمنا پرساد! کہاں ہو؟"

جمنا کا نام سنتے ہی مینا نے فون کا وائڈ اسپیکر آن کیا۔ پورس کی آواز سنائی دی "انکل! میں یہاں ویران سمندر کے کنارے ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہاں کیسے پہنچ گیا؟"

ڈی جی نے کہا "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا کوئی تمہیں بے ہوش کرکے لے گیا تھا؟"

"کون بے ہوش کرکے لے جاسکتا ہے؟ بنگلے کے باہر آپ کے گارڈز رہتے ہیں۔ کیا انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا؟"

"وہ کہتے ہیں کہ تم جینا کے ساتھ کار میں بیٹھ کر گئے تھے؟"

"او نو انکل! میں جینا کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ ہاں اتنا یاد آرہا ہے کہ اپنے کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آیا تو وہاں جینا تھی۔ شاید اس سے کوئی بات کی تھی۔ اس کے بعد یاد نہیں ہے کہ

میں غائب دماغ کیسے ہوگیا۔ اب دماغی طور پر حاضر ہو کر خود کو سمندر کے کنارے پا رہا ہوں۔"

ڈی جی نے کہا "تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے کسی نے تم پر جادو کیا ہو۔"

"جسٹ اے منٹ انکل! جادو کے نام پر یاد آیا۔ میرے دماغ کے اندر ایک عورت بول رہی تھی کہ مجھے آپ کے گھر سے جانا ہے۔ آپ اس عورت کے خلاف کوئی کارروائی کررہے ہیں۔ اسے گرفتار کرنے کے لیے آپ نے اس کی تلاش میں جاسوس چھوڑ رکھے ہیں۔"

"او گاڈ! اب سمجھ میں آیا۔ یہ پونم کا کیس ہے۔ پونم نامی ایک لڑکی کے اندر ایک پریت آتما سمائی ہوئی ہے۔ اسی پونم نے ہم سے چھپنے کے لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ تبدیل کیا ہے۔ وہ سرجری کرنے والا مردہ پایا گیا تھا۔ پونم کے جسم میں آتما بدلنے والا ایک گرودیو بھی مارا گیا۔ وہ ایک قاتل آتما ہے۔"

"مگر انکل! وہ آتما یا وہ پونم مجھ سے کیوں دشمنی کررہی ہے۔ کیا وہ جانتی ہے کہ مینا مجھ سے پریم کرتی ہے۔ اس لیے مجھے مینا سے دور کردیا ہے۔"

مینا نے باپ سے ریسیور لے کر کہا "ہیلو جمنا! میں تمہاری مینا بول رہی ہوں۔ وہ پریت آتما تو کیا' موت بھی ہمیں الگ نہیں کرسکے گی۔"

پورس نے ایک سچے عاشق کی طرح کہا "آہ مینا! میں تم سے ملنے آؤں گا تو وہ تمہاری دشمن بن جائے گی۔ میں تمہیں زندہ سلامت رکھنے کے لیے تمہاری جدائی برداشت کرتا رہوں گا۔"

باپ نے فون لے کر کہا "جمنا! میں نہیں جانتا تھا کہ تم میری بیٹی سے اتنا سچا پیار کرتے ہو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس چڑیل کو جلد سے جلد گرفتار کرکے پھر تمہیں اپنے گھر لے آؤں گا۔ بائی دا وے تم کسی ویران سمندر کے کنارے سے بول رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس موبائل فون ہے؟"

"جی ہاں' مینا نے اپنا فون مجھے دیا تھا۔"

مینا نے کہا "یس پتا جی! وہ میرے فون سے بول رہا ہے۔ اسے اس ویران علاقے سے شہر میں پہنچانے کا بندوبست کریں۔"

"تم اس جگہ کی نشانیاں بتاؤ۔ میں اپنے ماتحتوں کو گاڑی میں بھیجوں گا۔"

پورس نے ہوائی جہاز کی کھڑکی سے ایک ویران ساحل پر ایک چھوٹا سا مندر دیکھا تھا۔ اس نے کہا "یہاں دور ایک چھوٹا سا مندر دکھائی دے رہا ہے۔ میں اس مندر کی طرف جا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں' وہ مندر کہاں ہے؟ تمہارے لیے ایک گاڑی آجائے گی۔"

ڈی جی نے فون بند کرکے کہا "اب سمجھ گیا۔ اس چڑیل نے صرف جمنا کے ہی نہیں' جینا کے دماغ پر بھی قبضہ جمایا تھا۔ اس لیے جینا اسے کار میں لے جاتے وقت بھی یہ نہ جان سکی کہ اپنے ہی مہمان کو کہاں لے جا رہی ہے۔ اس طرح تمام گارڈز بھی سچ بول رہے ہیں۔"

پورس نے فون بند کیا۔ پارس نے پوچھا "جب وہاں سے نکل آیا ہے تو پھر یہ چکر کیوں چلا رہا ہے؟"

"بس چکر چلا رہا ہوں۔ شادی کا ارادہ ہوتا تو اسے آج ہی حاصل کرسکتا تھا لیکن اسے ہاتھ لگائے بغیر چلا آیا۔"

"اچھا تو شغل فرما رہے ہو؟"

"وقت گزارنے کے لیے کچھ تو کرنا چاہیے۔"

پارس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا "میں بھی کچھ وقت گزار لوں۔"

وہ باپ بیٹیاں فون کے پاس بیٹھ کر اسی سلسلے میں باتیں کررہے تھے۔ گھنٹی بجنے لگی۔ باپ نے اسپیکر آن کرکے ہیلو کہا۔ پارس نے پوچھا "کیا مس جینا کے فون کا یہی نمبر ہے؟"

جینا نے کہا "یہ تو گنگا پرساد کی آواز ہے۔"

اس نے فون کے قریب آکر کہا......"ہیلو میں جینا بول رہی ہوں۔ تم کہاں گم ہوگئے تھے؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا' میں کیسے غائب دماغ ہوگیا تھا۔ کتنے گھنٹے گزر گئے' کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"ابھی تم کہاں ہو؟"

"پتا نہیں یہ کس کا گھر ہے۔ کھڑکیاں دروازے باہر سے بند ہیں۔ ابھی میرے دماغ میں کسی عورت کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کروں گا تو اپنی جینا سے بات ہونے لگے گی۔ یہ تو کمال ہوگیا۔ سچ مچ تم سے باتیں ہو رہی ہیں۔ جینا! میری جان جینا! میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ تم سے ملنے کے بعد کون مجھ سے دشمنی کررہا ہے بلکہ کررہی ہے۔ میں نے تو کسی عورت کا کچھ نہیں بگاڑا ہے۔"

"ہائے گنگا! تم ملتے ہی بچھڑ گئے۔ میں تمہاری مصیبتوں کو سمجھ رہی ہوں۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی چڑیل کو میرے پتا جی گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ ہمیں پریشان کرنے کے لیے تمہیں اور جمنا کو نہ جانے کہاں کہاں بھٹکا رہی ہے۔ تم ہمت سے کام لو۔ پتا جی اسے جلد ہی گرفتار کرلیں گے۔"

"پھر تو وہ چڑیل ضرور تمہارے پتا جی کی بہادری سے ڈرتی ہوگی اس لیے دور ہی دور سے پریشان کررہی ہے۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ تمہارے پتا جی کا مقابلہ کرسکے۔"

ڈی جی دھرم راج سکسینہ اپنی تعریفیں سن کر اپنی مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا "یہ جوان گنگا پرساد بھی بڑا سمجھ دار ہے۔ تم دونوں نے اچھے جیون ساتھی چنے ہیں۔ میں اس چڑیل کو آج ہی گرفتار کروں گا۔"

پورس نے کہا "میں تمہارے پتا جی کی باتیں سن رہا ہوں۔ وہ آج ہی اس کو بلا کو گرفتار کرنے والے ہیں پھر تو اس بلا نے انہیں اپنا پتا ٹھکانا بتا کر دعوت دی ہوگی لیکن میں کہتا ہوں' وہ دعوت پر نہ

نہیں چاہوں گا کہ تمہارے پتاجی پر کوئی آنچ آئے۔"

ڈی جی نے کہا "دھنے ہو۔ میں ایسے ہی داماد چاہتا تھا۔ میں ابھی اس چڑیل کی تلاش میں جارہا ہوں۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پارس نے فون بند کرکے کہا "بڈھا جوش میں آگیا ہے۔ ہمیں وقت ملا تو اس کے ہوش اڑاتے رہیں گے۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔ پارس نے آگے بڑھ کر عباس مہدی کے دماغ میں جاکر پوچھا "انکل! آپ ہیں۔"

"ہاں بیٹے! دروازہ کھولو۔"

"دروازہ کھلنے سے پہلے یہ سن لیں۔ مجھے نہیں پہچان سکیں گے میں نے میک اپ کے ذریعے چہرہ بدل لیا ہے۔ یہاں میرا بھائی پورس بھی ہے۔"

اس نے دروازہ کھول دیا۔ عباس مہدی نے اندر آکر دونوں کو دیکھا۔ پورس نے آگے بڑھ کر سلام کرتے ہوئے کہا "میرا نام پورس ہے۔"

اس نے شانہ تھپک کر کہا "بہت عرصہ پہلے تمہارے والد کو دیکھا تھا۔ تم دونوں باپ کی طرح قد آور اور چٹان جیسے ہو۔ اب یہ بتاؤ' نیلماں کو گھیرنے کے لیے کتنے ماتحتوں کو لے چلوں؟"

پورس نے کہا "کسی کو نہیں۔ ہم تینوں کافی ہیں۔ آپ اس کے بنگلے میں کلام پاک تلاوت کرتے ہوئے داخل ہوں گے تو وہ وہاں سے بھاگے گی۔ بنگلے سے نکلنے کا ایک راستہ سامنے سے ہے اور دوسرا پیچھے سے 'ہم دونوں بھائی آگے پیچھے کھڑے رہیں گے۔"

عباس مہدی ان کے ساتھ ہوٹل سے باہر آیا پھر گاڑی میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے بولا "وہاں پہنچنے سے پہلے تصدیق کرلو کہ وہ بنگلے میں موجود ہے یا نہیں؟"

پارس نے ثانی سے کہا "ہم نیلماں کو گھیرنے جارہے ہیں۔ اس کے معمول اور تابعداروں کے خیالات سے معلوم کرو کہ وہ بنگلے میں موجود ہے یا نہیں؟"

وہ چلی گئی پھر واپس آکر بولی "وہ باپ بیٹے ڈرائنگ روم میں بیٹھے شیواجی سادھرن سے باتیں کررہے ہیں۔ ان کے خیالات بتارہے ہیں کہ اوما (نیلماں) اپنے کمرے میں ہے۔ اس نے دوپہر کھانے کے بعد اپنے کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کرلیا ہے۔ جب تک وہ خود باہر نہیں آئے گی' تب تک تینوں میں سے کوئی اس کے دروازے پر دستک نہیں دے سکے گا۔"

پارس نے کہا "یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ مکمل آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے منتروں کا جاپ کررہی ہے۔"

"یہی بات ہے۔ شیواجی کے خیالات نے بتایا ہے کہ رات سے صبح تک کمرے کے اندر سے اوما کی دھیمی دھیمی سی آوازیں سنائی دیتی ہیں پھر وہ صبح جل پان کرکے دو چار گھنٹوں کے لیے سوجاتی ہے۔ اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"یہ بزرگ جو گاڑی ڈرائیو کررہے ہیں' یہاں کے ڈی آئی جی

... کلام پاک کے حافظ ہیں اور پانچوں وقت کے نمازی ہیں۔ ان کا نام عباس مہدی ہے۔ ایک بار نیلماں غلطی سے ان کے دماغ میں آئی تھی۔ انہوں نے کلام پاک کی ایک آیت کی تلاوت شروع کی تو وہ بھاگ گئی۔"

"پھر تو باکمال بزرگ ہیں۔"

"یہ ابھی کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اس بنگلے میں داخل ہوں گے تو نیلماں کی کوشش ہوگی کہ وہ شیواجی جیسے باڈی بلڈر کے ذریعے انہیں تلاوت سے روکے اور انہیں ہلاک کردے لہٰذا تم شیواجی کے دماغ کو اپنی گرفت میں رکھوگی۔ میں اور پورس ان باپ بیٹے کو حرکت نہیں کرنے دیں گے۔ نیلماں مجبور ہوکر وہاں سے بھاگے گی تو ہم آگے اور پیچھے والے دروازے پر موجود رہیں گے۔"

ثانی نے کہا "اس بنگلے کے قریب پہنچ رہے ہو۔ میں شیواجی کے پاس جارہی ہوں۔ جناب عباس مہدی کو میرا سلام کہو۔"

وہ چلی گئی۔ پارس نے ان سے کہا "ابھی میری وائف سے گفتگو ہورہی تھی۔ اس نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔"

انہوں نے خوش ہوکر وعلیکم السلام کہہ کر بنگلے کے سامنے گاڑی روکی۔ پارس' عباس مہدی کے ساتھ بنگلے کے سامنے گیا۔ پورس پچھلے دروازے کی طرف چلا گیا۔ پارس باہر کھڑا رہا۔ عباس مہدی بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے کے بعد تلاوت کرنے لگے۔ اسی لمحے بند کمرے کے اندر سے نیلماں کی چیخ سنائی دی۔ وہ فوراً ہی شیواجی کے دماغ میں پہنچ کر بولی "اس آنے والے کی گردن دبوچ لو اسے پڑھنے نہ دو۔"

شیواجی صوفہ پر بیٹھا رہا۔ اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔ وہ سمجھ گئی کہ اس کے تابع ... کے دماغ کو کوئی کنٹرول کررہا ہے۔ وہ مہاراج کے پاس گئی پھر مہیش کے پاس پہنچی۔ اس کی اپنی حفاظت کی تمام تدابیر ناکام ہوگئی تھیں۔ وہ کمرے کا دوسرا دروازہ کھول کر ایک کوریڈور میں دوڑتی ہوئی کچن میں آئی۔ تلاوت کی آواز دور ہوگئی تھی۔ وہ اور دور جانا چاہتی تھی۔ اس نے کچن کا پچھلا دروازہ فرار ہونے کے لیے کھولا۔ وہاں پارس کھڑا ہوا تھا۔

وہ میک اپ میں تھا۔ نیلماں اسے پہچان نہ سکی۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر اپنی آغوش میں بھرتے ہوئے پوچھا "کہاں جارہی ہو میری جان! میں میک اپ میں ہوں۔ میری آواز سے مجھے پہچانو۔"

وہ گھبرا کر بولی "پارس؟ تم؟"

"ہاں' سچا عاشق ہوں۔ قبر تک پیچھا کروں گا۔ پہلے ناصرہ کے جسم میں رہ کر دھمکیاں دیا کرتی تھیں کہ ناصرہ کو مجبور کروگی تو وہ مجھے ڈس لے گی لیکن یہ پونم یا اوما تو زہریلی نہیں ہے۔ اب تیرا کیا بنے گا نیلماں!"

○☆○

اعلان کیا گیا تھا کہ دو دنوں کے بعد تیسرے دن بابا فرید واسطی کے ادارے کے قیام کی بیسویں سالگرہ منائی جائے گی۔ دنیا بھر

کے چھوٹے بڑے ممالک کے سربراہان اور فوج کے اعلیٰ افسران کو دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ جس میں لکھا ہوا تھا "اللہ تعالیٰ جل جلالہ و جلِ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بابا فرید واسطی نے جس ادارے کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے اور دینِ اسلام کے فروغ کے لیے قائم کیا تھا' وہ بیس برسوں میں پھل پھول کر مسلمانانِ اسلام کے لیے ایک سایہ دار درخت بن گیا ہے۔ یہ بیس برس گواہ ہیں کہ ہم ساری دنیا کے انسانوں کے لیے امن و امان کی راہیں ہموار کرتے رہے ہیں اور انسانیت کے دشمنوں کو عبرت ناک انجام تک پہنچاتے رہے ہیں۔

یہاں مختلف علوم حاصل کرنے کی کیسی منفرد یونیورسٹی ہے اور کتنی بڑی سائنسی درس گاہ اور مختلف شعبوں میں کیسی کیسی جدید مشینیں' آلات اور ماہرین ہیں' ان کی تفصیل اس مختصر سے دعوت نامے میں سما نہیں سکتی۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں' یہاں ادارے کے افراد کے سوا کسی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا ہے۔ تاہم بیسویں سالگرہ کے دوسرے دن پیرس کے ایک عالی شان ہوٹل میں آپ حضرات کے لیے عشائیے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہفتہ سات جنوری کو آپ عشائیے میں تشریف لاکر ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی مدتوں بعد ادارے سے نکل کر پیرس آئیں گے اور آپ کی میزبانی فرمائیں گے۔ شکریہ' آپ کے لیے نیک تمناؤں کا خواہش مند۔ انچارج ادارہ خلیل بن مکرم۔"

یہ دعوت نامہ سب کے پاس پہنچ رہا تھا۔ وہ چند ممالک جو بابا صاحب کے ادارے کو نیست و نابود کرنے کے لیے خفیہ اجلاس کرتے رہے تھے۔ ان ممالک کے سراغ رساں اپنے اپنے متعلقہ افسران کو رپورٹ دے رہے تھے کہ سونیا اور فرہاد پیرس میں ہیں۔ جمعہ چھ جنوری کو سالگرہ کے دن ادارے میں جائیں گے۔ آمنہ اور جناب تبریزی تو وہاں ہمیشہ رہتے ہیں۔ ثانی' فہمی' علی' پارس اور پورس سب ہی اس ادارے میں موجود رہیں گے لہٰذا اچانک زمینی اور فضائی حملوں سے وہاں کے تمام افراد کو فنا کیا جا سکتا ہے' ان کے ساتھ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی خاک میں مل جائیں گے۔

یہ پلاننگ ہو رہی تھی کہ پانچ جنوری اور سالگرہ کے دن چھ جنوری کو اہم افراد وہاں پہنچ رہے ہیں یا نہیں؟ اس کی مصدقہ رپورٹ حاصل ہونی چاہیے۔ کسی شک و شبے کی گنجائش نہ رکھنے کے لیے اور پوری طرح یقین کرنے کے لیے الپا نے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کرکے کہا "ادارے کی بیسویں سالگرہ کا دن بھرپور مسرتوں کا دن ہے۔ میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس دن صبح خیال خوانی کے ذریعے مبارک باد دینا چاہتی ہوں۔ کیا مجھے مبارک باد دینے کی اجازت ملے گی۔"

خلیل بن مکرم نے کہا "تم تو صرف خیال خوانی کے ذریعے ہمارے ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں جاکر مبارک باد دو گی۔ اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ بے شک تمہیں اجازت ہے۔"

اب اس سے زیادہ یقین کرنے والی بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ وہ مبارک باد دینے کے بہانے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی وہاں موجودگی معلوم کرلیتی پھر کوئی شبہ باقی نہ رہتا۔

پھر دنیا کے تمام صحافیوں... اور الیکٹرونک میڈیا کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ سالگرہ کے دن بابا صاحب کے ادارے میں آسکتے ہیں۔ صرف اسرائیلی اور بھارتی میڈیا سے تعلق رکھنے والوں پر پابندی عائد کی گئی۔ ایسی پابندی کے باوجود امریکا' روس' فرانس اور جرمنی کے حق میں یہ بات تھی کہ وہ اپنے اخباری اور دیگر میڈیا کے نمائندوں کے ذریعے بھی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی وہاں موجودگی معلوم کرسکتے تھے۔

پھر وہ معلومات فراہم کرنے والی سالگرہ کا دن آگیا۔ سالگرہ میں شریک ہونے والوں کو صبح آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک بابا صاحب کے ادارے میں رہنے کی اجازت تھی۔ دشمن ممالک نے اپنے ایسے اخباری نمائندوں اور ایسے ویڈیو ریکارڈنگ کرنے والوں کو بھیجا تھا کہ وہاں بمباری کی جاتی اور وہ مرجاتے تو کوئی فرق نہ پڑتا۔ پہلے تو الپا نے میرے دماغ میں آکر سالگرہ کی مبارک باد دی۔ میں نے کہا "پہلے کبھی تمہیں خیال خوانی کے ذریعے بھی اس ادارے میں نہیں آنے دیا گیا لیکن آج تم ہماری خوشیوں کا اندازہ کرسکتی ہو کہ ہم نے تمہیں آنے کی اجازت دے دی۔ تمہاری مبارک باد کا شکریہ۔"

الپا پھر سونیا' ثانی' فہمی' علی اور پورس کے پاس آئی۔ انہیں مبارک باد دے کر پارس کے پاس آئی تو پارس نے مبارک باد وصول کرنے کے بعد اس سے کہا "تم میری زندگی سے نکل چکی ہو پھر نہیں آئیں اور نہ میں چاہتا تھا کہ تم آؤ لیکن آج ہمارے لیے بہت ہی مبارک دن ہے۔ مبارک باد دینے کے لیے اور کوئی رہ گیا ہو تو اس کے پاس بھی جاکر جتنی جلدی ہوسکے اس ادارے کے ماحول سے رخصت ہوجاؤ۔"

پارس نے سانس روکی۔ وہ وہاں سے چلی آئی۔ تمام مخالف بڑے ممالک کو بتایا "میں ابھی وہاں کے ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں جاکر آرہی ہوں۔ اس ادارے کے ایک وسیع میدان میں ہزاروں افراد ہیں۔ وہاں قرآن خوانی ہورہی ہے۔ میں نے وہاں امریکی' روسی' فرانسیسی اور جرمنی وغیرہ کے اخباری نمائندوں اور ٹی وی ریکارڈنگ کرنے والوں کو بھی دیکھا ہے۔"

یہ تصدیق شدہ رپورٹ خفیہ اجلاس کے افسران کو پہنچائی گئی۔ تمام دشمن ممالک کے افسران نے حملے کی تیاری مکمل کی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے اپنے حملہ آوروں کو حکم دیا اور تمام مخالف ممالک سے بیک وقت حملے کرنے کے لیے حکم دیا گیا۔ حکم

ملتے ہی' ہر فوجی ہوائی اڈے سے بمبار طیاروں نے پرواز کی اور زمین سے بھی میزائل داغے گئے۔

پھر تو جیسے قیامت آگئی۔ چار میزائل واشنگٹن اور میامی میں آرمی بحریہ کے ہیڈ کوارٹر میں آکر گرے جن میں سے تین میزائل روس نے اور ایک اسرائیل نے داغے تھے پھر امریکن آرمی ہیڈ کوارٹر کے اسلحے کے ذخائر پر روس اور اسرائیل کے طیاروں نے بمباری کی۔

اسی طرح امریکی طیاروں نے اسرائیل اور روس کے کئی اہم فوجی مقامات پر میزائل پھینکے اور بمبار طیاروں کے ذریعے ہوائی حملے کیے۔ دوسری طرف فرانس نے جرمنی پر اور جرمنی نے فرانس کے حساس علاقوں پر متواتر حملے کیے۔

بابا صاحب کے ادارے میں امن و امان سے قرآن خوانی ہوتی رہی۔ جناب تبریزی نے باہر سے آنے والے ہزاروں مہمانوں کے سامنے کہا "آپ حضرات! پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ میں سے کئی صحافی ہیں۔ کئی ویڈیو ریکارڈنگ کرنے والے ماہرین ہیں۔ کئی ممالک کے نامور وکلا اور دانشور ہیں اور آپ ہی حضرات کے درمیان سراغ رساں بھی ہیں۔

"میں چاہتا ہوں جو سراغ رساں نہیں ہیں' وہ بھی سراغ رسانی کریں اور یہاں کے اندرونی حالات کا جائزہ لیں اس لیے ہم نے آپ کو صبح آٹھ بجے سے پانچ بجے تک یہاں رہنے اور ہر جگہ گھومنے پھرنے کی آزادی دی ہے۔ ہماری بے شمار موٹر ٹرالیاں ہیں جس میں بیٹھ کر آپ اس ادارے کے اندر میلوں دور تک جاسکتے ہیں۔

"یہاں کئی جگہ 8 X 12 فٹ اسکرین لگائی گئی ہیں تاکہ آپ اپنے اپنے ملک کی خبریں سن سکیں۔ ہر اسکرین کے پاس ٹیلیفون بوتھ ہیں۔ آپ وہاں جاکر اپنے اپنے ملک کے اکابرین سے بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔"

جناب تبریزی کی تقریر کے دوران میں ہی بڑی بڑی اسکرین پر جنگی مناظر دکھائی دینے لگے۔ تمام ممالک کے وزرائے خارجہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ اس کے ملک کے اہم اور حساس مقامات پر اچانک ہوائی حملے ہورہے ہیں اور میزائل بھی پھینکے جارہے ہیں۔

سیٹلائٹ کے ذریعے جو تصویری رپورٹس آرہی تھیں' ان کے مطابق امریکا' روس' اسرائیل' فرانس اور جرمنی ایک دوسرے پر حملے کررہے تھے۔ ان سب کے فوجی ہوائی اڈوں اور میزائل پیڈس پر یہ حملے کیے جارہے تھے پھر جلد ہی سیٹلائٹ سے آنے والی تصاویر کو اسکرین پر دکھانے سے روک دیا گیا۔ بابا صاحب کے ادارے میں آنے والے صحافی' ویڈیو کیمرا مین' وکلا اور دانشور فون کے ذریعے اپنے اپنے ملک کی وزارتِ خارجہ سے پوچھ رہے تھے۔ "ایسا کیوں ہورہا ہے۔ آپس میں دوستی اور دشمنی کی دوغلی سفارتی پالیسیوں کا بھی یہ تقاضا نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ملک کو ایسے جان لیوا حملوں سے نقصان پہنچائیں۔"

ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم نے آنے والے تمام اہم مہمانوں سے ویڈیو کیمروں کے ذریعے انٹرویو لیا۔ ایسے تمام انٹرویوز کا مشترکہ متن یہ تھا کہ وہ سب بابا فرید واسطی مرحوم کے ادارے سے بول رہے ہیں۔ یہاں امن و امان ہے۔ کسی ملک کو نقصان پہنچانے والے میزائل اور بمبار طیارے نہیں ہیں۔ وہ سب حیران ہیں کہ دوسرے بڑے ممالک میں تخریبی کارروائیاں کیوں کی جارہی ہیں؟ انہوں نے پہلی بار اس ادارے میں آکر ایمان افروز باتیں بھی سنی ہیں اور یہاں کے تمام افراد کے ایمان پرور اعمال دیکھے ہیں۔

مخالف ممالک نے اپنے ان نمائندوں کو پورے ادارے کے ساتھ نیست و نابود ہوجانے کے لیے بھیجا تھا۔ اب وہی لوگ بابا صاحب کے ادارے کو امن و سلامتی کا محافظ قرار دے رہے تھے۔ سیٹلائٹس کی تصویری رپورٹس بھی گواہ تھیں کہ ان ممالک نے اچانک ایک دوسرے پر ایسے متواتر حملے کیے ہیں جیسے تیسری جنگِ عظیم شروع ہوچکی ہو۔

دوسری طرف وہ تمام ممالک ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ ان کے حملہ آوروں نے بابا صاحب کے ادارے کا رخ کیوں نہیں کیا۔ خود ہی ایک دوسرے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ الپا نے کہا "بات صاف ہے' جناب تبریزی اور آمنہ کو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہماری سازشوں کا علم ہوگیا ہوگا ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ایک حملہ آور کو پہلے سے اپنا معمول اور تابع بنا چکے تھے۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغوں پر جو نقش کردیا گیا تھا' انہوں نے وہی کیا ہے۔ تباہی ہماری طرف آئی ہے اور وہ پورے امن و امان سے سالگرہ مناتے رہے ہیں۔"

میں نے ہر ایک ملک کے اکابرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تم لوگوں نے الپا کی پہلی رپورٹ سنی کہ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے میں اپنی موت سے بے خبر سالگرہ کی خوشیاں منارہے ہیں۔ جبکہ موت سے تم بھی بے خبر تھے۔ کوئی نہیں جانتا' کس کی موت یا کس کی شامت آنے والی ہے۔ یہی الپا جو اب کہہ رہی ہے' پہلے بھی کہہ سکتی تھی کہ جناب تبریزی اور آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم سب کی سازشوں سے آگاہ ہوچکے ہیں لیکن الپا کو اور تم سب کو یہ حقیقت اس وقت یاد نہیں آئی کیونکہ کئی ممالک کی مشترکہ طاقت کا غرور حواس پر چھایا ہوا تھا اور مغرور کو اپنی نہیں' ہمیشہ سامنے والے کی موت نظر آتی ہے۔"

سب ہی نے میری باتیں خاموشی سے سنیں۔ میں نے کہا "آج ہم ادارے کی کامیابیوں کی سالگرہ منارہے ہیں۔ آج ہمارے لیے بڑی مسرتوں کا دن ہے اس لیے تم سب کے لیے خوش خبری ہے کہ ہم جواباً انتقامی کارروائی نہیں کریں گے۔ ضرورت ہی کیا ہے؟ تم سب خود ہی ایک دوسرے کو دل بھر کے سزائیں دے چکے ہو۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اس وقت میں ' سونیا ' سلمان ثانی اور فہمی باباصاحب کے ادارے میں تھے۔ الپا خیال خوانی کے ذریعے پارس ' پورس اور علی کی ڈی کے دماغوں میں آکر مطمئن ہو کر چلی گئی تھی۔

میں نے الپا کے پاس جاکر کہا "ہم نے سالگرہ کے دوسرے دن پیرس کے ایک بڑے ہوٹل میں شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ تمام ممالک کے اکابرین کو مدعو کیا تھا لیکن اب تو وہ سب صدمات سے نڈھال ہیں۔ ان حالات میں ان سب کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنا مناسب نہیں ہے لہٰذا ہم دعوت ملتوی کرتے ہیں۔ تم ان سب کی چہیتی ہو' انہیں مطلع کردو۔"

اس نے سرجھکالیا بلکہ سر خود ہی جھک گیا۔ ناکامی ہو اور شرمندگی ہو تو سرخود بہ خود جھک جاتا ہے۔

○☆○

علی اپنی مدر شیریں کے ساتھ ایک کار میں مجاہدوں کے مہمان خانے کی طرف جارہا تھا۔ وہ اب تک آمنہ جیسی آئیڈیل ماں کے متعلق سوچتا رہا تھا لیکن جب ایسی ماں سامنے آگئی' جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے اسے جنم دیا ہے اور اسے اپنا دودھ پلایا ہے تو علی کو اندر ہی اندر صدمہ پہنچا۔ کیونکہ وہ جنم دینے والی اور اسے دودھ پلانے والی ماں ایک مجرم تھی۔ ایک خفیہ ایجنسی کی آلۂ کار تھی۔

علی نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا "آپ ایسی زندگی کیوں گزار رہی ہیں؟"

"تمہارے باپ کی وجہ سے۔ اس نے مجھے طلاق دی۔ عورت سہارے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ زندگی گزارنے کے لیے کچھ تو کرنا ہی تھا۔"

"کیا جن عورتوں کو طلاق دی جاتی ہے' وہ سب مجرمانہ زندگی گزارتی ہیں۔ آپ کے والد دولت مند تھے۔ آپ امریکا میں رہتی تھیں۔ مفلس اور محتاج نہیں تھیں پھر غلط راستہ اختیار کیوں کیا؟"

"دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوششیں کی جائیں تو ہمیشہ اعلیٰ معیارِ زندگی قائم رہتا ہے۔"

"میرے والد آپ کے ہم خیال نہیں ہوں گے۔"

"ان کا مزاج مجھ سے بالکل نہیں ملتا تھا۔ وہ حضرت چاہتے تو ہم دنیا کے امیر ترین لوگوں میں شمار کیے جاتے۔ وہ تو بہت بڑے جادوگر تھے۔ ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ میرے سامنے دولت کا انبار لگا سکتے تھے لیکن ایک کرتا پاجامہ اور چپلیں پہن کر رہا کرتے تھے۔ سال کے بارہ مہینے روزے رکھتے تھے۔ میں کہتی تھی' آپ ہائی لیول پر زندگی نہیں گزارنا چاہتے لیکن مجھے تو گزارنے دیں۔ خیال خوانی کے ذریعے چاہتے تو چھپے ہوئے خزانوں کا پتا لگا سکتے ہیں لیکن وہ اپنے دروازے پر ایک پیسہ بھی ضرورت سے زیادہ آنے نہیں دیتے تھے۔"

"آپ کی باتوں سے پتا چلا ہے کہ وہ جادوگر نہیں' اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے تھے۔"

"تم کچھ بھی کہو' مجھے ان سے خوف آنے لگا تھا۔"

"انہیں معلوم ہوجاتا تھا کہ میں گھر سے باہر کلبوں اور دوسری تفریح گاہوں میں جایا کرتی ہوں۔ انہوں نے منع کیا کہ میں غیر مردوں سے نہ ملا کروں؟ یہ بھی کوئی بات ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ میں نے امریکا میں پرورش پائی ہے؟ ان میں اتنی سوجھ بوجھ نہیں تھی کہ مجھ سے سمجھوتا کرکے زندگی گزارتے۔"

"میں حیران ہوں کہ آپ دونوں میں اتنا تضاد ہے پھر شادی کیسے ہوگئی؟"

"میری عقل پر پتھر پڑ گئے تھے۔ میں نے پہلی بار انہیں دیکھا تو یہ کم بخت دل ان کی طرف کھنچنے لگا۔ معمولی لباس پہننے کے باوجود وہ دل ودماغ پر چھاگئے۔ میں نے سوچا' شادی کے بعد انہیں اپنے رنگ میں رنگ لوں گی۔ جب میرے ڈیڈی نے رشتے کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں ان کے مزاج کی لڑکی نہیں ہوں۔ شادی کے بعد ہم دونوں خوش نہیں رہیں گے لیکن میرے ڈیڈی مجھے مشرقی تہذیب میں ڈھالنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ وہ چاہیں گے تو شادی کے بعد مجھے اپنے مزاج' اپنے رسم ورواج کے مطابق ڈھال لیں گے۔"

علی نے پوچھا "میرے نانا کے اصرار پر یہ شادی ہوئی؟"

"ہاں مگر جب تم پیدا ہوئے اور چار ماہ کے ہوئے تو انہوں نے مجھ پر بدچلنی کا الزام لگایا اور طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد میں تمہیں اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی لیکن وہ ایک رات چپکے سے تمہیں اٹھاکر لے گئے۔ میں نے تمہیں بہت تلاش کیا مگر تم نہ ملے اور نہ ہی تمہارا باپ دکھائی دیا۔"

"آپ کہتی ہیں' شادی سے پہلے ان کی شخصیت سے متاثر ہوگئی تھیں۔ وہ دیکھنے میں کیسے تھے؟ ان کا کچھ حلیہ بتائیں۔"

"مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میں ان کی شخصیت سے متاثر ہوگئی تھی مگر وہ دیکھنے سننے میں کیسے تھے؟ یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ میرا خیال ہے' انہوں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ سے اپنے بارے میں سب کچھ بھلا دیا ہے۔ کوئی ایسا عمل کیا ہے کہ میں ہر سال تمہیں خوابوں میں دیکھتی رہی۔ تم مجھ سے بچھڑے تو پانچ ماہ کے تھے۔ میں نے سات ماہ بعد یعنی تم ایک سال کے ہوگے تو پہلی بار تمہیں خواب میں دیکھا۔"

"آپ نے میرے والد کو نہیں دیکھا پھر کیسے سمجھتی رہیں کہ جب میں چار چھ برس کا ہوگیا۔ میرا چہرہ تبدیل ہونے لگا تو خواب میں نظر آنے والا وہ بچہ آپ ہی کا بیٹا ہے؟"

"جب تم اچھی طرح بولنے لگے تو مجھ سے کہا کرتے تھے' میں ہی آپ کا بیٹا ہوں۔ ہر برس اپنی پیدائش کی تاریخ کو آپ کے پاس آتا ہوں تاکہ میں جوان ہوجاؤں تو آپ مجھے پہلی نظر میں پہچان لیں۔"

"آپ نے بتایا ہے کہ کل دوپہر کو آپ تھوڑی دیر کے لیے سوگئی تھیں اور خواب میں مجھے دیکھا تھا۔"

"ہاں تم نے کہا تھا "مدر! میں اکثر آپ کو سمجھاتا ہوں۔ آپ کی جو عادات میرے والد کو پسند نہیں تھیں' ان سے آپ باز آجائیں اور ایک شریفانہ زندگی گزاریں۔" کل رات تم نے خواب میں کہا "جب میں مجاہد مرحبا توصیف کو قتل کرنے آؤں گی تو تم وہاں موجود رہو گے اور ہم ماں بیٹے پہلی بار روبرو ہوں گے۔" اسی لیے میں نے کمانڈر کے گھر میں تمہیں دیکھتے ہی پہچان لیا۔"

"آپ کے بیان کے مطابق میں خوابوں میں آکر سمجھایا کرتا تھا۔ آج آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں اور پوچھ رہا ہوں' برسوں سے سمجھانے کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

وہ مہمان خانے کے سامنے پہنچ گئے۔ علی گاڑی سے اتر کر دروازے کا تالا کھولنے لگا۔ فہمی نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "تم نے کمانڈر سے کہا تھا کہ وہ بوڑھی عورت بن کر آنے والی مہروز بہت مکار ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرار نہیں ہوئی تھی۔ راستے میں اندھیرے سے فائدہ اٹھاکر ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اسی طرف واپس آنے لگی تھی۔ تمہیں اس سے محتاط رہنا چاہیے۔"

علی نے کہا "اگر تمہیں مہروز کا لب ولہجہ یاد نہیں ہے تو مما (سونیا) کے پاس جاکر معلوم کرو پھر مہروز کے دماغ میں جاؤ۔ اس طرح اس کا سراغ ملے گا۔"

فہمی چلی گئی۔ علی اپنی مدر کے ساتھ اندر آیا پھر دروازے کو اندر سے بند کرکے بولا "میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ برسوں سے سمجھانے کا اثر آپ پر کیوں نہیں ہوا؟"

"ایک تمہارا باپ سمجھایا کرتا تھا۔ دوسرے تم سمجھانے لگے۔ اس سلسلے میں اتنا سا جواب کافی ہوگا کہ ہر انسان اپنے مزاج اور مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا حق رکھتا ہے۔"

"لیکن ایسی زندگی جس سے پہلے شوہر کا سر جھک گیا۔ آج بیٹے کو صدمہ پہنچ رہا ہے تو کیا آپ کو ایسی ہی راہوں پر چلنا چاہیے؟"

"تمہاری باتوں کو میں اب تک خواب سمجھتی رہی۔ آج ملاقات ہونے پر بھی تم وہی کہہ رہے ہو لیکن تم میرے بیٹے ہو۔ میرے لیے ایک بچے ہی رہو گے۔ میں عمر میں تم سے بہت بڑی ہوں۔ میں نے تم سے زیادہ دنیا دیکھی ہے۔ جیسے لوہے کو لوہا کاٹتا ہے' ویسے ہی خود غرض بن کر اس خود غرض دنیا کو کاٹنا چاہیے۔"

"میں خود غرض نہیں ہوں' اس کے باوجود عیش وآرام سے عزت کی زندگی گزار رہا ہوں۔ میری طرح بے شمار لوگ عزت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ وہ کوئی جرم نہیں کرتے ہیں۔"

"یہ دنیا اسی لیے بنی ہے کوئی جرم کرتا ہے' کوئی نہیں کرتا اس لیے نہیں کرتا کہ یہ بہت حوصلے اور دلیری کا کام ہے۔"

"میں جرم نہیں کرتا یعنی کہ دلیر نہیں بزدل ہوں اور بڑی بزدلی دکھاتا سے آپ کے مخالفین کے درمیان سے آپ کو زندہ سلامت لے آیا ہوں۔"

"ارے تم کیسے بزدل ہوسکتے ہو؟ مجھ جیسی دلیر ماں کے بیٹے ہو۔"

"مجرموں کے نصیب میں قانون کے جوتے لکھے رہتے ہیں۔ ایک مجرم ماں اپنے بیٹے کو جوتے کھاتے ہوئے دیکھے گی۔"

"کس کی مجال ہے کہ میرے بیٹے کو ہاتھ بھی لگا سکے؟ میرا تعلق اتنی بڑی خفیہ ایجنسی سے ہے کہ قانون کے محافظ اس ایجنسی کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔"

"یہاں اس خفیہ ایجنسی والے جلال آباد میں ہیں' آپ کے ساتھ آنے والے یہاں سے بھاگ کر وہاں گئے ہیں۔"

"کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو یا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہیں ایسی خفیہ معلومات فراہم کرتا ہے۔"

"کرتی ہے۔ میری شریکِ حیات فہمیدہ عرف فہمی یہ علم جانتی ہے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "اچھا میری بہو بھی ہے اور تم نے اس سے ملایا نہیں۔"

"جب ماں بیٹے ہم مزاج ہوجائیں گے اور آپ باعزت زندگی گزارنے لگیں گی تو میں اپنی بیوی کو فخر سے بتاؤں گا کہ یہ میری والدہ اور تمہاری.... ساس ہیں۔ ابھی ایسا کہتے ہوئے شرم آرہی ہے۔ بائی داوے' بہت رات گزر چکی ہے بلکہ صبح ہونے والی ہے آپ اس کمرے میں جاکر سوجائیں۔"

فہمی نے آکر کہا "میں مہروز کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ واقعی اس نے تاریکی میں اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ چپ چاپ یہاں واپس آکر حالات کو سمجھ رہی تھی۔ اسے معلوم ہوگیا ہے کہ مرحبا توصیف کو قتل کرنے کا ارادہ کرنے والی ایک عورت ناکام ہوگئی ہے اور وہ مرحبا توصیف بھی اصلی مجاہدِ اعظم نہیں ہے۔ اس نے چھپ کر دیکھا ہے' مجاہدِ اعظم بن کر آنے والے نقلی مرحبا توصیف اور اس کے چھ باڈی گارڈز کو اس کیمپ سے دور لے جاکر گولیاں ماری گئیں۔"

علی نے پوچھا۔ "پھر تو مہروز خوفزدہ ہوکر یہاں سے بھاگ گئی ہوگی؟"

"رات کی تاریکی میں بھاگ کر کہاں جائے گی۔ وہ اسی مہمان خانے میں ہے۔"

"ہاں۔ وہ واقعی مکار ہے۔ اس مہمان خانے سے فرار ہوتے وقت اپنے ایک کمرے کے پچھلے دروازے کی چٹخنی گرادی تھی۔ تاکہ واپس یہیں آکر چھپ سکے اور اب پچھلے دروازے سے اسی کمرے میں آکر چارپائی کے نیچے سو رہی ہے۔"

علی چارپائی سے اٹھ کر اس کمرے میں جانا چاہتا تھا۔ فہمی نے کہا۔ "ذرا ٹھہرو۔ وہ دروازہ اندر سے بند ہے۔"

"تم اس کے دماغ پر حاوی ہوکر دروازہ کھلوادو۔"

"میں نے اسے جگا دیا ہے۔ وہ اپنے چہرے ہاتھوں اور پیروں سے بڑھاپے کا میک اپ اتار رہی ہے۔ اسے اصل روپ میں آنے دو اور تب تک اس کی اصلیت سنو۔"

"مما اور پاپا نے طرابلس سے آتے وقت طیارے میں اس کی اصلیت معلوم کی تھی۔ وہ بوڑھی نہیں جوان ہے اور خفیہ ایجنسی کی طرف سے اس نے اٹلی کے ایک کیمپ میں جدید اسلحے کا استعمال اور دہشت گردی سیکھی ہے۔ وہ بھی مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو قتل کرنے آئی ہے۔"

"لیکن پاپا نے اس کے خیالات اس سے آگے نہیں پڑھے کہ مہروز کا خاندانی پس منظر کیا ہے۔ افغانستان میں سیکڑوں ہزاروں خاندان نیست و نابود ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اسی لئے صرف مجاہدِ اعظم کے حوالے سے معلومات حاصل کیں۔"

"کیا تم نے اس کا خاندانی پس منظر معلوم کیا ہے؟"

"ہاں۔ معلوم کیا ہے....."

"رک کیوں گئیں۔ آگے بولو۔"

"سننے سے پہلے کلیجا مضبوط کرلو۔"

"کیا کہنا چاہتی ہو تم؟"

"اس بند دروازے کے پیچھے جو لڑکی بڑھاپے کا میک اپ اتار رہی ہے، وہ تمہاری چھوٹی بہن ہے۔"

علی کے دماغ کو جیسے بجلی جیسا جھٹکا لگا۔ دانت پیس کر بولا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"میں نہیں، مہروز کے خیالات بتا رہے ہیں کہ اس کی ایک دشمن ماں ہے جس کا نام شیریں ہے۔"

"کیا اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ وہ میری مدر کو ہی دشمن ماں کہہ رہی ہے۔ شیریں کئی عورتوں کے نام ہو سکتے ہیں۔"

"وہ تمہاری مدر کو چہرے سے پہچانتی ہے۔ ایک بار انہیں دور سے دیکھا ہے اور کئی بار ان کی تصویریں دیکھی ہیں۔ اس کے خیالات تمہاری مدر کا حلیہ اور ماضی کے حالات بتا رہے ہیں۔ میں مہروز کے پاس جا رہی ہوں۔ تم اپنی مدر سے اس کا سامنا کراؤ۔ حقیقت سامنے آجائے گی۔"

فہمی، مہروز کے دماغ میں گئی۔ وہ بوڑھی سے جوان ہو چکی تھی۔ منہ ہاتھ دھونے کے بعد بالوں کو برش کر رہی تھی۔ اس نے خیال خوانی سے مغلوب ہو کر برش کو ایک طرف رکھ کر دروازے کو اندر سے کھولا پھر اس بڑے کمرے میں آئی جہاں دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر شیریں آ رہی تھی۔

شیریں نے مہروز کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ مہروز نے اسے دیکھتے ہی غصہ سے پوچھا۔ "تم؟ تم شیریں ہو۔ میں .... میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ میں نے تمہاری تصویریں دیکھی ہیں۔"

شیریں نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ مجھے کیسے جانتی ہو؟"

"یہ پوچھو، ہم دونوں کون ہیں؟ تم وہ باندی ہو جو نہیں جانتی کہ اس نے اپنے اندر کس کا مال مسالا پکایا ہے۔ پکوان تیار ہوتے ہی تم نے وہ پکوان ایک عیسائی مشنری میں دے دیا۔"

مہروز نے نفرت سے آگے بڑھ کر پوچھا۔ "یاد آیا تجھے، میں کون ہوں؟ اگر مجھ سے پہلے اور میرے بعد بھی تو اپنے پکوان..... عیسائی مشنریوں اور یتیم خانوں میں بھیجتی رہی ہے تو تجھے یاد نہیں آئے گا کہ میرا ڈش نمبر ایک ہے یا ایک درجن؟ آئی ہیٹ یو مائی ڈرٹی مدر۔" (میری غلیظ ماں میں تجھ سے نفرت کرتی ہوں۔)

شیریں نے کہا۔ "اے تو ہے کون؟ کیوں مجھے بدنام کر رہی ہو؟"

"تم یہ سوچ کر پارسا بن رہی ہو کہ عیسائی مشنری والے کسی بھی لاوارث یا ناجائز بچے کے ماں باپ کا نام نہیں لکھتے ہیں۔ اس لئے تمہارے دامن پر داغ نہیں لگے گا لیکن یہ کیوں بھول رہی ہو کہ ہم دونوں کا تعلق خفیہ ایجنسیوں سے ہے اور تمام ایجنسیوں میں اپنے سراغ رسانوں اور سیکرٹ ایجنٹوں کی پوری ہسٹری کا ریکارڈ ان کی پیدائش سے لے کر موت تک موجود رہتا ہے۔ تم نے ایک مشنری اسپتال میں مجھے جنم دیا اور وہیں چھوڑ کر چلی گئیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔ اس لئے اسپتال کے رجسٹر میں تمہارے اور تمہارے عاشق کے نام اور پتے لکھے ہوئے تھے۔"

شیریں نے گھور کر پوچھا۔ "تم نے کس خفیہ ایجنسی میں میرا اور اپنا ریکارڈ دیکھا ہے؟"

"ایسے ریکارڈ چوری اور چالاکی سے دیکھے جاتے ہیں۔ کسی خفیہ ایجنسی کے انچارج کو معلوم ہو جائے گا تو وہ مجھے گولی مار دے گا اور میں مرنا نہیں چاہتی۔ پہلے ایسی ماں کی بدترین موت دیکھنا چاہتی ہوں۔ جو اولاد کو کچرا سمجھ کر، پیدا کرتے ہی پھینک کر چلی جاتی ہے۔"

شیریں نے علی کو دیکھا پھر غصے میں مہروز سے بولی۔ "اگر میں اس جوان کو بیٹا تسلیم کر رہی ہوں تو تمہیں بھی بیٹی تسلیم کر لیتی لیکن اس کی پیدائش کے چار ماہ بعد مجھے طلاق دے دی گئی تھی تو تم کہاں سے پیدا ہو جاؤ گی؟"

مہروز نے علی کو دیکھا پھر پوچھا۔ "کیا تم اس کے وہی بیٹے ہو، جو طلاق سے پہلے پیدا ہوئے تھے؟"

علی اندر ہی اندر صدمات سے ٹوٹ رہا تھا۔ وہ منہ سے کچھ نہ بول سکا۔ اس نے صرف ہاں کے انداز میں سر ہلا دیا۔ مہروز نے کہا۔ "پھر ہم نے ایک عورت کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ یہ تمہیں اس لئے بیٹا تسلیم کر رہی ہے کہ اس وقت شادی شدہ تھی۔ میں تو اس وقت پیدا ہوئی جب طلاق ہو چکی تھی۔ اس کے لئے پارسا بننے کا ایک ہی راستہ ہے کہ یہ مجھے بیٹی ماننے سے انکار کر دے۔"

علی ایک دم سے پھٹ پڑا۔ چیخ کر بولا۔ "فہمی! تم چپ کیوں ہو؟ تم نے مجھے تنہا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ مجھے بتاؤ، میں کس زبان سے اسے ماں کہوں، اور اسے بہن کہوں؟ اس بہن کا باپ کوئی بھی ہو؟ مگر یہ میری ماں جائی ہے۔ میری بہن ہے مگر ان دونوں رشتوں کو

تسلیم کرنے کے لئے اعلیٰ اقدار سے نیچے گرنا ہوگا۔ کہاں ہو تم فہمی! کہاں ہو؟"

فہمی نے پوچھا۔ "تم چیخ کیوں رہے ہو؟ صبر و ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے؟ تم وہی علی ہو، جسے دیکھ کر موت کے ہرکارے اپنا راستہ بدل دیتے ہیں؟ تم نے جناب تبریزی کی اس ہدایت کو بھلا دیا کہ کبھی ناقابلِ برداشت مراحل سے گزرو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے سمجھ لو کہ وہ معبودِ حقیقی تمہاری ایمانی قوتوں کو آزما رہا ہے۔ تم آزمائش پر پورے اترو گے تو وہ قادرِ مطلق تمہیں ذلتیں دیتے دیتے، عزت و احترام کے بلند مقام تک پہنچائے گا۔"

وہ کچھ نرم پڑ گیا۔ چارپائی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا پھر بولا۔ "مہروز کے بارے میں بتاؤ۔ وہ تو عیسائی مشنری میں تھی۔ وہاں لڑکیوں کو مذہبی تعلیم دے کر نن بنایا جاتا ہے۔ یہ دہشت گرد کیسے بن گئی؟"

"جب یہ آٹھ برس کی تھی تو ایک بہت بڑے کیتھولک چرچ میں کئی ممالک کی عیسائی مشنریوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبا و طالبات کا اجتماع ہو رہا تھا۔ وہاں لاکھوں اسٹوڈنٹس یکجا ہوئے تھے۔ اسی بھیڑ میں وہ گم ہو گئی۔ ایک تعلیم یافتہ ایشیائی نے اسے اپنی بیٹی بنا لیا۔ بڑے خوبصورت مہنگے کھلو[illegible] دے کر اسے بہلایا۔ اسے ایک گڑیا بہت پسند تھی جسے [illegible] کو بھی اپنے پاس بیڈ پر سلاتی تھی پھر [illegible] مجاہدین [illegible] لے گیا۔ مہروز نادان بچی تھی۔ جب وہ اس کی حویلی میں پہنچی تو اسے پہلی بار جرم کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔ وہ جس گڑیا کو اپنے سینے سے لگائے رکھتی تھی، اس میں لاکھوں روپے کے ہیرے چھپے ہوئے تھے۔ وہ شخص اسے سچ مچ بیٹی مانتا تھا اس نے پھر اس کے ذریعے ہیرے اسمگل نہیں کئے لیکن جوان ہونے تک وہ منہ بولے باپ کے جرائم کو شعوری طور پر سمجھتی گئی۔"

علی نے اپنا سر تھام کر کہا۔ "میرا سر درد کر رہا ہے۔ تفصیل نہ بتاؤ۔ اتنا بتا دو یہ خفیہ ایجنسی تک کیسے پہنچی؟"

"مہروز کی شادی جس دولت مند شخص سے ہوئی، وہ ایک خفیہ ایجنسی کا سراغ رساں تھا۔ یہ اپنے شوہر کے ذریعے جرائم کی دنیا میں پہنچ گئی۔ شوہر مر چکا ہے۔ یہ بھٹک رہی ہے۔ یہ اہم بات بتا دوں کہ اسی سراغ رساں شوہر نے یہ سراغ لگایا تھا کہ مہروز کہاں پیدا ہوئی؟ اور اسے کس نے پیدا کیا؟ پھر پیدا کرنے والی شیریں کی تصاویر بھی اسے دیں۔ بہتر ہے تم زیادہ نہ الجھو۔ تین چار گھنٹے سو جاؤ گے تو ذہن کچھ ہلکا ہو جائے گا۔"

"ہاں میں ایک کمرے میں جا کر سو رہا ہوں۔ تم ان دونوں کو سنبھالو۔ ایک بات اور بتا دو۔ مہروز مجرم تو ہے لیکن ایک عورت کی حیثیت سے چال چلن کیسا ہے؟"

"اپنی ماں سے یکسر مختلف ہے۔ بہت پرعزم اور ٹھوس کردار کی مالکہ ہے۔ شوہر کی وفات کے بعد کسی کو اپنی زندگی میں آنے کی اجازت نہیں دی۔"

علی چارپائی سے اٹھ کر مہروز کے پاس آیا پھر بولا۔ "ابھی تم نے سنا ہے۔ میں نے کہا تھا۔ تم میری ماں جائی ہو۔ میری بہن ہو۔"

"ہاں۔ آپ نے ایسا کہا تو میرا دل جذبوں سے بھر گیا تھا۔ ایسا لگا تھا کہ اتنی بڑی دنیا میں اب اکیلی نہیں ہوں۔"

"اگر تم بھائی کا سر اونچا رکھو گی تو اکیلی نہیں رہو گی۔ میرے سائے میں رہنے کے لیے تمہیں جرائم کی دنیا چھوڑنی پڑے گی۔"

مہروز نے دوسری طرف گھوم کر اپنے لباس سے پستول نکالا پھر علی کا سامنا کرتے ہوئے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے میں فیصلہ کر چکی تھی کہ اس ماں کہلانے والی عورت کو گولی مار کر زمین کا بوجھ ہلکا کروں گی۔"

اس نے پستول کو علی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میں اس عورت کو قتل کروں گی تو جرم ہوگا۔ میں آپ کے سائے میں رہنے کے لئے جرائم سے باز رہنے کی ابتدا کر رہی ہوں۔"

علی نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر جھکتے ہوئے اس کی پیشانی کو چوم لیا پھر کہا۔ "اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔ چند گھنٹے سونے کے بعد ہم پھر ملیں گے۔"

وہ بولی۔ "برادر! آج تو خوشی سے نیند نہیں آئے گی۔"

"آجائے گی۔ میری وائف یعنی تمہاری بھابی فہمی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارے دماغ میں ہے۔ وہ تمہیں سلا دے گی۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "میری بھابی ٹیلی پیتھی جانتی ہیں؟"

فہمی نے کہا۔ "ہاں۔ میں تمہارے اندر بول رہی ہوں۔ تم کمرے میں جاؤ۔ میں ابھی تمہارے پاس آؤں گی۔"

وہ کمرے میں چلی گئی۔ علی نے پلٹ کر شیریں کو دیکھا پھر کہا۔ "پیار بھرے سچے رشتے ایسے ہوتے ہیں۔ میں نے ایک بار اسے اپنے پیار کا سہارا دیا اور وہ جرائم سے باز آگئی۔"

"وہ تمہاری حمایت حاصل کرنے کے لئے دکھاوا کر رہی ہے۔"

"یہ نہ بھولو کہ میں دھوکا کھا سکتا ہوں۔ میری ٹیلی پیتھی جاننے والی شریکِ حیات چور خیالات پڑھ لیتی ہے اور تمہاری بھی پوری ہسٹری معلوم کر چکی ہے لیکن وہ شرم والی ہے۔ تمہاری شرم رکھ رہی ہے۔ مجھے بہت سی باتیں نہیں بتا رہی ہے اور نہ ہی میں تمہارے بارے میں کچھ جاننا گوارا کرتا ہوں۔ جاؤ اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔"

یہ کہہ کر علی دوسرے کمرے میں آیا پھر دروازے کو اندر سے بند کر کے بستر پر لیٹ گیا۔ اس وقت میں نے اس کے پاس آکر کہا۔ "کل بابا صاحب کے ادارے کی سالگرہ کے لئے ہم سب ادارے میں آئے ہوئے ہیں۔ تمہاری، پارس اور پورس کی ڈی یہاں رہیں گی۔ مجھے کچھ فرصت ہے۔ اس لئے تمہارے پاس چلا آیا۔ تمہارے دماغ میں فہمی تھی۔ اس لئے تم نے میری موجودگی محسوس نہیں کی۔ اس کے بعد میں مہروز کے دماغ میں چلا گیا۔ اس طرح وہاں کے حالات معلوم ہوئے۔ تم ماں اور بہن کے مسئلے میں الجھ

گئے ہو دیکھو بیٹے جس کے جیسے اعمال ہوں گے' ویسے ہی نتائج اس کے سامنے آئیں گے۔"

"پاپا! فی الحال الجھن کچھ کم ہوئی ہے۔ مہروز اگرچہ مجرمانہ زندگی گزارتی رہی ہے۔ لیکن میرے اطمینان کے لئے یہ بہت ہے کہ وہ بے حیا نہیں ہے اور میری ایک بات پر وہ جرائم سے بھی باز آگئی ہے۔ میں فخر سے اسے بہن کہہ سکتا ہوں لیکن اس عورت کو فخر سے ماں کیسے کہوں جبکہ مجھے شرم آرہی ہے۔"

"ماں بہن کے معاملے میں ہر بیٹا ہر بھائی غیرت مند ہوتا ہے۔ یہ تو سوچو اس ماں سے آج ہی سامنا ہوا ہے۔ ابھی وہ غیرت کا مسئلہ بن گئی ہے لیکن تم کیا آنے والے لمحات کے بارے میں کچھ جان سکتے ہو؟ کیا یہ کہہ سکتے ہو کہ ابھی جو ذلت محسوس کررہے ہو' وہ ذلت اگلے کسی لمحہ میں عزت کے خزانے لے آئے۔"

"بے شک ہمیں خدا پر بھروسا کرنا چاہیے اور میں بھروسا کررہا ہوں۔"

"آنکھیں بند کرو' میں تمہیں سلاؤں گا۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ میں اس کے دماغ کو ہدایات دے کر سلانے لگا۔ وہ جلد ہی گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا پھر میں شیریں کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ "صبح ہوچکی ہے۔ پچھلی رات بہت دھوکا ہوا۔ میں اصلی مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو ہلاک کرنے کے لئے آئی تھی۔ یہاں وہ مجاہد نقلی ثابت ہوا۔ جلال آباد کی خفیہ ایجنسی والوں کو میرے گارڈز کے ذریعے یہ معلوم ہوچکا ہوگا۔ مجھے بھی رات ہی کو جلال آباد کا سفر کرنا چاہیے تھا۔ اب دن نکل آیا ہے۔ اپنے بیٹے علی کی وجہ سے یہاں دیر ہوگئی اور بیٹے کی وجہ سے ہی میری جان بچ گئی۔ سمجھ میں نہیں آرہا ہے' کیا کروں؟"

وہ علی کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتی تھی اور جلال آباد بھی پہنچنا چاہتی تھی۔ یہ بات اسے کھٹک رہی تھی کہ اس نے مہروز کو بہن مان کر اس کی پیشانی چوم لی تھی اور اپنی ماں سے غیروں کی طرح پیش آرہا تھا۔ حتیٰ کہ امی یا ممی وغیرہ کہہ کر مخاطب نہیں کررہا تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ وہ بیٹے کو چھوڑ کر جائے گی تو پتا نہیں ایسا کبرو جوان بیٹا پھر کبھی ملے گا یا نہیں؟

میں نے علی کو ماں کے سلسلے میں سمجھا دیا تھا کہ اسے اپنی توہین نہیں سمجھنا چاہیے۔ خدا نیک بندوں کو مصیبتوں میں مبتلا کرے تو ان مصائب کے پیچھے بھی بھلائی ہوتی ہے۔ مصلحتِ خداوندی بعد میں سمجھ میں آتی ہے۔

علی کو تو میں نے سمجھا دیا تھا مگر یہ بات کھٹک رہی تھی کہ اس کا باپ کون ہے۔ شیریں کے بیان سے اتنا پتا چلا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور نہایت سادگی سے زندگی گزارتا تھا۔ میں نے شیریں کے چور خیالات کو کرید کر کچھ معلوم کرنا چاہا لیکن اس کے چور خیالات یہی کہتے رہے کہ جس شوہر نے اسے طلاق دی ہے اس کا

نام بھول گئی ہے۔ اس کی صورت شکل بھی یاد نہیں آرہی ہے۔

یہ حیرانی کی بات تھی کہ جو اپنے بیٹے کو شیریں سے چھین کر لے گیا تھا' وہ کہاں گم ہوگیا ہے۔ جب پارس چند ماہ کا تھا اور بار بار اغوا کیا جارہا تھا ایسے ہی وقت پارس کی جگہ آمنہ کے پاس علی آگیا تھا پھر ایسا وقت بھی آیا کہ ہمارے ایک بیٹے کی جگہ دو بیٹے آگئے۔ ایک پارس اور دوسرا علی۔ ہم میں سے کوئی یہ فیصلہ نہ کرسکا کہ پارس اور علی میں سے کون میرا اپنا خون ہے۔

یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب برسوں نہ مل سکا پھر یہ معما حل ہوا کہ پارس اور پورس دونوں ہی میرا خون ہیں۔

پھر علی کس کا بیٹا ہے؟

اب یہ نیا سوال سامنے آیا تھا۔ شاید روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی آمنہ اور جناب تبریزی حقیقت جانتے ہوں۔ یہ ایک امید سی تھی کہ جس طرح پارس اور پورس کے بارے میں جناب تبریزی نے اچانک انکشاف کیا تھا۔ اسی طرح وہ شاید پھر اچانک علی کی ولدیت کا انکشاف کریں۔

دیکھا جائے تو رفتہ رفتہ گرہ کھلـ[illegible] کے باپ کے بارے میں معلوم ہوتا چلا[illegible] تھا لیکن پہلے ماں کے متعلق معلوم ہوا تھا اور اتنے صدمے سے[illegible] اسوا تھا کہ وہ ماں کو ماں نہیں کہہ رہا تھا۔

میں نے کچھ سوچ کر اپنے لب و لہجے کو بدل کر شیریں سے پوچھا۔ "کیا نیند نہیں آرہی؟"

وہ چونک کر بولی۔ "کون ہو تم؟"

"وہی ہوں' جس کی آواز' جس کا نام اور جس کی صورت بھول چکی ہو۔"

وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی پھر بولی۔ "تم؟ تم علی کے باپ ہو؟"

"وہ تو ہوں۔ تمہارا کوئی نہیں ہوں۔"

"بیٹا نام پوچھ رہا ہے۔ پتا پوچھ رہا ہے۔ میں اسے بتاؤں گی۔ کیا جوان بیٹے کو گلے سے نہیں لگاؤ گے۔"

"میں اس کے خوابوں میں آکر اسے گلے لگا لیتا ہوں۔"

"تم اس سے روبرو ملاقات کیوں نہیں کرتے؟"

"جب تم جرائم کی دنیا سے نکل آؤ گی اور بیٹا فخر سے تمہیں ماں کہے گا تو میں اپنا نام اور پتا اسے بتاؤں گا۔"

"اب میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔ پہلے کی طرح میرے چال چلن پر تنقید نہ کرو۔ میں جرائم کی دنیا سے نکلوں یا رہوں' تم مجھے نصیحت کرنے کا حق نہیں رکھتے ہو۔"

"بیٹے کو اپنے سے قریب اور تم سے دور رکھنے کا حق رکھتا ہوں۔ تم عورت نہیں کتے کی دم ہو۔ ٹیڑھی تھیں اور ٹیڑھی ہی رہو گی۔"

"تمہیں ٹیلی پیتھی جاننے کا غرور ہے۔ اس لئے بیٹے کو مجھ سے

ـرنے کی دھمکی دے رہے ہو لیکن اب میں اپنے علی کا پیچھا چھوڑوں گی۔"

"میں تمہارے دماغ میں رہ کر تمہیں پاگل بنا دوں گا تو بیٹے کو ـنے دیکھ کر بھی پہچان نہیں سکو گی۔"

"ہم کیوں میری زندگی برباد کررہے ہو؟"

"پہلے تم نے میری زندگی برباد کی۔ اب بیٹے کی زندگی برباد کرنا ـتی ہو۔ وہ تمہاری بدچلنی کی وجہ سے کسی کو منہ دکھانے کے قابل ـرہے گا۔"

ایسے ہی وقت مسلسل فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں پھر بموں ـدھماکے سنائی دیئے۔ میں نے فہمی سے کہا۔ "تم علی کو نہ جگاؤ۔ ـکی نیند میں مداخلت ہوگی تو وہ خود بیدار ہوگا۔ تم اس کے پاس ـ"

میں نے پارس' پورس' ثانی اور سونیا کو بلایا۔ ان سے کہا۔ ـسے دور مجاہدوں کے کیمپ میں فائرنگ اور بموں کے ـے ہورہے ہیں۔ ثانی' پارس اور پورس تم تینوں پچھلی رات ـتھے۔ تم نے شیریں کی ٹیم کے لیڈر شہباز خان کے دماغ میں ـالی تھی۔ ان سب کے دماغوں میں جھانک کر دیکھو کہ کتنے ـہماری ٹیلی پیتھی کی رینج میں ہیں۔"

میں کمانڈر کے دماغ میں آیا۔ وہ مجاہدین کے ساتھ حملہ ـاپر جوابی حملے کررہا تھا۔ میں نے کہا۔ "آپ فکر نہ کریں۔ ـٹیلی پیتھی جاننے والے آگئے ہیں۔ ابھی حملوں کا رخ بدل ـا۔"

ـتھوڑی دیر بعد ہی ایک مورچے سے فون پر کمانڈر سے کہا ـکچھ عجیب حالات ہوگئے ہیں۔ حملہ کرنے والے اب خود ہی ـدوسرے پر فائر کررہے ہیں اور اپنے ہی لوگوں پر ہینڈ گرنیڈ ـگران کے چیتھڑے اڑا رہے ہیں۔"

ـکمانڈر نے خوش ہوکر کہا۔ "برادر فرہاد! زندہ باد۔ ویسے برادر! ـکون ہیں؟"

ـجو پچھلی رات ناکام ہوکر بھاگ گئے تھے' وہ نئی تیاریوں کے ـآئے ہیں۔ آپ کے مہمان خانے میں میرا بیٹا ہے' میں اس ـلت کے لئے جارہا ہوں۔"

ـل شیریں کے دماغ میں آیا تو پتا چلا' شہباز خان اور اس کے ـانے مہمان خانے کا محاصرہ کیا ہے۔ شیریں ایک کھڑکی ـران سے کہنے لگی۔ "ادھر گولی نہ چلانا۔ یہاں میں ہوں' ـبتائے اور ایک دشمن نوجوان عورت ہے۔ خوامخواہ خود ـبی کہہ کر مجھے بدنام کررہی ہے۔"

ـباز خان نے کہا۔ "تم تینوں باہر آجاؤ۔ ہم اس دشمن ـگولی ماردیں گے۔ تم بیٹے کو لے کر ہمارے ساتھ چلو۔"

ـبیدار ہوگیا تھا۔ فہمی نے اسے بتا دیا تھا کہ شیریں کے مسلح ـنے مہمان خانے کا محاصرہ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ شہباز ـنواز بن کر اس کے ذریعے دوسرے محاصرہ کرنے والوں

کے دماغوں میں جاری تھی۔ میں بھی یہی کر رہا تھا۔
کیمپ کی طرف دشمن خاصی تعداد میں مارے گئے تھے اور کچھ بھاگ گئے تھے۔ ثانی' پارس اور پورس ہمارے پاس آگئے تھے۔ میں نے سب سے کہہ دیا کہ وہ شہباز خان کو آخر وقت تک زندہ رکھیں۔
اس کے بعد وہاں بھی اچانک فائرنگ شروع ہوگئی۔ وہ سب اپنے ہی ساتھیوں پر گولیاں چلانے لگے۔ شہباز خان چیخ چیخ کر فائرنگ روکنے کا حکم دیتا رہا لیکن حکم کی تعمیل کرنے والے ایک دوسرے کی لاشیں گراتے رہے پھر خاموشی چھا گئی۔ وہاں شہباز خان ایک شخص کے ساتھ رہ گیا۔ وہ دوسرا شخص جلال آباد خفیہ ایجنسی کا انچارج تھا۔
شیریں دروازہ کھول کر علی اور مہروز کے ساتھ باہر آئی۔ شہباز خان اور خفیہ ایجنسی کا انچارج اپنے مسلح ساتھیوں کی موت کے باعث حیران اور پریشان کھڑے تھے۔ شیریں نے کہا۔ "میں نے کل رات کمانڈر کے ایک ٹائلٹ میں جاکر تمہیں فون پر بتایا تھا کہ وہ نقلی مجاہد ہے۔ ہمیں دھوکا ہوا ہے۔ تم سب کو بھاگ جانا چاہیے لیکن میں یہ بتانا بھول گئی کہ میرے بیٹے کے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہیں۔"
علی نے کہا۔ "یہ اپنے جتنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ رہے ہو' یہ اسی ٹیلی پیتھی کا کرشمہ ہیں۔ تم دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور اور رائفلیں ہیں لیکن یہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے لئے ہیں' ہمیں کھانے کے لئے نہیں ہیں۔"
فہمی نے مہروز کے ذریعے کہا۔ "مسٹر انچارج ایک مجاہد اعظم کو ہلاک کرنے کے لئے تم نے کئی طرف سے حملہ آور بھیجے۔ جس مہروز کو بوڑھی عورت بنا کر بھیجا گیا تھا' وہ میں ہوں۔ میرے تمام ساتھی مارے گئے۔ دوسری طرف شہباز خان اور شیریں کے ذریعے حملہ کرایا۔ اس کا بھی انجام دیکھ لیا لیکن ایک اہم سوال کا جواب دو کہ تم نے نقلی مجاہد اعظم کا ڈراما کیوں کیا؟"
انچارج جھوٹ بولنا چاہتا تھا لیکن پورس نے سچ بولنے پر مجبور کیا۔ وہ بولا۔ "نقلی مرحبا توصیف اپنی اوقات سے زیادہ خفیہ ایجنسی سے مطالبات کر رہا تھا۔ ہم نے کل رات اسی کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔ وہ مارا جاتا تو اصلی مجاہد اعظم مرحبا توصیف کو چھپانے اور اس کی میزبانی کرنے والے مطمئن ہو جاتے کہ ہم نے اسے اصلی مرحبا توصیف سمجھ کر ہلاک کیا ہے۔ وہ ذرا بے پروا ہوتے تو ہمارے جاسوس معلوم کر لیتے کہ اصلی مجاہد اعظم کو کہاں چھپایا گیا ہے؟ پھر اس اصلی کو ٹھکانے لگا دیا جاتا۔"
"کیا تم نہیں جانتے تھے کہ نقلی مرحبا توصیف اور اس کے چھ گارڈز کو ہلاک کر دیا گیا ہے؟"
"ہمیں شیریں کی طرف سے اس کی ہلاکت کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ ہم نے سوچا' وہ نقلی مہرو مجاہدوں کی قید میں رہے گا تو اس کے نقلی ہونے کا بھید کھل سکتا ہے۔ ہم نے اسے قید سے رہائی دلانے کے لئے ابھی مجاہدوں کے کیمپ میں حملے کرائے تھے اور یہاں شیریں کو لے جانے آئے تھے۔"
پارس' شہباز خان کے دماغ میں تھا۔ فہمی نے اس سے کہا۔ "پارس! یہ عورت شیریں اتنے گھناؤنے چال چلن والی ہے۔ یہ جب تک زندہ رہے گی' تب تک میرا علی اندر ہی اندر غیرت سے ذہنی کرب میں مبتلا رہے گا۔ پلیز تم اسے ایسی عورت سے نجات دلاؤ' جو ماں نہیں مکار اور بدکردار ہے۔"
پارس نے کہا۔ "میں سمجھ گیا۔ ماں جتنی بھی بری ہو' علی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔"
پھر شہباز نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا۔ "تمہاری وجہ سے ہمارے اٹھائیس مسلح ساتھی مارے گئے ہیں۔"
شیریں نے پوچھا۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ یہ لوگ میری وجہ سے نہیں مارے گئے ہیں۔ تمہاری پلاننگ غلط تھی۔"
"شٹ اپ۔ تمہارے بیٹے کے ساتھ اگر ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ ہوتے تو ہمارے آدمی خود ہی ایک دوسرے کو ہلاک نہ کرتے۔ وہ مجاہدوں پر غالب آجاتے۔ میری زبان سمجھ میں نہیں آئے گی۔ گولی کی زبان سمجھ لوگی۔"
یہ کہتے ہی شہباز خان نے تڑا تڑ دو فائر کئے۔ دونوں گولیاں شیریں کو لگیں۔ وہ زمین پر گرنے لگی۔ علی نے اسے سنبھالا۔ وہ زمین پر تو نہیں گری لیکن موت کی پستیوں میں چلی گئی۔ علی غصے سے سر اٹھا کر شہباز خان سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اسی وقت شہباز خان اور انچارج نے ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں پھر زمین پر ٹھنڈے پڑ گئے۔
شیریں زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سر علی کے زانو پر تھا۔ وہ دم توڑتی ہوئی بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔ ایسے وقت جناب تبریزی نے مخاطب کیا۔ "علی! میں نے سب ہی کو تمہارے دماغ میں بلایا ہے۔ سب ہی میری باتیں سن رہے ہیں۔ بیٹے! اولاد ہمیشہ باپ سے پہچانی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ذلت کا ذریعہ تمہاری ماں تھی۔ وہ ختم ہوگئی۔ اس کے ساتھ تمہاری ذہنی اذیت بھی ختم ہوگئی۔ اب سے تمہیں نیک نامی تمہارے باپ کے نام سے ملے گی۔ شیریں کا مجازی خدا تھا اور ہمیشہ سے تمہارا باپ رہا ہے اور رہے گا۔ اس کا نام علی اسد اللہ تبریزی ہے۔ خدا گواہ ہے۔ تم میرے بیٹے ہو۔ میرا خون ہو' میری آئندہ نسل ہو۔"
اے لوگو! اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو۔
وہ تمہیں آزمائشوں سے گزرنے کا صلہ دینے والا ہے۔

یہ تقریباً تیس برس پہلے کی بات ہے' جب جناب علی اسد اللہ بڑی دینی تعلیم حاصل کرتے تھے اور وہیں مدرسے کے ہوسٹل میں قیام کر رہے تھے۔ وہاں کے بزرگ اساتذہ اور طلبہ انہیں ہوسٹل میں صرف اس وقت دیکھتے تھے جب وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہونے آتے تھے۔ ورنہ ان کا وقت درس گاہ میں یا مسجد میں گزرتا تھا۔
فجر کی نماز سے ظہر کی نماز تک ایک طویل وقفہ ہوتا ہے۔ وہ اس وقفے میں ایک بڑی لائبریری میں جاکر اخبارات پڑھتے تھے تاکہ دنیاوی حالات سے باخبر رہیں۔ طب' سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد وہ مسجد کے حجرے میں سوجاتے تھے۔ عصر' مغرب اور عشا کی نمازوں کے درمیان کلام پاک کی تلاوت کرتے پھر کھانے کے بعد رات کے بارہ بجے تک سوتے تھے۔ ڈیڑھ گھنٹے تک دو زانو ہوکر بیٹھتے تھے اور ذہن کے تمام خیالات کو اللہ تعالیٰ پر مرکوز کیے رہتے تھے پھر تہجد کی نماز پڑھ کر دوبارہ دو زانو ہو کر اللہ تعالیٰ سے لو لگائے بیٹھے رہتے تھے پھر فجر کی اذان سے ایک گھنٹا پہلے ہوسٹل میں آکر غسل کرتے' لباس تبدیل کرنے کے بعد پھر نماز ادا کرنے مسجد چلے آتے تھے۔
وہ ابتدا سے وہ اسی معمول کے مطابق زندگی گزار رہے تھے۔ ہر نماز کے بعد وہ جیسے اپنے تمام خیالات کو اللہ تعالیٰ پر مرکوز کیے رہتے تھے۔ ایسے مسلسل عمل سے اللہ تعالیٰ کا نور ان کے ذہن میں نازل ہونے لگا۔ انہوں نے رفتہ رفتہ محسوس کیا کہ ان کے سامنے جو آتا' اس کے اندر وہ پہنچ جاتے ہیں۔ اپنے سامنے والے کے خیالات' احساسات اور جذبات کو سمجھ لیتے ہیں۔
انہوں نے پہلے اپنے ایک استاد گرامی سے فرمایا "محترم معلم! آپ اپنے بھائی کی علالت سے پریشان کیوں ہیں؟"
استاد گرامی نے حیرانی سے پوچھا "میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہوں۔ کوئی مسئلہ ہو تو پریشانی کو دل میں چھپا لیتا ہوں اور صبر سے اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہوں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ بھائی کی علالت نے مجھے اندر سے کچھ کمزور کر دیا ہے۔"
انہوں نے فرمایا "آپ نے صبح بھائی کو دوا پلائی تھی۔ طبیب نے تشویش ظاہر کی تھی۔ اس لیے آپ صبر و ضبط کے باوجود پریشان ہیں۔ مختلف جماعتوں میں درس دیتے رہنے کے باعث آپ بیمار کے پاس نہ جاسکے۔"
"درست کہتے ہو۔ میں مغرب کی نماز کے بعد گھر جاکر اس کی عیادت کروں گا۔"
"میری عرض ہے' آپ دلی جمعی سے مغرب کی نماز ادا کریں' آپ کے برادر اس حد تک صحت یاب ہو چکے ہیں کہ بستر سے اٹھ کر صحن میں جاکر بیٹھے ہوئے ہیں۔"
"اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے۔ کیا تم میرے بھائی سے ملنے گئے تھے؟"
"افسوس میں نہ جاسکا۔ اپنے دن رات کے معمولات میں مصروف رہا لیکن مصروفیات کے دوران میں ایک بار آپ کے برادر کے بارے میں سوچا۔ اس کی کچھ باتیں یاد آئیں تو ایسا لگا میں اس کے پاس پہنچ گیا ہوں اور اسے صحن میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔"
استاد گرامی سر جھکا کر چلے گئے۔ وہ اپنے شاگرد کی باتوں کو ایک دلاسا سمجھ رہے تھے۔ عشا کی نماز کے بعد انہوں نے مسجد کے صحن میں آکر مخاطب کیا "اے علی اسد اللہ! تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ میں مغرب کے بعد گھر گیا تھا۔ میرا بھائی تقریباً صحت یاب ہوچکا ہے۔ کچھ جسمانی کمزوری رہ گئی ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی جاتی رہے گی۔"
"محترم معلم! میں آپ کے برادر کے لیے مزید دعا کروں گا۔"
"میں حیران ہوں۔ میرا بھائی کہہ رہا تھا' تم اس سے ملنے نہیں گئے اور تم نے بھی یہی کہا تھا پھر تمہیں اس کی صحت یابی کا علم کیسے ہوا؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ صبح طبیب نے تشویش ظاہر کی تھی؟"
انہوں نے فرمایا "محترم معلم! میں خود اچھی طرح سمجھ نہیں پا رہا ہوں۔ آپ کو دیکھ کر اور آپ کے برادر کی کچھ باتیں یاد کرکے میں جیسے آپ دونوں کے اندر پہنچ گیا۔ جیسے اپنے اندر کی باتیں جانتا ہوں' ویسے ہی آپ دونوں بھائیوں کے اندر کی باتیں معلوم ہو رہی تھیں۔"
"وہ معبود بڑا جلال والا اور بڑی شان والا ہے۔ اس کے کرم سے تجھے کشف و کمال حاصل ہو رہا ہے۔"
پہلے جو بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ اچھی طرح سمجھ میں آگئی کہ وہ کسی کی بھی آواز اور لب ولہجہ سن کر اور اس کی آنکھوں کو دیکھ کر اس کے دماغ میں پہنچنے لگے اور یقین ہوگیا تھا کہ مسلسل تین برس تک اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھنے کے باعث انہیں ٹیلی پیتھی کا علم حاصل ہوگیا ہے۔
تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد وہاں کے اساتذہ کے ساتھ وہ تبلیغ اسلام کے لیے یورپ کے دورے پر گئے۔ ایک برس تک یورپ کے مختلف ممالک میں تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے پھر اسپین کی مسجد قرطبہ میں پہنچ کر تبلیغی جماعت سے رخصت ہو کر اعتکاف میں بیٹھ گئے۔ اسپین میں چند ماہ رہ کر مزید دو برس تک نگر نگر گھومتے ہوئے بزرگان دین کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے رہے۔
یوں وقت گزرتا گیا۔ جب لندن پہنچے تو ایک اسپتال کے سامنے سے گزرتے وقت انہوں نے شیریں کو دیکھا۔ وہ اپنی ایک گرل فرینڈ اور دو بوائے فرینڈز کے ساتھ مغموم تھی۔ ایک اسٹریچر پر اس کے باپ نوروز خان کی لاش لائی جارہی تھی۔ ایک گاڑی

کے پچھلے حصے میں اس لاش کو رکھا جارہا تھا۔ تب ہی لاش کے چہرے پر سے چادر ہٹ گئی۔ اس مرنے والے کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ علی اسد اللہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر اسپتال کے ملازمین سے کہا "اسے اسپتال کے اندر لے جانا چاہیے۔ باہر کہاں لے جارہے ہو؟"

ایک ملازم نے کہا "دیکھتے نہیں ہو۔ یہ مرچکا ہے۔"

انہوں نے کہا "یہ زندہ ہے۔ اسے نیچے رکھو۔"

شیریں نے کہا "ڈاکٹر نے اس کی موت کا سرٹیفکیٹ دیا ہے اور تم کہہ رہے ہو' میرے ڈیڈی زندہ ہیں؟"

لاش کو گاڑی کے پچھلے حصے میں رکھ دیا تھا۔ علی اسد اللہ گاڑی کے اندر آگئے۔ اس پر جھکتے ہوئے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ کا دباؤ ڈالتے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے بولے "تم زندہ ہو۔ عارضی طور پر سانس رک گیا تھا۔ ڈاکٹر دھوکا کھا گئے۔ جو سانسیں تمہارے اندر ابھی ہوئی تھیں' وہ بحال ہوسکتی ہیں۔ سانس لو۔"

وہ اسے سانس لینے کی ہدایت کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے سینے کو دباتے رہے۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی نوروز خان کے جسم میں جنبش ہوئی۔ وہ اٹک اٹک کر سانسیں لینے لگا۔ سب حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ رفتہ رفتہ سانسیں بحال ہورہی تھیں۔ ایک ملازم دوڑتا ہوا اسپتال کے اندر گیا پھر دو ڈاکٹر اور نرسیں تیزی سے چلتے ہوئے آئے۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے کہا۔

"HE IS ALIVE AND NEED'S MEDICAL TREATMENT AT ONCE" (یہ زندہ ہے۔ اسے فوری میڈیکل ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔)

اسے اسٹریچر پر اسپتال واپس لے جایا گیا۔ شیریں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسپتال کے اندر گئی۔ علی اسد اللہ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے نوروز خان کے دماغ کو توانائی پہنچا رہے تھے اور کہہ رہے تھے "انسان موت کے بعد زندہ نہیں ہوسکتا اور موت سے پہلے کبھی مر نہیں سکتا۔ کاتب تقدیر نے تمہاری موت کا جو وقت مقرر کیا ہے۔ اس وقت تک جینے کے لیے حوصلے سے کام لو۔ تمہارے دماغ کو توانائی مل رہی ہے اور کئی ڈاکٹر تمہیں طبی امداد پہنچا رہے ہیں۔ تم مسلمان ہو' اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور حوصلہ کرتے رہو۔"

ایک گھنٹے کے اندر ہی نوروز خان پورے ہوش و حواس کے ساتھ زندگی کی طرف لوٹ آیا۔ ایک ڈاکٹر نے حیرانی سے کہا "IT IS A MIRACLE" (یہ تو معجزہ ہوگیا) "اس کی تو سانس رک گئی تھی' دل کی دھڑکنیں بند ہوگئی تھیں اور نبض ختم گئی تھی۔"

دوسرے ڈاکٹر نے کہا "میری لائف میں یہ پہلا کیس ہے۔ اس کی زندگی کا سراغ لگانے والا وہ کون ہے؟ کہاں ہے؟"

تب شیریں کو اور دوسرے تمام لوگوں کو اس اجنبی کا خیال آیا۔ شیریں کمرے سے نکل کر اسپتال کے اندر ادھر ا[illegible] ہوئی باہر آئی۔ اس کے فرینڈز بھی احاطے کے باہر [illegible] کھڑے ہو کر ہر طرف دیکھنے لگے۔ اس کی سہیلی نے کہا "[illegible] اتنا بڑا کام کیا اور کچھ کہے سنے بغیر چلا گیا۔"

ایک فرینڈ نے کہا "اس داڑھی والے جوان کو پو[illegible] کر انکل SERVIVE کریں گے۔ اس لیے چلا گیا۔"

گرل فرینڈ نے کہا "اچھا ہینڈسم تھا۔ اس کے چہرے [illegible] اچھی لگ رہی تھی۔"

شیریں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ اس نے گرل فر[illegible] "تمہیں تو ہر جوان خوب رو دکھائی دیتا ہے۔ یہ نہیں ہ[illegible] جاکر اسے تلاش کرو۔"

وہ بولی "اس نے تمہارے ڈیڈی کو نئی زندگی دی[illegible] اس کے پیچھے دوڑنا چاہیے۔"

مگر وہ سب دوڑ کر کہاں جاتے؟ یہ معلوم ہی نہیں [illegible] اجنبی کس سمت گیا ہے؟ شیریں اپنے باپ کے پاس آ[illegible] کہا "ابھی یہاں سے جانے والے ڈاکٹر کہہ رہے تھے [illegible] تھا۔"

"ہاں۔ یہ دیکھیں انہوں نے آپ کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ [illegible] تھا۔"

اس نے پرس سے وہ میڈیکل سرٹیفکیٹ نکال کر [illegible] میں نوروز خان کی موت کی تصدیق کردی گئی تھی [illegible] سرٹیفکیٹ کو پڑھ کر کہا "مجھے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے [illegible] میں بے ہوش تھا۔ کسی فرشتے نے آکر میرے سینے [illegible] کہا۔ اٹھو! بڑی دیر تک غافل رہ چکے ہو۔"

شیریں نے بتایا کہ ایک نوجوان نے آکر کہا تھا [illegible] ہیں۔ تعجب ہے' اس جوان نے میڈیکل سائنس کو جھٹلا[illegible]

"بیٹی! میں یہی سمجھاتا ہوں' تم دین ایمان کو [illegible] یورپی تہذیب نے تمہارے دماغ میں یہ بات ٹھونس [illegible] انسان کی عقل کی حد سے آگے کوئی نادیدہ قوت نہیں [illegible] تم اس نادیدہ قوت کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہی [illegible]

"اوہ ڈیڈی! آپ پھر مولوی بن کر مجھے نصیحت [illegible] لیکن آج میں آپ سے بحث نہیں کروں گی۔ میرے [illegible] بہت ہے کہ آپ کو ایک نئی زندگی مل گئی ہے۔"

"میں بھی بحث نہیں کروں گا۔ مجھے اس فرشتے سے تو ملاؤ۔"

"وہ تو پتا نہیں کہاں چلا گیا؟"

"چلا گیا؟ تم کیسی بیٹی ہو؟ جس کی ذریعے تمہارے باپ کو زندگی دی' تم نے اسے جھوٹے منہ نہیں' اسے جانے دیا۔"

"میں پریشان تھی۔ آپ کو زندگی اور موت کی کشمکش میں دیکھ رہی تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ آپ کی زندگی کا ایک اشارہ دے کر چلا جائے گا۔"

"قادر مطلق کی قسم' وہ ضرور کوئی فرشتہ ہوگا۔ خداوند کریم کے حکم سے آیا اور اپنا فرض ادا کرکے چلا گیا۔"

علی اسد اللہ تیس برس کے جوان تھے۔ ان کے سینے میں بھی دل تھا۔ انہیں ایک دن کسی شریف زادی کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا تھا۔ کیونکہ اسلام میں شادی اور نسل کا سلسلہ برقرار رکھنا لازمی ہے۔ ان کے دل میں کسی شریف زادی کا خیال تھا لیکن ہر کام اپنے سوچنے سے نہیں ہوتا۔ شیریں کو دیکھ کر انہوں نے کشش محسوس کی تھی پھر جلد ہی اس سے نظریں چرالی تھیں۔ کیونکہ اس نے اسکرٹ اور بلاؤز پہنا ہوا تھا۔ گھٹنے سے نیچے گورے گورے پاؤں اور چکنی پنڈلیاں اور بغیر دوپٹے چادر کے دھاکا خیز سینہ بے حیائی کا اشتہار بنا ہوا تھا۔

وہ لندن کی ایک مسجد میں آئے۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد دو زانو ہو کر اپنے تمام خیالات اللہ تعالیٰ پر مرکوز کرنے لگے۔ ایک آدھ بار تصور میں شیریں نظر آئی۔ لیکن برسوں سے اللہ تعالیٰ پر تمام خیالات کو مرتکز کرنے کی پختگی آگئی تھی۔ اس پختگی نے شیریں کو دھوئیں کی طرح اڑادیا۔

شیریں نے بھی کئی بار تصور میں انہیں دیکھا۔ یہ تسلیم کیا "اس جوان میں عجیب سی کشش ہے لیکن کشش ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ تو بالکل ہی مولوی لگتا ہے۔ لندن کی سردی میں گرم سوٹ تو پہننا چاہیے لیکن وہ موٹے کھدر کا ایرانی تراش کا سادہ سا لباس پہنتا ہے۔ غریب مسکین ہوگا۔ اس لیے مہنگا گرم لباس نہیں پہنتا ہے۔ میں کیوں خوا مخواہ اس کے بارے میں سوچتی ہوں۔ وہ تو کبھی میرے معیار کا آدمی بن ہی نہیں پائے گا۔

نوروز خان کو دو دن کے بعد اسپتال سے چھٹی ملی۔ اس نے اپنے بنگلے میں آکر غسل کرکے پاک صاف ہو کر کہا "بیٹی! کار نکالو۔ میں گھر میں جا کر سجدہ شکر ادا کروں گا۔ اور چونکہ مسجد جانا ہے۔ اس لیے ڈھنگ کا لباس پہنو۔ پورا بدن ڈھانپ کر چلو۔"

اس نے باپ کی ہدایت کے مطابق لباس پہنا پھر اسے کار میں لے کر ڈرائیو کرتی ہوئی مسجد کے سامنے آئی۔ باپ نے کہا "میں گھر میں بھی سجدہ شکر ادا کرسکتا تھا۔ یہاں اس لیے آیا ہوں کہ فرشتے بھی یہاں آتے ہیں۔ شاید وہ فرشتہ بھی نظر آجائے۔ تم کار میں رہ کر آنے جانے والے نمازیوں کو دیکھتی رہو۔ وہ نظر آئے تو مجھے ضرور بتانا۔"

نوروز خان نماز ادا کرنے گیا۔ شیریں نے تھوڑی دیر بعد علی اسد اللہ کو دیکھا۔ وہ ایک سادہ سے لباس میں ویسٹ کوٹ پہنے مسجد کے اندر جارہے تھے۔ وہ بڑی حیرت سے انہیں دیکھتی رہی۔ وہ دو چار بار ایران اور افغانستان اپنے باپ کے ساتھ جاچکی تھی۔ وہاں مشرقی ملبوسات دیکھ چکی تھی۔ وہ اچھے لگتے تھے لیکن یورپ کے ماحول میں ایسا لباس پہننے والے پس ماندہ لگتے تھے۔

اس وقت یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ اپنے ترقی یافتہ اور ان کے پس ماندہ ہونے کے درمیان کشمکش میں مبتلا ہوگئی ہے اور ایک نامعلوم سی کشش محسوس کرتی ہوئی غیر شعوری طور پر ان کی طرف مائل ہوتی جارہی ہے۔ جب اس کے ڈیڈی نماز ادا کرکے آئے تو اسے احساس ہوا کہ وہ اتنی دیر سے اس پس ماندہ شخصیت کے سحر میں گم تھی۔ باپ نے کار کی کھڑکی پر جھک کر پوچھا "وہ نظر آیا؟"

"یس ڈیڈی! وہ مسجد کے اندر گیا تھا۔ ابھی تک باہر نہیں آیا ہے۔"

"تم اس کا حلیہ بتا چکی ہو۔ یہ بتاؤ اس نے کیسا لباس پہنا ہے۔"

"یہاں نماز ادا کرنے والے سب ہی جرسی اور کوٹ میں ہیں۔ اس نے سادہ سے لباس میں ایک ویسٹ کوٹ پہنا ہوا ہے شاید انگارے چباتا ہے۔ اسی لیے اسے سردی نہیں لگتی۔"

"تم نہیں سمجھو گی۔ اس کے اندر ایمان کی حرارت ہے۔"

نوروز تیزی سے چلتا ہوا مسجد میں آیا۔ نماز پہلے ہی ہوچکی تھی۔ چند نمازی ادھر ادھر بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ علی اسد اللہ ایک جگہ دو زانو بیٹھے اللہ تعالیٰ سے لو لگائے مراقبے میں تھے۔ نوروز نے اس کے ویسٹ کوٹ' اس کے حلیے اور اس کی عبادت گزاری سے اسے پہچانا پھر اس کے دائیں طرف دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔

جو اللہ تعالیٰ کی وحدت میں ڈوبا ہوا ہو' اسے اپنے آس پاس کی اور دنیا کی کوئی خبر نہیں ہوتی لیکن انہیں قدرتی طور پر آگہی ملی کہ کوئی ضرورت مند آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے' دین کے ساتھ دنیاوی فرائض بھی ادا کرو۔ لہٰذا وہ مراقبے سے نکل آئے۔ انہوں نے دائیں طرف سر گھما کر دیکھا پھر پہچان کر پوچھا "آپ؟ آپ اسپتال سے آگئے؟ اب کیسی طبیعت ہے؟"

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس پروردگار نے آپ کو وسیلہ بنا کر مجھے نئی زندگی' صحت اور توانائی دی ہے۔"

"خدا کا شکر ادا کرنا آپ پر فرض تھا' آپ مسجد میں آگئے لیکن نماز کی ادائیگی کے بعد میرے پاس آبیٹھے ہیں کیا مجھ سے کوئی کام ہے؟"

"پہلے تو معذرت خواہ ہوں' آپ کی عبادت میں مخل ہوا پھر آپ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"اللہ تعالیٰ کا ناچیز بندہ ہوں۔ میرا نام علی اسد اللہ ہے۔ ایرانی ہوں' تبریز میں پیدا ہوا تھا۔ میرے والد مرحوم بہت دولت مند سوداگر تھے۔ ان کے بعد میرے رشتے دار مجھے تجارت کرنے

اور اپنے والد مرحوم کی دولت میں اضافہ کرنے کا مشورہ دیتے رہے۔ لیکن والدہ مرحوم نے بچپن سے دینی تعلیم و تربیت دی تھی۔ میں نے زیادہ سے زیادہ دینی علوم حاصل کرنے کے لیے والد مرحوم کی دولت کو محفوظ رکھا ہے۔ دینی مدرسے سے نکل کر دنیاوی تجربات کی یونیورسٹی میں آیا ہوں۔ ملک ملک' شہر شہر' قصبہ قصبہ گھومتا ہوں اور اس دنیا کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھ رہا ہوں تو یہ شعور پیدا ہو رہا ہے کہ ہمارا دین عام مسلمانوں کے لیے بالکل آسان ہے لیکن اس کی گہرائیوں تک جانے کے لیے یہ دین ایک ایسا سمندر ہے' جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اس سمندر میں تیرتے جاؤ تو علم و آگہی کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں اور زندگی کی آخری سانس کے بعد بھی نہ جانے کتنے دروازے کھلنے کو رہ جاتے ہیں۔"

"سبحان اللہ! اس جواں عمری میں آپ نے اپنی عمر سے زیادہ دینی علوم حاصل کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہے۔ اسی لیے اس معبود حقیقی نے آپ کو ہمارے لیے فرشتہ بنا کر بھیجا ہے۔"

"لفظ ہمارے سے مراد آپ اور آپ کی صاحب زادی ہیں؟"

"ماشاء اللہ! کچھ کہنے سے پہلے آپ بہت کچھ سمجھ لیتے ہیں۔"

"ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے۔ ماں اللہ کو پیاری ہو جائے تو باپ اپنی اولاد کی بہترین تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کرتا ہے لیکن جب بیٹی چھوٹی تھی تو آپ اسے ایک گورنس کی نگرانی میں رکھ کر دولت کمانے کی دھن میں لگے رہے۔ بیٹی نے کچھ ہوش سنبھالا تو دولت کے نشے میں آپ کی کچھ بے اعتدالیاں دیکھیں پھر وہ بھی گمراہ ہوتی گئی۔"

نوروز خان نے سر جھکا کر کہا "میں شرمندہ ہوں۔ اب جوان بیٹی کے باعث غیرت بیدار ہوئی ہے تو اسے راہِ راست پر لانا چاہتا ہوں۔"

"میرے اور آپ کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ چاہتا تو وہ رب العزت ہے۔ ہم تو کسی کو بھی راہِ راست پر چلنے کی ہدایات کر سکتے ہیں اور راستی پر رہنے کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔"

"یہ میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری غیرت کو بھی سلامت رکھنے کے لیے آپ کو ہم سے ملایا ہے۔ اگر وہ آپ کی ہدایت پر عمل کرنے لگے گی تو میں ایک غیرت مند مسلمان کی طرح عزت سے جی سکوں گا۔"

"میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور اپنے طور پر کوشش کروں گا لیکن آپ اپنی صاحب زادی کو یہ نہ بتائیں۔ بتانے سے یا عیب جوئی کرنے سے انسان مشتعل ہوتا ہے۔ خود کو دانش مند اور ہدایات دینے والے کو پرانے خیالات کا حامل سمجھتا ہے۔"

"میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گا لیکن میں آپ کو اپنی بیٹی سے متعارف کرانا چاہتا ہوں۔"

"اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ آپ خدا کے گھر سے مطمئن ہو کر جائیں۔"

"میں آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"انشاء اللہ! میں کسی دن خود ہی آپ کے در پر حاضر ہو جاؤں گا۔"

نوروز خان شکریہ ادا کرتے ہوئے اٹھ کر ان سے مصافحہ کر کے چلا گیا۔ اس نے راستے میں بیٹی سے پوچھا "مجھے گھر پہنچا کر کہیں جانے کا پروگرام ہے؟ ویسے میں تمہارے دن رات کے سب مقصد پروگراموں کو بڑی حد تک سمجھتا ہوں۔"

"ڈیڈی! اب آپ نصیحتیں شروع کریں گے۔"

"سوری بیٹی! میں کچھ نہیں کہوں گا۔"

پھر بیٹی کے دماغ میں یہ بات آئی۔ اس نے کہا "آپ اسپتال سے آئے ہیں۔ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

وہ باپ کے ساتھ گھر آئی۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو شیریں ہیر۔۔۔"

"ہیلو ڈارلنگ میں جیری بول رہا ہوں۔"

"پلیز جیری! مائنڈ نہ کرنا۔ آئندہ مجھے ڈارلنگ نہ کہا کرو۔"

"کیا تم ناراض ہو؟"

"بالکل نہیں لیکن ہمارے مذہب میں اور ہمارے خاندان میں کوئی غیر شخص جوان لڑکیوں کو ڈارلنگ نہیں کہتا ہے۔"

"تمہیں ہماری سوسائٹی میں اپنا مذہب اور خاندان کیوں یاد آرہا ہے؟"

"آں۔۔۔؟" وہ چونک گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ا وہ اپنے ماحول اور مزاج کے خلاف کیوں بول رہی تھی؟ اس نے ریسیور کو رکھ دیا۔ پلٹ کر باپ کو دیکھا۔

وہ مسکرا کر بولا "شاباش بیٹی! تم بہت اچھی اور ذہین ہو۔ تمہیں خود ہی سنبھلنا آتا ہے۔"

وہ جواباً کچھ نہ کہہ سکی۔ تیزی سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی پھر بیڈ کے سرے پر بیٹھ کر علی اسد اللہ کو تصور میں دیکھ کر سوچنے لگی "میں اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی پھر بھی خیالوں میں چلا آتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ میرا دل اس کی طرف مائل ہو رہا ہے لیکن وہ میرے قابل نہیں ہے۔ میرے ساتھ وہ کسی کلب میں جائے گا تو میں سب کے سامنے مذاق بن جاؤں گی۔"

پھر وہ جھنجلا کر بیڈ سے اٹھ کر سوچنے لگی "یہ کیا؟ میں کس کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ مجھے تو سوچنا چاہیے کہ یہ خیالات میں تبدیلی کیسی آرہی ہے۔ جیری اور دوسرے فرینڈز ڈارلنگ اور سویٹی کہتے ہیں لیکن ابھی میں نے بے اختیار جیری کو منع کر دیا۔ میری مذہبی اور خاندانی روایات مجھ پر حاوی کیسے ہو گئیں؟"

اس کے ذہن میں اس کی ہی سوچ ابھری "کیا مذہب اور خاندان کے بغیر اپنی شناخت ممکن ہے۔ جیری وغیرہ لندن کے اور لارڈز کے خاندانوں سے تعلق رکھنے پر فخر کرتے ہیں۔ میرے پاس فخر کرنے کے لیے کیا ہے؟"

وہ ٹہلتی ہوئی سوچنے لگی "عورت اپنے مرد کی شخصیت سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر میں شادی کر کے لارڈز کے خاندان میں جاؤں گی تو آنرایبل لیڈی کہلاؤں گی۔"

"کوا مور کے پنکھ لگا کر مور نہیں بن جاتا۔ جو عورت اپنے بھرپور مثبت کردار اور خاندانی وقار کی شناخت لے کر نہیں جاتی' وہ سسرال میں ہمیشہ کم تر سمجھی جاتی ہے۔ خدا کو چھوڑنے والی خودی کو خاک میں ملا دیتی ہے۔"

حقائق سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی گمراہی کی حمایت میں جتنے دلائل دے رہی تھی' اتنی ہی حقائق کے شکنجے میں پھنسی جا رہی تھی۔ آخر تھک ہار کر بستر پر گر پڑی۔

اس نے سوچا "مجھے اس اجنبی سے ملنا ہو گا۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کسی بڑے خاندان کا امیر کبیر جوان ہے یا نہیں؟ آخر اس میں کیا بات ہے کہ اس کے آگے میرے تمام فرینڈز کم تر سے لگنے لگے ہیں۔"

وہ دوسری صبح فجر کی نماز کے وقت مسجد کے سامنے جا کر ان سے ملنا چاہتی تھی۔ لیکن صبح دیر تک سوتی رہ گئی۔ اس نے خواب میں اس اجنبی کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ "فجر کی نماز ہو چکی ہے۔ تم نہیں آئیں۔ میں آگیا ہوں' آنکھیں کھول دو۔"

اس نے آنکھیں کھول دیں پھر ایک انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔ دروازے پر دستک سنائی دی۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ بوڑھی گورنس نے کہا "بے بی! ایک اسٹرینجر آپ سے ملنے کو آیا ہے۔ ہم اس کو اندر نہیں آنے دیتا۔ وہ آپ کا لیول کا آدمی نہیں ہے۔ کوئی غریب لوئر کلاس کا لگتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ سے کچھ مدد مانگنے کو آیا ہے۔ ہم نے ترس کھا کے اس کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا ہے۔"

شیریں کو اپنا خواب یاد آیا۔ وہ اجنبی اس سے کہہ رہا تھا کہ یہاں آگیا ہے۔ وہ گورنس سے بولی "آل رائٹ! اسے بیٹھنے دو۔ میں شاور لے کر آؤں گی۔"

شیریں نے دروازہ بند کیا۔ باتھ روم میں آکر دانتوں کو برش کرتے ہوئے سوچا "اسے گھنٹوں انتظار کرنے دوں گی اور خوب بن سنور کر مختصر سا لباس پہن کر جاؤں گی۔"

لیکن منہ دھونے کے بعد وہ پورا لباس پہن کر پندرہ منٹ میں کمرے سے نکلی۔ ڈرائنگ روم میں آکر علی اسد اللہ کو دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ انہوں نے کہا "لڑکیاں پورے لباس میں میک اپ کے بغیر قدرتی حسن میں اچھی لگتی ہیں۔"

اس نے چونک کر دوسری طرف گھوم کر ایک قد آدم آئینے میں دیکھا۔ اس نے مختصر لباس نہیں پہنا تھا۔ میک اپ بھی نہیں کیا تھا اور وال کلاک بتا رہا تھا کہ اس نے انہیں گھنٹوں انتظار نہیں کرایا ہے۔ پندرہ بیس منٹوں میں چلی آئی ہے۔

اب آگئی تو کیا کہہ کر جاتی؟ یہی کہ اپنے حسن میں چار چاند لگانے جا رہی ہے؟ وہ آئینے کی طرف سے پلٹ کر پریشان ہو کر بولی "آپ کون ہیں؟ میں نے ابھی خواب میں آپ کو دیکھا تھا۔"

"اچھا۔ آپ میرے خواب دیکھتی ہیں؟"

"میں کیوں دیکھوں گی آپ کے خواب؟ کیا آپ بڑے گلفام

ہیں؟ میں نے تو پتا نہیں کیوں آپ کو دیکھا۔ آپ کہہ رہے تھے کہ یہاں آگئے ہیں اور.... اور واقعی آپ آئے ہوئے ہیں۔"

"کیا چلا جاؤں؟"

"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کیا میں نے آپ کو بلایا تھا؟"

وہ اٹھ کر کھڑے ہوگئے پھر بولے "مسجد کے پاس آکر ملاقات کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ وہاں آئیں گی تو میں پہچاننے سے انکار کردوں گا۔"

وہ جانے لگے۔ شیریں نے کہا "جسٹ اے منٹ۔ آپ کو یہ گمان کیوں ہے کہ میں آپ سے ملنے آؤں گی۔"

"میرا گمان ہو یا خوش فہمی۔ آئندہ میں مسجد نہیں جاؤں گا۔ گھر میں عبادت کیا کروں گا۔"

شیریں نے چونک کر سوچا "یہ اجنبی مسجد نہیں آئے گا تو میں اس سے کیسے ملوں گی؟ کیسے اس کے بارے میں کچھ معلوم کروں گی؟"

وہ بولی "آپ پہلی بار آئے ہیں۔ آپ کی وجہ سے میرے ڈیڈی کو ایک نئی زندگی ملی ہے۔ میرے ساتھ ایک کپ کافی پئیں۔"

"میں چائے کافی اور دیگر مشروبات نہیں پیتا۔ ناشتا کرچکا ہوں۔ پیاس بھی نہیں ہے۔ ایک گلاس پانی بھی نہیں پی سکتا۔"

"میں آپ کے احسان کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں۔"

"احسان کا بدلہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ آپ دینِ اسلام اور اپنی تہذیب کی طرف لوٹ آئیں۔"

"آپ میرے ڈیڈی کی طرح نصیحت کررہے ہیں۔"

"وہ نصیحت کرتے ہوں گے۔ میں تو احسان کا بدلہ چاہتا ہوں۔"

"میں آپ کی خواہش کے مطابق اپنی زندگی کے طور طریقے بدل دوں گی تو آپ کو کیا حاصل ہو جائے گا؟"

"مجھے ایک خوب سیرت اور باحیا شریکِ حیات مل جائے گی۔"

وہ اس صاف گوئی پر حیران رہ گئی۔ علی اسد اللہ نے اس کے ذہن کو اس بات پر مائل کیا کہ جو اس کے دل اور دماغ میں چھپی ہوئی محبت اور کشش ہے۔ اس سے انکار نہ کرے۔

"آپ عجیب آدمی ہیں۔ پہلی ملاقات میں شادی کی بات کررہے ہیں؟"

"دوسری ملاقات میں خوب سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔"

"آپ ایک رئیس زادی سے شادی کرکے اپنی مفلسی دور کرنا چاہتے ہیں۔"

"اتنی بڑی دنیا میں کوئی مجھ سے زیادہ دولت مند نہیں ہے۔"

وہ ان کا حلیہ دیکھ کر بولی "آپ اور دولت مند؟ اپنی دولت کہاں چھپا کر رکھی ہے؟"

"یہیں تمہارے گھر میں تمہارے آس پاس ہے۔ ایک بار آنکھیں بند کرو پھر کھول کر دیکھو۔"

اس نے بے یقینی سے دیکھا پھر آنکھیں بند کیں۔ وہ اس کے ذہن پر حاوی ہوگئے۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گئی۔ وہ ایک عالیشان محل میں تھی۔ اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا' وہ کمرا ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ دوسرا کمرا کھلا۔ وہ سونے کی اینٹوں سے بھرا ہوا دکھائی دیا۔ تیسرے کمرے میں برٹش پونڈز کے اور چوتھے کمرے میں امریکی ڈالرز کے نوٹوں کی گڈیوں کا انبار لگا ہوا تھا۔

محل کے باہر رولز رائس جیسی مہنگی کاروں کی قطاریں تھیں۔ وہ کار میں بیٹھ کر اپنے فرینڈز سے ملنے گئی۔ سب اس کی بے انتہا دولت سے حسد کرنے لگے۔ چور ڈاکو اس کے پیچھے پڑ گئے۔ پولیس اور سراغ رساں انکوائری کرنے لگے کہ وہ اچانک دولت مند کیسے بن گئی۔ ٹیلی فون پر پراسرار لوگ اسے اغوا کرنے کی دھمکیاں دینے لگے۔ اس کی راتوں کی نیندیں اڑ گئیں۔ دن کا سکون برباد ہوگیا۔

پھر مجرموں کے ایک گروہ نے اسے اغوا کیا۔ ان کے ایک عامل نے اس پر تنویمی عامل کیا۔ اسے تابع بنا کر اس کی دولت بھی حاصل کرتے رہے اور اس کی عزت سے بھی کھیلتے رہے پھر تمام دولت حاصل کرنے کے بعد اسے بے کار اور بدکار کہہ کر اسے گولی ماردی۔

گولی لگتے ہی اس نے چیخ مار کر دیکھا۔ علی اسد اللہ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ اپنے ڈرائنگ روم میں کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک سکتے کی حالت میں رہی۔ پھر چاروں طرف گھوم کر اپنے ڈرائنگ روم کو دیکھنے لگی۔ اس کے بعد غصے سے پاؤں پٹخ کر بولی "یہ سب کیا تھا؟"

"تمہاری آنے والی دولت سے بھرپور زندگی کا ایک نمونہ تھا۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ ایک تنہا عورت بے انتہا دولت مند رہے گی تو اس کا انجام کتنا عبرت ناک ہوگا۔"

"آپ کوئی جادوگر ہیں۔ جاگتی آنکھوں کو خواب دکھاتے ہیں۔"

"تم آج تک جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھتی آئی ہو۔ میں نے تو صرف ایسے خوابوں کی تعبیر دکھائی ہے۔"

"آپ کی ایسی حرکتوں سے میرا ماحول اور مزاج نہیں بدلے گا۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ میں آپ سے شادی کروں گی۔ اب آپ یہاں سے جاسکتے ہیں۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر بولے "میں نے تمہارا زائچہ دیکھا ہے تمہارے مقدر میں ایک ہی شادی ہے' مجھ سے۔ تم صرف میرے ساتھ ہی ایک باعزت زندگی گزار سکتی ہو۔ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھاؤ گی تو بڑی ہی گھناؤنی زندگی گزارتی ہوئی بے موت مرو گی۔"

یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ وہ بولی "اونہہ! جس طرح ہاتھی کے

دانت دکھانے کے اور ہوتے ہیں' کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ جادوئی دولت دکھاتا ہے لیکن حقیقتاً کنگال ہے۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں آئی۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر اسکرٹ اور بلاؤز پہننا چاہا۔ مگر پہلی بار وہ لباس پسند نہیں آیا۔ ان دنوں لمبی میکسی کا رواج تھا۔ اس نے میکسی پہنی پھر چادر کو شانے اور سینے پر ڈال کر بنگلے سے باہر آئی پھر کار میں بیٹھ کر اس ریستوران میں آئی' جہاں گرل فرینڈز اور بوائے فرینڈز سے ملاقات کا وقت مقرر تھا۔

ان تمام دوستوں نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ ایک فرینڈ ٹونی نے پوچھا "یہ تم نے کیسا لباس پہنا ہے؟"

ایک فرینڈ جولی نے کہا "میکسی تو غنیمت ہے۔ یہ چادر کیوں لپیٹی ہے؟"

شیریں نے کہا "لڑکیاں بدن دکھانے سے خوب صورت لگتی ہیں۔ بدن چھپانے سے اور زیادہ خوب صورت دکھائی دینے لگتی ہے۔"

جیری نے کہا "میں پہلے ہی تم سب کو بتا چکا ہوں۔ یہ بدلتی جارہی ہے۔ میں نے فون پر ڈارلنگ کہا تو اعتراض کرنے لگی۔"

شیریں نے کہا "سوری جیری! یہ میری زندگی ہے۔ میں اپنے طور پر جینا چاہتی ہوں۔ جسے میرا انداز پسند نہ ہو' وہ مجھ سے دور ہو جائے۔ میں دوستوں کو خوش کرنے کے لیے اپنی تہذیب روایات سے بغاوت نہیں کروں گی۔"

اس دن وہ دوستوں کے ساتھ شام تک گھومتی پھرتی رہی اور دوست اس کی تبدیلیوں سے بے زار ہوتے رہے۔ اس نے رات کو کلب میں آکر ڈانس کرنے سے بھی انکار کردیا۔ جب گھر آئی تو اپنے بیڈ پر چاروں شانے چت ہو کر سوچنے لگی "مجھے کیا ہوگیا ہے۔ آج میں نے اپنے تمام فرینڈز کو مایوس کیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ میں ان کے سوالوں کے ٹھوس اور مدلل جواب دیتی رہی۔ کل میں چادر سے بدن چھپا کر نہیں جاؤں گی۔ ضرورت ہی کیا ہے۔ لباس تو پہنتی ہی ہوں اور کیا چھپانا باقی رہ جاتا ہے؟"

وہ دوسرے دن دوسرا لباس پہن کر نکلی مگر چادر اس کے شانے اور سینے پر تھی۔ اس روز آدھے دوست کم ہوگئے تھے۔ کیونکہ وہ کلبوں میں جانے سے بھی انکار کرنے لگی تھی۔ چند دنوں میں تمام دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اس نے نئے دوست بنائے۔ وہاں دوستی کسی سے بھی ہو سکتی لیکن دوستی کے لیے بے تکلفی لازمی ہوتی ہے۔

وہ رفتہ رفتہ محدود زندگی گزارنے لگی اور علی اسد اللہ کی طرف مائل ہوتی رہی۔

پھر ایک دن علی اسد اللہ نے نوروز خان سے ملاقات کی اور شیریں کا رشتہ مانگا۔ نوروز خان نے کہا "جہاں تک دینی علوم کا اور عبادت گزاری کا تعلق ہے' آپ مجھ سے افضل ہیں لیکن اپنی بیٹی کے حوالے سے آپ کو بیٹا مان کر کہتا ہوں۔ میری بیٹی کو اپنے نکاح میں لے کر اس کی زندگی سنوارتے رہیں گے۔"

انہوں نے کہا "پچھلے کئی ہفتوں سے میں نے اپنے دن رات کا بہت سا وقت شیریں کو راہِ راست پر لانے میں گزارا ہے۔ میرے مزید علوم حاصل کرنے میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پھر بھی شادی کے بعد شاید اس کی زیادہ نگرانی نہ کرنی پڑے اور وہ خود ہی میری مرضی کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔ ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔"

آخر دونوں کا نکاح پڑھا دیا گیا۔ شیریں ان کے ساتھ ایک سیدھی سادی سی زندگی گزارنے لگی۔ ایسے ہی وقت بابا فرید واسطی نے ان سے کہا "آپ پیرس میں ازدواجی گھریلو زندگی گزاریں لیکن ادارے میں ہفتے میں دو چار دنوں کے لیے عبادت اور ریاضت کے لیے تشریف لایا کریں۔ یہاں دوسرے بزرگانِ دین بھی ہیں جو میرے بعد اس ادارے کی ترقی کے لیے بزرگ اعلیٰ کے طور پر تمام ذمے داریاں سنبھالیں گے۔ ان کے بعد آپ کی بھی باری آئے گی۔ آپ بھی یہاں کے بزرگ اعلیٰ مقرر کیے جائیں گے۔"

بابا صاحب کے ادارے میں ابتدا ہی سے میاں بیوی کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس لیے علی اسد اللہ نے اس ادارے کے باہر کچھ فاصلے پر ایک مکان خرید لیا۔ وہاں شیریں کے ساتھ رہنے لگے۔ جس طرح ہر اچھا انسان کبھی بھٹکنے اور سنبھلنے لگتا ہے۔ اسی طرح شیریں بھی خیر و شر کے درمیان الجھتی رہتی تھی۔ علی اسد اللہ عبادت سے فارغ ہو کر اس کے خیالات پڑھتے تھے پھر اس کے شر پر غالب آکر خیر کے راستے پر چلنے کے لیے مائل کردیتے تھے۔

ایک برس بعد اس کے والد نوروز خان کا انتقال ہوگیا' اسی دوران میں شیریں کے پاؤں بھاری ہوگئے۔ اس نے علی اسد اللہ سے کہا "اتنی جلدی مجھے ماں نہیں بننا چاہیے۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہوئی ہے؟"

"عمر ہو چکی ہے۔ اسی لیے ماں بننے والی ہو۔ بچے کو ضائع کرنے والی غیر اسلامی اور غیر اخلاقی بات بھی نہ سوچنا۔ تم میرے بچے کو جنم دینے والی ہو۔ میں اپنے بچے کی حفاظت کروں گا۔"

مختصر یہ کہ دوسرا سال گزرنے لگا تو اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ وہ آخر ماں تھی۔ اسے بیٹے سے پیار تھا لیکن ایک بچے کی ماں کہلانا پسند نہیں تھا۔ اکثر عورتوں کی طرح اسے کم عمر کہلانے کا شوق تھا۔ وہ اپنا فگر بنائے رکھنے کے لیے بچے کو اپنا دودھ نہیں پلانا چاہتی تھی لیکن علی اسد اللہ خیال خوانی کے ذریعے اسے مجبور کردیتے تھے۔

وہ دودھ پلانے کے بعد سوچتی تھی "کس جادوگر کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہوں۔ اس نے مجھے ہائی سوسائٹی سے نیچے لا کر سادگی سے زندگی گزارنے پر مجبور کردیا۔ اب یہ میرے حسن و شباب کو اور میرے جسمانی فگر کو وقت سے پہلے بڑھاپے کی طرف لے جارہا

ہے۔"

علی اسد اللہ دن رات اس کے خیالات نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ گزارہ نہیں کرے گی۔ ایک شام وہ بابا فرید صاحب کے ادارے سے واپس آئے تو گھر میں بچہ تنہا رو رہا تھا۔ وہ اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ ساتھ لے جاتی تو بچے والی کہلاتی۔

علی اسد اللہ نے اسے فیڈر سے دودھ پلایا۔ خیال خوانی کے ذریعے معلوم ہوگیا' وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ گھر سے فرار ہوئی تھی۔ جس کا تعلق جرائم کی دنیا سے تھا۔ انہوں نے اس کے دماغ میں کہا "شیریں! آخر تم نے وہی غلطی کی' جو تمہیں بہت ہی برے انجام تک پہنچائے گی۔ چونکہ تم غیر مرد کے ساتھ گئی ہو اس لیے میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔"

وہ بولی "میں خوشی سے طلاق قبول کرتی ہوں۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

انہوں نے اسے چھوڑ دیا پھر اس کی خبر نہیں لی۔ تقریباً دس ماہ تک بیٹے کی پرورش کرتے رہے۔ یہ وہی دور تھا۔ جب میرے اور رسونتی (آمنہ) کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر گئے تھے۔ کبھی میں پارس کو اس کی گود سے لے گیا۔ کبھی دشمنوں نے پارس کو اغوا کیا پھر ایک وقت ایسا آیا' جب آمنہ سے اختلافات ختم ہونے لگے اور ایسے ہی وقت آمنہ کے پاس دو بچے پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک پارس تھا اور دوسرا علی تیمور' علی اسد اللہ نے اپنے بیٹے کو رازداری سے میرے اور آمنہ کے پاس اس طرح پہنچایا تھا کہ ایک طویل عرصے تک ہم یہ نہ سمجھ سکے کہ پارس اور علی میں سے کون میرا خون ہے اور آمنہ نے ان میں سے کس بچے کو جنم دیا ہے۔

علی اسد اللہ نے ایسا اس لیے کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے علی' آمنہ اور میرا زائچہ بنا کر یہ معلوم کیا تھا کہ ان کا بیٹا علی' ہمارے سائے میں بہت قابل اور باکمال ہوگا۔ آمنہ کو عروج حاصل ہوگا اور یہ عروج ان کے ہی سائے میں حاصل ہوتا رہے گا۔

علی اسد اللہ کے سامنے مستقبل کی جو دھندلی سی تصویریں سامنے آئی تھیں' وہ اب واضح ہو چکی تھیں۔ آمنہ رفتہ رفتہ روحانیت کے مراحل طے کر رہی تھی اور اپنے کارناموں سے عزت اور شہرت حاصل کرنے والے علی تیمور کو ایک مجرم ماں کے باعث جو ذلت حاصل ہو رہی تھی وہ ذلت اس انکشاف سے عزت میں بدل گئی تھی کہ روحانیت کی معراج کو پہنچنے والے جناب علی اسد اللہ تبریزی اس کے والد محترم ہیں۔

○☆○

پچھلے دروازے پر پارس' نہیں پورس کھڑا تھا۔ نیلماں فرار ہونے کے لیے جیسے ہی پچھلے دروازے سے نکلی' پورس نے اسے دبوچ لیا۔ وہ رودما کے خوب صورت جسم میں تھی۔ اس نے پوچھا "کہاں جا رہی ہو میری جان! میں میک اپ میں ہوں۔ میری آواز سے مجھے پہچانو۔"

وہ گھبرا کر بولی "پارس؟ تم!"

"ہاں سچا عاشق ہوں۔ قبر تک تمہارا پیچھا کروں گا۔ پہلے ناصرہ کے جسم میں رہ کر دھمکیاں دیا کرتی تھیں کہ ناصرہ کے ذریعے مجھے ڈس لوگی لیکن اب تم پونم یا رودما کے جسم میں ہو۔ زہریلی نہیں ہو۔ مجھے ڈسنے سے محروم ہو چکی ہو۔ ویسے میں پارس نہیں پورس ہوں۔ اپنی زہریلی محبوبہ ناصرہ کا عاشق۔ میری اور پورس کی آواز ایک جیسی ہے۔ اس لیے مجھے پارس سمجھ رہی ہو۔ میری جان! مجھے اپنا عاشق پورس کہو۔"

"ہاں ہاں تم میرے سچے عاشق پورس ہو۔ میں پریشانی میں تمہیں پارس کہہ رہی تھی۔ تم ہی مجھے پریشانی سے بچا سکتے ہو؟"

"تمہاری آتما شکتی حاصل کرنے والی تپسیا بھنگ ہو گئی ہے۔ ایک صاحب ایمان بزرگ تمہارے بنگلے میں آگئے ہیں۔"

"تم کیسے جانتے ہو؟"

"میں اور پارس اس بزرگ ہستی کو لائے ہیں۔ تاکہ تمہیں آسانی سے قابو میں کیا جا سکے۔"

وہ پورس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "دیکھو میں تو تمہارے قابو میں ہوں۔ تم تنہا آتے' تب بھی مجھے اپنے قدموں میں دیکھتے۔ میں نے ناصرہ کے جسم میں رہ رہ کر دو برس تک دن رات تمہارے ساتھ گزارے ہیں۔ مجھے تمہارے جیسا مرد نہیں ملے گا۔ تمہاری قربتیں حاصل کرنے کے بعد میں نے پھر کسی کو منہ نہیں لگایا۔ جبکہ میں پہلے سے زیادہ پرکشش حسینہ بن گئی ہوں۔"

"یہ سن کر خوشی ہوئی کہ میرے لیے تم نئے جسم میں کنواری بیٹھی ہو۔"

"ابھی تو کھڑی ہوں۔ یہاں سے بھاگنا چاہتی ہوں۔ میری مدد کرو۔ ہم دونوں یہاں سے بہت دور' بہت دور چلے جائیں گے۔"

"یعنی دنیا دے اس ٹکڑے' جتھے بندہ نہ بندے دی ذات ہووے۔"

"کہیں بھی لے چلو مگر فوراً یہاں سے چلو۔"

"تم اس دنیا کے باہر چاند' ستاروں اور سیاروں میں اور پوری کائنات میں جہاں بھی جاؤ گی وہاں تمہیں مقدس کلام پاک کی تلاوت سنائی دے گی۔"

"تمہیں مسلمانوں کی مقدس کتاب سے کیا لینا ہے۔ تم تو ہندو ہو۔"

"نیلماں! تم بھی ہندو ہو اور ہندو عقیدے کے مطابق انسان مرنے کے بعد پھر اس دنیا میں جنم لیتا ہے۔"

وہ بولی "ہاں سات بار جنم لیتا ہے۔"

"میں بھی مر چکا تھا۔ اب فرہاد علی تیمور کے بیٹے کی حیثیت سے دوسرا جنم لیا ہے۔ سمجھ رہی ہو نا کہ اب میں مسلمان ہوں اور اس دنیا کی آخری مقدس کتاب کی عظمت کو سمجھ رہا ہوں اور سمجھا رہا ہوں۔"

"عشق' دین دھرم سے الگ ہوتا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے عاشق ہیں۔ پہلے یہاں سے چلو۔ ہم دور جاتے ہوئے باتیں کرتے رہیں گے۔"

"تمہاری ناپاک آتما کو کلام پاک کی کسی بھی آیت سے خوف آتا ہے۔ وہ بزرگ جو تلاوت فرما رہے تھے' وہ خاموش ہو چکے ہیں۔ اب تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ میرے ساتھ بنگلے کے اندر چلو۔"

وہ جانے سے انکار کرنے لگی۔ پورس نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر کہا "تمہاری آتما گوبھی کے پھول میں ہوتی تو اسے بھی اٹھا لیتا مگر تم گلاب کا پھول ہو۔"

وہ ایسے سخت بازوؤں میں تھی کہ تڑپنے اور مچلنے کے بعد بھی نہ نکل سکی۔ پورس اسے اٹھائے بنگلے کے اندر ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں عباس مہدی اور پارس صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شیوا جی ساورن اور دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے ایک طرف دیوار سے لگے کھڑے تھے۔ پورس نے اسے بازوؤں میں لے کر ایک صوفے پر پٹخ دیا۔ نیلماں نے پارس اور عباس مہدی کو دیکھا پھر اپنے تینوں ساتھیوں کو دیکھ کر پورس سے کہا "تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میرے معمول اور تابع شیوا جی' مہاراج اور مہیش کو مجھ سے چھین لیا ہے۔"

پارس نے کہا "ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ایسے پیدل مہروں کو بساط سے باہر پھینکنے میں دیر نہیں لگتی۔ ہمیں ان باپ بیٹے کی ٹیلی پیتھی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔"

پھر پارس نے ان تینوں سے کہا "اے تم سب آزاد ہو۔ یہاں سے کہیں بھی جا سکتے ہو۔ فوراً جاؤ اور ہمیں اپنا کام کرنے دو۔"

وہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے بنگلے سے باہر چلے گئے۔ عباس مہدی نے نیلماں سے پوچھا "کیا تم مجھے پہچان رہی ہو؟"

نیلماں نے انہیں توجہ سے دیکھتے ہوئے سوچا پھر کہا "نہیں۔ میں نے آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے۔"

"دیکھا نہیں ہے۔ اندھیری پولیس اسٹیشن میں پونم کی گمشدگی اور اس کے گرودیو کی موت کے بعد پلاسٹک سرجری کرانے والے کی موت پر بحث ہو رہی تھی۔ تم مجھے نقصان پہنچانے میرے دماغ میں آئی تھیں۔ میں نے تلاوت شروع کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی تو تم فوراً ہی میرے اندر سے بھاگ گئی تھیں۔"

"اب یاد آیا۔ آپ ڈی آئی جی پولیس ہیں۔ آپ کا نام عباس مہدی ہے۔ ابھی آپ ہی کی آواز سن کر میں بھاگ رہی تھی۔"

"آواز سن کر نہیں' تلاوت سن کر۔ آواز تو ان لمحات میں بھی سن رہی ہو۔ مجھے پارس اور پورس سے معلوم ہوا کہ تمہارا اصل نام نیلماں ہے۔ جس جوان عورت کا جسم پگھل کر ہڈیوں کا ڈھانچا رہ گیا تھا۔ اس کا نام ناصرہ تھا۔ اس حساب سے پہلے تم ناصرہ کی قاتل ہو' اس کا جسم چھوڑ کر پونم کے جسم میں آئیں۔ کسی طرح گرودیو کو ہلاک کر ڈالا۔ یعنی دوسرا قتل کیا۔ تیسرا قتل پلاسٹک سرجری کرنے والے کا کیا۔ چہرہ بدل کر تم پونم سے رودما بن گئیں۔"

پورس نے پوچھا "انکل! آپ قانون کے محافظ ہیں۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟"

"سیدھا سا قانونی تقاضا ہے کہ اسے تین قتل کے الزامات میں عدالت پہنچایا جائے۔ یہ سزائے موت پائے گی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایک آتما کو سزائے موت کیسے دلا سکتے ہیں؟ یہ آتما تو پتا نہیں کتنے عرصے سے اپنا جسم چھوڑ کر دوسری جوان لڑکیوں کے جسموں پر قبضہ کرتی رہی ہے۔ یہ نہیں مرتی' جس کے جسم سے نکلتی ہے' وہ بے چاری مر جاتی ہے۔"

پورس نے کہا "اسے آپ سزائے موت دلائیں گے تو دراصل پونم کو موت آئے گی۔ اس کی آتما کہیں بھٹک جائے گی۔ یا اتفاق سے پھر اسے گرودیو جیسا آتما شکتی جاننے والا مل جائے گا۔ اسے کسی دوسری حسینہ کے جسم میں پہنچا دے گا اور اسے کوئی دوسرا جسم نہ ملا تو کیا فرق پڑے گا۔ یہ تو برسوں پہلے مر چکی ہے۔"

پارس نے کہا "انکل! آپ کا قانون نیلماں کو نہیں پونم کو سزائے موت دے گا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی کوششوں سے پونم کی حفاظت کریں اور نیلماں کو پونم کے ذریعے آئندہ کوئی جرم نہ کرنے دیں۔"

"تم دونوں بھائی درست کہہ رہے ہو۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ ہم نیلماں کو سزا دیں گے اور بے چاری پونم ماری جائے گی۔"

پارس نے کہا "اس کا ایک وہی راستہ ہے۔ جسے ہم نے پہلے آزمایا تھا۔ ہم دن رات نیلماں پر توجہ دیتے ہوئے اس کی آتما کی ناپاکی کو ختم کرتے رہیں۔ اس کی روح کو اس قدر پاکیزہ بنا دیں کہ پھر یہ کالے جادو اور منتروں کے ذریعے مکمل آتما شکتی حاصل نہ کر سکیں۔"

نیلماں ان کی گفتگو کے دوران میں شیوا جی اور ان باپ بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کر چکی تھی کہ وہ تینوں دراصل اسی کے معمول اور تابع ہیں لیکن پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے صرف اتنا معلوم کر لیا تھا کہ کس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان تینوں کے دماغوں کو لاک کیا گیا تھا۔

اس بار نیلماں نے ایک مختلف آواز اور لب و لہجہ ان تینوں کو سنایا اور حکم دیا کہ وہ اسے ذہنوں میں نقش کریں اور پچھلے لب و لہجے کو بھول جائیں۔ وہ ان پر پھر ایک بار حاوی ہو کر دماغی طور پر پارس' پورس اور عباس مہدی کے درمیان حاضر ہو گئی۔ اپنے سر کو یوں تھام لیا جیسے سر میں درد ہو یا بے حد پریشان ہو۔

پارس اور پورس کو اطمینان تھا کہ وہ ان کی گرفت سے نکل کر کہیں جا نہیں سکے گی۔ اس لیے وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے' سونیا سے' ثانی' سلمان اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے

والے سراغ رسانوں سے کہہ رہے تھے کہ نیلماں قابو میں آگئی ہے۔ لیکن اس کی آتما کی ناپاکی کو ختم کرنے کے لیے ہم سب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو باری باری اس کے دماغ میں رہنا ہوگا۔"

میں نے کہا "بیٹے! ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں رہنے کے لیے باری باری وقت مقرر کرلیں گے۔ تم پونم کے دماغ کو کمزور بنادو تاکہ نیلماں اس کے ذریعے نہ خیال خوانی کرسکے اور نہ ہی ہماری سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس کرسکے۔"

پارس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "انکل! میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ اس علاقے کے کسی ڈرگ اسٹور سے اعصابی دوا لانے چلا گیا۔ نیلماں نے پوچھا "یہ کہاں گیا ہے؟"

پورس نے کہا "تم اس کی گھروالی نہیں ہو کہ میاں کے باہر جانے پر سوال کرو' کیوں جی! کس موٹی سوکن کے پاس جارہے ہو؟"

وہ عباس مہدی سے بولی "ڈی آئی جی صاحب! آپ تینوں نے دانش مندی سے میرے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہوگا؟"

"کیا تم نے ابھی ہمارا فیصلہ نہیں سنا ہے؟"

"آپ تینوں میری حالت نہیں دیکھ رہے تھے۔ میں سر تھامے بیٹھی ہوئی تھی۔ اندر سے ٹوٹ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی کب تک ایک جسم سے دوسرے جسم میں چھپتی پھروں گی۔ یہ پورس میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ اگر میں اپنی روداد لکھوں تو اس میں یہی یکسانیت ہوگی کہ میں ایک سے دوسرا جسم بدلتی رہتی ہوں لیکن مخالفین سے دور رہ کر اطمینان اور مکمل آتما شکتی حاصل نہیں کرپاتی۔ میری روداد سننے والے کیا بے زار ہوں گے' میں خود بے زار ہوگئی ہوں۔"

پورس نے پوچھا "بے زار ہوکر کیا کروگی؟"

"مجھے پونم کا یہ آخری جسم ملا ہے۔ میں اسے چھوڑ دوں گی تو تم سے ہمیشہ کے لیے پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

پورس نے ہنستے ہوئے کہا "تم ڈیڑھ سو برس کی بڑھیا تھیں۔ اب حسین اور نوجوان چھوکری بن کر زندگی کے مزے لوٹنے میں جو مزہ آرہا ہے' ایسی حسین اور رنگین زندگی سے تم کبھی بے زار نہیں ہوگی۔ تمہاری بھرپور کوشش ہوگی کہ ہزاروں مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے بھی تم کسی طرح مکمل آتما شکتی حاصل کرلو۔"

"تم دیکھ لینا۔ جب میں ناکام ہونے لگوں گی تو پونم کے جسم کو مردہ چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"

"تمہارے جانے کا تماشا ضرور دیکھوں گا۔"

پارس اعصابی کمزوری کی دوا لے کر پچھلے دروازے سے کچن میں آیا۔ اس نے فریج کھول کر ٹھنڈے مشروب کی ایک بوتل نکال لی۔ اس میں دوا ملا کر اسے اچھی طرح ہلایا پھر اس بوتل کو لے کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ پورس نے پونم کے جسم کو دونوں ہاتھوں سمیت ایسے جکڑلیا کہ وہ خود کو چھڑا نہ سکی۔ پارس نے اس کی ناک دبائی تو وہ سانس لینے کے لیے۔۔ کھولنے پر مجبور ہوگئی۔ پارس نے بوتل گردن تک اس کے منہ میں ٹھونس دی۔ اس کے سر کو مضبوطی سے تھام لیا۔ وہ ہل نہ سکی۔ مشروب کو نگلنے لگی۔ اگلنے کی کوششیں کیں لیکن بوتل حلق تک ٹھسی ہوئی تھی۔ تھوڑا سا مشروب باچھوں سے باہر آیا۔ باقی تمام پیٹ میں پہنچ گیا۔

بوتل خالی ہوگئی۔ پارس نے اسے اس کے منہ سے نکال کر کہا "ہم تمہارے گھر آئے۔ ایک گلاس پانی کے لیے نہیں پوچھا۔ ہمیں ہی میزبانی کا فرض ادا کرنا پڑا۔"

وہ گہری گہری سانس لے رہی تھی اور اسے گھور کر دیکھ رہی تھی مگر زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکی۔ پہلے معمولی سی کمزوری محسوس کی۔ اس نے سوچا۔ شیوا جی اور دونوں باپ بیٹے کو مدد کے لیے بلائے۔ پتا چلا کہ پونم کا دماغ خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔ رفتہ رفتہ کمزوری بڑھنے لگی۔ وہ پورس کی گرفت میں ڈھیلی پڑگئی۔ وہ اسے دوبارہ بازوؤں میں اٹھا کر ایک کمرے میں لایا پھر اُسے ایک بیڈ پر لٹا دیا۔

دوا کے اثر کا اندازہ تھا۔ وہ چوبیس گھنٹے سے پہلے' ذرا سی بھی توانائی حاصل نہیں کرسکتی تھی۔ میں نے دونوں بیٹوں سے کہا "اب تم دونوں عباس مہدی کے ساتھ جاسکتے ہو۔ ہم میں سے کوئی دو چار گھنٹوں کے وقفوں سے اس کے اندر جاکر اس کی ذہنی حالت معلوم کرتا رہے گا۔ جیسے ہی وہ کسی حد تک توانائی حاصل کرے گی۔ میں اس پر تنویمی عمل کروں گا۔ اس کے بعد اس کی مسلسل نگرانی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

پارس اور پورس مطمئن ہوکر عباس مہدی کے ساتھ چلے گئے۔ ویسے انسان اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے بہترین تدابیر پر عمل کرتا ہے' اکثر کامیاب ہوتا ہے اور بعض اوقات ناکامی کا بھی منہ دیکھتا ہے۔ ابھی ہم نہیں جانتے تھے کہ ہمیں ناکامی کیسے ہوگی۔

مہاراج اپنے بیٹے میش اور شیوا جی کے ساتھ اس بنگلے سے باہر آکر دور تک چلتا ہوا ایک گارڈن میں آکر بیٹھ گیا۔ ایسے وقت نیلماں نے ان تینوں کے دماغوں میں آکر مختلف لب ولہجہ نقش کردیا تھا اور پچھلے لب ولہجے کو بھول جانے کا حکم دے کر چلی گئی تھی۔

اس نے پہلی بار ان تینوں پر تنویمی عمل کرتے وقت کئی طرح کی ہدایات ان کے دماغوں میں نقش کی تھیں لیکن یہ پابندی عائد نہیں کی تھی کہ وہ خیال خوانی نہ کریں۔ اس نے انہیں خیال خوانی کی آزادی اس لیے دی تھی کہ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں آسکتا تھا اور وہ باپ بیٹے نیلماں کے حکم سے یہ بھول گئے تھے کہ وہ کس تبدیل شدہ لب ولہجے سے ان کے اندر آتی ہے۔

لیکن غلطی یہ ہوئی تھی کہ اس نے باپ بیٹے پر خیال خوانی کی

پابندی نہیں لگائی تھی۔ وہ تینوں گارڈن کی گھاس پر بیٹھے ہوئے سوچ رہے تھے کہ انہیں کہیں اپنا ٹھکانا بنانا چاہیے یا پھر نیلماں آکر انہیں کہیں قیام کرنے کا حکم دے گی۔

شیوا جی نے کہا "اگر وہ کوئی حکم نہیں دیں گی تو تم دونوں میرے ایک مکان میں رہو گے۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔"

میش نے کہا "ہماری بھی کیا زندگی ہے؟ کہیں ایک جگہ رہ نہیں پائے۔ کتوں کی طرح گلی گلی بھٹکتے رہتے ہیں۔"

مہاراج نے کہا "کیوں خود کو اور ہم کو کتا کہہ رہے ہو۔ ہم یہاں سے امریکا اور امریکا سے یہاں بھٹکتے آئے ہیں۔ کیا بھارتی گلی کا کوئی کتا امریکا جاکر آسکتا ہے؟"

"امریکا جانے والے کچھ سیکھنے یا کچھ نہ کچھ حاصل کرکے آتے ہیں۔ کتے کچھ حاصل کرکے نہیں آتے۔ اسی لیے میں نے یہ مثال دی ہے۔"

"اچھا بکواس نہ کر۔ مجھے کوئی تدبیر سوچنے دے۔"

میش نے کہا "آپ؟ آپ کوئی تدبیر سوچیں گے؟ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے آپ کو ڈوبنے والی تدبیریں سوچتے اور عمل کرتے دیکھا ہے۔"

شیوا جی نے کہا "میش! تم میرے گرو مہاراج کے بیٹے ہو مگر میرے سامنے میرے گرو کا مذاق نہ اڑاؤ۔"

مہاراج نے کہا "شیوا جی! اگر ہمیں قیدی اور غلام بن کر ہی رہنا ہے تو کسی انسان کے تابع بن کر رہیں۔ اس میں کم از کم انسانیت تو ہوگی۔ نیلماں جیسی چڑیل اور پریت آتما کے غلام بن کر رہنا دانش مندی نہیں ہے۔"

"گرو مہاراج آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے انسان سے رابطہ کرنے سے پہلے نیلماں سے نجات حاصل کرنی ہوگی۔"

"ہمیں ایک سہولت حاصل ہے۔ ہم اپنی مرضی سے خیال خوانی کرسکتے ہیں۔ نیلماں کو یہ اطمینان ہے کہ ہماری خیال خوانی کے جواب میں کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا ہمارے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

میش نے کہا "پتا جی! آپ پہلی بار عقل کی بات کررہے ہیں۔ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغوں میں نہ آسکے لیکن ہم اس کے پاس پہنچ کر نجات حاصل کرنے کا کوئی راستہ تو نکال سکتے ہیں۔"

مہاراج نے کہا "میں نے فرہاد کو اتنی بار دھوکا دیا ہے کہ وہ ہماری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ ہمیں پھر ایک بار امریکی اکابرین سے مدد حاصل کرنا چاہیے۔"

میش نے کہا "ہرگز نہیں۔ انہوں نے پچھلی بار ہم دونوں پر تنویمی عمل کرایا تھا۔ اپنا غلام بنالیا تھا۔ ہمیں قیدی بناکر رکھا تھا۔ آپ کو جانا ہے تو جائیں' میں ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔"

شیوا جی نے کہا "میرا دماغ کہتا ہے۔ آئندہ آپ باپ بیٹے کو ایک ساتھ کسی ایک جگہ نہیں جانا چاہیے۔ دونوں ایک دوسرے سے دور رہیں گے تو ایک دوسرے کی مصیبت میں کام آسکیں گے۔"

"اسے کہتے ہیں عقل کی بات۔ پتا جی! آپ کسی سے بھی مدد مانگیں' میں تو الپا سے دوستی کروں گا۔ وہ اپنے ملک میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ کرنے کے لیے ضرور دوست بناکر رکھے گی۔"

مہاراج نے کہا "ٹھیک ہے پہلے تم الپا سے رابطہ کرو۔ یہ دیکھا جائے کہ وہ جواباً کیا کہتی ہے؟"

شیوا جی نے کہا "جو کرنا ہے' جلد کریں۔ نیلماں کسی وقت بھی آئے گی تو آپ کے خیالات پڑھ کر آپ کی خیال خوانی پر بھی پابندی لگادے گی۔"

میش نے برین آدم سے رابطہ کرکے کہا "میں میش بول رہا ہوں۔ الپا جی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "ایک منٹ کے بعد آؤ۔ ابھی الپا سے بات ہوجائے گی۔"

میش اس کے دماغ سے چلا گیا۔ برین آدم نے ایک خفیہ ٹیلی فون پر رابطہ کرکے کہا "الپا! فوراً میرے دماغ میں آؤ۔ ابھی میش آکر تم سے کچھ باتیں کرے گا۔"

وہ برین آدم کے پاس آئی میش بھی آگیا۔ اس نے کہا "ہم نیلماں کے معمول اور تابع ہیں۔ ہمیں صرف خیال خوانی کی آزادی ہے۔ اس لیے تم سے مدد چاہتا ہوں۔ مجھے دوست بناکر رکھنا چاہتی ہو تو کسی طرح نیلماں سے نجات دلاؤ۔"

"تم کہاں ہو؟"

"بھارت کے شہر ممبئی میں۔"

"رہائش گاہ کا پتا بتاؤ۔"

میش نے شیوا جی سے اس کے مکان کا پتا پوچھ کر بتایا پھر کہا "ابھی ہم وہیں جارہے ہیں۔"

"وہاں فوراً جاؤ۔ میں مدد کے لیے آرہی ہوں۔"

الپا نے رابطہ ختم کرکے بھارت میں اسرائیلی ایجنٹوں کو میش کا پتا بتایا اور انہیں تدبیر بتائی کہ کس طرح میش اور اس کے باپ کو نیلماں سے نجات دلائی جاسکتی ہے۔

وہ باپ بیٹے نہیں جانتے تھے کہ ان پر تنویمی عمل کرنے والی نیلماں خود مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے اور اب کئی گھنٹوں تک ان سے رابطہ نہیں کرسکے گی۔ نیلماں پر آنے والی مصیبت نے الپا کے لیے سہولتیں فراہم کردی تھیں۔ بھارت میں رہنے والے اس کے جاسوسوں نے پہلے یہ بھی معلوم کیا کہ اس مکان میں مہاراج اور میش کے علاوہ ایک باڈی بلڈر شیوا جی بھی ہے۔

شیواجی ان کے راستے کا پتھر بن سکتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے مکان کے اندر پہنچتے ہی سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے شیواجی کو ہلاک کیا پھر باپ بیٹے کو گن پوائنٹ پر رکھ کر انہیں ایک ایک کیپسول کھانے کے لیے دیا۔ انہوں نے اپنی سلامتی کی خاطر وہ کیپسول کھائے پھر ان جاسوسوں کے ساتھ باہر آکر ایک گاڑی میں بیٹھے تو کمزوری محسوس کرنے لگے۔

وہ گاڑی انہیں ایک خفیہ پناہ گاہ کی طرف لے جا رہی تھی۔ الپا، مہاراج کے دماغ میں پہنچ کر ان کے اور نیلماں کے حالات معلوم کرنے لگی۔ وہ پارس اور پورس کو ان کے بہروپ کے باعث نہیں پہچان پایا تھا۔ اس کے خیالات نے الپا کو بتایا کہ دو نوجوان ایک بزرگ کے ساتھ بنگلے میں آئے تھے۔ وہ بزرگ مسلمانوں کی مذہبی کتاب کی کچھ باتیں بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ نیلماں چیختی ہوئی بھاگنا چاہتی تھی لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا تھا۔ اس کے بعد باپ بیٹے کچھ نہیں جانتے۔ کیونکہ انہیں اس بنگلے سے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ مہاراج نے اس بنگلے کا پتا بھی بتایا۔

الپا نے برین آدم کے پاس آکر ان کے تمام حالات بتائے۔ برین آدم نے کہا "اگر مسلمانوں کی مقدس کتاب کی آیتیں پڑھی گئی ہیں تو نیلماں کو ٹریپ کرنے والے یقیناً فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔ وہ نیلماں کو اچھی طرح جکڑ کر رکھنے کے لیے اس عورت کو دماغی طور سے کمزور کریں گے جس کے اندر اس کی آتما سمائی ہوئی ہے پھر اس عورت پر تنویمی عمل کر کے اسے قابو میں رکھیں گے تو نیلماں اس عورت کے دماغ کو خیال خوانی کے لیے استعمال نہیں کر سکے گی۔

الپا نے کہا "ٹھیک برادر! وہ یہی طریقہ کار اختیار کریں گے۔ اگر ہم درست سوچ رہے ہیں تو وہ عورت ابھی دماغی اور جسمانی طور پر کمزور ہو گئی ہوگی اور نیلماں کی آتما اس کے اندر بے بس ہو چکی ہوگی۔ میں ابھی جا کر دیکھتی ہوں۔"

ان باپ بیٹے کی روداد سنیے۔ اس کے جاسوسوں کو انہیں ٹریپ کرنے میں کئی گھنٹے لگے پھر مہاراج کے خیالات پڑھ کر میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں قیاس آرائی کی گئی۔ اس طرح وقت گزرتا ہی گیا۔ میں نے بھی سوچا تھا کہ دو چار گھنٹے کے وقفے سے پونم کے اندر جا کر اس کی دماغی حالت معلوم کی جائے گی۔

میں نے دو گھنٹے بعد معلوم کیا۔ وہ کمزوری کے باعث گہری نیند میں تھی۔ اس کی کمزوریاں کچھ اور کم ہوتیں تو اس پر تنویمی عمل کیا جا سکتا تھا۔ میں نے سوچا، اب تین گھنٹے بعد آؤں گا۔

ایسے وقت ہم سب اپنے اہم تجربات کو بھول گئے تھے اور وہ یہ کہ پہلی بار منجالی کے زہر نے مجھے رفتہ رفتہ زہریلا بنایا تھا۔ علاج کے بعد میری زبان کا، دانتوں کا اور لعاب دہن کا زہر ختم ہو گیا تھا لیکن طویل عرصہ گزرنے کے بعد میرے اندر اس حد تک زہریلے اثرات تھے کہ شراب سے بھی زیادہ کوئی نشیلی چیز ہو یا ضرر رساں دوا ہو تو مجھ پر اثر نہیں ہوتا تھا۔

پارس کی زندگی میں بھی ایک زہریلی لڑکی آئی تھی۔ اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ وہ زہریلا تو نہ بن سکا لیکن اس پر منشیات اور مضر دوائیں اثر نہیں کرتی تھیں۔

اسے عجیب اتفاق کہا جائے یا قدرت کا انوکھا تماشا کہ میرے دوسرے بیٹے پورس کو بھی زہریلی ناصرہ ملی تھی اور اس کے اندر بھی زہر کے اثرات اس حد تک تھے کہ اسے کوئی زہریلی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔

ماضی کی ان باتوں کو یاد دلانے کا مقصد یہ ہے کہ نیلماں کی آتما بھی زہریلی ناصرہ کے اندر آکر پہلی بار بہت پریشان ہو گئی تھی پھر اس کے جسمانی زہر کی عادی ہو گئی تھی۔ ان تمام حالات کے پیش نظر پونم کے دماغ میں مضر دوا کا اثر زیادہ دیر نہ رہ سکا۔ نیلماں کے اندر جس حد تک آتما شکتی تھی۔ اس شکتی سے اس نے تین گھنٹے کے اندر اعصابی کمزوری پیدا کرنے والی دوا کے اثر کو ختم کر دیا تھا۔

پونم بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ نیلماں نے وہاں ایک لمحے کی دیر نہیں کی۔ پونم کے جسم کو لے کر پچھلے دروازے سے فرار ہو گئی۔ وہ ممبئی شہر چھوڑ کر کہیں دور جانا چاہتی تھی۔ اس وقت الپا ان باپ بیٹے کے پاس مصروف تھی۔ اس نے نیلماں کے پاس جانے سے پہلے مہاراج اور مہیش کے دماغوں کو اجنبی لب و لہجے میں لاک کر دیا تھا۔

یہ الپا کی عقل مندی تھی کہ وہ پہلے ایک بازی جیت لینا چاہتی تھی اور اس نے مہاراج اور مہیش کے دماغ کو لاک کر کے یہ بازی جیت لی تھی۔ ایسی مصروفیات میں اور زیادہ وقت گزر گیا۔ جب وہ نیلماں کے دماغ میں پہنچی تو اس نے سانس روک لی۔ یہ خیال آیا کہ میں نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔

پھر اس نے دوسری بار رابطہ کیا۔ دماغ میں پہنچتے ہی بولی "میں الپا ہوں۔ مجھ سے بات کرو۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ بولی "الپا ہو تو جاؤ اور مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"

الپا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس نے نیلماں کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی "تم میری کیا مدد کرنا چاہتی ہو؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کیسا لب و لہجہ اختیار کر کے میرے دماغ میں آسکتی ہو؟"

"ایسے سوالات نہ کرو۔ جس کے جوابات دینا میں مناسب نہ سمجھوں ورنہ میں بھی ایسے سوالات کروں گی، جن کے جوابات دینے سے تم انکار کرو گی۔"

"میں چند سیکنڈ کے بعد آؤں گی۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آکر بولی "مہاراج اور مہیش کے دماغ لاک ہو چکے ہیں۔ مجھے وہاں جگہ نہ مل سکی۔ پتا نہیں تم نے کس طرح ان کے دماغ میں پہنچ کر میرا لب و لہجہ معلوم کیا ہے؟"

"ایسے کئی سوالات کے جوابات نہیں ملیں گے۔ بے اعتمادی نقصان پہنچاتی ہے۔ دوستانہ راہیں ہموار کرو۔"

"کیوں دوستی کرنا چاہتی ہو؟"

"صرف اس لیے کہ ہم دونوں کے دشمن مشترک ہیں۔"

"یہ معقول جواب ہے۔ پورس نے میرا جینا دشوار کر دیا ہے۔"

"اور پارس میرے لیے مصیبت بنا رہتا ہے۔ ہم ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ ہمارے دشمن ایک ہی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں اور سب مسلمان ہیں۔"

نیلماں نے کہا "ان کا مسلمان ہونا ہی میرے لیے عذاب بن گیا ہے۔ یہ لازمی ہے کہ ہمارے درمیان دوستی رہے اور ایک دوسرے کا اعتماد بحال رکھنے کے لیے ہم دور ہی دور سے خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے کے کام آتے رہیں۔ کیا یہ تمہیں منظور ہے؟"

"منظور ہے۔ بولو ابھی میں تمہارے کیا کام آسکتی ہوں۔"

"ممبئی شہر کا ایک ڈی آئی جی مسلمان ہے۔ اس کا نام عباس مہدی ہے۔ پارس اور پورس اس کے ساتھ میری خفیہ پناہ گاہ میں پہنچ گئے تھے۔ وہ دونوں بھائی بہروپ میں ہیں۔ اسی طرح ان کے پاسپورٹ اور دیگر اہم کاغذات بھی جعلی ہوں گے۔ وہاں کی پولیس اور کرائم برانچ والوں کو ان کے پیچھے لگا سکتی ہو۔ "را" والے ڈی آئی جی پولیس عباس مہدی کو اس الزام میں گرفتار کر سکتے ہیں کہ اس نے دو مسلمان بہروپیے دہشت گردوں کو پناہ دی ہے۔"

"کیا عباس مہدی کے دماغ میں جا سکتی ہوں؟"

"نہیں۔ وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے۔ اگر تم کسی وجہ سے بھی ناپاک رہو گی تو اس کی ایمانی قوت کے آگے ٹھہر نہیں سکو گی۔"

"میری تو یہی کوشش ہو گی کہ میں پارس اور پورس کو اس شہر میں سکون سے نہ رہنے دوں۔ انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگتے رہنے پر مجبور کرتی رہوں۔ آل رائٹ، کوئی کامیابی ہو گی تو تم سے رابطہ کروں گی۔"

ان کا دماغی رابطہ ختم ہو گیا۔ نیلماں نے ناگواری سے دل میں کہا "بڑی چالاک بنتی ہے۔ میرے تابع باپ بیٹے کو مجھ سے چھین لیا اور مجھے دوستی کا جھانسا بھی دے رہی ہے۔"

وہ فٹ پاتھ پر دھیمی رفتار سے سر جھکائے یوں چل رہی تھی جیسے سوچ میں گم ہو۔ الپا سے رابطہ ختم ہونے کے بعد وہ سڑک پار کرنے کے لیے فٹ پاتھ سے اتری تو ایک کار اس کے سامنے رک گئی۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ ایک بہت ہی قیمتی کار کی پچھلی سیٹ پر ایک صحت مند ادھیڑ عمر کا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے والی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک گن مین تھا۔ اس شخص نے گاندھی ٹوپی اتار کر سر کھجاتے ہوئے کہا "میری کار بہت دور سے تمہارے ساتھ

ساتھ چلی آرہی ہے لیکن تم کسی الجھن میں سوچتی چلی جارہی ہو۔ تمہیں آس پاس کی کوئی کھبر نہیں ہے؟"
اس کی ان باتوں کے درمیان میں اس نے خیالات پڑھے۔ وہ حکمران پارٹی کا ایک ایم این اے تھا۔ مہاراشٹر کے کھ منتری سے مل کر اپنے عالی شان بنگلے کی طرف جارہا تھا۔ وہ بولا "چپ کیوں ہو؟ اپنی پریشانی مجھے بتاؤ۔ کیا اکیلی ہو؟"
اس نے ہاں کے انداز میں سرہلایا۔ وہ بولا "کہیں دور جانا ہو تو کار میں آجاؤ۔ میں پہنچادوں گا۔"
"آپ کی کرپا ہے مگر یہ اچھا نہیں لگتا کہ آپ میرے لیے کشٹ اٹھائیں گے۔"
وہ دروازہ کھولتے ہوئے بولا "ارے کشٹ کیسا؟ ہم تو جنتا کے سیوک ہیں۔ آؤ یہاں بیٹھو۔"
اس نے پچھلی سیٹ پر کھسک کر نیلماں کو بیٹھنے کی جگہ دی۔ نیلماں نے اس کے ساتھ بیٹھ کر دروازہ بند کیا۔ کار آگے چل پڑی۔ وہ بولا "میرا نام گوتم ادھیکاری ہے۔ دلی کی لوک سبھا میں ایم این اے ہوں۔ یوں سمجھو یہاں سے دلی تک راج کرتا ہوں۔ تم کون ہو؟"
وہ پریشانی اور بھولے پن کی ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی "جی.... میں.... میں ایک لڑکی ہوں۔"
گوتم ادھیکاری نے قہقہہ لگایا پھر کہا "بہت کھوب' لڑکی تو ہو مگر بہت بھولی ہو۔ مگر میں نام پوچھ رہا ہوں؟ کہاں رہتی ہو؟"
"جی۔ کہیں نہیں۔ مجھے کسی آشرم میں پہنچادیں؟"
"آشرم؟ یعنی کہ تمہارا آگے پیچھے کوئی نہیں ہے؟"
اس نے نہیں کے انداز میں سرہلایا۔ اس نے پوچھا "کہاں سے آرہی ہو؟"
وہ دھیمی آواز میں بولی "مجھے شما کریں۔ آپ اکیلے ہوتے تو کچھ کہہ پاتی۔ ابھی۔ یہ.... یہ لوگ...."
وہ اپنے ڈرائیور اور باڈی گارڈ کو دیکھ کر بولا "ارے یہ میرے بھروسے کے ملازم ہیں۔ مگر کوئی بات نہیں' اکیلے میں سہی۔"
پھر وہ ڈرائیور سے بولا "گاڑی موڑ دو۔ ہمرے پرائیوٹ کاٹیج لے چلو...."
وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اس نے پرائیوٹ کاٹیج میں جانے سے انکار نہیں کیا۔ خاموشی سے اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ س کے حسن و شباب پر مرمٹا تھا اور بہت خوش تھا کہ راہ چلتے کوہ نور ہیرا مل گیا ہے۔
نیلماں کو یہ معلوم کرکے اطمینان ہوا تھا کہ وہ حکمران پارٹی کے ایک سیاسی لیڈر کی پناہ میں پہنچ گئی ہے۔ ڈی آئی جی عباس مہدی پولیس والوں کو اس کی تلاش میں نہیں لگا سکے گا۔ ادھر الپا نے اپنی ایک ایجنٹ کے ذریعے انٹیلی جنس کے ڈی جی دھرم راج سکسینہ سے فون پر رابطہ کیا اور کہا "وہ مسلمان ڈی آئی جی رو بھروسے دہشت گرد مسلمانوں کو رازداری سے پناہ دے رہا ہے۔ ان دونوں کے چہروں سے میک اپ اتار کر ان کی اصلیت معلوم کرسکتے ہو۔"
دھرم راج نے پوچھا "تم کون ہو؟"
وہ بولی "آم کھاؤ۔ پیڑ نہ گنو۔"
اس نے رابطہ ختم کردیا۔ دھرم راج سکسینہ نے فون پر عباس مہدی کو مخاطب کیا "ہیلو مسٹر مہدی! آپ جسم بدلنے والی ایک پراسرار عورت کو تلاش کررہے تھے۔ اس معاملے کا کیا بنا؟"
عباس مہدی' پارس اور پورس نے فیصلہ کیا تھا کہ نیلماں کو قانون کے حوالے نہیں کریں گے بلکہ اس آتما کی ناپاکی دور کرکے پونم کی جان بچائیں گے؟
عباس مہدی نے کہا "اس پریت آتما کی تلاش جاری ہے۔"
"میں نے سنا ہے کہ آپ دو نوجوانوں کے ساتھ اس آتما کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ وہ دو جوان کون ہیں؟"
پارس اور پورس اس وقت عباس مہدی کے دماغ میں تھے۔ پورس کی مرضی کے مطابق عباس مہدی نے کہا "میرے ساتھ دو جوان سپاہی کبھی کبھی رہتے ہیں۔ میں انہیں سادے لباس میں ساتھ رکھتا ہوں تاکہ پونم کے جسم میں چھپی ہوئی آتما انہیں سپاہی نہ سمجھے۔"
"میرے جاسوسوں نے آپ کے ان دو سپاہیوں کے بارے میں کچھ اور رپورٹ دی ہے۔ آپ ان دونوں سپاہیوں کے ساتھ ابھی میرے بنگلے میں تشریف لے آئیں۔ میں ایک گھنٹے کے اندر تینوں کی حاضری چاہتا ہوں۔"
دھرم راج سکسینہ نے فون بند کردیا۔ اس کی بیٹی مینا نے کہا "ڈیڈی! میں کیلنڈر میں دو تاریخ دیکھتی ہوں۔ گھڑی میں دو بجتے ہیں اور ابھی آپ نے دو سپاہی کہا ہے تو پھر مجھے وہ دونوں بھائی گنگا پرساد اور جمنا پرساد یاد آجاتے ہیں۔"
دوسری بیٹی جینا نے کہا "آپ برسوں سے چوروں بدمعاشوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑتے ہیں لیکن دو شریف جوانوں کو تلاش کرنے میں ناکام ہورہے ہیں۔"
ڈی جی سکسینہ نے کہا "تم دونوں بھی اسکاٹ لینڈ یارڈ سے جاسوسہ بن کر آئی ہو۔ وہ پریت آتما تم دونوں کے لیے بھی چیلنج ہے۔ تم دونوں اسے ڈھونڈ لوگی تو گنگا پرساد اور جمنا پرساد بھی مل جائیں گے۔"
"ڈیڈی! ہم پہلی بار جمنا کو سمندر کے ایک ویران ساحل سے واپس لانے گئی تھیں۔ لیکن اس چڑیل آتما کو معلوم ہوگیا کہ انٹیلی جنس والے بھی آرہے ہیں۔ اس لیے وہ جمنا کو سمندر کے اس ویران ساحل سے پتا نہیں کہاں لے گئی۔"
جینا نے کہا "اب ہم بہنیں خود ہی رازداری سے ایسی ایسی جگہ جاتی ہیں' جہاں جادو ٹونا کرنے والوں کا پتا ملتا ہے۔"

...فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ مینا نے ریسیور اٹھایا "ہیلو' میں مینا بول رہی ہوں۔"
...دوسری طرف سے پورس نے کہا "ہیلو مینا! میں تمہارا جمنا ...ہوں۔"
...وہ سونے پر ایک دم سے سیدھی ہوکر بیٹھ کر بولی "جمنا! تم ...ہو؟ جلدی بتاؤ۔ میں آؤں گی۔"
...باپ نے جمنا کا نام سن کر فون کے اسپیکر کو آن کیا۔ پورس ...کراہتے ہوئے کہا "آہ! میرا نام جمنا ہے مگر میں کہیں جم نہیں پا...
...مینا نے پوچھا "یہ تمہاری آواز ایسی کیوں ہے؟"
...میں ناک اور منہ پر رومال رکھ کر بات کررہا ہوں۔ اس ...نے مجھے اور گنگا کو ممبئی سے دور ایسی جگہ پہنچایا ہے' جہاں ...ممبئی کے جانوروں اور انسانوں کی غلاظتیں پھینکی جاتی ہیں ...غلاظتوں سے کھاد بنانے والی فیکٹری ہے۔ بدبو سے ہمارا ...برا حال ہورہا ہے۔ اس لیے ناک اور منہ پر رومال رکھا ہے۔"
جینا نے مینا سے ریسیور لے کر کہا "پلیز جمنا! میرے گنگا سے ...بات کراؤ۔ میں اس کے لیے تڑپ رہی ہوں۔"
...پارس کی آواز سنائی دی "آہ جینا! میں تمہارا گنگا بول رہا ...بھگوان جانے ہمارے ساتھ کب تک ایسا ہوگا۔ گنگا کا پانی ...پوتر (پاک) ہوتا ہے مگر مجھ گنگا کو ناپاک جگہ پہنچادیا گیا ہے۔"
...گنگا! تم فکر نہ کرو۔ جمنا کو بھی تسلی دو۔ میں مینا کے ساتھ ...ہوں۔"
"میری جینا! میرے جینے کی فکر نہ کرو۔ ایسی بدبودار فیکٹری ...آؤ۔ اگر آنا ہی ہے تو دو بالٹی پرفیوم لے کر آؤ۔"
...باپ نے بیٹی سے ریسیور لے کر کان سے لگا کر کہا "گنگا! ہم ...سوچ رہے ہیں کہ وہ چڑیل جادو سے یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم ...بھائیوں کو غائب دماغ بنا کر ادھر سے ادھر پہنچادیتی ہے۔ تم ...سے پوچھو۔ وہ تم دونوں کو کس جرم کی سزا دے رہی ہے؟"
...پارس نے کہا "انکل! میرے بھائی جمنا نے اس چڑیل کی ایک ...ماننے سے انکار کردیا تھا۔ اس لیے ہمیں سزائیں دے رہی ...
"جمنا نے اس کی کون سی بات ماننے سے انکار کیا تھا؟"
"میں کیسے کہوں انکل! مجھے شرم آتی ہے۔ میں جمنا کو فون ...دیتا ہوں' وہی بتائے گا۔"
تھوڑی دیر بعد پورس نے کہا "میں جمنا ہوں۔ آپ نے مجھے ...دی۔ اپنے گھر میں مہمان رکھا۔ جب میں آپ کے بنگلے کے ...میں سو رہا تھا تو وہ بلا میرے دماغ میں آگئی۔ مجھ سے کہنے ...کہ مینا اپنے بیڈ روم میں اکیلی ہے۔ میں وہاں جا کر اس کے ...کلنک کا ٹیکا لگادوں۔ میں نے کہا "میں ڈاکٹر نہیں ہوں' ٹیکا ...سکتا۔ تب اس نے صاف صاف جو کہا تو میں نے غصے میں جواب دیا "میں مینا کے شریر (بدن) سے نہیں' اس محبت کرنے والی کے بہترین کردار سے محبت کرتا ہوں۔ تم مجھے جان سے مار سکتی ہو مگر مجھ سے پاپ نہیں کراسکتیں۔"
ڈی جی سکسینہ نے کہا "شاباش جمنا! تم بے شک اونچے کرتو (کردار) کے مالک ہو۔"
"انکل! وہ دراصل آپ کو بدنام کرنے کے لیے چاہتی تھی کہ مینا کنواری ماں بنے گی تو آپ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔"
"ہوں' اب سمجھ میں آیا کہ وہ تمہارے ساتھ' تمہارے بھائی کو بھی اسی لیے سزا دے رہی ہے اور تم دونوں بھائی میری خاطر مصیبتیں اٹھارہے ہو۔"
"انکل! ہم نے اندازہ کیا ہے کہ وہ دور ہی دور سے ہمیں غائب دماغ بنا کر بھٹکاتی رہتی ہے مگر اس کی ٹیلی پیتھی میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ زبردستی ہم سے اپنے احکامات پر عمل کرائے۔ اسی لیے مینا کی عزت آبرو سلامت رہ گئی۔ وہ زبردستی مجھ سے پاپ نہ کراسکی۔"
مینا نے ریسیور لے کر کہا "جمنا! میں کیا بتاؤں کہ خود کو کتنا خوش نصیب سمجھ رہی ہوں۔ تم دونوں بھائی پوجا کی حد تک ہم دونوں بہنوں سے محبت کرتے ہو۔ اب ہم بھی ساری زندگی تم دونوں کی پوجا کریں گی۔"
"فیکٹری میں اتنی بدبو ہے کہ پوجا نہیں کرسکوگی۔"
"ہم ابھی آرہی ہیں اور اٹیچی بھر کے پرفیوم لارہی ہیں۔"
اس نے ریسیور رکھ دیا۔ باپ نے کہا "میں بہترین جاسوسوں کو تمہارے ساتھ بھیجوں گا۔"
جینا نے کہا "نو ڈیڈی۔ صرف ہم دونوں جائیں گے۔ پچھلی بار آپ کی انٹیلی جنس والے گئے تھے تو اس چڑیل نے سمندر کے ویران ساحل سے جمنا کو دوسری جگہ کہیں پہنچادیا تھا۔ ہم اپنے ساتھ جاسوسوں کی بھیڑ لے کر نہیں جائیں گے۔"
دونوں بہنیں اٹھ کر اپنے اپنے بیڈ روم سے اٹیچی لینے گئیں۔ تاکہ بازار سے دو اٹیچی بھر کر پرفیوم لے جائیں۔
ان کے جانے کے بعد عباس مہدی دو سپاہیوں کے ساتھ بنگلے کے ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہ تینوں وردی میں نہیں تھے۔ ڈی جی سکسینہ کے حکم سے تین مسلح گارڈز نے ان دونوں سپاہیوں کو گن پوائنٹ پر رکھا۔ چوتھے گارڈ نے ان دونوں کی تلاشی لی۔ عباس مہدی نے پوچھا "سر! آپ ان کی تلاشی کیوں لے رہیں؟"
وہ بولا "مسٹر مہدی! ہم کرائم برانچ والے لومڑی کی مکاری اور باز کی آنکھیں رکھتے ہیں۔ یہ دونوں مسلمان دہشت گرد ہیں اور تم انہیں پناہ دے رہے ہو۔"
گارڈز نے ان سپاہیوں کے لباس سے ایسے کاغذات نکالے' جن سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ وہ دونوں کلامندر کے تھانے کے سپاہی

ہیں۔ ڈی جی سکینہ نے ان دونوں کے قریب آکر باری باری ان کی
ٹھوڑی کے نیچے اور گردن کے پیچھے دیکھا [illegible] میک اپ کا
جوڑ نظر آجائے پھر اس نے دو گارڈز کو وینشنگ کریم سے ان کے
چہروں کو صاف کرنے کا حکم دیا تاکہ عارضی میک اپ ہو تو صاف
ہوجائے اور اصلی چہرے ظاہر ہوجائیں پھر وہ اپنے کمرے سے اینٹی
میک اپ کیمرا لاکر اس کے لینس کے ذریعے دیکھنے لگا۔ اتنی
کوششوں کے بعد ثابت ہوگیا کہ وہ دونوں بہروپیے نہیں ہیں۔

اس نے کلامندر کے تھانہ انچارج کو فون کرکے پوچھا "کیا
تمہارے تھانے کے دو سپاہی ہری داس اور برج موہن ڈی آئی جی
عباس مہدی کے ساتھ کام کررہے ہیں؟"

تھانے دار کے دماغ میں پورس تھا۔ اس نے کہا "جی ہاں۔
ابھی ڈی آئی جی عباس مہدی ان کے ساتھ آپ کے پاس پہنچنے
والے ہیں۔"

"وہ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ مجھے ایک عورت نے فون پر اطلاع
دی تھی کہ مسٹر مہدی کے ساتھ دو مسلمان دہشت گرد ہیں۔"

تھانے دار نے پورس کی مرضی کے مطابق کہا "سر! کسی
عورت نے آپ سے فون پر ایسا کہا تھا۔ کیا آپ کو بھٹکانے والی وہ
پریت آتما نہیں ہوسکتی؟"

"او گاڈ! میں تو اس چڑیل کے چھل کپٹ کو بھول ہی گیا تھا۔"

تھانے دار نے کہا "سر! آپ بھولے نہیں تھے اس نے جادو یا
ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھلا دیا تھا ورنہ آپ جیسا قابل افسر اتنی بڑی
دشمن کو بھلا نہیں سکتا۔"

وہ فخر سے بولا "ہاں مجھے بھولنے کی بیماری نہیں ہے۔ سب ہی
میری ذہانت اور یادداشت کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اس کم بخت نے
میرے دماغ سے اپنا خیال بھلا دیا تھا۔"

اس نے فون رکھ کر عباس مہدی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا
"سوری مسٹر مہدی! اس چڑیل نے مجھے آپ کے خلاف بھڑکا دیا۔"

"اِٹس آل رائٹ سر! آپ نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے۔"

عباس مہدی دو سپاہیوں کے ساتھ وہاں سے چلا آیا۔ پارس
اور پورس نے پہلے ہی ڈی جی سکینہ کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا
تھا کہ کسی عورت نے دونوں بھائیوں کے خلاف کہا تھا کہ وہ مسلمان
دہشت گرد ہیں، انہیں نیلماں پر شبہ ہوا۔ وہ دونوں اس کے دماغ
میں گئے تو اس نے سانس روک لی۔ پورس نے حیرانی سے کہا
"تعجب ہے، نیلماں کو کم از کم چوبیس گھنٹوں تک اعصابی کمزوری
میں مبتلا رہنا چاہیے تھا پھر اس نے دماغی توانائی کیسے حاصل کرلی؟"

پارس نے کہا "یہ بعد میں سوچا جائے گا۔ انکل! آپ اپنے
ساتھ دو سپاہی لے جائیں۔ ہم ان دونوں کے دماغوں میں رہیں گے
اور کلامندر کے تھانے دار کو بھی اپنے قابو میں رکھیں گے۔"

پورس نے کہا "انکل! اب ہم آپ کے گھر نہیں جائیں گے
اور دور ہی سے رابطہ رکھیں گے۔ [illegible] آئندہ بھی ہمیں قانونی
شکنجے میں لانے کی کوششیں کرتی رہے گی۔"

عباس مہدی کی روانگی کے بعد انہوں نے فون
... کی دونوں بیٹیوں کو الو بنایا پھر ادھر
جہاں ممبئی شہر اور اس کے مضافات میں رہنے
پہنچائی جاتی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ
بارے میں بتایا۔ اس بات پر حیران تھے کہ اعصابی
نے اس پر اثر کیوں نہیں کیا؟

میں نے کہا "یہ قدرت کا کھیل ہے کہ ہم باپ
اس حد تک زہریلے ہوگئے کہ ہم پر منشیات
ادویات کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ نیلماں بھی دو برس تک
کے جسم میں سمائی رہی اور زہر کی عادی ہوتی رہی۔
تک اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا پایا تھا پھر اس کے
بعد جانے والا تھا لیکن وہ کمزوریوں سے نجات پاکر

میں نے اپنے بیٹوں کی حیرانی دور کرکے رابطہ

مینا اور جینا اپنی اپنی ایمبولنسوں میں پرفیوم لے کر
قریب پہنچیں تو بدبو کے باعث ناک اور منہ پر اسکارف
جینا پریشان ہو کر بولی "یہاں اتنی بو ہے۔ فیکٹری میں
بھی نہیں لے سکوں گی۔"

مینا نے کہا "یہی میں بھی سوچ رہی ہوں۔ کیا یہاں
کرانہیں پکارا جائے۔"

انہوں نے اسکارف ہٹا کر تھوڑی سی بدبو
ہوئے چیخ چیخ کر گنگا اور جمنا کو آوازیں دیں۔

مینا نے کہا "وہ دونوں بدبو کی شدت سے بے ہوش
گئے۔"

جینا نے کہا "وہ ہمارے لیے اور ڈیڈی کے لیے
رہے ہیں۔ انہیں کسی طرح وہاں سے لانا چاہیے۔"

مینا نے کہا "محبت کا جواب محبت سے دینا چاہیے۔
کی داستانوں میں کسی بھی محبت کرنے والی کو
دیکھا ہے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ انہیں لانے کے
جائیں۔"

جینا نے کہا "ہاں محبت کے جوش میں یہ یاد
کو روپے دے کر ان دونوں کو وہاں سے
ہے۔"

مینا نے کہا "ہاں مگر محبت کی کسی داستان میں
نہیں ہے۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ ہم نے
ہونے کے بعد بھنگیوں سے اٹھوایا تھا تو ان کے
محبت بھی اٹھ جائے گی۔"

"بھئی میں ان کے لیے جان دے سکتی ہوں
بھی ایسی فیکٹری کے اندر نہیں جاسکتی۔"

"یہاں کام کرنے والے ماسک پہن کر کام

ر بھی نہیں جاسکوں گی۔"
ہن کہکشاں سے گزر کر پھولوں کے بستر پر پہنچنے کا نام ہے۔
ہن بھی اپنے بھنگی کے لیے یہاں سے نہیں گزرتی ہوگی۔"
یہاں سے تین کلو میٹر دور کھاد فیکٹری کا دفتر ہے۔ وہاں سے
ل جائیں گے۔ آؤ چلیں۔"
نے کار اسٹارٹ کرکے اسے واپسی کے لیے موڑا۔ ایسے
نے دماغ میں محسوس کیا، کہیں دور سے جمنا اسے پکار رہا
نے بھی گنگا کی آواز سنی۔ پارس اور پورس نے ان کے
عادی ہو کر انہیں قائل کیا کہ ان کے عاشق گنگا اور جمنا
کے اندر سے انہیں چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں۔
نے پریشان ہو کر کہا "جینا! شاید انہوں نے ہمیں دیکھ لیا

شاید نہ کہو۔ وہ ضرور دیکھ رہے ہیں۔ اسی لیے ہمیں پکار
"
ایسے میں واپس جانے سے وہ ہمیں بے وفا سمجھیں گے۔"
کار آگے بڑھاتے ہوئے بولی "جب کئی بھنگی انہیں اٹھا کر
یں گے تو ہم اپنی اداؤں سے ان کی ناراضگی دور کردیں

دور فیکٹری کے ایک دفتر میں پہنچ گئیں۔ سینیٹری انسپکٹر کو
ردے کر کہا "ادھر فیکٹری میں ہمارے دو جوان رشتے دار
ری کی گاڑی میں بھنگیوں کو بھیج دیں۔ وہ ان دونوں کو لے

سینیٹری انسپکٹر کے لیے پانچ ہزار بہت تھے۔ اس نے چار
کو ایک گاڑی میں بھیجا۔ پارس اور پورس ان سب کے
لے تھے۔ ڈرائیور نے آدھا راستہ طے کرکے گاڑی روک
لیوں سے کہا "وہ انسپکٹر بڑا سیانا ہے۔ ان لڑکیوں سے پانچ
مجھے صرف سو روپے دیئے اور تم چاروں کو پچاس پچاس
میں آگے نہیں جاؤں گا۔"
یک بھنگی نے کہا "ہم ان کے دو آدمیوں کو نہیں لائیں گے تو
جگہ دوسرے بھنگی لے آئے گا۔"
ڈرائیور نے کہا "تم دونوں یہاں سے دوڑتے ہوئے فیکٹری
ان لڑکیوں کے رشتے داروں کو کاندھے پر اٹھا کر لے آؤ۔
ں انتظار کریں گے۔"
ن میں سے دو دوڑتے ہوئے جانے لگے پھر ان کی نظروں
جھل ہوتے ہی ایک ٹیلے کی آڑ میں آگئے۔ وہاں پارس اور
نے اپنے وہ لباس انہیں دیئے، جنہیں پہن کر انہوں
اور جینا کے ساتھ طیارے سے سفر کیا تھا۔ وہ دونوں لباس میلے
آلود تھے۔
دونوں بھنگی غائب دماغ تھے۔ وہ لباس لے کر دوڑتے ہوئے
لڑکی کے پاس آئے اور کہا "پتا نہیں وہ رشتے دار کہاں چلے
گئے؟ فیکٹری میں یہ لباس زمین پر پڑے ہوئے تھے۔"

ان سب نے مینا اور جینا کے پاس آکر وہ لباس دیتے ہوئے یہی
باتیں بتائیں۔ مینا نے کہا "تعجب ہے۔ ان دونوں کے لباس مل
گئے۔ وہ نہیں ملے۔"

جینا نے کہا "شاید اس چڑیل نے ہمیں یہاں دیکھ لیا ہے۔"

مینا نے کہا "ہاں۔ وہ بہت کمینی ہے۔ اس بار ان کے لباس
اتار کر انہیں ننگا کرکے لے گئی ہے۔"

وہ کار میں بیٹھ کر جانے لگیں۔ جینا نے کہا "آہ! بے چارے
ہمیں پکار رہے تھے۔"

"اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ ویسے محبت کی
داستانوں میں کبھی یہ نہیں پڑھا کہ عاشق اپنی محبوباؤں کو اپنا لباس
دے کر جدائی میں ننگے چلے گئے ہوں۔"

وہ ممبئی شہر کی حدود میں داخل ہوئیں۔ ایک جگہ بی جے پی کا
جلسہ ہو رہا تھا۔ وہاں کے چند مقامی لیڈر تقریر کررہے تھے اور وہ
تقریر ممبئی میں، بلکہ پورے بھارت میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی
آبادی کے خلاف تھی۔

ایک لیڈر کہہ رہا تھا "ممبئی کے جتنے مسلمان ہیں، وہ ہماری
مخالف سیاسی پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں۔ اس طرح مہاراشٹر کے اتنے
بڑے شہر ممبئی میں ہمارا ووٹ بینک کم ہوجاتا ہے۔

"اگرچہ ہم الیکشن میں جیت جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کی مدد
سے یہاں کی اپوزیشن پارٹی لوک سبھا میں جاکر مضبوط ہوجاتی ہے۔
ہماری سدا کی جیت اسی میں ہوگی کہ ہم مہاراشٹر کے صوبے میں
مسلمانوں کو نہ رہنے دیں۔ اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ صرف ممبئی شہر
کے لاکھوں مسلمانوں کو ختم کردیا جائے لیکن چند تدابیر پر عمل کرکے
انہیں نہ ہونے کے برابر کردیں گے۔

"پہلی تدبیر یہ ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعے
مسلمانوں کا قتل عام کیا جائے۔ اس تدبیر پر ہم اکثر عمل کرتے رہتے
ہیں لیکن ہم ہندو بھی ہزاروں کی تعداد میں مارے جاتے ہیں۔

"دوسری تدبیر کے مطابق ہم مسلمانوں پر زندگی گزارنے کے
ذرائع محدود کردیتے ہیں۔ انہیں سرکاری ملازمتیں نہیں دیتے،
پرائیوٹ کمپنیوں میں انہیں نوکری نہیں ملتی۔ اپنی سوسائٹی میں
انہیں کبھی سر اٹھا کر باتیں کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ان پر
عرصۂ حیات اس طرح تنگ کرتے ہیں کہ ان کے کتنے ہی خاندان
مجبور ہو کر یہ صوبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن ان کے جانے سے
یہ نقصان ہوتا ہے کہ دوسرے صوبوں میں ان کی تعداد بڑھ جاتی
ہے۔ ہمیں اس شہر میں مسلمانوں جیسے سستے اور محنتی مزدور نہیں
ملتے۔ ہمارے ہندو مزدوروں کو چربی چڑھ جاتی ہے اور وہ اپنا ریٹ
بڑھا دیتے ہیں۔

"تیسری تدبیر بچے کم خوش حال گھرانا ہے۔ ہندو مسلمان سب
ہی کو دو سے زیادہ بچے پیدا نہ کرنے کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ اس

کے باوجود مسلمانوں کی آبادی بڑھتی جارہی ہے۔"

مینا اور جینا راستہ بند ہونے کی وجہ سے وہاں کار روک کر تقریر سن رہی تھیں بلکہ پارس اور پورس نے انہیں وہاں روک رکھا تھا پھر وہ دونوں ان لیڈروں کے دماغوں میں جانے لگے۔ پارس تقریر کرنے والے کے دماغ میں پہنچا۔ اس لیڈر نے اپنا ریوالور نکال کر کہا "مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ جس مسلمان کے گھر میں بچہ پیدا ہو' اس بچے کے باپ کی کنپٹی پر اس طرح ریوالور رکھ دیا جائے۔"

اس تقریر کرنے والے نے اپنی کنپٹی پر ریوالور رکھ کر کہا "جب اسے اس طرح گولی ماری جائے گی تو مسلمان خوف زدہ ہو کر آئندہ بچے پیدا نہیں کریں گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ٹریگر کو دبایا۔ ٹھائیں سے گولی چلتے ہی مردہ ہو کر پیچھے اپنی کرسی سمیت نیچے گر پڑا۔ پورے جلسے میں ہلچل پیدا ہوگئی۔ کچھ لیڈر مرنے والے پر جھکے۔ ایک لیڈر اس کا ریوالور لے کر مائیک کے پاس آیا۔ اس کے اندر پورس تھا۔ وہ بولا "بھائیو! شانت ہو جاؤ۔ آرام سے بیٹھ جاؤ۔ ہمارے ساتھی لیڈر نے غلطی سے غلط جگہ گولی ماری ہے۔ ایسی غلطیاں کی جائیں گی تو بھارت میں توکیا' ساری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جائے گی۔

"آرام سے بیٹھو اور میری بات دھیان سے سنو۔ انسان کے پورے شریر (جسم) میں دماغ بہت چھوٹا ہے لیکن پورا شریر اس چھوٹے سے دماغ کا محتاج رہتا ہے۔ پورے بھارت میں مسلمانوں کی تعداد بھی چھوٹی یعنی تھوڑی سی ہے۔ اس نے دماغ کو گولی مار کر غلطی کی ہے۔ دراصل کسی بھی مسلمان کے دل کی جگہ یہاں ریوالور رکھ کر گولی مارنی چاہیے۔"

یہ کہتے ہی اس دوسرے لیڈر نے ریوالور کی نال کو اپنے سینے پر دل کی جگہ رکھ کر گولی چلا دی پھر لڑکھڑاتا ہوا اسٹیج کے نیچے آکر گر پڑا۔ جلسے میں پھر ایک بار کھلبلی پیدا ہوئی۔ لوگ اپنے مردہ لیڈروں کو دیکھنے کے لیے آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ درجنوں سپاہی انہیں روک رہے تھے۔ پولیس کے دو افسران دوسرے لیڈروں سے کہہ رہے تھے کہ وہ لاشوں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ ابھی وہ کرائم برانچ والوں کو کال کر رہے ہیں۔

ریوالور اسٹیج پر پڑا ہوا تھا۔ تیسرے لیڈر نے اسے اٹھا لیا۔ انسپکٹر نے اس سے کہا "ریوالور کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے تھا۔ انگلیوں کے نشانات مٹ گئے ہوں گے۔ پلیز یہ ریوالور مجھے دیں۔"

لیڈر نے کہا "انسپکٹر! اطمینان رکھو۔ میں ان دو لیڈروں کی طرح آتما ہتھیا نہیں کروں گا۔ اپنی جنتا سے کچھ کہوں گا۔" اس کے دماغ میں پارس تھا وہ مائیک کے پاس آکر بولا "بھائیو! یہاں ایسی گھٹنائیں ہو رہی ہیں' جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ یہاں کسی مسلمان نے گولیاں نہیں چلائی ہیں پھر بھی ہمارے دو لیڈر مر گئے لیکن میں نہیں مروں گا۔"

اس نے ریوالور کے چیمبر سے باقی گولیاں نکال [illegible] طرف پھینکتے ہوئے کہا "اب یہ ریوالور خالی ہے۔ اب میرے زندہ رہنے کا یقین کر کے میری باتیں غور سے سنو۔"

جلسے کے تمام لوگ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے۔ وہ بولا "[illegible] خالی ہے لیکن جو اسے خالی نہیں سمجھتا' اس کے لیے [illegible] دھمکی ہے۔ یہ ہتھیار جس کے ہاتھ میں آجاتا ہے' [illegible] بن جاتا ہے اور جس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے' اس [illegible] جاتا ہے۔

"یہ ہتھیار نہ ہندو ہے' نہ مسلمان ہے۔ موت نہ [illegible] نہ مسلمان ہے۔ یہ سب کو باری باری مارتی ہے لیکن [illegible] رہتا ہے' اسے بے موت نہیں مارتی۔ جو نفرت کرتا ہے [illegible] موت مارتی ہے۔ تقدیر میں جتنی زندگی لکھی ہے۔ اتنے [illegible] زندہ رہنے کے لیے ہتھیار پھینکنا ہوگا۔"

اس نے ریوالور کو لوگوں کے سامنے پھینک دیا۔ [illegible] بجانے لگے۔ اس لیڈر نے کہا "سنو بھائیو! ایک بات [illegible] پارٹی لیڈروں سے اور اپنے ہندو بھائیوں سے چھپائی [illegible] سب کے سامنے کہتا ہوں کہ پچھلے ہندو مسلم فسادات [illegible] جوان بیٹی کو اغوا کر لیا گیا۔ میں نے اور میری پتنی نے [illegible] والوں سے جھوٹ کہہ دیا کہ ہماری بیٹی ننھیال گئی ہے۔ [illegible] ہم جھوٹ نہیں کہیں گے اور بیٹی کبھی واپس ملے گی تو [illegible] کہیں سے نہیں آئے گا۔ جب فسادات کی آگ ٹھنڈی [illegible] ایک رات چپکے سے ہماری بیٹی گھر واپس آگئی۔ دوسری [illegible] یہی سمجھا کہ وہ اپنے ننھیال سے واپس آئی ہے۔

میں اپنے بھگوان کی اور تمام دیوی دیوتاؤں کی قسم [illegible] ہوں کہ میری بیٹی پوری پوترتا (پاکدامنی) سے واپس [illegible] فسادات کے دوران میں جس مسلمان نے اسے اپنے [illegible] دی تھی اسے اپنے گھر کے اندر لاتے ہی اپنی کلائی میں [illegible] راکھی بندھوائی تھی۔ میری بیٹی نے واپس آکر مجھے ایک [illegible] چٹھی میں اس مسلمان نے لکھا تھا "میری یہ بات صرف [illegible] کے باپ کے لیے نہیں' سب کے لیے ہے۔ اگر ہم ایک [illegible] دل نہ توڑیں' تو مندر اور مسجد کبھی نہیں ٹوٹیں گے۔ [illegible] شہید کی گئی' رام مندر بنایا جا رہا ہے۔ کوئی بات نہیں [illegible] ہے۔ بابری مسجد زمین کے کسی حصے میں دوبارہ بن جائے [illegible] کی شیشے جیسی عزت ٹوٹ جاتی تو اسے بھارت کا کوئی [illegible] نہیں جوڑ سکتا تھا۔

"دنیا میں جتنے ہتھیار بن رہے ہیں اور بنتے رہیں [illegible] سب سے مضبوط ہتھیار راکھی ہے' جسے ایک بہن اپنے [illegible] بھائی کی کلائی میں باندھ کر آپ کے گھر میں پاک دامن [illegible]

اس لیڈر نے کہا "میں یہ بات پہلے بھی کہہ دیتا مگر [illegible] نہیں ہوئی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے غضب ناک ہندو [illegible] کرتے کہ میری بیٹی ایک مسلمان کے گھر سے پاک دامن رہ کر آئی لیکن آج ان دو لیڈروں کو آتما ہتھیا کرتے دیکھ کر میرے اندر [illegible] بھگوان نے کہا' سچ کو کبھی نہیں چھپانا چاہیے۔ میری بیٹی کا رشتہ [illegible] کہیں سے نہیں آئے گا تو بدنامی صرف ایک بیٹی کی ہوگی۔ میں سچ کہوں گا تو یہ سچ سو میں سے دس ہندوؤں کو متاثر کرے گا۔

"میں نے یہ سوچے بغیر سچ کہہ دیا ہے کہ یہاں کتنے میرے دشمن ہوں گے اور کتنے سچ سے متاثر ہوں گے۔ میں اس پارٹی سے استعفیٰ دے کر اپنی پتنی اور بیٹی کے ساتھ ممبئی سے چلا جاؤں گا۔"

اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر بلند کرتے ہوئے جنتا کو پرنام کیا پھر اسٹیج سے اتر کر آنے لگا۔ مینا اپنی کار اسٹارٹ کر کے دوسرے راستے پر موڑ کر جانے لگی۔ جینا نے کہا "ہمارے ڈیڈی بھی بھارتیہ جنتا پارٹی کے کٹر حمایتی ہیں۔ آج اس لیڈر کی بات نے میرے دل پر اثر کیا ہے۔"

مینا نے کہا "وہ مسلمان نیک اور حیا والا تھا۔ ہندوؤں میں بھی نیک اور شرم والے ہوتے ہیں۔ اس پریت آتما نے جمنا کو بہت مجبور کیا تھا کہ وہ میرے بیڈ روم میں آکر میری عزت لوٹ لے لیکن جمنا داس نے میری عزت رکھی اور میری عزت کی سلامتی کی خاطر مجھ سے دور ہو گیا ہے۔"

وہ دونوں اپنے بنگلے میں پہنچ گئیں۔ اپنے ڈیڈی کو بتایا کہ وہ دونوں کھاد بنانے والی فیکٹری کی طرف گئی تھیں لیکن ایسی ناقابلِ برداشت بدبو تھی کہ فیکٹری کے اندر نہ جا سکیں۔ انہوں نے چند بھنگیوں کو وہاں بھیجا تھا تاکہ وہ گنگا اور جمنا کو وہاں سے اٹھا کر لے آئیں لیکن اس پریت آتما کو پتا چل گیا تھا۔ جب بھنگی فیکٹری میں پہنچے تو انہیں گنگا اور جمنا کے صرف کپڑے ملے۔ وہ چڑیل ان بے چاروں کو ننگا کر کے لے گئی تھی۔

ان کے باپ ڈی جی سکسینہ نے کہا "تم فکر نہ کرو۔ اس چڑیل کا آخری وقت آگیا ہے۔ ہمارے ایک جاسوس نے ایک حسین اور جوان لڑکی کو ایک فٹ پاتھ پر تنہا جاتے دیکھ لیا تھا اور دور ہی دور سے اس کا پیچھا کر رہا تھا۔"

جینا نے پوچھا "کیا وہ چڑیل کسی حسین لڑکی کا روپ دھارن کیے رہتی ہے۔"

باپ نے کہا "رپورٹ کے مطابق اس نے پلاسٹک سرجری کے ماہر سے خود کو بہت خوب صورت بنوایا تھا پھر خود کو پولیس والوں سے بچائے رکھنے کے لیے پلاسٹک سرجری کے ماہر کو قتل کرادیا تھا۔"

مینا نے کہا "آپ بتا رہے تھے کہ ایک جاسوس اس اکیلی حسین لڑکی کا پیچھا کر رہا تھا پھر کیا ہوا؟"

"ہمارے جاسوس کو شبہ تھا کہ پریت آتما اسی کے اندر ہے۔ وہ اپنا موٹر سائیکل سے اتر کر اسے دھکیلتا ہوا پیچھا کر رہا تھا۔ ایسے میں اس نے دیکھا ایک بہت ہی قیمتی کار اس لڑکی کے پاس آکر رکی۔ اس میں مہاراشٹر سے کامیاب ہونے والا ایم این اے گوتم ادھیکاری بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس لڑکی کو اپنی کار میں بٹھا کر لے جانے لگا۔ جاسوس نے اپنی موٹر سائیکل پر پیچھا کیا۔ وہ ایم این اے شرابی اور عیاش ہے۔ وہ اسے اپنے ایک پرائیویٹ کاٹیج میں لے گیا تھا۔ اب ہمارے چار جاسوس اس کاٹیج کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"ڈیڈی! اس پریت آتما کو پتا چل جائے گا کہ اس کی نگرانی کی جارہی ہے۔"

"نہیں بیٹے! بڑی رازداری سے یہ کام ہو رہا ہے۔ آج کل میں نتیجہ سامنے آجائے گا۔"

ہمیشہ سے نیلماں کا یہی طریقہ کار رہا تھا کہ وہ اپنے حسن و شباب اور اداؤں سے کسی کام کے آدمی کو متاثر کرتی تھی پھر اس کے گھر جا کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابع بنا لیتی تھی۔ پہلے اس نے شیواجی سادھرن کے ساتھ جا کر یہی کیا تھا اور اب ایم این اے گوتم ادھیکاری کو اپنا غلام بنا لیا تھا۔

اس طرح اسے ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر کے پرائیویٹ کاٹیج میں پناہ مل گئی تھی۔ اس لیڈر کے ذریعے وہ پولیس والوں پر بھی غالب آسکتی تھی۔ اس نے گوتم ادھیکاری کو اپنے جسم پر ہاتھ بھی نہیں رکھنے دیا تھا۔ حقارت سے کہا تھا "یہ حسن اور یہ جوانی تجھ جیسے آدھے جوان اور آدھے بوڑھے کے لیے نہیں ہے۔ تو اپنے بنگلے میں بیوی بچوں کے ساتھ رہے گا۔ جب میں بلاؤں گی تو آجایا کرے گا۔ کاٹیج کے آگے اور پیچھے دو مسلح گارڈز رہا کریں گے۔ تاکہ کوئی پولیس والا اچانک اندر نہ آئے۔"

بے چارہ ایم این اے گوتم ادھیکاری اس رات نہ شراب پی سکا۔ نہ اپنا بستر گرم کر سکا۔ دوسری صبح سیاسی طور پر مصروف رہنے کے لیے چلا گیا۔ نیلماں نے خیال خوانی کے ذریعے الپا سے پوچھا "کیا تم نے پارس اور پورس کے لیے پرابلم پیدا کیے تھے؟"

"ہاں میں نے ڈی جی سکسینہ کو اپنی ایجنٹ سے فون پر یہ اطلاع دلوادی تھی کہ عباس مہدی کے ساتھ دو بہروپیے جوان ہیں۔ وہ فوراً ایکشن لینے والا تھا پھر میں اس کے دماغ میں نہ جا سکی۔ اب بھی بہت مصروف ہوں' تم اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرلو۔"

نیلماں خیال خوانی کے ذریعے ڈی جی سکسینہ کے اندر پہنچی اس کے خیالات نے بتایا کہ عورت کی دی ہوئی اطلاع کہ عباس مہدی کے ساتھ دو بہروپیے ہیں' جھوٹی تھی۔ عباس مہدی کے ساتھ دو بہروپیے نہیں' بلکہ دو جوان سپاہی تھے اور وہ جھوٹی اطلاع دینے والی وہی پریت آتما ہے' جسے تلاش کیا جا رہا ہے۔

نیلماں نے اس کے چور خیالات پڑھے تو معلوم ہوا اس کے ایک جاسوس نے ایک حسینہ کا تعاقب ایم این اے گوتم ادھیکاری کے پرائیوٹ کاٹیج تک کیا تھا اور اب چار جاسوس بڑی رازداری سے وہاں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ یہ شبہ کیا جا رہا ہے کہ اسی حسینہ کے اندر پریت آتما سمائی ہوئی ہے۔

اس بات نے نیلماں کو پریشان کردیا۔ وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر سوچنے لگی پھر اس نے گوتم ادھیکاری سے فون پر کہا "انٹیلی جنس کا ڈی جی دھرم راج سکسینہ مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔ تم چوبیس گھنٹے کے اندر ممبئی سے بہت دور کسی شہر میں اس کا تبادلہ کرادو۔"

ایم این گوتم ادھیکاری نے کہا "وہ انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کا سب سے بڑا افسر ہے۔ اس کے خلاف ایکشن لینے میں بہت وقت لگے گا۔"

"کوئی وقت نہیں لگے گا۔ تم حکمران پارٹی کے ایک اہم لیڈر ہو۔ ابھی فون پر پردھان منتری سے بات کرو اور ڈی جی سکسینہ کے تبادلے کا مطالبہ کرو۔ یہ دھمکی دو کہ مطالبہ فوراً تسلیم نہ کیا گیا تو تم اپنی وفاداری بدل کر اپوزیشن پارٹی میں چلے جاؤ گے۔"

وہ تابع بن چکا تھا۔ اس کے حکم سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے اسی وقت پردھان منتری سے رابطہ کرنے کے بعد ڈی جی سکسینہ کے تبادلے کا مطالبہ کیا۔ نیلماں پردھان منتری کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس نے اسے مطالبے سے انکار نہیں کرنے دیا۔ پردھان منتری نے کہا "میں ابھی حکم دیتا ہوں کہ ایک ٹاپ سیکرٹ کیس کے سلسلے میں ڈی جی سکسینہ کو آج ہی دہلی بھیجا جائے۔ وہ یہاں آجائے گا تو اسے ایک کیس میں الجھا دیا جائے گا۔"

گوتم ادھیکاری نے شکریہ ادا کرکے ریسیور رکھ دیا پھر فون کے ذریعے نیلماں کو یہ خوش خبری سنائی۔ جب کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے خود ہی پردھان منتری کو مطالبہ منظور کرنے پر مائل کرچکی تھی۔ اس نے فون کے ذریعے ڈی جی سکسینہ سے کہا "میں نے تمہیں ایک اہم اطلاع دی تھی۔ عباس مہدی نے ان دو بہروپیوں کی جگہ تمہارے سامنے دو سپاہیوں کو پیش کرکے تمہیں دھوکا دیا ہے۔"

"دھوکا تم دے رہی ہو۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ تم وہی پریت آتما ہو۔ مجھ سے اس لیے دشمنی کررہی ہو کہ میں تمہیں جلد ہی گرفتار کرنے والا ہوں۔"

"پتا نہیں تمہارے جیسے گدھے کو کس نے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کا ڈی جی بنا دیا ہے۔ میں قانون کی مدد کررہی ہوں۔ دو بہروپیے مسلمان دہشت گردوں کو گرفتار کرانا چاہتی ہوں اور تم مجھے پریت آتما کہہ رہے ہو۔"

"تم میرے ہونے والے دو دامادوں کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کرتی جارہی ہو۔ مجھے دو بہروپیوں کی طرف بھٹکا رہی ہو۔ تم نے میرے ایک داماد کو مجبور کرنے کی کوشش کی کہ وہ میری ایک بیٹی کو شادی سے پہلے ماں بنا دے تاکہ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں۔ مگر میرا داماد اتنا نیک اور شریف ہے کہ تمہارے بہکانے کے باوجود اس نے پاپ نہیں کیا۔"

"یہ کیا بکواس کررہے ہو؟"

"بکواس تم کررہی ہو۔ کیا ابھی چند گھنٹے پہلے تم کھاد فیکٹری سے میرے دونوں دامادوں کو ننگا کرکے نہیں لے گئی تھیں؟"

نیلماں نے فون بند کرکے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھا[م لیا]۔ وہ چکرا گئی کہ ڈی جی سکسینہ کے دو دامادوں کو مصیبتوں م[یں مبتلا] کرنے والی دوسری کوئی پریت آتما کہاں سے آگئی ہے؟

اس نے سوچا، پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ دو داما[د کون] ہیں۔ اگر ان دونوں کی آوازیں سن لے گی تو ان کے دماغوں [میں] جاکر کسی دوسری پریت آتما کے بارے میں معلوم کرسکے گی۔

وہ پھر ڈی جی سکسینہ کے دماغ میں آکر اس کے خیالات پڑھ[نے] لگی۔ پتا چلا کہ اس کی دو بیٹیوں مینا اور جینا نے طیارے میں [سفر] کرنے کے دوران میں گنگا داس اور جمنا داس سے دوستی کی [تھی]۔ ممبئی ائرپورٹ پہنچتے ہی اس پریت آتما نے گنگا داس کو اس [کی] محبوبہ جینا سے جدا کردیا تھا۔ جمنا داس کو مینا کے ساتھ جانے دیا [اور] اس کے گھر میں مینا کی عزت لوٹنے پر مجبور کیا لیکن جمنا داس [نے] بہکانے کے باوجود پاپ نہیں کیا۔

نیلماں کو دوسری حیرانی کی یہ بات معلوم ہوئی کہ ادھر دو بہن[یں] مینا اور جمنا ہم شکل ہیں اور ادھر گنگا اور جمنا بھی ہم شکل ہیں۔ [ڈی] جی سکسینہ اور اس کی بیٹیوں نے گنگا اور جمنا کو بہت پسند کیا ہے۔ ان کی شادیاں کرنا چاہتا ہے لیکن ایک پریت آتما دونوں کو [اس] طرح بھٹکا رہی ہے کہ انہیں اپنی ہونے والی دلہنوں کے گھر تک پ[ہنچنا] نصیب نہیں ہورہا ہے۔

مینا اور جینا کے دماغوں میں پہنچ کر بھی یہی باتیں معلو[م] ہوئیں۔ وہ بہنیں بھی گنگا اور جمنا کے بارے میں ایسی کوئی خا[ص] بات نہیں جانتی تھیں، جس سے نیلماں کی معلومات میں اضا[فہ] ہوتا۔ اس نے سوچا میری طرح کوئی ایسی پریت آتما ہے، جو مجھ [سے] بھی زیادہ سنگ دل ہے۔ اس نے ان دونوں کو غلاظتوں کے ڈ[ھیر] میں پہنچا دیا تھا۔

اس نے دماغی طور پر حاضر ہوکر یہ طے کیا کہ پہلے وہ کم[زور] آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے ایم این اے گوتم ادھیکاری [کے] ذریعے کسی اور محفوظ جگہ پہنچے گی۔ موجودہ کاٹیج بھی انٹیلی جن[س] والوں کی نظروں میں آگیا تھا۔ ڈی جی سکسینہ کا تبادلہ ہوگیا۔ [پھر] بھی یہ اندیشہ رہے گا کہ پولیس اور انٹیلی جنس والے کسی وقت [بھی] اس کاٹیج کا گھیراؤ کرسکتے ہیں۔

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ڈی جی سکسینہ نے ریسیور اٹھا کر [کہا] "ہیلو! میں سکسینہ بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "مسٹر سکسینہ! آپ میری آو[از] پہچان رہے ہیں۔ میں دہلی سے وزیر داخلہ بول رہا ہوں۔ ایک بہ[ت] ہی ٹاپ سیکرٹ کیس میں آپ کی ضرورت ہے۔ پردھان منتری [نے] کہا ہے کہ یہ کیس صرف آپ جیسے ذہین افسر کے حوالے کیا جا[نا چاہیے]۔"

وہ خوش ہوکر بولا "یہ آپ کا اور پردھان منتری جی کا بڑا[پن] ہے کہ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں۔"

"آج رات آٹھ بجے کی فلائٹ میں آپ کی سیٹ ریزرو کرادی گئی ہے۔ آپ اپنے اور پرائے سب سے یہی کہیں گے کہ وہاں کے دفتر سے چھٹی لے کر کہیں جارہے ہیں۔ کسی کو ٹاپ سیکرٹ کے بارے میں معلوم نہیں ہونا چاہیے۔ اس وقت شام کے پانچ بج رہے ہیں آپ سفر کی تیاری کریں۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ وہ خوشی سے ریسیور رکھ کر بیٹیوں سے بولا "جانتی ہو۔ دہلی سے فون آیا۔ وزیر داخلہ نے۔"

وہ کہتے کہتے چپ ہوا پھر سوچ کر بولا "مجھے سختی سے کہا گیا ہے کہ میں کسی کو نہ بتاؤں۔ اپنے سائے کو بھی نہیں مگر ایک تو تم میری بیٹیاں بھی ہو اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کی لائسنس ہولڈر جاسوسہ ہو۔ میں ایک راز کی بات بتا رہا ہوں۔ یہ بات اپنے سائے سے بھی نہ کہنا۔"

"ہم سائے سے کیا بولیں گی؟ سایہ تو سنتا بھی نہیں ہے۔"

"ارے وہ کم بخت چڑیل تو سن لے گی۔ تم دونوں اپنے کان میرے پاس لاؤ۔"

"ڈیڈی! آپ کو کیا ہوا ہے۔ کان آپ کے پاس کیسے لائے جاسکتے ہیں۔ ہمیں پورا کا پورا آپ کے پاس آنا ہوگا۔"

"بیٹے! پتا نہیں، میں خوشی کے مارے کیا بول رہا ہوں؟ پردھان منتری جی نے حکم دیا ہے کہ ایک ٹاپ سیکرٹ کیس کو صرف ڈی جی دھرم راج سکسینہ جیسے ذہین اعلیٰ افسر کے حوالے کیا جائے۔ اس کا مطلب سمجھتی ہو؟ اگر میں ٹاپ سیکرٹ کیس کو SOLVE کرلوں گا تو میری ترقی ہوگی۔ اونچا اور اونچا عہدہ ملے گا۔ میری پگار (تنخواہ) شاید ڈبل ہوجائے گی۔"

"ڈیڈی! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپ دہلی کب جارہے ہیں؟"

"بس ابھی ایک اٹیچی میں کپڑے اور ضروری سامان رکھ کر جاؤں گا۔"

وہ تینوں بیڈ روم میں آئے۔ بیٹیاں باپ کا سامان رکھنے لگیں۔ ایک نے کہا "ہم آپ کے ساتھ ائرپورٹ جائیں گی۔"

"ہرگز نہیں۔ کیا اتنی جلدی بھول گئیں، میں ٹاپ سیکرٹ مشن پر جارہا ہوں۔ یہ راز اپنی بیٹیوں کو بھی بتانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لیے میں اکیلا جاؤں گا۔"

وہ تنہا کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور کے ساتھ چلا گیا۔ وہ بنگلے کے اندر آئیں۔ جینا نے کہا "یہ خوشی کی بات ہے، ڈیڈی کامیاب ہوں گے تو ان کی ترقی ہوگی۔"

مینا نے کہا "ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم نے اسکاٹ لینڈ یارڈ سے زبردست ٹریننگ حاصل کی ہے۔ اگر ہم چپ چاپ دہلی جاکر ڈیڈی کے کام آئیں گی تو کامیابی ضروری ہوگی۔"

جینا نے کہا "ڈیڈی نے وعدہ کیا ہے۔ دہلی پہنچ کر اپنا پتا اور فون نمبر بتائیں گے اور ان کا موبائل فون نمبر تو ہمیں معلوم ہی ہے۔"

مینا نے کہا "آہ! ایک آس تھی کہ میرا جمنا اور تمہارا گنگا یہاں کسی وقت بھی لوٹ کر آسکتے ہیں۔ اگر آئیں گے تو ہمارے اس بنگلے کو لاک پائیں گے۔ بے چارے پھر بھٹکنے لگیں گے۔"

"جب فیکٹری سے ان کی آوازیں آرہی تھیں تو شدید بدبو کی وجہ سے نہ میں گئی اور نہ تم گئیں۔ یہ ہم نے اچھا نہیں کیا ہے۔"

"ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ہمیں ان سے اچھا جیون ساتھی کبھی نہیں ملے گا لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے۔ فون کرکے معلوم کرو۔ کل دہلی کے لیے کس وقت کی فلائٹ ہے۔ اپنے لیے سیٹیں ریزرو کرالو۔"

جینا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا چاہتی تھی۔ اس وقت ایک گارڈ نے دروازے پر آکر کہا "بے بی! گیٹ کا باہر دو جوان کھڑا ہے۔ ان میں سے ایک جمنا صاحب ہے مگر دوسرا صاحب بھی جمنا صاحب کا جیسا ہے۔ جیسا آپ دونوں کا صورت ایک جیسا ہے۔ ویسا وہ دونوں بھی ہے۔"

وہ دونوں خوشی سے اچھل کر کھڑی ہوگئیں۔ مینا نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا "انہیں گیٹ کے باہر کیوں روک رکھا ہے۔ اندر آنے دو۔"

"کیسا آنے دے گا بے بی! وہ دونوں ننگا ہے۔"

دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر گارڈ سے پوچھا "کیا؟ کیا بالکل....."

"بالکل نہیں..... بے بی! وہ جیسا ہمارا بھارت دیس کا عورت لوگ فیلم میں لنگوٹ پہن کے ڈانس کرتا ہے نا، وہ دونوں ویسا ہی لنگوٹ پہن کے ہے۔"

وہ دونوں دوڑتی ہوئی بنگلے سے باہر آئیں پھر احاطے سے گزرتی ہوئی بڑے آہنی گیٹ کے پاس پہنچیں۔ وہ دونوں صرف انڈرویئر پہنے ہوئے تھے۔ سر سے پیر تک یوں بھیگے ہوئے تھے جیسے خوب نہایا ہو۔ ان کے جسموں سے لگا پرفیوم دور تک مہک رہا تھا۔

وہ دونوں آگے بڑھ کر اپنے اپنے محبوب سے لپٹ گئیں۔ ان کے عاشق ننگے آئے تھے تو کیا ہوا؟ آخر لوٹ آئے تھے۔

○☆○

ایک ماں کے جنازے کو کاندھا دیتے وقت علی کو محسوس ہوا جیسے وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا بوجھ اٹھا کر لے جارہا ہو۔ ایسے وقت سب کلمۂ شہادت پڑھ رہے تھے۔ علی نے ہونٹوں کو بھینچ رکھا تھا۔ وہ تو بچپن سے کلمے پڑھتا آرہا تھا اور مرتے دم تک پڑھتا رہے گا لیکن ایک مجرم ماں کا جنازہ لے جاتے وقت کلمے کی پاکیزگی زبان پر اور ہونٹوں پر نہیں آرہی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ جنازہ اسے ایسا بوجھ لگ رہا تھا جیسے وہ ماں

کے تمام اعمال کا طوق گردن میں اور پیروں میں بیڑیاں پہن کر قدم قدم زخمی ہوتا جارہا ہے۔

اسے آمنہ کی آواز سنائی دی "علی! کس کا جنازہ لے جارہے ہو؟"

"ماما! آپ جانتی ہیں۔"

"میں تمہارے دماغ سے سننا چاہتی ہوں۔"

وہ بولا "ماں کا جنازہ لے جارہا ہوں۔"

"میں ابھی زندہ ہوں پھر یہ ماں کا جنازہ کیسے ہوگیا؟"

"ہاں صدمے کی شدت سے بھول گیا تھا کہ میری ماں، میری ماما زندہ ہیں۔ میں تو ایک ایسی عورت کی میت لے جارہا ہوں، جس نے میرے بابا جانی علی اسد اللہ کے بیٹے کو نو ماہ کوکھ میں رکھنے کا جرم کیا ہے۔"

"تم اس کے پیٹ پر ہی نہیں، دل اور دماغ پر بھی بوجھ تھے۔"

"آپ بجا فرماتی ہیں۔ پہلے میں اس کے پیٹ پر اور دل و دماغ پر بوجھ تھا۔ آج میں اس کے دودھ کا بوجھ کاندھے پر لیے جارہا ہوں۔"

"بیٹے! میں ماں ہوں تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گی۔ شام کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

"خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ یہاں آکر مجھے دوبارہ جنم دینے والی ہیں۔ میں دکھ بھول رہا ہوں ماما! آپ کی آمد یہ ثابت کررہی ہے کہ میں صرف ایک ماں کو دفن کروں گا۔ اس کی ممتا نہ کبھی مرے گی، نہ کبھی دفن ہوگی۔ وہ ساری کی ساری ممتا تو آپ سے ملتی رہی ہے اور ملتی رہے گی۔"

"جاؤ اور اس بدنصیب عورت کی آخری رسومات ادا کرکے آؤ۔ میں تمہیں اور مہروز کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ آج مجھے مہروز جیسی ایک بیٹی بھی ملے گی۔"

"کیا بابا جانی نے میری بہن کو قبول کیا ہے؟"

"ہاں آئندہ وہ بابا صاحب کے ادارے میں رہے گی۔ طلاق کے بعد عورت نامحرم ہوجاتی ہے۔ اسی لیے جناب تبریزی وہاں نہیں آئے۔ انہوں نے کہا ہے، تم کم از کم چالیس دنوں تک ان کے ساتھ ادارے میں رہو گے اور فہمی میرے ساتھ رہا کرے گی۔ وہ کہاں ہے؟"

"مہروز اسی ماں کی وجہ سے ذہنی اذیتوں میں مبتلا ہے۔ فہمی اس کے دماغ میں رہ کر اذیتوں کو کم کرنے کی کوششیں کررہی ہے۔"

"اچھا بیٹے! تم تدفین کے بعد آؤ۔ میں مہروز کے پاس جارہی ہوں۔ افغانستان میں مجاہدین کے جتنے کمانڈر مختلف علاقوں میں ہیں، ان سب کو اطلاع دی گئی ہے کہ میں فرح کے علاقے میں پہنچنے والی ہوں لیکن میری آمد پر کسی طرح کا بھی حفاظتی انتظام نہ کیا جائے۔"

فہمی خیال خوانی کے ذریعے مہروز کے پاس تھی۔ آمنہ نے آکر کہا "کل رات سے جاگ رہی ہو۔ اپنے کمرے میں جاؤ اور آرام سے لیٹی رہو۔ نیند آئے گی۔ ضرور سوجانا۔"

فہمی بابا صاحب کے ادارے میں تھی۔ مہروز کے دماغ میں جانے سے پہلے بولی "مہروز ادب سے بیٹھو۔ تمہارے بھائی علی کو دودھ پلانے والی ماں محترمہ آمنہ خاتون زوجہ فرہاد علی تیمور تمہارے پاس آئی ہیں۔"

مہروز سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ سر پر آنچل رکھ لیا پھر کہا "آداب ماما!"

یہ کہتے ہی وہ رونے لگی۔ آمنہ نے کہا "ماں سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔ تم رو رہی ہو؟"

"اس بات سے دل بھر آیا ہے کہ زندگی میں پہلی بار اتنے ادب سے سر پر آنچل رکھ کر آپ کو ماں کہہ کر مخاطب کررہی ہوں۔ اب سے پہلے مجھے یہ تہذیب اور محبتیں نہیں ملیں۔"

"اب ملتی رہا کریں گی۔ میں ابھی آرہی ہوں۔ تم میرے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں رہا کرو گی۔"

وہ خوش ہو کر اپنے آنسو پونچھتی ہوئی بولی "آپ آئیں گی، میں آپ کو دیکھوں گی۔ اللہ! پہلی بار دیکھوں گی کہ ماں آپ جیسی ہوتی ہیں۔"

"بیٹی! ابھی ہم سوچ کے ذریعے گفتگو کررہی ہیں۔ اس لیے کوئی نہیں سن رہا ہے۔"

"ماما! اس مہمان خانے کے اندر کوئی سننے والا نہیں ہے۔ میں زبان سے بھی بول سکتی ہوں۔"

"نہیں بیٹی! ایک لفظ بھی زبان سے ادا نہ کرنا۔ تمہارے گلے میں جو لاکٹ ہے، وہ چاروں طرف سے بند ہے۔ تم سمجھتی آرہی ہو کہ اس کی بناوٹ ایسی ہی ہے لیکن اس کے اندر نہایت ہی باریک پرزے اور آلات ہیں۔ یہ جدید طرز کا ڈیٹکٹیو مائیک ہے۔ تمہارے آس پاس ہونے والی باتوں کو پچاس کلو میٹر کے فاصلے تک پہنچاتا ہے۔ اس فاصلے کے اندر کچھ لوگ مختلف جگہ ہیں۔ تم سے مخاطب ہونے والوں کی باتیں سن کر معلومات حاصل کررہے ہیں کہ یہاں کیا ہورہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔"

"یا خدا! میں جرائم کی دنیا سے نکل آنے کے باوجود لاعلمی میں ان سے منسلک ہوں۔ میں ابھی اسے اتار کر پھینک دیتی ہوں۔"

"اسے نہ پھینکنا۔ پہنے رہو۔ بابا صاحب کے ادارے کے ماہرین اس نئی ایجاد کو کھول کر دیکھیں گے پھر ایسے کتنے ہی ڈیٹکٹیو آلات بنا ڈالیں گے۔"

"لیکن اس وقت تک وہ دشمن بہت سی معلومات حاصل کرچکے ہوں گے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہمیں مخالفین سے نمٹنا آتا ہے۔"

"آپ یہاں کب تک آئیں گی؟"

"میں بابا صاحب کے ادارے کے ہیلی کاپٹر میں سفر کررہی ہوں۔ ایک گھنٹے میں اپنے بیٹے بیٹی کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ اب تم اپنی زبان سے ماما آمنہ کہہ کر مخاطب کرو۔ حیران ہو کر اور خوش ہو کر پوچھو کیا میں ہیلی کاپٹر میں آرہی ہوں؟"

مہروز نے اس کی ہدایت کے مطابق یہ بات پوچھی پھر خاموش ہوگئی۔ آمنہ نے کہا "اب پوچھو میرا ہیلی کاپٹر کہاں اتارا جائے گا۔"

مہروز نے یہی بات پوچھی۔ آمنہ نے کہا "اب بولو کہ اچھا آپ فرح میں مجاہدین کے کیمپ سے چھ کلو میٹر دور ایک میدان میں اتریں گی۔ وہاں ایک گاڑی پہلے سے موجود رہے گی آپ اس گاڑی میں اپنے بیٹے علی سے ملنے آئیں گی۔"

مہروز نے اس کی باتوں کو زبان سے دہرایا پھر کہا "اچھا آپ میرے دماغ سے جارہی ہیں۔ یہاں کب تک پہنچیں گی۔"

پھر ایک ذرا وقفے سے کہا "اچھا ٹھیک ہے ایک گھنٹے میں.... مجھے بہت خوشی ہورہی ہے۔ میں بے چینی سے آپ کا انتظار کرتی رہوں گی۔"

پھر وہ سوچ کے ذریعے بولی "ماما! آپ نے دشمنوں کو اپنے یہاں آنے کی اطلاع کیوں دی ہے پھر وقت اور جگہ بھی بتا دی ہے۔"

"مخالفین کے ساتھ کھیلنے میں مزہ آتا ہے۔ تم بھی یہ کھیل تماشا دیکھو گی۔ اچھا اب میں علی کے پاس جارہی ہوں۔"

تدفین ہوچکی تھی۔ اس آخری رسومات میں کئی مجاہدین اور کمانڈر موجود تھے۔ آمنہ نے اس سے کہا "بیٹے! تم یہاں کا فرض ادا کرچکے ہو۔ کمانڈر سے ایک گاڑی اور گن لے کر تنہا جاؤ۔ جہاں جانا ہے، میں وہاں تک تمہاری رہنمائی کروں گی۔"

علی نے کمانڈر سے کہا "مجھے ایک گاڑی، ریوالور اور کارتوس کی ضرورت ہے۔ میں ایک ضروری کام سے بالکل تنہا جاؤں گا۔"

"برخوردار! یہاں سب کچھ تمہارا ہے۔ جو چاہو لے جاؤ مگر تنہا جاؤ گے، ہمارا دل نہیں مانتا۔"

"آپ تو سمجھتے ہیں۔ میں تنہا رہ کر بھی تنہا نہیں رہتا ہوں۔ کتنے ہی خیال خوانی کرنے والے میرے اندر موجود رہتے ہیں۔"

"سبحان اللہ! تم باکمال خاندان کے فرزند ہو۔ میری گاڑی لے جاؤ۔ اس میں ہتھیار اور کارتوس وغیرہ سب کچھ ہے۔ میں مجاہدین کے ساتھ تمہاری والدہ محترمہ کا یہاں انتظار کروں گا۔"

علی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا۔ آمنہ نے اسے اس لاکٹ کے بارے میں بتایا، جسے مہروز نے پہن رکھا تھا پھر کہا "تمہارے مخالفین دو گروہ میں دو مختلف مقامات پر ہیں لیکن لاکٹ ڈیٹکٹیو آلے کی رینج کے مطابق دونوں گروہ پچاس کلو میٹر کے اندر ہی ہیں۔ تم شمال کی طرف جارہے ہو۔ سنگ میل پڑھتے جاؤ۔ پانچ کلو میٹر سے کچھ آگے جا کر گاڑی کو سڑک سے اتار کر کہیں چھپا دو پھر پیدل آگے بڑھو۔"

"ماما! آپ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مخالفین کی آواز اور لب و لہجہ سنے بغیر ان کے پاس پہنچ کر تمام معلومات حاصل کرکے آئی ہیں۔ کیا آپ انہیں نیست و نابود نہیں کرسکتی تھیں۔"

"میں بہت کچھ کرسکتی ہوں۔ ابھی میں نے نئی طرز کے ڈیٹکٹیو لاکٹ کے بارے میں بتایا ہے۔ اسی طرح مخالفین کے پاس نئی طرز کے دو ڈیٹکٹیو ریسیور ہیں۔ تم انہیں صحیح سلامت لاؤ گے۔ یہ نئی ایجاد ہے۔ ہم اسے اپنے ادارے میں پہنچائیں گے۔"

علی نے پانچ کلو میٹر سے ذرا آگے جا کر گاڑی کو سڑک سے اتار کر اسے ایک ٹیلے کے پیچھے چھپا دیا۔ گاڑی کے اندر سے ایک پستول اور اضافی میگزین لے کر پتھروں اور چٹانوں کے پیچھے چھپتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے بولا "ماما! نصف کلو میٹر آگے وہی میدانی علاقہ ہے، جہاں آپ کا ہیلی کاپٹر اترنے والا ہے۔"

"ہاں اور میں نے مہروز اور لاکٹ کے ذریعے مخالفین تک یہ اطلاع پہنچائی ہے۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کو تباہ کرنے اور مجھے ہلاک کرنے یہاں آئیں گے۔ تم صحیح سمت جارہے ہو۔ مخالفین بھی تمہاری طرح بڑے بڑے پتھروں، چٹانوں اور پہاڑی ٹیلوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔"

علی نے پوچھا "ہیلی کاپٹر کو تباہ کرنے کے لیے ان کے پاس راکٹ لانچر ہوں گے۔"

"سامنے پہاڑی کو دیکھو۔ اس کی بلندی پر ایک بڑی چٹان کے پیچھے چار افراد ایک راکٹ لانچر لیے بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک ان کا لیڈر ہے۔ اس کی جیب میں وہی ریسیور ہے، جسے تم حاصل کرو گے۔"

"ماما! میرا ذہن نہیں مانتا کہ آپ ہیلی کاپٹر سے آرہی ہیں۔"

"درست کہہ رہے ہو۔ میں ایران کے راستے آرہی ہوں۔ افغانستان کے بارڈر پر ہیلی کاپٹر سے اتر جاؤں گی پھر ایک کار کے ذریعے فرح پہنچ جاؤں گی۔"

"بات سمجھ میں آگئی۔ آپ کسی دشمن کے ہیلی کاپٹر کو یہاں اتارنے والی ہیں اور مجھے راکٹ لانچر چلانے والوں کو روکنا نہیں چاہیے۔ انہیں آپس میں تباہ و برباد ہونے کا تماشا دیکھنا چاہیے۔"

"ہاں جب ہیلی کاپٹر تباہ ہوجائے تب ان پر تم حملے کرو۔ لیڈر کو فرار نہ ہونے دینا۔ ریسیور ضرور حاصل کرنا ہے۔"

وہ پہاڑی کے اطراف ایک لمبا چکر کاٹ کر پچھلے حصے میں آیا۔ دن کے آخری اجالے میں چار افراد راکٹ لانچر کے ساتھ نظر آرہے تھے۔ پہاڑی زیادہ اونچی نہیں تھی۔ ضرورت کے وقت علی دوڑتا ہوا پانچ منٹ میں اس بلندی تک پہنچ سکتا تھا۔ ابھی پہاڑی پر چڑھنا چاہتا تو چھوٹے بڑے پتھر اس کے قدموں تلے آکر نیچے لڑھکتے جاتے اور دشمن آواز سن کر اسے پیچھے آتا ہوا دیکھ لیتے۔

آمنہ نے جو وقت مقرر کیا تھا ٹھیک اسی وقت دور سے آتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آیا۔ اس کا پائلٹ آمنہ کے کنٹرول میں تھا۔ وہ کھلے میدان میں اسے اتارنے لگا۔ پہاڑی کی بلندی پر کھڑے ہوئے ایک شخص نے بھاری بھرکم لانچر کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھا۔ ہیلی کاپٹر کا گردش کرتا ہوا پنکھا رکنے لگا تو اس نے لانچر سے ایک راکٹ پھینکا۔ نشانہ خطا ہوگیا۔ اس نے دوسرا راکٹ پھینکا۔ اس بار زوردار دھماکا ہوا۔ دھماکے کی آواز ایسی گونجتی ہوئی تھی کہ علی تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ اس کے قدموں کے نیچے آنے والے پتھر پستی کی طرف گرنے لگے تو اس کی آواز دھماکے سے چیتھڑے ہونے والے ہیلی کاپٹر کی آوازوں میں دب گئی۔

علی نے قریب پہنچتے ہی تڑاتڑ فائرنگ کی۔ دو افراد ہلاک ہوکر پہاڑی سے گرنے لگے۔ تیسرے نے پلٹ کر علی کا نشانہ لینا چاہا پھر خود ہی نشانہ بن گیا۔ چوتھا بھاگتے بھاگتے رک گیا۔ آمنہ نے اسے روک دیا تھا۔ اس نے اپنی ایک انگلی سے انگوٹھی نکال کر ایک پتھر پر رکھتے ہوئے کہا "اسی انگوٹھی میں وہ ریسیور چھپا ہوا ہے۔ اب مجھے فوراً گولی ماردو۔"

علی نے اسے گولی ماردی۔ پتھر کے پاس آکر انگوٹھی کو اٹھایا۔ آمنہ نے کہا "یہی ریسیور ہے۔ تم فوراً واپس جاؤ۔"

"دوسرے مخالفین کو چھوڑدیا جائے؟"

"کسی بھی ملک کے خلاف سازشیں کرنے والے قابلِ معافی نہیں ہوتے۔"

دور سے گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آمنہ نے کہا "ثانی انہیں جہنم میں پہنچارہی ہے۔ تم جاؤ۔"

علی پہاڑی سے اتر کر دوڑتا ہوا کمانڈر کی گاڑی کے پاس آیا۔ دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا پھر وہاں سے واپس آنے لگا۔ جب وہ مہمان خانے کے قریب پہنچا تو آمنہ ایک کار میں آرہی تھی۔ کمانڈر اور مجاہدین نے بڑی عزت اور احترام سے آمنہ کا استقبال کیا پھر کمانڈر نے کہا "جب یہ معلوم ہوا کہ ہیلی کاپٹر کو تباہ کردیا گیا ہے تو ہماری جان ہی نکل گئی تھی لیکن آپ سب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا جواب نہیں ہے۔ دشمنوں کو خوب بے وقوف بنایا ہے۔"

علی نے کہا "کوئی دشمن زندہ نہیں رہا ہے۔ جو ہیلی کاپٹر تباہ ہوا' وہ بھی دشمنوں کا تھا۔"

کمانڈر نے کہا "زندہ باد فرہاد صاحب اور زندہ باد آپ کے خاندان کا بچہ بچہ۔ اب ہم اپنا ہمشیرہ سے درخواست کرتا ہے۔ ہمارا کیمپ میں چلو اور ہم کو میزبانی کرنے دو۔"

آمنہ نے کہا "ہم آپ کو پھر کبھی میزبانی کا موقع دیں گے لیکن ابھی ہم دوسری جگہ بہت مصروف رہیں گے' ویسے ہماری ایک درخواست آپ قبول کریں۔"

"ہمشیرہ! جان حاضر ہے۔ درخواست نہیں' حکم کرو۔"

"ہم بہت تھکے ہوئے ہیں۔ آرام سے واپس جانا چاہتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے اپنی اور ایران کی کشیدگی کو بھول جائیں تو ایرانی ہیلی کاپٹر ہمیں لینے کے لیے پانچ منٹ میں آجائے گا وہ قریب ہی بارڈر لائن کے پاس ہے۔"

کمانڈر نے کہا "آپ کا خاطر ہم اختلافات کو بھول گیا۔ آپ ان کو بولو' ادھر ہیلی کاپٹر لے کر آئے۔"

آمنہ نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا۔ ہیلی کاپٹر وہاں آگیا۔ علی نے کمانڈر اور مجاہدین سے مصافحہ کیا پھر آمنہ اور مہروز کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگیا۔ آمنہ نے کمانڈر کے دماغ میں کہا "یہاں کے تمام اسلامی ممالک ایک دوسرے سے کسی نہ کسی معاملے میں اختلافات رکھتے ہیں۔ جب تک اختلافات دور نہ ہوں' تب تک ایسا نہیں ہوسکتا کہ امریکا' اسرائیل اور دوسرے دشمن یورپی ممالک سے طرح طرح کی امداد لینے کے بجائے مسلم ممالک ایک دوسرے کو امداد بھی پہنچاتے رہیں اور مذاکرات کی میز پر اپنے اختلافات ختم کرنے کی کوششیں بھی کرتے رہے۔ ہم بابا صاحب کے ادارے والے صرف آپ کو نہیں تمام اسلامی ممالک کے سربراہوں کو یہی مشورہ دیتے رہتے ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مسلمانوں کو کب متحد رہنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔"

آمنہ مختصر سا مشورہ دے کر خاموش ہوگئی۔ ہیلی کاپٹر فضا کی بلندی پر پرواز کرتا ہوا جانے لگا۔

O☆O

یہ بات تمام دشمن جانتے تھے کہ پیرس کی ایک خوب صورت وسیع و عریض جھیل کے کنارے بیس کاٹیج بابا صاحب کے ادارے کی ملکیت ہیں' جہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے اور ادارے کے دیگر اہم افراد آکر رہا کرتے تھے۔ دوسرے کئی کاٹیج دوسروں کی ملکیت بھی تھے اور کرائے پر بھی دیے جاتے تھے۔ گویا وہ ایک کھلی جگہ تھی۔ کسی کے لیے وہ ممنوعہ علاقہ نہیں تھا۔ ایسے میں دشمن آسانی سے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر یا ادارے کے دیگر ماہرین پر ہماری لاعلمی پر حملے کرسکتے تھے۔

لیکن ایسا ایک آدھ بار ہوا تھا پھر مخالفین کی سمجھ میں آگیا تھا کہ ہم ان کاٹیجوں میں گہری نیند سونے کے باوجود محتاط رہتے ہیں۔ ہم اور ادارے کے دوسرے ماہرین سب ہی دماغوں کو ہدایات دے کر سونے کے عادی تھے۔ کوئی بھی غیر ضروری شخص کاٹیج کے احاطے کے باہر گیٹ کو ہاتھ بھی لگاتا تھا تو ہماری آنکھیں کھل جاتی تھیں۔

اس کے علاوہ دیگر ماہرین کے لیے خودکار حفاظتی انتظامات تھے۔ ایسے الیکٹرونک آلات تھے' جو بن بلائے مہمانوں کو اندر آنے سے روکتے تھے۔ ان ماہرین کی حفاظت کے لیے مسلح گارڈز بھی رہا کرتے تھے۔

ہمارے کاٹیج کے چاروں طرف متحرک وڈیو کیمرے خفیہ طور پر

نصب کیے گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ دائیں بائیں گھومتے رہتے تھے۔ ان کے ذریعے ہم ٹی وی اسکرین پر ان تمام افراد کو دیکھتے تھے' جو جھیل کی سیر کے لیے آیا کرتے تھے۔ ان میں چھپے ہوئے دشمن ہماری تاک میں ہوتے اور خطرناک نگاہوں سے کاٹیجوں کو دیکھتے تو ہم ٹی وی کے ذریعے لوگوں کی آوازیں سن کر کسی کو آلۂ کار بنا کر تاک میں رہنے والوں کے دماغوں میں پہنچ جایا کرتے تھے۔

میں کچھ دنوں سے سونیا کے ساتھ ایک کاٹیج میں تھا۔ جناب تبریزی نے کہا "ہم صرف دشمنانِ اسلام کو منہ توڑ جواب دیتے رہیں گے تو بات نہیں بنے گی۔ ہمارے تمام دشمن برسوں سے صرف ہمارے بابا صاحب کے ادارے کو طاقت ور مانتے ہیں اور پچھلی سازشوں کے نتیجے میں ہمارے ادارے کو تباہ کرنے کے زعم میں ایک دوسرے کے ملکوں میں تباہی لے آئے تو اب ہمارے ادارے کو ایک مضبوط قلعہ تسلیم کرلیا ہے۔

لیکن ہمیں صرف اپنی طاقت کا لوہا' نہیں منوانا ہے بلکہ کئی اسلامی ممالک کو مخالفین کی سیاسی چال بازیوں سے محفوظ رکھنا ہے۔"

میں نے کہا "جناب! بیشتر ممالک کے سربراہ اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے امریکا اور روس کے زیرِ اثر رہتے ہیں۔ ایسے حکمرانوں کی حکومتیں قائم رہتی ہیں۔ سپرپاور کہلانے والے ممالک بادشاہوں کی سرزمین پر دہشت گردی اور سیاسی سازشیں نہیں ہونے دیتے۔"

سونیا نے کہا "اور جو اسلامی ممالک پوری طرح سپرپاور کے زیرِ اثر نہیں آتے یا انہیں گھاس ہی نہیں ڈالتے' وہاں عالمی سازشوں کے ذریعے دہشت گردی کرائی جاتی ہے۔ امن وامان کو تباہ کرکے ان اسلامی ممالک کو ترقی کی سمت جانے سے روکا جاتا ہے۔"

جناب تبریزی نے کہا "جو سپرپاورز کے سائے میں بادشاہت بنے ہوئے ہیں' انہیں فی الحال نظرانداز کرو۔ جن اسلامی ممالک پر سپرپاورز کا عتاب نازل ہوتا رہتا ہے' ان ممالک میں [illegible]۔ خود کو بابا صاحب کے ادارے کا نمائندہ کہو۔ پہلے تم دونوں دو [illegible] ممالک میں جاؤ۔ انہیں یقین دلاؤ کہ ہمارا ادارہ ان کی پشت پر ہے۔ مخالف ممالک کی سازشیں ناکام بنادی جائیں گی۔ انہیں مالی امداد اور فوجی سازوسامان بھی دیا جائے گا۔"

"ہم کل صبح ہی روانہ ہوجائیں گے۔ یہ تدبیر آزما کر دیکھیں گے۔ پہلے دو اسلامی ملک ہمارے دوستانہ عمل سے ایران اور لیبیا کی طرح سپرپاورز کو ٹھکرادیں گے یا نہیں؟"

"یہ ہمارا ایمان ہے کہ ہم دونوں کو اپنے طور پر بھرپور کوششیں کرنی چاہئیں۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور بہتر کرتا ہے۔ اگر ہمیں ناکامی ہوگی تو اس میں بھی مصلحتِ خداوندی ہوگی۔"

جناب تبریزی چلے گئے۔ میں نے سونیا سے پوچھا "کیا خیال ہے؟ کن ممالک کی طرف جانا چاہیے؟"

وہ بولی "دیسے تو کہیں سے بھی پہل کی جاسکتی ہے لیکن اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہیے۔ امریکا نے ایک بالشت بھر کے ملک اسرائیل کو اسلامی ممالک کے خلاف ایٹمی قوت بنا کر رکھا ہے۔ ہمیں اسرائیل کے اطراف والے اسلامی ممالک میں جانا چاہیے۔"

میں نے کہا "اسرائیل کے شمال میں لبنان' شمال مشرق میں شام اور مشرق میں اردن ہے۔"

"لبنان' اسرائیل کے سرپر ہے۔ میں سرپر سوار رہنے کے لیے جاؤں گی۔ تم بولو؟"

"تم سے دور نہیں جانا ہے۔ لبنان کے پڑوسی ملک شام میں رہوں گا۔"

"میں تنہا جاؤں گی تو دشمن جلد ہی سراغ لگالیں گے کہ میں سونیا ہوں۔ جسٹ اے منٹ۔"

اس نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "لبنان میں ہمارے ادارے کا ایسا کوئی جاسوس ہے' جو وہاں فیملی لائف گزار رہا ہو۔ ملک شام کے اپنے سراغ رسانوں کے مطابق بھی بتائیں۔"

خلیل بن مکرم نے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر لبنان میں موجود سراغ رسانوں کی شارٹ ہسٹری نے بتایا۔ وہاں دو جاسوس ہیں۔ ایک اپنی جوان بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ دوسرے کی ایک موٹی صحت مند بیوی اور چار بچے ہیں۔ جس کی ایک جوان بیوی ہے' اس کا نام جمشید اور بیوی کا نام حسنہ ہے۔

ملک شام میں ادارے کے تین جاسوس تھے۔ وہ تینوں وہاں کے شہریوں کی حیثیت سے فیملی لائف گزار رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام جلال فارسی تھا۔ اس کی بیوی بھی ہمارے ادارے کی جاسوسہ تھی۔ اس نے چار ماہ پہلے جلال کی شریک حیات بن کر وہاں کی شہریت حاصل کی تھی۔ اس کا نام صفیہ تھا۔ تین ماہ بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ جلال فارسی کو پیرس بلا کر اس کا علاج کرایا جائے کیونکہ اس کا ایک گردہ ناکارہ ہورہا تھا۔

اس فیصلے کے مطابق وہ پیرس کے ایک اسپتال میں تھا۔ میں نے انچارج خلیل بن مکرم سے کہا "مجھے جلال فارسی کے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات دیے جائیں۔"

سونیا نے کہا "لبنان سے جمشید کی بیوی حسنہ کو کل شام تک ادارے میں آنے کے لیے کہا جائے۔ میں اس کے پاسپورٹ اور کاغذات لے کر جاؤں گی۔ آپ فرہاد کے لیے جلال فارسی کی تصویر اور میرے لیے حسنہ کی تصویروں کے ساتھ ادارے کے میک اپ مین کو ابھی ہمارے پاس بھیج دیں۔"

بابا صاحب کے ادارے میں تدابیر اور منصوبوں پر تیز رفتار

مشینوں کی طرح عمل کیا جاتا تھا۔ چونکہ جلال فارسی پیرس میں تھا۔ اس لیے اس کا پاسپورٹ ' ملک شام کی شہریت کے اور دوسرے اہم کاغذات میرے پاس پہنچ گئے۔ میں اس رات اس کے دستخط اور عربی طرز تحریر کی نقل کرنے کی مشق کرتا رہا۔

فیکس کے ذریعے سونیا کے پاس بھی حسنہ کے دستخط اور طرز تحریر پہنچ گئی۔ رات دس بجے تک میک اپ مین آگیا۔ میں نے جلال فارسی اور سونیا نے حسنہ کے دماغ میں پہنچ کران کی آوازوں ' لب و لہجوں ' ان کی عادات اور ان کی سوسائٹی کے خاص دوستوں کے نام معلوم کیے۔ ویسے وہاں مجھے صفیہ گائیڈ کرنے والی تھی اور لبنان میں جمشید سونیا کی راہنمائی کرنے والا تھا۔

سونیا کو حسنہ کی آمد کا انتظار تھا۔ میرے لیے دوسرے دن ایک بجے ایک طیارے میں سیٹ ریزرو کرا دی گئی تھی۔ میری روانگی سے چار گھنٹے قبل دوسرے کاٹیج میں ہمارے دو سراغ رساں ٹی وی پر توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ سیر و تفریح کرنے والوں کے درمیان ہمارے دشمن ہماری تاک میں ہو سکتے تھے۔

ایک سراغ رساں نے خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے کہا "سر ! برگر اینڈ بار اوپن ریستوران کی پہلی منزل میں ایک شخص کئی بار کھڑکی کے پاس آکر آپ کے کاٹیج کو دیکھتا رہا۔ میں نے اس ریستوران کے ویٹر کے ذریعے اس کی آواز سنی پھر اپنے ساتھی کے ساتھ پہلی منزل پر گیا۔ ہمارا خیال تھا کہ میں اس کے دماغ میں جاؤں گا اور وہ محسوس کر کے خطرے کو بھانپتے ہوئے بھاگنا چاہے گا تو ہم اسے گولی مار دیں گے لیکن میں اس کے دماغ میں پہنچ چکا ہوں۔ آپ حکم دیں ' اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

میں نے کہا "اسے زندہ رہنے دو۔ میں یہاں سے ساڑھے آٹھ بجے ائرپورٹ جاؤں گا۔ ایسے وقت تم اسے غائب دماغ رکھو۔ میرے جانے کے بعد دماغ کو آزادی دو۔ یہ تاثر دو کہ اس نے صبح بہت زیادہ پی لی تھی۔"

"یس سر! میں یہی کروں گا۔"

"دوسرے دن تمہاری میڈم سونیا کاٹیج سے جائیں گی۔ اس وقت بھی اسے غائب دماغ رکھنا۔ پھر چھوڑ دینا۔ اس کے بعد وہ دن رات کھڑکی سے ہمارے کاٹیج کو دیکھتا رہے گا۔"

میری روانگی کے وقت اس نے یہی کیا۔ اس دشمن کو پہلے ہی بہت زیادہ پلا دی۔ حکومت فرانس سے اب ہماری پہلے جیسی دوستی نہیں تھی۔ وہاں کے اکابرین ہم سے خوف زدہ رہ کر ہم سے دوستانہ رویہ اختیار کرتے تھے۔ در پردہ بدترین دشمن تھے۔

جیسا کہ ماضی میں بیان کر چکا ہوں ' انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کو اپنی تحویل میں لینا چاہا تھا پھر دیوی شی تارا کے ذریعے فرانس میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے تھے اور پچھلی بار ہمارے ادارے کو نیست و نابود کرنے کے لیے امریکا اور روس کی سازشوں میں شریک رہے تھے۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے ناقابل تلافی نقصان اٹھایا تھا۔

ہمارے کاٹیج کے قریب جو دشمن ہماری تاک میں تھا۔ وہ بھی فرانسیسی جاسوس تھا۔ میری روانگی کے بعد سونیا نے فرانس کی فوج کے سب سے اعلیٰ افسر کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "میڈم ! تم کون ہو؟"

وہ بولی "تم موت کو میڈم کہہ رہے ہو۔ تمہارے ہیڈ کوارٹر کے دو سو جوان اور کئی افسران مارے گئے۔ وہاں کا اسلحہ ڈپو تباہ ہو گیا۔ ایٹمی پلانٹ زمین بوس ہو گیا۔ امریکا تو چند ماہ میں سنبھل جائے گا۔ تمہارے ملک کو طاقت ور بننے میں کتنے برس لگیں گے۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود شیطانی حرکتوں سے باز نہیں آرہے ہو؟"

وہ بولا "آپ شاید آمنہ خاتون ہیں۔ آپ میرے خیالات پڑھ کر معلوم کر لیں۔ اب ہم آپ سے دشمنی مول لینا نہیں چاہتے ہیں۔"

"میں تمہارے نہ سہی ' دوسرے فوجی اور سول افسران کے خیالات پڑھنے کے بعد ہی ' اس ملک پر ایک اور زبردست تباہی لانے سے پہلے سمجھا رہی ہوں۔ اپنے سراغ رساں کتوں کو باندھ کر رکھو۔ وہ ہمارے ادارے اور ہمارے کسی بھی فرد کے خلاف جاسوسی کر رہے ہوں تو انہیں آج شام تک واپس بلالو ورنہ کچھ کہوں گی نہیں ' کر دکھاؤں گی۔"

سونیا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ وہ اسے آمنہ اس لیے سمجھ رہا تھا کہ سونیا کے خیال خوانی کرنے کی بات ابھی تک کسی دشمن کو معلوم نہیں ہوئی تھی۔

ایک گھنٹے بعد سراغ رساں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے کہا "میڈم ! وہ آپ کے کاٹیج کی تاک میں رہنے والا دشمن واپس جا رہا ہے۔ کیا اسے جانے دیا جائے؟"

"ہاں جانے دو۔ فرانس کی آرمی انٹیلی جنس اور سول انٹیلی جنس کے افسران کے دماغوں میں جاتے آتے رہو۔ اگر وہ پھر کوئی حماقت کریں تو ان کے شعبوں کو کھنڈر بنا دینا۔"

سونیا نے ادارے کے دو سراغ رسانوں سے کہا "تم سب امریکا ' روس ' کینیڈا اور جرمنی کے سراغ رسانوں کی خبر رکھو۔ ان میں سے کچھ یہاں فرانس میں ہو سکتے ہیں۔ ہمیں ایک ہی نہیں ہر پہلو پر نظر رکھنی چاہیے۔"

سونیا کو میری فکر تھی۔ میں تنہا گیا تھا۔ اس نے خود ہی امریکی روسی اور جرمنی کی آرمی انٹیلی جنس اور سول انٹیلی جنس کے افسران کے خیالات پڑھے۔ صرف آدھے گھنٹے میں یہ معلوم ہوا کہ ان ممالک کے کئی سراغ رساں پیرس میں اس لیے موجود ہیں کہ وہاں سے شاید بابا صاحب کے ادارے کی کمزوری جاننے کا موقع مل سکے گا پھر اس ادارے کے تمام افراد پیرس ائرپورٹ سے دوسرے ممالک کی طرف جاتے تھے۔ ایسے جانے والے ان کی نظروں میں آسکتے تھے۔

ایسے وقت ایک سراغ رساں نے کہا "میڈم! ہمارے دشمن ممالک کے چار سراغ رساں ائرپورٹ پر ہیں۔ ان میں سے ایک اسی طیارے میں جائے گا، جس میں فرہاد صاحب سفر کرنے والے ہیں۔ باقی تین مالک کے سراغ رسانوں کی ڈیوٹی ائرپورٹ پر بدلتی رہتی ہے۔"

سونیا نے کہا "تم اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ائرپورٹ پر رہو۔ میں فرہاد کے پاس رہوں گی مگر پہلے اس جاسوس کے دماغ میں فرہاد کو پہنچاؤ جو اس کا ہم سفر بننے والا ہے۔"

اس نے میرے پاس آکر دشمن سراغ رسانوں کے بارے میں رپورٹ دی پھر میرے ساتھ سفر کرنے والے جاسوس کے دماغ میں مجھے پہنچایا۔ میں نے اس کے خیالات پڑھے۔ اس کا نام ٹیری جانسن تھا۔ امریکا اپنے زیرِ اثر رہنے والے تمام ممالک کے سلسلے میں یہ خاص خیال رکھتا تھا کہ ان میں سے کوئی اسلامی ملک ایٹمی طاقت نہ بنے۔ یہ اطلاع ملی تھی کہ شام اور ایران میں بظاہر کوئی خاص دوستانہ تعلقات نہیں تھے لیکن ایران اس سے ایٹمی پلانٹ لگانے کے لیے درپردہ معاہدہ کررہا ہے۔ اسے یورینیم اور پلوٹونیم دینے والا ہے۔

یوں تو شام میں امریکا کے کئی جاسوس اور خفیہ ایجنسیاں تھیں لیکن سراغ رسانی میں ٹیری جانسن نے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ اس لیے اسے شام بھیجا جارہا تھا۔ بڑے بڑے کارنامے انجام دینے والوں کو ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محتاط رہنا چاہیے لیکن یورپ اور امریکا میں شراب اور شباب معمول کی چیزیں ہیں۔ ناچتے گاتے، کھاتے اور سوتے وقت شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ سو میں سے دو سراغ رساں یوگا کے ماہر ہوتے ہیں، باقی سب کامیابیوں کے نشے میں چور رہتے ہیں۔

میں نے سونیا سے کہا "میری جان! تمہیں میری بڑی فکر رہتی ہے۔ اپنا خیال رکھو۔ وہ ہمارے کاٹیج پر نظر رکھنے والا اس لیے چلا گیا ہے کہ تم نے اس کے بڑوں کو دھمکیاں دی تھیں لیکن امریکی، روسی، جرمن جاسوس تمہاری تاک میں رہیں گے تو حکومت فرانس پر اس کی ذمے داری نہیں ہوگی۔ ان سے تمہیں ہی نمٹنا ہوگا۔"

"نمٹ رہی ہوں۔ ہمارے تمام جاسوس پہلے ان دشمن ممالک کے سراغ رسانوں کی گنتی کررہے ہیں اور معلوم کررہے ہیں کہ کون کہاں ہے۔ اس کے بعد ایک ایک کی شامت آجائے گی۔"

میں سونیا کی طرف سے مطمئن ہوگیا۔ یہ تو سب ہی جانتے تھے کہ وہ ایک چالاک لومڑی تھی۔ سب سے پہلے اپنے آس پاس کی خبر رکھتی تھی۔ اپنے لیے حفاظتی تدابیر کرلی تھی اور دشمنوں کی حفاظتی تدابیر خاک میں ملا کر پھر انہیں تدبیر سوچنے کے قابل نہیں رہنے دیتی تھی۔

میں نے طیارے میں سفر کرتے وقت دشمن جاسوس ٹیری جانسن کو دیکھا۔ وہ مجھے چہرے سے نہیں پہچان سکتا تھا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا کہ وہ کس نشست پر بیٹھا ہے۔ اس طرح میں نے اسے اچھی طرح دیکھ لیا۔ دورانِ سفر اس سے چھیڑ چھاڑ کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بھی شام کے دارالسلطنت دمشق جارہا تھا۔ وہیں پہنچنے کے بعد اس سے نمٹنا تھا۔

میں صفیہ کے دماغ میں پہنچا۔ وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی ائرپورٹ کی طرف جارہی تھی۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ میں جلال فارسی بن کر اس کے پاس آرہا ہوں۔ پہلے اس کا شوہر جلال فارسی علاج کے لیے احتیاطاً پیرس کے اسپتال میں داخل ہوا تھا تاکہ کوئی اس پر بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس ہونے کا شبہ نہ کرے۔ پچھلی رات میرے دمشق جانے کا پروگرام بن گیا تو جلال فارسی یہ کہہ کر اسپتال سے نکل آیا کہ وہ دمشق جاکر اپنا علاج کرائے گا۔ اسپتال سے نکلتے ہی ادارے کے چند افراد اسے رازداری سے بابا صاحب کے ادارے میں لے آئے۔ وہاں ایک بڑے اسپتال میں جدید مشین، آلات اور نہایت تجربے کار ڈاکٹرز تھے۔ پیرس میں دل، آنکھیں اور گردے کے عطیات دینے والے ادارے کو ایک بھاری رقم کی پیشگی ادائیگی کردی گئی تھی۔ تاکہ گردے کا عطیہ ملتے ہی ٹرانسپلانٹیشن کے لیے جلال فارسی کا آپریشن کیا جاسکے۔

صفیہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے فون کے ذریعے جلال فارسی سے اس کی خیریت معلوم کررہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "ادویات کے اثر سے چند گھنٹوں تک آرام رہتا ہے پھر گردے کی تکلیف ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے۔ ڈاکٹر نے کہا ہے ایک گردہ ناکارہ ہوگیا ہے اگر اڑتالیس گھنٹوں میں گردے کا عطیہ نہ ملا تو آپریشن کے ذریعے میرا وہ گردہ نکال دیا جائے گا۔ انسان ایک گردے سے بھی زندہ رہتا ہے۔ میں بھی زندہ رہوں گا۔ لیکن ایک جاسوس کی طرح ہمیشہ ایکشن میں نہیں رہ سکوں گا۔"

"اوہ جلال! یہ کیا ہورہا ہے۔ اگر تمہاری زندگی کا انحصار ایک ہی گردے پر رہے گا تو یہاں فرائض کی ادائیگی کے لیے نہیں آسکو گے۔ بابا صاحب کے ادارے میں تمہیں کسی اور فرض کی ادائیگی پر مامور کیا جائے گا پھر میں یہاں اکیلی نہیں رہوں گی۔"

"فکر نہ کرو۔ یہ ایسا ادارہ ہے کہ یہاں انسانی رشتوں کے باہمی تعلقات، جذبات اور احساسات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہاں کتنے ہی ایسے میاں بیوی ہیں جو ایک دوسرے سے جدا رہ کر ادارے کے مطلوبہ فرائض ادا کرتے ہیں پھر چھٹیاں لے کر ازدواجی زندگی گزارتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ تم فرہاد صاحب کی سرپرستی میں کام کروگی اور زیادہ سے زیادہ تجربات حاصل کرتی رہو گی۔"

پھر وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "سوری صفیہ! میں کچھ تکلیف محسوس کررہا ہوں۔ ٹریٹمنٹ کے بعد تم سے بات کروں گا۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ وہ ائرپورٹ پہنچ گئی۔ میں بھی طیارے

سے ائرپورٹ کی عمارت میں آکر امیگریشن کاؤنٹر تک پہنچ گیا۔ وہ لگیج ہال کے سامنے میری منتظر تھی۔ مسافر باہر آرہے تھے۔ ان میں مقامی باشندوں کے علاوہ یورپ اور امریکا سے آنے والے سوٹ میں اور آنے والیاں اسکرٹ بلاؤز اور دوسرے مختصر لباس میں تھیں۔ چونکہ وہ ملک سپرپاور کے زیرِ اثر تھا اس لیے وہاں نصف مشرقی اور نصف مغربی تہذیب تھی۔

ایک انگریز جوان نے صفیہ کے پاس آکر کہا "ہائے بیوٹی! کیا تم ہماری انگریزی زبان سمجھتی ہو؟"

صفیہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے انگریزی زبان نہ جانتی ہو۔ وہ عربی میں بولی "تم کیا بول رہے ہو۔ میری زبان میں بولو۔"

وہ انگریزی میں بولا "میں تمہاری زبان سمجھتا ہوں۔ یہ اچھا ہے کہ تم میری زبان نہیں سمجھتی ہو۔ ایسے وقت حسن و شباب کی تعریف ذرا ننگے پن سے کرتے ہوئے بڑا لطف حاصل ہوتا ہے۔ میری طرح دوسرے بھی تمہیں دیکھ کر اندر تک سوچتے ہوں گے مگر تمہارے سامنے میری طرح دلیری سے نہیں بولتے ہوں گے۔"

اچانک اس کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ پڑا۔ ٹیری جانسن نے اس کا گریبان پکڑ کر کہا "یو بلڈی فول! دلیر ہے تو اس خاتون کی زبان میں حسن و شباب کی تعریف کر۔ ابھی یہاں تیرے باپ تیری پٹائی شروع کردیں گے۔"

میں ذرا دور کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان کے آس پاس کچھ مقامی لوگ آگئے کیونکہ صفیہ مقامی پورے لباس میں نصف چہرے کو نقاب سے چھپائے ہوئے تھی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "صفیہ! معاملہ رفع دفع کردو۔ یہ مقامی لوگ تمہیں اپنی غیرت کا مسئلہ بنالیں گے تو خواہ مخواہ پولیس کیس بن جائے گا۔"

وہ مقامی زبان میں انہیں سمجھانے لگی کہ اس سرپھرے انگریز جوان سے غلطی ہوگئی تھی۔ یہ مجھے استقبال کرنے والی اپنی میزبان سمجھ رہا تھا خدا کے واسطے بات نہ بڑھائیں۔

میں نے اس کے سامنے آکر عربی زبان میں کہا "اے میری شریکِ حیات کیا معاملہ ہے؟ یہ بھیڑ کیوں ہے؟"

صفیہ نے خوش ہوکر مجھے دیکھا پھر مقامی باشندوں سے کہا "یہ میرے مجازی خدا ہیں۔ میں ہر طرح سے محفوظ ہوں۔ آپ حضرات جائیں بہت بہت شکریہ۔"

بھیڑ چھٹنے لگی۔ مار کھانے والے انگریز نے ٹیری جانسن سے کہا "تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔ میرا گریبان پکڑا۔ میں تمہیں آج ہی اس ملک سے نکال دوں گا۔ تم مجھے نہیں جانتے۔ میرا نام جیری کارزر ہے۔ میرا باپ کارزمیسن یہاں کے شاہ کا خاص مشیر ہے۔ میرے باپ کے مشورے کے بغیر شاہ ایک دن بھی حکومت نہیں کرسکتا۔"

جاسوس نے کہا "اپنے باپ سے کہنا، میرا نام ٹیری جانسن ہے رملی محل کے پیچھے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں قیام کرنے آیا ہوں۔"

میں نے ٹیری سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "یہ مسٹر جیری بہت بڑے باپ کے بیٹے ہیں۔ آپ نے میری وائف کی حمایت میں مردانگی دکھائی ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

وہ رسمی طور پر بولا "شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ میرا فرض تھا۔"

میں نے کہا "آپ نے فرض ادا کیا اور میرا کام بن گیا۔ یہ مسٹر جیری بہت بڑے سرکاری باپ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی کوئی سرکاری افسر ہوں گے کیونکہ سرکاری گیسٹ ہاؤس میں قیام کرنے جارہے ہیں۔"

ٹیری جانسن نے پوچھا "ہمارے سرکاری ہونے سے آپ کا کام کیسے بن گیا ہے؟"

"کبھی زندگی گزر جاتی ہے مگر ہم جیسے لوگ بادشاہوں تک نہیں پہنچ پاتے۔ کبھی شاہ کے دربار میں کوئی کام آپڑا تو آپ دونوں سے مدد مل سکے گی۔"

جیری نے حقارت سے کہا "یہ سرکاری گیسٹ ہاؤس میں رہنے والا کیا مدد کرے گا۔ ارے کوئی ضرورت ہو تو میرے پاس آؤ۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو شاہ کے دربار میں لے جاؤں گا۔ ہم گاڈ کو حاضر و ناظر جان کر بولتا ہے، تمہارا وائف سپر بیوٹی فل ہے۔ مگر پتا نہیں ہمارا مقدر کیسا ہے۔ جب کسی حسین لڑکی سے لفٹ لینا مانگتا ہے، کوئی نہ کوئی ہماری پٹائی کرنے آجاتا ہے۔"

ہم سب ہنسنے لگے۔ ٹیری مین چلا گیا۔ میں نے پوچھا "مسٹر جیری میری وائف پردے میں ہے۔ صرف پیشانی اور آنکھیں دکھائی دے رہی ہیں پھر تم نے کیسے سمجھ لیا کہ یہ بہت حسین ہے؟"

"مسٹر! یہی تو اصلی ATTRACTION (کشش) ہے۔ حسین اور قیمتی چیز کو چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ تجسس پیدا ہوتا ہے کہ پتا نہیں پردے کے اندر کتنا جادو بھرا ہے۔ ہمارے یورپ میں حسین لڑکیاں جسموں کی نمائش کرتی ہیں تو ان میں کشش نہیں رہتی۔ صرف ہوس رہ جاتی ہے۔"

"تم اب تک کتنی بار مار کھا چکے ہو؟"

"کوئی گنتی نہیں ہے۔ ہمارا عجیب نیچر ہے۔ ہم کو لڑکی کے ساتھ رہنا میں اتنا مزہ نہیں آتا، جتنا لڑکی کے لیے مار کھانے میں مزہ آتا ہے۔ جتنے عشق کرنے والے ہیں، وہ دعوے کرتے ہیں کہ اپنی محبوبہ کے لیے جان دے دیں گے۔ ہم زبان سے دعوے نہیں کرتا، مار کھا کے ثابت کرتا ہے کہ ہم سچا عاشق ہے۔"

میں نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا "بے شک سچے عاشق ہو۔ تمہارے باپ نے بڑی دلچسپ چیز پیدا کی ہے۔"

"باپ نے نہیں، ماں نے پھر ہماری ماں بھی ہمارے جیسا کوئی دوسرا پیس پیدا نہیں کرسکی۔"

پھر اس نے موبائل فون نکال کر رابطہ کرنے کے بعد کہا

"ہائے ڈیڈ! جیری اسپیکنگ...."

دوسری طرف سے اس کے باپ کارنرمین کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا "ہیلو جیری تم؟ کہاں سے بول رہے ہو؟"

"جہاں سے سب بولتے ہیں۔ آپ اتنے بڑے ہو کر کیسے فضول سوال کرتے ہیں۔ میں آپ کے پاس آگیا ہوں۔ ائرپورٹ سے بول رہا ہوں۔"

"اوہ نو۔ کیوں مجھے پریشان کرنے آگئے ہو؟ تمہاری ماں نے تمہیں نہیں روکا؟"

"ممی کیسے روکتیں؟ وہ چاہتی تھیں' میں آپ کے پاس آجاؤں۔ وہاں رہنے سے ممی اپنے نئے نئے بوائے فرینڈز سے نہیں مل سکتی تھیں۔ مجھے کباب میں ہڈی کہتی تھیں۔"

"یو شٹ اپ۔ ایسی باتیں فون پر کر رہے ہو۔ کوئی سنے گا تو میرا کیریئر' میرا اونچا عہدہ خاک میں مل جائے گا۔ تم وہیں انتظار کرو۔ میں آرہا ہوں۔"

جیری نے فون بند کرتے ہوئے فخر سے کہا "میری ممی اور ڈیڈی دونوں مجھ سے ڈرتے ہیں۔ مگر مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ کیونکہ میں ان کا ایک ہی شان دار بیٹا ہوں۔ وہ دوسرا پیدا ہی نہیں کرسکتے۔"

"فیکٹری کی دونوں مشینوں میں خرابی ہوگی۔ مزید پیداوار نہیں ہوسکتی۔"

صفیہ نے جھینپ کر کہا "پلیز جلال! یہاں سے چلو۔"

میں نے جیری سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "تم بہت دلچسپ ہو۔ پھر کسی دن تم سے ملاقات ہوگی۔"

میں سامان کی ٹرالی لے کر صفیہ کے ساتھ ایک کار کے پاس آیا۔ سامان ڈکی میں رکھا۔ وہ اسٹیئرنگ پر بیٹھ گئی۔ میں اس کے ساتھ والی سیٹ پر آگیا۔ اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا "وہاں کچھ ایسا معاملہ ہوگیا تھا کہ میں آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار نہ کرسکی۔"

"آپ نہیں تم کہو۔ جس طرح جلال کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتی ہو۔ وہی بے تکلفی نہیں رکھو گی تو تنہائی میں بھی کوئی دشمن ہماری لاعلمی میں ہمیں دیکھ کر اور سن کر شبہ کرسکتا ہے۔"

"ہاں مجھ سے غلطی ہوگئی۔ دراصل ابھی فون پر جلال سے بات کی تھی۔ وہ بہت تکلیف میں ہے۔ میں دعا کر رہی ہوں کہ اڑتالیس گھنٹے کے اندر اسے گردے کا عطیہ مل جائے۔ یا اس کا ناکارہ گردہ نکال دیا جائے اسے تکلیف سے نجات تو ملے گی۔"

"کیا ادارے سے حاصل کیا ہوا سبق بھول گئی ہو۔ پریشانی اور بدحواسی سے نہ کوئی مسئلہ حل ہوتا ہے' نہ کسی کی بیماری دور ہوتی ہے۔ ہمیں پورے ہوش و حواس میں رہ کر مسائل کو اپنی ذہانت اور عمل سے حل کرنا چاہیے۔ تم نے دیکھا ہے' بابا صاحب کے ادارے کے اسپتال میں ڈاکٹر سے لے کر نرس اور وارڈ بوائز تک سب ہی ذمے داریوں سے فرائض ادا کرتے ہیں۔"

"آپ کی باتوں سے مجھے حوصلہ مل رہا ہے۔"

"جلال کے سلسلے میں بار بار حوصلہ نہیں دوں گا۔ اسے اعتماد کے ساتھ بھلا دو کہ انشاء اللہ وہ پوری طرح صحت یاب ہو آئے گا۔"

"آپ کو میرے ساتھ کام کرتے ہوئے دشواری ہوگی۔ میں میڈم سونیا اور ثانی وغیرہ کی طرح تجربے کار نہیں ہوں۔"

"زیادہ سے زیادہ تجربات اس طرح حاصل کرسکتی ہو کہ مجھے سب سے زیادہ سینئر فرہاد علی تیمور نہ سمجھو۔ میں جب تک یہاں ہوں صرف جلال فارسی ہوں۔ تم پورے اعتماد سے اپنی رائے دو کرو۔ کبھی چھوٹا سا معمولی سا مشورہ دوگی تو وہ بھی کسی مرحلے پر کام آئے گا۔"

"آپ بہت گریٹ ہیں۔"

"پھر آپ؟ میں خیال خوانی کے ذریعے سمجھ رہا ہوں کہ تم میری بہت عزت کرتی ہو۔ مگر تمہارے دماغ میں ایک پھانس رہ گئی ہے۔ اسے میں نکال دیتا ہوں۔ تمہارے بنگلے میں دو بیڈ روم ایسے ہیں' جن کے درمیان ایک دروازہ ہے۔ ہم میاں بیوی کی حیثیت سے ایک بیڈ روم میں جائیں گے۔ پھر دروازے کو بند کرنے کے بعد میں درمیانی دروازے سے دوسرے بیڈ روم میں چلا جایا کروں گا۔ تم درمیانی دروازے کو اپنی طرف اندر سے لاک کرلیا کرنا۔ میرے ساتھ اپنے شوہر جلال فارسی کی امانت بن کر رہا کروگی۔"

اس نے ایک جگہ سڑک کے کنارے کار کو روک کر سر جھکاتے ہوئے کہا "آپ نے مجھے شرمندہ کردیا ہے۔ آپ جو خیالات پڑھ لیا کرتے ہیں میرے اندر یہ بات کھٹک رہی تھی۔ کیا آپ نے...."

میں نے غصے سے کہا "یہ تم نے کیا آپ' آپ لگا رکھی ہے۔ میں ایک غلطی کو ایک بار معاف کروں گا۔ دوسری بار ادارے میں واپس بھیج دوں گا۔ کیا تم سمجھ سکتی ہو کہ ایک معمولی سی غلطی کیا اپنے ساتھ مجھے بھی مصائب میں مبتلا کروگی؟ گاڑی چلاؤ۔"

وہ سہم کر فوراً ہی کار اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرنے لگی۔ اس نے کہا "بڑی مشکل ہے۔ اب تم سہمی ہوئی ہو۔ کیا غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ اور خفیہ ایجنسی والے اناڑی ہوتے ہیں؟ کیا تمہارے چہرے اور آنکھوں سے تمہارے اندر کی کیفیت کو سمجھ نہیں پائیں گے؟"

"آ.... نن نہیں تم درست کہتے ہو۔ مجھے ذرا سی مہلت دو میں خود کو تمہارے ساتھ ایڈجسٹ کرلوں گی۔ ہم آج کی شام اور رات بنگلے میں ہی گزاریں گے۔ کل صبح تک کسی شناسا سے ملاقات نہیں کریں گے۔"

ہم ایک بنگلے میں پہنچ گئے۔ اس نے چابی سے دروازہ کھولا۔ میں اندر ایک ایک کمرے اور کوریڈور وغیرہ کو دیکھنے لگا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے پہلے ہی اس بنگلے اور چند اہم شناساؤں

معلوم کرچکا تھا۔ میں نے صفیہ سے کہا "تم دیکھ رہی ہو۔ میں نے میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے پر ہلکی سی زردی اور آنکھوں کے نیچے ہلکا سا سیاہ حلقہ بنایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ بیمار رہ کر پیشن کے ذریعے گردہ تبدیل کرکے آیا ہوں۔ چلنے پھرنے کے قابل ہوں۔ لیکن ڈاکٹر نے آرام کرنے کے لیے کہا ہے۔ کہیں ضرورت سے جانا ہو اور کوئی شناسا مل جائے تو کہنا تم مجھے باہر کی ہوا کھلانے کار میں لائی ہو۔"

وہ بولی "یہاں صرف چار فیملی سے مراسم ہیں۔ کیا تم انہیں خیال خوانی کے ذریعے اپنے اثر رکھ سکو گے۔"

"یہی سوچ رہا ہوں۔ ایسا کرنا ہی ہوگا۔ تمہیں بتایا گیا ہے کہ میں کسی مشن پر آیا ہوں۔ کیا تم نے سوچا ہے کہ کام کس طرح شروع کیا جاسکے گا؟"

"جن سے ہمارے مراسم ہیں۔ ان میں سے ایک فیملی کا سربراہ شاہی کچن کا سپروائزر ہے۔ آپ اس کے دماغ میں رہ کر محل کے اندر جاسکتے ہیں۔"

"ہمیں محل کے اندر جانے کے لیے اتفاق سے جیری جیسا احمق جوان مل گیا ہے۔ میں ابھی اس کے باپ کارنرمین کے خیالات پڑھوں گا۔"

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

"پوچھا نہ کرو۔ کہہ دیا کرو۔"

"تم یہاں بھیس بدل کر جلال فارسی کے چہرے کو چھپا کر بابا صاحب کے ادارے کے نمائندے کی حیثیت سے شاہ کو بڑی بڑی آفر دے کر امریکا کے اثرات کو یہاں سے ختم کرنا چاہو گے۔ میرا ذہن کہتا ہے... تم براہ راست شاہ سے رابطہ نہ کرو۔"

"تم چاہتی ہو۔ میں کسی دوسرے کو ٹریپ کرکے اسے نمائندہ بناؤں؟"

"ہاں۔ شاہ کے مشیروں میں صرف ایک امریکی مشیر کارنرمین اور اس کی ایک امریکی حسین سیکریٹری ہے۔ باقی چار یہاں کے مقامی اکابرین ہیں۔ ان میں سے ایک فوج کا اعلیٰ افسر بھی ہے۔"

میں نے کہا "وہ فوج کا اعلیٰ افسر بھی درپردہ امریکا کا وفادار ہوگا۔"

"ایسا ہوسکتا ہے۔ تم اسے ٹریپ کرسکتے ہو۔ اسے اپنا تابع بنا کر اس کے ذریعے شاہ کو رفتہ رفتہ امریکی تسلط کے خلاف دانشمندانہ مشورے دے سکتے ہو۔"

"شاباش! اسی طرح ذہانت سے مشورے دیا کرو۔ ویسے میں پہلے سے سوچ کر یہی کھیل کھیلنے آیا ہوں۔"

وہ میری تعریف کرنے سے خوش ہوگئی۔ اندھیرا ہوچکا تھا۔ وہ رات کا کھانا پکانے چلی گئی۔ میں بستر پر آرام سے لیٹ کر کارنرمین کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے بیٹے جیری کو ایک دوسری امریکن فیملی کے گھر لے گیا تھا۔ اس فیملی کا سربراہ خفیہ ایجنسی کا انچارج تھا۔ اس نے انچارج سے جیری کے بارے میں کہا "یہ نالائق کسی اطلاع کے بغیر یہاں آگیا ہے۔ اپنے آدمیوں سے کہو۔ اسے اپنے کنٹرول میں رکھیں اور اسے میرے بنگلے اور محل کی طرف نہ آنے دیں۔ اس گدھے کو کبھی بے لگام نہ چھوڑنا۔"

جیری اپنے باپ کو کبھی نہ چھوڑتا۔ لیکن خفیہ ایجنسی کے انچارج کی ایک حسین جوان بیٹی تھی۔ اسے دیکھتے ہی باپ کو بھول کر پھسل گیا۔ اس کے باپ کارنرمین کے خیالات سے پتا چلا کہ اس کی حسین سیکریٹری بہت صحت مند اور ذہین ہے۔ صبح اٹھ کر یوگا کی مشق کرتی ہے۔ بظاہر وہ سیکریٹری ہے لیکن امریکا کی سیکرٹ ایجنٹ ہے۔

اتنی معلومات سے پتا چلا کہ یوگا کی مشقیں کرنے والی سیکریٹری جولی کے دماغ میں نہیں جاسکوں گا۔ بعد میں دوسرے ہتھکنڈوں سے اسے زیر کرنا ہوگا۔ کارنرمین کے خیالات نے بتایا کہ جو امریکا کا وفادار ہوتا ہے' اسے فوج کا سب سے اعلیٰ افسر اور شاہ کا مشیر بنایا جاتا ہے۔ میں اس کے ذریعے اس اعلیٰ افسر اور دوسرے تین مقامی مشیروں کے دماغوں میں پہنچتا رہا۔ اور ان تمام کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرتا رہا۔

رات کو کھانے کے بعد صفیہ کے ساتھ چہل قدمی کے لیے نکلا۔ اس نے پوچھا "کچھ معلومات حاصل ہوئیں؟"

"بہت کچھ معلوم ہوا ہے۔ کل شام چار بجے شاہ اپنے مشیروں کے ساتھ بیٹھ کر حکومتی معاملات پر گفتگو کرے گا۔ اکثر ایک گھنٹے کی میٹنگ کے بعد وہ اپنے کمرے میں ایک ایک مشیر کو بلا کر پوچھتا ہے' کیا وہ میٹنگ میں ہونے والی گفتگو کے علاوہ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں؟ ایسے وقت میں ان مشیروں کے دماغوں میں جاکر اپنے ادارے کی نمائندگی کروں گا۔"

"کیا اس احمق جیری سے کام لے سکتے ہو؟"

"وہ تو بہت کام آرہا ہے۔ اس کے باپ نے اس کی آمد سے پریشان ہو کر اسے ایک امریکی خفیہ ایجنسی کے انچارج کی فیملی میں پہنچا دیا ہے۔ جیری اپنی عادت کے مطابق اس انچارج کی جوان بیٹی پر عاشق ہوگیا ہے۔"

ہم واپس بنگلے کی طرف جانے لگے۔ ہمارے قریب سے ایک کار گزرتی ہوئی دور گئی۔ پھر فائرنگ کی دو آوازیں آئیں۔ صفیہ نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کار کے دونوں طرف سے دو لاشیں باہر آکر گریں۔ اور وہ کار پہلے جیسی تیز رفتاری سے جاتی رہی۔ صفیہ نے پلٹ کر دیکھا۔ میں آگے جا رہا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی میرے پاس آکر بولی "پیچھے تو دیکھو۔ بہت دور کار سے لاشیں باہر آکر گری ہیں اور وہ کار چلی گئی ہے۔"

"میں نے فائرنگ کی آوازیں سنی ہیں۔ تم پیچھے نہ دیکھو۔ آگے چلتی رہو۔"

وہ ساتھ چلتی ہوئی بولی "اس کا مطلب ہے' تم کچھ کر رہے

"ہاں، سمجھانے سے پہلے خود ہی سمجھ لیا کرو۔"

"پلیز یہ تو سمجھاؤ۔ تم میرے ساتھ چل رہے ہو پھر ادھر دو دشمن کیسے مارے گئے؟"

"تم گولہ ہو کہ میں نے کسی کو ہلاک نہیں کیا اور خفیہ ایجنسی کے دو جاسوس مارے گئے۔"

"اب سمجھی ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے خفیہ ایجنسی کی جڑوں میں پہنچ گئے ہیں۔"

"ہاں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کئی سراغ رساں آج رات شکار کھیلتے رہیں گے۔ صبح شاہ سوچے گا کہ امریکی حفاظتی انتظامات کے باوجود پندرہ غیر ملکی مارے گئے۔ صرف کارز مین اور اس کی سیکریٹری جولی کو معلوم ہوگا کہ خفیہ ایجنسی کے انچارج سمیت تمام جاسوس مارے گئے ہیں۔"

یہ ایک حکمت عملی تھی۔ کل شام سے پہلے شاہ کے دماغ میں یہ خیال پیدا کرنا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے مقابلے میں وہاں امریکی حفاظتی انتظامات ناکام ہوتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ شاہ کا محل بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

ہم بنگلے میں آگئے۔ میں نے بیڈ روم میں آکر کہا "دروازے کو اندر سے بند کرو۔ میں دوسرے بیڈ روم میں جارہا ہوں۔ اس درمیانی دروازے کو بھی اپنی طرف سے لاک کرلو۔ صبح ملاقات ہوگی۔"

وہ بولی "کیا تمہیں نیند آجائے گی؟"

"کیوں نہیں آئے گی؟"

"تم نے یہاں آتے ہی اتنا زبردست ایکشن شروع کرا دیا ہے ان کی خفیہ ایجنسی کے تمام اہم افراد مارے جائیں گے۔ بلکہ مارے جارہے ہیں۔ میرے اندر ایسی تحریک پیدا ہورہی ہے کہ میں بھی جاؤں اور ایک ایک دشمن کو ٹھکانے لگاتی جاؤں۔"

"تمہارے اندر جو تحریک پیدا ہورہی ہے، اسے کچل دو۔ میں تمہیں بھی ایکشن میں رہنے کا موقع دوں گا۔ مگر ابھی نہیں۔ آرام سے سوجاؤ۔"

میں نے درمیانی دروازہ کھول کر دوسرے بیڈ روم میں آکر اسے اپنی طرف بند کردیا۔ اسی وقت اس نے بھی اپنی طرف سے دروازے کو لاک کردیا۔ میں نے ایک صوفے پر بیٹھ کر جوتے اتارے۔ لباس تبدیل کیا۔ پھر بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔ خیال خوانی کے ذریعے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کے پاس پہنچنے لگا۔

ان سے پتا چلا۔ پہلے انہوں نے انچارج کے دماغ میں رہ کر وہاں کے ایک ایک جاسوس کے دماغ میں جگہ بنائی۔ پھر پہلے انچارج کو ہلاک کیا۔ تاکہ تمام جاسوس انچارج کے ذریعے ایک دوسرے کو خطرے سے آگاہ نہ کرسکیں اور وہ انچارج کارز مین اور جولی سے رابطہ نہ کرسکے۔ وہ دونوں اعلیٰ عہدے دار تھے سے صرف انچارج ہی رابطہ کرسکتا تھا۔

آدھی رات تک پندرہ جاسوس اور ایک انچارج کا خا[تمہ] ہوچکا تھا۔ دمشق سے خفیہ ایجنسی کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ میں نے [بستر] سے اٹھ کر اپنے کمرے کی لائٹس بجھا دیں۔ ڈرائنگ روم سے فون کی گھنٹی سنائی دے رہی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ صفیہ اٹھ کر اٹینڈ کرنے جائے تو میرے کمرے میں تاریکی دیکھ کر سمجھ لے کہ [میں] سوچکا ہوں۔

وہ اپنے بیڈ روم سے اٹھ کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر بولی "ہیلو کون؟"

دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی "گیارہ، ہوش میں آ میری مہ پارہ۔"

یہ سنتے ہی صفیہ کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ ایسے چونک گئی جیسے نیند سے بیدار ہوگئی ہو۔ میں سمجھ گیا، تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ کوڈ ورڈز نقش کیے گئے تھے اور حکم تھا کہ جب تک وہ بھاری بھرکم آواز کوڈ ورڈز ادا نہ کرے اس وقت تک وہ اپنے عامل کو بھول کر خود کو جلال فارسی کی بیوی سمجھتی رہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی اس کے چور خیالات یہی بتاتے رہیں کہ وہ صفیہ ہے۔ جبکہ اصل صفیہ کو دو ماہ پہلے ہلاک کردیا گیا تھا۔

عامل کے کوڈ ورڈز نے اسے اپنے تنویمی عمل کے سحر سے نکال کر اسے اپنی طرف رجوع کیا تو اصلی شخصیت کے مطابق اس کے خیالات بھی بدل گئے۔ اس کا نام مورینا ڈی سوزا تھا۔ سینٹرل انٹیلی جنس بیورو آف امریکا سے اس کا تعلق تھا۔ اس سے کہا گیا تھا کہ دمشق میں صفیہ نامی ایک عورت کی غلطی سے انکشاف ہوا ہے کہ وہ اور اس کا شوہر جلال فارسی بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلال فارسی وہاں کئی برسوں سے ادارے کے لیے جاسوسی کررہا ہے۔ لیکن صفیہ دو ماہ پہلے اس کی شریک حیات بن کر آئی ہے۔ جلال فارسی یوگا کا ماہر تھا۔ لیکن گردے کی تکلیف کے باعث پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

وہ علاج کے لیے پیرس گیا تو دمشق میں بڑی رازداری سے صفیہ کو ہلاک کرکے اس کی لاش غائب کردی گئی۔ اس کی جگہ مورینا ڈی سوزا کو صفیہ بنا کر اس بنگلے میں بھیج دیا گیا تھا۔

اب وہ بھاری بھرکم آواز پوچھ رہی تھی "ہیلو مورینا! میں تمہارے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ اب تمہیں یاد نہیں آرہا ہے کہ تم صفیہ کا رول ادا کرتی ہو۔"

"یس باس! مجھے کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں، میں تمہارے دماغ میں خاموش رہا کرتا ہوں۔ ابھی تمہارے ذریعے دیکھا ہے کہ اس کے بیڈ روم میں تاریکی ہے۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی عادت ہے۔ کمرے میں اندھیرا کرکے بستر پر لیٹتے ہی دماغ کو ہدایات دے کر سوجاتے ہیں۔ میں اسی شش و پنج میں رہا کہ فون پر تم سے رابطہ کرنا چاہیے یا نہیں؟"

وہ بولی "ہاں فون کی گھنٹی سن کر اس کی آنکھ کھل سکتی ہے۔"

"اب جو بھی ہو۔ اس کا قصہ تمام کرنا ہے۔ میں نے تمہارے ذہن میں یہ نقش کیا تھا کہ صرف فون کے ذریعے کوڈ ورڈز ادا کروں گا اور ٹھیک رات کے بارہ بج کر پانچ منٹ پر ایسا کروں گا تاکہ کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا فون کرنے کے مقررہ وقت کو سمجھ نہ پائے۔"

وہ بولی "کیا میں دیکھ کر آؤں کہ سورہا ہے یا نہیں؟"

"تم نے ریسیور کو پکڑا ہوا ہے۔ اسے رکھ دو۔ بیڈ روم میں جو سورہا ہے، یہ ضروری نہیں کہ وہ فرہاد ہو۔ وہ کئی بار اپنی ڈمی کے ذریعے مخالفین کو دھوکا دے چکا ہے۔ بہرحال وہ ڈمی ہو۔ تب بھی سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے ہلاک کرکے اس بنگلے سے نکلو۔ تمہیں دوسری پناہ گاہ میں پہنچایا جائے گا۔ اس کم بخت کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں نے ہماری خفیہ ایجنسی کو بالکل ہی ختم کردیا ہے۔"

میں اس کی باتوں کے دوران میں بیڈ روم کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ اس دروازے کو آہستگی سے بند کیا۔ مورینا کے بیڈ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے تیزی سے بستر کے سرہانے آکر تکیے کے نیچے سے ریوالور اور سائیلنسر کو اٹھایا۔ درمیانی دروازہ پہلے کی طرح بند تھا۔ میں نے کھلے ہوئے دروازے کے پیچھے آکر سائیلنسر کو ریوالور سے لگایا۔ وہ کمرے میں تیزی سے چلتی ہوئی آئی۔ پھر بستر کے پاس ٹھٹک گئی۔ تکیہ الٹا ہوا تھا اور وہاں ریوالور نہیں تھا۔

وہ پلٹ کر جانا چاہتی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی پھر ٹھٹک گئی۔ میں نے کہا "اب تو تمہیں صفیہ والا رول یاد نہیں رہا۔ تمہیں مورینا کی حیثیت سے ہی مرنا ہے۔ مگر اس سے پہلے تمہارے باس کو بتا دوں، جناب تبریزی.......... نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ اب امریکا کے پاس ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا مہرا رہ گیا ہے۔ اسے بڑی حفاظت سے چھپا کر رکھا گیا ہے۔ یعنی تم امریکی ٹرانسفارمر مشین کی آخری اولاد ہو۔ اس کے بعد وہ مشین برسوں سے ناکارہ پڑی ہوئی ہے۔ بہرحال تم جو کوئی بھی ہو، میں بہت جلد تمہاری شہ رگ تک پہنچوں گا۔"

یہ کہتے ہی میں نے مورینا کو گولی ماردی۔ وہ بنگلا اور وہ شہر اب میرے لیے مصائب پیدا کرنے والا تھا۔ میں نے ایک بیگ میں اپنا ضروری سامان رکھتے ہوئے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کو اپنے موجودہ حالات سے آگاہ کیا اور کہا "تم میں سے کچھ میرے پاس رہو۔ اور کچھ میرے لیے دوسری پناہ گاہ تلاش کرو۔ میں اس بنگلے سے نکل رہا ہوں۔"

میں نے ریوالور کو بیگ میں رکھا۔ بیگ کو شانے سے لٹکایا۔ پھر وہاں سے چلتا ہوا تمام لائٹس بجھاتا ہوا ڈرائنگ روم میں بھی آکر لائٹس کو بجھا دیا۔ اسی وقت ایک گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔ میں نے دوڑتے ہوئے کھڑکی کے پاس آکر پردے کو ذرا سا ہٹا کر دیکھا۔ میرے ساتھ طیارے میں سفر کرنے والا جاسوس ٹیری جانسن کار سے باہر آکر رک گیا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر سنا۔ وہ بھاری بھرکم آواز کہہ رہی تھی "فوراً احاطے کی دیوار کے پیچھے جاؤ۔ وہ میری ایک معمولہ کو گولی مار کر ابھی بنگلے سے باہر آرہا ہے۔"

وہ احاطے کی دیوار کے پاس گیا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر کہا "ابے او امریکی قربان گاہ کے بکرے! اتنے برسوں تک روپوش رہ کر زندگی کے مزے لوٹتا رہا۔ اب حرام موت مرنے کے لیے اپنے بل سے نکل آیا ہے۔ اچھا پھر کبھی بات ہوگی۔"

میں نے سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے ٹیری جانسن کا نشانہ لے کر کہا "میں تمہارے اس آلۂ کار کو گولی مار کر کسی محفوظ جگہ جا کر اپنا چہرہ بدل لوں گا۔ اب تمہارے کتے مجھے ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے۔"

یہ کہہ کر میں نے ٹیری جانسن کو گولی ماردی۔ وہ خیال خوانی کرنے والا دشمن اس مردہ دماغ میں نہیں رہ سکتا تھا اور نہ ہی دیکھ سکتا تھا کہ میں کہاں جارہا ہوں۔ میں نے ٹیری جانسن کی لاش کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ اسے اس کی کار کے پیچھے والی سیٹ پر ڈال کر وہاں سے ذرا دور ڈرائیو کرتا ہوا گیا۔ اس کار کو ایک بنگلے کے پیچھے چھوڑ کر تیزی سے پیدل چلتا ہوا پھر اس بنگلے میں آگیا۔ جہاں مورینا کی لاش بیڈ روم میں پڑی ہوئی تھی۔

میں اس بنگلے کا پچھلا دروازہ کھول کر ایک طرف سے گھوم کر بنگلے کے سامنے آکر اس کے دروازے کو لاک کیا تاکہ کوئی آئے تو یہی سمجھے کہ وہاں کے مکین نہیں ہیں۔ میں وہاں سے دوبارہ گھوم کر پچھلے دروازے سے باہر آکر اسے اندر سے بند کردیا۔ وہاں پہلے ہی تمام لائٹس بجھا چکا تھا۔ ایک درمیانی کمرے میں آکر ایک لائٹ آئینے کے سامنے روشن کی دروازے اور کھڑکیوں کے پردے برابر تھے۔ باہر روشنی نہیں جاسکتی تھی۔ میں اپنے بیگ میں میک اپ کا سامان نکال کر آئینے کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگا۔

ایک سراغ رساں نے آکر کہا "سر! جلال فارسی کے وقت سے ہمارے دو جاسوس اور تھے، بلکہ ہیں۔ ہم نے ابھی تک ان سے کوئی کام نہیں لیا ہے۔"

دوسرے سراغ رساں نے کہا "آج ایک امریکی آخری ٹیلی پیتھی جاننے والے کا انکشاف ہوا ہے۔ جب جلال فارسی گردے کی تکلیف میں مبتلا تھا تو اس دشمن خیال خوانی کرنے والے نے اس کے خیالات پڑھ کر ہمارے ان دو جاسوسوں کے نام اور پتے معلوم کیے ہوں گے۔ اس لیے ہم اپنے ان دو جاسوسوں کو نظر انداز کررہے ہیں۔"

"شاباش! تم سب دانش مندی سے کام کر رہے ہو۔ میری رہائش کا انتظام ہوا؟"

"سر! آپ ہوٹل میں جائیں گے یا کوئی مکان کرائے پر لیں گے تو اس علاقے کے پولیس والوں کو کسی اجنبی کی آمد کا علم ہو جائے گا۔ ہم نے یہی سوچا کہ آپ کو دشمن کے ساتھ رہنا چاہیے۔"

"یعنی مجھے شاہ کے مشیر کارز میسن کو اپنا معمول اور تابع ... بنا کر اس کے ساتھ رہنا چاہیے۔"

"نو سر! یہاں ہمارے دشمنوں میں اور شاہ کے قریب رہنے والوں میں سب سے اہم کارز میسن کی سیکریٹری جولی ہے۔ ہم نے اسے ٹریپ کیا ہے۔ وہ آپ کی معمولہ اور تابع بن کر آپ کی موجودگی پر شبہ نہیں کرے گی۔ کارز میسن اور امریکی اکابرین سے کہے گی کہ آپ اس کے بوائے فرینڈ ہیں اور وہ آپ سے شادی کرنے والی ہے۔"

"کیا اس یوگا جاننے والی سیکریٹری جولی کو دماغی طور پر کمزور بنانے کے لیے زخمی کیا گیا ہے؟"

"نو سر! ہم نے کارز میسن کے ذریعے ان ملازمین کے دماغوں میں جگہ بنائی جو سیکریٹری جولی کی خدمت گار تھے۔ محل کے احاطے میں دو چھوٹے بنگلے ہیں۔ ایک میں کارز میسن اور دوسرے میں جولی رہتی ہے۔ ان دونوں کے الگ الگ باورچی ہیں۔ ہم میں سے ایک نے خفیہ ایجنسی کے انچارج کو ہلاک کیا تھا اور میں نے جولی کی چائے میں اس کی ملازم کے ذریعے اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی تھی۔ اس نے چائے پینے کے بعد نائٹ ڈیوٹی کرنے والے ملازموں سے کہہ دیا تھا کہ وہ سونے جا رہی ہے۔ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

"پھر تم نے اسے تنویمی عمل کے ذریعے معمولہ اور تابع بنا لیا ہے؟"

"یس سر! اس کے دماغ میں یہ نقش کیا ہے کہ وہ اپنے ایک امریکی دوست سے خفیہ طور سے ملا کرتی تھی اور ذاتی طور پر اس سے جاسوسی کراتی تھی۔ خفیہ ایجنسی کے جاسوس ہلاک ہونے لگے تو اس نے اپنے دوست مارک سائمن کو اپنے پاس بلا کر بنگلے میں رکھا ہے۔"

"میں کس لب و لہجے میں اس کے اندر جا سکوں گا؟"

"خفیہ ایجنسی کا انچارج جو ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کی آواز اور لب و لہجے کو اس کے دماغ میں نقش کیا گیا ہے۔ امریکا کا آخری ٹیلی پیتھی جاننے والا کبھی سوچ نہیں سکے گا کہ اسے جولی کے دماغ میں جانے کے لیے ایک مردہ انچارج کے لب و لہجے کو اختیار کرنا ہوگا۔"

"مجھے تم لوگوں پر فخر ہے۔ بڑی ذہانت سے کام کر رہے ہو۔ کیا جولی تنویمی نیند سو رہی ہے؟"

"یس سر! تنویمی نیند کے لیے دو گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ آدھے گھنٹے بعد بیدار ہو جائے گی۔ آپ انچارج کے لب و لہجے کو اختیار کر کے جا کر اس کے چور خیالات پڑھیں گے وہ آپ کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکے گی۔"

میں نے گھڑی دیکھی۔ آدھا گھنٹا گزرتے ہی میں نے انچارج کے لب و لہجہ اختیار کیا اور خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ آنکھیں کھول کر وال کلاک کو دیکھ رہی تھی۔ رات کے تین بجے تھے۔ میں اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی "میں ہمیشہ گہری نیند سوتی ہوں صبح پانچ بجے بیدار ہو کر ورزش کرتی ہوں۔ آج دو گھنٹے پہلے آنکھ کھل گئی ہے۔ شاید اس لیے کہ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ میں وقت سے پہلے سو گئی تھی اس لیے وقت سے پہلے بیدار ہو گئی ہوں۔"

میں نے اس کا فون نمبر معلوم کر کے اپنے موبائل سے رابطہ کیا۔ اس کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو؟"

میں نے کہا "تمہارا محبوب مارک سائمن بول رہا ہوں۔"

اسے تنویمی عمل کے مطابق یاد آیا کہ اس کا ایک محبوب ہے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ میرا مارک سائمن شام کے ایک شہر دیر الزور میں رہتا ہے۔ اتنی رات کو اس نے کیوں فون کیا ہے؟

جولی نے یہی سوال مجھ سے کیا۔ میں نے کہا "تم سے ملنے کے لیے سات بجے دیر الزور سے چلا تھا۔ دمشق پہنچتے ہی کار خراب ہو گئی۔ میں نے اسے گیراج میں دیا ہے۔ لیکن چھپتے چھپاتے تمہارے پاس نہیں پہنچ پا رہا ہوں۔ یہاں شہر میں بڑی دہشت گردی ہو رہی ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی "دہشت گردی؟ اس ملک میں کبھی نہیں ہوا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ابھی تم کہاں ہو؟"

"میں ابھی تک ایک مکان کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ یہاں سے ہی الکبری ہوٹل ہے۔ وہاں جا رہا ہوں۔ میں نے مدد کے لیے خفیہ ایجنسی کے انچارج کو فون کیا تھا۔ اس کے گھر میں [illegible] ہے۔ دہشت گردوں نے انچارج کو بھی گولی مار دی ہے۔"

"او گاڈ! مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ خفیہ ایجنسی کے انچارج کو ہلاک کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ تم ہوٹل میں انتظار کرو میں ایک آدھ گھنٹے میں آؤں گی۔"

اس نے فون بند کر کے ملازم کو بلانے کے لیے بیل بجائی۔ ملازم فوراً حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا "کیا مسٹر کارز جاگ رہے ہیں؟"

"جی ہاں دو یا ڈھائی گھنٹے پہلے وہ آپ کو جگانے کے لیے آرہے تھے۔ میں نے کہا، آپ نے ڈسٹرب کرنے سے منع کیا ہے۔"

"مسٹر کارز سے کہو، میں نے فوراً بلایا ہے۔"

ملازم چلا گیا۔ وہ لباس تبدیل کر کے آئینے کے سامنے بالوں کو برش کرنے لگی۔ کارز میسن نے تیزی سے چلتے ہوئے آکر کہا "تھینکس گاڈ! تم وقت سے پہلے بیدار ہو گئی ہو۔ یہاں تو ہم پر قیامت گزر رہی ہے۔ خفیہ ایجنسی کے تمام جاسوس اپنے انچارج سمیت مارے گئے ہیں۔"

"وہ سب مختلف مقامات پر رہتے تھے اور کبھی خود کو جاسوس کے طور پر ظاہر نہیں کرتے تھے اگر وہ ایک ہی رات میں چند گھنٹوں کے اندر مارے گئے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایسا ہی کیا ہے۔"

"ہاں ابھی دس منٹ پہلے امریکا سے ہماری سی آئی اے کی طرف سے رپورٹ ملی ہے۔ یہاں صفیہ اور جلال فارسی نامی بابا صاحب کے ادارے کے دو جاسوس تھے۔ آج جلال فارسی کی جگہ فرہاد یہاں آیا ہے صفیہ تو ماری گئی ہے۔ فرہاد بچ کر نکل گیا ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یہاں ہماری خفیہ ایجنسی کا خاتمہ کر دیا ہے۔"

"یہ تو میں سمجھ رہی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کو نیست و نابود کرنے کی پلاننگ پر عمل کرنے کی جو ناکامی ہوئی ہے۔ اس کے جواب میں انتقامی کارروائی ضرور ہوگی۔ لیکن یہ توقع نہیں تھی کہ جوابی کارروائی دمشق سے شروع ہوگی اور فرہاد علی تیمور یہاں آیا ہے تو ملک شام کے اس شہر دمشق کی کوئی اہمیت ہوگی۔ امریکا میں ہمارے جتنے پلان میکرز ہیں۔ ان سے فون پر تصدیق کرو، کیا واقعی فرہاد اس شہر میں ہے اور معلوم کرو کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے انتقامی کارروائی کے لیے ملک شام کو پہلی اہمیت کیوں دی ہے؟"

"مس جولی! مجھ سے زیادہ تمہاری اہمیت ہے۔ سی آئی اے کے افسران اور پلان میکرز تمہیں سیکرٹ ایجنٹ کی حیثیت سے جانتے ہیں۔"

وہ گھور کر بولی "میری بات نہ کاٹا کرو۔ فون پر ان سے کہو کہ میں شاور لے رہی ہوں۔ اس لیے تمہارے ذریعے معلومات حاصل کر رہی ہوں۔"

وہ فون کے پاس چلا گیا۔ جولی کے ذہن میں مارک سائمن کی شخصیت کو نقش کیا گیا تھا۔ اس عمل کے نتیجے میں وہ سوچ رہی تھی کہ مارک سائمن قد آور اور صحت مند ہے۔ ذہین اور زبردست فائٹر ہے۔ یہاں محل کی مصروفیات کے باعث اس نے عارضی طور پر اپنے اس محبوب کو بھلا دیا تھا۔

یہ باتیں اس کی ذہن میں نہیں آسکتی تھیں کہ اس نے کبھی کسی کو رازداری سے اپنا محبوب یا دوست نہیں بنایا ہے۔ اس نے سوچنے کے دوران پلٹ کر دیکھا۔ کارز میسن کہہ رہا تھا "جسٹ اے منٹ۔ مس جولی باتھ روم سے آگئی ہیں۔"

اس نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا "کوئی ٹاپ سیکرٹ ہے۔ وہ صرف تمہیں بتا سکتے ہیں۔"

جولی نے تیزی سے قریب آکر ریسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا "ہیلو میں ٹائن اوناٹن جولی ڈی سوزا بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے سی آئی اے کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "وہاں ہماری پوری خفیہ ایجنسی نابود ہو گئی ہے۔ تمہیں براہ راست ہم سے بات کرنا چاہیے۔"

"جب اتنی بڑی واردات ہو تو میں ٹینشن سے بچنے کے لیے دیر تک شاور کے ٹھنڈے پانی میں بھیگتی رہتی ہوں۔ آپ تصدیق کریں کیا واقعی فرہاد دمشق میں ہے۔"

"ٹاپ سیکرٹ یہی ہے کہ ہمارے آخری ٹیلی پیتھی جاننے والے کے بارے میں تم جانتی ہو۔ اس نے تصدیق کی ہے۔ وہ فرہاد کو ہلاک کرنے کے لیے دیر تک ٹریپ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کے ساتھ رہنے والی مونیا ہلاک ہو چکی ہے۔ وہ بچ کر نکل گیا ہے۔"

جولی نے کہا "آپ اچھی طرح سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے انتقامی کارروائی ہے۔"

"ہاں۔ اب وہ دوسری چال چل رہے ہیں۔ ہمارے زیر اثر رہنے والے مسلم ممالک کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ سپر پاور کے زیر سایہ اپنے ملکوں میں امن و امان قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ یہ ہمارے لیے بڑا چیلنج ہے۔"

"ہم حکومت کو تسلی دیں گے۔ ہمارا سفیر بھی امن و امان کی ذمے داری لے گا۔ لیکن انہوں نے انتقامی کارروائی کی ابتدا یہاں سے کیوں کی ہے؟"

"یہ ان کی مرضی ہے۔ انتقامی کارروائی کہیں سے بھی شروع کر سکتے ہیں۔"

"نو سر! یہ سیاسی انتقامی کارروائی ہے۔ اس میں اپنی مرضی نہیں، سیاسی اور جغرافیائی حالات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ ان کی سیاست یہ ہے کہ وہ ہمارے مقابلے میں بابا صاحب کی طاقت کی برتری ثابت کریں گے۔ جغرافیائی حقیقت یہ ہے کہ ملک شام، اسرائیل کا پڑوسی ہے ہم باقی مسلم ممالک کو ایٹمی طاقت رکھنے والے اسرائیل کی دھونس دیتے ہیں۔ اب اسرائیلی اکابرین کو معلوم ہوگا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے حملے کر رہے ہیں اور فرہاد بذات خود پڑوس میں موجود ہے تو ملک شام کے معاملے میں اسرائیل ہماری حمایت نہیں کرے گا۔"

"مس جولی ٹائن اوناٹن! تم نے ان کی انتقامی کارروائی کا بڑی ذہانت سے تجزیہ کیا ہے۔ اسی لیے ہم تمہاری قدر کرتے ہیں۔"

"سر! اب چونکہ فرہاد یہاں موجود ہے۔ اس لیے میں آپ کو بتا دوں کہ میرا ایک پرائیویٹ باڈی گارڈ بھی ہے اور میرے لیے جاسوس کے طور پر اہم کام کرتا ہے۔ فرہاد کی موجودگی میں اسے بھی

خطرہ ہے اور مجھے بھی اس لیے خطرہ ہے کہ وہ میرے دماغ تک پہنچنے کے لیے یوگا کی مہارت کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔"

"کیا تم اور زیادہ سیکیورٹی چاہتی ہو؟"

"نہیں صرف اپنے باڈی گارڈ کو اپنے ساتھ یہاں رکھنا چاہتی ہوں۔ وہ بھی امریکن ہے۔ اس کا نام مارک سائن ہے۔"

"اگر مارک سائن کی موجودگی میں محفوظ رہ سکتی ہو تو اسے ساتھ رکھ لو۔"

"تھینک یو سر! آپ کل تک دوسری خفیہ ایجنسی یہاں قائم کریں۔ اگر ان میں یوگا کے ماہر ہوں گے تو آئندہ فرہاد یہاں امن و امان کو تباہ نہیں کرے گا۔"

"میں ابھی معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ جتنے جاسوس یوگا کے ماہر ہوں گے انہیں وہاں بھیجا جائے گا۔"

وہ ریسیور رکھ کر کارنر میسن سے بولی "میں اپنے فرینڈ کے پاس جا رہی ہوں۔ اسے یہاں لاؤں گی۔ میری کار کے آگے پیچھے سیکیورٹی گارڈز کی دو گاڑیوں کا فوراً انتظام کرو۔"

وہ حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ وہ اس محل میں شاہ کا مشیر اعلیٰ تھا اور جولی اس کی سیکریٹری تھی۔ لیکن درپردہ اس سے برتر تھی۔ یہ بات راز میں رکھی گئی تھی کہ ایک امریکی سیکرٹ ایجنٹ وہاں سیکریٹری کی حیثیت رکھتی ہے۔

جولی پورے حفاظتی انتظامات کے ساتھ الکبریٰ ہوٹل کے اس کمرے میں آئی جہاں میں اس کا منتظر تھا۔ اس پر تنویمی عمل کرنے والا ہمارا سراغ رساں اس کے دماغ میں موجود تھا۔ اس نے جولی کو یہ سمجھنے کا موقع نہیں دیا کہ میں اجنبی ہوں۔ میں نے دونوں بازو اس کی طرف بڑھا کر کہا "ہائے جولی! ہم کتنے ماہ بعد مل رہے ہیں۔"

وہ آگے بڑھ کر میرے گلے کا ہار بن گئی۔ پھر بولی "محل میں مصروفیات کے باعث تم سے رابطہ بھی نہیں کر سکی۔ اب میں نے اعلیٰ افسر سے اجازت لے لی ہے۔ تم دن رات میرے ساتھ رہا کرو گے۔ چلو میرے ساتھ۔"

اندھا کیا چاہے؟ دو آنکھیں۔ میں اس کی دو شرابی آنکھوں کے ساتھ ہوٹل سے نکل کر اس کے برابر کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ صبح ہونے والی تھی۔ ویسے رات ہی سے پولیس' انٹیلی جنس اور انتظامیہ میں کھلبلی پیدا ہو گئی تھی۔ خفیہ ایجنسی کے پندرہ جاسوس' ایک انچارج' ایک اور جاسوس ٹیری جانسن اور صفیہ (مورینا) کو ملا کر کل اٹھارہ افراد مارے گئے تھے۔ امریکا کا یہ دعویٰ کمزور پڑ گیا تھا کہ اس کے زیر اثر رہنے والے ملکوں میں دہشت گردی نہیں ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑی کمینگی ہے کہ جو ممالک پوری طرح اس کے شکنجے میں نہیں رہتے ہیں۔ وہاں وہ دہشت گردی کراتا رہتا ہے۔

پولیس' انٹیلی جنس اور انتظامیہ والوں کو وفادار کے سا[illegible] جواب دہ ہونا تھا۔ اس سے پہلے وہ قاتلوں کو تلاش کرتے پھر[illegible] تھے۔ وہاں جرائم کم ہوتے تھے۔ مجرموں میں چور' ڈاکو یا اسمگل[illegible] کرتے تھے۔ کبھی کوئی قاتل بھی پکڑا جاتا تھا۔ لیکن اتنی بڑی تو[illegible] میں خون خرابا نہیں ہوا تھا۔ ان کے سامنے قتل ہونے والو[illegible] تعداد تھی۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ قاتل کتنی تعداد[illegible] ہوں گے۔

امریکی سفیر نے کہا "یہ سب کچھ ہماری توقع کے خلاف[illegible] ہے۔ دشمنوں نے اچانک ایسی دہشت گردی کی ہے اور یہاں[illegible] امن و امان کو چیلنج کیا ہے۔"

وفادار نے کہا "ہمیں امریکا کی طرف سے یقین دلایا گیا تھا او[illegible] ضمانت دی گئی تھی کہ کبھی کوئی دشمن ہماری طرف انگلی بھی نہ[illegible] اٹھائے گا۔ پھر ایک رات میں اٹھارہ افراد کیسے مارے گئے؟ ا[illegible] ایک قاتل کیوں نہیں پکڑا گیا؟"

کارنر میسن نے کہا "جہاں ہمیشہ امن و امان رہتا ہو' وہاں[illegible] اچانک دہشت گرد آ کر آناً فاناً واردات کر کے فرار ہو جائیں[illegible] قانون کے محافظوں کو ان کے قدموں کے نشانات بھی نہیں ملتے[illegible]"

"لیکن یہ دہشت گرد ہیں کون؟"

"یہ وہی دہشت گرد مرحبا توصیف' قاسم بن حسام اور فرہا[illegible] گیلانی ہیں جو مجاہدین اعظم کہلاتے ہیں۔ یہ امریکا جیسے ہم د[illegible] دوست ملک کے دشمن ہیں۔ انہوں نے پہلی مرتبہ اس اسلامی ملک[illegible] میں اس لیے دہشت گردی کی کہ آپ امریکا کے دوست ہیں۔"

ایک مشیر نے کہا "صرف کہنے سے کوئی بات نہیں بنتی۔ [illegible] ایک اندازہ ہے' ثبوت اور گواہ کوئی نہیں ہے۔"

ایک اور مشیر نے کہا "ثبوت اور گواہی کے ساتھ میں کہ[illegible] ہوں کہ بابا صاحب کے ادارے سے پچھلی رات صرف وہ اٹھار[illegible] افراد مارے گئے ہیں جو درپردہ امریکی جاسوس تھے۔"

امریکی سفیر اور کارنر میسن نے چونک کر اس مشیر کو دیکھا۔ [illegible] بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ مردوں کے اجلاس میں عورتوں کو آنے[illegible] اجازت نہیں تھی اس لیے جولی ایک دروازے کے پیچھے ایک کرس[illegible] پر بیٹھی ہوئی تھی۔

میں نے اس مشیر سے پوچھا "آپ کسی ثبوت کے بغیر کیسے کہ[illegible] سکتے ہیں کہ پچھلی رات رات بابا صاحب کے ادارے کی طرف[illegible] حملہ کیا گیا تھا؟"

مشیر نے کہا "ثبوت یہ ہے کہ اس ادارے کا ایک ٹیلی پیتھ[illegible] جاننے والا ابھی میرے دماغ کے اندر ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ امر[illegible] اب سپر پاور نہیں رہا۔ پچھلے دنوں اس کے آرمی ہیڈ کوارٹر[illegible] راکٹوں سے' میزائلوں سے اور بمبار طیاروں سے حملے ہوئے[illegible] وہاں جس قدر تباہی ہوئی۔ اسے دنیا والوں سے چھپانے کی کوشش[illegible]

کی گئیں۔ پھر یہیں بڑی حد تک یہ عجیب و غریب بات سامنے آئی کہ روس' جرمن' فرانس اور اسرائیل پر ایسے تباہ کن حملے کیے گئے۔ اور یہ تمام بڑے ایٹمی قوت کہلانے والے ممالک پراسرار خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔"

وفادار نے کہا "یہ خبریں مختصر طور پر اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئی ہیں۔ جس طرح اہم رازوں کو چھپایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بات چھپائی گئی ہے کہ یہ حملے کس نے کیے۔"

مشیر نے کہا "یہ تمام ممالک ایک بہت بڑی سازش کے تحت متحد ہو کر بیک وقت بابا صاحب کے ادارے پر زبردست حملے کر کے اسے نیست و نابود کر دینا چاہتے تھے۔ اس کے برعکس وہی حملے ان کے اپنے ملکوں میں ہوئے۔ یہ تمام ممالک بابا صاحب کے ادارے کو الزام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ حملے کے دن دنیا کے نامور صحافی' وکلاء' دانشور اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ادارے میں موجود تھے۔ سب ہی گواہ ہیں کہ اس ادارے سے ایک بھی میزائل نہیں پھینکا گیا اور نہ ہی ہوائی حملہ کیا گیا۔"

کارنر میسن نے کہا "بات کو دوسری طرف موڑا جا رہا ہے۔ ہمیں صرف اس بات کا جواب دیا جائے کہ شام ایک پرامن ملک ہے۔ یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے دہشت گردی کیوں کی؟"

آخر کار مشیر نے کہا "دوستوں کو اور یہاں کی مسلمان رعایا کو یہ بتانے کے لیے کہ وہ اب امریکا کے سائے میں محفوظ نہیں رہیں گے۔ کل رات صرف اٹھارہ امریکی جاسوس مارے گئے۔ آئندہ اس سے بھی بڑے بڑے حملے ہوں گے تو جو سپر پاور اپنے آرمی ہیڈ کوارٹر کو نہ بچا سکا' وہ آپ کے ملک کو تباہی سے کیسے بچائے گا؟"

ایک مشیر نے کہا "بابا صاحب کا ادارہ تمام بڑے ممالک کی مخالفت کرتا رہتا ہے۔ لیکن ہم سے مخالفت کی وجہ کیا ہے؟"

"وجہ یہ ہے کہ یہ اسلامی ملک ہے۔ لیکن مسلم ممالک سے آپ کا اتحاد نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ دو تین اسلامی ملک ایٹمی قوت رکھتے ہیں۔ باقی تمام غیر اسلامی ممالک بڑی ایٹمی قوتوں کے مالک ہیں۔ آپ ان ممالک کے دوست اس لیے ہیں کہ ان سے خوف زدہ ہیں۔ اسلامی ممالک میں ان کی طرح سیکڑوں ایٹم بم نہیں ہیں۔ لہٰذا اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا قتل عام کیا جاتا ہے۔ انہیں ان ملکوں سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو آپ خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی سلامتی کا ٹھیکا امریکا نے لے رکھا ہے۔"

"دنیا کا ہر شخص' ہر ملک پہلے اپنی سلامتی کے ذرائع مضبوط کرتا ہے۔"

"اب ہم یہی ثابت کریں گے کہ آپ کو سلامتی کے ذرائع امریکا سے حاصل ہوں گے یا بابا صاحب کے ادارے سے؟ ہم اس بات پر غور کرنے کا موقع دیں گے اور جب ہم موقع دیتے رہیں گے۔ اس وقت تک کسی امریکی یا بڑے ممالک کے افراد یہاں نہیں رہیں گے۔ جس طرح کوسوا سے ہزاروں مسلمانوں کو بے گھر ہو کر اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ اسی طرح اڑتالیس گھنٹوں کے اندر یہاں سے تمام غیر ملکیوں کو نکالیں۔"

"ان ممالک سے ہمارے سفارتی تعلقات ہیں۔"

"پہلے تمام اسلامی ممالک سے اتحاد کریں۔ مضبوط سفارتی تعلقات قائم کریں۔ بیرونی حملوں سے ایک دوسرے کو محفوظ رکھنے کے فوجی انتظامات کریں۔ جب تک آپ متحد ہوتے رہیں گے اور مضبوط ہوتے رہیں گے تب تک بابا صاحب کا ادارہ آپ تمام اسلامی ممالک کی حفاظت کرتا رہے گا۔ سپر پاور اور بڑے ممالک متحد ہو کر آپ پر حملہ کریں گے تو ان کا انجام اس سے بھی برا ہو گا' جو پچھلے دنوں ہو چکا ہے۔ اب میں اس مشیر کے دماغ سے جا رہا ہوں۔ آپ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک سے سر جوڑ کر سوچیں کہ آپ کی بھلائی اور سلامتی کس حکمت عملی سے قائم رہے گی۔ خدا حافظ۔"

وفادار کے طلب کیے ہوئے اجلاس میں خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ امریکی سفیر اور کارنر میسن کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

O☆O

پیرس کے ایک اپارٹمنٹ میں تین غیر ملکی سراغ رساں بیٹھے پی رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا' یہاں اب تک کئی نامور اور تجربے کار جاسوس آ چکے ہیں۔ لیکن یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی نظروں میں نہیں آتے۔ یہاں کے ائرپورٹ سے وہ دوسرے ملکوں میں تو جاتے ہوں گے۔"

دوسرے نے کہا "میرے پاس ٹیلی اسکوپک اینٹی میک اپ لینس ہے۔ دور سے دیکھو تو دشمن کا اصل چہرہ ان کے میک اپ کے پیچھے چھپا رہنے کے باوجود نظر آ جاتا ہے۔ لیکن آج تک کسی کا میک اپ زدہ چہرہ نظر نہیں آیا۔"

"کیسے نظر آئے گا؟ وہ پہلے ہی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کر لیتے ہیں کہ کون انہیں کس طرح دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر چند لمحات کے لیے غائب دماغ بنا دیتے ہوں گے۔ پھر تم انہیں دیکھ کر بھی نہیں دیکھ پاتے۔"

تیسرے نے کہا "کل رات کی فلائٹ سے ایک مسلمان عورت لبنان سے آئی تھی۔ اس کا نام مسز حسنہ جمشید تھا۔ وہ ائرپورٹ سے ایک کار میں بیٹھ کر گئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا پیچھا کیا۔ وہ بابا صاحب کے ادارے جانے والے راستے پر جا رہی تھی۔ جب ہم نے یقین کر لیا کہ وہ ادارے میں جا رہی ہے تو ہم نے اس کی کار کو اوورٹیک کرتے ہوئے اسے گولی مار دی۔ اس کے ڈرائیور نے کار روک دی۔ پھر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لے کر اس کا پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات نکال لیے۔"

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک دراز کھول کر حسنہ کی وہ

تمام چیزیں اپنے ساتھیوں کے سامنے رکھتے ہوئے بولا "کئی دنوں کی جاسوسی کے بعد آخر ادارے کی ایک عورت اور ڈرائیور کو ٹھکانے لگایا ہے۔"

ایک نے کہا "پھر تو تمہیں یہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ ڈیوٹی پر رہنا چاہیے۔ یہاں تم اور تمہارے ساتھی زندہ رہیں گے؟"

"کیوں نہیں رہیں گے؟ ہم نے واردات کی جگہ کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ہے۔ کسی نے ہمیں دیکھا بھی نہیں ہے۔"

"اس حسنہ نامی عورت سے یا اس کے ڈرائیور سے کوئی بات تو کی ہوگی؟"

"صرف ڈرائیور کو کار سے باہر آنے کے لیے کہا تھا۔"

"تم نے کہا تھا یا تمہارے ساتھی نے؟"

"میرے ساتھی نے۔"

"تم محفوظ ہو یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے اپنے ساتھی کو فون کرو۔"

وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے بولا "ہم لوگ... خوامخواہ ان ادارے والوں سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ کوئی جادوگر تو نہیں ہیں۔"

رابطہ ہوگیا۔ کسی عورت کی آواز سنائی دی "ہیلو گارسن! مجھے کس لیے فون کیا ہے؟"

گارسن نے حیرانی سے پوچھا "تم کون ہو؟ میں نے اپنے ساتھی ڈربی کو فون کیا تھا۔"

"تمہارے دونوں ساتھی ڈربن اور کارسن اس دنیا میں نہیں رہے۔ تم نے بے خیالی میں میرا موبائل نمبر ڈائل کیا ہے۔"

"کیا ڈربی اور کارسن مرچکے ہیں؟ تم کیسے جانتی ہو؟"

"مجھے گولی ماری گئی۔ میں نہیں جانوں گی تو اور کون جانے گا میرا نام حسنہ ہے۔ تمہارے ساتھی نے ڈرائیور کو مخاطب کرکے بڑی غلطی کی تھی۔ اب تم میرے نشانے پر ہو۔ میں اس ایک ساتھی کے ذریعے تم سب کے دماغوں میں پہنچ چکی ہوں۔"

"نہیں۔ میں یہاں نہیں رہوں گا۔ کہیں دور چلا جاؤں گا۔"

"باہر جانے کا ایک ہی دروازہ ہے۔ اسے نہ کھولنا۔ میں بند دروازے کے سامنے موبائل فون کان سے لگائے کھڑی ہوں۔ اب فون بند کرکے رکھ رہی ہوں۔"

فون بند ہوگیا۔ وہ ریسیور کو کریڈل پر پٹخ کر بولا "وہ ہمارے اس بند دروازے کے سامنے کھڑی ہے۔"

ایک نے پوچھا "کون کھڑی ہے؟ تم کس سے باتیں کررہے تھے؟"

"حسنہ ہے۔"

"حسنہ ہے؟ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تم تو... اسے گولی مار چکے ہو۔"

"ہاں۔ وہ تو مرگئی تھی۔ وہ زندہ نہیں ہوسکتی۔ وہ مرچکی ہے۔ وہ بند دروازے کے باہر نہیں ہے۔"

"تونے تو اپنے ساتھیوں کو فون کیا تھا؟"

"ہاں مگر حسنہ سے لائن مل گئی۔"

"پھر وہی حسنہ؟ ابے وہ مرچکی ہے۔ کیا تونے اس کی لاش نہیں دیکھی تھی؟"

اس کے دماغ میں بات آئی "لاش باہر کھڑی ہے۔" اس نے ساتھیوں سے یہی کہا۔ ایک اٹھتے ہوئے بولا "گارسن! ایک ہی پیگ میں تجھے چڑھ گئی۔ لے دیکھ میں دروازہ کھول رہا ہوں۔"

اس نے تیزی سے چلتے ہوئے آکر دروازہ کھولا۔ پھر ٹھٹک گیا۔ گارسن اچھل کر کھڑا ہو کر بولا "حسنہ؟ تم؟ تم تو مرچکی تھیں؟"

وہ دروازہ کھولنے والے کے منہ پر ایک گھونسا مارتی ہوئی اندر آئی۔ گھونسا کھانے والا پیچھے لڑکھڑاتا ہوا گیا۔ وہ نفرت سے بولی "گارسن! حسنہ نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ اسے اور ڈرائیور کو قتل کرکے تم لوگوں نے کیا حاصل کیا؟"

وہ تینوں فوراً ریوالور اور شاٹ گن وغیرہ نکال کر اپنی حفاظت کے لیے کھڑے ہوگئے۔ وہ بولی "میں سونیا ہوں۔ حسنہ بن کر لبنان جانے سے پہلے انتقام لینے آئی ہوں۔ اس ایک بے چاری کے بدلے تمہارے دو ساتھی مارے گئے۔ یہاں تم تین مارے جاؤ گے۔ ابھی ائرپورٹ پر جتنے جاسوس ہوں گے۔ وہ بھی حرام موت مریں گے۔"

وہ باری باری ایک ایک کے دماغ میں گئی۔ تینوں نے اپنے ہتھیار دور پھینک دیے۔ پھر گھبرا کر دور پھینکے ہوئے ہتھیاروں کو دیکھنے لگے وہ ایک کرسی پر آکر بیٹھتی ہوئی بولی "آؤ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔"

وہ تینوں اس پر اچانک جھپٹنا چاہتے تھے۔ انہوں نے پھر یہی کیا۔ لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے کی ٹانگ پر ٹانگ ماری اور تیسرے کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ مار کر خود دوڑتے ہوئے جاکر سامنے والی دیوار سے اپنے سر کو ٹکرا دیا۔ پھر تکلیف سے چیخ مار کر گر پڑا۔

جس کے منہ پر الٹا ہاتھ پڑا تھا۔ اس نے فوراً سنبھل کر اپنی جیب سے چاقو نکال کر کھولتے ہوئے سونیا کی طرف چھلانگ لگائی لیکن زمین پر گرے ہوئے دو ساتھیوں میں سے ایک پر گرتے ہوئے چاقو اس کے سینے میں اتار دیا۔

"میں آرام سے بیٹھنے کا بول رہی ہوں اور تم مستیاں کررہے ہو۔ آخر ایک کی جان لے لی۔ کم آن اس چاقو سے لہو صاف کرو اور مجھے دو۔"

وہ جس کے دماغ میں تھی اس نے لہو صاف کرکے کھلے ہوئے چاقو کو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر رکھ کر سر جھکاتے ہوئے پیش کیا۔ پھر اپنے زندہ ساتھی کی گردن پکڑ کر بولا "میڈم نے کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا ہے۔ آؤ بیٹھو۔"

وہ دونوں میز کے دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ سونیا نے کھلے ہوئے چاقو کو ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "تمہارے سامنے

فون رکھا ہوا ہے۔ گارسن تمہارا تعلق روس سے ہے اپنے اعلیٰ افسر سے فون پر بات کرو۔"

"وہ۔ وہ یہاں نہیں ماسکو میں ہے۔"

"میں تمہیں ماسکو جانے نہیں، فون پر بات کرنے کو کہہ رہی ہوں۔ ہری اپ۔ دیر نہ کرو۔"

وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سونیا نے دوسرے سے کہا "فرانس میں جتنے جاسوس ہیں۔ ان کے نام اور پتے یاد کرو۔"

وہ یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ثانی اس کے دماغ میں تھی۔ اس دوسرے کا تعلق امریکا سے تھا۔ اس نے سونیا سے موبائل فون لے کر اپنے ایک ایک ساتھی جاسوس سے رابطہ کیا اور کہا "موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ بہتر ہے خودکشی کرلو۔ ہمارے بڑوں کو وارننگ دی گئی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کے آس پاس اور پورے فرانس میں کسی جاسوس کا وجود نہیں ہونا چاہیے۔ اب ہمارے بڑے ہمیں نہیں بچاسکیں گے۔"

وہ موبائل کے ذریعے جس سے بھی رابطہ کرتا رہا۔ ثانی اس دشمن جاسوس کو خودکشی پر مجبور کرتی رہی۔

گارسن ریسیور کان سے لگائے اپنے ایک ایک ساتھ جاسوس سے باری باری رابطہ کرتا رہا۔ اور سونیا انہیں خودکشی پر مجبور کرتی رہی۔ پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے فرانس کی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "ہم نے کہا تھا کہ کسی فرانسیسی جاسوس کو ہماری ناک میں نہیں رہنا چاہیے۔ تم نے بات مان لی۔ لیکن رازداری سے امریکی اور روسی سراغ رسانوں کا یہاں جال پھیلا دیا۔"

"میڈم! امریکا اور روس نے اپنے مقاصد کے لیے بھیجا ہوگا۔ ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔"

"تم انجان بنے رہو۔ مگر ہماری طرف سے ان دونوں ممالک تک یہ خوش خبری پہنچادو کہ اب ان کا کوئی جاسوس فرانس میں زندہ نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی طرح بچ گیا ہوگا تو وہ فرار ہوجائے گا۔ یا مارا جائے گا۔"

"میں ابھی انہیں یہ بتا رہا ہوں۔ مگر ہم سے تو کوئی شکایت نہیں ہے؟"

"یہ سوال نہ کرو۔ اس بات پر غور کرو کہ امریکا کو سٹیلائٹ کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے اندرونی حصوں کی جاسوسی کرنے میں ناکامی ہورہی ہے۔ تو تم سب زمین پر رہ کر کس طرح ہمارے خلاف جاسوسی کرو گے؟ آج صرف آج امریکا اور روس کے بتیس جاسوس مارے گئے ہیں۔ وہ مرنے والے باہر سے آئے تھے۔ مگر تمہاری میونسپلٹی والے ان کی لاشیں اٹھائیں گے۔"

سونیا کی خیال خوانی کے دوران گارسن اور اس کے ساتھی نے کئی بار سامنے رکھے ہوئے چاقو کو اٹھانے کی کوششیں کیں۔ لیکن ثانی نے ان کی کوششوں کو ناکام بنادیا۔ پھر اچانک ہی گارسن نے جھپٹ کر چاقو کو اٹھایا۔ پھر ماہر چاقو باز کے انداز میں ہاتھ گھما کر اپنے ساتھی کے سینے میں پیوست کردیا۔

سونیا نے کہا "کتے کی دم ہو، کبھی سیدھے نہیں ہو گے۔ میں حسنہ کا یہ پاسپورٹ اور ضرور کاغذات لینے آئی تھی۔"

اس نے میز پر سے اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھا کر کہا "تم اپنی ضرورت کا چاقو پکڑے رہو۔ تمہارے کام آئے گا۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ جانے لگی۔ گارسن نے چیخ کر کہا "نہیں، میں یہ چاقو نہیں پکڑوں گا۔ اسے پھینک دوں گا۔ میں اسے پھینک رہا ہوں۔ تم سن رہی ہو؟"

سونیا اپارٹمنٹ سے باہر آگئی۔ اس نے باہر سے گارسن کی چیخ سنی۔ پھر اپنی کار میں بیٹھ کر ڈرائیو کرتی ہوئی بولی "ثانی! میں ائرپورٹ جارہی ہوں۔ میرے ضروری سامان کا بیگ وہاں پہنچادو۔"

امریکا، روس اور فرانس کے درمیان ہاٹ لائن پر گفتگو ہورہی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ان سب کے سراغ رسانوں کو بڑی تعداد میں ایسے ہلاک کیا گیا ہے، جیسے قتل عام کیا گیا ہو۔ ہم نے بابا صاحب کے ادارے پر متحد ہو کر حملے کرنے کی سازش کی۔ یہی ہم سے ایک بڑی غلطی ہوئی۔ اب وہ فرانس اور آس پاس کے ملکوں میں ہمارے جاسوس اداروں کو قائم نہیں رہنے دیں گے۔"

انہوں نے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کیا اور کہا "ہمارے جاسوس فرانس میں تھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تقریباً اسّی کلومیٹر دور تھے۔ لیکن میڈم سونیا نے انہیں اتنی بڑی تعداد میں ہلاک کیا ہے، جیسے قتل عام کیا ہو۔"

خلیل بن مکرم نے کہا "یعنی آپ تسلیم کررہے ہیں کہ فرانس میں آپ کے جاسوس بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔"

"آپ ہماری بات پکڑ رہے ہیں۔ ہمارے نہایت اہم سراغ رسانوں کی ہلاکت پر گفتگو کریں۔"

پچھلی بار ہمارے ادارے پر تباہ کن حملے کرنے کی حماقت آپ لوگوں نے کی اور اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری۔ اس کے بعد آپ لوگوں سے گفتگو یا مذاکرات کے مواقع ختم ہوچکے ہیں۔ اب ہماری طرف سے انتقامی کارروائی شروع ہوچکی ہے۔ نتائج کا انتظار کریں۔"

خلیل بن مکرم نے فون بند کردیا۔ امریکی آرمی انٹیلی جنس کے چیف نے دوبارہ رابطہ کرنا چاہا۔ پتا چلا، ان کے خصوصی رابطے والے فون کو کاٹ دیا گیا ہے۔ چیف نے فون کے ذریعے برین آدم سے پوچھا "پتا ہے، آپ کے اور لبنان کے پڑوسی ملک شام میں کیا ہورہا ہے؟"

"کیا ہورہا ہے؟"

"فرہاد علی تیمور دمشق پہنچا ہوا ہے۔ اس نے ایک رات میں ہمارے اٹھارہ جاسوس ہلاک کردیے ہماری خفیہ ایجنسی کو بالکل ہی ختم کردیا۔ شاہ کو اور وہاں کے عوام کو یہ سمجھنے کی راہ دکھا رہا ہے کہ اس ملک میں امریکا کے حفاظتی انتظامات کے باوجود امن وامان

قائم نہیں رہے گا۔ صرف اسلامی ممالک کے اتحاد سے اور بابا صاحب کے ادارے سے ملنے والی ضمانت سے وہ ملک اتنا محفوظ رہے گا کہ نہ امریکا اسے نقصان پہنچا سکے گا اور نہ ایٹمی طاقت رکھنے والا اسرائیل اسے خوف زدہ کرسکے گا۔"

برین آدم نے کہا "یہ تو ہونا ہی تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہم نے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف جو سازشیں کی تھیں' اس کے جواب میں انہوں نے ہمارے ہی ہاتھوں ایک دوسرے کے فوجی اڈوں کو تباہ کرکے انتقام لیا ہے۔ لیکن اب ہمیں مان لینا چاہیے کہ انہوں نے انتقامی کارروائی نہیں کی تھی' ہماری مرضی کے مطابق ہمیں حملے کرنے کا موقع دیا تھا۔ کارروائی تو اب شروع ہوئی ہے۔"

"یہ ہم سب کے لیے تشویش کی بات ہے۔"

"سب کے لیے نہیں' صرف ہمارے لیے' فرہاد علی تیمور دمشق میں نہیں' ہمارے سر پر آبیٹھا ہے۔"

"مسٹر آدم! آپ تنہا نہیں ہیں۔ تمام بڑے ممالک آپ کے ساتھ ہیں۔ میں آج ہی شام کو تمام ممالک کا اجلاس طلب کرتا ہوں۔"

"طلب کریں۔ اگر ہماری سلامتی کی ٹھوس تدابیر ہوں گی تو ٹھیک ہے۔ ورنہ کل ہم اردن کے جنوب مغربی حصے سے اپنی فوجیں واپس بلاکر شام کے شاہ کو یہ یقین دلائیں گے کہ اسرائیل اپنے پڑوسی اسلامی ممالک کا دوست ہے۔"

"مسٹر آدم! آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ ہم نے اسرائیل کو ایٹمی قوت بنایا ہے اور آپ ہمارے خلاف قدم اٹھانے کی دھمکی دے رہے ہیں۔"

"گولی جب تک بندوق میں ہے' دھمکی ہے۔ بندوق سے نکل جائے تو موت بن جاتی ہے۔ ہم اپنی سلامتی کے لیے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج سے نہیں ٹکرائیں گے۔ بہتر ہے آپ تمام بڑے ممالک کے ساتھ ہماری سلامی کی ضمانت دیں۔"

امریکا کے کئی اکابرین بڑے ممالک سے فرداً فرداً رابطہ کرکے کہنے لگے "فرہاد اسرائیل کے پڑوسی ملک میں تخریبی کارروائی شروع کرکے ہماری طاقت کی نفی کررہا ہے۔

ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ فرہاد صرف ایک ملک میں نہیں آیا ہے۔ سونیا' ثانی' سلمان' پارس اور پورس ہمارے زیر اثر رہنے والے ممالک میں آئندہ ہمارے خلاف عملی طور پر کارروائیاں کریں گے۔ ہمارے تمام سفیروں کو واشنگٹن میں آج شام یکجا ہو کر جلد سے جلد ایسی تدابیر کرنا چاہئیں۔ جن پر عمل کرکے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسلامی ممالک سے جانے پر مجبور کردیا جائے۔ ہماری انٹیلی جنس اور تمام پلان میکر اس سلسلے میں مصروف ہیں۔"

امریکا اور تمام بڑے ممالک کے لیے ہم چیلنج بن گئے تھے۔ وہ تشویش میں مبتلا بھی تھے اور یہ خود اعتمادی بھی تھی کہ وہ ہماری انتقامی کارروائیوں کا توڑ کرسکیں گے۔

سونیا ائرپورٹ پر تھی۔ ثانی اس کے ضروری سامان کا بیگ لے آئی۔ سونیا نے پوچھا "علی' ماما کے ساتھ آگیا ہے؟"

"جی ہاں وہ دونوں معموز کو لے کر ادارے میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے آئے ہیں۔"

"تم ادارے میں جاؤ گی۔ یا یہاں کاٹیج میں رہو گی؟"

"علی اور ممی یہاں آرہے ہیں۔ میں یہاں ایک دن ایک رات رہوں گی۔ کل ادارے میں چلی جاؤں گی۔"

سونیا نے مسکرا کر پوچھا "پارس کے بغیر دل کہیں نہیں لگ رہا ہے؟"

وہ بھی مسکرا کر بولی "ہاں یہ تو حقیقت ہے۔ ویسے جناب تبریزی کی بھی ہدایت ہے۔"

"ہوں تو پھر کوئی خاص بات ہے۔"

"آپ کے لیے بھی ایک ہدایت ہے۔ اپنا یہ بیگ لے کر واش روم میں جائیں اور اسے کھولیں۔"

سونیا بیگ لے کر کھڑی ہوگئی۔ ثانی نے کہا "جب تک آپ واپس آئیں گی تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔ دور سے آپ کو دیکھ کر چلی جاؤں گی۔ وش یو اے گڈ اینڈ فنٹاسٹک جرنی۔"

سونیا اس سے مصافحہ کرکے واش روم کی طرف چلی گئی۔ ثانی دور ایک میگزین اسٹال کے پاس آکر ایک رسالہ کھول کر دیکھتی ہوئی بولی "مما! آپ بیگ کھول کر دیکھ چکی ہیں۔ اس سامان کو کیسے ایڈجسٹ کریں گی؟"

"یہ تو میں کر ہی لوں گی۔ مگر میری جگہ تم ہوتیں تو کیا کرتیں؟"

"میں اسی لباس اور میک اپ میں رہتی۔ مگر کبڑی بن جاتی۔"

"میں بھی یہی کررہی ہوں۔"

ثانی نے رسالہ رکھ کر ایک اخبار کو اٹھا کر پڑھا۔ اس کے پہلے صفحے پر ایک سب ہیڈ لائن لکھی ہوئی تھی "دمشق میں پہلی بار بڑے پیمانے پر دہشت گردی۔

مختصر سی خبر یہ تھی کہ ایک رات میں اٹھارہ افراد کو قتل کیا گیا۔ قتل ہونے والوں میں تیرہ امریکی تھے اور پانچ مقامی باشندے' جو مختلف امریکی کمپنیوں میں ملازمتیں کرتے تھے۔

اتنی بڑی خبر کو سیٹلائٹ اور ٹی وی کے ذریعے نشر نہیں کیا گیا بڑے ممالک کے بیشتر اخبارات نے بھی اس خبر کو شائع نہیں کیا ہے۔ اس رازداری کی وجہ صرف یہی ہوسکتی تھی کہ امریکا کے زیر اثر رہنے والے ممالک میں کبھی دہشت گردی اور تخریب کاری نہیں ہوئی۔ دمشق میں ہونے والی دہشت گردی کے باعث امریکا کی برتری اور حفاظتی انتظامات پر حرف آئے گا۔

یاد رہے کہ اب سے پہلے امریکا' روس' جرمنی اور فرانس وغیرہ کے فوجی اڈوں پر زبردست حملے ہوئے تھے۔ بڑے ممالک ایسی تخریب کاری کو چھپانے کے باوجود نہ چھپا پائے تھے۔ ہمارے اخبار نے دمشق میں ہونے والی دہشت گردی کی خبر سب سے پہلے شائع کی ہے۔ آئندہ دو چار دنوں میں ہماری شائع کردہ خبر کی تصدیق ہوجائے گی۔

ثانی اخبار پڑھنے میں وقت گزار رہی تھی۔ اس نے اخبار کی پلیٹ ادا کرکے ایک طرف دیکھا۔ سونیا کبڑی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا لباس اور میک اپ وہی تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں بیگ پکڑے ہوئے تھی۔ ثانی نے کہا "مما! آپ کا کبڑا پن پرفیکٹ ہے۔ آپ چیکنگ کے مرحلے سے گزریں میں موجود رہوں گی۔"

سونیا اندر گئی۔ اپنا بیگ چیک کرایا۔ بورڈنگ کارڈ حاصل کیا۔ لیڈیز کو چیک کرنے کے لیے ایک کیبن تھا۔ اس کیبن میں دو خاتون اہل کاروں نے سونیا کے لباس کو چیک کیا۔ دونوں کے دماغوں میں سونیا اور ثانی تھیں۔ انہوں نے چیک کرنے والیوں کو یہ سمجھنے کا موقع نہیں دیا کہ وہ کوبڑ مصنوعی ہے۔ اس طرح وہ چیکنگ کے مرحلے سے گزر گئی۔

جب فلائٹ کی پرواز کا اعلان ہوا تو وہ ویٹنگ روم سے نکل کر ایک کوریڈور سے گزرتی ہوئی طیارے میں آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پرواز کے وقت مسافر بہت کم تھے۔ مسافروں میں اس کے علاوہ دو عورتیں اور دس مرد تھے۔ اس کی چھٹی حس نے کہا' خطرہ ہے۔ طیارے میں ایک بھی ائرہوسٹس نظر نہیں آرہی تھی۔

اس نے اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی ایک صحت مند جوان عورت سے پوچھا "آج کیا بات ہے کہ جہاز تقریباً خالی خالی ہی نظر آرہا ہے۔"

وہ مسافر عورت بولی "جہاز کی پرواز ہموار ہوچکی ہے۔ سیٹ بیلٹ کھول لینا چاہیے۔"

سونیا نے سیٹ بیلٹ کھول کر کہا "ایک بھی ہوسٹس نظر نہیں آرہی ہے۔"

اس نے ہوسٹس کو بلانے کے لیے اوپر لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔ اسی وقت اسپیکر سے آواز ابھرنے لگی "ہیلو سونیا! میں تمہارے ساتھ بیٹھی ہوں۔ اور میری آواز کا ٹیپ چل رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس طیارے میں تم صرف میری آواز سنو۔ تاکہ تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والی صرف میرے دماغ میں آسکیں۔ باقی یہاں ایک عورت اور دس مرد سب گونگے رہیں گے۔ تم میں سے کوئی ہمارے آدمیوں کے دماغوں میں نہیں آسکے گا۔ حتیٰ کہ جہاز کا پائلٹ اور کوپائلٹ بھی گونگے رہیں گے۔

"تم سوچنے اور اپنے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اپنی مدد کے لیے بلانے کی کتنی مہلت چاہتی ہو؟ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ سب تمہارے دماغ میں آکر تمہاری عبرت ناک موت کا تماشا دیکھیں۔

"تم نے اور فرہاد نے حد کردی۔ تقریباً پچیس برسوں سے جب بھی تم دونوں پر جان لیوا حملے ہوئے' تم بچتے رہے۔ لہٰذا تمہارے لیے ایسا پنجرہ تیار کیا ہے' جو زمین پر ہے' نہ آسمان پر' نہ کوئی جسمانی طور پر اڑ کر یہاں آسکتا ہے' نہ خیال خوانی کے ذریعے تمہیں بچا سکتا ہے۔ اب تم کچھ کہنا چاہو تو کہہ سکتی ہو۔"

سونیا اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی "ایک سوال کا جواب دو۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں سونیا ہوں؟ کیا تم سب اس وقت دھوکا نہیں کھارہے ہو؟"

وہ بولتی ہوئی قطاروں کی درمیانی راہداری میں آگئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک عورت اور دس مردوں نے ریوالور' ٹی ٹی اور شاٹ گن ہاتھوں میں لے کر اسے نشانے پر رکھا۔ اس کے پاس بیٹھی ہوئی عورت نے اٹھ کر کہا "ہم نے پوری طرح تصدیق کی ہے۔ پتا

نہیں تمہیں فرہاد نے بتایا ہے یا نہیں کہ ہمارے پاس ایک آخری ٹیلی پیتھی جاننے والا بڑی رازداری سے روپوش رہتا ہے۔ پچھلی رات اسے پورا یقین تھا کہ وہ صفیہ (مورینا) کے ذریعے فرہاد کو ہلاک کرسکے گا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح وہ بچ نکلا۔"

"میرے بارے میں بولو۔"

"تم نے گارسن سے حسنہ کا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات لیے تھے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو معلوم ہوا کہ تم نے یہ لباس پہنا ہے اور اس میک اپ میں تمہاری ٹھوڑی پر حسنہ کی طرح ایک تل ہے۔"

"جب تم اپارٹمنٹ سے باہر آئیں تو گارسن نے برآمدے میں آکر خود کو چاقو سے ہلاک کیا۔ اس نے دم توڑنے سے پہلے سنا تم کہہ رہی تھیں کہ تمہارا سفری بیگ ائرپورٹ لایا جائے۔ مرنے والے گارسن کی آخری سانسوں میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے یہ بات سن لی تھی۔ اسی کے مطابق ہم تمہیں اس پرواز کرتے ہوئے پنجرے میں لے آئے ہیں۔

"اور ہاں جب ائرپورٹ پہنچیں تو بالکل سیدھی اور اسمارٹ تھیں۔ جب واش روم سے واپس آئیں تو کبڑی بن گئیں۔ لباس اور میک اپ تبدیل نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے' تم نے مصنوعی کوبڑ میں اپنے بچاؤ کا ضروری سامان چھپا کر رکھا ہے۔"

سونیا نے کہا "میں تسلیم کرتی ہوں۔ تم لوگوں نے بہت محتاط رہ کر بڑی ٹھوس معلومات حاصل کی ہیں۔ اور اس کوبڑ میں واقعی میرے بچاؤ کا سامان ہے۔ لیکن میں اتنے گن والوں کے نرغے میں ہوں کہ اپنے کوبڑ سے بچاؤ کا کوئی سامان نہیں نکال سکوں گی۔"

"تم ہم سے باتیں کررہی ہو۔ لیکن اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو نہیں بلا رہی ہو۔ کم از کم اپنے فرہاد کو تو بلالو۔ اس کے ساتھ تمام عمر گزاری ہے۔ وہ تمہیں دم توڑتا دیکھ لے گا۔"

"میرے ذہن میں جو سوالات ابھر رہے ہیں۔ پہلے میں اس کے جوابات معلوم کرلوں۔ یہ مسافر بردار جہاز ہے۔ اس کے تمام مسافر کہاں چلے گئے۔"

"ایسے ہی ایک مسافر بردار جہاز میں ان تمام مسافروں کو بڑی رازداری سے ٹرانسفر کردیا گیا ہے۔"

"واقعی ایسی رازداری سے ہم بے خبر رہے۔ اب تم سب کے سوچنے کی باری ہے' مجھ پر فائرنگ کرتے وقت کتنی گولیاں ضائع ہوں گی۔ کیونکہ میں کسی بے جان پتلے کی طرح گولیاں کھانے کے لیے ایک جگہ کھڑی نہیں رہوں گی۔ جتنی گولیاں ضائع ہوں گی وہ جہاز میں سوراخ کریں گی اور جہاز کا توازن برقرار نہیں رہے گا۔ پرواز ناہموار ہوگی۔"

"تم یہ سنا چاہتی ہو کہ ایسی حالت میں جہاز تباہ ہوگا اور ہم بھی مارے جائیں گے۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے' ہم سب فوجی ہیں۔ حکومت سے ہمارا معاہدہ ہوا ہے کہ ہم جان پر کھیل جائیں گے تو ہمارے بال بچوں کو ہر ماہ پچاس ہزار ڈالر ادا کیے جائیں گے۔ مختصر یہ کہ تمہارے ساتھ ہم بھی مرنے آئے ہیں۔"

سونیا اس بولنے والی کے دماغ میں تھی۔ وہ بولتی ہوئی سونیا کے سامنے آئی۔ اس نے اسے کھینچ کر اپنے سامنے ڈھال بنا کر کہا "تم آن میں وہی کھیلوں گی۔' جس کا معاہدہ تم نے اپنی حکومت سے کیا ہے۔"

وہ شکنجے میں آنے والی بولی "سونیا! تم حماقت کررہی ہو۔ جب ہمیں مرنا ہی ہے تو میرے یہ ساتھی پہلے مجھے گولیاں ماریں گے۔ پھر کیسے ڈھال بناؤ گی۔"

اس کی باتوں کے دوران میں سونیا پیچھے چلتی ہوئی ایمرجنسی ایگزٹ دروازے پر آئی۔ ہنگامی حالت میں وہاں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق کوئی بھی دروازہ کھول سکتا ہے۔ سونیا نے ایک ہاتھ سے اس عورت کو دبوچ رکھا تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ کا زور لگا کر ایک بڑے دائرہ نما ہینڈل کو گھمایا۔ سب ہنسنے لگے۔ اس کے شکنجے میں رہنے والی نے کہا "یہ کیا حماقت کررہی ہو۔ یہ جہاز چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کررہا ہے۔ کیا باہر چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا چاہتی ہو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی سب ہی نے تڑاتڑ گولیاں چلائیں۔ وہ گولیاں ڈھال بننے والی کو لگ رہی تھیں۔ دوسری طرف ایمرجنسی ایگزٹ ڈور کھل گیا تھا۔ سونیا نے بیگ سے ریوالور نکالتے ہوئے باہر چھلانگ لگائی۔ باہر گرتے ہی اس نے متواتر چھ گولیاں جہاز کے فیول ٹینک کی طرف چلائیں۔ جہاز کی طوفانی رفتار اور سونیا کے گرنے کی رفتار ایسی تھی کہ فیول ٹینک میں ایک ہی گولی لگی۔ ان چند لمحات میں جہاز اس سے دو چار کلومیٹر دور ہوگیا۔ لیکن ٹنکی میں سوراخ ہوگیا تھا۔ دشمنوں نے زور لگا کر ایمرجنسی ایگزٹ ڈور کو بند کردیا تھا۔

اس نے چالیس ہزار فٹ کی بلندی سے نیچے جاتے ہوئے جیکٹ کو اتار کر پھینکا تو کوبڑ کی جگہ پیراشوٹ فولڈ کیا ہوا تھا۔ اس کی پٹیاں شانے اور کمر سے بندھی ہوئی تھیں۔ اس نے سینے پر سے ایک ہک کو کھینچا تو یک بارگی پیراشوٹ کھلتا چلا گیا۔ وہ گرنے سے محفوظ ہوگئی۔ زمین کی طرف جانے کی رفتار بھی نارمل ہوگئی۔

اس نے دیکھا' دور وہ جہاز ڈگمگا رہا تھا۔ ایندھن کی کمی کے باعث کہیں جہاز کو اتارنے کی جگہ نہیں تھی۔ وہ قابو سے باہر ہوتے ہوئے ایک پہاڑی سے ٹکرا کر زبردست دھماکے سے پاش پاش ہوگیا۔

وہ آسمان سے اترتی ہوئی' زمین کی طرف یوں آرہی تھی جیسے ماں کی گود میں پہنچنے والی ہو۔

اسرائیل کے شمال میں سمندر کے ساحل پر کئی پہاڑ ہیں جنہیں جبل لبنان کہتے ہیں۔ ان پہاڑوں کا حامل وہ چھوٹا سا ملک اسی مناسبت سے لبنان کہلاتا ہے۔ دشمنوں نے سونیا کو لبنان جانے سے روکنے اور ہلاک کردینے کے لیے ایک طیارے میں یا ہوائی پنجرے میں ٹریپ کیا تھا۔ تاکہ اس کے بچ نکلنے کے لیے اسے کوئی زمین نہ ملے لیکن حقیقت تو اسی ایک مصرع میں ہے کہ۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

سونیا تو بچ نکلی اور وہ تمام دشمن اس طیارے سمیت جبل لبنان سے ٹکرا کر فنا ہوگئے۔ طیارے کے حادثے کی خبر ساری دنیا میں پھیلی لیکن امریکی اکابرین نے یہ خوش خبری پہلے سنی کہ طیارے کا ایک مسافر بھی زندہ نہ بچ سکا۔ ان کی لاشوں کے اتنے ٹکڑے ہوئے کہ مرنے والوں کو پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔ ویسے یقین ہوگیا کہ مرنے والوں میں سونیا بھی ہوگی۔

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "فرہاد اور سونیا نے جیسے قیامت تک زندہ رہنے کے لیے جنم لیا ہے۔ ہم کئی بار ان دونوں کی موت کا جشن منا چکے ہیں۔ اس بار جشن منانے سے پہلے سونیا کی موت کی تصدیق کرلینا چاہیے۔"

ایک حاکم نے کہا "کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بتا سکتا ہے کہ اس کا دماغ مردہ ہے یا زندہ ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارا آخری سرمایہ ہے۔ اسے صرف خاص موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مورینا دمشق میں صفیہ بن کر فرہاد کو اپنے بہت قریب لے آئی تھی۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ہر پہلو سے تصدیق کی تھی کہ وہی اصلی فرہاد ہے۔ تب اس نے مورینا (صفیہ) کے ذریعے اسے قتل کرنا چاہا۔ اس سے پہلے ہی فرہاد نے اسے قتل کردیا۔"

دوسرے نے کہا "فرہاد اور سونیا انسان نہیں شیطان ہیں۔ یہ سوچنے کے لیے ہمارا دماغ کام نہیں کرتا کہ انہیں کس طرح موت کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور وہ بچ نکلتے ہیں۔ اگر مورینا کی جگہ ہمارا آخری ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد کے کسی داؤ میں آجاتا تو ہمارے لیے یہ نقصان ناقابلِ برداشت ہوتا۔

ایک اعلیٰ افسر نے تائید کی "اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو آئندہ اس ملک میں بھی نہیں جانے دیا جائے گا جہاں وہ دونوں موجود رہا کریں گے۔"

"ابھی کس طرح سونیا کی موت کی تصدیق کی جائے؟"

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ الپا خیال خوانی کے ذریعے تصدیق کرسکتی ہے۔"

انہوں نے فون کے ذریعے برین آدم سے کہا "ہم الپا سے ایک تعاون چاہتے ہیں۔"

"کیسا تعاون؟"

"پہلے آپ الپا کو اپنے دماغ میں بلائیں پھر ہم اس طیارے کے بارے میں بتائیں گے جس کا حادثہ جبل لبنان پر ہوا ہے۔"

"اتفاق سے الپا میرے پاس ہے۔ یہ آپ کے پاس پہنچ رہی ہے۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ برین آدم نے الپا سے کہا "طیارے کا وہ حادثہ ان امریکیوں کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہوگا اس لیے وہ تمہارا تعاون چاہتے ہیں۔"

"میں ابھی جا کر اصل بات معلوم کرتی ہوں۔"

وہ امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ کر بولی "میں حاضر ہوں' فرمائیے؟"

وہ بولا "جو طیارہ حادثے کا شکار ہوا ہے' اس میں سونیا بھی تھی۔"

"کیا آپ پورے یقین سے کہہ رہے ہیں کہ سونیا اس میں سفر کررہی تھی؟"

"ہاں' وہ ایک لبنانی عورت کے بہروپ میں لبنان جارہی تھی۔ پہلے ہم نے بڑے ٹھوس ذرائع سے اور بڑی باریک بینی سے تصدیق کی اس کے بعد بڑی رازداری سے اس طیارے میں سفر کرنے والے مسافروں کو دوسرے طیارے میں ٹرانسفر کرایا پھر اپنے فوجی مردوں اور عورتوں کو سادے لباس میں اس طیارے کا مسافر بنادیا جس میں سونیا سفر کرنے آئی تھی۔"

"کیا وہ اتنی نادان ہے کہ اسے سیکڑوں مسافروں کے دوسرے طیارے میں منتقل ہونے کا علم نہیں ہوا ہوگا؟"

"ہماری پلاننگ بڑی ٹھوس اور زبردست تھی۔ اس طیارے میں سونیا کو ٹریپ کرلیا گیا تھا۔ سیدھی سی بات ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے ابھی معلوم کرسکتی ہو کہ وہ مردہ ہے یا زندہ؟"

"ہوں۔ اس معاملے سے ہم بھی پریشان ہیں کہ فرہاد ہمارے پڑوسی ملک میں آگیا ہے اور سونیا دوسرے پڑوسی ملک لبنان آرہی تھی۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سونیا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی پوچھا "کون ہے؟"

"میں الپا ہوں۔"

"اچھا' تمہارے ذریعے میری زندگی کی نبض ٹٹولی جارہی ہے۔ انہیں یہ خوشخبری سنادو کہ میں نے ہی اس طیارے کے فیول ٹینک میں اس وقت سوراخ کیا جب وہ چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کررہا تھا۔"

"او.... نو.... یہ ناممکن ہے' جو طیارہ چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر تھا' اس کے فیول ٹینک میں سوراخ کرنے کے بعد آپ کیسے بچ گئیں؟"

"یہ معمّا سمجھنے کا ہے۔ سمجھانے کا نہیں ہے۔ اب جاؤ۔"

"میں آپ سے ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"سوری۔ ابھی میں ایک انجانی جگہ پر ہوں اور یہاں دماغی طور

پر حاضر رہنا چاہتی ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا نے امریکی فوجی افسر کے پاس آکر کہا "آپ حضرات نے سونیا کو کامیابی سے ٹریپ کیا تھا لیکن وہ چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرنے والے طیارے کے فیول ٹینک میں سوراخ کرکے فرار ہوگئی اور آپ کے تمام سول ڈریس میں رہنے والے کمانڈوز فنا ہوگئے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"یہ سوال میں نے سونیا سے کیا تھا اس نے جواب میں صرف یہ کہا کہ یہ معمّا خود حل کرو اور میری سمجھ میں ایک ہی بات آتی ہے کہ وہ پیراشوٹ کے ذریعے فرار ہوئی ہے۔"

"کیا ہمارے تمام کمانڈوز اندھے تھے؟ کیا انہوں نے سونیا کے پاس پیراشوٹ نہیں دیکھا ہوگا؟"

"آپ جنگی پیراشوٹ کے بارے میں نہ سوچیں۔ یورپ اور امریکا میں اسکائی فلائنگ کائٹس کمپنیاں SKY FLYING KITES COMPANIES بلندی پر پرواز کرنے والے طیاروں سے باہر غوطہ لگا کر فضا میں تیرنا، پھر زمین پر پہنچنے سے پہلے کائٹس کو کھول کر حفاظت سے اترنا سکھاتی ہیں۔ وہ کائٹس، پیراشوٹ کی طرح پھیلی ہوئی وزنی نہیں ہوتیں، انہیں تہ کرکے پشت پر باندھا جاتا ہے۔"

"پھر بھی ہمارے کمانڈوز نے اس کی پشت دیکھی ہوگی اس کے لباس اور سامان کی تلاشی لی ہوگی۔"

"ایسی تفصیلات لبنان کے پہاڑ... پر جاکر مرنے والے کمانڈوز سے پوچھی جاسکتی ہیں۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سونیا کہیں لبنان کے قریب ہے۔ فرہاد کی طرح وہ بھی ہمارے ایک پڑوسی ملک میں آگئی ہے۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ برین آدم کے پاس آکر بولی "بگ برادر! ہماری دنیا میں ایسی ہستیاں ہیں، جو سمجھ میں نہیں آتیں۔ ان میں سونیا اور فرہاد ہیں۔"

"معاملہ کیا ہے؟"

الپا اس طیارے میں سونیا کو ٹریپ کرکے لے جانے والی اتنی ہی باتیں بتاپائی، جتنی اس نے امریکی اکابرین اور سونیا سے سنی تھیں لیکن حادثے سے پہلے طیارے میں کیا ہوا؟ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

برین آدم نے کہا "یہی بات سمجھ میں آتی ہے، سونیا ان کمانڈوز پر بھاری پڑ کر اسکائی فلائنگ کائٹ کے ذریعے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔"

"بگ برادر! وہ جیسے بھی بچ نکلی ہو۔ مصیبتیں ہم پر آرہی ہیں۔ طیارہ لبنان کے ایک پہاڑ سے ٹکرایا ہے۔ اس کا مطلب ہے سونیا لبنان پہنچنے والی ہے یا پہنچ چکی ہے۔ ادھر دمشق میں فرہاد ہے۔ ان کے بعد ثانی، پارس، پورس، فہمی اور علی ہیں۔ یہ لوگ اردن اور مصر وغیرہ میں پہنچ کر تین اطراف سے ہمیں گھیر لیں گے۔ ہماری چوتھی طرف سمندر ہے۔"

برین آدم نے کہا "میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنی بڑی غلطی نہیں کی۔ ہمیں بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کی جانے والی سازشوں میں شریک نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جناب تبریزی کی حکمتِ عملی دیکھو، انہوں نے سب سے پہلے ہمیں ٹارگٹ بنایا ہے تاکہ تمام اسلامی ممالک عملی طور پر ہماری بے بسی کو، ہمارے کمزور پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ان ممالک پر ہمارا جو رعب اور دبدبہ ہے، وہ ختم ہوجائے۔"

الپا نے کہا "فرہاد کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سامنے تمام بڑے ممالک کی اور ہماری ایٹمی قوت کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ چند کلومیٹر تک پھیلے ہوئے بابا صاحب کے چھوٹے سے ادارے کو ہم مٹا نہ سکے۔ ہمارے حملوں نے ہمیں ہی بری طرح نقصان پہنچایا۔"

"الپا! ذرا غور کرو۔ امریکا، اسرائیل، روس، جرمنی اور فرانس کے سیکڑوں فوجیوں نے اپنے اپنے ملک سے زمینی اور فضائی حملے کیے اور ایسے وقت سیکڑوں کے دماغوں کو الٹ دیا گیا۔ انہوں نے اپنے ہی دوست ممالک کے فوجی اڈوں کو تباہ کیا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ بابا صاحب کے ادارے میں بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟"

"بے شک۔ روحانی ٹیلی پیتھی کے علاوہ عام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد اتنی ہے جس کی ہم توقع نہیں کرسکتے۔ یہ ماننا ہوگا کہ بابا صاحب کا ادارہ سپرپاور بن چکا ہے اور ہمیں ہر حال میں اس سے دوستانہ تعلقات رکھنے پڑیں گے۔"

"ان کی طرف دوستانہ ہاتھ بڑھانے سے وہ قبول نہیں کریں گے۔ مسلمان زہریلے سانپ سے دوستی کرسکتے ہیں، یہودی سے کبھی نہیں کریں گے۔ ہمیں عملی طور پر ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جن سے یہ ثابت ہوتا رہے کہ ہم اگر دوستی کے قابل نہیں ہیں تو ہمارے مثبت عمل کے پیشِ نظر ہم سے دشمنی بھی نہ کی جائے۔"

"مثلاً آپ کیسے اقدامات کریں گے؟"

"فرہاد نے دمشق میں الٹی میٹم دیا ہے کہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر وہاں سے غیر ملکی چلے جائیں، اٹھارہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ وہاں امریکی سفارت خانہ موجود ہے۔ مختلف شعبوں میں امریکی ماہرین کام کررہے ہیں۔ ہم کل صبح سے پہلے اپنے یہودی تاجروں اور انجینئرز وغیرہ کو واپس بلالیں گے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "یہ ہماری دہری چال ہوگی۔ امریکا اور روس وغیرہ ہم سے ناراض ہوں گے۔ ہم کہیں گے پہلے ہماری سلامتی کی ضمانت دو۔ ورنہ ہم دوسرے مرحلے میں لبنان کے مشرقی حصے سے اور اردن کے جنوب مغربی حصوں سے اپنی فوج واپس بلالیں گے۔ ایک طرف ہم بابا صاحب کے ادارے والوں کی ناراضگی کم کرتے جائیں گے۔ دوسری طرف اپنی سلامتی کے لیے امریکا وغیرہ سے مکمل یقینی ٹھوس ضمانت حاصل کریں گے۔"

الپا نے کہا "اپنی یہ حکمتِ عملی ہمارے یہودی اکابرین میں سے کسی کو نہ بتائی جائے۔ ورنہ مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں سے ہماری دہری پالیسیوں کو سمجھ لیں گے۔"

"تم ہماری ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو۔ اپنے یہودی اکابرین سے سختی سے پیش آؤ۔ اگر تمہارے کسی فیصلے پر کوئی اعتراض کرے تو صاف کہہ دو کہ اعتراض کرنے والے کو اس کے عہدے سے ہٹادیا جائے۔ ورنہ تم اسرائیل کو ٹیلی پیتھی کے بغیر یتیم چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔"

دونوں نے اس فیصلے کے مطابق اسرائیلی اکابرین سے رابطے کیے پھر الپا نے شاہی وفادار سے کہا "میں بھی فرہاد علی تیمور کی بہو تھی، اب نہیں رہی لیکن ہمیشہ ان کی عزت اور احترام کرتی رہوں گی۔ ان کا کوئی حکم ہو یا ہدایت میں سر جھکا کر عمل کروں گی۔ کل صبح تک وہاں جتنے یہودی تاجر، انجینئرز اور ماہرین ہیں، انہیں کل صبح تک واپس بلالیا جائے گا۔ آئندہ بھی ایک پڑوسی ملک کے سربراہ کی حیثیت سے آپ جب بھی ہماری خدمات چاہیں گے، ہم فوراً تعاون کریں گے۔"

چند امریکی جاسوس بڑی رازداری سے دمشق میں آگئے تھے اور ... خفیہ ایجنسی ... کے لیے راہیں ہموار کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے اکابرین کو رپورٹ دی کہ اسرائیل صلح جوئی کی طرف مائل ہے۔ اس نے صبح ہونے سے پہلے ہی تمام یہودیوں کو پورے شام سے واپس بلالیا ہے۔

امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے برین آدم سے فون پر کہا۔ "تم یہودی چڑھتے سورج کے پجاری ہو۔ تم نے فرہاد کے خلاف ہماری جوابی کارروائی کا انتظار نہیں کیا اور اپنے تمام یہودیوں کو واپس بلا کر فرہاد کو یہ تاثر دے رہے ہو کہ صلح اور امن قائم کرنے کے سلسلے میں تم ان کا ساتھ دیتے رہو گے۔"

برین آدم نے کہا "آپ چڑھتے ہوئے سورج تھے۔ ڈوب کیوں گئے؟ اور ڈوبنے کے بعد یہ کیوں توقع کرتے ہو کہ دوسرے تاریکی میں بھٹکتے رہیں۔ یہ تو انسانی ضرورت ہے، جہاں روشنی دیکھتا ہے، وہیں اپنا چراغ جلانے جاتا ہے۔"

"فرہاد نے وہاں سے غیر ملکیوں کو جانے کے لیے اڑتالیس گھنٹے کی مہلت دی ہے۔ ابھی یہ مہلت ختم نہیں ہوئی ہے۔ تمہیں یہ تو دیکھنا چاہیے کہ ہم کتنی سہولت سے جوابی کارروائی کرنے والے ہیں۔"

"جب آپ جوابی کارروائی کرلیں گے اور اس کے نتیجے میں فرہاد وہاں غیر ملکیوں کی رہائش پر اعتراض نہیں کرے گا تو ہم وہاں سے آنے والے یہودیوں کو واپس بھیج دیں گے۔ قصور آپ کا ہے، آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ کوئی جوابی کارروائی کرنے والے ہیں۔"

"ہم فرہاد سے مذاکرات کرنے والے ہیں کہ کوسوو میں مسلمانوں پر جو ظلم ہوا ہے، ان پر ظلم کرنے والوں سے سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں گے اور جلد سے جلد کوسوو کے تمام مسلمانوں کو ان کے وطن واپس بلا کر انہیں دوبارہ آباد کرنے کے لیے ان کی مالی امداد کی جائے گی۔"

"کوسوو کے ہزاروں باشندوں کو دوبارہ اپنا گھر اور وطن مل جائے گا تو فرہاد کے فیصلے میں بھی لچک آجائے گی پھر ہم بھی کہیں گے کہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لیے اپنے یہودیوں کو واپس بلایا تھا۔ اب ہمارے یہودیوں کو بھی.... شام میں ان کی پہلی جگہ انہیں دی جائے۔"

"لیکن تم نے مذاکرات سے پہلے گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔ اب تو فرہاد یہی کہے گا کہ ہم بھی یہودیوں کی طرح اپنے لوگوں کو واپس بلائیں۔ اس کے بعد مذاکرات ہوں گے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پہلے اپنے آدمیوں کو واپس بلا کر مذاکرات کریں۔ سیدھی اور سچی بات یہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف تم لوگوں کی سازشوں میں شریک ہوکر جو غلطی کی تھی، وہ غلطی ہم دوبارہ نہیں کریں گے۔"

امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کے درمیان اسی پہلو پر بحث ہورہی تھی کہ کتنی نرمی اور سہولت سے بابا صاحب کے ادارے کو صلح پر مائل کیا جاسکتا ہے۔ میں اپنے بارے میں بیان کرچکا ہوں کہ میں شاہی... وفادار کے امریکی مشیر کارنر میسن کی سیکریٹری جولی کا ایک محبوب اور پرائیویٹ جاسوس مارک سائن بن کر اس کے محل کے احاطے میں پہنچ گیا تھا۔

جولی بظاہر مشیر کارنر میسن کی سیکریٹری تھی اور درپردہ امریکی سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ اسے یوگا میں مہارت حاصل تھی۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اسے میری محبوبہ بنادیا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کردیا تھا کہ مارک سائن اس کا محبوب ہونے کے علاوہ اس کا باڈی گارڈ اور پرائیویٹ جاسوس بھی ہے۔

وفادار کے محل کے احاطے میں دو بنگلے تھے۔ ایک میں اس کا مشیر کارنر میسن اور دوسرے بنگلے میں جولی رہتی تھی۔ اب میں اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہ تمام رات بڑی مصروفیات میں گزری تھی۔ میں اور جولی صبح بنگلے میں آتے ہی سوگئے۔ ہم ایک ہی بیڈ پر سوئے تھے۔ وہ حسین تھی، جوان تھی، پرکشش تھی اس کے باوجود ایسی تنہائی کا موقع ملتا تو سب سے پہلے دماغ میں یہ بات آتی کہ اب میں بیٹی اور بہوؤں والا ہوگیا ہوں۔ دادا بھی بن گیا ہوں۔ اب یہ زیب نہیں دیتا کہ میں عیاشیاں کرتا پھروں۔ اب تو خود کو قابو میں رکھنے کا دور تھا۔ کبھی حسن و شباب اپنے پہلو میں بھی ہو تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنا ذہن کنٹرول میں رکھنے کی کوششیں کرتا رہوں۔

بہرحال وفادار کے پاس دن کے ایک بجے طلبی ہوئی۔ میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغ میں بلالیا۔ وہاں امریکی

سفیر نے کہا "عزت مآب! مسٹر فرہاد علی تیمور نے اڑتالیس گھنٹے کی مہلت دی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ امریکا خود کو سپرپاور ثابت کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے اور مسٹر فرہاد کو چیلنج کرے۔ ایسا کرنے سے آپ کے ملک کا امن و امان تباہ ہوتا رہے گا اور امریکا یہاں ہمیشہ سلامتی چاہتا رہا ہے اور چاہتا رہے گا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "مسٹر فرہاد نے کوسوو سے بے دخل کئے جانے والے مسلمانوں کا حوالہ دیا تھا۔ ہم نے ان مسلمانوں پر ظلم ڈھانے والوں کے خلاف کارروائی شروع کردی ہے۔ ہم نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی دشمنی سے باز نہیں آئیں گے تو ان سے سفارتی تعلقات ختم کردیے جائیں گے۔

اور ہمیں ایک ہفتے کی مہلت دی جائے۔ ہم ہجرت کرنے والے تمام مسلمانوں کو دوبارہ ان کے وطن میں آباد کریں گے اور انہیں بھرپور مالی امداد دیں گے۔ جناب عالی! جب ہزاروں کی تعداد میں بے گھر کئے جانے والے مسلمانوں کو پورے عزت و وقار سے آباد کررہے ہیں تو آپ سے دست بستہ عرض ہے کہ آپ اپنے ملک سے ہمارے آدمیوں کو بے گھر نہ کریں۔ ہم نے آپ کے ملک میں امن و سلامتی رکھنے اور مسٹر فرہاد کو مطمئن کرنے کے لیے یہ امن و امان کا راستہ نکالا ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

وفادار نے کہا "یہ نہایت ہی معقول اور تعمیری حکمتِ عملی ہے۔ ہم نے ابتدا ہی سے امریکا کی برتری اس لیے تسلیم کی ہے کہ اس سپرپاور کے سائے میں امن و سلامتی کی ضمانت ملتی ہے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ امریکا ہماری ترقی کے لیے اپنے ماہرین کو یہاں رکھنے کی خاطر کوسوو کے ہزاروں مسلمانوں کو ان کے وطن واپس لاکر ان کی آبادکاری کے سلسلے میں پوری طرح مالی امداد دیتا رہے گا۔ اس سلسلے میں مسٹر فرہاد علی تیمور کیا فرماتے ہیں؟"

ایک مشیر نے کہا "فرہاد علی تیمور میرے دماغ میں ہیں اور میری زبان سے بول رہے ہیں۔"

پھر میں نے اس کی زبان سے کہا "وفادار محترم! اگر ہماری آمد سے قبل امریکا کوسوو کے باشندوں کو تحفظ فراہم کرتا تو انصاف پرور اور امن پسند کہلاتا۔ جب یہاں کے امریکی باشندوں کو میں نے بے گھر کرنے کا الٹی میٹم دیا تب یہ امن پسندی کی حکمت عملی اختیار کررہے ہیں۔ جب آپ ان کی حکمت عملی پسند فرمارہے ہیں تو کوئی بات نہیں' دیر آید درست آید۔ لیکن ایک عرض ہے۔ بابا صاحب کا ادارہ زبانی وعدوں سے نہیں بہلتا کیونکہ بیشتر سیاسی وعدے اکثر تشنۂ تکمیل رہ جاتے ہیں۔ دانش مندی کا تقاضا ہے کہ امریکی حکام جب تک کوسوو کے تمام مسلمانوں سے عملی طور پر انصاف نہ کریں۔ جب تک ہزاروں مسلمان بے گھر رہیں۔ تب تک کے لیے یہاں کے بھی تمام امریکی بے گھر ہوجائیں۔

"آپ کا اقبال بلند ہو۔ آپ کے سامنے اسرائیل کی مثال موجود ہے۔ اس ملک کے اکابرین نے اپنے یہودی ماہرین کو یہاں رکھنے کے لیے کسی طرح لین دین کا سودا نہیں کیا۔ آپ کی خوشی اور اس ملک کی سلامتی کے لیے اپنے تمام ماہرین کو واپس بلارہے ہے۔ آپ سے گزارش ہے' آپ وعدہ کرنے والوں کی لن ترانی نہ سنیں۔ ان کی نیت دیکھیں۔ اگر وہ سچے ہیں اور ایک ہفتے میں کوسوو کے مسلمانوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں تو میں بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں سے بے گھر ہونے والے امریکیوں کو واپس بلاکر آباد کروں گا۔"

سفیر نے کہا "ہم مسٹر فرہاد کے اطمینان کے لیے اپنے ماہرین اور سفارتی عملے کو بھی یہاں سے لے جائیں گے اور کوسوو میں اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد یہاں واپس آئیں گے لیکن مسٹر فرہاد آپ کے سامنے وعدہ کریں کہ اس کے بعد آپ کے وطن عزیز میں دہشت گردی نہیں پھیلائیں گے۔"

میں نے کہا "دہشت گردی ایک الزام ہے۔ ہم نے یہاں خفیہ ایجنسی کے دفتر اور قتل ہونے والے امریکی سراغ رسانوں کا ثبوت پیش کیا ہے۔ جب آپ شام کے دوست ہیں تو اس دوست ملک میں آپ کی خفیہ ایجنسی اور سراغ رساں کیوں ہیں؟ کیا اس ملک کی انٹیلی جنس کے مسلمان جاسوس یہاں کام نہیں ہیں؟"

"اگر یہاں کے حکومتی عہدیدار انکار کریں گے تو یہاں امریکی جاسوس نہیں رہیں گے۔ آپ بھی وعدہ کریں کہ آپ یا آپ کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں نہیں رہے گا۔"

میں نے کہا "کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں نہیں رہے گا لیکن حکومت کے مشیروں میں ایک امریکی رہے گا تو ہمارے ادارے کا بھی ایک مشیر یہاں رہے گا۔ ہم شامی مسلمانوں سے برادرانہ تعلقات رکھنے کے لیے اپنے ماہرین بھی یہاں خدمات کے لیے بھیجتے رہیں گے۔"

وفادار نے کہا "آج ہم اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ ایک ہفتے میں کوسوو کے تمام مسلمان اپنے وطن میں آباد ہوجائیں گے۔ اس وقت تک امریکی باشندے اس ملک سے چلے جائیں گے۔ وعدے کی تکمیل کے بعد واپس آجائیں گے۔ بابا صاحب کا ادارہ ہمارے لیے معزز ہے۔ ہم اس ادارے سے کس حد تک برادرانہ تعلقات رکھیں گے۔ اس سلسلے میں کسی دوسرے دن اجلاس طلب کیا جائے گا۔"

اجلاس برخاست ہوگیا۔ میں سمجھ رہا تھا' امریکا یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ بابا صاحب کے ادارے سے کوئی مشیر آئے۔ مشیر آئے گا تو اس کے دماغ میں خیال خوانی کرنے والا بھی آئے گا اور محل کے اندر جو امریکی سازشیں ہوں گی' ان سے ہم باخبر رہا کریں گے۔

ہم نے ان کے گلے میں ہڈی اٹکادی تھی۔ اب دیکھنا تھا کہ وہ ہڈی کو اگل سکیں گے یا نگلنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

○☆○

سونیا نے زمین پر اترتے ہی اسکائی فلائنگ کائٹ کو تہ کرکے

بیگ میں رکھ لیا۔ اگرچہ اب وہ غیر ضروری ہوگئی تھی لیکن ویرانے میں اتری تھی' وہاں کبھی سونے کے وقت اس فلائنگ کائٹ کو بستر کے طور پر استعمال کرسکتی تھی۔

جب وہ بلندی سے اتر رہی تھی تو اس نے دور ایک چھوٹا سا ٹاؤن دیکھا تھا اور اس ٹاؤن کے بھی کتنے ہی لوگ اسے دور اترتے دیکھ رہے تھے۔ ظاہر تھا کہ وہاں کے لوگ اور پولیس والے اسے تلاش کرتے ہوئے ضرور آئیں گے۔

طیارے کے فیول ٹینک پر فائر کرنے کے بعد ریوالور خالی ہوگیا تھا۔ اس نے اسے پھینک دیا تھا کیونکہ اسے جلد سے جلد جیکٹ اتار کر اسکائی فلائنگ کائٹ کو کھولنا تھا۔ وہ سفری بیگ اس لیے رہ گیا تھا کہ بلندی سے زمین پر آتے وقت وہ اس کی گردن سے اٹک کر لٹکا رہ گیا تھا۔

اس نے وہیں بیٹھ کر بیگ سے ویننشنگ کریم اور بے بی مرر نکال کر چہرے سے میک اپ کو صاف کیا۔ حسنہ کے پاسپورٹ' دوسرے کاغذات اور تصویروں کے اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جنہیں کوئی جوڑنا چاہے تو جوڑ نہ سکے پھر وہاں سے اٹھ کر ان ٹکڑوں کو فضا میں اچھالتی ہوئی جانے لگی۔

جس ٹاؤن کو اس نے اوپر سے دیکھا تھا' وہ اس طرف جارہی تھی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد وہ رک گئی۔ کچھ لوگوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ فوراً ہی ایک اونچے سے گھنے درخت پر چڑھ گئی۔ بڑے بڑے پتوں کے درمیان چھپ گئی۔

تھوڑی دیر بعد کئی مقامی لوگ ہاتھوں میں بڑے بڑے چھرے اور کلہاڑیاں لیے نظر آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پرانی بندوق تھی۔ وہ عربی اور ترکی ملی ہوئی زبان بول رہے تھے۔ سونیا ان زبانیں جانتی تھی۔ لہٰذا کسی حد تک ان کی باتیں سمجھ رہی تھی۔ ایک کہہ رہے تھے "وہ آدمی اسی طرف آیا ہے۔"

دوسرے نے کہا "مجھے تو وہ عورت لگ رہی تھی۔"

"تم نے دور سے کیسے سمجھ لیا کہ وہ عورت تھی؟"

"اور تم نے دور سے کیسے سمجھ لیا کہ وہ مرد تھا؟"

بندوق والے نے ڈانٹ کر کہا "شٹ اپ۔ ادھر ادھر الگ ہوجاؤ۔ وہ یہاں پہنچنے کے بعد کہیں چھپ بھی سکتا ہے یا سکتی ہے۔"

وہ سب منتشر ہوکر دور دور جانے لگے۔ بندوق والا پتلون اور شرٹ میں تھا۔ ایک مقامی شخص کے ساتھ اسی درخت کے نیچے کھڑا ہوا تھا' جس پر سونیا چڑھی ہوئی تھی۔ مقامی شخص کہہ رہا تھا "صاحب! یہ بندوق چلتی ہے؟"

صاحب نے کہا "گدھے! بندوق کو کبھی چلتے دیکھا ہے؟ کیا اس کے پیر ہوتے ہیں؟ اور کتنی بار سمجھایا ہے' صاحب نہ بول۔ میں کمانڈر ہوں کمانڈر۔"

"تم تو ہم غریب لوگوں کے کمانڈر ہو۔ میں تو چار برس سے اس بندوق کو دیکھتا رہتا ہوں۔ پتا نہیں اس میں گولی ہے بھی یا نہیں؟"

"ابے بندوق کو مذاق سمجھتا ہے۔ چل ادھر جاکے کھڑا ہوجا۔ میں تجھے گولی مار کر دکھاؤں گا کہ یہ کھلونا نہیں ہے۔"

وہ آدمی چند قدم چل کر اس کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ کمانڈر نے کہا "ابے مرنا چاہتا ہے؟"

"میں چار برس سے سوچ سوچ کر مر رہا ہوں کہ یہ بندوق کبھی چلتی کیوں نہیں۔ آج مجھے مار ہی دو۔ یقین تو ہوجائے گا۔"

"نہیں نہیں۔ تو وفادار ہے۔ تجھے نہیں ماروں گا۔"

"تو پھر بندوق مجھے دیں۔ میں آپ کو ماروں گا پھر آپ کو یقین ہوگا کہ میں وفادار نہیں ہوں۔ مجھے بھی یقین ہوجائے گا کہ یہ بندوق ہاتھی کا دانت نہیں ہے۔"

"ابے کیوں میرا منہ کھلواتا ہے۔ میرے ہاتھوں میں بندوق رہتی ہے نا؟ تو سب ڈرتے تو ہیں نا؟ او گاڈ! آج تو جان پر کھیلنے بندوق کے سامنے آیا ہے۔ دیکھ کسی اور سے مت بولنا۔ میں تجھ کو ایک وقت کی روٹی دیا کروں گا؟"

ایک گاڑی کی آواز سنائی دی پھر ایک پرانی کھٹارا جیپ نظر آئی۔ اس کی اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک عمر رسیدہ عیسائی پادری بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ کے پیچھے چھ گن مین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ جیپ کمانڈر کے سامنے آکر رک گئی۔ کمانڈر نے پادری کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہا "فادر! وہ اوپر سے آنے والا نیچے نہیں آیا۔"

اس کے ساتھ کھڑے ہوئے شخص نے کہا "کمانڈر کی بندوق دیکھ کر پھر اوپر چلا گیا۔"

ایک مقامی شخص دوڑتا ہوا پادری کے پاس آکر اپنی مٹھی کھول کر بولا "فادر! یہ کاغذ کے ٹکڑے ادھر بہت سے ہیں۔ وہ یہاں آکر کہیں بھاگ گیا ہے۔"

پادری ان کاغذ کے ٹکڑوں کو دیکھنے لگا۔ دوسرے تین چار مقامی باشندے دوڑتے آئے۔ ایک نے کہا "فادر! یہ پھٹا ہوا پاسپورٹ ہے۔"

پادری نے کہا "آنے والا شخص ضرور کسی جعلی پاسپورٹ پر سفر کررہا تھا۔ طیارے سے چھلانگ لگانے والا وہ کوئی جاسوس ہی ہوگا یا پھر مجرم ہوسکتا ہے۔"

موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ پادری نے اسے اپنے سفید جبے سے نکال کر بٹن دبانے کے بعد کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو۔"

سونیا پادری کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے ذریعے سن رہی تھی۔ ادھر سے کوئی کہہ رہا تھا "بنجامن! ایک طیارہ جبل لبنان سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔ ہم اپنے پہاڑ کی چوٹی سے ٹیلی اسکوپ کے ذریعے دیکھ رہے تھے۔ حادثے سے پہلے کسی نے اس طیارے سے چھلانگ لگائی تھی۔ اسکائی فلائنگ کائٹ کے ذریعے تمہارے علاقے کے قریب اتر رہا تھا؟"

"یس۔ ہم نے اور ٹاؤن والوں اسے دیکھا ہے اور اب اسے قریبی جنگل میں تلاش کررہے ہیں۔ اس نامعلوم شخص نے یہاں

پہنچتے ہی پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات کے اتنے ٹکڑے بکھیر دیے ہیں کہ وہ ہوا سے نہ جانے کہاں کہاں چلے گئے ہیں۔ جو ہمیں مل رہے ہیں' ان ادھورے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کی اصلیت معلوم نہیں کی جاسکے گی۔"

"ایسا جاسوس یا مجرم ہی کرتے ہیں۔ اسے کسی طرح گھیر لو۔"

"اطمینان رکھو۔ ہم اسے یہاں سے فرار ہونے نہیں دیں گے۔"

سونیا کو تلاش کرنے والے مقامی باشندے ایک گھنٹے بعد واپس آگئے۔ سب نے کہا کہ وہ کہیں نظر نہیں آرہا ہے۔ آگے مشرق اور جنوب کی طرف دور دور تک دلدل ہے۔ وہ آگے نہیں جاسکے گا۔ مشرق اور جنوب کی طرف اسے ٹاؤن سے گزرنا ہوگا اور ادھر کا چپہ چپہ دیکھا جاچکا ہے۔

پادری نے کہا "پھر تو بڑا چالاک ہے۔ وہ ٹاؤن کے کسی ایسے گھر میں گھس گیا ہے جہاں زیادہ فیملی ممبر نہیں ہیں۔ اس نے انہیں گن پوائنٹ پر رکھ کر وہاں پناہ لی ہوگی۔ چلو اتنی احتیاط اور خاموشی سے ایک ایک گھر کے اندر جاؤ کہ وہ کسی فیملی کو نقصان نہ پہنچا سکے۔"

پادری جیپ میں بیٹھ کر جانے لگا۔ مقامی باشندے اس جیپ کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے تو سونیا درخت سے اتر گئی۔ اس پادری کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ عیسائی تو ہے مگر پادری نہیں ہے۔ اس ٹاؤن میں ایک چھوٹی سی مسجد اور ایک چرچ ہے۔ وہاں مسلمانوں اور عیسائیوں کی ملی جلی آبادی ہے اور یہ چھوٹی آبادی کا قصبہ سرحد کے قریب ہے۔

جب اسرائیل نے پہلی بار لبنان پر حملہ کیا تھا' تب اس سے پہلے لبنان کے دوسرے شہر اور بیروت سونے کی مارکیٹ کے بہت بڑے مراکز تھے۔ وہاں سونے کا اتنا ذخیرہ تھا کہ اسرائیلی حملے سے فائدہ اٹھاکر چند یہودی اور عیسائی اسمگلر وہاں سے سونا لے جانے لگے۔

ٹاؤن کے چرچ کا..... پادری بوڑھا تھا۔ اسے غائب کرکے وہاں ایک عیسائی پادری بن گیا تھا۔ اس طرح وہ اسمگل کیا ہوا سونا چرچ کے ایک تہ خانے میں چھپایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ سونے کے ساتھ منشیات کی بھی اسمگلنگ کرنے لگے۔ اسے بظاہر چرچ رہنے دیا لیکن خفیہ طور پر اسمگلنگ کا اڈا بنادیا اور اپنے تحفظ کے لیے مسلح افراد کی تعداد بڑھاتے ہوئے انہوں نے ایک چھوٹی سی فوج بنالی اور ٹاؤن کے مقامی لوگوں کو اپنا غلام بنالیا۔

لبنان میں برسوں سے اسرائیلی حملے بھی ہوتے رہے' خانہ جنگی بھی جاری رہی۔ وہاں کا..... سرحدی علاقہ بھی پہاڑوں اور جنگلات سے بھرا تھا اس لیے..... سرحدی فوج بھی وہاں سے تقریباً پچاس کلومیٹر دور رہتی تھی۔ اس طرح ان اسمگلروں کو یہ ٹاؤن اور آس پاس کا محفوظ علاقہ اسمگلنگ کے لیے میسر آگیا تھا۔

عیسائی پادری بنجامن وہاں کا بے تاج بادشاہ تھا۔ اس کے درجنوں مسلح افراد یہاں کے لوگوں کو اپنے کنٹرول میں رکھتے تھے۔ وہاں کے باشندوں سے محنت و مشقت کرانے کے بعد انہیں وقت کی روٹیاں دیتے تھے۔

پادری بنجامن نے ٹاؤن میں آکر حکم دیا کہ ہر گھر میں گھر تلاشی لی جائے۔ طیارے سے اترنے والا اسی ٹاؤن کے کسی گھر میں چھپا ہوا ہے۔

اس کے حکم کے مطابق ایک ایک گھر کے مکینوں کو باہر نکال کر اندر تلاشی لی گئی۔ تلاشی میں اتنا وقت گزر گیا کہ رات کا اندھیرا پھیل گیا لیکن سونیا انہیں نظر نہیں آئی۔ وہاں ایک بڑا جنریٹر تھا جس کے ذریعے پادری بنجامن اور درجنوں مسلح افراد کے گھر روشن رہتے تھے۔ سڑکوں اور گلیوں میں روشنی کا انتظام تھا لیکن مقامی افراد کے گھروں میں لالٹین کی روشنی ہوا کرتی تھی۔

پادری نے اپنے تمام مسلح فوجیوں کو چرچ میں بلاکر کہا "اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی اجنبی یہاں آکر گم ہوگیا ہو۔"

ایک نے کہا "ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ وہ ہمارے ٹاؤن میں نہیں آیا ہے۔ یہاں سے دور رہ کر ہی لبنان یا شام کی طرف چلا گیا ہے۔"

سونیا نے ایسے وقت ٹاٹی اور چند ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغرسانوں کو بلالیا تھا اور بولنے والے ہر مسلح فرد کے دماغوں میں انہیں پہنچارہی تھی۔

ایک اور مسلح شخص نے کہا "ہمیں مطمئن نہیں رہنا چاہیے۔ وہاں سرحدوں کی گشتی فوج جب ادھر سے گزرتی ہے تو ہم اسلحہ چھپاکر یہاں کے مقامی باشندوں کے ساتھ پرامن شہری بن جاتے ہیں۔ عورتیں اور مرد چرچ میں آتے ہیں اور مسلمان مسجد میں جاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے اس بار وہاں کی حکومت نے یہاں کوئی جاسوس بھیجا ہو۔ وہ دن کے اجالے میں کہیں چھپا ہوا ہو۔ اب رات کو یہاں سے معلومات حاصل کرنے رازداری سے آئے۔ ہمیں رات کو مستعد رہنا چاہیے۔"

اچانک تاریکی چھاگئی۔ بھاری بھرکم جنریٹر کی آواز بند ہوگئی۔ وہ سب حیرانی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ بنجامن نے کہا "ہیری! جاؤ دیکھو جنریٹر میں کیا خرابی ہوگئی ہے۔"

ہیری نے کہا "میں جنریٹر کو ہینڈل کرتا رہتا ہوں۔ اس میں خرابی ہوتی تو یہ پہلے جھٹکے کھاتا۔ وولٹیج آہستہ آہستہ کم ہوتا۔ اسے اچانک بند کیا گیا ہے۔"

"تم کہنا چاہتے ہو کہ کسی نے اسے بند کیا ہے؟"

"لیس باس! میرے ساتھ چار چھ ساتھیوں کو وہاں جانا چاہیے۔"

ہیری کے ساتھ چھ مسلح افراد دو ٹارچ روشن کرکے چرچ کے پیچھے چلے گئے۔ باقی تاریکی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بنجامن نے موم بتی کو سلگانے کے لیے ایک لائٹر کو سلگایا پھر فائرنگ کی آواز سن کر لائٹر کو بجھادیا۔

ایک نے کہا "ہیری ٹھیک کہہ رہا تھا' کسی نے جنریٹر کو بند کیا تھا تاکہ تاریکی میں کاؤنٹر فائرنگ نہ ہوسکے۔"

دوسرے نے کہا "اس جاسوس کی شامت آگئی ہے۔ ہم اسے گھیر کر ماریں گے۔"

"اندھیرے میں کہاں جاکر گھیرو گے۔ کیا وہ فائرنگ سے بچنے کے بعد اس جنریٹر کے پاس کھڑا رہے گا؟ یا کسی دوسری جگہ مورچا بنائے گا؟"

اسی وقت دوڑتے ہوئے قدموں کے ساتھ ہیری کی آواز سنائی دی "کوئی گولی نہ چلائے۔ میں ہیری ہوں۔"

وہ ٹارچ روشن کرتا ہوا بنجامن کے پاس آکر بولا "میرے ساتھ جو گئے تھے۔ پورے چھ مارے گئے۔ وہ ہماری ایک ٹارچ لے گئی ہے۔"

"لے گئی ہے؟"

"کیا وہ عورت ہے؟"

"ہاں میں نے اسے ٹارچ کی روشنی میں دیکھا ہے۔"

ایک نے غصے سے کہا "بڑے شرم کی بات ہے۔ ایک عورت نے ہمارے چھ آدمی ماردیے۔"

اسی وقت پچھلی قطار میں بیٹھے ہوئے دو افراد نے ایک دوسرے کو گولی ماردی۔ تاریکی میں کوئی دیکھ نہ سکا کہ انہوں نے آپس میں فائرنگ کا تبادلہ کیا ہے۔ تیسرے شخص نے تڑاتڑ مسلسل ...کی تاریکی میں یہ بھی نہ دیکھا جاسکا کہ کسی نے فائرنگ کی اور ...کتنی لاشیں گر گئیں۔ بنجامن' ہیری سے ٹارچ چھین کر بھاگتے ہوئے بولا "اس عورت کو کسی طرح مار ڈالو۔ ٹارچ کم پڑیں تو ...لوگوں سے لالٹینیں لے لو۔ اگر اسے زندہ گرفتار کیا جائے ...تم سب کو انعامات دوں گا۔"

...چرچ کے بڑے ہال کے ایک دروازے سے کوریڈور میں ...گزرتا رہا۔ وہاں سے دوسرے کوریڈور میں مڑ کر بھاگنے لگا پھر ...ذاتی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آگیا۔ سونیا بھی دروازے پر ...اس کے دماغ پر حاوی تھی۔ وہ اس کی موجودگی سمجھ نہ سکا کہ ...اس کے ساتھ کمرے میں آیا ہے۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا پھر ایک کرسی اور میز کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

اس کے خاص ماتحت کے پاس ایک موبائل فون تھا۔ اس ...فون کے ذریعے ماتحت سے پوچھا "تحسین! کیا وہ پکڑی گئی؟"

"نو باس! معلوم ہوتا ہے۔ وہ اکیلی نہیں ہے۔ اس کے بھی کئی ...ساتھی ہوں گے۔ وہ اکیلی ہمارے پینتالیس فوجیوں کو نہیں ...مار سکتی۔"

"کیا کہا پینتالیس؟ میرے تمام مسلح افراد مارے گئے؟"

"ہم بھی چار باقی ہیں۔ ایک میں ہوں۔ باقی میرے تین ساتھی ہیں۔"

"تم سب کہاں ہو؟"

"ہم سب چرچ ٹاور پر چڑھ کر بڑے گھنٹے کے پاس چھپے ہوئے ہیں۔"

"یو نان سنس! تم چاروں چھپ گئے ہو تو میری حفاظت کون کرے گا؟"

"باس! اب تو ہم سب کو بھاگنے کا راستہ دیکھنا چاہیے۔ ہمارے تمام ہتھیار بے کار ہوگئے ہیں۔ تمام ساتھی مارے گئے ہیں۔ اتنے سارے مارے گئے ہیں تو ہم چاروں آپ کی کیسے حفاظت کریں گے؟"

"یہاں میرے کمرے میں آؤ۔"

"باس! بچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔"

"کون سا راستہ ہے' جلدی بتاؤ؟"

"آپ پہلے تین آوازیں سنیں۔"

پادری بنجامن کو تین بار فائرنگ کی آواز سنائی۔ اس نے پوچھا "یہ کس نے فائرنگ کی ہے؟"

"میں نے اپنے باقی تینوں ساتھیوں کو جہنم میں پہنچادیا ہے۔"

وہ غصے سے دہاڑا "کیا بکتے ہو؟"

"بچنے کا یہی ایک راستہ ہے اور وہ جہنم کا راستہ ہے۔ میں آرہا ہوں۔ اب ہم ایک دوسرے کو گولی ماریں گے تو اس اکیلی عورت سے نجات پاکر سیدھے جہنم میں آرام سے پہنچ جائیں گے۔"

وہ سہم کر بولا "اے خبردار! میرے سامنے نہ آنا۔"

"اندھیرے میں نہیں آؤں گا۔ جنریٹر آن کروں گا۔ ہم دنیا سے جاتے جاتے روشنی تو دیکھتے جائیں۔"

بنجامن نے فون بند کردیا۔ کمرے میں اس کی ایک ٹارچ روشن تھی۔ اس نے اپنے لباس سے ریوالور نکال کر چیک کیا۔ وہ پوری طرح لوڈ تھا۔ سونیا نے اسے غائب دماغ کیا۔ ریوالور کا چیمبر خالی کیا۔ وہ ریوالور اور ٹارچ لے کر وہاں سے اٹھ گیا۔ سونیا اس کے ساتھ باہر آگئی۔ اس کے دماغ کو ذرا سی ڈھیل دی۔ اس نے حیرانی سے خود کو کمرے کے باہر دیکھا۔ یہ سوچنا چاہتا تھا کہ کیسے باہر آیا' اسی وقت جنریٹر کی آواز کے ساتھ روشنی ہوگئی۔

وہ ٹارچ کو بجھاکر چرچ کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا باہر سڑک پر آکر بلند آواز سے بولا "بستی والو! تم بڑی دیر سے فائرنگ کی آوازیں سن رہے ہو۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میرے جتنے مسلح

افراد تھے' وہ سب مارے جا چکے ہیں۔ تم سب باہر آؤ۔ جو گھر کے اندر رہ جائے اسے بھی باہر لے آؤ۔ ابھی تمہیں بہت بڑی خوشخبری سنائی جائے گی۔"

ثانی دوسری طرف بنجامن کے خاص ماتحت تحسین کے دماغ پر حاوی تھی۔ وہ دوسری سڑک پر چلتا ہوا اسی طرح بلند آواز سے کہہ رہا تھا "اے بستی والو! خطرہ ٹل گیا ہے۔ یہاں چند عیسائیوں اور چند مسلمانوں نے اپنا ایمان بیچ دیا تھا۔ تم سب کو ہتھیار کے زور پر غلام بنا لیا تھا۔ اب وہ تمام ہتھیار چلانے والے مر چکے ہیں۔ آج آدھی رات سے پہلے ہی تمہاری غلامی کا دور ختم ہو چکا ہے۔ ہم اس ٹاؤن کو اور یہاں کی تمام چھپی ہوئی دولت کو تمہارے حوالے کر کے جا رہے ہیں۔"

بستی کے تمام لوگ اپنے گھروں سے نکل کر ایک طرف سے بنجامن کے پیچھے اور دوسری طرف سے تحسین کے پیچھے ہزاروں کی تعداد میں اس سڑک پر پہنچ رہے تھے' جہاں بنجامن اور تحسین دور سے ایک دوسرے کے روبرو آ رہے تھے۔ سونیا بنجامن کے پیچھے تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے دس گز کے فاصلے پر رک گئے۔ ان دونوں کے پیچھے تمام بستی والے بھی رک گئے۔ بنجامن نے سونیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ ہے وہ دیوی! جو تم سب کو ہم اسمگلروں سے نجات دلا رہی ہے۔"

تحسین نے کہا "یہ وہی دیوی ہے جسے تم لوگوں نے اسکائی فلائنگ کائٹ سے اترتے دیکھا تھا۔ یہ تمہاری نجات دہندہ بن کر آئی ہے۔ اس تنہا خاتون نے ہمارے تمام مسلح ساتھیوں کو مار ڈالا ہے۔"

بنجامن نے کہا "اب میں اور تحسین رہ گئے ہیں اور ہم دونوں ابھی تمہارے سامنے مر جائیں گے۔ ہماری موت کے بعد یہ ٹاؤن تمہارا ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر بنجامن نے اپنے لباس سے ریوالور نکال کر تحسین کا نشانہ لیا۔ تحسین نے بھی اپنی شاٹ گن کا رخ بنجامن کی طرف کیا پھر انہوں نے ایک ساتھ اپنی اپنی گن کا ٹریگر دبایا لیکن گولی نہیں چلی۔ سونیا کی طرح ثانی نے بھی تحسین کی شاٹ گن کو خالی کر دیا تھا۔

وہ دونوں حیرانی سے اپنے اپنے ہتھیاروں کو دیکھنے لگے۔ سونیا نے بیچ سڑک پر آ کر کہا "لوگو! کیا تم نہیں جانتے کہ ایک شیطان دوسرے شیطان کو نہیں مارتا بلکہ شیطانی نسل بڑھاتا ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ نہیں مریں گے۔ ضرور مریں گے اور انہیں تمہاری بستی کا ایک ہی شخص مارے گا۔"

سب ایک دوسرے سے پوچھنے لگے "ہم میں سے کون ہے' جو خالی ہاتھ انہیں مارے گا۔"

ایسے وقت بھیڑ کو چیرتا ہوا اپنی پرانی بندوق ہاتھوں میں لیے کمانڈر آہستہ آہستہ چلتا ہوا بنجامن اور تحسین کے درمیان [illegible] "اے بستی والو! تم سب میرا مذاق اڑاتے تھے کہ یہ دو نالی والی پرانے زمانے کی بندوق لیے پھرتا ہے اور ایک چڑیا بھی [illegible] مارتا۔ سب کہتے تھے کہ میری بندوق خالی ہے اور میں سوچتا [illegible] میں اپنی . . . . بستی پر قبضہ جمانے والے ہاتھیوں کو نہیں مار[illegible] کسی چڑیا کو مار کر چڑیمار نہیں کہلاؤں گا۔"

یہ کہہ کر اس نے دونوں طرف گھوم کر دو فائر کیے۔ بنجامن [illegible] تحسین اپنا اپنا سینہ پکڑ کر اچھے ہوئے' لڑکھڑاتے ہوئے [illegible] ایسے گرے جیسے کتوں کو مار کر گرایا گیا ہو۔ ویسے کمانڈر کے [illegible] سے محفوظ رہنے والے دو کارتوسوں نے ہاتھیوں کو مار گرایا تھا۔

وہاں تھوڑی دیر کے لیے بالکل سناٹا چھا گیا تھا۔ برسوں [illegible] غلام بن کر رہنے والوں کو یقین کرنے میں دیر لگ رہی تھی [illegible] ظالموں سے نجات پا چکے ہیں پھر ان سب نے ایک ایک کر [illegible] کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ سونیا نے سخت لہجے میں کہا "اٹھو [illegible] اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم سر جھکانے اور گھٹنے ٹیکنے کے عادی رہو گے تو آزادی حاصل کر کے بھی پھر کسی کے غلام [illegible] جاؤ گے۔ میں جانتی ہوں' یہ کمانڈر تم سب کی بزدلی کے باعث ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا۔ تم لوگ اسے نیم پاگل یا سرپھرا کہتے [illegible] اور یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کے اندر غلامی سے نجات پانے کے لیے لاوا دہک رہا ہے۔ یہ کچھ نہیں کر پاتا تھا۔ ایک پرانی بندوق [illegible] اپنی جیب میں دو کارتوس رکھے پھرتا تھا۔

میں کل صبح چلی جاؤں گی۔ اس سے پہلے کہہ دوں کہ [illegible] جیسے آزادی کے متوالے کو اپنا راہنما بناؤ۔ یہ اپنی ذہانت سے ٹاؤن میں سچے اور کھرے افراد کی انتظامیہ اور مسلح فوج تیار [illegible] گا۔ تمہیں کسی سے مالی امداد لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی [illegible] چرچ کے تہ خانے میں کروڑوں ڈالر کا سونا اور جدید ہتھیار [illegible] منشیات کا بھی ذخیرہ ہے لیکن منشیات کو جلا کر خاک کر دو [illegible] میرے ساتھ آؤ۔ میں تہ خانے کا چور دروازہ بتاؤں گی۔"

وہ سب خوش ہو کر سونیا کو دعائیں دینے لگے۔ کمانڈر وہاں [illegible] دس سمجھ دار لوگوں کو ساتھ لے کر سونیا کے ساتھ چرچ کے تہ خانے کا چور دروازہ دیکھنے چلا گیا۔

○☆○

پارس اور پورس کسی مقصد کے بغیر بھارت میں نہیں [illegible] ناصرہ کی ہلاکت کے بعد پورس نے عہد کیا تھا کہ نیلماں کو [illegible] نکالے گا اور کبھی اسے آتما شکتی حاصل نہیں کرنے دے گا۔

وہ بھارت میں عباس مہدی کے تعاون سے نیلماں تک [illegible] تھا۔ وہ پونم کے جسم میں سمائی ہوئی تھی۔ اسے اپنے شکنجے میں [illegible] کے باوجود عباس مہدی ایک پولیس افسر کی حیثیت سے عدالت پہنچا کر سزائے موت نہیں دلانا چاہتا تھا۔ کیونکہ موت نیلماں کو نہیں' پونم کو ملتی اور پونم بے قصور ماری جاتی۔

پورس نے بھی کہا "جس طرح بے قصور ناصرہ' نیلماں کی چالبازی سے ماری گئی تھی' اسی طرح بے قصور پونم کو نہیں مرنا چاہیے۔ اسے زندہ رکھنے کا یہی ایک راستہ تھا کہ نیلماں کی آتما کو پونم کے جسم میں قید رکھا جائے اور اس چڑیل کو اپنی من مانی نہ کرنے دی جائے۔"

اسے قابو میں رکھنے کا ایک بہترین طریقہ یہ تھا کہ اسے اپنی معمولہ اور تابع بنایا جائے۔ اس طرح نیلماں اپنی ٹیلی پیتھی کو اپنے عامل پورس کی مرضی کے بغیر کام میں لا کر کہیں روپوش نہیں ہو سکے گی۔

انہوں نے پونم کو اعصابی کمزوری کی دوا دے کر سلا دیا۔ نیلماں اس کے اندر دو ڈھائی گھنٹے تک بے بس رہی۔ چونکہ وہ ناصرہ کے زہر کی عادی ہو چکی تھی اس لیے اعصابی کمزوری کی دوا کا اثر زائل ہو گیا۔ وہ پھر فرار ہو گئی۔ پورس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

یہی وجہ تھی کہ پارس اور پورس اسے دوبارہ تلاش کرنے کے لیے وہاں رہ گئے اور وہ ایسے تھے کہ کہیں بھی سکون سے نہیں رہ سکتے تھے۔ وقت گزارنے کے لیے مشغلے کے طور پر کچھ نہ کچھ کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا ڈی جی سکسینہ کی دو بیٹیوں سے عشق کرنے کے لیے گنگا داس اور جمنا داس بنے ہوئے تھے۔

ان کے عشق کی داستان تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے۔ آخری بار ان دونوں نے مینا اور رینا کو یہ بتایا تھا کہ وہ ان کی محبت میں غلاظتوں سے بھری ہوئی کھاد فیکٹری میں پہنچ گئے ہیں اور وہ چڑیل انہیں فیکٹری سے ننگا کر کے کہیں لے گئی ہے۔

مینا اور رینا کو ان کے سچے عشق کا یقین ہو گیا تھا۔ ایسے وقت نیلماں نے اپنے تابع اور ایم این اے گوتم ادھیکاری کے ذریعے مینا اور رینا کے باپ ڈائریکٹر جنرل آف انٹیلی جنس دھرم راج سکسینہ کو ممبئی سے دہلی بھیج دیا تھا۔

دونوں بیٹیاں بنگلے میں رہ کر سوچ رہی تھیں کہ ان کا باپ ایک ٹاپ سیکرٹ مشن پر دہلی گیا ہے۔ دوسرے دن وہ دونوں بھی جاسوسہ کی حیثیت سے دہلی جا کر باپ کے کام آئیں گی۔

ایسے ہی وقت سیکیورٹی گارڈ نے آ کر اطلاع دی کہ گنگا اور جمنا آئے ہیں۔ باہر اس لیے کھڑے ہیں کہ ننگے ہیں۔ صرف ایک ایک نیکر پہنی ہوئی ہے۔ وہ دونوں دوڑتی ہوئی آ کر اپنے عاشقوں سے لپٹ گئیں۔ ان کی واپسی پر بے انتہا خوشی کا اظہار کرتی ہوئی انہیں بنگلے کے اندر لے آئیں۔

پارس نے کہا "غلاظت والی کھاد فیکٹری سے اس چڑیل نے ہمیں اس حالت میں نکالا تھا۔ ہم نے کئی بار غسل کیا۔ اپنے جسم پر پرفیوم اسپرے کرتے رہے۔ ہمیں سونگھ کر دیکھو' ہم تمہارے ہو چکے ہیں یا نہیں؟"

پورس نے کہا "اگر پرفیوم ہمیں تمہارے قابل نہ بنا سکا تو ہم گنگا میں اشنان کرنے کے لیے بنارس جائیں گے۔"

انہوں نے ان کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "تم دونوں اتنے قابل ہو کہ ہم بنگلے کے باہر ہی تم سے لپٹ گئے تھے۔ ہم نے دنیا والوں کا خیال نہیں کیا تھا۔"

"مگر ہماری نیکر کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اتنی جذباتی ہو کر لپٹنے کے بعد نیکر بھی ساتھ چھوڑنے والی تھی۔"

وہ سب ہنسنے لگے۔ مینا نے کہا "اپنی پتلون اور شرٹ کا ناپ دو۔ میں ریڈی میڈ لے آؤں گی پھر انہیں پہن کر ہمارے ساتھ شاپنگ کے لیے چلو گے۔"

انہوں نے اپنا ناپ بتا کر کہا "ہمیں یہاں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ کسی ملازم سے کپڑے منگوا لو۔"

انہوں نے ملازم کو بازار بھیج دیا۔ پورس نے پوچھا "انکل کہاں ہیں؟"

"وہ دہلی گئے ہیں۔ اب ہم چاروں بھی دہلی جائیں گے ایک کیس کے سلسلے میں جاسوسی کریں گے۔"

پارس نے کہا "آہ! جس طرح زندگی کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا' موت کسی وقت بھی لے جاتی ہے۔ اسی طرح وہ چڑیل بھی ہمیں کسی وقت لے جائے گی۔"

پورس نے کہا "ہم اس سے التجا کریں گے کہ ہمیں دہلی لے جائے یا پھر جہاں لے جانا چاہتی ہے' ہمارے ساتھ تم دونوں کو بھی لے چلے۔"

ان دونوں نے سہم کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر رینا بولی "نن.... نہیں' ہمیں ساتھ لے جانے کے لیے نہ کہنا۔"

رینا نے کہا "ہمیں چڑیلوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"ڈرنے کی کیا بات ہے؟ ہم دونوں تمہارے ساتھ چڑیل کے سائے میں پریم کرتے رہیں گے۔"

"پریم تو کہیں بھی کر سکتے ہیں مگر یہ تو سوچو' تم دونوں مرد ہو۔ اس نے تمہیں ننگا کیا تھا۔ اگر ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔"

پارس اور پورس' نیلماں کو تلاش کرنے کے لیے ممبئی چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے تھے۔ پارس نے کہا "ہم دہلی جائیں گے تو وہ کم بخت بھی وہاں پہنچے گی اور ہماری وجہ سے تمہارے ڈیڈی کے ٹاپ سیکرٹ مشن کو ناکام بنا دے گی۔"

مینا نے کہا "ٹھیک کہتے ہو۔ یہ ہمیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ چڑیل تم دونوں کے پیچھے دہلی پہنچ جائے گی۔"

پھر اس نے کہا "جب تم دونوں یہاں نہیں تھے تو اس چڑیل نے فون پر ڈیڈی سے کہا تھا کہ اس نے تم دونوں کو اغوا نہیں کیا ہے۔ کسی دوسری نے ایسا کیا ہو گا۔"

"وہ جھوٹ کہتی ہے۔"

پورس نے کہا "نہیں' وہ سچ کہتی ہو گی۔ ایک اور چڑیل تمہارا پیچھا کرتی رہتی ہے۔ شاید اس وقت بھی تمہارے دماغ میں ہو۔"

ثانی نے پارس کے دماغ سے پورس کے دماغ میں آکر پوچھا۔ "ہوں تو اپنے میاں کی نگرانی کرنے والی چڑیل ہوتی ہے۔ ابھی مینا اور جینا کے سامنے تم دونوں کا بھانڈا پھوڑ دوں؟"

پورس نے کہا "ارے نہیں' میں نے تمہیں چڑیل نہیں کہا تھا۔ اگر بھول سے کہہ دیا ہو تو توبہ توبہ' کان پکڑتا ہوں۔"

مینا نے پوچھا "جمنا! تم کان کیوں پکڑ رہے ہو؟"

وہ بے بسی سے بولا "میرے اندر خالہ جان آئی ہیں۔ خبردار! آئندہ کوئی میری خالہ جان کو چڑیل نہ کہنا۔ یہ دھمکی دے رہی ہیں کہ پھر ہمیں یہاں سے لے جائیں گی۔"

مینا نے کہا "نہیں' نہیں۔ وہ چڑیل نہیں ہے۔ ہم سب کی خالہ جان ہیں۔ گنگا! تم بھی خالہ جان کہو۔"

پارس نے کہا "میں صرف جان کہہ سکوں گا۔ کیونکہ تم سب کی خالہ جان مجھ پر عاشق ہے۔"

جینا نے کہا "ہائے رام! خالہ جان تمہیں اپنا بنا لیں گی تو میرا کیا بنے گا؟"

"مجبوری ہے۔ تم مجھ سے عشق کرتی ہو لیکن خالہ جان کے رشتے سے تم مجھے خالو جان کہا کرو گی۔"

ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ مینا نے اسپیکر فون آن کر کے کہا "ہیلو' میں ڈی۔جی سکسینہ کی بیٹی مینا بول رہی ہوں۔"

"اور میں پونم بول رہی ہوں۔ تم دونوں بہنوں کا لب و لہجہ بھول گئی تھی۔ اس لیے فون پر بتا رہی ہوں کہ تمہارا باپ دہلی پہنچ گیا ہے۔ تمہارے باپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں ایک ایم این اے گوتم ادھیکاری کے پرائیویٹ بنگلے میں ہوں۔ اس نے میرے پیچھے جاسوس لگا دیے تھے۔ اس لیے میں نے چالاکی سے اسے دہلی بھیج دیا ہے۔ وہاں کوئی ٹاپ سیکرٹ مشن نہیں ہے۔ جب تک وہ میرے پیچھے پڑا رہے گا تب تک میں اسے تم دونوں بیٹیوں سے ملنے نہیں دوں گی بلکہ تم دونوں کو بھی نقصان پہنچاتی رہوں گی۔"

پارس نے کہا "میں گنگا داس بول رہا ہوں۔ وائڈ اسپیکر سے تمہاری آواز سن رہا ہوں لیکن آواز سے تم وہ نہیں لگ رہی ہو جو ہم دونوں بھائیوں گنگا داس اور جمنا داس کو اغوا کر کے لے جایا کرتی ہو۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ ہمیں بار بار غائب دماغ بنا کر لے جانے والی کون ہے؟"

نیلماں نے کہا "اچھا تم دونوں بھائی یہاں موجود ہو۔ میں تھوڑی دیر کے لیے فون بند کر رہی ہوں پھر اس لیے دوبارہ فون کروں گی کہ تم چاروں بیک وقت میری باتیں سن سکو۔"

فون بند ہو گیا۔ پارس اور پورس اپنی محبوباؤں سے موجودہ حالات پر باتیں کر رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ وہ گنگا داس اور جمنا داس کے چور خیالات پڑھ رہی ہو گی اور روحانی ٹیلی پیتھی کے عمل کے باعث نیلماں کو یہ معلوم ہو رہا ہو گا کہ وہ سچ مچ گنگا اور جمنا دو بھائی ہیں اور کوئی بلا انہیں غائب دماغ بنا کر بھٹکاتی رہتی ہے۔

پارس کے دماغ میں اس نے سوال کیا "وہ تم دونوں میں کیوں دلچسپی لے رہی ہے؟"

پارس کی سوچ نے گنگا کے لب و لہجے میں کہا "میں اس کے اندر کی بات نہیں جانتا لیکن وہ کہتی ہے میں گبھرو فولادی جوان ہوں' اس کا دل مجھ پر آ گیا ہے۔ آہ! میں کس منہ سے کہوں کہ وہ میری آبرو لوٹ لیتی ہے اور میں فریاد نہیں کر سکتا۔ وہ خوب صورت بلا عمر میں مجھ سے بڑی ہے لیکن تنہائی میں ہمیشہ ایک نئی جوان لڑکی کے جسم میں آتی ہے۔"

نیلماں نے سوال کیا "کیا وہ جسم بدلتی ہے؟"

"میں حقیقت نہیں جانتا مگر وہ دعویٰ کرتی ہے کہ بہت بڑی آتما شکتی والی ہے۔ جو حسینہ اسے پسند آ جاتی ہے' وہ اس کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔"

ایسے ہی وقت ثانی نے بدلے ہوئے لب و لہجے میں کڑک کر پوچھا "اے گنگا! یہ تو کس سے باتیں کر رہا ہے؟ یہ تیرے دماغ میں آکر بولنے والی کون ہے؟ کیا تو چاہتا ہے پھر تجھے اور تیرے بھائی کو اغوا کر کے لے جاؤں؟"

نیلماں نے کہا "اے بہن بھگوان کے لیے ناراض نہ ہونا۔ تم پوری طرح آتما شکتی جانتی ہو۔ میں تم سے دشمنی نہیں' دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ میں تمہاری بہن بننا چاہتی ہوں۔ میں تمہارے گنگا کو جیجا جی کہوں گی۔"

ثانی نے پوچھا "پہلے یہ بتاؤ' تم کون ہو؟"

"میرا نام نیلماں ہے۔ میں بھی تمہاری طرح مہا آتما شکتی مان تھی لیکن بار بار جسم بدلنے سے میری شکتی کمزور پڑتی گئی۔ اب آخری بار پونم نامی ایک لڑکی کے جسم میں ہوں۔"

ثانی نے کہا "کیا تم نہیں جانتی تھیں کہ ایک بار جسم بدلنے سے آتما شکتی جتنی کمزور ہوتی ہے' پہلے اس کمزوری کو دور کر کے پھر پوری شکتی حاصل کرنے کے بعد دوسرا جسم بدلنا چاہیے۔"

"یہ میں جانتی ہوں لیکن پورس نامی ایک نوجوان میرا ایسا دشمن بن گیا تھا کہ جسم بدلنے کے بعد مجھے دوبارہ تپسیا کر کے اپنی شکتی کی کمزوری دور کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ اب بھی وہ مجھے تلاش کرتا ہوا ممبئی پہنچا ہوا ہے۔"

ثانی نے کہا "تم تو بری طرح پھنسی ہوئی ہو۔ اب دوسرا جسم بھی بدل نہیں پاؤ گی۔ تعجب ہے' تم کس طرح دشمن سے بچ رہی ہو؟"

"بس یہ ایک ٹیلی پیتھی ہے جو مجھے بچا رہی ہے۔ میری بہن! کیا تم میری بہن نہیں بنو گی؟ مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔"

ثانی نے کہا "تم نے کالے جادو کے مہا شکتی مان بھیرو بھوت ناتھ کا نام سنا ہو گا۔ جو اب مر گیا ہے' نرک واس ہو گیا ہے۔"

"ہاں' میں نے اس مہا شکتی مان کا نام سنا ہے۔"

"میں اس کی بہن ہوں۔ میں نے اس کی تمام شکتی حاصل کی ہے۔ کسی بھی کالے جادو جاننے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مجال نہیں ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے۔ میرے بھائی بھیرو بھوت ناتھ نے سمجھایا تھا کہ میں کبھی خود کو ظاہر نہ کروں۔ رازداری سے دنیا کی تمام خوشیاں حاصل کرتی رہوں لیکن گنگا جیسے گبھرو جوان پر ایسے مر مٹی کہ بھائی کے منع کرنے کے باوجود ظاہر ہونے لگی ہوں۔"

نیلماں نے کہا "تمہارا ظاہر ہونا' میرے لیے سوبھاگیہ ہے۔ تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ کر قدموں میں گر کر اپنی مکمل آتما شکتی حاصل کروں گی۔"

"میرے قدموں میں کیسے گرو گی؟ میں کبھی اصل روپ میں ظاہر نہیں ہوتی۔ تمہیں بھی سمجھاتی ہوں کبھی میرے یا کسی کے سامنے نہ آنا۔ میں سوچ کر بتاؤں گی کہ کس طرح دور ہی دور رہ کر تمہیں ایسی جگہ پہنچا دوں' جہاں انسان کا سایہ تک نہ پہنچتا ہو۔ وہاں تم کسی اندیشے کے بغیر تپسیا کرتی رہو گی۔"

"دھنیہ ہو دیوی! آج آپ سے مل کر میری منوکامنا پوری ہو رہی ہے۔"

"میں دیوی نہیں ہوں۔ میرا نام اکال بھیروی ہے۔ کبھی کوئی برا وقت آئے تو فوراً میرے دماغ میں آ جانا۔ اب میرے گنگا کے دماغ سے جاؤ۔ اگر تمہیں ایسا گبھرو جوان پسند ہے تو اس کے بھائی جمنا کو اپنا تابع بنا لو۔ ایک بھائی میرے پاس' دوسرا بھائی تمہارے پاس ہو گا تو ہم دونوں رشتے دار بن جائیں گے۔"

"تم سے رشتے داری کے لیے میں ضرور ایسا کروں گی۔"

ثانی نے کہا "پھر تو سمجھو' پریشانیوں سے تمہاری چھٹی ہونے والی ہے۔ اب جاؤ' مجھے میرے گنگا سے عشق کرنے دو۔"

نیلماں پورس کے دماغ میں آئی۔ اس وقت نیلماں کے لیے وہ پورس نہیں' جمنا داس تھا۔ اس کے چور خیالات بھی اسے جمنا کہہ رہے تھے۔ وہ اپنی مینا کا ہاتھ پکڑ کر صوفے سے اٹھ کر اس کے بیڈ روم میں جا رہا تھا۔ ایسے وقت نیلماں نے ایک جھٹکے سے مینا کا ہاتھ اس سے چھڑا دیا۔

مینا حیرانی سے بولی "کیا ہوا؟"

وہ بولا "پتا نہیں' مجھے ایسا لگا جیسے کسی غیبی طاقت نے ہم دونوں کو الگ کر دیا ہو۔"

ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پارس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔ میں گنگا داس بول رہا ہوں۔"

نیلماں کی آواز سنائی دی "جیجا جی! نمستے' میں جمنا سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

پارس نے فون کے وائڈ اسپیکر آن کر کے پورس سے بولا "وہ سالی تجھے بلا رہی ہے۔"

پورس نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "تو کسے گالی دے رہا ہے؟"

"یہ گالی نہیں' رشتہ ہے۔ لے' بات کر"

پورس نے فون کے قریب آکر پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ شرماتی ہوئی بولی "میں تمہارے گنگا بھائی کی سالی ہوں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میرے بھائی نے شادی نہیں کی۔ تم سالی کیسے بن گئیں؟"

"بھیرو بھوت ناتھ کے خاندان میں لڑکیاں شادی نہیں کرتیں' باقی سب کر لیتی ہیں۔ میں بھی تم سے شادی نہیں کروں گی لیکن کسی سوکن کو بھی برداشت نہیں کروں گی۔ ابھی میں نے ہی تمہارا ہاتھ چھڑایا تھا؟"

"کیا کہا؟ تم نے میری مینا سے میرا ہاتھ چھڑایا تھا؟ کیا تم نہیں جانتیں.... مینا کا ہاتھ صرف میرے لیے پیدا ہوا ہے۔ پہلے وہ ہاتھ پیدا ہوا پھر وہ پیدا ہوئی تھی۔ میں وہ ہاتھ نہیں چھوڑوں گا۔"

فون کے وائڈ اسپیکر سے آواز آئی "اے جی۔ میرا دل توڑنے والی باتیں نہ کرو۔ اس کا ہاتھ اتنا ہی پسند ہے تو میں وہ ہاتھ توڑ کر تمہیں دے دوں گی۔"

مینا خوف سے چیختی ہوئی بولی "نہیں' یہ کون ہے؟ کون میرا ہاتھ توڑنا چاہتی ہے؟"

"میں بھیروی دیدی کی چھوٹی بہن ہوں۔ آج کے بعد میری دیدی صرف میرے گنگا جیجا جی کو اغوا کریں گی اور میں جمنا کو اغوا کیا کروں گی۔"

مینا نے کہا "ڈیڈی ٹھیک کہتے تھے کہ پونم کے علاوہ ہمیں اغوا کرنے والی ایک اور چڑیل..."

مینا اتنا کہہ کر سہم گئی پھر جلدی سے بولی "نن.... نہیں چڑیل نہیں ایک اور خالہ جان ہے۔ وہ گنگا کو لے جائے گی اور یہ خالہ جان میرے جمنا کو لے جائے گی۔"

پورس نے کہا "اوہ نو مینا! مجھے لے جانے والی کو خالہ جان نہ کہو ورنہ میں تمہارا خالو جان بن جاؤں گا۔"

مینا نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "ہے بھگوان! ہم کس مصیبت میں پھنس گئی ہیں؟"

"مصیبت میں ہم دونوں بھائی پھنس گئے ہیں۔ تم دونوں بہنیں ہمیں مقناطیس کی طرح کھینچتی ہو اور وہ بھیروی اور پونم ہماری ٹانگیں پکڑ کر کھینچنے لگتی ہیں۔ ہم نہ ادھر کے رہے' نہ ادھر کے رہے۔"

نیلماں نے فون کے ذریعے پوچھا "تم بہنوں کو اپنے ڈیڈی سے پیار ہے یا اپنے عاشقوں سے؟"

مینا نے کہا "یہ کیا بات ہوئی؟ پیار تو سب سے ہوتا ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ باپ سے زیادہ پیار ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اب میں دہلی میں تمہارے ڈیڈی کو غلاظتوں سے بھری کھاد فیکٹری میں پہنچا دوں گی۔"

"نہیں' نہیں۔ ایسا نہ کرنا۔ ہم اپنے ڈیڈی کو کسی گٹر میں بھی

دیکھنا نہیں چاہیں گے۔"

"تو پھر گنگا اور جمنا کو صرف مہمان بنا کر اپنے بنگلے میں رکھو۔ ان سے دور رہا کرو۔ کبھی اپنا ہاتھ نہ پکڑنے دو۔"

مینا نے کہا "ہائے جمنا!"

جینا نے کہا "ہائے گنگا! ہم کیا کریں' کچھ مشورہ دو؟"

پورس نے کہا "تمہارے ڈیڈی کو مصیبتوں سے بچانے کے لیے ہم یہاں صرف مہمان بن کر رہیں گے۔ ہو سکتا ہے آئندہ ہمارے ملن کی کوئی راہ نکل آئے۔"

"تم دونوں بھائی کتنے اچھے ہو۔ ہمارے ڈیڈی کے لیے قربانیاں دے رہے ہو۔"

نیلماں نے کہا "میں سمندر کے کنارے ایک کاٹیج میں بڑے آرام سے پناہ لے رہی تھی۔ تمہارے باپ نے جاسوسوں کو ادھر بھیج دیا۔ اب میں نے اس کاٹیج کو چھوڑ دیا ہے۔ کسی محفوظ جگہ پہنچ کر تم لوگوں سے رابطہ کروں گی۔"

پھر اس نے فون بند کر کے خیال خوانی کے ذریعے ثانی سے کہا "بھیروی دیدی! میں کسی محفوظ جگہ پہنچ کر تم سے رابطہ کروں گی۔"

ثانی نے کہا "میں کہہ چکی ہوں' کوئی برا وقت آئے تب مجھ سے رابطہ کرو۔ اور میں بھارت میں یا بھارت سے باہر کوئی ویران اور محفوظ جگہ تلاش کرنے کے بعد تمہیں وہ جگہ بتاؤں گی لیکن کسی ویرانے میں تنہا رہنا مناسب نہیں رہے گا۔"

"تم مشورہ دو' مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"تم جمنا داس کو اس وقت تک اپنے قریب نہ آنے دینا' جب تک اسے اپنا معمول اور تابع نہ بنالو۔ پہلے ہم دونوں یقین کریں گی کہ تمہارے ساتھ کوئی دھوکا نہیں ہو رہا ہے۔ اس کے بعد تم اسے اپنے ساتھ ویرانے میں لے جا کر تپسیا کرو گی اور وہ تمہاری خدمت کرتا رہے گا۔"

"او میری پیاری دیدی! تم مجھے فریب سے بچانے کے لیے بہت دانش مندانہ مشورہ دے رہی ہو' میں کسی محفوظ جگہ پہنچ کر سب سے پہلے جمنا داس کو اپنا معمول اور تابع بناؤں گی۔"

"اچھا اب تم جاؤ۔ میں تپسیا کرنے جا رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر ثانی نے سانس روک لی۔ نیلماں اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے پونم کے جسم کو اور زیادہ حسین اور پرکشش بنایا تھا۔ ایسا کرنے سے نقصان صرف اتنا سا تھا کہ وہ ہر ایک نگاہ کا مرکز بنی رہتی تھی۔ ایسے میں اندیشہ تھا کہ دشمن بھی اس کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے لیکن فائدہ یہ تھا کہ دل پھینک جوانوں اور بوڑھوں کی تعداد زیادہ تھی' اسے کسی کی بھی گاڑی میں یا گھر میں فوراً لفٹ مل جاتی تھی۔

اس بار وہ کاٹیج سے نکلنے کے بعد ایم این اے گوتم ادھیکاری کے ساتھ بیٹھ کر ممبئی سے باہر چلی آئی تھی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ جاسوس اس کے تعاقب میں ہیں۔ اس نے ایک بڑے شاپنگ سینٹر کے پاس گاڑی رکوائی۔ گوتم ادھیکاری سے کہا "تم بیٹھو' میں ابھی آ رہی ہوں۔"

وہ شاپنگ سینٹر میں گئی پھر تیزی سے چلتی ہوئی ایک بڑے جنرل اسٹور سے گزرتی ہوئی پچھلے دروازے سے نکل کر دوسری سڑک پر آئی۔ ایک شخص کار اسٹارٹ کر رہا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ اس کے دماغ پر حاوی ہو گئی۔ اس نے جواب دیے بغیر کار آگے بڑھایا پھر نیلماں کی مرضی کے مطابق ہائی وے پر پہنچ کر شہر سے باہر جانے لگا۔ اس نے آگے جا کر ہائی وے کو چھوڑ دیا۔ نیلماں کو اندیشہ تھا کہ جاسوس ہائی وے پر دوڑے چلے آئیں گے۔ اس لیے اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور ایک پہاڑی علاقے مہا بلیشور پہنچ گئی۔

وہ اس کا دیکھا ہوا ہل اسٹیشن تھا۔ اس نے پار گھاٹ کے پاس جا کر کار رکوائی پھر کار سے اترنے کے بعد ایک چھوٹے سے مندر میں بھگوان کی مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گئی تاکہ یہی سمجھا جائے کہ وہ پوجا میں مصروف ہے۔ حقیقتاً وہ کار والے کے دماغ پر حاوی تھی۔ وہ بے چارہ اس کی مرضی کے مطابق کار ڈرائیو کرتا ہوا ممبئی واپس جا رہا تھا۔ جب وہ ممبئی کے قریب پہنچا تو اس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

اب وہ اپنے بارے میں سوچنے لگی۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے جو نیا اور پرکشش چہرہ بنایا تھا' وہ پولیس اور سراغ رسانوں کی نظروں میں آچکا تھا۔ اب یا تو چہرے کو بدلنا تھا یا پھر مہاراشٹر سے باہر نکل جانا چاہیے تھا۔

فی الحال دونوں باتیں ناقابل عمل تھیں۔ اس شہر میں اپ کا سامان تلاش کرتے وقت یا بائی روڈ اور بائی ائر صوبہ سے باہر جاتے وقت قانون کے محافظوں کی نظر میں آسکتی تھی۔

اس مندر میں ایک پنڈت جی اسے توجہ اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور پجاری سے پرساد مانگ رہے تھے۔ اس کی آواز سنتے ہی نیلماں نے اس کے دماغ میں جانا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ پنڈت جی نے سر گھما کر اسے دیکھا۔ وہ جلدی سے آنکھیں بند کر کے پھر پوجا میں مصروف ہو گئی۔ اس نے تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ پنڈت نظر نہیں آیا۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر مندر کے باہر آئی۔

مندر کی سیڑھی پر دو ہٹے کٹے پہلوان بیٹھے تھے۔ وہ نیلماں کے پیچھے چلنے لگے۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد دو اور پیچھے اس کے ساتھ چلنے لگے۔ وہ رک کر غصے سے بولی "تم چاروں میرے ساتھ کیوں چل رہے ہو؟"

پنڈت جی نے ایک طرف سے آ کر کہا "یہ میرے چیلے ہیں۔ تم اکیلی ہو' تمہاری رکھشا کے لیے ساتھ ہیں۔"

"مجھے رکھشا کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلی گھر چلی جاؤں گی۔"

"تم جس کی کار سے اتر کر گئی تھیں وہ تو بہت دیر ہوئی چلا گیا۔ ایسا کرتے ہیں' تھانے چل کر رپورٹ لکھواتے ہیں کہ تمہارا آدمی تمہیں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"

تھانے کا ذکر کر کے پنڈت نے اس کی دکھتی رگ پر انگلی رکھی تھی۔ وہ بولی "میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ تم تھانے کی بات کیوں کر رہے ہو؟"

"تھانے دار یوگا نہیں جانتا ہے۔ میں نے سانس روک لی تھی وہ نہیں روک سکے گا۔ تم اس کے دماغ پر قبضہ جما کر کہیں بھی جا سکو گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "تم کیا چاہتے ہو؟"

"میرے پاس بڑی سی وین ہے۔ اس میں چلو۔ جہاں کہو گی پہنچا دوں گا۔"

وہ سر جھکا کر اس کے ساتھ چلتی ہوئی وین کی ایک درمیانی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پنڈت بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ باقی دو پیچھے پیچھے اور دو آگے بیٹھ گئے پھر وہ وین وہاں سے چل پڑی۔ وہ بولا "میرے کو پنڈت برج موہن بولتے ہیں۔ تیرے کو کیا بولتے ہیں؟"

وہ بولی "مجھے ابلا ناری (مظلوم عورت) کہتے ہیں جس کا جی چاہتا ہے' مجھے پکڑ کر لے جاتا ہے۔"

"کیلے کا چھلکا بن کر راستے میں پڑی رہو گی تو سب ہی پھسلیں گے۔"

وہ منہ پھیر کر کھڑکی کے باہر دیکھتی ہوئی خیال خوانی کے ذریعے بولی "بھیروی دیدی! میں مصیبت میں پڑ گئی ہوں۔ ایک پنڈت اور اس کے چار چیلے مجھے ایک وین میں لے جا رہے ہیں۔ وہ سب پہلوان ہیں۔ یوگا کے ماہر ہیں۔ تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں اس سے بات کرتی ہوں۔"

ثانی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس نے پنڈت سے پوچھا۔ "اتنا تو بتا دو' مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

"بہت لمبا سفر ہے۔ ہم حیدر آباد دکن جا رہے ہیں۔"

وہ ثانی سے بولی "دیدی! میں خود مہاراشٹر سے دور جانا چاہتی تھی۔ حیدر آباد میں مجھے پولیس اور جاسوس نہیں جانتے ہیں لیکن یہ پنڈت برج موہن کون ہے' اس کے بارے میں کیسے معلوم کیا جائے' اس کی کوئی کمزوری معلوم ہونا چاہیے۔"

"فکر نہ کرو۔ ہر انسان کی ایک یا ایک سے زیادہ کمزوریاں ہوتی ہیں۔ لمبا سفر ہے' نجات پانے کے راستے نکل آئیں گے۔ کیا تمہارے پاس اعصابی کمزوری کی کوئی دوا ہے؟"

"نہیں ہے دیدی!"

"کوئی بات نہیں' اس سے بے تکلف ہو جاؤ لیکن وہ شبہ نہ کرے کہ تم کوئی چال چلنے والی ہو۔ ذرا گفتگو کرنے کے بعد بولو۔ تمہیں بھوک لگ رہی ہے۔ وہ جس گاؤں یا چھوٹے شہر میں کھانے کے لیے گاڑی روکے' تم ایسی چیز کھانے کے لیے نخرے کرو جو وہاں دستیاب نہ ہو۔ مقصد یہ کہ تمہیں وہاں کچھ دیر رکنے کا کوئی بہانہ کرنا چاہیے۔ باقی کام میں کر لوں گی۔"

"شکریہ دیدی! میں ابھی ناٹک شروع کرتی ہوں۔"

نیلماں نے کھڑکی سے سر گھما کر پنڈت کو دیکھا' وہ بولا "تیری آنکھیں بہت خوب صورت ہیں۔ تو تو نظریں ملتے ہی لوٹ لیتی ہے۔"

وہ بولی "یہ سندرتا' یہ جوانی میرے لیے مصیبت بن گئی ہے۔ بھگوان جانتا ہے' اب تک کیسے کیسے عزت بچاتی آئی ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے' بال بال کنواری ہو۔"

"تمہیں یقین نہیں آئے گا۔"

"میرے کو یقین ہے۔ تو ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ میں یوگا نہ جانتا تو میرے سے بھی بچ کے نکل جاتی۔"

"اگر تو مجھ سے شادی کرے گا تو میری ٹیلی پیتھی سے بہت فائدہ اٹھائے گا۔"

"تیری سندرتا بھی ملے گی' رس بھری جوانی بھی ملے گی' ٹیلی پیتھی بھی میرے کام آئے گی۔ میرے کو اور کیا چاہیے؟ میں تیرے سے بیاہ رچاؤں گا۔"

"سچ؟" نیلماں نے خوش ہو کر اس کے کاندھے پر سر رکھ دیا پھر بولی "میں صبح سے بھوکی ہوں۔ تم نے ایک گلاس پانی کے لیے بھی نہیں پوچھا۔"

"تیرے کو دیکھ کر اپنے آپ کو بھول گیا ہوں۔ آگے ایک چھوٹا ٹاؤن ترنا نک ہے۔ وہاں جو چاہے گی کھلاؤں گا۔"

وہ ایک گھنٹے سے پہلے ہی ترنا نک پہنچ گئے۔ اس نے ایک دھابے (ہوٹل) کے سامنے گاڑی روک کر ملازم کو بلا کر پوچھا "کھانے کے لیے کیا ہے؟"

ملازم کھانے کی چیزیں بتانے لگا۔ نیلماں نے کہا "میں اڈلی دوسا کھانا چاہتی ہوں۔ ماس مچھلی انڈا نہیں کھاؤں گی۔ برہمن ہوں۔"

ملازم نے کہا "اڈلی دوسا صبح ناشتے میں ختم ہو گیا۔"

پنڈت نے کہا "ابے دوبارہ تیار کرنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ جا ابھی تیار کر کے لے آ۔"

ملازم چلا گیا۔ ایک لڑکے نے آ کر پوچھا "بابو جی! ٹھنڈی بوتل' ناریل پانی' پان اور سگریٹ لاؤں؟"

"کھاتے سمے لے آنا۔ ابھی پھوٹ یہاں سے۔"

ہوٹل کے ملازم نے مالک سے کہا "گراہک (گاہک) بہت ہیں۔ اڈلی دوسا مانگتے ہیں۔"

مالک نے کہا "جلدی سے تیار کر کے دے دے۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ اٹھ کر ہوٹل کے پچھلے دروازے سے چلا گیا۔ پنڈت نے

کہا "یہ تو بہت ہی اچھا ہے کہ تو ہماری طرح برہمن ہے۔ اب شادی کروں گا تو میرا بڑا بھائی پنڈت مرلی موہن انکار نہیں کرے گا۔"

"تمہارا بڑا بھائی بھی ہے؟"

"ہاں میں بس ایک پنڈت ہوں۔ وہ پنڈت بھی ہے' بڑا گیانی بھی ہے۔ اگلی پچھلی باتیں بتاتا ہے۔ اس نے کہا تھا' میرے جیون میں ایک سندر ناری آئے گی اور دیکھو' تم آگئی ہو۔"

"تمہارے بھائی نے یہ نہیں بتایا کہ ایک لاوارث سندر ناری ملے گی۔ جس کا آگے پیچھے کوئی نہیں ہوگا؟"

پنڈت کے کچھ کہنے سے پہلے کئی سپاہی رائفلیں لیے دوڑتے ہوئے آئے۔ انہوں نے چاروں طرف سے اس ویَن کو گھیرلیا۔ پنڈت نے سلائڈنگ دروازہ کھول کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

انسپکٹر نے ریوالور دکھاتے ہوئے کہا "تم سب باہر آؤ۔ ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ اس گاڑی میں اسمگلنگ کا مال چھپا ہوا ہے۔"

وہ غصے سے باہر آکر بولا "ہم تم کو اسمگلر دکھائی دیتے ہیں؟ جانتے ہو' میرا نام پنڈت..."

پورا نام بتانے سے پہلے ہی انسپکٹر نے ٹھائیں سے گولی چلا کر اس کے بازو کو زخمی کیا پھر کہا "تمہارے آدمی باہر نہیں آئیں گے تو انہیں بھی گولی ماردوں گا۔"

وہ چاروں سہمے گاڑی سے باہر نکلنے لگے۔ نیلماں نے پنڈت کے دماغ میں آکر پوچھا "پنڈت مہاراج! اب سانس روکو۔"

وہ بولا "ہے بھگوان! تیری سندرتا کے آگے تریا چتر (عورت کی مکاری) کو بھول گیا تھا۔"

نیلماں بھی باہر آئی۔ سپاہی گاڑی کے اندر جاکر تلاشی لینے لگے۔ ثانی نے ہوٹل کے مالک کو تھانے دوڑا کر یونہی کہہ دیا تھا کہ چار اسمگلر ایک عورت کو زبردستی لے کر جارہے ہیں لیکن پنڈت سچ مچ کا اسمگلر نکلا۔ وہ ممبئی پورٹ سے دور ایک بلیک پورٹ سے سونے کے بسکٹ لے جارہا تھا اور وہ تمام سونا سیٹوں کی گدیوں کے نیچے چھپایا ہوا تھا۔

نیلماں نے خوش ہوکر کہا "دھنّے ہو دیدی! تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اسمگلر ہیں؟"

"کیا تم نہیں جانتیں کہ پوری آتما شکتی حاصل کرنے کے بعد یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچا جاسکتا ہے۔"

"ہائے' میں برسوں سے مکمل آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے ترس رہی ہوں مگر میرے حالات مجھے موقع نہیں دیتے ہیں۔"

انسپکٹر نے نیلماں سے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں ایک بس میں بیٹھ کر حیدر آباد جانا چاہتی تھی۔ اس پنڈت نے مجھ سے کہا۔ میں اس کی چھوٹی بہن جیسی ہوں۔ یہ بھی حیدر آباد جارہا ہے۔ مجھے آرام سے اس گاڑی میں لے جائے گا۔"

ثانی اور نیلماں نے زیادہ سوالات کا موقع نہیں دیا۔ انسپکٹر نے ایک بس ڈرائیور سے کہا "اسے لے جاؤ اور حیدر آباد پہنچادو۔"

وہ بس میں بیٹھ کر جانے لگی۔ ثانی نے کہا "اس پنڈت اور اس کے چیلوں کے خلاف قانونی کارروائی ہوگی لیکن ہوسکتا ہے پنڈت ابھی مدد کے لیے بڑے بھائی پنڈت مرلی موہن کو مدد کے لیے بلائے اور یہ بھی بتائے کہ تم اس بس سے حیدر آباد آرہی ہو۔"

"ہاں دیدی' ایسا ہوسکتا ہے۔"

"تم آگے جاکر بس سے اتر جاؤ۔ راستہ بدل کر اجنتا یا ایلورا کی طرف جاؤ۔ وہاں قریب ہی جنگلات ہیں۔ ان جنگلوں میں فارسٹ افسر اور دوسرے جنگلوں میں کام کرنے والے رہتے ہیں۔ وہاں تم کسی کو ٹریپ کرکے اس کے مکان میں رہ کر تپسیا کرسکوگی۔"

"میں یہی کروں گی مگر اکیلی سندر عورت کے لیے جنگل میں بھی خطرہ رہتا ہے۔ میرے ساتھ کسی کو رہنا چاہیے۔"

"کیا تم میرے یار گنگا کے بھائی کو اپنا معمول اور تابع بنا کر اپنے ساتھ رکھنا چاہوگی۔"

"دیدی! اب تو میں آپ کی داسی بن گئی ہوں۔ آپ حکم کریں' میں جمنا کو اپنا غلام بنا کر رکھوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ پہلے اجنتا یا ایلورا پہنچو پھر کہیں اطمینان سے رہ کر جمنا کو اپنا معمول اور تابع بنالو۔"

"دیدی! میں چاہتی ہوں' آپ جمنا پر عمل کرکے اسے میرا تابع بنادیں۔ مجھے پتا نہیں' کب اطمینان سے تنویمی عمل کرنے کا موقع ملے گا۔"

"نیلماں! مجھے اس دنیا کے گورکھ دھندے میں زیادہ نہ الجھاؤ۔ میرے نرک واسی بھائی بھیرو بھوت ناتھ نے تاکید کی تھی' دنیا کے معاملے میں کبھی کبھی دلچسپی لو۔ باقی تمام وقت تپسیا میں گزارا کرو۔ تم نے مجھے دیدی کہا ہے پھر میں سمجھتی ہوں کہ تمہیں مکمل آتما شکتی ملے گی تو ہم دونوں بہنوں کی شکتی اتنی بڑھ جائے گی کہ سب ہمارے سامنے سر جھکانے لگیں گے۔"

"ایسا ضرور ہوگا۔ ہم دونوں اس دنیا پر راج کریں گے۔ آپ کی کرپا ہے کہ اپنی تپسیا سے وقت نکال کر میرے کام آرہی ہیں۔"

"اب میں جارہی ہوں۔ صرف برے وقت پر میرے پاس آنا۔ باربار میری تپسیا کو بھنگ نہ کرنا۔"

ثانی پارس کے پاس آئی۔ پارس اور پورس نے مینا اور جینا کو ان کے کمروں میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلادیا تھا۔ ثانی انہیں نیلماں کے حالات بتانے لگی۔ پورس نے کہا "ثانی! تم بہت لمبا گیم کھیل رہی ہو۔"

وہ بولی "اس سے پہلے تم دونوں بھائیوں نے شارٹ کٹ اختیار کیا۔ اسے قابو میں بھی کیا لیکن وہ تمہارے ہاتھوں سے پھسل گئی۔ اب میرا کھیل دیکھو۔ وہ مجھ پر اندھا اعتماد کررہی ہے۔ اس کے اعتماد کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لیے پورس اس کا معمول

اور تابع بنے گا۔"

وہ بولا "اے ثانی! اپنے میاں کو تابع بناؤ۔ تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں تمہاری بات مان لوں گا؟"

"اس لیے کہ تم مجھے بہت چاہتے ہو۔ اعتماد بھی کرتے ہو کہ میں تمہیں گڑھے میں نہیں گراؤں گی۔"

"تم بہت مکار ہو۔ ایسی باتوں سے ٹھنڈا کردیتی ہو۔"

پارس نے کہا "ابے میں تیری نفسیات سمجھتا ہوں۔ مینا کے حسن وشباب کے قریب رہ کر بھی پیاسا ہے۔ لہٰذا یہاں رہنے کے لیے ثانی کی باتیں پوری طرح نہیں سمجھ رہا ہے۔"

"سب سمجھ رہا ہوں۔ تم میاں بیوی مجھے قربانی کا بکرا بنا رہے ہو۔ جب نیلماں مجھ پر تنویمی عمل کرے گی تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ میں جمنا داس نہیں پورس ہوں۔"

"آگے بھی بول۔ جب اسے معلوم ہوگا کہ تو پورس ہے تو یہ بھی معلوم ہوگا کہ تیرے ساتھ رہنے والا گنگا ضرور پارس ہے۔"

"بے شک پھر ثانی پر سے نیلماں کا اعتماد اٹھ جائے گا۔"

"اعتماد اور پختہ ہوگا۔ میں نے نیلماں سے یہ نہیں کہا ہے کہ میں گنگا پر تنویمی عمل کرچکی ہوں۔ وہ سمجھتی ہے' مکمل آتما شکتی جاننے والی کو کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو کسی بھی یوگا جاننے والے کو دماغی طور پر غائب بنا کر کہیں بھی لے جاسکتی ہوں اس سے کوئی بھی کام کراسکتی ہوں۔"

پورس نے سر کھجاتے ہوئے کہا "ایسی بات ہے تو میں تم بے چارے میاں بیوی کے کام آؤں گا۔"

"ابے ہم پر احسان نہ جتا' نیلماں سے تو انتقام لینا چاہتا ہے۔ یہ ہمارا احسان ہے کہ تیرے کام آرہے ہیں۔"

پورس نے کہا "ثانی! کیا ضروری ہے کہ وہ مجھ پر کامیاب تنویمی عمل کرے؟ کیا رازداری سے اس عمل کو ناکام نہیں بنایا جاسکتا؟"

"ہم یہی کریں گے' تم بظاہر اس کے تابع بن کر رہوگے۔ اسے تم پر اس لیے تنویمی عمل کا موقع دیا جائے گا کہ تمہارے پورس ہونے کا راز اس پر کھل جائے اور نیلماں کا اعتماد مجھ پر اور مستحکم ہوجائے کہ میں کسی پورس اور پارس کو نہیں جانتی ہوں۔ اتفاق سے تم دونوں کا راز کھل گیا ہے۔"

پورس نے کہا "خدا ایسی ذہین اور چالباز بیویوں سے بچائے۔"

ثانی نے کہا "خدا نہیں بچائے گا۔ میری تمہاری شرط لگ چکی ہے۔ تمہاری زندگی میں بیوی بن کر آنے والی ذہین' چالباز اور خیال خوانی کرنے والی ہوگی تاکہ اپنے ہاتھوں میں تمہاری لگام پکڑ سکے۔"

"ابھی تو کوئی نہیں آئی ہے اور تم اپنے میاں کے ساتھ مجھے بھی کام دے رہی ہو۔ میں بے چاری مینا کو سورگ کی سیر کرا کے لے آتا تو تمہارا کیا بگڑ جاتا۔"

"بے ہودہ باتیں نہ کرو۔ چلو اٹھو' تم دونوں کو اجنتا کی طرف جانا ہے۔ باہر چار مسلح گارڈز ہیں۔ دو ابھی ڈیوٹی پر ہیں۔ دو اپنے کوارٹر میں آرام کررہے ہیں۔ ان دونوں کے دماغوں پر قبضہ جما کر یہاں سے نکلو۔"

پورس نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا "آہ مینا! تیرا یہ عاشق یہاں سے کنوارا جارہا ہے..."

ثانی مسکراتی ہوئی چلی گئی کیونکہ اسے وقتاً فوقتاً سونیا کے ساتھ بھی رہنا پڑتا تھا۔

○☆○

علی نے نئی بار ایک نئی حیثیت سے یعنی جناب علی اسد اللہ تبریزی کے فرزند کی حیثیت سے بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھا۔ سب نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا پھر جناب تبریزی نے آگے بڑھ کر بیٹے کو اپنے سینے سے لگالیا۔

علی نے کہا "بابا! کئی لوگ اپنی اولاد کو دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑدیتے ہیں۔ آپ نے مجھے ایک باکمال اور بہترین انسان بنانے کے لیے خود سے دور کردیا تھا لیکن ایک بات پر حیران ہوں' ایک عرصہ دراز سے مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر بھی پدرانہ جذبے سے گلے نہیں لگایا۔"

"بیٹے! تم بھول رہے ہو' روحانیت کے مراحل سے گزرنے والے دنیاوی اور خونی رشتوں سے ایک ذرا فاصلہ رکھتے ہیں۔ جذبات میں بہہ کر روحانیت کے منافی کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔

"چونکہ دین اسلام میں دنیا داری بھی لازمی ہے اس لیے ہم صرف سگے بیٹے کے نہیں تمام مسلمانوں کے کام آتے ہیں۔ تمہارے ذہن پر اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے ایک بوجھ تھا۔ اس لیے آمنہ تمہیں ایک ماں کی حیثیت سے خود لینے گئی تھی اور میں نے بھی تمہارے ذہن سے بوجھ کم کرنے کے لیے آج پہلی بار سینے سے لگایا ہے۔"

وہ علی سے چند باتیں کرکے اس کے اور مہروز کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنے حجرے میں چلے گئے۔ آمنہ ان دونوں بھائی بہن کو لے کر اپنے کوارٹر میں آگئی۔ وہاں فنی موجود تھی۔ آمنہ نے کہا "میں چاہتی تھی' تم کم از کم چالیس دنوں تک میرے ساتھ رہو لیکن حالات کا تقاضا ہے کہ تم فنی کے ساتھ اردن جاؤ۔ وہاں کے ایک پڑوسی ملک شام میں تمہارے پاپا ہیں اور لبنان میں تمہاری ممّا۔ وہاں کیوں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے؟ یہ ساری تفصیلات معلوم ہوجائیں گی۔ اس سے پہلے کل صبح تمہیں ٹرانسفارمر مشین سے گزارا جائے گا۔"

علی نے کہا "ہم سب کے علاوہ بے شمار سراغ رسانوں کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا گیا ہے۔ یہاں تو خیال خوانی کرنے والوں کی فوج بن رہی ہے۔"

"سپرپاور اور دوسرے تمام بڑے ممالک ایٹمی قوت بنتے

جارہے ہیں۔ اس لیے جوابی کارروائی کے لیے اپنے ادارے کے تمام بااعتماد افراد کو یہ علم سکھایا جارہا ہے۔"

"ہاں اسلامی ممالک کے سیاسی حالات رفتہ رفتہ مسلمانانِ عالم کو غلامی اور ذلت کی طرف لے جائیں گے۔ اب ہمیں ایٹمی قوتوں کے مقابلے میں کھل کر آنا چاہیے۔"

منصوبے کے مطابق دوسری صبح علی کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارا گیا۔ اس مشین سے گزرنے والوں کو میڈیکل آبزرویشن اور ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ وہ دو دنوں کے بعد تیسرے دن فہمی کے ساتھ اردن جائے گا۔

فہمی نے خیال خوانی کے ذریعے اردن کے اعلیٰ عہدے دار کو مخاطب کیا۔ وہ اپنے دماغ میں ایک خاتون کی آواز سن کر چونک گیا۔ سوچنے لگا "کیا یہ آواز ہے؟ کیا یونہی دماغ میں کوئی آواز ابھر گئی ہے؟"

فہمی نے کہا "نہیں' میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے بول رہی ہوں۔ اپنا تعارف کرادوں کہ میں فرہاد علی تیمور کی بہو اور علی تیمور کی شریکِ حیات فہمیدہ عرف فہمی بول رہی ہوں۔"

اعلیٰ عہدے دار نے کہا "اللہ تعالیٰ خیر کرے۔ آپ میرے پاس کیوں آئی ہیں؟"

"آپ کے کلمۂ خیر کے مطابق آئی ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی اعمال کے مطابق آپ پر خیر کرے۔"

"میں اپنی دانست میں اپنے دین پر پوری طرح عمل کرتا ہوں۔"

"آپ مسلمان ہیں۔ اسلامی ممالک کے خلاف اسرائیل اور امریکا کو کیوں اہمیت دیتے ہیں؟ آپ کو علم ہوگا کہ پچھلے تین دنوں سے آپ کے پڑوسی ملک شام میں کیا ہورہا ہے؟"

"ہاں مسٹر فرہاد علی تیمور نے اس ملک سے تمام غیر ملکیوں کو نکلوا دیا ہے۔"

"آپ بھی کل شام تک غیر ملکی افراد کو نکال دیں۔"

"آپ ایک خاتون ہو کر اتنے اہم معاملے میں بات کرنے آئی ہیں۔ آپ کے شوہر کو بات کرنا چاہیے۔"

"میرے مجازی خدا بات نہیں کریں۔ اگر یہاں سے غیر ملکی افراد نہیں جائیں گے تو وہ کل شام تک عملی طور پر ایسی کارروائی کریں گے کہ آپ اور آپ کے مددگار سرپرست ممالک صرف تماشائی بن کر رہ جائیں گے۔"

"تم ہمیں دھمکی دے رہی ہو؟"

"ابھی یہ دھمکی ہے' کل شام کو دھماکا ہوگا۔"

فہمی اس کے دماغ سے نکل کر اس کے خاص مشیروں اور محل کے دیگر اہم افراد کے دماغوں میں پہنچنے لگی۔ اعلیٰ عہدے دار نے فون کی ہاٹ لائن پر اسرائیل کے برین آدم سے رابطہ کیا اور اسے فہمی سے ہونے والی باتیں بتائیں۔ برین آدم نے کہا "جب ہم نے اور امریکا نے شام سے اپنے تمام لوگوں کو واپس بلالیا ہے تو آپ کے ملک سے بھی غیر ملکی افراد کو جانا ہوگا۔"

"آپ جیسے اور امریکا جیسی ایٹمی قوتوں کے مالک ایسا کر رہے ہیں؟"

"کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نظر آئے گا تو ہم اسے ایٹم بم سے ماریں گے۔ کوئی نظر نہ آئے تو ایٹم بم کس کے سر پر پھوڑیں؟ ہم الپا کے ذریعے اپنے تمام لوگوں کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ اسرائیل واپس آجائیں۔"

اعلیٰ عہدے دار نے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بھی یہی کہا لیکن یہ حوصلہ دیا کہ ایک ہفتے کے اندر کوئی زبردست چال چلیں گے۔ ویسے امریکا اور اسرائیل کو اس بات پر حیرانی ہوئی کہ علی تیمور کی شریکِ حیات فہمی نے اعلیٰ عہدے دار سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا تھا۔

ایک عرصے سے یہ یقین ہوچلا تھا کہ صرف قدرتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا یہ علم سلامت ہے۔ باقی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا یہ علم اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے اثرات سے ختم ہوچکا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں بھی پارس' علی اور مشین کے ذریعے یہ علم سیکھنے والے بھی خیال خوانی سے محروم ہوچکے ہیں۔

جب علی بھی محروم ہوچکا تھا تو اس کی شریکِ حیات کیسے خیال خوانی کررہی تھی۔ امریکی اور اسرائیلی اکابرین نے الپا سے کہا کہ وہ حقیقت معلوم کرے۔ الپا نے مجھے مخاطب کیا اور بولی "مداخلت کی معافی چاہتی ہوں۔ کیا آپ سے ایک ضروری بات کرسکتی ہوں؟"

"آگئی ہو تو بات کرکے ہی جاؤ۔"

"کیا آپ کی بہو فہمی ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟"

"جانتی ہے۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی حاصل کرنے والے اس علم سے محروم ہوچکے تھے پھر آپ کی بہو کیسے خیال خوانی کرتی ہے؟"

"کیا ہم نے کبھی یہ پوچھا کہ تمام اسلامی ممالک پر ایٹمی قوت بننے کی پابندی کیوں لگائی جاتی ہے؟ اور خود مغربی ممالک ایٹمی قوت کیوں بن چکے ہیں؟"

"ایٹمی قوت اور چیز ہے۔ ٹیلی پیتھی اور چیز ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم تھا۔ یہ بھی بتادو' دونوں میں خطرناک کون ہے؟"

"دونوں ہی خطرناک ہیں۔"

"تو پھر دونوں "اور چیز' اور چیز" کیسے ہوگئیں؟"

"دراصل میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ صرف جنگ کے وقت ایٹم بم استعمال ہوتا ہے جبکہ جنگ نہ ہو تب بھی ٹیلی پیتھی نقصان پہنچاتی ہے۔"

"امن وامان کے زمانے میں بڑے ملکوں کے ایٹم بم چھوٹے

ملکوں اور اسلامی ملکوں کو خاموش وارننگ دیتے ہیں' خبردار! سر اٹھاؤ گے تو کچل دیے جاؤ گے۔ یہی وارننگ ٹیلی پیتھی کے ذریعے دی جارہی ہے کہ اے ایٹمی قوت والو! سر اٹھاؤ گے تو تمہارے ایٹم بم تمہارے ہی ملکوں کو تباہ کریں گے۔ جس کا ایک نمونہ پچھلے دنوں پیش کیا جاچکا ہے۔"

الپا سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ وہ ذرا دیر چپ رہی پھر بولی "دراصل میں دوسری بات پوچھنے آئی ہوں۔"

"شرما شرما کر نہ پوچھو۔"

"فہمی کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ وہ بابا فرید واسطی کی نواسی ہے' اس کا معاملہ سب سے مختلف ہوگا۔ پلیز آپ یہ بتادیں فہمی کے علاوہ کتنے افراد ٹیلی پیتھی جانتے ہیں؟"

"پلیز' تم یہ بتادو' تمہارے ملک میں کتنے ایٹم بم بنائے گئے ہیں۔ امریکا اور دوسرے ممالک کیسی کیسی ایٹمی قوتیں حاصل کررہے ہیں؟"

"میں ان سب کا حساب کیسے بتا سکتی ہوں؟"

"اسی طرح میں بے حساب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا حساب کیسے بتا سکتا ہوں؟ بات سمجھ میں آگئی ہو تو جاؤ۔"

وہ اسرائیلی اور امریکی اکابرین کے پاس باری باری جاکر بولی "بابا صاحب کا ادارہ ہماری توقع سے زیادہ طاقتور اور خطرناک ہے۔ فرہاد نے اعتراف کیا ہے کہ اس ادارے میں بے حساب ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "بچوں کی سی باتیں ہیں۔ ان کے پاس بے حساب ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں سے آجائیں گے۔"

دوسرے نے کہا "اس ادارے میں ہر شعبے کے ماہرین ہیں۔ آپ یہ بھول رہے ہیں کہ بہت عرصہ پہلے وہ ہمارے سیکرٹ ریکارڈ روم سے ٹرانسفارمر مشین کا بلیو پرنٹ لے گئے۔ تھے کچھ عرصہ پہلے پارس اور علی وغیرہ نے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ وہ ایسے معمولی لوگ تو نہیں ہیں کہ سامنے بلیو پرنٹ موجود ہو اور وہ ٹرانسفارمر مشین نہ بنا سکیں۔"

وہ سب تھوڑی دیر تک خاموشی سے سوچتے رہے۔ ایک نے کہا "جب سے اس دنیا میں لڑنا مرنا سیکھا گیا ہے تب سے ایک دشمن دوسرے دشمن کی اندرونی طاقت معلوم کرنے کے لیے جاسوسی کراتا رہتا ہے۔ ہمیں کسی بھی ذریعے سے بابا صاحب کے ادارے کے راز معلوم نہیں ہوتے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "حد یہ ہے کہ اس ادارے کے کچھ لوگوں کو پکڑنے میں کامیابی ہوئی لیکن وہ کچھ بتانے سے پہلے پاگل ہوگئے یا مرگئے۔"

"دراصل وہ ٹیلی پیتھی اور روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دشمنوں کے ہاتھوں بک جانے والوں کے خیالات پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ جب ہم ان کے اندرونی رازوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے ہیں تو پھر ان کے خلاف کوئی بھی کارروائی موثر نہیں ہوگی۔"

"اگر ہم نے وعدے کے مطابق ایک ہفتے کے اندر کوسوو کے باشندوں کو ان کے وطن واپس لاکر انہیں آباد نہ کیا' انہیں مالی امداد نہ دی تو فرہاد ہمارے سفیر کو' مشیر کو اور دوسرے ماہرین کو وہاں قدم رکھنے نہیں دے گا۔ ایسے وقت ہمارے زیرِ سایہ رہنے والے ممالک میں ہماری کیا اہمیت رہ جائے گی۔"

"ان مسلمانوں کو آباد کیا جائے گا۔ نیٹو اور اقوام متحدہ کے ذریعے قانونی کارروائی شروع ہوچکی ہے۔ ایک آئیڈیا یہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے کہا جاسکتا ہے کہ اس ادارے کو میلوں دور تک مزید زمینیں دی جائیں۔ وہ اپنے ادارے کو ایک چھوٹی سی ریاست بنائیں اور اقوام متحدہ کے رکن بن جائیں۔ وہ اقوام متحدہ میں رہیں گے تو قانونی طور پر انہیں دوسرے تمام ممالک کے فیصلوں کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ وہ اپنی من مانی نہیں کرسکیں گے۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "ذرا سوچ سمجھ کر بولو۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے مخالفت کرنے والے ملکوں کے نمائندوں کو بھی اپنے زیرِ اثر لاکر ہمیشہ اپنے فیصلے منوائیں گے۔ ہمیں اقوام متحدہ سے باہر ہونا پڑے گا۔"

ایک حاکم نے جھنجلا کر کہا "جتنی تدابیر سوچی جارہی ہیں' ان کے نتائج ہمارے خلاف نظر آتے ہیں۔ دنیا میں ذہین افراد کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں ہے پھر کیا ایک ناخن برابر ادارے کو اپنے دباؤ میں لانا ممکن نہیں ہوسکتا؟"

دوسرے نے کہا "حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کی جوابی کارروائی سے کچھ پریشان ہوگئے ہیں۔ ہمارے زیرِ اثر رہنے والے اسلامی ممالک کے سامنے اپنی کمتری اور ذلت کا احساس بھی ہے۔"

ایک فوجی افسر نے ایک کاغذ پر لکھا "میں نے اب تک اپنی زبان نہیں کھولی ہے۔ کوئی میرے دماغ میں نہیں آسکتا۔ میں جوابی کارروائی کرسکتا ہوں۔ میں اس سلسلے میں ایسے افراد سے ایک سیکرٹ میٹنگ کروں گا جو یوگا کے ماہر ہیں۔ آپ حضرات صرف چار دنوں کے اندر میری حکمتِ عملی دیکھیں گے۔"

اس نے لکھا ہوا کاغذ تمام اکابرین کو پڑھنے کے لیے دیا۔ سب نے پڑھ کر اس لکھنے والے افسر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ایک نے اعتراض کیا "ہم نے پہلے ہی بابا صاحب کے ادارے کے خلاف سازشیں کرکے بھاری نقصان اٹھایا ہے۔ اب ہم اس ایک افسر کی حکمتِ عملی پر کیسے بھروسا کریں؟"

ایک نے کہا "یہ ایک افسر کی حکمتِ عملی نہیں ہوگی کیونکہ یہ زیادہ سے زیادہ یوگا جاننے والوں کو طلب کررہا ہے پھر اس کا کوئی مشن شروع ہوتے وقت ہم سب کو معلوم ہوگا کہ یہ کیا کرنے والا ہے۔ کچھ نہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اس افسر کو کچھ کرنے دیا

جائے۔"

سب خاموشی سے سوچنے لگے کہ دیکھیں ان چار دنوں میں کیا ہونے والا ہے؟

○☆○

سرحدی ٹاؤن کے تمام باشندے اس بات پر حیران تھے کہ سونیا نے ایک عورت ہو کر درجنوں مسلح اسمگلروں کا خاتمہ کیا تھا اور وہاں کے تمام رہنے والوں کو ان ظالموں کی غلامی سے نجات دلائی تھی۔

وہاں کی عورتیں اپنے مردوں کو طعنے دے رہی تھیں کہ وہ مرد ہو کر برسوں غلامی سے نجات حاصل نہ کر سکے اور ایک عورت نے نہ صرف انہیں آزادی دلائی بلکہ چرچ کے تہ خانے سے ڈھیر سارا سونا اور کچھ ہیرے جواہرات نکال کر دیے۔ وہاں منشیات کا جو ذخیرہ تھا اسے جلا دیا گیا۔

وہاں کے کچھ تجربہ کار بوڑھوں اور کچھ ذہین جوانوں نے کمانڈر کو اپنا رہنما تسلیم کر کے سونیا سے وعدہ کیا کہ وہاں کے مسلمان اور عیسائی مل کر اس ٹاؤن کی حفاظت کریں گے اور وہاں کے باشندوں کو زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کریں گے۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اب ان کے پاس بے انتہا دولت تھی۔

اس ٹاؤن سے پچیس کلومیٹر دور ایک پختہ اور کشادہ راستہ... قریبی سرحد سے لبنان کے اندرونی شہروں سے گزرتا ہوا وہاں کے سب سے بڑے شہر بیروت تک جاتا تھا۔ اس طویل راستے پر کاریں' ٹرکوں کے علاوہ بسیں بھی چلتی تھیں۔ وہ رخصت ہو کر جانے لگی تو وہاں کی عورتیں اور بوڑھے رونے لگے۔ کمانڈر اور چند جوان اسے پرانی کھٹارا جیپ میں بٹھا کر لبنان جانے والی سڑک پر لے آئے۔

کمانڈر نے کہا "میڈم! آپ یہ جیپ لے جائیں۔ چرچ کے تہ خانے سے جو خزانہ برآمد ہوا ہے' آپ نے اس میں سے بھی کچھ نہیں لیا ہے۔"

"یہ جیپ اپنے پاس رکھو' کسی وقت کام آئے گی۔ جب میں کسی ہتھیار کے بغیر درجنوں دشمنوں کا خاتمہ کر سکتی ہوں تو جیپ کے بغیر بیروت پہنچ سکتی ہوں اور خزانے کے بغیر زندگی گزار سکتی ہوں۔ اب تم سب واپس جاؤ اور جلد سے جلد اپنے ٹاؤن کے انتظامات سنبھالو۔"

وہ سب اس سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ وہ پختہ سڑک کے کنارے چلنے لگی۔ کئی طرح کی گاڑیاں آ رہی تھیں اور جا رہی تھیں۔ عام مسافر بسوں میں بھیڑ زیادہ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ایک اکیلی عورت کو تنہا دیکھ کر کوئی نہ کوئی ضرور گاڑی روکے گا۔ کسی سے لفٹ مانگنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

ساری دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ مرد حضرات کو کہیں عورت اکیلی نظر آنا چاہیے' پھر وہ گھر' بیوی بچوں اور لاکھوں کروڑوں کا کاروبار بھول کر اس اکیلی عورت کے پاس آ کر گاڑیاں روک دیتے ہیں۔

"کم آن مس! میں اس گاڑی میں نہیں اپنے کلیجے پر بٹھا کر لے جاؤں گا۔ بس ایک موقع دو۔" (گھر والی تو روز موقع دیتی ہے)

سونیا کے پاس بھی کئی گاڑیاں رکتی رہیں لیکن وہ انکار کرتے آگے بڑھتی رہی پھر ایک کار اس کے پاس آ کر رک گئی۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر بولا "میڈم! کار کا اور دماغ کا دروازہ کھلا ہے۔"

پہلے وہ دماغ کے دروازے سے گزری پھر کار کے دروازے سے گزر کر اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ کر دروازے کو بند کر دیا۔ وہ کار آگے بڑھ گئی۔ اس نے پوچھا "بہروز! تمہیں خاصی دیر ہو گئی۔"

"میڈم! انقرہ میں آپ کے اور اپنے اہم کاغذات بنوانے میں دیر لگی پھر کار کو ہیلی کاپٹر میں اس کار سمیت بارڈر تک آیا۔ وہاں چیک پوسٹ پر ایک افسر کو شبہ ہو رہا تھا۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جمائے رہا۔ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ وہ افسر رشوت خور نہیں ہے ورنہ جلدی کام بن جاتا۔"

"ہوں۔ ان کاغذات کے مطابق ہم لبنانی باشندے بن چکے ہیں؟"

"یس میڈم! ان کاغذات کے مطابق میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں۔"

"مجھے سسٹر کہا کرو ورنہ کہیں بھول سے کسی کے سامنے میڈم کہہ دو گے۔"

"تھینک یو سسٹر۔ پیچھے ایک اٹیچی میں کاغذات کے علاوہ میک اپ کا سامان ہے۔ کاغذات اور شناختی کارڈ کی تصاویر میں آپ کا اصلی چہرہ ہے۔ آپ اپنے چہرے کا یہ میک اپ صاف کر لیں۔"

سونیا نے پیچھے کی طرف جھک کر چھوٹی سی اٹیچی اٹھائی پھر اسے کھول کر اپنے ضروری کام میں مصروف ہو گئی۔ اس نے خاموشی کے دوران میں خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے کہا "میں لبنان میں داخل ہو گئی ہوں۔ سیدھی بیروت جاؤں گی۔ میرے ساتھ بہروز ہے۔ اپنی سناؤ۔"

میں نے کہا "انہوں نے وعدہ کیا ہے' ایک ہفتے کے اندر کوسوو کے تمام مسلمانوں کو ان کے وطن واپس لائیں گے۔ انہیں بھرپور مالی امداد دیں گے۔ اس کے بعد وہ اپنے بے دخل کیے جانے والے امریکیوں کو اس ملک میں بھیجیں گے۔"

"آثار کیا کہتے ہیں؟"

"وہی کتے کی دم ٹیڑھی کی ٹیڑھی۔ میں نے ایک ہفتے کی مہلت دی تھی۔ چار دن گزر چکے ہیں۔ اس عرصے میں وہ عالمی میڈیا کے ذریعے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ نیٹو اور اقوام متحدہ کے ذریعے ان تمام مظلوم مسلمانوں کو کوسووا جلد سے جلد واپس لا کر آباد کیا جائے گا۔"

"یہ سیاسی چالیں ہیں۔ ایک ہفتے کی مہلت گزرتے ہی کہا جائے گا کہ کوسوو کے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے والوں کا مقدمہ اقوام متحدہ میں ہے اور جلد ہی فیصلہ ہونے والا ہے۔"

"ہاں وہ ایسا کہیں گے لیکن کوئی دوسری چال بھی چلنے والے ہیں۔ ہمارا ایک سراغ رساں ان کی ایک خفیہ میٹنگ میں تھا۔ وہاں ایک افسر نے ایک کاغذ پر لکھا "میں نے اب تک اپنی زبان نہیں کھولی ہے۔ کوئی میرے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ میں جوابی کارروائی کر سکتا ہوں۔ میں اس سلسلے میں ایسے افراد سے ایک میٹنگ کروں گا جو یوگا کے ماہر ہیں۔ آپ حضرات صرف چار دنوں میں میری حکمت عملی دیکھیں گے۔"

سونیا نے کہا "ایسا لکھنے والے کے دماغ میں کوئی غیر معمولی تدبیر آئی ہو گی۔ تمہاری دی ہوئی مہلت کے تین دن رہ گئے ہیں۔ ان تین دنوں میں وہ اپنی تدبیر پر عمل کریں گے۔"

"وہ جو کرنا چاہتے ہیں' کرنے دو۔ ان لوگوں کی یادداشت بہت کمزور ہے۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری طرف سے انہیں کیسی کیسی سزائیں مل چکی ہیں۔"

"آئندہ وہ نہیں بھولیں گے' اچھا اب جاتی ہوں۔"

اس نے مجھ سے رابطہ ختم کر کے علی کو مخاطب کیا "بیٹے علی! کیسے ہو' کہاں ہو؟"

"مما! آپ کی دعاؤں سے پورے فارم میں ہوں' اس لیے مجھے اردن بھیجا گیا ہے۔"

"تم نے وہاں سے بھی غیر ملکیوں کو نکال دیا ہو گا؟"

"فہمی مجھ سے پہلے اس ملک میں پہنچ گئی تھی۔ یہ نیک کام اسی نے کیا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں' یہاں کے تمام اہم افراد کے دماغوں میں جگہ بنائی ہے۔ امریکا اور اسرائیل سے اردن کے اکابرین خفیہ رابطے کرتے ہیں تو ہمیں ان کا ہر راز معلوم ہو جاتا ہے۔"

"فہمی اپنے کاموں میں بڑی مستعد رہتی ہے۔ میں اسے بہت چاہتی ہوں۔ میری طرف سے اسے پیار کہنا۔"

"مما! کہنے میں اور کرنے میں فرق ہوتا ہے۔"

"چل بھاگ یہاں سے..."

سونیا دماغی طور پر حاضر ہو کر مسکرانے لگی۔ چہرے کا میک اپ صاف ہو گیا تھا۔ اب وہ اپنے اصلی روپ میں نظر آ رہی تھی۔ اس نے کہا "بہروز اپنے دائیں طرف دیکھو' ایک پہاڑی پر تفریح گاہ بنائی گئی ہے۔ کار اس راستے پر موڑ کر روک لو۔"

بہروز نے کار اس راستے پر موڑ کر روک لی۔ سونیا نے کہا "ہم ایک گھنٹے میں بیروت پہنچیں گے لیکن میں خود دیر کرنا چاہتی ہوں۔ تم امریکی اور اسرائیلی اکابرین سے کہو' میں شام تک بیروت پہنچنے والی ہوں۔ اس سے پہلے لبنان سے تمام غیر ملکی اپنے ضروری سامان لے کر اپنے گھروں' دکانوں اور دفتروں کو لاک کر کے چلے جائیں۔ انہیں لے جانے کے لیے امریکی طیاروں کو آنے میں دس بارہ گھنٹے لگ سکتے ہیں۔ لہٰذا اسرائیلی طیارے آ کر انہیں اپنے ملک لے جائیں پھر امریکی طیارے کل تک اسرائیل پہنچ کر بے دخل کیے جانے والے امریکیوں کو وہاں سے لے جائیں گے۔ اگر میرے پہنچنے تک کوئی غیر ملکی نظر آئے گا تو اس کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جائے گی۔"

سونیا نے کار اس لیے روکنے کے لیے کہا تھا کہ بہروز اطمینان سے خیال خوانی کر سکے۔ اس نے پہلے اسرائیلی عہدے دار سے کہا "میڈم سونیا شام تک لبنان پہنچ رہی ہیں۔ آپ ایمرجنسی طیارے بھیج کر اسرائیلی اور امریکی باشندوں کو اپنے ملک میں لے آئیں۔"

دوسری طرف سے پوچھا گیا "یہ اتنی جلدی کیسے ہو سکتا ہے؟ شام ہونے میں صرف چھ گھنٹے باقی ہیں۔"

"تل ابیب سے لبنان کے کسی بھی علاقے میں طیارہ آدھے یا پون گھنٹے میں پہنچ جاتا ہے۔ اپنے لوگوں سے کہو' لبنان میں ان کی جائیدادیں محفوظ رہیں گی۔ وہ انہیں لاک کر کے جائیں لیکن وہ خود نظر آئیں گے تو محفوظ نہیں رہیں گے۔"

"ہم اپنے اسرائیلی باشندوں کو لے آئیں گے لیکن امریکی باشندوں کا بوجھ ہم پر کیوں ڈالا جا رہا ہے؟"

"کل تک امریکی طیارے آ کر اپنے باشندوں کو تمہارے ملک سے لے جائیں گے۔ جو کہا جا رہا ہے' اس پر فوراً عمل کرو۔"

پھر بہروز نے امریکی ذمے داروں سے بھی یہی کہا کہ وہ لبنان میں اہم افراد کے ذریعے تمام امریکی باشندوں کو اسرائیلی طیارے میں جانے کا فوراً حکم دیں۔ شام کے بعد جو بھی امریکی باشندہ نظر آئے گا' وہ بے موت مارا جائے گا۔"

اس کے بعد وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا پہاڑی تفریح گاہ کی طرف جاتے ہوئے بولا "اب شام تک پورے لبنان میں بڑی افراتفری اور بھاگ دوڑ لگی رہے گی۔"

"میں اسی لیے ہنگاموں سے دور تفریح گاہ میں جا رہی ہوں۔"

پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "میں امریکی اور اسرائیلی باشندوں کے ساتھ کبھی ایسا نہ کرتی مگر تصور میں دیکھتی ہوں کہ کوسوو کے بے قصور اور نہتے مسلمانوں پر اس سے زیادہ مظالم ڈھائے گئے۔ ان کے مردوں کو گھروں سے نکال کر قطاروں میں کھڑا کر کے گولیاں مار دی گئیں۔ جوان عورتوں کی بے حرمتی ان کے بچوں کے سامنے کی گئی۔ انہیں گھروں سے اور ان کے وطن سے جبراً نکالا گیا۔ یہ کتے! کمینے طاقت کے غرور میں بھول جاتے ہیں کہ اوپر خدا ہے اور ہر فرعون کے لیے موسیٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔"

سونیا نے خاموش ہو کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا لیا۔ بہروز کو بھی مسلمانوں کی مظلومیت کا صدمہ تھا اور اسلامی اکابرین کی بے حسی اور بے غیرتی پر غصہ آتا تھا کہ آخر وہ کیوں نہیں سمجھتے ہیں کہ متحد ہونے کے بعد پھر کوئی ان سے زیادہ طاقتور نہیں رہے گا۔

اس نے سونیا کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار نہیں کیا۔ ادب اور ڈسپلن کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے بڑوں کے سامنے صرف اپنی ڈیوٹی کے مطابق ضروری گفتگو کرے۔

امریکا اور اسرائیل کے عہدے داروں میں کھلبلی پیدا ہو گئی تھی۔ ان کے تمام اکابرین کہہ رہے تھے کہ پچھلے دنوں بابا صاحب کے ادارے کے خلاف جو سازشیں کی گئی تھیں، ان کے نتائج بھگتنے ہی پڑیں گے۔ پہلے لبنان سے اپنے آدمیوں کو واپس لایا جائے پھر فرہاد اور سونیا سے گفتگو کی جائے گی۔

دونوں ملکوں کی سول اور آرمی انٹیلی جنس بڑی رازداری سے اپنے ان سراغ رسانوں سے رابطہ کر رہی تھی، جو مقامی اور مسلمان تھے۔ انہیں اور زیادہ بڑی رقمیں اور سہولتیں دے کر ہدایات دے رہی تھیں کہ شام کو سونیا آنے والی ہے۔ وہ تمام راستوں پر اور تمام اہم مقامات پر رہ کر اسے پہچاننے کی کوششیں کریں کیونکہ وہ میک اپ میں رہے گی۔ اسے پہچانتے ہی گولی ماردی جائے۔ اس طرح الزام کسی غیر ملکی پر نہیں آئے گا کیونکہ وہاں سے تمام غیر ملکی جا چکے ہوں گے۔

وہ سونیا کے حکم کے مطابق اپنے لوگوں کو واپس بلا رہے تھے مگر سازشوں سے باز نہیں آ رہے تھے۔ بیروت کے ائرپورٹ پر غیر ملکی عورتوں، مردوں، بچوں اور بوڑھوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھیں۔ اپنا تمام اثاثہ چھوڑ کر جاتے وقت عورتیں رو رہی تھیں۔ مرد اداس تھے۔ دیکھا جائے تو ان پر ظلم ہو رہا تھا لیکن یہی رونے والیاں اور صدمہ برداشت کرنے والے مرد اس وقت قہقہے لگا رہے تھے اور کلبوں میں رقص کر رہے تھے، جب مسلمانوں کو بے گھر اور بے وطن کیا جا رہا تھا۔

لوہا خواہ کتنا ہی ناقابلِ شکست ہو، اسے لوہا ہی کاٹتا ہے۔ ہر قوم کی آنکھیں ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن ہنسنے والی آنکھوں کو رلا کر احساس دلانا پڑتا ہے کہ آنسو کتنے درد و کرب سے آنکھوں میں آتے ہیں۔

لبنان میں جو خفیہ ایجنسی تھی، اس سے تعلق رکھنے والے غیر ملکی سراغ رساں بھی جا رہے تھے۔ اب وہ امریکن خفیہ ایجنسی مقامی سراغ رسانوں کے ذریعے قائم رہنے والی تھی۔ اس کا انچارج انہیں سونیا کے خلاف ہدایات دے رہا تھا اور یہ سمجھا رہا تھا کہ سونیا کو ہلاک کرنے میں ذرا سی بھی غلطی ہو گی تو لبنان سے امریکا تک تمام خفیہ ایجنسیوں کی شامت آ جائے گی۔

ان مقامی سراغ رسانوں میں انہیں ترجیح دی جا رہی تھی، جو یوگا کے ماہر تھے تاکہ وہ ٹیلی پیتھی کے حملوں سے اپنا بچاؤ کر سکیں۔ اس خفیہ ایجنسی کا مقامی انچارج فون کے ذریعے پورے لبنان میں پھیلے ہوئے اپنے جاسوسوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ ایسے وقت عقابہ نامی ایک جاسوس نے اپنے انچارج سے کہا "ماسٹر! آپ کہہ رہے ہیں، سونیا نے بہروپ بدلا ہو گا لیکن وہ تو اپنے اصلی چہرے کے ساتھ ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تم نے سونیا کو کہاں دیکھ لیا ہے؟"

"وہ سیدا سٹی کے ہل گارڈن میں ابھی میری آنکھوں کے سامنے کوئی تیس فٹ کے فاصلے پر ہے۔"

"تم سونیا کو پہچاننے میں دھوکا تو نہیں کھا رہے ہو؟"

"ماسٹر! شاید ہی کسی امریکن خفیہ ایجنسی کا کوئی سراغ رساں ایسا ہو گا جس نے سونیا اور فرہاد کی تصویریں مختلف زاویوں سے نہ دیکھی ہوں۔ آپ یقین کریں، میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا رہی ہیں۔"

"ہوں، سمجھ گیا۔ تمہاری آنکھیں سونیا کی ڈمی کو دیکھ رہی ہیں۔ یہ سونیا اور فرہاد کی پرانی اور گھسی پٹی چال ہے۔ تم اس ڈمی کو نقصان پہنچاؤ گے تو تمہاری لاعلمی میں اصل سونیا موت بن کر آ جائے گی۔ بلکہ تمہارا تعاقب کرتے ہوئے خفیہ ایجنسی کے دفتر میں میرے سر پر آ پہنچے گی۔"

"کیا میں دور ہی دور سے اس کی نگرانی کروں؟"

"یہی بہتر ہے۔ اس کا تعاقب اس طرح کرو کہ اسے شبہ نہ ہو۔ اگر تم کامیابی سے تعاقب کرتے رہو گے تو ہم اصل سونیا تک پہنچ جائیں گے۔"

پہاڑی کی بلندی پر اس ہل گارڈن میں ایک اوپن ائر ریستوران تھا۔ سونیا ایک میز کے پاس تنہا بیٹھی جوس پی رہی تھی۔ بہروز اس سے دور رہ کر اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ سونیا اصلی چہرے کے ساتھ اس لیے تھی کہ غیر ملکیوں کے جانے کے باوجود ان کے زر خرید مقامی جاسوس وہاں رہیں گے۔ ان غلام جاسوسوں کو تلاش کرنے کی بجائے بہتر یہی سمجھا گیا کہ اپنے اصل روپ میں رہ کر انہیں اپنے پیچھے لگایا جائے اور توقع کے مطابق یہی کھیل شروع ہو گیا تھا۔

عقابہ کی غلطی یہ تھی کہ اس نے سونیا کو اچھی طرح پہچاننے کے لیے اس ریستوران سے ذرا دور رہ کر کئی بار جگہ تبدیل کی تھی۔ تاکہ اسے ہر زاویے سے دیکھ کر اس کے سونیا ہونے کا یقین کر لے اور اس نے یقین کرنے کے بعد ہی خفیہ ایجنسی کے نئے مقامی انچارج سے گفتگو کی تھی۔

یوں جگہ بدلتے رہنے کے باعث وہ بہروز کی نظروں میں آ گیا تھا پھر عقابہ موبائل فون پر گفتگو کرتے وقت کئی بار سونیا کو دیکھتا رہا تھا۔ بہروز نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو عقابہ کا حلیہ بتا کر کہا "وہ خاصا صحت مند ہے۔ ہو سکتا ہے، سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہو۔"

سونیا اپنی جگہ سے اٹھ کر چلتی ہوئی عقابہ کی میز کے پاس آئی تو وہ بوکھلا کر کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولی "بیٹھو، کھڑے کیوں ہو گئے؟ موت کسی کا بیٹھنا پسند کرتی ہے نہ کھڑا ہونا، وہ ہمیشہ لٹا دیا کرتی ہے۔"

وہ فوراً ہی جیب کی طرف ہاتھ لے گیا۔ سونیا کے ہاتھ میں

[...]گلاس تھا۔ اس نے بچا ہوا جوس اس کی آنکھوں پر پھینکا۔ [...] ذرا سی دیر کے لیے دیکھنے کے قابل نہیں رہا۔ وہ ذرا سی دیر کافی [...] سونیا نے شیشے کے گلاس کو اس کے سر پر یوں مارا کہ گلاس [...] چور ہوا اور سر اور پیشانی سے خون بہنے لگا۔

بہروز ایک درخت کی آڑ میں ریوالور لیے کھڑا تھا تاکہ عقابہ کا [...] جاتی ہو تو اسے گولی سے اڑا دے۔ عقابہ تکلیف برداشت [...] ہوئے جیب سے ریوالور نکال رہا تھا۔ سونیا نے ٹوٹا ہوا گلاس [...] کے ہاتھ پر مارا۔ ریوالور جیب سے نکلنے سے پہلے ہی چل پڑا۔ [...] کی آواز کے ساتھ وہ چیخ مارتا ہوا پیچھے کرسی سمیت گر پڑا۔

[...] جو لوگ بیچ بچاؤ کے لیے آ رہے تھے، وہ گولی کی آواز سنتے ہی [...] جانے لگے۔ گولی عقابہ کی ران میں گھسی تھی۔ اس کے گرنے [...] ریوالور بھی جیب سے باہر گر پڑا تھا۔ سونیا نے اس کی زبان [...] کے لیے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر ماری۔ وہ تکلیف کی [...] سے بولا "ڈونٹ ہٹ می۔ میں دشمن نہیں ہوں۔"

"کیا یہ ریوالور اپنی ماں کے لیے نکال رہے تھے؟"

ایک پولیس افسر چند سپاہیوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا مگران [...] رہ کر بولا "خبردار! تم کون ہو، تم نے گولی کیوں چلائی؟"

تمام سپاہیوں کی رائفلوں کا رخ سونیا کی طرف تھا۔ وہ انسپکٹر [...] بولی "ارے او! اندھے باپ کی اندھی اولاد! ریوالور اس کی [...] سے نکلا ہے۔ اس نے خود کو زخمی کیا ہے۔ ریوالور پر اس کی [...] کے نشانات ہیں اور کہہ رہا ہے۔ میں نے گولی چلائی ہے۔ [...] سپاہیوں سے بول رائفلیں پھینک دیں۔"

بہروز اس افسر کے دماغ پر حاوی ہوا۔ افسر نے حکم دیا [...] پھینک دو۔"

[...] نے حکم کی تعمیل کی، اپنے افسر کو دیکھا۔ وہ اپنے دونوں [...] کر اٹھتا اور بیٹھتا جا رہا تھا۔ ہل گارڈن پر آنے والے دور [...] حیرانی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ عقابہ نے سونیا کی مرضی [...] موبائل فون کے ری ڈائل کا بٹن پنچ کیا۔ دوسری طرف [...] گھنٹی بجنے لگی پھر خفیہ ایجنسی کے انچارج کی آواز سنائی دی۔ [...] خالد بن زید اسپیکنگ۔"

عقابہ نے فون بند کر کے سونیا کو دے دیا۔ وہ خالد بن زید کے [...] پہنچ گئی۔ اس سے بعد میں نمٹنے والی تھی۔ وہ افسر کان پکڑ [...] بیٹھ رہا تھا۔ سونیا نے کہا "بس، سیدھی طرح کھڑے رہو۔ [...] اپنے سپاہیوں کو ہتھیار پھینکنے کے لیے کہا اور خود اسکول کے [...] کی طرح اٹھک بیٹھک کرتے رہے۔ کیا اب تم یقین کرو گے کہ [...] سپاہیوں اور تمہارے ملک سے غیر ملکیوں کو بھگا رہی ہوں۔"

اس افسر کے ساتھ تمام سپاہیوں نے گھٹنے ٹیک دیے۔ افسر [...] ہمیں یقین آ گیا ہے۔ ہم نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے [...] بہت کچھ سنا ہے۔ آپ ہمارے لیے نجات دہندہ بن کر [...] ہم آپ کے فرمانبردار ہیں، آپ حکم کریں۔"

"حکم یہی ہے کہ آزادی مل رہی ہے تو دیانت داری سے اپنے فرائض انجام دو اور یہاں دور تک جتنے لبنانی باشندے میری آواز سن رہے ہیں، ان سے بھی کہتی ہوں، خود دار مسلمانوں کی طرح اپنے ملک کو پہلے کی طرح ترقی یافتہ اور خوش حال بنانے کے لیے دن رات محنت کرو۔ تفریح ضروری ہے، لیکن تفریح کم اور محنت زیادہ کرو۔"

پھر وہ عقابہ سے بولی "اپنا ریوالور اٹھاؤ اور ان سب کو بتاؤ کہ مجھ سے دشمنی کرنے والے کس طرح حرام موت مرتے ہیں۔"

عقابہ نے ریوالور اٹھا کر سونیا کا نشانہ لیا، وہ بولی "تمہاری کھوپڑی تمہارے شانے پر ہے، ریوالور ادھر لے جاؤ۔"

اس نے رخ بدل کر اس کی نال اپنی کنپٹی سے لگائی پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس کے حلق سے آواز بھی نہ نکل سکی۔ تمام مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے سہمے ہوئے سونیا کو دیکھنے لگے۔ بہروز پارکنگ ایریا سے کار لے آیا تھا۔ وہ آرام سے چلتی ہوئی اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ پہاڑی راستے سے نیچے اترتے وقت وہ خفیہ ایجنسی کے انچارج خالد بن زید کے خیالات پڑھنے لگی پھر بولی "بہروز! تمام امریکی ماہرین اور سراغ رسانوں کے جانے کے باوجود ان کے زر خرید جاسوس موجود ہیں۔ خفیہ ایجنسی کے انچارج کا نام خالد بن زید ہے اور پورے لبنان میں مقامی زر خرید سراغ رسانوں کی تعداد ستائیس ہے۔"

بہروز نے کہا "یہ خود کو فروخت کرنے والے محبِ وطن کبھی نہیں بنیں گے۔"

"میں تمہیں خالد بن زید کے دماغ میں پہنچا رہی ہوں۔ یہاں ایک جگہ سڑک کے کنارے کار روک دو۔ ہم دونوں تمام زر خرید غلاموں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد بیروت جائیں گے۔"

سونیا نے بہروز کو اس انچارج کے دماغ میں پہنچا دیا پھر وہ دونوں ان دشمن ایجنسی والوں کو مختلف غیر ملکی سراغ رسانوں کے گھروں میں پہنچا کر انہیں ہلاک کرنے لگے تاکہ ان کی ہلاکت کا الزام لبنان چھوڑنے والے غیر ملکیوں پر آئے۔ اگرچہ انہوں نے اپنے مکانوں، دکانوں اور فیکٹریوں کو تالے لگا دیے تھے لیکن تالے کھولنا دشوار نہیں تھا۔ دشمنوں کو اندر پہنچا کر انہیں ہلاک کرنے کے بعد دوبارہ تالے بند کرنا بھی آسان تھا۔

وہ ہلاک ہونے والے جن کے غلام تھے، انہیں کے گھروں اور مکانوں میں پہنچ کر ان کے نمک کا حق ادا کرتے جا رہے تھے۔

○☆○

علی نے اردن پہنچنے سے پہلے حکمتِ عملی میں کچھ تبدیلیاں کیں۔ فہمی نے ان تبدیلیوں کے مطابق اعلیٰ عہدے دار کے مقامی مشیروں سے کہا "ہم یہودیوں کے لیے اپنے منصوبوں میں ذرا سی لچک پیدا کر رہے ہیں۔ کیونکہ امریکا کے مقابلے میں اسرائیلی ہم سے تعاون کرنے میں پہل کرتے جا رہے ہیں۔

اعلیٰ عہدے دار کے مشیروں میں مقامی افراد کے علاوہ امریکی اور اسرائیلی مشیر بھی تھے۔ فہمی کی بات سن کر امریکی مشیر نے کہا "ہم بھی ہر طرح سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ ہمیں آزما کر تو دیکھیں۔"

ایک مشیر نے فہمی کی مرضی کے مطابق کہا "آپ کو شام میں آزمایا جارہا ہے۔ ایک ہفتے کی مہلت دی گئی ہے جس میں سے چار دن گزر چکے ہیں۔ تین دن بعد نتیجہ سامنے آئے گا کہ آپ لوگ آزمائش میں پورے اتر چکے ہیں یا اپنی عادت کے مطابق اچانک کوئی کارروائی کرنے والے ہیں۔"

ایک یہودی مشیر نے کہا "پلیز' ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"

فہمی نے کہا "ہمارا نصف فیصلہ تمہارے حق میں ہے اور نصف تمہارے خلاف ہے۔ اس ملک کے مختلف شعبوں میں جو یہودی ماہرین اور تاجر ہیں' وہ بدستور یہاں اپنے فرائض ادا کریں گے۔ ہم ان سب کو اسرائیل واپس بھیجنے کا فیصلہ بدل چکے ہیں لیکن اعلیٰ سطح پر یہاں کوئی یہودی مشیر یا دوسرا عہدے دار نہیں رہے گا۔"

یہودی مشیر نے کہا "یہ دوسرا فیصلہ مایوس کن ہے۔ اس کے باوجود ہم امید کرتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے اصولوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے تو ہمیں مزید رعایتیں ملتی رہیں گی۔"

اعلیٰ عہدے دار نے کہا "ہم اس ملک کے حاکموں میں سے ہیں لیکن یہاں بابا صاحب کے ادارے کے احکامات صادر کیے جارہے ہیں اور ہم سے مشورہ تک نہیں لیا جارہا ہے۔ کیا یہ خلاف قانون نہیں ہے؟"

"جناب عالی! آپ کا قانون کہاں ہے؟ اگر اسلامی قانون ہے تو اس میں امریکی اور اسرائیلی قوانین کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ دنیا کا ہر ملک طاقت سے قائم رہتا ہے۔ آپ کے ملک کے جنوب مغربی حصے میں اسرائیلی فوج ہے۔ آپ اس فوج کو آج تک نہ ہٹا سکے۔ آپ نام کے حاکم ہیں۔ حکومت تو غیر مسلموں کی ہے۔ اب ہم مسلمان آئے ہیں تو دیکھتے جائیں کہ آئندہ آپ کس طرح صحیح معنوں میں حاکم کہلائیں گے۔"

امریکی مشیر نے کہا "محل کے تمام عہدے دار یہاں سے چلے جائیں گے' آپ یہودیوں کی طرح ہمارے ماہرین اور تاجروں کو یہاں رہنے دیں۔"

"وہ تین دنوں کے بعد ہمارے مطالبات پورے کرکے یہاں رہ سکیں گے۔ پڑوسی ملک میں تمہاری خفیہ ایجنسی اور اس کے سراغ رسانوں کا جو انجام ہوا ہے' اسے یاد رکھنا۔ یہاں تمہارا ایک سراغ رساں بھی ہم سے چھپ کر نہیں رہ سکے گا۔"

"ہمارے لیے یہ بات حیران کن ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے کوئی مرد کیوں نہیں بول رہا ہے؟ کیا اس میں بھی کوئی مصلحت عملی ہے؟"

"ہمارے ادارے کے مرد تمہارے امریکا میں مصروف ہیں۔ ابھی تین دن رہ گئے ہیں۔ اپنے اکابرین سے کہہ دو' ہم غافل نہیں ہیں۔ میں نے کل شام تک تم سب کو یہاں سے جانے کا حکم دیا تھا۔ اگر اس حکم پر عمل نہ کیا گیا تو کل شام کے بعد یہاں سے غیر ملکیوں کی لاشیں جائیں گی۔ میں جارہی ہوں۔ کل سے یہ مجازی خدا علی تیمور آپ حضرات کو مخاطب کیا کریں گے۔"

امریکی مشیر نے فہمی کو مخاطب کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ دوسرے مشیر حضرات نے مشورہ دیا کہ پہلے امریکی باشندوں کو وطن سے بھیج دینا دانش مندی ہے۔ بعد میں آپ لوگ بابا صاحب کے ادارے سے مذاکرات کریں یا جوابی کارروائی کریں۔ یہ آپ کے اکابرین کی صوابدید پر ہے۔

اسی دن ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعے امریکی سفیر نے ملک کے تمام باشندوں کے نام پیغام میں کہا "جو پڑوسی ملک میں ہوچکا ہے' اب یہاں بھی ہو رہا ہے۔ آپ سب کو کل شام سے پہلے اس ملک کو چھوڑ دینا ہے۔ امریکی حکام آپ کو یہاں سے جانے کے انتظامات کررہے ہیں۔ آج رات سے آپ ہجرت کے لیے تیار رہیں۔"

خفیہ ایجنسی کے انچارج نے سفیر سے پوچھا "کیا ہمیں بھی جانا چاہیے؟"

سفیر نے کہا "آپ سب جاسوس ہیں۔ بھیس بدل کر طریقوں سے چھپ کر رہنا جانتے ہیں۔ اس کے باوجود پڑوسی ملک میں ہماری خفیہ ایجنسی کا کوئی جاسوس زندہ نہیں رہ سکا۔"

"اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ میں رہ کر میرے دماغ میں آجاتے ہیں اور میرے ذریعے تمام سراغ رسانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب بھی ہماری باتیں ٹیلی پیتھی جاننے والا سن رہا ہوگا۔"

سفیر نے کہا "بہتر ہے آپ کسی سراغ رساں سے رابطہ نہ کریں۔ یہاں جس سراغ رساں کو رہنا ہوگا' وہ اپنی جگہ رہے گا۔ جسے جانا ہوگا' وہ چلا جائے گا۔"

ویسے ہر ملک میں یہی ہوتا ہے۔ ایک ملک کا جاسوس دوسرے ملک میں چھپ کر ہی جاتا ہے اور چھپ کر ہی رہتا ہے لہٰذا وہاں سے غیر ملکی خاندان ہجرت کرنے لگے لیکن وہاں ایسے جاسوس بھی تھے جو عربی زبان روانی سے بولتے تھے اور وہاں کے رسم و رواج کے مطابق زندگی گزار رہے تھے۔ انہیں شناخت کرنا بڑا مشکل تھا۔

لیکن ٹیلی پیتھی بہت ہی ناممکن باتوں کو ممکن بنا دیتی ہے۔ دوسرے دن علی تیمور وہاں پہنچ گیا۔ فہمی ایک عمر رسیدہ عورت کو اپنی معمولہ بنا کر اس کی بہو بن کر اس بیوہ کے ذریعے پڑوس میں کہہ چکی تھی کہ بیٹا اور بہو اس کی تنہائی دور کرنے کے لیے اسرائیل سے آئے ہیں۔

خفیہ ایجنسی کا انچارج وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس نے ایجنسی کے کسی سراغ رساں سے نہ فون کے ذریعے رابطہ کیا اور نہ ہی جانے وقت ان سے ملاقات کی تھی۔ ان سراغ رسانوں کو بڑی رازداری سے دوسرے ملک کی امریکن ایجنسی نے ہدایات دی تھیں کہ انہیں وہیں مسلمان کی حیثیت سے رہ کر فہمی اور علی کو تلاش کرنا ہے اور انہیں اس طرح ہلاک کرنا ہے کہ ان کی لاشوں تک بھی فرہاد کا خاندان نہ پہنچ سکے۔

انہوں نے اپنی دانست میں بہت محتاط رہ کر اپنا فرض ادا کیا تھا لیکن فہمی پہلے ہی وہاں پہنچ کر غیر ملکی اہم افراد کے دماغوں میں پہنچتی رہی تھی۔ خفیہ ایجنسی کے انچارج نے اس ملک کو چھوڑنے سے پہلے تمام اہم ریکارڈز تلف کردیے تھے لیکن اس کی یادداشت میں جو کچھ تھا' اسے نہیں مٹا سکتا تھا۔ اس کے خیالات سے پتا چل گیا تھا کہ ان کے گیارہ جاسوس باقاعدہ مسلمانوں کی طرح روانی سے عربی بولتے ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ یہ فہمی اور علی نے معلوم کرلیا تھا۔

علی نے وہاں پہنچنے کے بعد اعلیٰ عہدے دار اور اس کے مشیروں کو مخاطب کیا۔ "جناب عالی! آپ کو اور غیر ملکی مشیروں کو شکایت تھی کہ کل سے میری شریک حیات آپ حضرات سے کیوں مخاطب ہو رہی ہے؟ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے مرد کہاں ہیں؟ اب آپ حضرات مرد کی آواز سن رہے ہیں۔ میں علی تیمور بول رہا ہوں۔"

ایک مشیر نے کہا "آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس محل سے تمام امریکی اور یہودی عہدے دار جا چکے ہیں۔ ہمارے ملک میں صرف [illegible] رہ گئے ہیں لیکن ہم اندیشوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ سپرپاور [illegible] بڑے ممالک سے ہمارے سفارتی تعلقات ختم ہوچکے ہیں۔ اب وہ کسی بھی بہانے ہمارے ملک پر حملے کرسکتے ہیں۔"

علی نے کہا "ہم رفتہ رفتہ تمام ممالک کو یقین دلا رہے ہیں کہ بابا صاحب کا ادارہ ان کی پشت پر ہے۔ دشمن حملے کرسکتے ہیں لیکن ہم انہیں پسپا کریں گے اور دشمن ہماری طاقت کو سمجھتے ہیں اس لیے انہوں نے ہم سے مقابلہ نہیں کیا۔ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔"

"جنگ کرنے والے ایسی حکمت عملی اختیار کرتے ہیں۔ پہلے پیچھے ہٹ کر یہ دھوکا دیتے ہیں کہ وہ شکست کھا رہے ہیں لیکن وہ [illegible] کے لیے دوسرے حربے آزماتے ہیں۔ پھر سب سے زیادہ [illegible] بات یہ ہے کہ ہمارا ملک میدان جنگ بنے گا۔ ان کے [illegible] اور ایٹم بم وغیرہ سے ہمارے لوگ مارے جائیں گے۔ [illegible] ملک کھنڈر بن جائے گا۔"

"غلامی سے نجات حاصل کرکے عزت اور وقار سے حکومت کرنے کے لیے تھوڑا بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی حادثے میں [illegible] تو گزر ہی جاتا ہے۔ ملک کے لیے خون بہایا جائے تو پوری [illegible] اپنی طاقت کا لوہا منوا کر سربلندی سے زندہ اور پائندہ رہتی ہے۔

ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں کہ دشمن اچانک حملہ کرے تو یہاں صرف چند گھنٹوں تک خون خرابا کرسکے گا۔ اس کے بعد اسے اس ملک سے تو کیا' خود اپنے ملک سے بھی بھاگنا پڑے گا۔ اس کے لیے زمین تنگ ہو جائے گی۔"

"شام میں بھی مسٹر فرہاد نے جان و مال کی سلامتی کی ضمانت لی ہے۔ یہاں آپ ضمانت لے رہے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ آپ کی ضمانت میں کتنا استحکام ہے۔"

"تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ دونوں ہاتھوں سے بجانے کے لیے آپ کا دینی اور اخلاقی تعاون لازمی ہے لیکن آپ تعاون نہیں کررہے ہیں۔ آپ نے غیر ملکیوں کی بجیز میں اپنے پورے خاندان کو امریکا بھیج دیا کیونکہ وہاں کے بینکوں میں آپ کا خزانہ ہے۔ آپ کے دونوں ملکوں کے سفیر بھی وہاں سے واپس نہیں آئے تاکہ وہاں رہ کر آپ کی مظلومیت اور ہماری جارحیت کی گواہی دے سکیں جب کہ یہ جارحیت نہیں ہے۔ اسلام دوستی ہے لیکن آپ اپنے دین کی نہیں' اپنے عہدے کی سلامتی چاہتے ہیں۔ بہرحال اگلے تین دنوں میں جو ہوگا' دیکھا جائے گا۔"

فہمی نے علی کے پاس آکر کہا "نصیحتیں کرنے سے کوئی اپنا تاج و تخت نہیں چھوڑتا۔ ہم یہ جانتے ہوئے بھی پہلی اور آخری بار کوشش کررہے ہیں تاکہ اسلامی ممالک متحد ہوجائیں تو پھر یہ اللہ کی مرضی ہوگی کہ وہ ٹھوکر کھانے والوں کو ٹھوکروں میں ہی رہنے دے گا۔"

علی نے کہا "ہاں میں گونگوں اور بہروں کے سامنے بول رہا تھا۔ آؤ چلیں' اپنے ان دشمنوں سے نمٹ لیں جو خفیہ ایجنسی کے جاسوس ہیں اور ہمیں تلاش کررہے ہیں۔"

فہمی نے کہا "انہوں نے اندرون ملک آنے والی تمام فلائٹوں کے مسافروں کے نام اور پتے چیک کیے ہیں۔ ائرپورٹ کے کمپیوٹر سے پتا چلا کہ پہلے ایک تنہا خاتون اسرائیل سے آئی تھی۔ دوسرے دن دوپہر کی فلائٹ سے ایک مرد یعنی تم بھی اسرائیلی پاسپورٹ پر آئے ہو۔"

علی نے کہا "پھر تو انہیں یہ بھی پتا چلا ہوگا کہ ہم یہاں ایک عمر رسیدہ خاتون کے بہو اور بیٹے بنے ہوئے ہیں۔"

"ہاں اس خاتون کے گھر کے اطراف وہ مختلف اپارٹمنٹس اور ہوٹلوں میں ہیں۔ ان کی تعداد سات ہے۔ باقی چار جاسوس آرام کررہے ہیں۔"

علی نے ادارے کے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلایا پھر فہمی نے ان سات جاسوسوں کے دماغوں پر قبضہ جما کر انہیں محکمۂ خارجہ کے دفتر پہنچایا۔ ان میں سے ایک جاسوس نے افسران سے کہا "ہم ساتوں امریکی خفیہ ایجنسی کے جاسوس ہیں۔ ہمیں بھی یہ ملک چھوڑ کر جانا چاہیے تھا لیکن ہم یہاں چھپ کر رہ گئے۔ ہمارے علاوہ چار جاسوس ہیں۔ ان کا انجام بھی ہم سے مختلف نہیں ہوگا۔"

ان سے پوچھا گیا "تم سب یہاں کیوں رہ گئے تھے؟ اب یہاں کیوں آئے ہو؟"

"آپ امریکا کے اکابرین سے ابھی رابطہ کریں اور انہیں بتائیں کہ ہم فہمی اور علی کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اب ہمیں اس سازش کی سزا مل رہی ہے۔"

وہ اس سلسلے میں رابطہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ علی نے انہیں مجبور کیا۔ اس نے رابطہ کرنے کے بعد کہا "یہاں آپ کے گیارہ جاسوس عربی مسلمان بن کر چھپے ہوئے تھے۔ فہمی اور علی کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ ان میں سے سات یہاں ہمارے دفتر میں آئے ہیں۔ کیا آپ انہیں موت سے بچا سکتے ہیں؟ یہ ساتوں ٹیلی پیتھی کے زیرِ اثر ہیں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "ہم نے ان سے نہیں کہا تھا کہ وہ وہاں چھپ کر رہیں اور ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کردیں۔"

"لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا حکم ہے کہ آپ وفادار سے براہِ راست رابطہ کرکے یہ اعتراف کریں کہ اس ملک میں ہلاک ہونے والے گیارہ افراد اس ملک کے باشندے نہیں بلکہ آپ کے جاسوس تھے۔"

"ہم خوامخواہ کیوں اعتراف کریں؟"

"بات سچ ہے تو سچ کہنا ہوگا ورنہ یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے دماغوں میں بھی پہنچے ہوئے ہیں' آپ اپنا انجام سوچ لیں۔"

امریکی اکابرین میں سے ایک نے وفادار سے رابطہ کرکے اعتراف کیا کہ ان کے گیارہ جاسوس فہمی اور علی کو ہلاک کرنے کے لیے وہاں چھپے ہوئے تھے۔ اب وہ ہلاک کیے جائیں گے تو آپ ایسی واردات کو دہشت گردی نہ سمجھیں۔ آپ ابھی فوراً اپنے محکمہ خارجہ سے فون پر رابطہ کریں۔

وفادار نے رابطہ کیا تو وہاں سے کہا گیا "وفادار محترم آپ ہی کا انتظار تھا۔ اب آپ آوازیں سنیں۔"

بات ختم ہوتے ہی سات بار فائرنگ کی آواز سنائی دی "وفادار محترم! ان سات جاسوسوں نے ایک دوسرے کو گولیاں ماردیں۔ وہ مرچکے ہیں۔ اب آپ ریسیور رکھ دیں۔ ابھی چار باقی ہیں۔ وہ بھی اپنے برے انجام کو پہنچیں گے۔"

وہاں کے محکمہ خارجہ کا تمام عملہ گم صم کھڑا سات لاشوں کو دیکھ رہا تھا۔ جب انہیں لینے کے لیے امریکا کا ایک خاص طیارہ آیا تو ان لاشوں کی تعداد گیارہ ہوچکی تھی۔

○☆○

ویسے تو کوسوو کے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جانے پر' انہیں بے گھر اور بے وطن کرنے پر کئی ممالک احتجاج کررہے تھے۔ ان ظالموں کو نیٹو بھی جوابی کارروائی کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے اراکین بھی قانونی چارہ جوئی کرنے والے تھے لیکن ہم جانتے تھے کہ ان مسلمانوں کے زخموں پر [illegible] لگایا جائے گا۔ ان کے زخم مندمل ہونے تک دوسرے کسی [illegible] ملک کے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا جائے گا۔ جیسا کہ الجزائر میں [illegible] آرہا ہے۔ مسلمانوں کے بچے بچے کو ذبح کیا جارہا ہے۔

یہ دو اہم باتوں کی سزا ہے ایک دشمنانِ اسلام کے نقطۂ [illegible] سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی کیوں جارہی ہے اور ہمارے نقطۂ [illegible] سے اسلامی ممالک متحد ہوکر ناقابلِ شکست کیوں نہیں بنتے؟

ہم ان دو باتوں کی بنیاد پر میدانِ عمل میں آئے تھے۔ پہلی پرامن کوشش یہی تھی کہ کسی طرح کے خون خرابے [illegible] تمام اسلامی ممالک تمام ایٹمی طاقتوں سے بے خوف ہوکر [illegible] ہوجائیں۔ آئندہ تین دن میں معلوم ہونے والا تھا کہ ہماری ان کوششوں کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے؟

یہ معلوم ہوچکا تھا کہ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں [illegible] چھپ کر اس بار صرف یوگا جاننے والے اہم افسران کی بڑی [illegible] ہورہی ہے اور ہمیں منہ توڑ جواب دینے کے لیے کوئی زبردست [illegible] منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ ہمیں یقین تھا کہ اس منصوبے میں اسرائیل [illegible] ضرور شریک ہوگا۔ اس نے بظاہر ہمارا اعتماد حاصل کرنے کے [illegible] سب سے پہلے پڑوسی ملکوں سے اپنے یہودیوں کو واپس بلالیا تھا۔ یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں تھی کہ وہ ہمیشہ دوغلی چالیں چلتا تھا۔

کچھ عرصہ پہلے الپا ہمارے زیرِ اثر آگئی تھی۔ ہم نے کبھی ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن کو غلام نہیں بنایا۔ کئی بار الپا [illegible] گرفت میں لے کر آزاد چھوڑ دیا تھا لیکن اس بار اسے [illegible] دینے سے پہلے اپنی معمولہ اور فرمانبردار بنالیا تھا اور وہ نہیں [illegible] تھی کہ اس کی لاعلمی میں ہم اس کے دماغ میں جاکر چور خیال [illegible] پڑھ لیتے ہیں۔

اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل برین آدم [illegible] کو چھوٹی بہن کی طرح چاہتا تھا۔ اس بار اس نے الپا میں کچھ [illegible] تبدیلیاں دیکھیں جو ایک چالباز یہودی میں نہیں ہونا چاہئیں۔

مثلاً اس نے امریکی حکمت عملی کے خلاف' ہماری حمایت [illegible] اپنے یہودیوں کو واپس بلایا تھا۔ اگرچہ بعد میں امریکا نے بھی [illegible] تھا لیکن اس نے ہمارے مقابلے میں امریکا کو ثانوی حیثیت [illegible] تھی۔

برین آدم کے شبہے کو تقویت پہنچنے لگی۔ اس نے راز [illegible] سے ایک ہپناٹزم کے ماہر کو بلا کر الپا پر یہ عمل کرایا۔ الپا [illegible] برادر یعنی برین آدم کی کسی بات سے انکار نہیں کرتی تھی۔ [illegible] عمل کے نتیجے میں پہلے اتنا ہی معلوم ہوا کہ وہ فرہاد علی [illegible] شخصیت سے متاثر ہے۔

عامل نے اس تاثر کو ختم کیا اور اس کے ذہن میں ایک [illegible] لب و لہجے کو نقش کیا تاکہ ہم میں سے کوئی اس کی لاعلمی میں [illegible] کے دماغ کے اندر نہ آسکے۔ الپا نے تنویمی نیند سے بیدار ہو [illegible] کر برین آدم کو دیکھا "تھینک برادر! میں ایک نئی تازگی محسوس کررہی ہوں۔ ذہن ہلکا پھلکا سا ہوگیا ہے۔"

"تم لاشعوری طور پر فرہاد وغیرہ کی دماغ میں آمد سے دباؤ محسوس کرتی تھیں لیکن اس دباؤ کو سمجھنے سے قاصر رہتی تھیں۔ اب ان میں سے کوئی تمہارے دماغ میں آئے گا اور تم سانس روکو گی تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ انہوں نے اب تک تمہیں اپنی معمولہ اور تابع بنا رکھا تھا۔"

"اس طرح بھی ثابت ہورہا ہے کہ اب میں اس اقدام کے خلاف سوچ رہی ہوں کہ ہم نے پڑوسی ملکوں سے اپنے یہودیوں کو بلانے میں پہل کیوں کی؟ اپنے سرپرست امریکا کی کسی حکمت عملی کا انتظار کیوں نہیں کیا؟"

"یہی بات مجھے کھٹک رہی تھی۔ انہوں نے ہی ہمیں امریکا کی مرضی کے خلاف ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔"

"جو ہونا تھا' وہ ہوگیا۔ اب تو ہمیں وہی سیاسی چالیں چلنی ہوں گی جن سے پڑوس کے اسلامی ممالک ہمارے دباؤ میں رہا کریں۔"

"الپا! مہاراج اور مہیش کھوٹے سکے ہی سہی لیکن ایسے وقت ہم خوب سوچ سمجھ کر ان کی ٹیلی پیتھی سے کام لے سکتے ہیں۔"

"اوگاڑ! میں نے انہیں اپنا تابع بنایا تھا۔ ان دونوں کے دماغوں میں جو لب و لہجہ نقش کیا تھا' اسے فرہاد یا اس کے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں نے ضرور سنا ہوگا۔ کیونکہ اس وقت خود میں ان کی معمولہ تھی۔"

"پھر تو دیر نہ کرو۔ فوراً ان باپ بیٹے کے دماغوں میں جاؤ۔ انہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلا کر ایک نئی آواز اور لب و لہجہ نقش کرو۔ بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے۔ فرہاد وغیرہ مہاراج اور مہیش کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔"

الپا خیال خوانی کرتی ہوئی باپ بیٹے کی طرف چلی گئی۔ برین آدم نے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "آپ نے بڑی جلدی فرہاد کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ ہم پر بھروسا نہیں کیا۔ اب کون سی ضرورت لے آئی ہے؟"

برین آدم نے کہا "آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ آج ہم پر انکشاف ہوا ہے کہ پچھلے دنوں لارنس ڈیسوزا عرف ہائیڈ اینڈ سیک نے الپا کو ہپناٹائز کیا تھا اور اسے اغوا کرکے لے گیا تھا۔ بعد میں فرہاد نے الپا کو یہاں پہنچایا تھا۔ ہمیں شبہ تھا کہ فرہاد نے بھی الپا کو اپنی معمولہ بنایا ہوگا۔ آج یہ شبہ یقین میں بدل گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الپا نے فرہاد کے زیرِ اثر رہ کر آپ کی پالیسیوں کے خلاف اپنے یہودیوں کو یہاں واپس بلالیا تھا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم یقین کرسکتے ہیں کہ فرہاد نے الپا کو معمولہ بنایا ہوگا لیکن آپ لوگوں نے پڑوسی ملکوں سے پسپا ہوکر کمزوری تو دکھائی ہے۔"

"ہم نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ ہم ابھی یہ نہیں جانتے کہ آپ کیسی زبردست کارروائی کرنے والے ہیں لیکن آپ کی حمایت کرنے آگئے ہیں اور آپ ہمیں اپنا حمایتی سمجھیں یا نہ سمجھیں' ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم اپنے ملک کا دفاع کرنا بھی جانتے ہیں اور پڑوس کے اسلامی ملکوں سے بھی ہمیں نمٹنا آتا ہے۔"

"ہم نے ہی آپ کو اتنی زبردست ایٹمی قوت بنایا ہے کہ آپ تمام اسلامی ممالک کے لیے ہوّا بن گئے ہیں۔"

"اور ہمارے جیسے چھوٹے ملک نے ہوّا بن کر آپ کو سپرپاور بنایا ہے۔ اگر آپ کو یہ خوش فہمی ہے کہ ہم آپ کے سامنے جھکنے آئے ہیں تو یہ خوش فہمی دماغ سے نکال دیں۔ کبھی ضرورت ہو تو ہمارے پاس آئیں۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ہم لاعلمی میں ہونے والی غلطی کی معافی مانگنے آئے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "فون بند نہ کریں۔ غلطیاں سب سے ہوتی ہیں اور آپ نے تو جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔ ہمارے تعلقات ہمیشہ کی طرح دوستانہ رہیں گے۔ ہم سب کو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف متحد رہنا چاہیے۔"

اس سلسلے میں تھوڑی دیر گفتگو ہوئی پھر فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ امریکی اکابرین کے پاس ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا تھا جسے بڑی رازداری سے چھپا کر رکھا جاتا تھا اور نہایت اہم موقع پر اس طرح اسے استعمال کیا جاتا تھا کہ وہ ہمارے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ ایسے میں امریکا کو الپا جیسی خیال خوانی کرنے والی کی بھی ضرورت تھی۔ الپا صرف اسرائیل کے لیے نہیں امریکا کے لیے بھی ایک ایٹمی قوت کی طرح لازمی ہوگئی تھی۔

اس دنیا میں انسان اپنا کھیل کھیلتا ہے۔ تقدیر اپنا تماشا دکھاتی رہتی ہے۔ بھارت میں نیلماں کا اپنا کھیل تھا۔ وہ ایک عرصے سے مکمل آتما شکتی حاصل کرنے کی کامیاب کوششیں کرتے کرتے ناکام ہوجایا کرتی تھی۔

اس بار وہ ثانی کے فریب میں آگئی تھی۔ ثانی نے خود کو مکمل آتما شکتی والی بن کر اعتراف کیا تھا کہ وہی گنگاداس اور جمناداس کو اغوا کرکے انہیں جگہ جگہ بھٹکاتی رہتی ہے۔ نیلماں' ثانی سے متاثر ہوکر اسے بھیروی دیدی کہتی تھی اور اس کے مشوروں پر عمل کرتی تھی۔

اس بار وہ ثانی کے مشورے کے مطابق اجنتا یا ایلورا کی طرف جارہی تھی۔ ثانی نے کہا تھا کہ وہ اجنتا ایلورا کے قریب ایک جنگل میں تپسیا کرکے مکمل آتما شکتی حاصل کرے گی اور جمنا (پورس) اس کا معمول اور فرمانبردار بن کر اس کی خدمت کرتا رہے گا۔

نیلماں ایک بس میں بیٹھی اجنتا کی طرف جارہی تھی۔ اسے بھیروی دیدی (ثانی) پر پورا بھروسا تھا کہ اس بار وہ اس کی مدد سے مکمل آتما شکتی حاصل کرلے گی اور جو جمناداس کی حفاظت اور

خدمت کے لیے اجنتا پہنچنے والا ہے' وہ اسے ہمیشہ اپنا معمول اور تابع بنا کر رکھ سکے گی۔

ایسا سوچتے وقت اسے مہاراج اور مہیش یاد آئے۔ اگرچہ وہ دونوں عقل سے پیدل تھے۔ لیکن انہیں کہیں چھپا کر ان کی ٹیلی پیتھی سے کام لیا جا سکتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ الپا نے بھی یہی سوچ کر ان دونوں کو اپنا معمول بنا کر کہیں چھپا دیا ہے اور ایک نئے لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے۔

نیلماں ان کے اندر نہیں جا سکتی تھی پھر خیال آیا۔ وہ باپ بیٹے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی گرفت میں آ کر ان کے معمول اور تابع بنتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے' اس بار بھی کسی نے انہیں الپا کی گرفت سے چھین لینے کی کوشش کی ہو۔ لہٰذا کیوں نہ ان باپ بیٹے کی خبر لی جائے؟

یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ مہاراج کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو توقع کے خلاف آسانی سے پہنچ گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت الپا اس کے دماغ پر تنویمی عمل کر رہی تھی اور ایک نئی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر رہی تھی۔

چونکہ الپا وہاں پہلے سے موجود تھی۔ لہٰذا نیلماں کو کسی رکاوٹ کے بغیر مہاراج کے اندر جگہ مل گئی تھی۔ الپا تنویمی عمل کے اختتام پر اس کے دماغ کو لاک کر رہی تھی پھر اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دے کر چلی گئی۔

نیلماں نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر الپا کے نئے لب و لہجے میں کہا "مہاراج! ابھی تم نہیں سو رہے ہو۔"

وہ معمول کی طرح بولا "میں ابھی نہیں سو رہا ہوں۔"

وہ بولی "ابھی میں نے جو لب و لہجہ یاد کرایا تھا اسے بھول جاؤ۔"

وہ بولا "میں آپ کے ابھی بتائے ہوئے لب و لہجے کو بھول رہا ہوں۔"

اس کے بعد اس نے ایک نئی آواز اور نیا لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش کیا پھر حکم دیا کہ وہ ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سوتا رہے۔

وہ مہاراج سے نمٹ کر مہیش کے دماغ میں آئی' وہاں الپا اس کے دماغ سے بھی پہلے لب و لہجے کو مٹا کر نئی آواز اور نئے لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر رہی تھی۔ جب وہ تنویمی عمل مکمل کر کے اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دے کر چلی گئی تو نیلماں نے مہیش کے ساتھ بھی وہی عمل کیا' جو اس کے باپ کے ساتھ کر چکی تھی۔

وہ اجنتا جانے کے لیے جس بس میں سفر کر رہی تھی' وہ بہت آرام دہ تھی۔ نیلماں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔ آس پاس بیٹھے ہوئے مسافر سمجھ رہے تھے کہ وہ سو رہی ہے۔ ذرا آگے جا کر ایک نوجوان کو اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔ وہ بڑی دیر سے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا تو اس نے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا "مس آپ کب تک سوتی رہیں گی؟"

اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اسے غصہ آیا لیکن ایک خوبرو جوان کو دیکھ کر وہ ایک دم سے نرم پڑ گئی۔ اگرچہ وہ اپنے حسن و شباب کو سلامت رکھنے کے لیے کسی بھی شکاری مرد کی تنہائی میں نہیں جاتی تھی۔ اس نے شیواجی جیسے باڈی بلڈر کو بھی گھاس نہیں ڈالی تھی لیکن اس نوجوان میں عجیب سی کشش تھی۔ وہ اچھا قد آور اور صحت مند تھا۔ وہ بولا "میں یہاں کھڑا ہوا تھا' جگہ ملی تو بیٹھ گیا۔ میں نے کوشش کی کہ یوں آپ کو نہ دیکھوں مگر دل بار بار آپ ہی کو دیکھتا رہا ہے۔ آپ کہاں جا رہی ہیں؟"

وہ بولی "مجھے بھوک بھی لگی ہے اور نیند بھی آ رہی ہے۔ رات کو بالکل سو نہ سکی۔"

"ابھی ایک گھنٹے کے اندر جے گینشم ٹاؤن آئے گا۔ وہاں اچھا کھانا ملتا ہے۔"

"ایسا کرو۔ مجھے تھوڑی دیر سونے دو۔ جب وہ ٹاؤن آئے گا تو مجھے جگا دینا۔"

"اچھی بات ہے آرام کرو۔ وہاں کھاتے سے باتیں ہوں گی۔"

نیلماں آنکھیں بند کر کے اس نوجوان کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ ایک بے حد ذہین نوجوان ہے۔ بچپن میں والدین کے ساتھ لندن میں رہتا تھا۔ اس نے جونیئر کیمبرج کے بعد اسکاٹ لینڈ یارڈ میں داخلہ لیا۔ وہاں ٹریننگ کے دوران میں ہمیشہ اول آتا رہا۔ وہاں کے ٹرینر کہتے تھے کہ تیج پال چھٹی حس رکھتا ہے۔ کسی آنے والے خطرے کی بو پہلے سے سونگھ لیتا ہے۔ یہ قدرت کا عطیہ ہے' جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔"

اس وقت بھی تیج پال محسوس کر رہا تھا کہ جس حسینہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے' اس پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ پتا نہیں یہ کیوں تنہا ہے؟ اس کے حالات جاننے کے بعد معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ آئندہ کس مصیبت سے دوچار ہونے والی ہے۔

اس کے خیالات پڑھ کر نیلماں کی دلچسپی بڑھ گئی۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ سوچ کی لہروں کو محسوس تو نہیں کرتا ہے لیکن دماغ فولادی ہے۔ ایک بار لندن میں کسی نے خیالی خوانی کے ذریعے سے مخاطب کیا تھا۔ اس سے کچھ باتیں کی تھیں پھر اسے خیال خوانی کے ذریعے سلانے کی کوشش کی تو اس نے پوچھا۔ "بھائی صاحب! یہ آپ مجھے بستر پر لیٹنے پر مائل کیوں کر رہے ہیں؟"

اس نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "میں تمہیں آرام سے سلانا چاہتا ہوں۔ صبح فریش ہو کر اٹھو گے۔"

تیج پال نے کہا "میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا لیکن اس علم کے ہتھکنڈے جانتا ہوں۔ تمہاری معلومات کے لیے بتا دوں کہ میں سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا لیکن میری اپنی سوچ کے علاوہ کوئی خیال غالب آنا چاہے تو میری چھٹی حس مجھے ہوشیار کر دیتی ہے۔ بہتر ہے تم چلے جاؤ۔ مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔"

اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے تیج پال کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا لیکن اسے محسوس ہوا کہ زلزلہ پیدا کرنے والی تیز ترین لہریں کسی فولادی دماغ سے ٹکرا کر واپس آ گئی ہیں۔ تیج پال نے کہا "بھائی صاحب! کیوں اپنا اور میرا وقت برباد کر رہے ہو' پلیز جاؤ۔"

اس دن کے بعد پھر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے پاس نہیں آیا۔ تیج پال کے حواس خمسہ یعنی دیکھنے' سننے' سونگھنے' چکھنے اور چھونے کے پانچ حواس غیر معمولی تھے۔ کوئی اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلانا یا پلانا چاہتا تو اسے چکھتے ہی خطرے کا احساس ہو جاتا تھا۔ وہ گہری تاریکی میں کسی بھی چیز کو چھو کر بتا سکتا تھا کہ وہ چیز ضرر رساں ہے یا اپنے کام آ سکتی ہے۔ کوئی لاکھ بھیس بدل کر آتا' تب بھی وہ اس کے جسم کی مخصوص بُو سے پہچان سکتا تھا کہ وہ اس بہروپیے سے کب اور کہاں ملا تھا؟ وہ ہلکی سے ہلکی آواز سن کر بتا سکتا تھا کہ آس پاس کہیں کوئی کیڑا رینگ رہا ہے۔ کوئی جانور یا انسان دبے پاؤں ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہا ہے۔ تاریکی میں لاحدِ نظر تک کسی کو حرکت کرتے دیکھ لیتا تھا۔

اگرچہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا تھا لیکن ایسے وقت وہ اپنے دماغ میں ایک بوجھ سا محسوس کرتا تھا۔ نیلماں اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ چھٹی حس بے چین کر رہی ہے لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا ہے۔ اس میں اتنی خود اعتمادی اور دلیری تھی کہ ابھی اس بے چینی کو نظر انداز کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ آئندہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

نیلماں اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر سوچ رہی تھی۔ یہ تیج پال خطرناک بھی ہے اور اس کے بہت کام آ سکتا ہے۔ کیا کم تھا کہ وہ پہلے سے سوچ رہا تھا کہ اس تنہا حسینہ پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ جب کہ وہ خود نہیں سمجھ رہی تھی کہ مصیبت کہاں سے آئے گی؟ اور کیسے آئے گی جب کہ بھیروی دیدی اس کی حفاظت کرتی آ رہی ہے۔

بس کی رفتار کسی خرابی کی وجہ سے سست ہو گئی تھی۔ جے گینشم ٹاؤن پہنچنے میں دیر ہو رہی تھی۔ ایک گھنٹا گزرنے کے بعد وہ باپ بیٹے تنویمی نیند سے بیدار ہو گئے تھے۔ نیلماں نے نئے لب و لہجے کے ذریعے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی موجودہ رہائش گاہ سے فرار ہو جائیں اور اجنتا کی طرف سفر کریں۔ اس طرح انہیں کوئی ٹریپ نہیں کر سکے گا۔

انہیں حکم دینے کے بعد اس نے سوچا' اس جوان تیج پال کو کسی طرح اپنا معمول اور محکوم بنانا چاہیے لیکن وہ بڑی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ اب سے پہلے بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے سلانے اور اس پر تنویمی عمل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ وہ ایسا تھا کہ اس سے دوستی کی جا سکتی تھی لیکن اسے اپنا معمول اور محکوم نہیں بنایا جا سکتا تھا۔

ایسے وقت الپا نے اسے مخاطب کیا "ہیلو نیلماں! ہمارے درمیان یہ طے پایا تھا کہ ہم دور ہی دور سے ایک دوسرے کے کام آ سکتے ہیں۔ آج ہم پر برا وقت آیا ہے اور مجھے تمہاری ٹیلی پیتھی کی سخت ضرورت ہے۔"

نیلماں نے پوچھا "تم پر ایسی کیا مصیبت آ گئی ہے؟"

الپا اسے بتانے لگی کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے اسرائیل کے تمام پڑوسی اسلامی ممالک سے یہودیوں اور امریکی باشندوں کو نکال دیا ہے۔ اگر تین دن کے اندر کوسوو کے تمام بے گھر اور بے وطن کیے جانے والے مسلمانوں کو آباد نہ کیا گیا تو امریکا اور اسرائیل کا ایک بھی باشندہ کسی اسلامی ملک میں نہیں رہ پائے گا۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو چکی ہے' جتنی تعداد میں ان بڑے ممالک کے پاس ایٹم بم بھی نہیں ہوں گے۔

نیلماں نے انجان بن کر پوچھا "تمہارے پاس بھی خیال خوانی کرنے والے باپ بیٹے کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ کیا ان سے کچھ کام نہیں لے سکتیں؟"

وہ بولی "یہ فرہاد بہت چالاک ہے۔ وہ ان باپ بیٹے کو چھین کر لے گیا ہے۔ ایسے وقت ہم دونوں نے کچھ نہ کیا تو مسلمانوں کے حوصلے اور طاقت بڑھتی جائے گی۔"

نیلماں نے کہا "میں ایک آدھ گھنٹے بعد تم سے رابطہ کروں گی۔ تم بھی سوچو میں بھی سوچوں گی کہ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کیسی کارروائی کی جا سکتی ہے؟"

وہ جے گینشم ٹاؤن پہنچ گئے۔ تیج پال نے اسے آواز دی "مس! اب اٹھ جاؤ۔ یہاں پیٹ بھر کر بھوجن کریں گے۔"

نیلماں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا' وہ بولا "یہاں ایک مہنگا ہوٹل ہے۔ کھانا اچھا ہوتا ہے۔ آپ منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو سکتی ہیں۔"

تمام مسافر اتر رہے تھے۔ وہ بھی بس سے اتر کر ایک ہوٹل میں آئے پھر دونوں منہ ہاتھ دھو کر ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ ویٹر کو کھانے کا آرڈر دے کر نیلماں سے بولا "میرا نام تیج پال ہے۔ یورپ میں رہتا تھا۔ ماں باپ کا دیہانت ہونے کے بعد اکیلا رہ گیا ہوں۔ دو سال کے بعد بھارت آیا ہوں۔ دہلی کے قریب میری زمین اور جائیداد ہے۔ لندن اور پیرس کے بینکوں میں کافی دولت ہے۔ اس لیے سوچا پہلے دنیا گھوم لوں پھر گھر بساؤں گا۔"

وہ بولی "میرا نام پونم ہے۔ میں بھی تمہاری طرح دنیا میں اکیلی ہوں۔ اس کے بعد سوچ رہی ہوں' اپنے بارے میں جھوٹ بولوں یا

سچ کہہ دوں؟"
"سچ کہنے سے ڈرتی ہوں؟"
"ہاں سچ زہریلا ہوتا ہے۔ زہریلا نہ ہو تو ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ تم مجھ سے متاثر ہو کر مل رہے ہو۔ سچ جاننے کے بعد ہو سکتا ہے مجھ سے نفرت کرنے لگو۔"
"سچ جاننے کے بعد میں اور زیادہ تمہاری عزت کروں گا۔"
"میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں اور تمہارے خیالات پڑھ کر اس قدر متاثر ہوئی ہوں کہ زندگی میں پہلی بار سچ بولنے والی ہوں۔"
"میں بس میں تمہارے پاس بیٹھنے کے بعد اپنے دماغ میں بے چینی سی محسوس کر رہا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ تم میرے خیالات پڑھ رہی تھیں اور کیا سچ بولنے والی ہو؟"
"میں کبھی آتما شکتی جانتی تھی۔ ایک جسم کو چھوڑ کر کبھی دوسرے جسم میں سما جاتی تھی۔ ایسا مجبور ہو کر کرتی تھی۔ دشمن مجھے مار ڈالنا چاہتے تھے لیکن اب اور زیادہ مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔"
"کیسی مصیبت؟"
"بار بار جسم بدلنے سے میری آتما شکتی کمزور ہو گئی ہے۔ اب یہ آخری جسم رہ گیا ہے۔ اس جسم سے میری آتما نکلے گی تو میں کسی اور جسم میں سما نہیں سکوں گی۔ یہ بات دشمنوں کو معلوم ہے۔ وہ مجھے موقع نہیں دے رہے ہیں کہ میں کسی ویران اور پرسکون جگہ رہ کر تپسیا کرتی رہوں اور اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی پوری طرح حاصل کر لوں۔"
ویٹر کھانے کی ڈشیں لا کر رکھنے لگا۔ جب وہ چلا گیا تو تیج پال نے کہا "تم نے بار بار جسم بدلنے کے لیے کئی جسموں کو ہلاک کیا۔"
"میں اس دنیا میں رہنے کے لیے ایسا کرنے پر مجبور تھی ورنہ دشمن مجھے ہلاک کر ڈالتے۔"
"کون ہیں تمہارے دشمن؟"
"اس دنیا میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں، سب ہی میرے دشمن ہیں۔ ان میں مسلمان زیادہ ہیں۔ تم نے فرہاد علی تیمور کا نام سنا ہوگا۔"
"سنا ہے۔ اس کا اور اس کے فیملی ممبرز کے ریکارڈ بھی پڑھے ہیں۔ ان کی تصویریں اور ویڈیو فلموں میں انہیں متحرک بھی دیکھا ہے۔ وہ سب بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم نے ان سے کیوں دشمنی مول لی۔ وہ تو اپنے ہر مخالف کو قبر میں پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔"
"میں نے جان بوجھ کر ان سے دشمنی نہیں کی ہے۔ یہاں بھارت میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بہت ہی عیار، مکار جوان پورس تھا۔ اس سے دشمنی ہو گئی تھی۔ بعد میں پتا چلا وہ ہندو نہیں ہے بلکہ پیدائش کے وقت سے اغوا کیا ہوا فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔ اس طرح اس فیملی کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دشمن ہو گئے ہیں۔"
"تم ان سے چھپتی پھر رہی ہو؟"
"ان سے بھی اور پولیس اور جاسوسوں سے بھی کیونکہ اس موجودہ جسم کو حاصل کرنے کے لیے میں نے ناصرہ نامی ایک لڑکی کے جسم کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ مر گئی۔ پورس اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ اپنے ہم شکل بھائی پارس کے ساتھ یہاں مجھے تلاش کرنے آیا ہے۔ ممبئی میں انہوں نے مجھے پکڑ لیا تھا۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر آئی ہوں۔"
"اب کہاں چھپنے جا رہی ہو؟"
"ایک مکمل آتما شکتی جاننے والی بھیروی دیدی نے مجھ سے رابطہ کیا ہے اور مجھے یقین دلایا ہے کہ میں اجنتا کے قریب جنگل میں جاؤں۔ وہ میری حفاظت کے لیے جمنا داس کو بھیجے گی۔"
"یہ جمنا داس کون ہے؟"
"یہ گنگا داس کا ہم شکل بھائی ہے۔ بھیروی دیدی گنگا داس پر عاشق ہے۔"
"یہ بھیروی دیدی تمہیں کب ملی تھی؟"
"ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس نے مجھ سے رابطہ ہوا تھا۔"
"ایک دن کی ملاقات میں تم نے اس کی دوستی پر کیسے بھروسہ کر لیا؟ کیا اس نے آتما شکتی کا کوئی کرشمہ دکھایا تھا؟"
"مجھے تو کرشمہ نہیں دکھایا تھا لیکن وہ گنگا داس اور جمنا داس کو غائب دماغ بنا کر ادھر سے ادھر بھٹکایا کرتی تھی۔"
"تم نے ان دونوں کو کبھی بھٹکتے دیکھا تھا؟"
"نہیں۔ تم ایسے سوالات کر رہے ہو کہ میرے دل میں شبہ پیدا ہونے لگا ہے۔"
"تم نے گنگا داس اور جمنا داس کو نہیں دیکھا۔ صرف ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کی باتیں سنی ہوں گی۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"
"ہاں، میں تو اب الجھنے لگی ہوں۔ نہ گنگا داس کو، نہ جمنا داس کو اور نہ بھیروی دیدی کو دیکھا ہے۔"
"اور جس طرح پارس اور پورس ہم شکل ہیں، اسی طرح گنگا داس اور جمنا داس بھی ہم شکل ہیں۔"
"ہے بھگوان! کیا میں دھوکا کھا رہی ہوں؟"
"اجنتا جا کر دیکھ لو، یقین آ جائے گا۔"
"نہیں۔ میں وہاں نہیں جاؤں گی۔" وہ تیج پال کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی "میں اچھی ہوں یا بری، جیسی بھی ہوں کیا میرا ساتھ دو گے؟"
"ایک شرط پر ساتھ دوں گا۔ میری جائز باتوں کو تم تسلیم کرو گی اور تمہاری جائز باتوں کو میں تسلیم کیا کروں گا۔ ہم میں سے کوئی کسی کی ناجائز بات کو تسلیم نہیں کیا کرے گا۔"

"مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں جیسا ساتھی چاہتی تھی، تم ویسے ہی ہو۔"
بس کی روانگی کا وقت ہو رہا تھا۔ وہ بولا "میں اپنا سفری بیگ لے کر آتا ہوں۔ تمہارا کیا سامان ہے؟"
"میرا کوئی سامان نہیں ہے۔ یہ ایک بیگ میرے ساتھ ہے۔"
وہ ہوٹل سے باہر گیا۔ نیلماں نے بھیروی دیدی کے لب و لہجے کو یاد کر کے رابطہ کیا اور کہا "میں نیلماں ہوں۔"
ثانی نے کہا "ہاں میری چھوٹی بہن! میں نے گنگا اور جمنا دونوں کو اجنتا بھیج دیا ہے۔"
"میری پیاری دیدی! تم نے پارس اور پورس کا نام کیوں بدل دیا ہے؟"
"یہ کیا کہہ رہی ہو؟"
"جب وہ ممبئی سے روانہ ہو رہے تھے تو عباس مہدی سے ایک تھانے میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ایک سپاہی کے دماغ میں رہ کر یہ سن لیا ہے کہ مجھے کس طرح ٹریپ کیا جانے والا ہے۔"
نیلماں نے سراسر جھوٹ کہا تھا۔ ثانی ہمارے ساتھ بہت اہم معاملات میں مصروف تھی۔ اس نے سمجھا۔ پارس اور پورس نے روانگی سے پہلے ضرور عباس مہدی سے ملاقات کی ہو گی۔ اس نے کہا "جاؤ نیلماں! خوش ہو جاؤ پھر ایک بار بچ نکلیں۔ آئندہ محتاط رہنا۔ آئندہ کا مطلب ہے آنے والا کوئی پل تمہیں پھر ہمارے شکنجے میں کس لے گا۔"
ثانی نے سانس روک لی۔ پارس کے پاس آ کر کہا "اجنتا نہ جاؤ۔ دونوں گھر کے بدھو گھر کو لوٹ آؤ۔ نیلماں ہماری چال کو سمجھ گئی ہے۔"
پورس نے کہا "ہم خواہ مخواہ یہاں سے وہاں دوڑ لگا رہے ہیں۔ تم تو بہت چالاک بنتی ہو، وہ تمہارے ہاتھ سے کیسے نکل گئی؟"
"بابا صاحب کے ادارے کے تمام سراغ رساں ایسے مرحلے ہیں کہ خدانخواستہ ناکامی ہوئی تو ساری دنیا ہمارے ادارے کو کمزور اور کمتر سمجھے گی مگر تم پر تو عشق کا بھوت سوار ہے۔ اپنے ساتھ پارس کو بھی آوارہ گردی کرا رہے ہو۔"
پورس نے کہا "ہائے بھابی جان! ہمیں جوش نہ دلاؤ ورنہ دشمنوں کے ہوش اڑ جائیں گے۔"
"بس رہنے دو۔ کیا کر لو گے تم؟ جب کہ ہم خود نہیں جانتے کہ دشمن کیسی جوابی کارروائیاں کرنے والے ہیں۔"
"دشمن بھی نہیں جانتے کہ ہم جوابی کارروائی کے جواب میں کیسی کارروائی کریں گے؟"
"اتنی دور سے زبان چلانا بہت آسان ہے۔"
پارس نے کہا "ثانی! میری جان! جب میرا بھائی کہہ رہا ہے تو مان لو کہ یہ یہیں سے ٹیلی پیتھی کا میزائل پھینکے گا۔"
"مجھے معلوم تو ہو یہ لفنگا عاشق کرے گا کیا؟"
پورس نے کہا "تم میرا اور پارس کا ساتھ دو۔ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"
"میں ساتھ دوں گی، بولو کیا کرنا چاہتے ہو؟"
"تم نیلماں بن جاؤ۔ امریکی اکابرین کو یقین دلاؤ کہ تم صرف ان کی مدد کرنے کے لیے نہیں بلکہ پورس اور اس کے سارے خاندان سے انتقام لینے کے لیے ان کا ساتھ دینا چاہتی ہو اور تمہارے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والے مہاراج اور مینش بھی ہیں۔ ان کے پاس بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔"
"ان باپ بیٹے کو الپا یا نیلماں لے گئی ہے۔"
"انہیں کوئی بھی لے جائے۔ اصل باپ بیٹے یہاں ہیں۔ پارس باپ اور میں بیٹا بن جاؤں گا پھر دیکھو گی کہ ہم کس طرح ان کی خفیہ کارروائیوں کا راز معلوم کریں گے۔"
ثانی نے کہا "ہوں۔ ہمیں کامیابی ہو یا نہ ہو، ہم دشمنوں کو الجھا کر رکھ دیں گے لیکن اپنی چال چلنے سے پہلے اس بات پر غور کرو کہ اسرائیل میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے اور امریکا میں ایک روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ وہ دونوں ممالک خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد بڑھانا چاہتے ہوں گے لہٰذا ان میں سے کسی نے مہاراج اور مینش کو اپنا تابع بنایا ہو گا۔"
پارس نے کہا "امریکا میں جو منہ چھپا کر خیال خوانی کرنے والا ہے، وہ کبھی الپا ہے، نیلماں ہے یا ہم سے ٹکرا کر ان باپ بیٹے کو معمول اور تابع بنانے کی جرأت نہیں کرے گا۔"
پورس نے کہا "وہ باپ بیٹے الپا یا نیلماں کے قبضے میں ہیں۔"
پارس اور پورس ایک کرائے کی کار میں اجنتا جانا چاہتے تھے۔ ثانی کی رپورٹ سن کر سڑک کے کنارے والی ایک دکان کے پاس رک گئے تھے اور ٹھنڈی بوتلیں پی رہے تھے۔ ثانی نے الپا کے سے رابطہ کر کے کہا "ہیلو الپا! میں ثانی بول رہی ہوں۔"
الپا نے سانس روک لی۔ ثانی نے اسے دوبارہ مخاطب کر کے پوچھا "تم نے میرا نام سن کر بھی سانس روک لی تھی۔ کیا کسی اور معاملے میں مصروف تھیں؟"
الپا نے کہا "تم سب بہت خوش ہو کہ میں فرہاد علی تیمور کی معمولہ اور تابع بن کر امریکا کے خلاف تمہاری حمایت کر رہی ہوں۔"
"کون کہتا ہے کہ تم ہماری معمولہ اور تابع ہو؟"
"انجان نہ بنو۔ بھید کھل گیا ہے۔ اب ہمارا ملک، تمہارا نہیں، امریکا کا حمایتی ہے۔"
"تم ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے پر قبضہ جما کر سمجھ رہی ہو کہ تمہاری قوت میں اضافہ ہو گیا ہے؟"
"اچھا تو ان باپ بیٹے کو میرے قبضے میں کہہ رہی ہو۔ مکاری کی حد ہوتی ہے۔ یوں انجان بن کر کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔ بہتر ہے

یہاں سے چلی جاؤ۔ پتا نہیں کیسی چال چلنے آئی ہو۔"
الپا نے سانس روکی۔ ثانی دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی پھر پارس کے پاس آ کر بولی "یہ معلوم کر چکی ہوں کہ وہ باپ بیٹے الپا کے قبضے میں نہیں ہیں۔ نیلماں نے ہی انہیں ٹریپ کیا ہے۔"
دوسری طرف نیلماں اور تیج پال ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اجنتا اس لیے جا رہے تھے کہ وہاں سے ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے حیدر آباد اور پھر دوسری فلائٹ سے دہلی جائیں گے۔ نیلماں نے ان باپ بیٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ ممبئی سے دہلی جائیں۔ وہ معمول تھے' یہ نہیں پوچھ سکتے تھے کہ دہلی کیوں جائیں اور وہاں پہنچ کر کہاں رہیں؟"
نیلماں ٹیکسی ڈرائیور کی موجودگی کے باعث خیال خوانی کے ذریعے تیج پال کو اپنے باقی حالات بتا رہی تھی۔ تیج پال نے کہا "تم نے میرے جائز مشوروں پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ میں تمہاری بھلائی کے لیے کہتا ہوں۔ اگر ایک جگہ روپوش رہ کر تپسیا کرنا اور مکمل آتما شکتی حاصل کرنا چاہتی ہو تو تمہیں کسی اور مسئلے میں نہیں الجھنا چاہیے۔"
"درست کہتے ہو۔ میں آئندہ کسی دوسرے مسئلے میں دلچسپی نہیں لوں گی۔"
"میں مہاراج اور مہیش کو میک اپ کے ذریعے چھپا کر دہلی میں کسی دوسری جگہ رکھوں گا۔ ہم انہیں اپنے سے دور رکھیں گے۔ جب تک تم مکمل آتما شکتی حاصل نہیں کرو گی' اس وقت تک انہیں ٹیلی پیتھی بھول جانے کا حکم دو گی ورنہ وہ اپنی حماقت سے دشمنوں کی نظروں میں آ جائیں گے۔"
"تم بڑی ذہانت سے مشورہ دے رہے ہو۔ میں یہی عمل کروں گی۔"
"الپا سے بھی کہہ دو کہ تم بابا صاحب کے ادارے اور ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک کے معاملات سے دور رہو گی۔"
"بے شک مسلسل تپسیا کرنے کے لیے میں تمام دنیاوی معاملات سے دور رہوں گی۔ میں ابھی الپا سے صاف صاف کہہ دیتی ہوں۔"
وہ الپا سے رابطہ کر کے بولی "میں نیلماں ہوں۔"
وہ بولی "تھوڑی دیر پہلے ثانی آئی تھی۔ وہ نیلماں بن کر دھوکا دے سکتی ہے۔ مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"
نیلماں واپس آئی۔ الپا نے اس کے اندر پہنچ کر پوچھا "ابھی تم آئی تھیں؟"
"ہاں' میں ہی تھی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگوں کے معاملات سے دور رہوں گی۔"
"ایسا نہ کہو۔ مجھے تمہاری جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی بہت ضرورت ہے۔"
"مجھے افسوس ہے۔ میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مسائل سے کنارہ کشی کر رہی ہوں۔"
"دیکھو تم کہیں چھپ کر تپسیا بھی کر سکتی ہو اور میرے کام بھی آ سکتی ہو۔"
"صرف تپسیا کی بات نہیں ہے۔ میں ایک خوبرو جوان سے شادی کر کے گھر گرہستی والی زندگی گزاروں گی۔ آگے بحث نہ کرو' جاؤ۔"
اس نے سانس روک لی۔ وہ دونوں سڑک کے کنارے کھڑے ٹھنڈی بوتلیں پی رہے تھے۔ اچانک پارس کو زور کا ٹھسکا لگا۔ وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کھانسنے لگا۔ پورس نے کہا "آرام سے نہیں پی سکتا۔ بوتل کہیں بھاگی جا رہی ہے یا ٹرین چھوٹنے والی ہے۔"
پارس نے جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر دکان دار کے پاس پھینکا۔ پورس سے بوتل چھین کر اسے بھی دکان میں پھینکا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھانستا ہوا دوڑتا ہوا کار کے پاس آیا۔ پورس سمجھ گیا کہ کوئی خاص بات ہے۔ دونوں اگلی سیٹ پر آئے۔ پورس نے پوچھا "کہاں چلنا ہے؟"
پارس نے رومال سے منہ پونچھتے ہوئے ایک راستے کی طرف اشارہ کیا۔ پورس نے کار ادھر بڑھاتے ہوئے کہا "یہ راستہ ائرپورٹ جاتا ہے۔"
پارس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا "ہاں۔ وہ ادھر گئی ہے۔ ماں' ماں گئی ہے۔"
"کس کی ماں گئی ہے؟"
"تیری گئی ہے۔ نیلماں!" وہ کسی کے ساتھ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر تھی۔ اسے ہماری چال معلوم ہو چکی ہے۔ وہ کسی فلائٹ سے فرار ہونے والی ہے۔"
پورس نے کار کی رفتار بڑھاتے ہوئے چیخ کر کہا "ماں! میں آ رہا ہوں۔"
ثانی نے پارس کے پاس آ کر پوچھا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ بدمعاش کسے اپنی ماں کہہ رہا ہے؟"
"یہ شریف بدمعاش ہے۔ حسین دوشیزہ کو ماں کہہ کر پیچھا کر رہا ہے۔ ثانی! میرے بھائی کی قدر کرو' آج تک کسی نے جوان لڑکی کو ماں نہیں کہا ہو گا۔"
ثانی نے پورس سے پوچھا "اے لفنگے! کسے ماں کہہ رہے ہو؟"
"اپنے کان کا میل صاف کرو۔ میں نیلماں کہہ رہا تھا۔ وہ ائرپورٹ جا رہی ہے۔ وہاں سے کہیں فرار ہو گی۔"
"تم دونوں سنجیدگی سے منصوبے پر عمل کرو گے یا نہیں؟ میں نیلماں بن کر امریکی اکابرین سے گفتگو کرنے والی ہوں۔"
پورس نے کہا "تم کام شروع کرو۔ پارس تمہارے دماغ میں جاتا آتا رہے گا۔ ہمیں نیلماں کا اگلا ٹھکانا بھی معلوم کرنا چاہیے۔"

"ہاں اس کا تو پیچھا نہیں چھوڑنا ہے اور نہ ہی اسے پوری آتما شکتی حاصل کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ تم دونوں اسے شبہ یہ نہ ہونے دو کہ اس کی تاک میں ہو۔ ہم جب تک بڑے ممالک سے نمٹ نہ لیں' اس وقت تک کسی اور مسئلے میں نہیں الجھیں گے۔"
پارس نے کہا "نیلماں نے ہمیں گنگا داس اور جمنا داس کے سروپ میں نہیں دیکھا ہے۔ ہم دہلی تک تعاقب کریں گے' تب بھی اسے شبہ نہیں ہو گا۔ اگر ڈومیسٹک فلائٹ کسی جگہ ایک آدھ گھنٹے رکے گی تو ہم اپنا حلیہ تبدیل کر لیں گے۔ اس طرح وہ ہمیں دہلی تک ایک ہی چہروں کے ساتھ نہیں دیکھ سکے گی۔"
"فی الحال تم دونوں ہم شکل ہو۔ تم میں سے کسی ایک کو ابھی حلیہ تبدیل کرنا چاہیے۔"
پورس ڈرائیو کر رہا تھا۔ پارس اپنے بیگ سے سامان نکال کر چہرہ تبدیل کرنے لگا۔ ثانی نے کہا "میں امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کر رہی ہوں۔ میرے ساتھ رہو۔"
"پہلے میں مخاطب کروں گا۔ اس کے مطابق تم بات آگے بڑھاؤ گی۔"
پارس نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا "سر! میں مہاراج بول رہا ہوں۔"
وہ بے یقینی سے بولا "مہاراج؟ تم..... یہ تم بول رہے ہو؟"
"کیا آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے۔ میرا بیٹا بھی میرے ساتھ ہے۔ بیٹا مہیش! جنرل صاحب سے بات کرو۔"
پورس نے کہا "سر! نمستے' میرا مطلب ہے گڈ ڈے۔ میں کار ڈرائیو کر رہا ہوں۔ آپ ڈیڈی سے بات کریں' میری ضرورت ہو تو بلا سکتے ہیں۔"
"اچھا تم جاؤ میں تمہارے ڈیڈی سے بات کر رہا ہوں۔ ہاں مہاراج! یہ بتاؤ' تم ہمیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟"
"سر! انصاف کی بات کریں۔ ہمیں آپ کے ملک میں غلام بنا کر رکھا گیا تھا۔ ہم نے بڑی مشکل سے نجات حاصل کی۔ یہ ہم اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تنہا رہنے والا ہمیشہ مصیبت میں پھنستا رہتا ہے۔"
"یہ عقل کی بات کر رہے ہو۔"
"ایک اور عقل کی بات پر ہم عمل کر رہے ہیں۔"
"وہ عقل کی بات کیا ہے؟"
"کہ ہم جس سے بھی دوستی کریں' دور سے کریں۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے ضروری نہیں ہے کہ دوستوں کے روبرو رہیں۔ ہم نے نیلماں سے بھی کہا ہے کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بہت مضبوط ٹیم بنائیں گے لیکن ایک دوسرے کے سامنے آ کر دشمنی کی راہ ہموار نہیں کریں گے۔"
"کیا نیلماں سے تمہارا رابطہ ہے؟"
"ہاں' ہم ایک دیس کے' ایک دھرم کے ہیں۔ آخر ہم میں دوستی ہو گئی۔ اب آپ کے پاس آنے کا بھی یہی مقصد ہے۔ مسلمانوں سے ہماری دوستی نہیں ہو سکتی۔ یہودیوں کی مکاریاں سب جانتے ہیں۔ تمہارے پانچ یوگا جاننے والے افسروں نے بھی ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا لیکن ہم جانتے ہیں' تمام امریکی فریبی نہیں ہوتے۔ اگر ہم دور رہ کر آپ کے کام آئیں گے تو آپ بھی ہمارے کام آیا کریں گے۔"
"کیا نیلماں اس بات پر راضی ہے؟"
"ہم نے نیلماں سے مل کر ہی یہ ٹیم بنائی ہے۔ میں ابھی اس سے کہتا ہوں۔ وہ آپ سے گفتگو کرے گی۔ بہتر ہے اس کی آمد تک آپ دوسرے اکابرین کو بھی مذاکرات کے لیے بلا لیں۔"
پارس' ثانی اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں تمام اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے خیالات پڑھنے لگے کہ وہ نیلماں' مہاراج اور مہیش کی ٹیم پر کس حد تک بھروسا کریں گے؟
وہ سب دو طرح سے سوچ رہے تھے ایک تو یہ کہ موجودہ حالات میں انہیں زیادہ سے زیادہ خیال خوانی کرنے والوں کی ضرورت ہے لہٰذا نیلماں کی ٹیم کو خوش آمدید کہا جائے۔
دوسری سوچ یہ تھی کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نیلماں' مہاراج اور مہیش بن کر دھوکا دے سکتے ہیں۔ یا تو اس حد تک ان سے تعاون حاصل کیا جائے کہ دھوکا نہ ہو یا پھر پہلے انہیں کسی طرح آزمایا جائے۔
ان اکابرین میں دو یوگا کے جاننے والے افسران تھے۔ انہوں نے کہا "ہم دو افسران پہلے اپنے طور پر فیصلہ کر کے کسی اچھے نتیجے پر پہنچیں گے۔ آپ نیلماں سے آدھے گھنٹے بعد مذاکرات کریں۔"
ان دونوں افسران نے برین آدم کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا۔ اسے بتایا کہ نیلماں نے مہاراج اور مہیش کے ساتھ ایک ٹیم بنائی ہے اور وہ مسلمانوں کے خلاف ہم سے تعاون کرنا چاہتی ہے۔
الپا نے کہا "میں ابھی حقیقت معلوم کرتی ہوں۔"
وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے نیلماں کے پاس پہنچی۔ نیلماں نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار پھر اس کے دماغ کو چھو کر کہا "میں الپا ہوں' ضروری بات کرو۔"
اس نے پھر سانس روک لی۔ الپا نے غصے میں برین آدم کے پاس آ کر ان افسروں سے کہا "نیلماں' مجھے اپنے اندر آنے سے روک رہی ہے۔ میں ابھی تم تمام اکابرین کے اجلاس میں رہ کر اس سے باتیں کروں گی۔"
وہاں اجلاس شروع ہوا تو پہلے فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "اس وقت میڈم نیلماں میرے دماغ میں ہیں اور وہ باپ بیٹے مہاراج اور مہیش یہاں کے دو افسران کے اندر ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ میڈم الپا نے بھی ہمارے لیے وقت نکالا ہے۔"
"میں تمام اکابرین سے کہہ چکا ہوں کہ نیلماں اپنی ایک ٹیم کے ساتھ ہم سے تعاون کرنے آئی ہے۔ اس کی آمد سے ہمارے

پاس تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہو جائے گا لیکن جیسا کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مکاریوں سے ہم کئی بار دھوکا کھا چکے ہیں۔ لہٰذا اس بار پوری طرح محتاط رہنا چاہتے ہیں۔ صاف الفاظ میں یہ کہا جائے کہ پہلے یہ تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ ہم سے تعاون کرنے والی نیلماں' مہاراج اور مہیش پوری سچائی سے ہمارے پاس آئے ہیں اور یہ تینوں بہروپیے نہیں ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میڈم نیلماں کئی برسوں سے لاپتا رہیں۔ اب اچانک مہاراج اور مہیش کے ساتھ ہم سے کیوں تعاون کرنا چاہتی ہیں؟"

ثانی نے کہا "میری آتما شکتی کمزور ہو چکی تھی۔ میں دوبارہ مکمل شکتی حاصل کرنے کے لیے کہیں سکون سے تپسیا کرنا چاہتی تھی لیکن پورس ہمیشہ میرے راستے کا پتھر بن جاتا ہے۔ آپ کا سوال ہے کہ میں اچانک کیوں آئی ہوں؟ آپ بھول رہے ہیں کہ میں پچھلے تیس برس سے امریکی شہری ہوں اور آپ کی حکومت نے کئی میل کے رقبے میں مجھے ایک عالی شان آشرم بنا کر دیا ہے۔ کیا آپ یہاں میری شہرت کو اور آشرم کی ملکیت کو تسلیم کرتے ہیں؟"

کئی اکابرین نے تسلیم کیا' ثانی نے کہا "اب میں یہ سمجھ کر آئی ہوں کہ آپ کی حکومت پہلے کی طرح میری اور آشرم کی حفاظت کی ذمے داری لے گی تو میں بھی پہلے کی طرح حکومت کے کام آتی رہوں گی۔ دوسری بات یہ کہ یہاں آشرم میں آپ کی سیکیوریٹی فورس ہوگی تو پورس مجھے آتما شکتی پوری طرح حاصل کرنے سے روکنے کے لیے نہیں آسکے گا۔"

کئی اکابرین نے کہا کہ نیلماں نے امریکا آکر یہاں کی حکومت سے تعاون کرنے کے ٹھوس دلائل دیے ہیں۔ الپا نے کہا "نیلماں! میں نے آج ہی تم سے کہا تھا کہ ہمیں تمہاری جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی سخت ضرورت ہے اور تم نے کہا تھا کہ تم تمام جھگڑوں سے دور ایک جوان سے شادی کرکے گھر گرہستی والی زندگی گزارو گی۔ مجھ سے یہ جھوٹ کہہ کر تم یہاں کیوں آئی ہو؟"

ثانی نے کہا "میں تمام اکابرین سے گزارش کرتی ہوں کہ الپا کے الفاظ پر غور کریں۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ انہیں اپنے لیے یعنی اسرائیل کو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کی سخت ضرورت ہے۔ مجھ سے یہ نہیں کہا کہ ہمیں امریکا کے کام آنا چاہیے۔ الپا بھی یہ کہتے وقت بھول گئی کہ جب میرا جوان بیٹا زندہ تھا تو ہم ماں بیٹے کس طرح امریکی حکومت کے کام آتے تھے اور آج بھی ہمارا آشرم یہاں موجود ہے۔ لہٰذا میری پہلی وفاداری امریکا سے ہوگی۔ اسرائیل سے نہیں ہو سکتی۔"

تمام اکابرین ڈیسک پر ہاتھ مار کر گویا تالیاں بجانے لگے۔ ثانی نے کہا "الپا کی باتوں سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ میں نیلماں ہوں۔ جس سے یہ باتیں کر چکی ہے۔ ٹھیک ہے کہ میں نے اس کی بات نہیں مانی لیکن اس کے لیے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ ہم سب کو مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر عارضی طور پر آپس کی ناراضگی کو بھول جانا چاہیے۔"

سب ہی تائید کرنے لگے۔ الپا سے گزارش کرنے لگے کہ وہ نیلماں سے اپنی ناراضگی ختم کردے۔ الپا نے کہا "مہاراج اور مہیش میرے معمول اور تابع تھے۔ نیلماں نے بڑی چالاکی سے ان دونوں کو مجھ سے چھین لیا۔ کوئی بات نہیں' وہ دونوں بھی ہم ایمی قوت رکھنے والوں کے کام آئیں گے۔ جب تک ہم بابا صاحب کے ادارے کو شکست نہیں دیں گے' تب تک نیلماں سے میری ناراضگی نہیں رہے گی۔"

اس بات پر پھر تمام اکابرین تالیاں بجانے لگے۔ الپا نے کہا "میں اپنے ملک میں بہت مصروف ہوں۔ اس لیے جانے کی اجازت چاہتی ہوں۔ جب بھی مجھے بلایا جائے گا' میں آجاؤں گی۔"

اس نے دوستانہ وعدہ کیا لیکن ناراض ہو کر گئی۔ ثانی نے کہا "فرہاد نے جو مہلت دی تھی' اس میں اب دو دن رہ گئے ہیں۔ میں یہ نہیں پوچھنا چاہتی کہ آپ تمام بڑے ممالک کیسی جوابی کارروائی کرنے والے ہیں۔ میں تین دن کے بعد مہاراج اور مہیش کے ساتھ یہاں آشرم میں رہوں گی۔ تب پوری طرح اعتماد حاصل کرکے یہاں کے اہم رازوں میں شریک رہوں گی۔ فی الحال یہ بتایا جائے کہ جب آپ کی طرف سے جوابی کارروائی ہوگی تو ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کیا کرنا چاہیے۔ ہمیں بھی کوئی ذمے داری دی جائے۔"

ایک حاکم نے کہا "ابھی عالمی میڈیا کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں اور وہاں کے رہنے والے ملکی اور غیر ملکی افراد پر اپنے احکامات صادر نہ کریں۔ جہاں تک کوسوو کے مسلمانوں کو دوبارہ ان کے وطن میں لاکر آباد کرنے کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کو دو چار دنوں میں یا ایک آدھ ہفتے میں حل نہیں کیا جاسکے گا۔ تمام دنیا کے لوگ کوسوو کے مسلمانوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ان کا مسئلہ جلد ہی حل کیا جائے گا لیکن اس کے لیے وقت کی پابندی نہ لگائی جائے۔"

پوری دنیا میں ٹی وی' ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے یقین دلایا جا رہا تھا کہ نیٹو فوجی کارروائی کرکے کوسوو کے مسلمانوں کو ان کے وطن واپس لائے گا۔ اقوام متحدہ کی طرف سے بابا صاحب کے ادارے سے کہا جا رہا تھا کہ وہ شام' اردن اور لبنان کے امریکی اور اسرائیلی باشندوں کو واپس ان کے گھروں میں جانے دیں۔

اور بابا صاحب کے ادارے سے جواب دیا جا رہا تھا کہ یہ ادارہ نہ کوئی ملک ہے اور نہ اقوام متحدہ کا رکن ہے۔ سلامتی کونسل جس دن سے کوسوو کے مسلمانوں کو ان کے وطن اور گھر میں آباد کرائے گی' اسی دن سے امریکی اور اسرائیلی باشندے شام' اردن اور لبنان میں جاکر آباد ہو سکیں گے۔

ان تمام متنازع معاملات کو "اونٹ" کہا جاسکتا تھا اور ابھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا ہے؟

○☆○

تیج پال اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد "را" سے منسلک ہو گیا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے' وہ صرف ذہین اور چالباز جاسوس نہیں تھا۔ قدرتی طور پر اس میں دیکھنے' سننے' سونگھنے' چکھنے اور چھو کر کسی ان دیکھی چیز کے بارے میں بتانے کی غیر معمولی صلاحیتیں تھیں۔

کسی بھی بڑے ملک کی خفیہ تنظیم کو کسی اہم معاملے میں کسی دوسرے ملک کی خفیہ تنظیم کے جاسوس کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ تعاون کرنے کے طور پر ایک دوسرے کے سراغ رسانوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ کئی بار تیج پال کو تبادلے کے طور پر اسرائیل کی موساد' امریکا کی سی آئی اے اور روس کی کے جی بی کے لیے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملا اور اس نے ہر ملک میں سراغ رسانی کا اور غیر معمولی صلاحیتوں کا ایسا سکہ جمایا کہ تمام بڑے ممالک نے بھارتی حکومت سے گزارش کی کہ تیج پال کو صرف "را" کے لیے مخصوص نہ کیا جائے۔ اسے عالمی خفیہ تنظیموں کا انٹرنیشنل آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز بنایا جائے۔

"را" کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ بھارتی حکمراں جانتے تھے کہ تیج پال کی وفاداریاں اپنے ہی دیس کے لیے رہیں گی۔ فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے ذریعے بڑے ممالک کی خفیہ تنظیموں کے راز معلوم ہوتے رہیں گے۔

اب تمام بڑے ممالک کے سامنے سب سے اہم اور پیچیدہ مسئلہ تھا۔ انہیں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے شام' اردن اور لبنان کی سرحدوں کو ہمیشہ کے لیے بابا صاحب کے ادارے کے خیال خوانی کرنے والوں کے لیے بند کرکے پہلے کی طرح وہاں اپنا تسلط قائم رکھنا تھا۔

بڑے ممالک کی خفیہ تنظیموں کے تمام ڈائریکٹر جنرلز نے تیج پال کو اس سلسلے میں کمانڈ سونپی تھی اور وہ جو احکامات صادر کر رہا تھا۔ ان پر بڑی رازداری سے عمل ہو رہا تھا۔ کسی بھی بڑے ملک کے اکابرین کو نہیں بتایا گیا تھا کہ میری دی ہوئی مہلت کے گزارنے کے دوسرے دن کسی نوعیت کا آپریشن کیا جائے گا۔

ایسے وقت تیج پال بھارت میں تھا اور وہیں سے تمام معاملات کو آپریٹ کر رہا تھا۔ اس سے کہا گیا تھا۔ "آپ کو شام' لبنان اور اردن کے قریب اسرائیل میں رہنا چاہیے۔ کسی بھی وقت اسے ان پڑوسی اسلامی ممالک میں جانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

تیج پال نے کہا "میں خود چاہتا ہوں کہ جہاں سونیا اور فرہاد ہیں وہاں جاؤں اور اپنے پانچوں غیر معمولی حواس کے ذریعے دونوں کو کسی بھی بہروپ میں پہچان کر وہیں گولی مار دوں لیکن لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اور ٹیلی پیتھی کو کاٹنے کے لیے ہمارے پاس کوئی مضبوط خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔"

"مسٹر تیج پال! آپ الپا کو اس آپریشن میں ساتھ رکھ سکتے ہیں۔"

وہ بولا "سوری' اس نے اعتراف کیا ہے کہ وہ فرہاد کی معمولہ اور تابع بنی ہوئی تھی اور اسے اپنی حیثیت کی خبر تک نہ ہوئی۔ اس ادارے کے افراد روحانی ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہیں۔ ہو سکتا ہے الپا اب روحانی ٹیلی پیتھی کے زیر اثر ہو۔ میں کہہ چکا ہوں' ہمارے آپریشن کے بارے میں کسی بڑے ملک کے سربراہ کو بھی اپنا ہم راز نہ بنایا جائے۔ جب کہ الپا تو ہماری نظروں میں مشکوک بھی ہے۔"

وہ بہت محتاط رہ کر اس آپریشن کو کامیاب بنا کر ساری دنیا میں غیر معمولی شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسی سلسلے میں ممبئی سے حیدرآباد اپنی کار میں جا رہا تھا۔ راستے میں کار خراب ہو گئی۔ اس نے کار کو مرمت کے لیے ایک گیراج میں دیا پھر ایک بس میں سوار ہو گیا۔ سوچا آگے کہیں ٹیکسی ملے گی تو بس سے اتر جائے گا۔

لیکن بس میں نیلماں کو دیکھ کر اس کی چھٹی حس نے کہا' اس حسینہ میں کوئی غیر معمولی بات ہے۔ اتنی حسین اور پرکشش ہو کر تنہا سفر کر رہی ہے۔ اس پر ضرور کوئی مصیبت آسکتی ہے۔

اس نے سفر کے دوران نیلماں کو اس طرح شیشے میں اتارا کہ اس نے تیج پال کو اپنا دوست اور محافظ سمجھ کر اپنے بارے میں سب کچھ سچ بتا دیا۔ وہ پہلے ہی نیلماں کے بارے میں بہت کچھ سن چکا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والی اس نیلماں کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ پارس اور پورس جیسے مکاروں کی گرفت سے بھی کئی بار فرار ہو چکی ہے۔

تیج پال نے بہت پہلے ہی سمجھ لیا تھا' کبھی نہ کبھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ ان سے محفوظ رہنے کے لیے اس نے اس نے خود پر ایک بہت بڑے عامل کے ذریعے تنویمی عمل کرایا تھا۔ جس نے اس کے چور خانے کے خیالات کو لاک کر دیا تھا۔ نیلماں نے اس کے جو خیالات پڑھے تھے' اس سے زیادہ کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا نہیں پڑھ سکتا اور یہی سمجھ سکتا تھا کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تربیت حاصل کرنے کے باوجود وہ بھارت یا کسی ملک کی انٹیلی جنس میں اس لیے کام نہیں کرتا ہے کہ تمام ممالک ایک دوسرے کے خلاف جاسوسی کراتے ہیں۔ ان کے اہم راز چرانے کا کام دیتے ہیں۔ اس طرح تمام ملکوں کے درمیان نفرت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔

اس کے خیالات بتاتے تھے کہ وہ ایک انسان دوست ہے۔ اب کسی ملک کے خلاف کام نہیں کرتا ہے۔ اپنے غیر معمولی پانچوں حواس کے ذریعے ایسے مجرموں کو سزا دیتا ہے جو انسانیت کے خلاف گھناؤنا جرم کرتے ہیں۔

نیلماں کو اس نے یہ کہہ کر اپنی طرف مائل کیا تھا کہ اس نے باربار جسم بدل کر پچھلے جسموں کو مردہ چھوڑ کر جرم کرنے کے باوجود

اس لیے جرم نہیں کیا ہے کہ وہ اپنی سلامتی چاہتی تھی۔ مجرم تو پورس ہے' جو اسے جرم کرنے پر مجبور کرتا تھا۔

وہ نیلماں کو دہلی لے جارہا تھا۔ وہاں وہ اس کی کوٹھی میں محفوظ رہ کر آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے کسی روک ٹوک کے بغیر تپسیا کرسکتی تھی لیکن ائرپورٹ پہنچنے سے پہلے اس نے نیلماں سے پوچھا "ذرا پیچھے گھوم کر دیکھو۔ تین کاریں آرہی ہیں۔ ان میں ایک سفید کار ہے کیا اس کار کو پہچانتی ہو؟"

اس نے سر گھما کر دیکھا پھر کہا "ایسی سفید کاریں بہت ہوتی ہیں اور مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے کسی دشمن کے پاس ایسی کار دیکھی ہو۔"

"وہ بہت دیر سے ہمارے پیچھے آرہی ہے۔ شاید اس کار والے بھی ائرپورٹ جارہے ہوں۔ دیکھیں گے کہ یہ کہاں تک پیچھے آئیں گے۔"

پارس اور پورس ان کا تعاقب کررہے تھے۔ پارس نے اپنے چہرے سے میک اپ اتارلیا تھا تاکہ وہ دونوں ہم شکل نظر نہ آئیں۔ ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں تیج پال نے عقب نما آئینے میں ان دونوں کی کار کو رکتے دیکھا۔ پارس موبائل فون کے ذریعے رینٹڈ کار والی کمپنی سے بولتا جارہا تھا کہ وہ کار کی چابی ائرپورٹ میں اس کمپنی کے برانچ کاؤنٹر پردے کر جارہا ہے۔

پورس بھی کار لاک کرکے پارس کے ساتھ جارہا تھا۔ تیج پال نے نیلماں سے پوچھا "کیا انہیں پہچانتی ہو؟"

وہ انکار میں سرہلا کر بولی "نہیں' میں نے پہلے کبھی انہیں نہیں دیکھا ہے۔"

اس نے کہا "تم کاؤنٹر پر جاؤ۔ حیدرآباد کے دو ٹکٹ لو۔ میں آرہا ہوں۔"

نیلماں چلی گئی۔ وہ دور ہی دور سے پارس اور پورس کو دیکھ رہا تھا۔ اپنے لباس سے موبائل فون نکال کر کہہ رہا تھا۔ میں ایک حسین لڑکی کے ساتھ حیدرآباد آرہا ہوں۔ تمہارے دو چار آدمیوں کو دو افراد پر نظر رکھنی ہے۔ ایک نے سیدھی کاٹ کا پاجامہ' گیروے رنگ کی قمیص اور سفید ویسٹ کوٹ پہنا ہے اور سر پر نہرو کیپ ہے۔ دوسرے نے جینز اور ریڈ اینڈ بلیک چیک دار شرٹ پہنی ہوئی ہے۔ میں حیدرآباد پہنچ کر مزید راہنمائی کروں گا۔"

نیلماں کاؤنٹر سے ٹکٹ لے کر گئی تو پورس نے کاؤنٹر پر آکر پہلے کاؤنٹر گرل کی آواز سنی پھر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا' نیلماں نے وہاں سے حیدرآباد اور اس سے منسلک فلائٹ سے دہلی تک جانے کے ٹکٹ لیے ہیں۔ پورس نے بھی اس طرح کے دو ٹکٹ لیے۔

نیلماں نے طیارے میں پہنچ کر تیج پال سے کہا "ان دونوں نے اپنی کار ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں چھوڑدی اور ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔"

"وہ کار ان کی نہیں تھی۔ کرائے کی کار تھی۔ تم ان کی طرف نہ دیکھو۔"

پارس نے کہا "یار! وہ مجھے ائرپورٹ پر ایک بار اور اس فلائٹ میں دوبار دیکھ چکی ہے۔"

"تجھے دیکھنے کا مطلب ہے کہ مجھے بھی دیکھ چکی ہے۔ اسے کسی طرح شبہ ہوسکتا ہے۔"

"ہونے کو بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ اس نے کسی صحت مند اسمارٹ جوان کو پھانس لیا ہے۔ ایک بات کھٹک رہی ہے۔ اسے نیلماں کے ساتھ ٹکٹ لینے جانا چاہیے تھا لیکن وہ نیلماں کو کاؤنٹر پر بھیج کر اس سے دور جاکر کسی سے فون پر باتیں کررہا تھا پھر فون بند کرکے اسے پتلون کے اندر پیچھے بیلٹ سے اٹکا کر یوں چھپالیا جیسے نیلماں کو بھی اس فون کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو۔ نیلماں اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرسکتی ہے۔"

"ہوسکتا ہے' اس کے خیالات نہ پڑھ سکتی ہو۔ ممبئی سے روانہ ہوئے سات گھنٹے سے زیادہ ہوچکے ہیں۔ کیا وہ جوان ہپناٹزم کا ماہر نہیں ہوسکتا؟ وہ ہمارے ہاتھ لگنے والی تھی۔ اس نے نیلماں کو ٹریپ کرلیا ہو اور اسے تابع بناکر یہ بھی معلوم کیا ہو کہ ہم دونوں اس سے اجنتا میں ملنے والے ہیں۔ اسی لیے نیلماں نے صاف طور سے ثانی کو کہہ دیا تھا کہ اس کا اور ہمارا فراڈ کھل چکا ہے۔"

"ہاں حالات کا تجزیہ کرنے سے یہی باتیں سمجھ میں آرہی ہیں۔ ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ جوان معمولی نہیں غیر معمولی ہے۔"

پارس نے ثانی کو موجودہ حالات بتائے۔ وہ سن کر بولی "تمہاری باتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نیلماں کا موجود ساتھی کوئی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ نیلماں اتنی جلدی کسی پر بھروسا نہیں کرے گی۔ ہوسکتا ہے تم دونوں سے بچنے کے لیے اس نے اس شخص کا عارضی سہارا لیا ہو۔"

"ثانی! اس وقت وہ ہونٹوں کی سرخی درست کرنے کے بہانے چھوٹے سے آئینے میں میری طرف دیکھ رہی ہے اور میں ایک میگزین پڑھنے کی مصروفیت ظاہر کررہا ہوں۔"

"میرا خیال ہے۔ حیدرآباد پہنچ کر تم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوجاؤ۔ پورس کو اس سیٹ پر رہنے دو۔ تم حیدرآباد ائرپورٹ کے ٹائلٹ میں جاکر ریڈی میڈ میک اپ کرو۔ لباس تبدیل کرو۔ دہلی جانے کے لیے دوسرا ٹکٹ خریدو۔ کسی دوسری جگہ بیٹھ کر پورس سے اجنبی بنے رہو۔"

"ٹھیک ہے۔ یہی کروں گا۔"

وہ پورس کو بتانے لگا کہ حیدرآباد پہنچ کر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں گے لیکن اجنبی بن کر ایک ہی فلائٹ میں سفر کریں گے۔

حیدرآباد میں تیج پال کے چار جاسوس تھے۔ انہوں نے دیکھا' پارس اور پورس نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا تھا پھر پارس رخصت ہوکر ائرپورٹ کی عمارت کے باہر چلا گیا۔ نیلماں ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تیج پال ایک کتابوں کی دکان کے پاس کھڑا اپنے جاسوسوں سے کہہ رہا تھا "جو جارہا ہے' اسے جانے دو۔ وہ جو رہ گیا ہے' اس پر نظر رکھو۔ کیا دہلی کے ٹکٹ لے چکے ہو؟"

"یس سر!"

"اب ایک ہی شخص ہمارے ساتھ چلے۔ باقی تین اپنے ٹکٹ واپس کردیں۔ دہلی میں دوسرے جاسوس اس نہرو کیپ والے کے پیچھے لگائے جائیں گے۔"

پارس ائرپورٹ کے باہر ایک ٹائلٹ میں جاکر پوری طرح اپنا حلیہ بدل چکا تھا پھر دہلی جانے کا دوسرا ٹکٹ خرید کر واپس آگیا۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ دہلی پہنچنے کے بعد وہاں کے تین چار جاسوس پورس کے تعاقب میں پورس کے تعاقب میں لگ گئے۔ پارس دور سے دیکھ رہا تھا۔ اب یہ سمجھ میں آرہا تھا کہ پورس کے پیچھے جاسوس لگانے والا نیلماں کا ساتھی کوئی بہت ہی اہم شخص ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پورس کو خطرے سے آگاہ کردیا۔ پورس نے کہا "میں اگلے موڑ پر راستہ بدل دوں گا۔ تم ان کا پیچھا کروگے۔ وہ نیلماں کے ساتھ دور تک جائے گا تو تم اس کا تعاقب چھوڑ دینا۔ تب تک میں سراغ رسانوں کو ڈاج دے کر تمہارے راستے پر نظر آؤں گا۔"

ایک جاسوس نے فون کے ذریعے تیج پال سے کہا "سر! وہ آپ کا تعاقب نہیں کررہا ہے۔ وہ تو اسٹیشن روڈ کی طرف جارہا ہے۔"

تیج پال نے کہا "ہوں۔ میرا شبہ غلط نکلا۔ ان میں سے ایک حیدرآباد میں رہ گیا اور دوسرا بھی ہمارے کسی مخالفین میں سے نہیں ہے۔ تم لوگ تھوڑی دور پیچھا کرکے دیکھو۔ جب میں کہوں تو ان کا پیچھا چھوڑ دینا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ نیلماں نے پوچھا "تمہارے پاس موبائل فون کہاں سے آگیا؟"

"میرے آدمی جو دشمن کا پیچھا کررہے ہیں۔ انہوں نے یہ فون دیا ہے۔ میں تمہیں بتاچکا ہوں کہ میں پرائیویٹ جاسوس ہوں۔ اور میرے چند ماتحت کام کرتے ہیں۔"

وہ ڈرائیو کرتا رہا اور عقب نما آئینے میں دیکھتا رہا۔ کتنی ہی گاڑیاں آتی جاتی دکھائی دیں۔ پارس ٹیکسی میں تھا۔ لہٰذا یہ سمجھنا دشوار تھا کہ کوئی تعاقب میں ہے۔ تیج پال کی کار ایک کوٹھی کے احاطے میں جاکر رک گئی۔ پارس ٹیکسی میں بیٹھا اسے دیکھتا ہوا گزرا۔ آگے جاکر اس نے ٹیکسی رکوائی۔ اس کا کرایہ دے کر رخصت کیا پھر پورس سے کہا "وہ گاندھی پارک کے قریب اسرائیل دو سو گیارہ میں گئے ہیں۔ میں پارک کے سامنے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔"

تیج پال بنگلے کے اندر مختلف کمروں میں جاکر کھڑکیوں کے پردے ہٹا کر باہر دور دور تک دیکھ رہا تھا۔ کوئی مشکوک شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ نیلماں نے کہا "تم میرے لیے بہت فکر مند ہو۔"

"میں چاہتا ہوں' کسی بھی دشمن کو یہاں تمہاری موجودگی کا علم نہ ہو۔ اس طرح تم حفاظت اور سکون سے تپسیا کرتی رہوگی۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "میں ایسا ہی جیون ساتھی چاہتی ہوں' جو ہر قدم پر اپنی جان کی طرح میری بھی حفاظت کرے۔"

"یوں سمجھو۔ اب تو تم میری زندگی کا ایک اہم حصہ بن گئی ہو۔ میں کبھی تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

جہاں پارس ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہوا تھا' وہاں ایک وین آکر رکی۔ اس میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا "تم پچھلے دروازے پر رہو۔ وہ بھاگنا چاہے گی تو پکڑلینا۔ اور تم بنگلے کے ادھر ائیکسی کے پاس رہو۔"

وہ دونوں وین سے اتر کر چلے گئے۔ گاڑی آگے بڑھتی ہوئی بنگلے کی طرف جانے لگی۔ پارس نے کہا "پورس! یہ نیلماں کا ساتھی ہماری سوچ سے زیادہ غلط ہے۔ یہ بھی نیلماں کو ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔ میرے دماغ میں آؤ۔ میں ان کی کھوپڑیوں میں پہنچنے والا ہوں۔"

وہ وین آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بنگلے کے احاطے میں پہنچی۔ اس میں سے تین شخص باہر آئے۔ ایک نے دروازے کے پاس آکر کال بیل کا بٹن دبایا۔ پارس اس کے دماغ میں تھا۔ اب پورس بھی اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھ ہپناٹزم کے ایک ماہر کو لائے تھے اور اس کے ذریعے نیلماں کو تابع بنانا چاہتے تھے۔

دوسری بار کال بیل کا بٹن دبانے سے دروازہ کھلا۔ تیج پال نے آکر انہیں دیکھا پھر پوچھا "کیا وہ دونوں اپنی پوزیشن میں ہیں۔"

"یس سر! وہ یہاں سے بھاگ نہیں سکے گی۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے اندر آئے۔ تیج پال نے کہا "میں نے اسے اپنے بیڈ روم میں بھیج دیا ہے۔ جاؤ اپنا کام کرو۔"

پاس کے آلۂ کار نے ریوالور نکال کر کہا "کام ابھی شروع ہوگا۔"

تیج پال نے کہا "یو ایڈیٹ! اسے ریوالور سے زخمی نہ کرو۔ کیپسول کے ذریعے کمزور کرو۔ اس کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا جاسکے گا۔"

"نو سر! تنویمی عمل یہاں سے شروع ہوگا۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریوالور کا ٹریگر دبایا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ تیج پال نے کراہتے ہوئے اپنا زخمی بازو تھام لیا۔ پارس کے آلۂ کار نے اپنے دوسرے ساتھی کو گولی ماری۔ ہپناٹائز کرنے والے کو وہیں چھوڑ کر دوڑتا ہوا بنگلے کے پیچھے جانے لگا۔

فائرنگ کی پہلی آواز سے ہی نیلماں نے چونک کر کھڑکی سے

دیکھا۔ اس کا نیا محبوب زخمی ہو گیا تھا اور دوسرا شخص مارا گیا تھا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ بات آئی کہ پارس اور پورس اسے پکڑنے اور اپنی معمول بنانے آچکے ہیں۔ وہ فوراً ہی دوسرا دروازہ کھول کر بھاگتی ہوئی بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی پچھلے دروازے سے باہر آگئی۔

پچھلے دروازے پر ایک شخص کو کھڑا کیا گیا تھا کہ وہ نیلماں کو بھاگنے نہ دے لیکن وہ شخص بھی مردہ پڑا ہوا تھا۔ نیلماں نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا' کوئی نظر نہیں آیا۔ وہ وہاں سے بھاگتی ہوئی بنگلے کی پچھلی گلی سے دوڑتی ہوئی مین روڈ کی طرف جانے لگی۔

پورس نے پارس سے کہا "تجھے تو معلوم ہو چکا ہو گا کہ اس کے عاشق کا نام بج پال ہے تو اس کے دماغ کے چھپے ہوئے صفحات پڑھنے میں جا رہا ہوں۔"

"اسے کہاں جا رہا ہے؟"

"ماں کے پیچھے....."

○☆○

جب تک وفادار کے دربار میں امریکی مشیر اور دوسرے عہدے دار تھے۔ میں مشیر کی سیکریٹری جولی کو اپنی معمولہ بنا کر اس کے دوست اور باڈی گارڈ کی حیثیت سے رہتا تھا۔ جب وہاں سے سب ہی جانے لگے تو میں نے جولی سے پوچھا "یہاں تم نے کوئی ایسا ٹھکانا بنایا ہے' جہاں کبھی ضرورت کے وقت چھپ سکو؟"

میں اس کے خیالات پڑھ کر پہلے ہی معلوم کر چکا تھا۔ اس نے کہا "یہاں ایک مقامی میاں بیوی چار بیڈ رومز کے ایک مکان میں رہتے ہیں۔ انہیں ہماری طرف سے اچھی خاصی رقمیں ملتی رہتی ہیں۔ وہاں ہم مقامی لباس پہن کر مقامی زبان بول کر رہ سکتے ہیں۔"

میں رازداری سے جولی کے ساتھ اس مکان میں چلا آیا۔ ہم نے اپنی دانست میں وہاں کے تمام غیر ملکی سراغ رسانوں کو یا تو ہلاک کر دیا تھا' یا پھر ملک چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن کچھ ایسے تخریب پسند غیر ملکی ہوں گے جنہوں نے جولی کی طرح خفیہ اڈے بنا کر رکھے ہوں گے۔

میں نے کہا "ہمیں کسی خاص موقع پر کچھ مددگار ساتھیوں کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ یہاں کم از کم کسی امریکی سیکرٹ ایجنٹ کو چھپ کر رہنا چاہیے۔"

جولی نے فون کے ذریعے ان سے رابطہ کیا۔ انہیں بتایا کہ وہ میرے ساتھ کہاں چھپی ہوئی ہے۔ میں نے بھی جولی کے ذریعے معلوم کیا کہ دو سیکرٹ ایجنٹ نے اپنی روپوشی کے لیے کہاں جگہ بنائی ہے؟ وہ دونوں ایجنٹ صحت مند تھے اس لیے میں نے فی الحال ان کے دماغوں کو نہیں چھیڑا۔

دن گزرتے گئے تھے اور میری دی ہوئی مہلت کا صرف ایک دن رہ گیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے اور بڑے ممالک سے ہاٹ لائن پر بار بار گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ یقین دلا رہے تھے کہ کوسوو کے مسلمانوں کو ان کے وطن ضرور واپس لایا جائے گا لیکن قوانین کی حدود میں ضابطے کی کارروائی ہو رہی ہے۔ اس کے لیے وقت کی پابندی نہ لگائی جائے۔"

بابا صاحب کے ادارے سے کہا جا رہا تھا "آج کا ایک دن اور ایک رات رہ گئی ہے۔ مہلت کا ایک ہفتہ کل صبح ختم ہو جائے گا۔ کل' شام میں جتنے امریکی اور اسرائیلی باشندوں کے کاروبار' جائداد اور بینک بیلنس ہیں' وہ سب مقامی باشندوں کو دے دیے جائیں گے۔"

پھر یہی عمل..... اردن اور لبنان میں دہرایا جائے گا۔ جس طرح فرہاد شام میں رہ کر کوسوو کے مسلمانوں کی آبادکاری کے لیے مسئلہ پیش کر رہا ہے۔ اسی طرح اردن میں علی تیمور اور لبنان میں سونیا رہ کر الجزائر کے مسلمانوں کی آزادی اور غیر مسلموں کی جلاوطنی کا مسئلہ پیش کریں گے۔ مختصر یہ کہ اسلامی ممالک کی آزادی کے لیے..... شام سے ہماری ایسی کارروائی کی ابتدا کی جا رہی ہے۔ کل صبح ہوتے ہی غیر ملکیوں کے لیے..... شام کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔

میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کو بتا دیا تھا کہ وہ دو سیکرٹ ایجنٹ کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ جولی میری نگاہوں کے سامنے دن رات رہا کرتی تھی۔ اس نے ایک بار کہا تھا "میں کچھ عجیب سی بے چینی محسوس کرتی رہتی ہوں۔"

میں نے پوچھا "کیسی بے چینی؟"

وہ کچھ پریشان ہو کر بولی "میں رات کو تمہارے ساتھ سوتی ہوں۔ مجھے پتا نہیں چلتا کہ کب نیند آگئی ہے۔ صبح اٹھتی ہوں تو تم مجھ سے پہلے باتھ روم میں شاور لے رہے ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا' ہمارے درمیان غسل کرنے والی کوئی بات کب ہوتی ہے؟"

میں نے کہا "تعجب ہے' ہم اتنی محبت سے راتیں گزارتے ہیں اور تمہیں یاد نہیں رہتا۔"

"اگر رات کی باتیں یاد رہتی ہیں تو دن کی کوئی بات یاد رہنی چاہیے۔ کبھی تم دن کے وقت بھی تنہائی میں میرے قریب نہیں آئے۔"

"کیا تم میرے قریب آتی ہو؟ کیا تمہیں اپنی بے رخی یاد آتی ہے؟"

"میں سچ کہتی ہوں' کئی بار میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں تمہارے قریب آکر تمہاری گردن میں بانہیں ڈالوں اور خوب پیار بھری باتیں کروں مگر میں ایسا کر نہیں پاتی۔"

"ذرا غور کرو' تم ایسا کیوں نہیں کرتی ہو؟"

"موجودہ حالات ہمارے لیے مسائل پیدا کر رہے ہیں۔ فرہاد علی تیمور نے ایسی مشکلات پیدا کر دی ہیں کہ پیار و محبت کی کوئی بات یاد آتی ہے تو کسی نہ کسی مسئلے میں ذہن ایسے الجھ جاتا ہے جیسے کسی

...تی میری جسمانی خواہش کو پیچیدہ مسئلے کی طرف موڑ دیا

...ایسا میں ہی کرتا تھا۔ اسے اپنے سے دور رکھنے کے لیے اس ...ذہن کو دوسری طرف مائل کرتا رہتا تھا پھر..... شام چھوڑنے کا ...آیا تو وہ اس معاملے میں الجھ کر رہ گئی۔ ہم وہاں سے دوسرے ...میں رازداری سے آگئے۔ اس مکان میں صرف ایک میاں ...تھے انہوں نے ہمیں رہنے کے لیے ایک کمرا دیا۔ وہاں اس ...ہا "اب کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے لیے مسئلہ نہیں بنے ...فرہاد نے جتنے دنوں کی مہلت دی ہے۔ اس کے بعد دیکھا جائے ...دیکھنا کیا ہے' ہماری جیت ہوگی۔ فرہاد اور بابا صاحب کے ...ے کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اس ملک سے جانا ..."

...میں نے کہا "اپنے مخالفین کو کبھی کمزور نہ سمجھا کرو۔"

"اچھا بس کرو۔ آج ہم سارے مسائل بھول کر بند کمرے ...اور برا وقت گزارتے رہیں گے۔"

...میں نے سوچا' آج کیسے بچ پاؤں گا؟ لیکن انسان گناہ سے بچنا ...تو قدرت بھی اس کا ساتھ دیتی ہے۔ اس رات بڑی تیز ...ہوا چل رہی تھیں جیسے طوفان آنے والا ہو۔ جولی نے ...ے کو بند کرکے پردہ برابر کرنا چاہا تو بے خیالی میں اس کا ایک ...دروازے کی چوکھٹ پر رہ گیا۔ اس نے پردے کو ہٹایا تو ہوا کی ...ے دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند ہوا۔ جولی کے حلق ...چیخ نکل گئی۔ میں نے دوڑتے ہوئے آکر دروازے کو کھولا۔

...ے اور چوکھٹ کے درمیان اس کی چار انگلیاں کچل گئی ...چاروں انگلیوں سے خون رس رہا تھا۔ اس مالک مکان نے ...فرسٹ ایڈ بکس لا کر اس کی مرہم پٹی کی۔

...ظاہر ہے بڑی ذہین' دلیر اور قوت برداشت رکھنے والی سراغ رساں ...ایسی چوٹ لگنے کے باعث میں خیال خوانی کے ذریعے اسے ...تھا لیکن بات کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اس نے مرہم پٹی کے ...بعد مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا "تم؟ تم کون ہو؟"

...اس سوال نے مجھے چونکا دیا۔ فوراً سمجھ میں آگیا کہ بری طرح ...لگنے کے باعث تنویمی عمل کا اثر کمزور پڑ گیا ہے۔ مالک مکان ...جولی! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ یہ تمہارا ساتھی مارک سائمن ...

...مجھے ناگواری سے دیکھتی ہوئی بولی "مارک سائمن؟ اس نام ...میرا ساتھی نہیں ہے اور میں اسے پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔"

...میں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے کئی بار دیکھ چکی ہو۔ امریکی انٹیلی ...کے ریکارڈ روم میں میری فائل پڑھ چکی ہو۔ ویڈیو فلموں میں ...مجھے کئی بار دیکھ چکی ہو۔"

...الجھن سے پریشان ہو کر بولی "تم..... تم فرہاد ہو؟"

"ہاں تمہیں اس لیے یقین نہیں آئے گا کہ تم اب تک زندہ ہو۔ تمہاری خفیہ ایجنسی کے تمام جاسوس حرام موت مر چکے ہیں اور وہ سیکرٹ ایجنٹس جو بہت چالاک بن کر چھپتے پھر رہے تھے' انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ صرف تم رہ گئی ہو۔"

"تم نے مجھے کیوں زندہ رکھا ہے؟"

"تمہارے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ تم بہت ہی ذہین' دلیر اور بڑی ہی سخت جان ہو........ تمہیں امریکا کی اے ون جاسوسہ کہا جاتا ہے۔ اگر مجھ سے بچ نکلو گی تو میں بابا صاحب کے ادارے کے ریکارڈ میں اے ون جاسوسہ کی حیثیت سے تمہارا نام درج کراؤں گا۔"

وہ اپنا ہاتھ دکھاتی ہوئی بولی "میں زخمی ہوں اور مجھے آزمانا چاہتے ہو؟"

"تمہارا زخم بھر جائے گا۔ تمہارا دماغ حساس ہو جائے گا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں نہیں آسکے گا۔ تمہاری اپنی جتنی صلاحیتیں ہیں' وہ سب بحال کرنے کے بعد آزماؤں گا۔"

"واقعی تم مردوں والی بات کر رہے ہو۔"

"اور ایک مرد والی بات یہ ہے کہ تمہیں بابا صاحب کے ادارے کی کوئی عورت ہی آزمائے گی۔ سونیا' ثانی یا فہمی اور فہمی سب سے نو آموز ہے۔ ابھی اسے زیادہ خطرناک مراحل سے گزرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اس میں دو خوبیاں ہیں۔ ایک تو خداداد ذہانت کی مالکہ ہے دوسرے ناقابل شکست فائٹر۔ میری پیش گوئی ہے کہ موجودہ حالات سے نمٹنے کے بعد میری وہ بہو تمہیں اپاہج بنا کر زندہ رکھے گی۔"

جولی نے مسکرا کر کہا "میرے لیے یہ بہت ہے کہ ابھی میں کچھ عرصہ تک تم سب کی عداوت سے محفوظ اور زندہ رہوں گی۔"

"میں تم سے عداوت نہیں کروں گا۔ شرط یہ ہے کہ ایسی ایک چھت کے نیچے میرے ساتھ رہو گی۔ اگر یہ سمجھتی ہو کہ یہاں تمہارا کوئی جاسوس یا مددگار زندہ ہے تو اس سے رابطہ کر سکتی ہو۔ فون کے ذریعے اپنے امریکی اکابرین سے گفتگو کر سکتی ہو۔"

"میں مناسب نہیں سمجھتی۔ جس سے بھی رابطہ کروں گی' اسے بتانا پڑے گا کہ تمہاری گرفت میں زندہ ہوں پھر میرے سب ہی مجھ سے کترائیں گے۔ کوئی نہیں چاہے گا کہ تمہاری خیال خوانی کے ٹارگٹ پر آئے۔"

میں نے اس مکان کے مالک اور اس کی بیوی سے کہا "تم دونوں نے بھی سمجھ لیا ہو گا کہ خاموشی میں تمہاری جان کی امان ہے۔ میری دی ہوئی مہلت تک تین خیال خوانی کرنے والے تمہارے دماغوں میں رہا کریں گے۔ میرے کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کی جائے گی یا کسی دوسرے طریقے سے مجھے نقصان پہنچانے

کی کوششیں کی جائیں گی تو وہی نقصان اسے پہنچا کرے گا۔"

یہ کہہ کر میں دوسرے کمرے میں سونے کے لیے چلا گیا۔ وہاں رہنے تک کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ میرے خلاف کوئی تدبیر بھی سوچتا' عمل کرنا تو دور کی بات تھی۔ جولی نے بھی اس لیے کوئی مکاری نہیں دکھائی کہ میں نے اسے زندہ رہنے کی ضمانت دی تھی۔

آخر مہلت کی آخری رات بھی گزر گئی۔ اس رات کی صبح ہونے سے پہلے ہی اچانک کئی گوریلا فوجی محل میں گھس آئے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ ایک رات پہلے محل کے تہ خانے میں آکر چھپ گئے تھے۔ وفادار کی فوج کے اعلیٰ افسران کی رضامندی اور مدد کے بغیر وہ گوریلے محل کے تہ خانے میں نہیں آسکتے تھے۔ ان کے دو کمانڈر یوگا کے ماہر تھے۔ انہوں نے وفادار کو گن پوائنٹ پر رکھ کر محل کے ہال میں لاکر ریڈیو' ٹیلی وژن اور اخبارات کو اطلاع دی کہ وفادار کی زندگی کا اختتام دیکھنا ہے تو محل میں اپنے کیمروں' ساؤنڈ ریکارڈنگ مشین کے ساتھ فوراً چلے آئیں۔ ان کی آنکھوں دیکھی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوگی اور سیٹلائٹ کے ذریعے اس محل کا منظر ساری دنیا میں پیش کیا جائے گا۔

وہ گوریلے اچانک کہاں سے آئے تھے؟ کس ملک یا کس خفیہ تنظیم سے تعلق رکھتے تھے؟ یہ ابھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ ان کے لباس اور ہتھیار سے اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ ان کے چہرے اور ہاتھ نیلے' سرخ' سفید اور سیاہ رنگوں سے چھپے ہوئے تھے۔ اس لیے ان کے جسموں کی جلد کی صحیح رنگت نظر نہیں آرہی تھی۔

جتنے گوریلے محل کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے' وہ سب گونگے بنے ہوئے تھے۔ اس روز محل کے محافظ مسلح نہیں تھے۔ یہ اندیشہ تھا کہ خیال خوانی کرنے والے ان کے ذریعے گولیاں چلا کر گونگے گوریلوں کو بولنے پر مجبور کردیں گے۔

کئی گن والوں کا رخ وفادار کی طرف تھا اور وفادار بڑی ناگواری سے ایک شاہانہ طرز کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ عالمی میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد اس منظر کو پوری دنیا میں نشر کرنے کے لیے آچکے تھے۔ کئی کیمروں کو آن کرنے کے بعد وفادار سے پوچھا گیا "..... جناب عالی! آپ کے محل میں سخت پہرہ لگا رہتا ہے پھر یہ نامعلوم گوریلے کہاں سے آگئے ہیں؟"

وفادار نے کہا "میری اجازت کے بغیر میری رہائش میں ایک پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ یہاں صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے میری مرضی کے بغیر میری رہائش میں تو کیا' میرے دماغ میں بھی آجاتے ہیں۔"

سوال کرنے والے نے کہا "اسرائیل میں ایک الپا ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ امریکا میں کوئی یہ علم نہیں جانتا۔ ایک تنہا الپا گوریلوں کی اتنی بڑی فوج کو یہاں لاکر کنٹرول نہیں کرسکتی۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تمام گوریلے بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں؟"

وفادار نے کہا "اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ پچھلے ایک ہفتے سے بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے زبردستی میرے دماغ میں آکر میرے ملکی معاملات میں مداخلت کررہے ہیں اور میں مجبور ہوں۔ کسی بھی طرح انہیں اپنے دماغ سے اور اپنے ملک سے جانے کی گزارش کرتا ہوں لیکن ان کے جارحانہ عزائم ابھی ظاہر ہورہے ہیں۔ یہ ابھی مجھے گولی ماریں گے تو دنیا کی ایسی کون سی طاقت ہے جو مجھے ان سے بچاسکے گی؟"

"یہ آپ کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہمارے درمیان نظریات کا اختلاف ہے۔ یہ اسلامی فکر ہے۔ میں کہتا ہوں' ہم مسلمانوں کو انسان ہونے کی حیثیت سے امریکا اور اسرائیل سے بھی سفارتی تعلقات رکھنا چاہئیں لیکن بابا صاحب کے ادارے کے مسلمانوں نے یہاں سے امریکیوں اور یہودیوں کو نکال دیا ہے۔ اس ادارے کے مسلمان اسلامی ملکوں میں صرف مسلمانوں کو رکھ کر انتہاپسندی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔"

ایک صحافی نے گوریلا کمانڈر سے کہا "وفادار محترم کے بیان کے مطابق آپ کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ کیا آپ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں؟"

کمانڈر نے کہا "میں نے اور میرے چار گوریلا ماتحتوں نے وفادار محترم کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔ یہ ابھی ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ میرے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں آسکتا۔"

"لیکن مسٹر فرہاد اور ان کے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے آسکتے ہیں۔ آپ کے تمام گوریلے گونگے بنے ہوئے ہیں' ان کے دماغوں میں بھی آسکتے ہیں۔"

"بے شک آسکتے ہیں۔ اگر ہمارا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے تو کسی گوریلا سپاہی کو گونگا بن کر نہیں رہنا چاہیے۔ مسٹر فرہاد کے کسی بھی خیال خوانی کرنے والے سے خوف زدہ نہیں رہنا چاہیے۔"

"ہاں۔ یہ ٹھوس دلیل ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے کو صرف ایک الپا سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ الپا کتنے گوریلوں کو کنٹرول کرسکے گی؟"

کمانڈر نے کہا "اس طرح یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ سب والے بابا صاحب کے ادارے سے نہیں' کسی اور ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں اندیشہ ہے کہ منہ سے آواز نکالیں گے تو ٹیلی پیتھی کا شکار ہوجائیں گے۔"

"آپ کمانڈر ہیں۔ آپ بتائیں کہ بابا صاحب کے ادا

آپ تمام کا تعلق نہیں ہے تو پھر آپ لوگ کون ہیں؟ کیوں ہمارے دشمن بن کر یہاں آئے ہیں؟"

اسی وقت موبائل فون کے بزر کی آواز ابھری۔ کمانڈر نے اس کا بٹن دبا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے امریکن فوج کے اعلیٰ افسر نے غصے سے کہا "کمانڈر! یہ تم کیا بکواس کررہے ہو؟ ہمارے ملک کا نام نہ لینا۔"

کمانڈر نے کہا "سر! آپ کے منع کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ایک دماغ میں اٹکی ہوئی ہے۔"

"کون اٹکی ہوئی ہے؟"

"وہ۔ سونیا..... مجھے گوالا بنا کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کررہی ہے۔"

شطرنج کی بساط پر کسی ایک مہرے کو آگے بڑھاتے وقت دور تک سوچنا پڑتا ہے کہ آگے جاکر وہ مہرہ مات دے گا یا مات کھائے گا۔ بہترین چالباز اس بنیادی نکتے کو ہمیشہ ذہن میں رکھتے ہیں۔

لیکن بابا صاحب کی بچھی ہوئی بساط پر سونیا ایک ایسا مہرہ تھی جس کی چال بڑے سے بڑے چالبازوں کی سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ وہ کس طرح پینترا بدل کر شہ مات دینے والی ہے۔

اسے دور ہی دور سے گھیرنے والے مخالفین پیرس کے ائرپورٹ سے اصلی چہرے کے ساتھ دیکھتے آرہے تھے۔ اس نے باتھ روم میں جاکر ذرا سا حلیہ بدلا اور ایک کبڑی عورت بن گئی تو مخالفین حقارت سے مسکرائے کیونکہ بھیس بدلنے کے باوجود وہ پہچانی جارہی تھی۔

پرواز کے دوران میں اسے گھیر لیا گیا۔ بڑی خوش فہمی تھی کہ وہ زمین سے چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ اس اکیلی کو تو گھیر لیا جائے گا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ کبڑی کیوں بن گئی ہے۔ اس نے زندگی کی بلندی سے موت کی پستی میں چھلانگ لگادی۔ چھلانگ لگاتے ہی پیٹرول کی ٹنکی پر فائر کرکے اسے موت کا

مخالفین نے آخری لمحات میں کھڑکیوں سے دیکھا' تب پتا چلا کہ وہ مہرہ مات کھانے کے لیے نہیں' مات دینے کے لیے تھا۔ وہ فلائنگ کائٹ کے ذریعے وہ بڑے آرام سے زمین پر

پہنچ کر اس نے پھر بھیس بدل لیا۔ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ ایک ماتحت سراغ رساں بہروز کو لے کر پہاڑی تفریح گاہ میں اس کا یہ مقصد پورا ہوگیا کہ لبنان میں چھپے ہوئے مختلف ذرائع سے یہ اطلاع مل جائے کہ سونیا اپنے اصلی چہرے کے ساتھ لبنان کی ایک پہاڑی تفریح گاہ میں پہنچ گئی ہے۔ وہاں میں چند دشمنوں سے ٹکراؤ ہوا اور تصدیق ہوگئی کہ وہ کچھ عرصے میں بیروت پہنچنے والی ہے۔

بہروز کار ڈرائیو کرتا ہوا' اسے بیروت لے جارہا تھا اور وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اپنے چہرے پر تبدیلیاں کررہی تھی۔ یوں بیروت میں تلاش کرنے والے دشمن اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔

شام اور اردن کے حالات کے پیش نظر لبنان میں رہنے والے غیر ملکی بھی اپنا بوریا بستر باندھ کر امریکا اور اسرائیل واپس جارہے تھے۔ امریکا جانے والوں کے لیے فوراً طیاروں کے انتظامات نہیں ہوسکتے تھے اس لیے اسرائیلی حکومت سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے طیاروں میں امریکی باشندوں کو اسرائیل پہنچائے۔ کوئی بہانہ کام نہیں آئے گا۔ شام سے پہلے تمام غیر ملکی باشندوں کو لبنان چھوڑنا ہوگا۔

ہنگامی حالات میں جانے کے باعث پاسپورٹ اور ویزا کی پابندیاں نہیں تھیں۔ جو بھی غیر ملکی تھا' وہ جارہا تھا۔ سونیا اور بہروز بھی اس بھیڑ میں شامل ہوگئے۔ بیروت میں کوئی خاص مصروفیت نہیں تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ وہ مخالفین اسرائیل کے شہر تل ابیب پہنچ کر اپنی فطرت سے باز آئیں گے یا وہاں سے کوئی مکاری کریں گے۔

وہ سفر کے دوران میں خاص افراد کے خیالات پڑھتے رہے۔ سیاسی چالوں میں بعض اوقات ایک معمولی شخص بھی بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ بہروز نے کہا "میڈم! ایک ادھیڑ عمر کا شخص ہے۔ آپ میرے دماغ میں آئیں' میں اس کے اندر پہنچنا چاہ رہا ہوں۔"

سونیا بہروز کے ذریعے اس شخص کے دماغ میں پہنچی۔ اس کا نام سام بیکسن تھا۔ کئی برس پہلے امریکی فوج کا ایک اعلیٰ افسر تھا

لیکن فوج کے اصولوں کے خلاف اقدامات کرنے کے باعث اسے آرمی سے نکال دیا گیا تھا۔ اسے آرمی سے نکالنا... محض ایک ڈراما تھا۔ حقیقتاً اسے درپردہ سیکرٹ ایجنٹ بنا کر ایک بزنس مین کی حیثیت سے مختلف اسلامی ممالک میں بھیجا گیا تھا۔

سیکرٹ ایجنٹ سام بیکسن کی ایک خفیہ گوریلا فوج اسرائیل میں ایمرجنسی ایکشن کے لیے موجود رہتی تھی اور اس کے چھ کمانڈوز بزنس پارٹنرز اور ایڈوائزر کی حیثیت سے اس کی ایک کال پر جان کی بازی لگانے چلے آتے تھے۔

سام بیکسن پینے کا عادی تھا۔ اپنے یوگا نہ جاننے والے کمانڈوز سے دور رہتا تھا۔ کبھی ضرورت کے وقت سامنے آکر کسی خاص مشن کی مکمل پلاننگ سمجھاتا تھا۔ شام میں اسے صرف دو کمانڈوز کی ضرورت تھی۔ ان کے ماتحت اس نے بیس عدد گوریلا فوجی دیے تھے۔ وفادار کی فوج کے چند افسران سے معاملات طے ہوچکے تھے کہ وہ دو کمانڈوز اور گوریلے وفادار کی فوج کی وردیاں پہن کر آئیں گے اور رات کی تاریکی میں انہیں محل کے تہ خانے کے اندر پہنچا دیا جائے گا۔

سام بیکسن لبنان سے ہجرت کرنے والے غیر ملکی باشندوں

کے ساتھ تل ابیب پہنچا۔ وہاں پہلے ہی اس کی کال پر دو کمانڈوز پہنچے ہوئے تھے۔ وہ ایک بڑی سی میز پر محل کا نقشہ پھیلا کر بتانے لگے کہ انہیں وفادار کی فوج کے چند افسران کی مدد سے کس راستے سے محل میں داخل ہو کر تہ خانے میں پہنچنا ہے۔

اس ساری پلاننگ میں ایک ہی تشویش کی بات تھی کہ صرف دو کمانڈوز اور تین گوریلے یوگا کے ماہر تھے۔ باقی ٹیلی پیتھی کی زد میں آسکتے تھے۔ ان سترہ گوریلوں کو سختی سے حکم دیا گیا تھا کہ وہ مشن کی تکمیل تک گونگے بنے رہیں گے۔

سونیا اور بسروز کو سام جیکسن کے خیالات سے معلوم ہوا تھا کہ ان کمانڈوز اور گوریلوں نے تل ابیب میں کہاں قیام کیا ہے؟ انہیں کھانا سپلائی کرنے والے ملازموں کے ذریعے اتنی کم مقدار میں اعصابی کمزوری کی دوا کھلائی گئی تھی کہ وہ واضح طور پر کمزوری محسوس نہ کرسکیں۔ صرف سستی اور تھکن سی محسوس ہوسکے۔ دماغوں کا اس حد تک ناتواں ہونا ہی کافی تھا۔ سونیا اور بسروز نے بڑی راز داری سے ان کے اندر پہنچ کر انہیں اپنا مطیع اور معمول بنالیا۔

ان کمانڈوز اور گوریلوں نے منصوبے کے مطابق وفادار کے محل میں پہنچ کر ایک رات تہ خانے میں گزاری پھر دوسرے دن وفادار کو گن پوائنٹ پر دربار میں لے آئے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے، ریڈیو، ٹیلی وژن، اخبارات اور دوسرے تمام عالمی میڈیا کے ذریعے اس منظر کو پیش کیا جارہا تھا۔ اس منصوبے کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ وہ دو کمانڈوز اور تمام گوریلے عربی زبان روانی سے بولتے تھے۔ تمام دنیا والوں پر یہ ثابت کرنا تھا کہ وہ امریکی یا اسرائیلی نہیں ہیں بلکہ بابا صاحب کے ادارے سے آئے ہیں۔ میں نے وہاں سے امریکیوں اور اسرائیلیوں کو نکالا۔ اب بابا صاحب کے ادارے کی فوج کی مدد سے ملک میں افراتفری پھیلا کر اس ملک پر قبضہ جمانے کے بعد، آئندہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی یہی کرنا چاہتا ہوں۔

یہ بہت بڑا سیاسی حملہ تھا۔ یہ ثابت کرنا دشوار ہوتا کہ ہم میں ملکوں کو فتح کرنے والی توسیع پسندی نہیں ہے۔ بابا صاحب کا ایک چھوٹا سا ادارہ ہی ساری دنیا پر چھا جانے کے لیے کافی ہے۔ ہم اسلامی ممالک میں صرف نظامِ اسلام رائج کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن یہ تیاریاں پہلے سے ہوچکی تھیں۔ دنیا والوں کو یہ دکھانا تھا کہ بابا صاحب کا ادارہ اپنی ٹیلی پیتھی کی قوت کا لوہا منوا کر پہلے اسلامی ممالک کو پھر غیر اسلامی ممالک کو اپنے زیر اثر لانا چاہتا ہے اور ایسا کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے کے گوریلے وفادار کو گولی مارنے چلے آئے ہیں۔

میں اس وقت ایک مکان میں امریکی جاسوسہ جولی کے ساتھ تھا۔ جب ٹی وی پر یہ دکھایا جارہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے گوریلوں نے وفادار کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے تو جولی نے مجھ سے کہا "دیکھو یہ ہے تمہارا اسلام۔ تم لوگ اس ملک پر جبراً قبضہ کرنے کے لیے وفادار کو گولی مارنا چاہتے ہو۔"

میں نے کہا "ہمارے ادارے میں گوریلا فوج نہیں... دنیا کا پہلا ادارہ ہے جو کسی فوج کے بغیر قائم ہے اور قائم... یہ اسکرین پر اپنے چہروں کو لال پیلے، نیلے، سفید اور کالے... سے چھپا کر آئے ہیں۔ یہ بہروپئے ہیں۔ ابھی ان کی اصلیت... ہوجائے گی۔"

"اس کا مطلب ہے تم ان کمانڈوز اور گوریلوں کے... پڑھ رہے ہو۔"

"تم نے مجھے باتوں میں الجھا رکھا ہے۔ ان کے خیالات... کیسے پڑھوں گا۔"

"میں خاموش رہوں گی، تم خیال خوانی کرو۔"

"خیال خوانی کا مطلب یہ ہے کہ میں یہاں سے غائب... رہوں اور تم مجھ پر حملہ کرکے بری طرح زخمی کردو تاکہ میں... خوانی کرنے کے قابل ہی نہ رہوں۔"

"مجھے خوشی ہے کہ مجھ سے ڈر کر تم خیال خوانی نہیں... ہو۔ اس طرح محل میں جو ہونا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔"

"تم اسکرین کو نہیں، مجھے دیکھتی جارہی ہو۔ اتنی لگاوٹ... باوجود میں نے تمہارے بدن کو چھونے کے قابل نہیں سمجھا..."

"کھسیانی بلی، کھمبا نوچے۔ اب خیال خوانی نہیں کرپا... مجھے کترا رہے ہو۔"

"کترا ہوا نہیں؟ اسے چھوڑو ابھی ٹی وی اسکرین پر دیکھو... پتا چلے گا کہ ہم کس طرح بازی پلٹ دیتے ہیں۔"

اس نے اسکرین کی طرف دیکھا۔ وفادار کو گن پوائنٹ... رکھنے والا کمانڈو اپنے موبائل فون پر کہہ رہا تھا کہ اس... میں وہ اٹکی ہوئی ہے۔

دوسری طرف سے پوچھا "کون اٹکی ہوئی ہے؟"

جواب ملا "میڈم سونیا میرے دماغ میں بیٹھی ہوئی ہے..."

اس بات سے ظاہر ہوگیا تھا کہ سونیا وفادار کی حفاظت... ہے اور کمانڈو کو گولی چلانے کا موقع نہیں دے رہی ہے... پہلے جو گفتگو ہورہی تھی اس سے یہی اندازہ ہورہا تھا کہ... صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے کمانڈوز اور... نہیں ہیں۔

دوسرے کمانڈو نے اپنے ساتھی سے کہا "کیسی باتیں... ہو؟ تم یوگا کے ماہر ہو۔ سونیا تمہارے دماغ میں کیسے آسکتی..."

اس کے ساتھی نے کہا "زیادہ خوش فہمی میں... تمہارے دماغ میں علی بیٹھا ہوا ہے۔ ابھی ہمارا پول... ہے۔"

امریکی اور اسرائیلی اکابرین پہلے بہت خوش ہورہے... کے کئی چینلز سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جب رنگ رنگ... سامنے آنے لگی تو فوراً ہی تمام ٹیلی وژن اور سیٹلائٹ...

...چلنے والے شعبوں کو حکم دینے لگے "فوراً پروگرام تبدیل کرکے... پیش نشر کرو اور یہ الزام دو کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ان تمام... ٹی وی پروگراموں کو تبدیل کرکے سیٹلائٹ کے ذریعے شام کا یہ... منظر پیش کررہے ہیں۔ امریکا اور اسرائیل پر الزام عائد... کررہے ہیں کہ ان کے کمانڈوز اور گوریلے، وفادار کو قتل کرنے... آئے ہیں۔"

لیکن ان احکامات پر عمل نہیں ہورہا تھا۔ سونیا اور بسروز نے پچھلی شام ہی اپنے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سمجھا دیا تھا کہ سیٹلائٹ کے شعبوں اور عالمی میڈیا کے تمام اہم عہدیداروں کے... دماغوں پر کس طرح حاوی رہنا ہے۔

محل میں جتنے ٹی وی کیمرے، ساؤنڈ ریکارڈسٹ اور تکنیکی عملے کے افراد آئے تھے۔ وہ بھی ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کے زیر اثر تھے۔ لہٰذا ان بڑے ممالک کے اکابرین کے احکامات کے مطابق تبدیلیاں نہیں ہورہی تھیں۔ وہ پروگرام نشر ہورہا تھا۔ دنیا دیکھ رہی تھی، جو اپنے چہروں کو لال، پیلے اور کالے رنگوں سے چھپا کر آئے تھے، وہ رنگوں کو دھو کر اپنے اصلی چہرے دکھا رہے تھے اور انگریزی میں بیان دے رہے تھے۔

بیان وہی تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کو بدنام کرنے کے لیے خود وفادار اور اس کی فوج کے چند افسران نے ان امریکی کمانڈوز اور گوریلوں سے تعاون کیا تھا۔ ان کے تعاون کے بغیر وہ لوگ پچھلی رات سے محل کے تہ خانے میں آکر چھپ نہیں سکتے تھے۔ آخر وفادار نے کہا "بے شک ہم امریکی سرپرستی چاہتے ہیں۔ امریکا سے تجارتی تعلقات رکھنے کے باعث ہمیشہ ہمارے ملک میں امن و امان رہتا ہے اور کبھی کسی ملک سے جنگ چھڑنے کا خدشہ نہیں رہتا لیکن پچھلے ایک ہفتے سے بابا صاحب کے ادارے نے ہمارے ملکی معاملات میں مداخلت کرکے عوام میں خوف و ہراس پیدا کیا ہے اور کررہے ہیں۔ ہمارے دیرینہ رفیق امریکا سے ہمیں بدظن کررہے ہیں۔ ہم نے امریکی کمانڈوز اور گوریلوں کو خود اپنی مرضی سے طلب کیا ہے۔ ان سے گزارش کی ہے کہ ہمیں ایسے انتہا پسند مسلمانوں سے نجات دلائیں جو بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہم سب کے دماغوں میں گھس کر ہمیں بھی انتہا پسند بنا کر دینِ اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔ یہ کوئی اسلام نہیں ہے کہ آپ جبراً کسی کے ملک میں اور کسی کے گھر میں اور کسی کے دماغ میں گھس کر ٹیلی پیتھی کا جادو کرنے لگیں۔"

علی نے کہا "وفادارِ محترم! آپ نے بہت کہہ لیا۔ یہ ہماری... ظرفی ہے کہ ہم نے آپ کو کہنے دیا۔ آپ کے بیان کے مطابق... تو ایک لفظ کہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ ہماری نیکی اور... ہے کہ آپ زندہ سلامت بیٹھے ہیں ورنہ جتنی فوج آپ نے... بلائی ہے، وہی آپ کو ابھی ہمارے حکم پر گولی مار سکتی ہے... ہمارا دین ہمیں انتہا پسندی اور جبر نہیں، صبر اور تحمل سکھاتا...

ہے۔ ہم آپ کے محل میں اتنے طاقت ور ہیں کہ امریکی اکابرین اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھے بے بسی سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں جو کبھی یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ ہم انتہا پسند ہیں۔ اپنی طاقت منوانے کے لیے ہم نے یہاں ایک انسان کا بھی خون نہیں بہایا ہے۔ حتیٰ کہ امریکی فوج کا ایک ایک سپاہی محفوظ ہے۔"

سونیا نے کہا "ہم نے امریکی اور اسرائیلی باشندوں کو عارضی طور پر یہاں سے بے گھر کیا تاکہ انہیں احساس ہو کہ سو سو کے بے گھر اور بے وطن ہونے والوں کے دل و دماغ پر کیا گزر رہی ہوگی۔ ہم نے انسانیت کی بنیاد پر کہا تھا کہ ان مسلمانوں کو آباد کرو اور خود یہاں آکر دوبارہ آباد ہو جاؤ لیکن یہ انسانیت دوسروں کی سمجھ میں کیا آئے گی جب کہ یہاں کے مسلمان حکمرانوں کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ ہم اس ملک میں حکومت کرنے نہیں آئے تھے۔ ہمارا مقصد نیک تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ اسلامی ممالک متحد ہو کر اپنا وقار بلند کریں لیکن وفادارِ محترم نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ ان کا اسلامی وقار نہیں بلکہ حکومتی اقتدار کا وقار امریکا کی سرپرستی میں

قائم رہے گا۔ لہٰذا وفادار کی اپنی پسند کے مطابق ہم اس ملک سے چلے جائیں گے اور ہم ایسے وقت جانے کی بات کر رہے ہیں جب کہ دنیا کے تمام بڑے ممالک اپنے تمام ایٹمی ہتھیار استعمال کرکے بھی ہمیں یہاں سے جانے پر مجبور نہیں کرسکتے تھے۔ ہماری واپسی کے بعد ساری دنیا اس حقیقت کو سمجھے کہ چوروں کی طرح اپنی فوج بھیجنے والا امریکا جارحیت پسند ہے اور پھر ہم جیتی ہوئی بازی صرف امن و امان کی خاطر ہار کر جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنا مقصد حاصل کرلیا ہے۔ اب آپ لوگ خود سمجھیں کہ حق کیا ہے۔ ویٹس آل۔ دِس ہسٹوریکل ایوینٹ کم ٹو این اینڈ....."

ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جناب تبریزی کے حکم سے واپس آگئے۔ ان تمام چینلز سے خبریں نشر ہونے لگیں۔ امریکی اپنے نقطۂ نظر سے کہہ رہے تھے کہ وہ جارحیت پسند نہیں ہیں۔ انہوں نے وفادار کی گزارش پر اس ملک کی سلامتی کی خاطر اپنی گوریلا فوج بھیجی تھی۔

انہوں نے یہ اعتراف نہیں کیا کہ ہم کتنے امن پسند ہیں۔ ہم نے امریکی فوج کے کسی ایک سپاہی کا بھی خون نہیں بہایا۔

اپنی کمزوریوں کو بھی تسلیم نہیں کیا کہ وہ اپنے باشندوں کو شام سے ہجرت کرنے سے نہ روک سکے۔ نہ وفادار کو ان کمانڈوز کے ذریعے نقصان پہنچایا اور نہ ہی جوابی کارروائی کے لیے چیلنج کیا۔ اس کے برعکس تمام بڑی طاقتیں خاموش تماشائی بنی ہوئی تھیں۔

بابا صاحب کے ادارے کی اس عظمت کا بھی اعتراف کر ہی نہیں سکتے تھے کہ اس ادارے نے جیتی ہوئی بازی ان کے حوالے کردی تھی۔

اس کے باوجود وہ سب خوف زدہ تھے کہ ہم ان کے خلاف کسی ایسے طریقے سے جوابی کارروائی کریں گے جس کا الزام وہ ہم پر عائد نہیں کرسکیں گے۔ امریکی اکابرین اور تمام بڑے ایٹمی طاقت رکھنے والے ممالک کے سفیروں نے ایک ہنگامی اجلاس منعقد کیا۔ وہاں ایک امریکی حاکم نے کہا "ہم نے بظاہر کامیابی حاصل کی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یقین دلایا ہے کہ وہ شام، اردن اور لبنان سے جاچکے ہیں۔ ساری دنیا نے یقین کیا ہوگا کہ وہ اپنے ادارے میں واپس چلے گئے ہیں لیکن ہمیں اسے جھوٹی تسلی سمجھنا چاہیے۔ کون جانتا ہے کہ وہ ہمارے زیر اثر اسلامی ممالک کے اکابرین کے دماغوں میں چھپ کر آتے ہیں یا نہیں؟"

دوسرے ملک کے سفیر نے کہا "وہ لوگ بہت مکار ہیں۔ انہوں نے عالمی میڈیا کے ذریعے دنیا والوں کے سامنے اپنی امن پسندی کا ڈھونگ رچایا ہے۔ اب وہ درپردہ ہمارے زیر اثر رہنے والے اسلامی ممالک میں رہ کر وہاں ہماری پالیسیوں کو ناکام بناتے رہیں گے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "آج کی دنیا میں فوج اور ایٹمی قوت کے بغیر کوئی ملک طاقت ور نہیں بن سکتا۔ بابا صاحب کے ادارے میں نہ فوج ہے، نہ ایٹمی ہتھیار ہیں، صرف ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ برتری حاصل کرتے ہیں۔ ہم ہمیشہ طاقت ور رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ ان سے اتحاد کرکے کمزور ممالک کو اپنا محتاج بنا رکھتے ہیں۔ ایک بار بابا صاحب کے ادارے پر تمام ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک نے حملے کیے اور خود ایک دوسرے کو تباہ کرتے رہے۔ دوسری بار شام میں بابا صاحب کے ادارے نے اپنی طاقت کا لوہا منوالیا۔ ان حالات میں ہم بابا صاحب کے ادارے کو اپنے سے برتر نہ سہی، کمتر بھی نہ سمجھیں۔"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"میں واضح طور پر کہہ رہا ہوں کہ آئندہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ادارے سے ٹکر نہ لی جائے اور ان سے دوستانہ رابطہ رکھا جائے۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔ بابا صاحب کا ادارہ تنہا دوستی نہیں کرے گا۔ تمام اسلامی ممالک سے اتحاد کرنے کے بعد ہم پر کسی حد تک بھروسا کرے گا۔ کسی حد تک اس لیے کہہ رہا ہوں کہ برسوں سے فرہاد علی تیمور اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے عارضی طور پر دوستی ہوتی رہی ہے پھر وہ دوستی بدترین دشمنی میں بدلتی رہی ہے۔"

ایک نے تائید کی "واقعی یہ ایک دو دن کا نہیں، بیس بائیس برس کا تجربہ ہے۔ فرہاد ہماری بیشتر پالیسیوں پر اعتراض کرتا ہے اور اسلامی ممالک سے ہمارے اثرات ختم کرنا چاہتا ہے اس لیے بابا صاحب کے ادارے سے دوستی ممکن نہیں ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "اگر ہم عزم کریں تو ہم بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنا سکتے ہیں۔ ہماری ٹرانسفارمر مشین برسوں سے ناکارہ پڑی ہے۔"

الپا نے اسے ٹوکا "ناکارہ نہیں ہے بلکہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی رازداری سے اسے ناکارہ بنادیتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے بھی اپنے مقصد کے لیے اسے ناکارہ بنایا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میرے مقابلے میں تمہارے پاس زیادہ خیال خوانی کرنے والے ہوں۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "الپا! تمہارے تعاون نہ کرنے سے ہم بابا صاحب کے ادارے کے مقابلے میں کمتر ہو جاتے ہیں۔"

"تالیاں دونوں ہاتھوں سے بجائی جاتی ہیں۔ یہ شرط مان لو کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے چار تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوں گے تو چار یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہوں گے۔"

ایک ملک کے سفیر نے کہا "چار ہمارے بھی ہونے چاہئیں۔"

دوسرے ملک کے سفیر نے کہا "ہم بڑے ممالک کے درمیان طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لیے لازمی ہے کہ ہمارے ملک کو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہونا چاہیے۔"

تیسرے سفیر نے کہا "جب ہم ایٹمی قوت میں برابر ہیں تو کیا ٹیلی پیتھی کی قوتوں میں ہمیں برابر نہیں ہونا چاہیے؟"

الپا نے امریکی فوج کے چیف آفیسر کے دماغ میں رازداری سے کہا "اس اجلاس میں ٹیلی پیتھی کا مچھلی بازار لگ رہا ہے۔ آپ سب کو یقین دلا دیں کہ ہر ملک کے ایک درجن جاں بازوں کو ٹیلی پیتھی سکھائی جائے گی لیکن پہلے رازداری سے ٹرانسفارمر مشین کو کام کے قابل بنایا جائے گا۔"

چیف نے سوچ کے ذریعے کہا "ان تمام بڑے ممالک کو جھوٹے دلاسے دیے جائیں گے۔ انہیں یہی بتایا جاتا رہے گا کہ ابھی ٹرانسفارمر مشین کی مرمت جاری ہے۔ ان سب کو خوش فہمی میں مبتلا رکھنا ہوگا۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر حاضرین اجلاس سے بولا "یہ نہایت عمدہ تدبیر ہے۔ ہم تمام بڑے ممالک کے پاس ایٹمی قوت کے علاوہ ٹیلی پیتھی کی بھی فوج ہوگی تو ہم بابا صاحب کے ادارے کو ایک پھونک میں اڑا دیں گے۔"

سب خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ چیف آفیسر نے کہا "اب ہم بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے لیکن اس کے لیے کچھ وقت لگے گا۔ اس مشین میں بڑی خرابیاں ہیں پھر فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس مشین کے کئی اہم پرزے چرا کر لے گئے ہیں۔ ان پرزوں کو بنوانے میں دیر لگے گی پھر بھی ہم جلد سے جلد اس ٹرانسفارمر مشین کو کارآمد بنالیں گے۔"

یہ بات بڑی خوش آئند تھی کہ اب وہ تمام بڑے ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک اپنے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بھی رکھ سکیں گے۔ یہ ایسا خوش کن تصور تھا کہ انہیں بابا صاحب کا ادارہ اب ایک چیونٹی کی طرح نظر آرہا تھا اور وہ چیونٹی کے سامنے پہاڑ بنے ہوئے تھے۔

اجلاس کے اختتام کے بعد الپا نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے پوچھا "تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تمہارے پاس چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔ ایک تو وہ ہے، جسے تم لوگ آہنی پردوں میں چھپا کر رکھتے ہو۔ اس کے علاوہ نیلماں اور اس کے ماتحت مہاراج اور مہیش ہیں لیکن یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے وفادار کے محل میں کیوں نہیں آئے؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم بھی تو وفادار کے محل میں سونیا اور علی کے مقابلے میں نہیں آئیں۔ تم تماشا کیوں دیکھ رہی تھیں؟"

وہ بولی "وہاں صرف سونیا اور علی نہیں تھے۔ میں بڑی رازداری سے ایک ایک گوریلے کے دماغ میں جھانک کر معلوم کرتی رہی۔ ہر ایک کے دماغ میں ایک خیال خوانی کرنے والا موجود تھا۔ میرا اندازہ ہے، بابا صاحب کے ادارے میں سیکڑوں ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اسی لیے ہم نے بھی اپنے اکیلے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ان کے مقابلے میں جانے نہیں دیا۔ اس بات پر ہمیں البتہ خود تعجب ہے کہ نیلماں اپنے دونوں ماتحتوں کے ساتھ کیوں نہیں آئی۔ اس نے ہماری خیریت تک نہیں پوچھی۔"

"شاید وہ خود کسی مصیبت میں پھنس گئی ہوگی۔ میں معلوم کروں گی۔"

یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ ثانی، نیلماں بن کر، پارس اور پورس، مہاراج اور مہیش بن کر ان کی پلاننگ معلوم کرنے آئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے پھر ان اکابرین سے رابطہ نہیں کیا۔ پارس اور پورس بھارت میں مصروف ہوگئے تھے۔

یہ بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ تیج پال ایک صحت مند جوان تھا۔ اس میں حواسِ خمسہ کی غیر معمولی خوبیاں تھیں۔ چھٹی حس اتنی تیز تھی کہ وہ پیش آنے والے خطرات کو بھانپ جاتا تھا۔ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد بھارت کی را، اسرائیل کی موساد، امریکا کی سی آئی اے اور روس کی کے جی بی میں رہ کر ایسے کارنامے انجام دیے تھے کہ اسے عالمی خفیہ تنظیموں کا انٹرنیشنل آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز بنادیا گیا تھا۔ اس نے ہپناٹزم کے ماہر سے خود پر تنویمی عمل کرایا تھا جس کے نتیجے میں کوئی اس کے خیالات تو پڑھ سکتا تھا لیکن چور ارادوں کو نہیں پڑھ سکتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ نیلماں اس کے خیالات پڑھنے کے باوجود اس کی اصلیت معلوم نہ کرسکی۔ تیج پال کو اپنا دوست اور باڈی گارڈ بنالیا۔ تیج پال، نیلماں کو دہلی لاکر دھوکے سے اس پر تنویمی عمل کرانے کے بعد اس کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اور زیادہ کامیابیاں حاصل کرنا چاہتا تھا۔

لیکن پارس اور پورس نے اس کی محنتوں پر پانی پھیر دیا۔ ٹھیک ایسے وقت جب نیلماں بیڈروم میں تھی اور ایک ہپناٹزم کرنے والا اس کے پاس جانے والا تھا، پارس نے دور سے گولی مار کر تیج پال کو زخمی کردیا۔ نیلماں نے فائرنگ کے باعث سمجھ لیا کہ پورس پھر اس کا تعاقب کرتا ہوا پہنچ گیا ہے۔ وہ بیڈروم کے دوسرے دروازے سے بھاگتی ہوئی اس بنگلے سے باہر جانے لگی۔

پورس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "پارس! نیلماں پھر فرار ہونا چاہتی ہے۔ میں اس کے تعاقب میں جارہا ہوں۔ تم تیج پال کی کھوپڑی میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھو۔"

ویسے نیلماں ہار ماننے والی نہیں تھی۔ ضد کی پکی تھی۔ اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے اس نے کئی قتل کیے تھے۔ صرف پورس پر قابو پانے میں ناکام ہورہی تھی۔ اس سے بچ کر رہنے کے لیے بھاگتے بھاگتے بیزار ہورہی تھی۔ صرف اپنی تپسیا مکمل کرنے تک

اس سے روپوش رہنے میں ناکام ہو رہی تھی۔

اسے تیج پال کی بھی فکر تھی۔ وہ اس کا بہترین باڈی گارڈ ثابت ہو سکتا تھا۔ نیلماں کو ابھی تک اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس کے بعد اسے تیج پال کی اصلیت معلوم ہوتی۔

وہ فرار ہونے کے لیے کتنی ہی گلیوں اور راستوں سے گزرتی ہوئی ایک عمارت میں داخل ہوئی۔ اس عمارت کے سائن بورڈ پر لکھا تھا "لالہ بھوج مل۔ لانڈری مین۔ آرمی کنٹریکٹر۔"

وہ عمارت کے اندر آکر ذرا اطمینان سے ایک طرف جانے لگی۔ کتنے ہی دھوبی اور دھوبن آرمی یونیفارم کو گن کر ایک طرف باندھتے جا رہے تھے۔ ان کپڑوں کو استری کرنے والے اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ نیلماں اس عمارت کے کئی حصوں سے گزر کر ایک بالکونی میں آئی۔ نیچے سڑک پر ایک ٹرک کھڑا ہوا تھا جس میں استری کیے ہوئے آرمی یونیفارم رکھے ہوئے تھے۔ نیلماں نے دیکھا' جمنا داس (پورس) دوڑتا ہوا اس عمارت کے پاس آیا پھر ادھر ادھر متلاشی نظروں سے دیکھنے کے بعد اس عمارت میں داخل ہو گیا۔ اب یہ یقینی بات تھی کہ وہ اسے تلاش کرتا ہوا' بالکونی تک چلا آئے گا۔

اس کے لیے بچاؤ کا ایک ہی راستہ تھا۔ وہ بالکونی کی ریلنگ پر چڑھ کر یونیفارم سے بھرے ہوئے ٹرک میں کود گئی۔ اس کا خیال تھا' ٹرک سے اتر کر کسی دوسری طرف نکل بھاگے گی لیکن اسی وقت ٹرک چل پڑا۔ پورس نے بالکونی میں آکر دیکھا۔ اسے ٹرک کے پچھلے حصے میں وردیوں کے اوپر نیلماں کی جھلک نظر آئی۔ وہ ٹرک تیز رفتاری سے اسے دور لیے جا رہا تھا۔

پورس کے لیے یہ معلوم کرنا مشکل نہیں تھا کہ آرمی یونیفارم کا وہ ٹرک کہاں جا کر رکے گا۔ وہ ایک ٹیکسی میں اس کا پیچھا کر سکتا تھا اور نیلماں سمجھ گئی تھی کہ پورس اس ٹرک کے پیچھے آرمی ہیڈ کوارٹر تک چلا آئے گا۔

ایک ٹریفک سگنل کے پاس ٹرک کے رکتے ہی وہ پچھلے حصے سے اتر کر تیزی سے چلتی ہوئی ایک کار کے پاس آئی۔ اس نے شکار کو تاڑ لیا تھا۔ ایک خوش پوش رئیس اپنی کار میں تنہا تھا۔ وہ کار کی کھڑکی پر جھک کر بولی "کیا آپ لفٹ دینا پسند کریں گے؟"

رئیس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا "شوق سے۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ کر اپنی طرف کا دروازہ بند کرتے ہوئے بولی "شکریہ' میں مجبور ہوں۔ ایک بدمعاش میرا پیچھا کر رہا ہے اس لیے آپ کو تکلیف دے رہی ہوں۔"

آگے جانے کے لیے سگنل مل گیا۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا بولا "تم اتنی سُندر ہو کہ بدمعاش تو کیا' شریف آدمی بھی تمہارا پیچھا کرتے ہوں گے؟"

"سچ کہتے ہو' میں نے شریفوں کی بھی رال ٹپکتی دیکھی ہے۔"

وہ ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھال کر دوسرے ہاتھ سے رومال نکال کر منہ پونچھتے ہوئے بولا "میں رال پونچھ رہا ہوں۔"

"اظہار کا انداز اچھا ہے۔ سونے کی چڑیا کہاں کہاں اُڑتی پھرے گی۔ کوئی نہ کوئی اسے پنجرے میں بند کر ہی لیتا ہے۔"

"میری یہ کار بھی ایک پنجرہ ہے۔ اگر یہ تمہیں پسند آجائے تو میرا بنگلا بھی پسند آجائے گا۔"

"ہاں یہ کار ایک پنجرہ ہے مگر تمہارے لیے۔ ذرا راستہ پہچانو۔ کہاں جانے والے تھے اور کہاں جا رہے ہو؟"

نیلماں نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی۔ اس نے حیرانی سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھا پھر کار کو سڑک کے کنارے روکتے ہوئے بولا "یہ تو ہم سپر مارکیٹ کے پاس آگئے ہیں۔ میں تو اپنے بنگلے کی طرف جا رہا تھا۔"

"پنجرے میں بند رہنے والا پنچھی اپنی مرضی سے کہیں نہیں جاتا میرے پنچھی! میں تمہیں یہاں لائی ہوں۔ یقین نہ ہو تو کہیں جا کر دکھاؤ۔"

اس نے کار کو اسٹارٹ کر کے اپنے بنگلے کی طرف جانا چاہا لیکن چابی گھمانا بھول گیا پھر چابی گھمائی تو پتا چلا کہ ایکسی لریٹر سے پیر ہٹ گیا ہے۔ اس نے جلدی سے چابی نکال کر جیب میں رکھی پھر اپنا ایک پیر ایکسی لریٹر پر رکھا تو غلطی کا پتا چلا کہ چابی جیب میں رکھ لی ہے۔

اس نے کئی بار ایسی حرکتیں کیں پھر حیرانی اور پریشانی سے نیلماں کو دیکھا۔ اس نے پوچھا "یقین ہو گیا کہ پنجرے میں ہو؟"

"تت..... تم کون ہو؟"

"منہ سے ٹپکنے والی رال ہوں۔"

"میں..... میں سمجھ گیا ہوں' تم جادو جانتی ہو۔"

"حسن خود ایک جادو ہے۔ دروازہ کھول کر باہر جاؤ۔ میرے لیے میک اپ اور بھیس بدلنے کا سامان یعنی وگ' آئی لینس اور مصنوعی پلکیں وغیرہ خرید کر لاؤ۔"

"میں نے ایسی چیزیں پہلے کبھی نہیں خریدیں۔"

"آج خریدو گے۔ جاؤ' وقت ضائع نہ کرو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ دروازہ کھول کر باہر گیا۔ نیلماں کار میں بیٹھی رہی۔ وہ اس کی مرضی اور ضرورت کے مطابق دکانوں میں جا کر سامان خریدنے لگا۔ تمام خریداری کے بعد واپس آکر سامان پچھلی سیٹ پر رکھ کر اسٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔

وہ بولی "تمہارے جیسے کار والوں کی بیویاں میکے جاتی ہیں تو بڑی فراخ دلی سے ہمیں لفٹ دیتے ہو۔ اب بنگلے میں چلو۔ میں تمہاری کھوپڑی گھما دوں گی۔"

اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ نیلماں نے اس کے بنگلے میں پہنچ کر معمول کے مطابق اس پر تنویمی عمل کیا۔ اسے چند گھنٹوں کے لیے سلا دیا پھر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگی۔

میک اپ کے مکمل ہونے تک اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ اس نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں الپا۔ تم نے دور ہی دور سے دوستی رکھنے اور ایک دوسرے کے بُرے وقت میں کام آنے کا وعدہ کیا تھا۔"

"کیا تم پر بُرا وقت آیا ہے؟"

"میں خیریت سے ہوں لیکن تم نے پٹڑی بدل دی۔ مہاراج اور مہیش کے ساتھ امریکی اکابرین سے دوستی کی ہے۔"

"کیا بکواس کر رہی ہو؟ میں پورس سے بچنے کے لیے بھاگتی پھر رہی ہوں۔ وہ مجھے کہیں چین سے رہنے نہیں دے رہا ہے۔ میں نے تم سے مدد مانگی تھی مگر تم کسی اور معاملے میں مصروف تھیں۔ ایک تو تم میرے کام نہیں آئیں پھر یہ کہ میری اور امریکی اکابرین سے دوستی کی بکواس کر رہی ہو۔"

الپا نے کہا "جب تم امریکی اکابرین سے دوستی اور وفاداری کا وعدہ کر رہی تھیں تو تمہارے ساتھ مہاراج اور مہیش بھی تھے اور میں وہاں ایک افسر کے دماغ میں رہ کر ساری باتیں سن رہی تھی۔"

"بہتر ہے تم چلی جاؤ۔ ایک تو تم نے مہاراج اور مہیش کو مجھ سے چھین لیا تھا اور اب یہ بکواس کرنے آئی ہو۔ میں تم سے باتوں میں الجھتی رہوں گی تو پورس پھر نہ جانے کہاں سے آ دھمکے گا۔ جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا کو واپس جانا پڑا۔ وہ سمجھ گئی کہ نیلماں اپنے بچاؤ کے لیے بھاگتی پھر رہی ہے۔ ثانی اور پارس نے نیلماں اور مہاراج بن کر امریکی اکابرین کو دھوکا دیا ہو گا۔ الپا نے یہ بات امریکی اکابرین کو نہیں بتائی۔ وہ چاہتی تھی کہ امریکی حکام دھوکا کھاتے رہیں۔

نیلماں نے پھر سوچ کی لہروں کو محسوس کیا ناگواری سے بولی "تم پھر آگئیں۔"

پورس کی آواز سنائی دی "کیوں میری جنس تبدیل کر رہی ہو۔ میں آگئی نہیں' آگیا ہوں۔"

وہ خوف سے اچھل کر کھڑی ہو گئی "تت..... تم کہاں ہو؟"

"تمہارے پاس ہوں۔ تم سے باتیں کر رہا ہوں پھر پوچھ رہی ہو' کہاں ہوں؟"

اس نے سانس روک کر اسے دماغ سے نکالا پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچی وہ بولا "لعنت ہے تم پر۔ خواہ مخواہ مجھے آرمی ہیڈ کوارٹر کی طرف دوڑایا۔ ویسے انگلیوں پر گن کر بتا سکتی ہو کہ کتنی بار میری نظروں سے دور ہو جانے' گم ہو جانے کے باوجود میرے قریب چلی آئیں۔ دوسرے لفظوں میں خود میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔ اب پھر پہنچنے والا ہوں۔ آئینے کے پاس سے ہٹ جاؤ۔ تمہارا میک اپ مکمل ہو چکا ہے۔"

"تم ذرا سی دیر کے لیے میرے دماغ میں آئے اور یہ معلوم کر لیا کہ میرے سامنے آئینہ اور میک اپ کا سامان ہے لیکن یہ نہیں جان سکو گے کہ میں کس بھیس میں ہوں۔"

"وہاں ایک گھنٹا رہ جاؤ۔ میں تمہارا نیا بھیس آئینے میں دکھا دوں گا۔"

"میں نہیں رہوں گی۔ ابھی یہاں سے جا رہی ہوں۔"

"جاؤ... تو جہاں جہاں بھی جائے تیرا سایہ ساتھ ہو گا۔"

"میں ہاتھ جوڑ کر تم سے التجا کرتی ہوں۔"

"یہی کہ تمہارا پیچھا نہ کروں؟"

"ہاں پرانی دشمنی بھول جاؤ۔ ہم ایک دوسرے کے بہترین دوست بن سکتے ہیں۔"

"دوستی سے سلامتی ملتی ہے۔ زندگی بڑھ جاتی ہے۔ تم نے پہلی بار عقل کی بات کی ہے۔ ٹھہرو میں دوستی کرنے آ رہا ہوں۔"

وہ گھبرا کر بولی "نہیں۔ ہم ایک دوسرے سے دور رہ کر دوستی کریں گے۔"

"ایک دوسرے سے دور رہیں گے تو بچے کیسے پیدا ہوں گے؟"

"میں ویسی دوستی نہیں' دور رہ کر ایک دوسرے پر اعتماد کرنے اور ایک دوسرے کے کام آنے والی دوستی کرنا چاہتی ہوں۔"

"یعنی دور ہی دور سے ٹھینگا دکھانا چاہتی ہو۔ ارے کہاں جا رہی ہو؟"

"میں تمہاری چالاکی سمجھتی ہوں۔ مجھے باتوں میں الجھا کر ادھر آ رہے ہو گے۔"

"ہاں آ تو رہا ہوں۔ تم چلتی رہو۔ کہیں اچانک سامنا ہو جائے گا۔"

وہ کوٹھی سے نکل کر ایک طرف جاتے ہوئے بولی "پلیز پورس! یہ تو میں سمجھ گئی ہوں کہ تم اپنی ناصرہ کا انتقام لینے کے لیے مجھے ہلاک نہیں کرو گے کیونکہ میں جس بے چاری کے جسم میں ہوں' وہ مر جائے گی۔ تم اس بے قصور لڑکی کو جان سے نہیں مارو گے پھر سمجھو کہ اپنی ناصرہ کا انتقام کیسے لو گے؟"

"اس طرح کہ یہ تمہارا آخری جسم ہو گا۔ میں تمہیں جسم بدلنے کے لیے آتما شکتی مکمل کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔"

پارس کی آواز سنائی دی "میں تم دونوں کی باتیں سن رہا ہوں۔ پورس! واپس جاؤ۔ اس کا پیچھا چھوڑ دو۔"

نیلماں نے خوش ہو کر کہا "پارس! تم میرے لیے فرشتہ بن کر آئے ہو۔"

"یہ تم نے درست کہا۔ ہم دو فرشتوں کو تمہارا پیچھا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ میں نے انکل جلال پاشا کو تمہارے دماغ میں پہنچا دیا ہے۔"

وہ سہم کر بولی "یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"بکواس تو اب تک ہو رہی تھی۔ ہم تفریح کے طور پر بھارت آگئے تھے تاکہ تمہیں پکڑ سکیں لیکن اب دوسری جگہ ہمیں مصروف

رہنا ہے لہٰذا ہم اس دیس سے جا رہے ہیں۔"

جلال پاشا کی آواز ابھری "یہ درست کہہ رہا ہے۔ میں خاموشی سے تمہارے اندر رہا کروں گا۔ جب بھی تم کہیں تپسیا شروع کرو گی میں کلام پاک کی تلاوت شروع کر دیا کروں گا۔ بس اب تم میری آواز نہیں سنو گی لیکن دن رات میں تمہارے اندر آتا جاتا رہوں گا۔"

وہ چلتے چلتے رک گئی۔ تھک ہار کر بولی "ہے بھگوان! اتنی بڑی دنیا میں کہیں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں میں ان مسلمانوں سے محفوظ رہ سکوں؟"

پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے سوچنے لگی۔ ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ آگے جا کر شاید بچاؤ کا کوئی راستہ نکل آئے۔ جب تک یہ جسم سلامت رہے گا میں ان لوگوں سے بچنے کی کوشش کرتی رہوں گی۔

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی تھی۔ دور سے ایک کار آتی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ اٹھا کر اسے اپنی طرف بلانے کا اشارہ کرنے لگی۔ اپنی طرف رحمت کو بھی پکارا جاتا ہے اور مصیبت کو بھی بلایا جاتا ہے اور ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا جاتا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ آنے والی کار اس کے لیے باعثِ رحمت ہوگی یا باعثِ زحمت؟

وہ کار اس کے قریب آ کر رک گئی۔ ایک ڈرائیور اسٹیرنگ سیٹ پر نظر آیا۔ نیلماں نے پچھلی سیٹ کی کھڑکی پر جھک کر دیکھا۔ وہاں ایک داڑھی والے سادھو بابا بیٹھے ہوئے تھے۔ بدن پر گیروے رنگ کا لباس تھا۔ گلے میں کئی رنگوں کے موتیوں کی مالا تھی۔ دونوں کلائیوں میں ہاتھی دانت کے کڑے تھے اور کانوں میں بھی ہاتھی دانت کی بڑی بڑی بالیاں پہنے ہوئے تھے۔

سادھو بابا نے نیلماں کو دیکھ کر کہا "ہر ہر مہادیو! آجا کنیا۔ ہم تجھے لینے آئے ہیں۔"

وہ بولی "مہاراج! آپ کون ہیں؟"

"سوال جواب کرے گی تو پیچھے آنے والا تیری گردن دبوچ لے گا۔"

وہ جلدی سے دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے جانے لگی۔ اس نے پوچھا "آپ کیسے جانتے ہیں کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے؟"

"ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے چیلے گرو دیو تلک دھاری نے تیری آتما کو ایک جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں پہنچایا اور تو نے ہمارے اسی چیلے تلک دھاری کو مار ڈالا۔"

"ہے بھگوان! میں پھر مصیبت میں پھنس گئی۔"

سادھو بابا کے قہقہے اس کار کی تیز رفتاری کے ساتھ دور ہوتے چلے گئے۔

○☆○

ہم نے بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے خاموشی اختیار کرلی۔ میں، سونیا، فہمی اور علی ادارے میں واپس آ گئے۔ ہم چاہتے تھے کہ ہمارے مخالف ممالک میں کہیں دہشت گردی ہو یا وہاں کی اہم شخصیات کو کوئی نقصان پہنچے تو اس کا الزام ہم پر نہ آئے۔

مخالف ممالک کے جاسوس اپنے اپنے طریقۂ کار کے مطابق معلومات حاصل کر رہے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں ہیں؟ ہمارے جیسے خاص افراد کے متعلق وہ کسی حد تک معلومات حاصل کر سکتے تھے لیکن وہ ہمارے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کے متعلق کچھ نہیں جانتے تھے۔

ہمارے وہ تمام اہم سراغ رساں مخالف ممالک کے اہم شعبوں میں موجود تھے۔ وہ ایک بار متحد ہو کر بابا صاحب کے ادارے پر اچانک حملے کرنے میں ناکام رہے تھے۔ اب ہم اسلامی ممالک سے جیتی ہوئی بازی ہار کر وہاں سے چلے آئے تھے۔ اس طرح ان کے حوصلے بڑھ سکتے تھے۔ وہ پھر ہمارے ادارے پر کبھی اچانک حملے کر سکتے تھے۔ ان کی طرف سے محتاط رہنے کے لیے لازمی تھا کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام سراغ رساں مختلف دشمن ممالک کے اہم شعبوں میں موجود رہ کر ان کے آئندہ شرپسند منصوبوں سے واقف ہوتے رہیں۔

ہم اپنے بے شمار سراغ رسانوں کے ذریعے بہت کچھ معلوم کرنے کے باوجود یہ راز معلوم نہ کر سکے کہ وہ اب اپنے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنے کے لیے ٹرانسفارمر مشین تیار کر رہے ہیں۔

اگرچہ انہوں نے تمام بڑے ممالک کے اجلاس میں کہا تھا کہ امریکا کے ایک جزیرے میں جو ٹرانسفارمر مشین ناکارہ ہو گئی ہے، اسے دوبارہ کار آمد بنایا جائے گا پھر امریکا اپنے تمام حمایتی بڑے ممالک کے اہم افراد کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کا موقع دے گا۔

اس اجلاس میں الپا بھی موجود تھی اور وہ وقتاً فوقتاً اس جزیرے میں خیال خوانی کے ذریعے پہنچ کر تصدیق کر رہی تھی کہ واقعی مشین کی مرمت کی جا رہی ہے اور ہم جو پرزے چرا کر لے گئے ہیں انہیں دوبارہ تیار کرنے میں دیر ہو رہی ہے۔

ہم نے بھی سوچ رکھا تھا کہ ان کی بیکار مشین کو کبھی کار آمد نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے دو سراغ رساں بھی خیال خوانی کے ذریعے جزیرے میں جاتے رہے تھے اور ان کے ماہرین کو بار بار ناکام ہوتے دیکھا کرتے تھے۔

حقیقت کچھ اور تھی۔ چند یوگا جاننے والے امریکی افسران دوسرے نہایت ہی تجربہ کار ماہرین کے ذریعے الاسکا کے ایک علاقے میں بڑی رازداری سے دوسری نئی مشین تیار کر رہے تھے۔ ایسی زبردست رازداری تھی کہ امریکی اکابرین بھی اس نئی

ٹرانسفارمر مشین کی تیاری سے بے خبر تھے۔

وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم مشین کی تیاری کے دوران میں مداخلت کریں۔ پہلے کئی بار انہوں نے مشین کی مرمت کی تھی اور ہم نے ان کی کامیابی کے باوجود مشین کو ناکارہ بنا دیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ وہ الپا کو بھی دھوکا دے رہے تھے۔ یہ نہیں چاہتے تھے کہ مشین کے ذریعے یہودیوں کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا جائے۔

جو ماہرین جزیرے میں مشین کی مرمت کر رہے تھے، وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ایسی ہی ایک دوسری مشین کسی دوسری جگہ بھی تیار کی جا رہی ہے اسی لیے الپا اور ہم ان کے چور خیالات پڑھ کر بھی ان کی مکاریوں کو سمجھ نہیں پا رہے تھے۔

ایسی مشین تیار ہونے میں کافی عرصہ لگتا ہے۔ اس عرصے میں بظاہر کوئی ایسا سانحہ نہیں ہوا، جس کا الزام ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دیا جاتا لیکن ہم درپردہ انتقامی کارروائیاں کرتے رہے۔

سونیا نے جن دو کمانڈروں اور تین گوریلوں کے دماغ میں جگہ بنائی تھی۔ ہم نے ان کے دماغوں سے معلوم کیا کہ اپنے زیر اثر اسلامی ممالک سے ہمیں پسپا کرنے کی پلاننگ میں کتنے امریکی اور اسرائیلی افسران شامل تھے۔ ان افسران کی شامت آنے لگی۔

ایک افسر اور اس کی بیوی کے درمیان پچھلے چھ ماہ سے جھگڑا چل رہا تھا۔ وہ طلاق لینا چاہتی تھی اور افسر اسے سمجھاتا تھا "میری نیک نامی کا خیال کرو۔ میں نے اپنے کیریئر سے ہمیشہ عزت کمائی ہے۔ ہمارے ملک میں طلاق ایک معمولی بات ہے لیکن تم چھوڑ کر جاؤ گی تو میری مردانگی کو ٹھیس پہنچے گی۔"

بیوی کہتی تھی "مجھے تمہاری مردانگی کی پروا نہیں ہے۔ میں طلاق لے کر تم سے بڑے عہدے والے افسر سے شادی کروں گی۔ تم آرمی کے جوانوں کے سامنے بھی کمتر ہو جاؤ گے۔"

آرمی کے قریبی دوست افسران نے دونوں کو سمجھایا لیکن دوسری صبح ہونے سے پہلے ہم نے اس افسر کو چھت کے پنکھے کے رسی کے پھندے کے ذریعے مرنے پر مجبور کر دیا۔ اور موت سے پہلے اسے بتا دیا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے پھندے سے لٹک کر مر رہا ہے۔

دوسرا افسر کچھ بیمار تھا۔ ایک چھوٹے سے آپریشن کے بعد بیماری دور ہو جاتی لیکن ہم نے ڈاکٹروں کے دماغوں میں رہ کر غلط آپریشن کرا دیا جس کے نتیجے میں وہ مر گیا۔

ہمارے خلاف پلان بنانے والا ایک افسر سڑک پار کرتے ہوئے، ایک ٹرک کے نیچے آ کر کچلا گیا۔ موت ایک چھلنی ہوتی ہے اور چھلنی میں بے شمار سوراخ ہیں۔ موت کسی بھی سوراخ سے چلی آتی ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ ٹیلی پیتھی کے سوراخ سے آئے۔

شام میں کمانڈوز اور گوریلا فوج کو بھیجنے والے افسر کا نام سام جیکسن تھا۔ آخر میں اس کی باری آئی۔ اس نے امریکی اور اسرائیلی اکابرین سے کہا "کیا آپ حضرات اس پہلو پر توجہ دے رہے ہیں کہ ہمارے موجودہ کامیاب آپریشن میں شریک رہنے والے تمام افسران اس طرح مر رہے ہیں جیسے ان کی موت اتفاقیہ ہو رہی ہو۔ ان مرنے والوں کا انداز ایسا ہے کہ ہم فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کسی طرح بھی الزام نہیں دے سکیں گے۔"

اس کی اس بات پر سب ہی غور کرنے لگے۔ دوسرے دن پتا چلا کہ سام جیکسن کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار کا بریک فیل ہو گیا۔ کار بے قابو ہو گئی اور وہ حادثے کا شکار ہو کر مر گیا۔

اب تو ان اکابرین کو پورا یقین ہو گیا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے بڑی رازداری سے انتقام لیا جا رہا تھا۔ ایسے انتقام کے خلاف کیسے احتجاج کیا جائے۔ یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے مارے گئے ہیں۔

ان سب نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ وفادار کے محل میں آنے والے دو کمانڈوز اور کئی گوریلے بھی مارے جائیں گے تو یہ احتجاج کامیاب رہے گا کہ بابا صاحب کے ادارے سے انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے۔ یہ احتجاج کرنے کے لیے وہ ان کمانڈوز اور گوریلوں کی موت کا انتظار کرنے لگے لیکن انتظار طویل ہوتا گیا اور انہیں موت نہیں آئی۔ ہم نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ انہیں ان کی طبعی عمر تک زندہ رہنے دیں گے۔

انہوں نے کمانڈوز سے پوچھا "کیا تمہارے دماغوں میں خیال خوانی کرنے والے آتے ہیں؟"

ایک نے جواب دیا "وہ وفادار کے محل میں پہلی اور آخری بار آئے تھے پھر آج تک نہیں آئے۔"

دوسرے کمانڈو نے جواب دیا "ہم کئی دنوں تک سہمے رہے۔ آپ لوگوں کی حکمتِ عملی سے انہیں اس ملک سے جانا پڑا۔ وہ انتقاماً ہمیں اور دوسرے تمام گوریلوں کو ہلاک کر سکتے تھے مگر انہوں نے اب تک ایسا نہیں کیا ہے۔"

اسرائیلی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "وہ بہت چالاک ہیں۔ تم لوگوں کو انہوں نے زندہ چھوڑ رکھا ہے اور تمہارے پیچھے جتنے افسران کے دماغ کام کر رہے ہیں، انہیں اس طرح مار ڈالا ہے کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کی موت ثابت نہیں کی جا سکتی۔"

جہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی، وہاں تعمیراتی کام ہو رہا تھا۔ کرین کے ذریعے کئی من وزنی پتھر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھے جا رہے تھے۔ ایسے ہی وقت کرین کے شکنجے سے ایک بھاری پتھر نکل کر گرتا ہوا ان دو اعلیٰ افسران اور ایک حاکم کے اوپر آیا۔ ان کے حلق سے چیخیں نکلیں۔ وہ تینوں کئی من وزنی پتھر کے نیچے کچل کر مر گئے۔ بڑا المناک حادثہ تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو الزام نہیں دیا جا سکتا تھا۔

دوسرے تمام اکابرین نے الپا سے کہا "یہ واضح طور پر ایک حادثہ ہے لیکن تم سمجھ سکتی ہو کہ مخالفین کس طرح انتقام لے رہے ہیں۔ ٹیلی پیتھی کا کوئی ثبوت نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ تمہیں کچھ کرنا

چاہیے ورنہ ہم ایک ایک کرکے مرتے رہیں گے۔"

الپا نے کہا "امریکی اکابرین میں سے بھی چار مارے گئے ہیں۔ میں تنہا کتنے اکابرین کے دماغوں میں جاکر ان کی حفاظت کرسکتی ہوں۔ ابھی تمہارے دماغ میں ہوں تو تمہاری حفاظت کرسکتی ہوں۔"

وہ دوسرے اکابرین کے ساتھ بیٹھا وہسکی پی رہا تھا۔ وہسکی کا ایک گھونٹ حلق تک پہنچتے ہی زور کا ٹھسکا لگا۔ وہ کھانسنے لگا۔ ٹھسکا ایسا زوردار تھا کہ گلاس ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ منہ سے' ناک سے اور آنکھوں سے شراب چھلک رہی تھی۔ آنکھیں وہسکی کی جلن سے بند ہوگئی تھیں۔ وہ کھانستے کھانستے میز پر جھکا۔ دوسرے ہاتھ میں سلگتا ہوا سگریٹ تھا۔ وہ جیسے ہی میز پر پھیلی ہوئی وہسکی پر گرا۔ ایک دم سے آگ بھڑک گئی۔ اس کا جھکا ہوا چہرہ آگ کی زد میں آگیا۔ وہ چیخیں مارتا ہوا پیچھے کی طرف الٹ گیا۔

کئی افسران اسے سنبھالنے لگے۔ وردی میں لگی ہوئی آگ بجھانے لگے۔

ایک افسر نے کہا "اسے فوراً اسپتال پہنچایا جائے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی جلنے والے افسر کی سانس اکھڑ گئی۔ جسم ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا۔ ذرا دیر پہلے الپا نے کہا تھا کہ ابھی اس کے دماغ میں ہے' اس کی حفاظت کرسکتی ہے لیکن وہ کچھ بھی نہ کرسکی۔ اس کی سوچ کی لہریں افسر کے دماغ سے نکل آئیں۔

آرمی کے جوان اس کی لاش کو باہر لے گئے۔ اس ہال میں تھوڑی دیر تک سب خاموشی اور بے بسی سے سوچتے رہے پھر الپا نے کہا "یہاں ہمارے درمیان کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔ ہم التجا کرتے ہیں کہ وہ ہم سے گفتگو کرے۔"

وہ خاموش ہوئی۔ اسے اپنی بات کا جواب نہیں ملا۔ وہ پھر بولی "جواباً خاموش رہنے کے باوجود ہم آپ کی موجودگی کو سمجھ رہے ہیں۔ پلیز ہمارے درمیان ایسا کوئی سمجھوتا ہوسکتا ہے جس کے ذریعے ہم پچھلی غلطیوں کی تلافی کرسکیں اور آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہ دیں۔"

کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ بولی "آپ ہم سے سمجھوتا نہ کریں۔ حکم دیں' ہم تمام یہودیوں کو اسلامی ممالک سے واپس بلالیں گے۔"

اتنی بڑی پیش کش کے باوجود جواب نہ ملا۔ ایک حاکم نے کہا "الپا! ہمارے درمیان کوئی نہیں ہے۔ تم نے اتنی بڑی آفر دی ہے۔ ہم واقعی اسلامی ممالک سے پسپا ہونے کے لیے راضی ہیں۔ ایسے میں تو کسی کو جواباً کچھ بولنا چاہیے تھا!!"

وہ بولی "میں یقین سے کہتی ہوں' ہم سے ناراض ہونے والے یہاں ہیں اور وہاں بھی ہوتے ہیں جہاں ٹرانسفارمر مشین کی مرمت ہورہی ہے۔ یہ دوسرا مہینہ گزر رہا ہے اور اب تک مشین کی مرمت نہیں ہوسکی جب کہ بڑے تجربہ کار مکینک اور انجینئرز کوشش کررہے ہیں۔ کیا اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان ماہرین کے دماغوں میں خلل پیدا کیا جارہا ہے؟"

ایک نے تائید کی "یہ تو پکی بات ہے۔ جان بوجھ کر بنتی ہوئی مشین کو بگاڑا جارہا ہے اور یوں بے وقوف بنایا جارہا ہے جیسے اتنی بڑی دنیا میں مشین کی مرمت کرنے والا ماہر ہے ہی نہیں۔"

دوسرے نے کہا "الپا نے بتایا ہے کہ ثانی' نیلماں بن کر امریکی اکابرین کو دھوکا دے رہی ہے۔ اس طرح یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ اس جزیرے میں بھی چالبازی دکھارہی ہوگی جہاں مشین کی مرمت کی جارہی ہے۔"

"اس کا کھلا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم جان بوجھ کر دھوکا کھارہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت امریکی اکابرین کی سمجھ میں نہیں آرہی ہوگی۔"

"یہ امریکی ایسے نادان تو نہیں ہیں۔ پہلے بھی کئی بار مشین کی مرمت کراتے رہے اور فرہاد وغیرہ سے دھوکے کھاتے رہے ہیں۔ کیا ان دو مہینوں میں انہیں اپنی اس ناکامی کے اسباب نظر نہیں آرہے ہیں؟"

"بالکل سمجھ میں آرہے ہوں گے۔ اس کے باوجود ان کے ماہرین اپنا وقت ضائع کررہے ہیں۔ مجھے تو دال میں کچھ کالا نظر آرہا ہے۔"

الپا نے کہا "بے شک۔ آپ حضرات یہ فرض کریں کہ ایک کارآمد ٹرانسفارمر مشین ہمارے پاس ہے اور ہمارے حمایتی تمام بڑے ممالک یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ان کے ذہین افراد کو بھی ٹیلی پیتھی سکھائیں تو کیا ہم سکھائیں گے؟"

کئی اکابرین نے بیک وقت کہا "ہرگز نہیں۔ اتنا بڑا طاقت ور علم کسی اور کو دے کر اسے اپنے برابر نہیں بنائیں گے۔ اپنے سے کمتر رکھیں گے۔"

"اور یہی امریکا کررہا ہے۔"

"لیکن مشین کی مرمت نہ ہونے سے اسے بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔"

"امریکا کے پاس مشین کا بلیو پرنٹ ہے۔ کیا وہ رازداری سے دوسری ٹرانسفارمر مشین تیار نہیں کررہا ہوگا؟"

اس بات پر سب چپ ہوکر سوچنے لگے پھر ایک دوسرے سے اس حقیقت پر تبادلۂ خیال کرنے لگے۔ آخر کار اعلیٰ افسر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا "اٹ از کنفرمڈ۔ ہمیں صرف اسی پہلو سے سوچنا چاہیے کہ وہ امریکی بڑی رازداری سے ایک نئی ٹرانسفارمر مشین بنارہے ہیں۔"

"الپا! کیا تم کسی طرح یہ راز معلوم نہیں کرسکتیں؟"

"رازداری کا مطلب ہے' سب سے پہلے یوگا جاننے والے افسران اپنے اکابرین کو بتائے بغیر ہی یہ کام کررہے ہیں ورنہ میں تو وہاں ایک ایک دماغ میں جاتی رہتی ہوں۔ اکابرین میں سے کسی کے بھی چور خیال سے یہ حقیقت ظاہر ہوجاتی۔"

"فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہماری لائن پر سوچ سمجھ رہے ہوں گے اور وہ یوگا جاننے والے افسران تک پہنچنے کی کوشش کررہے ہوں گے۔ تمہیں بھی کچھ کرنا چاہیے۔"

"میں کیا کروں۔ ایک بار نیلماں کے پاس گئی تھی' وہ خود پورس سے خوف زدہ ہوکر بھاگتی پھر رہی ہے۔ میں پھر جاکر دیکھتی ہوں۔ اگر اسے پورس سے نجات مل گئی ہوگی تو وہ میرے کسی کام آسکے گی۔"

اس ہال میں خاموشی چھاگئی۔ الپا وہاں سے چلی گئی تھی۔

○☆○

نیلماں کار کی پچھلی سیٹ پر آکر سادھو بابا کے چنگل میں پھنس گئی تھی۔ اس نے جس گردیو تنک دھاری کو ہلاک کیا تھا' وہ اس سادھو بابا کا چیلا تھا۔ سادھو بابا نے کہا "تم میرے چیلے کو ہلاک کرنے کے بعد ماری ماری پھر رہی ہو۔ تمہیں کہیں سکون سے رہنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ اس وقت بھی تم بھاگتے ہوئے میری آغوش میں آگئی ہو۔"

یہ کہہ کر وہ قہقہے لگانے لگا۔ ان قہقہوں سے یہی سمجھ آرہا تھا کہ وہ اپنے چیلے کی ہلاکت کا انتقام ضرور لے گا اور پتا نہیں اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا۔

وہ اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ مہاشکتی مان ہے۔ دنیا کا کوئی جادو اس پر اثر نہیں کرسکتا۔ اس کے جسم کی کھال گینڈے کی طرح سخت ہے۔ اس پر تیر' تلوار اور بندوق کی گولی کے زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ وہ اپنا لعاب زخموں پر لگاتا ہے اور زخم بھرجاتا ہے۔ اگر بندوق کی گولی جسم کے اندر پیوست ہوجائے تو وہ خود اپنے زخم کے اندر سرجری کے آلات گھسا کر گولی کو باہر نکال کر پھینک دیتا ہے اور لعاب سے اس زخم کو بھردیتا ہے۔

وہ بڑی آسانی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہا ہے پھر تو اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرسکتی تھی۔ اس نے اس کے ذہن کو ایک زبردست جھٹکا دیا۔ مگر... مگر کوئی ردِعمل نہیں ہوا۔ وہ خاموشی سے کھڑکی پر ہاتھ رکھے باہر دیکھ رہا تھا اور نیلماں اس کے ایک بازو کی گرفت میں رہ کر اپنے سر کو اس کے سینے پر سے ٹکائے رکھنے پر مجبور تھی پھر اس نے سہم کر پوچھا "تت.... تم کون ہو؟"

"یہ خیال دل سے نکال دو کہ میں اپنے چیلے کی ہلاکت کا انتقام تم سے لوں گا۔ میں نے سمجھ لیا تھا کہ تمہیں پونم کے جسم میں پہنچانے کے بعد اس کی نیت بدل گئی تھی۔ وہ تمہاری عزت سے کھیلنا چاہتا تھا۔ تم نے اسے ہلاک کرکے اپنی حفاظت کی ہے۔"

"یہ... یہ سب کچھ آپ کیسے جانتے ہیں؟"

"ویسے ہی جانتا ہوں جیسے تم میرے خیالات پڑھ کر میرے بارے میں جان سکتی ہو۔"

"آ... آپ خیالات بھی پڑھ لیتے ہیں۔"

"صرف پڑھتا نہیں ہوں۔ دماغ کو فولاد بنا کر بھی رکھتا ہوں۔ تم میرے اندر زلزلہ پیدا کرنے کی کوشش کرچکی ہو۔"

"ہے بھگوان! آپ انتریامی ہیں۔"

"ہم جو کچھ بھی ہیں' تمہارے باپ ہیں۔ ہم نے جس طرح تمہیں بازو میں لے کر تمہارا سر اپنے سینے سے لگایا ہے' ایسا ایک باپ ہی کرسکتا ہے۔ ہم سے ابھی نہ بولو۔ ہم تمہارا سر اپنی دھڑکنوں سے لگائے اپنی گمشدہ بیٹی کو یاد کررہے ہیں۔"

وہ خوشی سے نہال ہوگئی۔ اسے کوئی ہوس پرست دشمن نہیں' ایک ایسا باپ ملا تھا' جو پہاڑ سے زیادہ مضبوط تھا لیکن اپنی بیٹی کی جدائی میں ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ بڑی دیر تک اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھی رہی۔

وہ بولا "میرا نام گھنشام تارنگ ہے۔ سب مجھے گرو کہتے ہیں۔ گرو تارنگ۔ ہر برس ہمالیہ پربت پر جب برف گرنے لگتی ہے تو میں وہاں چھ ماہ تک تپسیا کرتا رہتا ہوں۔ ہر روز مجھ پر برف جم کر ایک اونچا ٹیلا بن جاتی ہے۔ میں اس برف کے اندر سے نکل کر بھوجن کرتا ہوں' پھر دھیان گیان میں ڈوب جاتا ہوں۔"

"بابا! اتنی سردی میں کوئی زندہ نہیں رہ سکتا اور آپ کے سر کے اوپر تک برف جم جاتی ہے؟"

"مجھ پر سردی' گرمی اور برسات کا اثر نہیں ہوتا۔ تم اپنے کام کی بات سنو۔ تمہیں تیج پال پر بہت بھروسا ہے لیکن وہ تمہیں اپنی داسی بنانا چاہتا تھا۔ پارس نے گولی مار کر اسے زخمی کیا۔ اس کے اصل چور خیالات پڑھے پھر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابع بنالیا تھا۔"

"لیکن میں نے اس کے عمل کو اپنی شکتی سے ختم کردیا ہے۔ تیج پال اب ہمارا معمول اور تابع رہے گا۔ اس کے پانچوں حواس غیر معمولی ہیں۔ وہ ہمارے بہت کام آئے گا اس لیے اسے زندہ رکھا ہے۔ تم اس کے باقی حالات اس کے دماغ میں پڑھ سکوگی۔"

"بابا! میرے لیے اس دنیا میں سب سے زیادہ خطرناک پورس ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ ایک طویل عرصے سے اس کے اور تمہارے حالات سے واقف ہوں۔ میں نے طے کیا تھا کہ تپسیا کے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد سب سے پہلے تمہیں بیٹی بناؤں گا۔ اس کے بعد دشمنوں سے نمٹا جائے گا۔"

"آپ مجھے پورس سے کیسے بچائیں گے؟"

"پارس اور پورس یہاں سے جارہے ہیں۔ انہیں جانے دو۔ جانے والے دشمنوں کو روک کر ٹکرانا دانش مندی نہیں ہے۔ یہ تمہارے لیے بہترین موقع ہے۔ میں تمہیں ایسی جگہ پہنچادوں گا جہاں تم تین ماہ تک کسی کی مداخلت کے بغیر تپسیا کرکے مکمل آتما شکتی حاصل کروگی۔"

"میرے مخالفین تپسّیا کے دوران میں میرے دماغ میں آسکتے ہیں۔"

"نہیں آئیں گے ..... میں تمہاری آواز اور لب ولہجہ بدل دوں گا۔ تمہارے پاس جو آنا چاہے گا' اس کی سوچ کی لہریں میرے دماغ میں آجائیں گی۔ تمہاری طرف کوئی نہیں جاسکے گا۔"

گرونارنگ نے یہی کیا۔ اسے ہمارے جیسے مخالفین سے دور کہیں پہنچا دیا۔ ہمیں اتنی فرصت بھی نہیں تھی کہ اس کی طرف توجہ دیتے۔ ہم نے پورس کو سمجھا دیا تھا کہ وہ کئی ماہ تک بھاگتی دوڑتی رہی ہے۔ کافی سزا پاچکی ہے۔ اس سے انتقام لینے کے لیے پونم کے جسم کو ہلاک نہیں کرنا چاہیے لہٰذا نیلماں کو فی الحال نظر انداز کردیا جائے۔

لیکن الپا نے اپنے اکابرین سے کہا تھا کہ وہ ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں امریکی چالبازیوں کو سمجھنے کے لیے نیلماں سے مدد لے گی لہٰذا وہ خیال خوانی کے ذریعے نیلماں کے دماغ میں پہنچنا چاہتی تھی لیکن گرونارنگ کے دماغ میں پہنچ گئی۔

گرونارنگ نے کہا "نیلماں کچھ عرصے تک کسی سے رابطہ نہیں رکھے گی لیکن تمہارا پیغام اسے پہنچایا جاسکتا ہے۔"

الپا نے کہا "میں نہیں جانتی' آپ کون ہیں؟ نیلماں میری دوست ہے اور میرا نام الپا ہے۔ وہ میرے دماغ میں آسکتی ہے۔"

"اچھا تم الپا ہو۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتیں کہ میں نیلماں کا باپ گرو گھنشام نارنگ ہوں۔"

"جہاں تک میری معلومات ہیں' نیلماں کی آتما ڈیڑھ سو برس سے زیادہ پرانی ہے۔ اتنی پرانی آتما کا باپ کہاں سے آگیا؟"

"جہاں سے تم سب کے باپ آتے ہیں اور ان کے بغیر تم میں سے کوئی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر اس سائنسی ترقی کے دور میں مانتی ہو کہ اس کی آتما ڈیڑھ سو برس پرانی ہے تو یہ بھی مان لو کہ میں اس سے بھی زیادہ پرانا ہوں۔ وہ آتما شکتی کھو چکی تھی۔ میری آتما شکتی برقرار ہے۔ میں یہ ثابت کرنے کے لیے تمہارے جسم سے آتما کو نکال کر خود اس میں سما سکتا ہوں پھر دنیا تمہیں الپا ... سمجھے گی لیکن میں گرو گھنشام نارنگ' الپا بن کر زندہ رہوں گا۔ کیا ابھی یہ تماشا دیکھو گی۔"

"نہیں۔ پلیز نیلماں کو میرا پیغام دے دینا کہ کسی وقت بھی مجھ سے رابطہ کرے۔"

یہ کہتے ہی وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ یہ جادوگر بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کئی بار نیلماں کو جسم بدلتے دیکھ چکے ہیں۔ یہ اچھا ہے کہ وہ پھر اپنی آتما شکتی مکمل کررہی ہے۔ وہ میری دوست ہے۔ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس کے برعکس میری بہت مدد کرے گی۔

اس نے اپنے یہودی اکابرین سے کہا "نیلماں ابھی ہمارے کام نہیں آسکے گی۔ آج پتا چلا کہ اس کا باپ زندہ ہے۔ اس کا نام گرو گھنشام نارنگ ہے۔ وہ مکمل آتما شکتی کا مالک ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "تمہیں اس کے باپ سے مدد مانگنا چاہیے تھی۔"

"کوئی دوستی کے بغیر مدد نہیں کرتا۔ جب نیلماں اپنے باپ کو بتائے گی کہ میں اس کی اچھی دوست ہوں۔ تب وہ میری مدد کرے گا۔"

ایسے وقت الپا نے اپنے دماغ میں گرونارنگ کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "پریشانی کیا ہے' بتاؤ؟"

وہ حیرانی سے بولی "تم میرے دماغ میں آئے ہو اور میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روکی۔ گرونارنگ نے ہنستے ہوئے کہا "جتنی دیر بھی سانس روکتی رہو۔ مجھے دماغ سے نہیں نکال سکو گی۔ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی کسی نہ کسی طرح دماغ میں پہنچ جاتے ہیں' یہ تم دیکھ رہی ہو۔"

"اوہ گاڈ! آپ تو بہت بڑی غیر معمولی شکتی رکھتے ہیں۔ کیا آپ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر بھی جاسکتے ہیں۔"

"نہیں۔ وہ مجھے محسوس کرلیں گے اور میں بھی انہیں اپنے اندر محسوس کرکے سانس روک سکتا ہوں۔"

"پارس اور پورس عام ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ آپ ان کے اندر جاسکتے ہیں؟"

"نہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر روحانی عمل کیا گیا ہے۔ میں پورس کے دماغ میں گیا تھا۔ وہ مجھے محسوس کرتے ہوئے جیسے انجان بنا ہوا تھا۔ یہاں جمنا داس بنا ہوا ہے اور اسی جمنا داس کی شخصیت سے تعلق رکھنے والے خیالات اس کے دماغ سے ابھر رہے تھے۔ اس کے چور خیالات بھی اسے جمنا داس ظاہر کررہے تھے۔"

"پھر آپ نے نیلماں ... کو پورس سے کس طرح بچا کر رکھا ہے؟"

"میں نے نیلماں کی شخصیت' اس کی آواز اور لب ولہجہ بدل دیا ہے اور یہ عمل کیا ہے کہ جو بھی نیلماں کے پاس آنا چاہے اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر میرے پاس آجایا کریں گی۔ جس طرح تم میرے پاس آئی تھیں۔"

"مجھے خوشی ہے کہ آئندہ نیلماں بھی آپ کی طرح مہا شکتی مان بن جائے گی۔ آپ میری طرف سے اسے کامیابی پر پیشگی مبارک باد دیں۔"

"تم بتاؤ پریشانی کیا ہے؟"

وہ بتانے لگی کہ اسے شبہ ہے کہ امریکی بڑی راز داری سے ایک نئی ٹرانسفارمر مشین تیار کررہے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کی ہوں گی۔ اس کے باوجود وہ بھی خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

"میں ابھی آتما ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کرتا ہوں۔ تم چند منٹ تک انتظار کرو' میں ابھی آتا ہوں۔"

گرونارنگ اس کے دماغ سے چلا گیا۔ وہ خوش ہو کر یہودی اکابرین سے بولی "بابا صاحب کے ادارے والوں کی طرح گرونارنگ آتما ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ تم سب کے لیے خوش خبری کہ نیلماں کی غیر موجودگی میں وہ گرو ہمارے مددگار بن گئے ہیں۔ وہ ابھی چند منٹ بعد اس نئی تیار ہونے والی ٹرانسفارمر مشین کے بارے میں ہمیں بتانے والے ہیں۔

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک۔ یہ بہت بڑی خوش خبری ہے لیکن کیا یہ تمہارا نقصان نہیں ہے کہ وہ تمہارے دماغ میں چلے آتے ہیں؟"

"ایک طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ میں نقصان اٹھاسکتی ہوں لیکن بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں کرسکتی۔ میں نے سانس روک کر انہیں دماغ سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہی۔ ویسے آئندہ ہماری پالیسی ... گی کہ ہم نیلماں اور گرونارنگ کو ہر قیمت پر دوست بنائے رکھیں گے۔"

اسی وقت فیکس کے ذریعے امریکا سے خبر موصول ہوئی۔ اس میں لکھا تھا "پچھلے دنوں روس نے اعلان کیا تھا کہ وہ ایک جدید بلاسٹک میزائل کا تجربہ کرنے والا ہے۔ آج امریکی وقت کے مطابق صبح دس بجے اس نے دو میزائل ہمارے ملک کے شمالی حصے الاسکا میں داغے ہیں۔ الاسکا کے اس حصے میں ایک سرکاری زمین دوز اسلحہ فیکٹری تھی۔ وہ بری طرح تباہ ہوگئی ہے۔ سیکڑوں افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ ہم اس جارحانہ کارروائی کے خلاف اقوامِ متحدہ میں روس سے جواب طلب کرنے والے ہیں۔"

یہ فیکس پڑھتے ہی الپا خیال خوانی کے ذریعے روسی فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اسے اپنے اندر محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا "یہ کیا ہوگیا؟ ہم نے امریکی حکام کے مشوروں کے مطابق ان میزائلوں کو بابا صاحب کے ادارے کی طرف چھوڑا تھا۔ پہلے کی طرح دوسری بار بھی بابا صاحب کے ادارے پر حملہ ناکام رہا ہے جب کہ ہم نے بڑی راز داری سے یہ کام کیا تھا اور یہ یقین ہوگیا تھا کہ فرہاد' سونیا اور ان کے تمام اہم ٹیلی پیتھی جاننے والے افراد ادارے میں موجود ہیں۔ ہمارے حملے سے وہ سب کے سب مارے جائیں گے۔"

خیال خوانی کے دوران میں الپا نے گرونارنگ کی آواز سنی "الپا! تم نے اس کے خیالات پڑھے۔ روس نے امریکا کے مشورے سے حملہ کیا تھا لیکن وہاں میزائل پیڈ کے فوجی یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ غائب دماغ رہ کر الاسکا کی طرف میزائل داغ رہے ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ الاسکا کی زیرِ زمین فیکٹری میں نئی

ٹرانسفارمر مشین تیار ہو چکی ہے، جس کے اب پرخچے اڑ گئے ہیں۔"
وہ حیرانی سے بولی۔ "اچھا تو انہوں نے وہ مشین الاسکا میں تیار کی تھی؟"
"ہاں اور کامیابی سے تیار کی تھی۔ انہوں نے اب تک دو درجن امریکی ذہین اور دلیر افراد کو اس مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ ان میں سے چھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے روس کے اس میزائل پیڈ کے افسروں اور فوجی جوانوں کے دماغوں میں موجود تھے تاکہ اس بار حملہ کامیاب رہے اور بابا صاحب کا ادارہ تباہ ہو جائے۔"
"کیا روسی افسروں اور فوجی جوانوں کو معلوم تھا کہ امریکا سے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی مدد کے لیے آئے ہیں؟"
"نہیں۔ حکومت روس کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ امریکا نے الاسکا میں ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے اور اس کے فوجی غائب دماغ ہو کر اسی مشین کو اس کے خفیہ اڈے سمیت تباہ کر چکے ہیں۔"
"ان امریکی اکابرین نے بڑی چالبازی دکھائی تھی۔"
"تمام امریکی اکابرین ایسی چالبازی سے بے خبر تھے۔ صرف چند یوگا جاننے والے افسروں اور فوجی جوانوں نے یہ پلاننگ کی تھی جو نہایت تجربہ کار مکینک اور انجینئرز وہاں لے جائے گئے تھے انہیں ڈیڑھ ماہ تک گونگے قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔ یہ سختی سے کہا گیا تھا کہ ان کے منہ سے ایک ذرا سی آواز بھی نکلے گی تو انہیں گولی مار دی جائے گی۔ وہ ایک دوسرے سے تحریر کے ذریعے یا اشاروں کے ذریعے باتیں کرتے تھے۔"
"کیا امریکی اکابرین کو اب تک یہ معلوم نہیں ہو پایا کہ ان کے ملک میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہو چکی ہے اور ان کے دو درجن قابل افراد ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر چکے ہیں؟"
"انہیں پرسوں شام کو یہ خوش خبری سنائی گئی تھی۔ انہوں نے اتنی بڑی کامیابی پر رات بھر جشن منایا تھا۔ انہیں صرف یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس مشین کو الاسکا کے ایک زیر زمین اڈے میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ جب وہ اڈا خود ان کی پلاننگ سے تباہ ہو گیا تو ایک یوگا جاننے والا افسر اتفاق سے بچ گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے انتقال کی خبر سن کر شکاگو گیا ہوا تھا۔ اس نے امریکی اکابرین کو بتایا تب انہیں پتا چلا کہ انہوں نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے لیکن وہ روس کو الزام دے رہے ہیں۔"
الپا نے کہا "لیکن وہ اس مسئلے کو اقوام متحدہ تک نہیں لے جائیں گے کیونکہ وہ حملہ دونوں کی ملی بھگت سے ہوا تھا اور امریکا کبھی یہ ظاہر نہیں کرے گا کہ ایسے حملے کے باعث کروڑوں ڈالرز کی ٹرانسفارمر مشین برباد ہو گئی ہے۔"
"ویسے مشین کے برباد ہونے سے پہلے وہ چوبیس عدد ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر چکے ہیں۔"
"ہاں مگر وہ ناتجربہ کار ہیں۔ میزائل داغنے کے وقت ان کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں افسروں اور فوجی جوانوں کے دماغوں میں تھے۔ اس کے باوجود انہیں غائب دماغ ہونے اور غلط ٹارگٹ پر داغنے سے نہ روک سکے۔"
"اس یوگا جاننے والے افسر نے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی ناتجربہ کاری کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ آئندہ وہ انہیں اچھی طرح ٹریننگ دینے کے بعد بھی کھل کر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے مقابلے پر نہیں بھیجے گا بلکہ انہیں بڑی رازداری سے اہم معاملات میں استعمال کرے گا۔"
"آپ مہا شکتی مان ہیں۔ کیا ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں پہنچ سکتے ہیں؟"
"پہنچنے کا کوئی ذریعہ ہونا چاہیے۔ یوگا جاننے والے افسر نے پرسوں رات اپنے اکابرین کو مشین کے سلسلے میں خوش خبری سنائی تھی۔ میں نے دو چار اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر ان کی یادداشت سے معلوم کیا کہ اس یوگا جاننے والے کا لب و لہجہ کیسا تھا؟ اس طرح میں اس یوگا جاننے والے اور اس کے چھ خیال خوانی کرنے والوں کے دماغوں میں پہنچ چکا ہوں۔"
"کیا باقی اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ سے بچے ہوئے ہیں؟"
"ہاں وہ اٹھارہ افراد دوسرے یوگا جاننے والوں کے ماتحت تھے۔ وہ تمام یوگا جاننے والے افسران اس اڈے میں مر چکے ہیں۔"
"پھر تو وہ اٹھارہ بھی مر چکے ہوں گے۔"
"نہیں۔ ان سب کو ٹرانسفارمر مشین کے مرحلوں سے گزارنے کے بعد میڈیکل ٹریٹ منٹ کے لیے دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا تھا۔ وہ اٹھارہ خیال خوانی کرنے والے زندہ ہیں۔"
"پھر تو وہ اپنے کروڑوں ڈالرز کا نقصان اس لیے برداشت کر لیں گے کہ ان کے ملک میں چوبیس عدد خیال خوانی کرنے والے مزید پیدا ہو گئے ہیں اور یہ ہمارے لیے دردِ سر بنے رہیں گے۔"
"فکر نہ کرو۔ میں جو ہوں۔ ان کے چھ خیال خوانی کرنے والوں تک پہنچ چکا ہوں۔ باقی اٹھارہ کو بھی تلاش کرنے میں ذرا وقت لگے گا لیکن میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ نیلماں کو آتما شکتی مکمل کر لینے دو پھر ہم اپنی ایک ایسی مضبوط ٹیم بنائیں گے کہ دنیا دیکھے گی۔ ہم اگر روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے برتر نہ ہو سکے تو ان سے کمتر بھی نہیں رہیں گے۔ اب میں جا رہا ہوں۔"
وہ چلا گیا۔ الپا نے اپنے اکابرین کو امریکی ٹرانسفارمر مشین اور ان کے چوبیس عدد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا پھر امریکی فیکس کے جواب میں اپنی طرف سے ایک فیکس روانہ کیا۔ اس میں لکھا تھا۔
"کیا آپ حضرات روس کے خلاف اقوام متحدہ میں کچھ بول سکیں گے؟ نہیں۔ ہمیں نادان نہ سمجھیں۔ آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہمارے ملک میں بھی یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہو۔ آپ نے بڑی رازداری سے وہ مشین تیار کی۔ چوبیس عدد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کیا۔ ایک روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والا پہلے ہی آپ کے پاس تھا۔ آپ کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ان فوجی افسروں اور جوانوں کے دماغوں میں تھے جنہوں نے بابا صاحب کے ادارے کی طرف میزائل داغے تھے اور آپ کے مشورے پر انہوں نے ایسا کیا تھا لیکن نتیجہ سامنے ہے۔ آپ کی اس مشین کے پرزے پرزے ہو گئے ہیں۔ ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم نے پہچان لیا ہے۔ باقی اٹھارہ کے بارے میں بھی معلوم کر لیں گے کہ وہ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں۔ اب آخری اور اہم بات یہ کہنا ہے کہ الپا کو تنہا سمجھ کر ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرنے کی نادانی نہ کرنا۔ یہ نادانی بہت مہنگی پڑے گی۔ دیٹس آل۔"
امریکی اکابرین نے وہ فیکس پڑھا۔ ایک حاکم نے کہا "تعجب ہے، ان یہودیوں کو ہمارے اندر کے حالات کیسے معلوم ہو گئے؟ الپا یوگا جاننے والے ہمارے افسران کے دماغوں میں نہیں جا سکتی تھی اور ہم میں سے کوئی اس رازداری سے بننے والی مشین کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ وہ ہمارے دماغوں سے بھی یہ راز معلوم نہیں کر سکتی تھی۔"
دوسرے نے کہا "واقعی یہ حیرانی کی بات ہے۔"
فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بابا صاحب کے ادارے میں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ ہمارے یوگا جاننے والے افسران کے اندر گئے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے الپا کو بتایا ہو۔"
فرہاد کی پوری فیملی الپا سے نفرت کرتی ہے۔ وہ یہ راز اسے کیوں بتائیں گے؟"
"اسرائیل کو امریکا سے متنفر کرنے کے لیے بتا سکتے ہیں۔"
"الپا نے دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے کچھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی نظروں میں آ گئے ہیں۔"
"ایک افسر نے ناگواری سے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ کہو۔ باقی اٹھارہ خیال خوانی کرنے والوں کو شکاگو کے ہسپتال میں بھیج دیا گیا تھا۔ وہ زندہ ہیں۔ اس اسپتال سے جا چکے ہیں لیکن ان میں سے کسی نے ہم سے رابطہ نہیں کیا۔ وہ سب ہمارے امریکی وفادار تھے۔ اب بے وفائی دکھا رہے ہیں۔"
"ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔ وہ کسی مجبوری کے باعث روپوش ہوں گے۔ وہ وفادار ہیں، ضرور ہم سے رابطہ کریں گے۔"
ایک نے طنز سے کہا "وہ اس طرح کہ چھ خیال خوانی کرنے والے الپا کے قابو میں ہوں گے۔"
دوسرے نے کہا "کیسے قابو میں ہوں گے؟ کیا اس نے ٹیلی پیتھی میں پہلے سے زیادہ کمال حاصل کر لیا ہے؟ کوئی جادو سیکھ لیا ہے؟ کیا وہ ڈینگیں نہیں مار سکتی۔ ہم نے کسی یہودی کو ٹیلی پیتھی سیکھنے نہیں دی۔ اس کے جواب میں وہ بڑی بڑی باتیں کر کے ہم پر دھونس جما رہی ہے۔"
"سانچ کو کیا آنچ؟ ذرا الپا سے ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام پوچھے جائیں۔ ابھی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔"
الپا ان کی باتیں سنتے ہی ایک حاکم کے دماغ سے فوراً نکل کر گروناریگ کے پاس چلی گئی۔ ایک امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم سے رابطہ کیا اور کہا "ہم نے آپ کا روانہ کردہ فیکس پڑھا ہے۔ اس فیکس کی کچھ باتیں متنازعہ ہیں۔ فی الحال ہم الپا سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔"
برین آدم نے کہا "الپا پتا نہیں کہاں مصروف ہے۔ اسے بلانے میں ذرا وقت لگے گا۔ آپ اس سے سوال کیا کرنا چاہتے ہیں؟"
"سوال یہ ہے کہ اسے یہ غلط بات کس نے بتائی کہ ہم لوگوں سے چھپ کر نئی ٹرانسفارمر مشین تیار کر رہے تھے؟ پھر الپا اگر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی نظروں میں ہیں یا اس کے قابو میں ہیں تو وہ ان چھ افراد کے صرف نام بتا دے۔"
برین آدم نے کہا "آپ پانچ منٹ انتظار کی زحمت گوارا کریں۔ ہم ابھی الپا سے رابطہ کر رہے ہیں۔"
تین منٹ کے بعد ہی الپا آ گئی۔ اس نے برین آدم سے امریکی فوجی افسروں کے سوالات سنے پھر خیال خوانی کے ذریعے امریکی اکابرین کے پاس پہنچ کر کہا "میں الپا آپ کے درمیان ہوں۔ کاغذ قلم اٹھائیں اور ان چھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام لکھیں۔"
وہ ایک ایک نام بتانے لگی۔ گروناریگ نے اسے ان سب کے نام بتا دیے تھے۔ امریکی افسر کو تمام چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام معلوم تھے۔ اس نے کہا "بے شک، ان چھ افراد کے یہی نام ہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"
"مجھ سے میرا طریقۂ کار نہ پوچھو۔ باقی اٹھارہ کو ڈھونڈ نکال کر بتاؤں گی کہ میں کیا چیز ہوں۔"
انہوں نے مزید سوالات کے لیے اسے مخاطب کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ وہ انہیں حیران اور پریشان چھوڑ کر چلی گئی تھی اور سب ایک ہی بات اس وقت سوچ رہے تھے کہ اپنے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کس طرح رابطہ کر کے ان کی حفاظت کریں۔

○☆○

چند اسلامی ممالک کے سربراہان نے شام کے حکام کے پاس اپنے نمائندوں کے ہاتھ ایک ایک خط لکھ کر بھیجا تھا۔ ان سربراہان ...... کے خطوط کا مشترکہ متن یہ تھا کہ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک سے دوستی ضرور رکھنی چاہیے لیکن بابا

صاحب کے ادارے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس ادارے کے نمائندوں کو اپنے ملک سے جانے دیا گیا۔ انہیں روک کر اور دونوں طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر میانہ روی اختیار نہیں کی گئی۔ یہ سیاسی مصلحتوں کے خلاف ہے۔

بابا صاحب کے ادارے کی بڑھتی ہوئی طاقت نے اور ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک پر برتری حاصل کرنے کی صلاحیتوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ کسی بھی ایٹمی قوت رکھنے والے ملک سے کم نہیں ہیں۔ بحیثیت مسلمان اس ادارے کی قدر کرنے سے غیر مسلم قومیں ہم سے برتر نہیں ہوں گی اور نہ ہی بابا صاحب کے ادارے سے دوستی کرنے پر دوسرے ممالک اعتراض کرسکیں گے۔ ہمارے لیے یہ بہتر ہوگا کہ ہم اپنی خارجہ پالیسیوں پر عمل کرنے کے لیے آزاد رہیں۔

آپ اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ ان تمام بڑے ممالک نے ایک دوسرے کے فوجی اڈوں پر حملے کیے۔ اس کے بعد بھی وہ ایک دوسرے کے دوست رہے۔ روس نے الاسکا میں نہ جانے کیوں میزائل داغے؟ اس کے باوجود وہ سب متحد رہیں گے اور اسلامی ممالک ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچانے کے باوجود آپس میں اتحاد قائم نہیں رہ سکتے۔ آخر کیوں؟

آیئے ہم ان حالات پر غور کریں۔ اہم افراد کی ایک خفیہ اسلامی کانفرنس منعقد کریں اور دانش مندی سے اتحاد کا راستہ نکالیں۔ ہمیں اپنا صرف آج نہیں دیکھنا ہے۔ دنیا کے نقشے پر باوقار اسلامی ممالک کہلانے کے لیے اپنا آنے والا کل بھی بنانا ہے۔

یہ خطوط ان اسلامی ممالک کے نمائندے لائے تھے' جو پوری طرح امریکا کے زیر اثر نہیں تھے۔ وفادار کے محل میں رہنے والے امریکی مشیر کارزمیسن نے اپنی سراغ رساں سیکریٹری جولی کو ان خطوط کے بارے میں بتایا۔ جولی نے وہ خطوط محل کے ایک ریکارڈ روم سے چرالیے۔ انہیں امریکا تک پہنچانا ضروری تھا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ ایک خفیہ اسلامی کانفرنس ہوسکتی ہے اور اس طرح وہ اسلامی ممالک امریکا سے بغاوت کا پہلا قدم اٹھانے والے ہیں۔

جولی نے رسمی طور پر مشیر کارزمیسن سے چھٹی لی تاکہ خود ان خطوط کو امریکی یوگا جاننے والے تک پہنچائے۔ اگر وہ فیکس کرتی تو ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی اکابرین کے دماغ سے معلوم کرلیتے۔ جب وہ دمشق میں میرے ساتھ ایک مقامی باشندے کے گھر میں تھی تو میں نے اسے معمول اور تابع بنالیا تھا۔ وہ میرے عمل کے مطابق بھول گئی تھی کہ اسے تابع بنایا گیا ہے۔

وہ ایک فلائٹ سے اس لیے بھی امریکا جارہی تھی کہ اپنی چھوٹی بہن جینی سے لندن کے ایک پاگل خانے میں ملاقات کرنا چاہتی تھی۔ جینی نوجوان تھی لیکن بچپن سے ابنارمل تھی۔ رفتہ رفتہ اس کا پاگل پن بہت خطرناک ہوگیا تھا لہٰذا علاج کے لیے اسے پاگل خانے میں رکھا گیا تھا۔

ڈاکٹروں کی رپورٹ تھی کہ اب وہ کچھ نارمل ہوتی جا رہی ہے۔ کچھ عرصے بعد اسے پاگل خانے سے لے جایا جاسکے گا۔ طیارے میں بیٹھی جینی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ طیارہ لندن کی طرف پرواز کررہا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر فہمی بیٹھی ہوئی تھی۔ علی اس سے پہلے لندن چلا گیا تھا اور وہیں ائرپورٹ پر اس سے ملنے والا تھا۔

فہمی نے اس سے پوچھا "کیا تمہارے پاس لائٹر ہوگا۔"

جولی نے خیالات سے چونک کر اسے دیکھا' پھر اپنے پرس سے ایک لائٹر نکال کر دیتے ہوئے کہا "یہاں سگریٹ پینے کی ممانعت ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔ اسی لیے ٹائلٹ میں جاکر دو چار کش لگاؤں گی۔"

جولی نے پوچھا "کیا تم چرس کی عادی ہو؟"

فہمی نے مسکرا کر کہا "بڑی تیز نظر رکھتی ہو۔ کیا جاسوسہ ہو؟"

وہ ناگواری سے بولی "اونہہ۔ تمہارا نشہ ٹوٹ رہا ہوگا۔ اپنا شوق فرماؤ۔"

فہمی سیٹ سے اٹھ کر درمیانی راہداری سے چلتی ہوئی ٹائلٹ کے دروازے پر آئی۔ اسے کھول کر اندر آنے کے بعد بند کیا۔ لباس کے اندر سے ایک بڑا سا لفافہ نکالا۔ اس لفافے میں وہ خطوط تھے' جنہیں اسلامی ممالک کے سربراہان نے شام کے دارالحکومت میں لکھا تھا۔ جولی لندن میں ایک دن قیام کرنے کے بعد ان خطوط کو واشنگٹن پہنچانے والی تھی۔

فہمی نے لائٹر کو آن کیا پھر اس بڑے سے لفافے کے ایک کونے کو آگ دکھائی۔ اس آگ نے بڑھتے بڑھتے پورے لفافے کو جلا ڈالا۔ فہمی نے اس کی راکھ کو کموڈ میں ڈال کر بہا دیا۔ آئینے میں دیکھ کر اپنا لباس درست کیا۔ بالوں پر برش کیا پھر دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

اس وقت علی نے مخاطب کیا "کام ہوگیا؟"

"میں ایک گھنٹے میں پہنچنے والی ہوں۔"

"میں ائرپورٹ پر تمہارا انتظار کررہا ہوں۔ یہاں دو شیطان بھی موجود ہیں۔"

"کون؟ پارس اور پورس؟"

"ہاں ان سے بڑا شیطان کون ہوگا۔ پتا نہیں کس لیے آئے ہیں۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگے' جولی سے رشتے داری نبھانے آئے ہیں۔ اس کے ساتھ کہیں جائیں گے۔"

فہمی نے کہا "جولی تو پاگل خانے اپنی بہن سے ملاقات کرنے جائے گی۔"

"اچھا ہے۔ یہ دونوں بھی پاگل خانے ہی چلے جائیں۔"

فہمی نے اپنی سیٹ پر واپس آکر جولی کو لائٹر دیتے ہوئے کہا "شکریہ' تمہارا لائٹر بہت کام آیا ہے۔"

وہ لائٹر لے کر بولی "میں نشہ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتی۔ پہلے معلوم ہوتا تو تمہیں لائٹر بھی نہ دیتی۔"

فہمی نے حیرانی سے پوچھا "نشہ؟ کیا تم سمجھتی ہو کہ میں نشہ کرتی ہوں؟"

"نہیں کرتی ہو تو یہ لائٹر کیوں لے کر گئیں؟"

"تعجب ہے۔ ایک تو میں نے تمہارا کام کیا۔ اوپر سے مجھے ہی نشے باز کہہ رہی ہو۔"

"میرا کام؟ تم نے میرا کون سا کام کیا ہے؟"

"کیا تم اتنی جلدی بھول جاتی ہو؟ تم نے اپنی اٹیچی سے ایک لفافہ نکال کر دیا تھا پھر یہ لائٹر دے کر کہا تھا کہ میں ٹائلٹ میں جاؤں اور اس لفافے کو جلا کر اس کی راکھ کموڈ میں بہا دوں۔ تم نے جو کہا' وہ میں نے کردیا۔"

جولی ایک دم ..... اچھل کر کھڑی ہوگئی۔ اوپر رکھی ہوئی چھوٹی سی اٹیچی کو اٹھا کر سیٹ پر بیٹھ کر کھولنے لگی۔ فہمی نے پوچھا "کیا وہ کسی بدمعاش کے لَو لیٹرز تھے؟"

وہ چیخ کر بولی "شٹ اپ!"

تمام آگے پیچھے بیٹھے ہوئے مسافر اپنے اپنے سر گھما کر دیکھنے لگے۔ وہ اپنی اٹیچی کی ایک ایک چیز نکال کر دیکھ رہی تھی۔ بڑا سا لفافہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ غصے سے بولی "میرا وہ بڑا سا لفافہ کہاں ہے؟"

فہمی نے کہا "میں کیا جانوں؟ میں نے تو تمہاری اٹیچی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے۔"

"تم نے اسے چرایا ہے؟"

ائرہوسٹس اور اسٹیورڈ وغیرہ آگئے۔ فہمی نے ان سے کہا "یہ خاتون کچھ ابنارمل ہے۔ اس کی اٹیچی لاکڈ تھی۔ چابی اس کے پاس تھی اور یہ مجھے الزام دے رہی ہے کہ میں نے اس کا ایک لفافہ چرایا ہے۔"

جولی نے کہا "صرف چرایا نہیں اسے جلا کر کموڈ میں ڈال دیا ہے۔"

"میرے پاس ماچس یا لائٹر نہیں ہے۔ میں کیسے جلاؤں گی؟"

"تم نے میرے اس لائٹر سے جلایا ہے۔"

"یہ دیکھیں۔ لائٹر خود اس کے ہاتھ میں ہے اور مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں نے چوری بھی کی ہے اور اس لفافے کو جلانے کے لیے اس کا لائٹر لیا ہے۔ پلیز اسٹیورڈ! اس عورت کو سنبھالیں یا میری سیٹ بدل دیں۔ میں ایک پاگل کے پاس نہیں بیٹھوں گی۔"

"پاگل؟ تم نے مجھے پاگل کہا ہے؟"

"اور کیا کہوں؟ تم نے ایک گھنٹے پہلے مجھ سے کہا تھا کہ لندن کے ایک پاگل خانے جارہی ہو۔ ہر سال دو بار چیک اپ کے لیے جاتی ہو۔"

"ہاں میں پاگل خانے جارہی ہوں لیکن اپنے چیک اپ کے لیے نہیں بلکہ....."

ائرہوسٹس نے جولی کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا "پلیز یوں نہ چلائیں۔ آپ کو اتنے مسافروں کے درمیان نارمل رہنا چاہیے۔"

وہ فہمی کی مرضی کے مطابق بولی "کیا میں نارمل نہیں ہوں؟ ابھی دروازہ کھولو۔ میں چلی جاؤں گی۔"

تمام مسافر قہقہے لگانے لگے۔ ائرہوسٹس اور اسٹیورڈ کو بھی بے ساختہ ہنسی آگئی۔ جولی اپنی اٹیچی اور پرس لے کر وہاں سے جانا چاہتی تھی۔ ائرہوسٹس نے اسے روکتے ہوئے کہا "سنیے! اناؤنس منٹ ہورہا ہے۔ ہم لندن پہنچنے والے ہیں۔ پلیز بیٹھ جائیں اور سیٹ بیلٹ باندھ لیں۔"

اسے سمجھا بجھا کر بٹھا دیا گیا۔ وہ سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے سوچنے لگی "خواہ مخواہ جھگڑا کررہی تھی اور اس لفافے کی اہمیت کو بھول رہی تھی۔ اتنا اہم لفافہ آخر کہاں چلا گیا؟"

اس نے گھور کر فہمی سے پوچھا "اے! تم نے مجھ سے لائٹر نہیں لیا تھا؟"

فہمی نے کہا "مجھے تم سے ڈر لگتا ہے۔ تم کہو گی لیا تھا تو ہاں میں نے لیا تھا۔ اگر کہو گی نہیں لیا تھا تو میں کہوں گی نہیں لیا تھا۔ بولو مجھے کیا جواب دینا چاہیے؟"

"اس لائٹر سے اہم وہ لفافہ تھا۔"

"کیا تم نے مجھے لفافہ دیا تھا؟"

"نہیں۔ تمہیں نہیں دیا تھا مگر وہ کہاں چلا گیا؟"

"جب یہ جہاز دمشق سے پرواز کرنے لگا تو ایک نوجوان عورت نے تمہارے پاس آکر کہا' مجھے اپنی اٹیچی دے دو۔ میں تمہاری سہیلی ہوں' تم نے اسے اٹیچی دی۔ وہ لے گئی۔ تھوڑی دیر بعد آکر واپس کرتی ہوئی بولی۔ شکریہ! میرا نام فہمی ہے۔ فہمی علی تیمور۔"

یہ سنتے ہی جولی اچھل کر کھڑی ہونا چاہتی تھی لیکن سیٹ بیلٹ بندھی ہوئی تھی۔ اسے کھولنے کا وقت بھی نہیں تھا۔ جہاز رن وے پر اتر رہا تھا۔ وہ فہمی سے بولی "جہاز جیسے ہی رکے' مجھے بتاؤ' وہ عورت کون تھی؟"

"میں کیسے بتا سکتی ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہے' میں اس وقت سر جھکائے ایک میگزین پڑھ رہی تھی۔ میں نے اس عورت کی آواز سنی تھی لیکن اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔"

وہ غصے سے تلملا کر رہ گئی۔ فہمی کو صورت سے نہیں پہچانتی تھی۔ ائرپورٹ پر امیگریشن کاؤنٹر پر اس نے ایک ایک عورت کو توجہ سے دیکھا۔ ایک جاسوسہ کی حیثیت سے تاڑنے کی کوشش کی۔ فہمی نے جب اپنا پاسپورٹ کاؤنٹر پر پیش کیا تو اس کا نام فہمیدہ علی تیمور لکھا ہوا تھا۔ جولی نے چیخ کر کہا "تم؟ تم جہاز میں میرے پاس بیٹھ کر فراڈ کررہی تھیں؟"

اس نے فہمی کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ مارنا چاہا۔ وہ جھک گئی۔ اس کا ہاتھ لوہے کی جالی پر لگا۔ فہمی نے مسافروں سے کہا "آپ سب گواہ ہیں سفر کے دوران میں بھی یہ پاگل عورت میرے پیچھے پڑ گئی تھی۔" دو سپاہیوں نے جولی کے دونوں بازوؤں کو جکڑ لیا۔

کئی مسافر کہنے لگے کہ وہ عورت پاگل ہے۔ پتا نہیں کیوں ائر لائن والے کسی پاگل کو تنہا سفر کرنے دیتے ہیں۔

فہمی وہاں سے چلی آئی۔ علی اس کا منتظر تھا۔ اس نے مسکرا کر اس کی اٹیچی لے کر کہا "میں تمہارے اندر رہ کر سارے تماشے دیکھ رہا تھا۔"

فہمی نے پوچھا "وہ دونوں شیطان کہاں ہیں؟"

"یہیں کہیں ہیں۔ اب وہ جولی کے ساتھ آگے جائیں گے۔"

وہ دونوں پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگے۔ پارس نے ایک پولیس افسر کو چند کاغذات دکھا کر کہا "اس فلائٹ سے ایک پاگل عورت جولی آرہی ہے۔ وہ عام طور سے نارمل رہتی ہے۔ کبھی کبھی اس کی ذہنی رو بہک جاتی ہے۔ سائیکولوجسٹ اور دوسرے ڈاکٹروں نے اسے پاگل خانے میں رکھنے کے مشورے دیے ہیں۔"

پولیس افسر نے کاغذات پڑھے۔ ایسے ہی وقت تین سپاہی جولی کو پکڑ کر لگیج ہال سے باہر لا رہے تھے۔ پارس نے کہا "یہی مس جولی ہیں۔ پلیز ہمیں اجازت دیں۔ ہم اسے لے جائیں گے۔"

افسر نے سپاہیوں کو حکم دیا "مس جولی کو چھوڑ دو۔ یہ اس کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

سپاہیوں نے اسے چھوڑ دیا۔ کسٹم والوں نے اس کا سامان چیک کیا۔ جولی نے پارس کے قریب ہو کر پوچھا "ایجنسی سے آئے ہو تو کوڈ ورڈز بولو۔"

پارس نے کہا "میں پیار کی ایجنسی سے آیا ہوں۔ تمہارے ساتھ ایک رات گزار کر چلا جاؤں گا۔"

وہ غصے سے بولی "شٹ اپ نان سنس۔ تم نے مجھے سمجھا کیا ہے؟"

"پاگل نہیں سمجھا ہے۔ نارمل رہو جولی! ورنہ پولیس والے پھر تمہیں لے جائیں گے۔"

اس کے غصہ ہونے پر تمام کسٹمز والے اسے دیکھ رہے تھے۔ پولیس افسر نے آکر پوچھا "کیا بات ہے؟"

پارس نے کہا "کچھ نہیں۔ ذرا ذہنی رو بہک گئی تھی۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ میں اسے سیدھا پاگل خانے لے جاؤں گا۔"

وہ بولی "تم کیا لے جاؤ گے۔ میں خود وہاں جانے والی ہوں۔"

"بات ایک ہی ہے ڈارلنگ!"

وہ لفظ ڈارلنگ پر بھڑکنے والی تھی۔ پارس نے جلدی سے کہا "دیکھو پھر نہ چیخنا۔ تم تو نارمل ہو مگر یہ تمہیں پاگل سمجھیں گے۔"

اس نے دونوں ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔ یہ سمجھ گئی کہ غصے پر قابو نہیں پائے گی تو لوگ اسے پگلی ہی سمجھتے رہیں گے۔ اس نے پارس کی مدد سے چیک کیا ہوا سامان ٹرالی میں رکھا۔ پارس نے "تم باہر آؤ۔ میں کوئی ٹیکسی لے کر آتا ہوں۔"

وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ جولی ٹرالی دھکیلتی ہوئی عمارت سے باہر آئی۔ وہاں پورس تیزی سے چلتا ہوا آیا پھر ہانپتے ہوئے بولا "سوری مس جولی! مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔ دراصل ریزلٹ حاصل کرنے میں دیر ہو گئی۔"

وہ ناگواری سے بولی "کیا بک رہے ہو۔ تمہیں دیر کیسے ہوئی؟ ابھی تو تم میرے ساتھ تھے؟"

"کیا؟ میں ابھی آپ کے ساتھ تھا؟ کہیں دشمن آپ کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں؟"

جولی نے اسے غور سے دیکھا پھر کہا "ہاں۔ اس کا سوٹ براؤن کلر کا تھا اور تمہارا بلیو کلر کا ہے مگر شکل تو ایک ہے۔"

"اوہ مس جولی! وہ بہروپیا ہو سکتا ہے۔ کیا اس نے کوڈ ورڈز بتائے تھے؟"

وہ چونک کر بولی "ارے ہاں۔ میں نے پوچھا تھا اس نے ٹال دیا تھا۔ تم کوڈ ورڈز بولو۔"

پورس نے اس کے دماغ سے معلوم کیے ہوئے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ مطمئن ہو کر بولی "تھینکس گاڈ! اس بہروپیے سے نجات مل گئی۔"

وہ کار کا دروازہ کھول کر بولی "تم جاؤ۔ میں اپنی بہن کے پاس تنہا جاتی ہوں۔ تم میں سے کسی کی ضرورت ہوگی تو فون کے ذریعے کال کروں گی۔"

وہ بیٹھ کر چلی گئی۔ پورس دوسری کار کے پاس آیا۔ اسٹیئرنگ سیٹ پر پارس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار آگے چل پڑی۔ وہ دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے کیونکہ پارس کار ڈرائیو کر رہا تھا اور پورس جولی کے اندر تھا۔ وہ موبائل کے ذریعے ایجنسی کے انچارج سے بول رہی تھی "سفر کے دوران میں ایک اہم لفافہ غائب ہو گیا ہے۔ بعد میں پتا چلا، میرے ساتھ علی تیمور کی بیوی فہمی سفر کر رہی تھی۔"

انچارج نے پوچھا "کیا فہمی نے لفافہ غائب کیا ہے؟"

"ہاں۔ اس طرح یقین ہو رہا ہے کہ میرے یوگا جاننے کے باوجود وہ میرے اندر آکر مجھے غائب دماغ بنا دیتی تھی۔"

"ہمارے لیے یہ تشویش کی بات ہے کہ تم ان کے زیر اثر ہو۔"

"زیادہ تشویش کی بات نہیں ہے۔ میں اپنی بہن جینی کے پاس جا کر آؤں گی۔ کوئی خفیہ جگہ مقرر کرو۔ جہاں ہمارا ٹیلی پیتھ میرے دماغ کو لاک کر دے۔"

"میں یہ تمام انتظامات کروں گا۔"

جولی نے فون کو بند کر کے پرس میں رکھا۔ پورس اس پر حاوی ہو گیا۔ وہ اپنا ایک ایک کپڑا اتار کر اسے الٹا کر کے پہننے لگی۔ ڈرائیور عقب نما آئینے میں اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ ایک ملازم تھا کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ اس لیے وہ خاموش رہا۔

وہ کار پاگل خانے کی عمارت کے سامنے رک گئی۔ جولی نے ڈرائیور کو کرایہ دیتے ہوئے کہا "سامان اندر لے آؤ۔"

وہ عمارت کے اندر ایک بڑے سے دفتر میں آئی۔ وہاں ایک میز کے پیچھے پاگل خانے کا سینئر انچارج بیٹھا ہوا تھا۔ عملے کے کچھ افراد بھی تھے۔ وہ وہاں پارس اور پورس کو دیکھ کر چونک گئی۔ دونوں ہم شکل تھے۔ پارس اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا۔ وہ دوڑتی ہوئی آکر اس سے لپٹ گئی پھر بولی "مائی ڈیئر! میں جانتی تھی تم یہاں ثابت کرنے آؤ گے کہ میں پاگل نہیں ہوں۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "میڈم! کیا تم نارمل ہو؟"

"ہنڈرڈ پرسنٹ نارمل ہوں۔ آپ میری گفتگو سے یقین کر لیں گے۔"

"تم نے یہ الٹا لباس کیوں پہنا ہے؟"

جولی نے پورس کو دیکھا۔ اس نے الٹا کوٹ پہنا تھا اور نکٹائی کو کمر سے باندھا ہوا تھا۔ وہ ڈاکٹر سے بولی "مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ اس سے پوچھتے کہ اس نے نکٹائی کمر سے کیوں باندھی ہے۔"

پورس نے کہا "کسی حسینہ کو دیکھ کر پتلون نیچے گرنے لگتی ہے اس لیے میں نے کمر کس لی ہے۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ تمہاری جیسی حسیناؤں سے بچنے کا پہلے ہی انتظام کر لیا ہے۔"

جولی نے فوراً ہی اپنا بلاؤز اتار کر اپنی کمر سے باندھ کر کہا "اب میرا پیٹی کوٹ بھی نیچے نہیں گرے گا۔"

پورس نے کہا "اے پاگل کی بچی! میری نقل کرتی ہے؟"

"پاگل کا بچہ ہو گا تو اور تیرا خاندان۔ دیکھو ڈاکٹر! ایمان سے بولو۔ پاگل یہ ہے یا میں ہوں۔"

ڈاکٹر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "آؤ۔ میں تم دونوں کو یہاں کی سیر کراتا ہوں پھر معلوم ہوگا کہ پاگل کسے کہتے ہیں۔"

ڈاکٹر کے ساتھ چار گارڈز تھے۔ وہ ان دونوں کو اور پارس کو لیڈیز وارڈ میں لے گئے۔ وہاں الگ الگ کمروں میں دو دو چار چار پاگل عورتیں نظر آرہی تھیں۔ ایک کمرے میں دو عورتیں تھیں۔ ڈاکٹر نے جولی کی طرف اشارہ کر کے کہا "اسے اس کمرے میں بند کردو۔"

اس کمرے کے آہنی سلاخوں والے دروازے کو کھول کر جولی کو اندر دھکیل دیا گیا۔ جب آہنی دروازے پر تالا لگایا گیا تو پارس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ چونک کر آس پاس دیکھنے لگی پھر آہنی دروازے کی سلاخوں کو تھام کر بولی "مجھے یہاں کیوں بند کیا گیا ہے۔ کھولو۔ دروازہ کھولو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

وہ چیختی رہی۔ وہ سب جانے لگے۔ اس لیڈیز وارڈ کے پیچھے ایک کمرا سب سے الگ تھا۔ اس کمرے میں آرام دہ بستر، صوفے، الماری، ریڈیو اور ضروریات کا تمام سامان تھا۔ اس کا دروازہ بھی آہنی سلاخوں والا تھا۔ اس کے اندر ایک نوجوان حسین لڑکی فرش پر دو زانو بیٹھی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر نے کہا "یہ مس جینفر عرف جینی ہے۔"

دو زانو بیٹھنے والی جینی کی آنکھیں بند تھیں اور اب وہ سجدے کر رہی تھی۔ پارس نے پوچھا "کیا یہ مسلمان ہے؟"

ڈاکٹر نے کہا "پتا نہیں کیا ہے۔ یہ ہر مذہب کے طریقوں سے عبادت کرتی ہے۔"

پورس نے پارس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا "یار! پہلے تو میں پریشان تھا کہ مجھے پاگل خانے کیوں بھیجا جا رہا ہے۔ میں یہاں سے نکلوں گا تو پاگل ہو جاؤں گا لیکن اب تو اسے دیکھتے ہی پاگل ہو گیا ہوں۔"

پھر پورس نے ڈاکٹر سے کہا "جلدی سے دروازہ کھلواؤ اور یہ کمرا زندگی بھر کے لیے میرے نام الاٹ کردو۔"

ڈاکٹر کہنا چاہتا تھا کہ پاگل عورتوں کے وارڈ میں مرد پاگلوں کو نہیں رکھا جاتا لیکن پارس اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا۔ اس نے گارڈ کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ پورس نے پارس کو چومتے ہوئے کہا "آج تم نے بھائی ہونے کا فرض ادا کیا ہے۔ اچھا خدا حافظ!"

وہ کھلے ہوئے دروازے کے اندر گیا۔ اس دروازے کو باہر سے مقفل کر دیا گیا۔ پارس نے ڈاکٹر اور گارڈز کے ساتھ جاتے ہوئے کہا "یہاں رہو بیٹے! دن میں تارے نظر آتے رہیں گے۔"

"ابے جا۔ یہاں چاند کا ٹکڑا ہے اور تو تاروں کی بات کر رہا ہے۔"

وہ سب چلے گئے۔ پورس آہنی سلاخوں کے پیچھے اس حسینہ کے ساتھ لاکڈ ہو گیا۔ وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں میں سے نہیں تھا۔ ویسے بھاگنا بھی چاہتا تو وہاں سے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

اس نے ایک طرف کھڑا رہ کر جینی کو دیکھا۔ نماز کے اختتام پر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگی جاتی ہیں لیکن وہ پوجا کے انداز میں دونوں ہاتھ جوڑ کر ہندی زبان میں بھگوان سے پرارتھنا کر رہی تھی پھر وہ عیسائیوں کے انداز میں پیشانی اور سینے پر صلیب کا نشان بنا کر بولنے لگی۔

پورس اس کی آواز سن کر چونک گیا کیونکہ اب وہ مردانہ آواز میں بول رہی تھی پھر وہ یہودیوں کے انداز میں بھی دعا مانگتے وقت مردانہ انداز میں بول رہی تھی۔ پورس ایک صوفے پر بیٹھ کر اسے تکنے لگا۔ وہ ہندی، فارسی، انگریزی، عبرانی، عربی اور روسی وغیرہ کتنی ہی زبانوں میں دعائیں مانگنے کے بعد بولی "اے گاڈ! آخر تو کیا ہے؟ جس مذہب اور فرقے میں دیکھو اسی میں تیری عبادت کی جاتی ہے۔ میں روز اتنی ڈھیر ساری زبانوں میں دعائیں مانگتی ہوں۔ تجھے بھی کسی زبان میں بول کر یہ بتانا چاہیے کہ تو کس مذہب اور زبان والوں کا خدا ہے؟ میں تو سچ بولتی ہوں تو نے اتنے سارے مذاہب

اور زبانیں پیدا کر کے دنیا میں فساد پھیلا دیا ہے۔ ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان ہوتی تو انسان کبھی آپس میں ایسے نہ لڑتے۔"

پورس حیرانی سے سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا' یہ تو کوئی دانشور اور فلسفی ہے پھر پاگل خانے میں کیوں ہے؟ ہو سکتا ہے' یہ کئی پہلوؤں سے دانش مند ہو اور چند پہلوؤں سے ایسا انداز اختیار کرتی ہو' جو دوسروں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہو؟ اس کی حقیقت اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کی جاسکتی تھی۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ ایک دم سے اچھل کر کھڑی ہو گئی اور پورس کو اجنبی نظروں سے دیکھنے لگی۔ کیسی بڑی بڑی پرکشش آنکھیں تھیں' پورس کو سیدھی اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر دونوں ٹانگیں پھیلا کر یوں کھڑی ہو گئی جیسے حملہ کرنے والی ہو۔ پورس صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولی "میں نے عبادت کے وقت اس آہنی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی۔ یہ محسوس کیا' کسی کو میرے کمرے میں داخل کیا گیا ہے لیکن کمرے میں آنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ میرے دماغ میں بھی تم سے چلے آؤ؟"

پورس نے کہا "وہ بات اصل میں یہ ہے کہ...."

"شٹ اپ! پہلے میری بات پوری ہونے دو۔ یہ زنانہ وارڈ ہے اور زنانہ کمرا ہے۔ تم یہاں کیسے آ گئے؟"

"تمہارے تیور خطرناک ہیں۔ ایسے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ شامت یہاں لے آئی ہے۔"

"میں تیور بدل لوں اور مسکراؤں تو جواب کیا ہوگا۔"

"پھر تو جواب ہوگا' جنت میں ہمارے بزرگ حضرت آدمؑ اکیلے تھے تو بی بی حوا آ گئی تھیں۔ یہاں حوا اکیلی تھی' یہ آدم آ گیا ہے۔"

"وہ دونوں جنت سے نکالے گئے تھے۔ میں نہیں نکلوں گی۔"

"میں بھی نہیں نکلوں گا۔ ہم اس پاگل خانے میں پیارے پیارے پاگل بچے پیدا کریں گے۔"

اس نے یک بارگی گھوم کر کک ماری۔ پورس جھک گیا۔ وار خالی گیا۔ اس نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر دوسری کک ماری۔ وہ ایک قدم پیچھے ہو گیا۔ وہ پورس کو جیسے سانس لینے کا موقع بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔ فضا میں اڑتے ہوئے گھومتی ہوئی بستر پر آ کر گری۔ وہ صوفے پر بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا "بچے پیدا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابھی سے بستر پر چلی جاؤ۔"

وہ مسکرانے لگی۔ پورس نے کہا "شاباش! غصے میں حملے کرنے والے ناکام رہتے ہیں۔"

وہ اچانک چھلانگ لگا کر اس پر آئی۔ وہ تو پھسل کر فرش پر آ گیا تھا۔ وہ خالی صوفے کے ساتھ دوسری طرف الٹ گئی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا پوچھا "کہاں ہو تم؟"

وہ صوفے کے پیچھے سے سر اٹھا کر بولی "مانتی ہوں۔ بہت اچھے جوکر ہو۔"

وہ دونوں فرش پر کھڑے ہو گئے۔ وہ سامنے آ کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر بولی "دوستی؟"

پورس نے اس سے ہاتھ ملایا تو نازک نظر آنے والے خوب صورت ہاتھ کے شکنجے میں اس کا ہاتھ جکڑ گیا۔ وہ مسکرا کر بولی "دور دور سے حملے کر رہی تھی اور تم بچ رہے تھے۔ اب اس ہاتھ سے نکل نہیں سکو گے۔"

وہ اپنے ہاتھ کو ایک جھٹکا دے کر دو قدم پیچھے چلا گیا۔ جینی کے ہاتھ میں پتلے سے پلاسٹک کا دستانہ رہ گیا۔ وہ اسے ایک طرف پھینکتی ہوئی بولی "سمجھ گئی۔ عورت سے دور بھاگتے ہو۔"

پورس نے دوسرے ہاتھ کا دستانہ اتار کر پھینکتے ہوئے کہا "میں تمہارا دل نہیں توڑوں گا۔ یہ میرے دونوں ہاتھ لو اور اچھی طرح جکڑ لو۔ اگر ہاتھ چھڑا کر بھاگوں تو اپنا عاشق نہ سمجھنا۔"

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے پورس کو دیکھا پھر پوچھا "خود پر بہت اعتماد ہے؟"

اس نے پورس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں۔ دونوں نے محسوس کیا کہ دونوں طرف کی انگلیاں فولادی ہیں۔ جینی نے اچھل کر اپنی پیشانی سے اس کی پیشانی پر زور کی ٹکر ماری۔ وہ بولا "زبردست ٹکر ماری ہے۔ میرا دماغ ہل کر رہ گیا ہے۔ یہ بتاؤ' تمہاری کھوپڑی کا کیا حال ہے۔"

تکلیف کی شدت سے جینی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس کی قوت برداشت بھی قابل تعریف تھی۔ اس نے اچھل کر اپنی دونوں ٹانگوں سے پورس کی کمر کو جکڑ لیا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پہلے ہی جکڑی ہوئی تھیں۔ پورس نے کہا "ٹانگوں کو لپیٹنے کے لیے تم ایسی جگہ سے چپک گئی ہو کہ تمہاری گرمی سے میری جوانی کو پسینہ آ رہا ہے۔"

"تم بھی پسینہ پونچھتی ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے دونوں پیروں کو پورس کے پیچھے سے اٹھا کر اس کی گردن سے لپیٹتے ہوئے اس کے آگے ٹھوڑی کے نیچے قینچی سی بنالی۔ اس طرح حلق کو جکڑنے کے بعد وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے اٹکتی ہوئی سانسوں سے کہا "میں نے اب تک ایک حملہ بھی نہیں کیا لیکن تم مجبور کر رہی ہو۔"

دوسرے ہی لمحے میں جینی کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ ایک دم سے ڈھیلی پڑ کر فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ پورس نے اس سے دونوں ہاتھوں کے پنجے ملائے تھے۔ پنجے لڑائے نہیں تھے اسے جکڑنے کا موقع دیا تھا۔ جب وہ حد سے بڑھنے لگی تو اس نے اس کو انگلیوں کو ایسا جکڑا جیسے ان انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹنے ہی والی ہوں۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اپاہج نہیں ہونا چاہتی تھی اس لیے ڈھیلی پڑ کر فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ اپنی انگلیوں کو دیکھنے لگی۔ وہ بولا "فکر نہ کرو۔ میں نے ہڈیاں ٹوٹنے سے پہلے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔"

وہ فرش پر بیٹھی اپنی انگلیوں کو کبھی آہستہ آہستہ سیدھا کر رہی تھی۔ کبھی مٹھیاں باندھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پورس سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔ وہ بولا "تم نے تکلیف میں مبتلا رہنے کے باعث میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔"

اس نے چونک کر اسے دیکھا پھر کہا "جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کوئی مردانگی ہے؟ عورت کو تکلیف پہنچاتے ہو؟"

"کیا عورت سے مار کھانا مردانگی ہے؟"

"عورت کو خوش کرنے کے لیے کیا مار نہیں کھائی جاسکتی؟"

"ایسا شوہر حضرات کرتے ہیں۔"

وہ خوش ہو کر فرش سے اٹھتی ہوئی بولی "اگر میں تمہیں شوہر بنالوں تو مار کھاؤ گے؟"

"یا حیرت!"

"تو پھر شرط منظور ہے؟"

"تمہارے جس آئیڈیل کو موت کی تمنا ہوگی' وہی تم سے شادی کرے گا۔ میں ابھی دنیا دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ چونک کر بولی "ارے ہاں۔ کیا تم میرے دماغ کے اندر آئے تھے؟"

"آیا تھا نہیں' آیا ہوا ہوں۔ جب تک تمہاری ہڈیاں دکھتی رہیں گی تم سانسیں روک کر مجھے بھگا نہیں سکو گی۔"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ پورس نے کہا "امریکی اکابرین نے بڑی رازداری سے اپنے ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو چھپا رکھا تھا۔ ہم سمجھ رہے تھے' وہ مرد ہوگا مگر وہ تم ہو۔"

وہ اسے گھور کر دیکھنے لگی۔ وہ بولا "ابھی دعائیں مانگتے وقت تمہارے منہ سے مردانہ آواز بھی نکل رہی تھی۔ تمہیں بہت سی صلاحیتوں میں مہارت حاصل ہے۔ بہترین فائٹر ہو۔ تمہارا جسم سانپ کی طرح لچکیلا ہے۔ تم اپنے بدن کو سکیڑ کر ان آہنی سلاخوں کے اندر سے گزر کر باہر جاسکتی ہو۔ تم میری کمر اور گردن سے سانپ کی طرح لپٹ گئی تھیں۔ تم بے حد ذہین ہونے کے باوجود کبھی کبھی ایب نارمل اور نیم پاگل ہو جاتی ہو۔"

"میری اتنی صلاحیتیں گنوا رہے ہو۔ کیا ایک ذرا ایب نارمل ہونے کے باعث میں اس پاگل خانے میں رہنا پسند کر رہی ہوں؟"

"تم پسند نہیں کر رہی ہو۔ امریکی اکابرین نے تمہیں یہاں جبراً چھپا کر رکھا ہے تاکہ تمہیں تلاش کرنے والوں کا دھیان پاگل خانے کی طرف نہ آئے۔ یہ لندن ہے اور یہاں کے حکمرانوں کو بھی تمہاری اصلیت معلوم نہیں ہے۔"

"میں کئی صلاحیتوں کی مالک ہوں' کیا یہاں سے فرار نہیں ہو سکتی؟"

"نہیں۔ پاگل خانے کے باہر کئی گن مین ہیں۔ تم ان کے دماغوں میں نہیں جاسکتیں۔ وہ تمہیں یہاں سے باہر دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔ کہیں سے آنے والی اندھی گولیوں کو تمہاری صلاحیتیں نہیں روک پائیں گی۔"

"ہوں تم میری صلاحیتوں کو بھی سمجھ چکے ہو اور مجبوریوں کو بھی۔ اب یہ بتاؤ' تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"میرے بزرگوں کا حکم تھا کہ مجھے پاگل خانے بھیج دیا جائے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ مجھ اچھے بھلے کو یہاں کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ اب تمام باتیں اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہیں۔"

"کون سی باتیں سمجھ میں آئی ہیں؟"

"یہی کہ میں تمہیں یہاں سے نکال لے جاؤں اور تمہیں ایک گولی بھی نہ لگے۔ اس پاگل خانے کا انچارج ڈاکٹر اور کئی گارڈز بھی اس رازداری کے سلسلے میں اچھی خاصی رقم لیتے ہیں۔ کیا تم نے ان کے خیالات نہیں پڑھے کہ یہ سب امریکی غلام ہیں؟"

"ہاں میں ایک ایک کو اچھی طرح سمجھتی ہوں لیکن باہر کتنے گن مین گھات لگائے بیٹھے رہتے ہیں' ان کے بارے میں نہیں جانتی۔ ٹیلی پیتھی کے حوالے سے میں آخری امریکی سرمایہ ہوں۔ وہ مجھے اپنے کام میں لانے کے لیے لاکھوں کروڑوں ڈالرز خرچ کرتے رہتے ہیں۔ تم مجھے یہاں سے لے جانے کی بات کر رہے ہو۔ اس معاملے کو اتنا آسان نہ سمجھو۔"

"جو معاملہ آسان ہوتا ہے' اسے ہم کبھی ہاتھ میں نہیں لیتے۔ ابھی ہم یہاں باتیں کر رہے ہیں اور باہر بہت کچھ ہو رہا ہوگا اور بڑی خاموشی سے ہو رہا ہوگا۔ یہ تمہیں بعد میں معلوم ہوگا۔"

وہ اس کے قریب آ کر بولی. اگر یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں گی تو تم سے ضرور شادی کروں گی۔ بس میری محبت کی خاطر شادی کی پہلی رات مجھ سے مار کھاتے رہنا۔"

"کیا تم پھر ایب نارمل ہو رہی ہو؟"

"میری یہ دلی خواہش ہے' اور تم مجھے ایب نارمل کہہ رہے ہو۔"

"تمہاری دلی خواہش ہے۔ میری بھی دلی خواہش ہے کہ تم میری زندگی میں آؤ۔ پلیز اپنی پہلی رات والی شرط بھول جاؤ۔ چپ چاپ ایک بت بن کر تم سے مار کھانے کا مطلب یہ ہوگا کہ مجھے اسپتال جانا ہوگا پھر پتا نہیں کب زخم بھریں گے؟ کب ہڈیاں پسلیاں درست ہوں گی اور کب شادی کی دوسری رنگین رات آئے گی؟"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ میں نے آج تک جس سے بھی مقابلہ کیا ہے' اس پر غالب آتی رہی ہوں۔ آج تم نے میرا دل توڑ دیا ہے۔ کیا عاشق ایسے ہوتے ہیں؟"

"مانتا ہوں۔ عاشق بڑے بڑے مشکل امتحانات سے گزرتے ہیں۔ مجھے سوچنے کا موقع دو۔ میں تمہاری دلی خواہش پوری کرنے کا راستہ نکالوں گا۔"

وہ سوچنے لگا' اس سلسلے میں پارس سے مشورہ کرے گا۔ اس وقت پارس پاگل خانے کے دفتر میں سینئر ڈاکٹر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک گارڈ نے آکر کہا "سر! جولی کو جس سیل میں بند کیا گیا تھا اس سیل کی دو پاگل عورتوں نے اسے مار مار کر بے ہوش کردیا ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا "جولی کو فوراً یہاں لاؤ۔ یہ تو بہت ہی خطرناک پاگل عورتیں ہیں۔"

گارڈ چلا گیا۔ ڈاکٹر نے پارس سے کہا "یہ عورت پہلے بھی کئی بار جینی سے ملنے آچکی ہے۔ جینی کو اپنی چھوٹی بہن کہتی ہے۔ اس سے ملنے کے اجازت نامے پر بھی یہی لکھا ہوتا ہے۔ پتا نہیں اب یہ خود کیسے پاگل ہوگئی ہے؟"

وہ ڈاکٹر' وہاں کا تمام عملہ اور امریکی اکابرین نہیں جانتے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان سب کے دماغوں پر چھائے ہوئے ہیں اور پاگل خانے کی عمارت کے احاطے کے باہر فہمی اور علی تیمور کی راہ نمائی میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے جاسوس ان مخالف مسلح محافظوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہلاک کررہے ہیں' جو جینی کو وہاں قید رکھنے اور اس کی نگرانی کرنے کے لیے کہیں نہ کہیں چھپے رہتے ہیں۔

جینی امریکا کی آخری ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی۔ اس لیے تمام مسلح محافظوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ پاگل خانے فرار ہوکر باہر نکلے تو اسے فوراً گولی مار دیں۔ جب وہاں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے چوبیس عدد ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرلیے گئے تو بابا صاحب کے ادارے سے فیصلہ کیا گیا کہ روپوش رکھی جانے والی جینی کو حاصل کیا جائے کیونکہ وہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھی بس کبھی کبھی ایب نارمل ہوجایا کرتی تھی۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ بعد میں اس کا علاج کیا جاسکتا تھا۔

دو گارڈز جولی کو دو طرف سے سہارا دے کر لائے۔ وہ زخموں سے چور تھی اس کے چہرے اور جسم کے کئی حصوں سے لہو بہہ رہا تھا۔ اسے کرسی پر بٹھایا گیا۔ وہ بری طرح مار کھانے کے باعث ہانپ رہی تھی اور تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ پارس اس کے اندر موجود تھا تاکہ وہ ہمارے منصوبے کے خلاف کوئی بات نہ اگل دے۔ ڈاکٹر نے جولی سے کہا "ان دو پاگل عورتوں میں سے ایک بیمار اور کمزور ہے۔ دوسری جوان اور صحت مند ہے۔ اس کا نام مارتھا ہے۔ کیا اسی نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے؟"

جولی انکار میں سر ہلا کر بولی "اس کا نام مارتھا ہوگا لیکن وہ مجھ پر حملے کرتے ہوئے خود کو فہمی کہہ رہی تھی۔ چیلنج کرتی جارہی تھی کہ میں زبردست فائٹر ہوں تو اس پر حملے کروں لیکن میں ایک بھی حملہ نہ کرسکی۔ وہ بجلی کی طرح لپک لپک کر میری پٹائی کرتی رہی۔"

ڈاکٹر نے کہا "ہم اسے سزا دیں گے۔ تم ویسے تو نارمل ہو پھر ایسی کیا حرکتیں کرتی ہو کہ یہاں بھیج دی گئی ہو؟"

"میں نارمل ہوں۔ آپ معائنہ کرکے مجھے یہاں سے چھٹی دیں گے۔ تب بھی یہاں سے نہیں جاؤں گی۔"

"کیوں نہیں جاؤ گی؟"

"اس نے اتنی پٹائی کرنے کے بعد کہا ہے کہ مجھے یہاں رہنا ہوگا۔ اگر اس عمارت سے باہر جاؤں گی تو وہ مجھے جان سے مار ڈالے گی۔"

ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا "جب ہم مارتھا کو یہاں قید رکھیں گے تو وہ باہر جاکر تمہیں کیسے جان سے مارے گی؟"

"مجھے مارنے والی یہاں اندر نہیں' باہر ہے۔ وہ باہر رہ کر اس سیل کے اندر میری پٹائی کررہی تھی۔"

ڈاکٹر نے کہا "ہوں۔ اپنی بات سے ثابت کررہی ہو کہ ایب نارمل ہو۔ تمہارے دماغ میں کسی کا خوف سمایا ہوا ہے۔ تمہاری پٹائی کی مارتھا نے اور تم سمجھ رہی ہو' کسی باہر والی نے ایسا کیا ہے۔"

اس نے گارڈز سے کہا "اسے مرہم پٹی کے لیے لے جاؤ اور کسی الگ سیل میں رکھو۔"

ایسے وقت علی نے کہا "پارس! باہر جتنے گن مین تھے' ہم ان میں سے ایک کے ذریعے دوسرے کے دماغ میں پہنچتے رہے اور انہیں ہلاک کرتے رہے۔ وہ سب دن کے وقت ڈیوٹی پر رہتے تھے۔ شام ہونے والی ہے۔ نائٹ ڈیوٹی کرنے والوں کے آنے سے پہلے جینی کو لے کر وہاں سے نکلو۔ ہماری ایک بلٹ پروف گاڑی ابھی وہاں پہنچنے والی ہے۔"

پارس نے پورس کو مخاطب کرکے بتایا "جینی کو لے کر فرار ہونے کا وقت آگیا ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والا جاسوس سینئر ڈاکٹر کو لے کر آرہا ہے۔ وہ آہنی سلاخوں والا دروازہ کھول کر تم دونوں کو باہر نکالے گا۔"

پورس نے کہا "جینی میں جو خوبیاں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا بدن سانپ کی طرح لچکیلا ہے۔ وہ اپنے بدن کو سکیڑ کر سلاخوں کے درمیان سے گزر کر باہر گئی ہے۔ مجھ سے کہا ہے' وہ ابھی چابی لاکر تالا کھول کر مجھے یہاں سے نکالے گی۔ کیا وہ چابی لینے وہاں نہیں پہنچی ہے؟"

"ابھی تک نہیں پہنچی ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ اسے گئے بیس منٹ ہوچکے ہیں۔ جبکہ وہ چابی لینے دس منٹ میں دفتر پہنچ سکتی ہے۔"

"یار! تونے اس سے اچھی طرح دوستی کی تھی یا نہیں؟"

"تو دوستی کی بات کررہا ہے۔ ہم نے تو شادی کرنے کا بھی فیصلہ کرلیا ہے۔ وہ مجھ سے متاثر ہے۔ مجھے دھوکا نہیں دے گی۔"

پارس سینئر ڈاکٹر کے ساتھ چابی لے کر گیا۔ جس سیل میں اسے اور پورس کو بند کیا گیا تھا وہاں تک جانے کے راستے میں جینی نظر نہیں آئی۔ سیل کے اندر پورس تنہا کھڑا ہوا تھا۔ اس کا تالا

کھولا گیا۔ پارس نے پوچھا "کہاں ہے تیری ہونے والی دلہن؟ یہاں سے دفتر تک ہمیں نظر نہیں آئی۔"

ڈاکٹر نے کہا "شاید وہ اس دوسری راہداری سے گئی ہے۔"

وہ تینوں دوڑتے ہوئے دوسری راہداری سے گزرتے ہوئے دفتر میں آئے لیکن وہ نظر نہیں آئی۔ ڈاکٹر نے خطرے کا الارم بجا دیا جس کا مطلب تھا کوئی خطرناک پاگل فرار ہوگیا ہے۔ کئی گارڈز عمارت کے اندر اور باہر احاطے میں اسے تلاش کرنے لگے۔

پارس نے علی سے کہا "جینی اچانک کہیں غائب ہوگئی ہے۔"

علی نے کہا "یونہی کیسے گم ہوجائے گی؟ کیا کسی نے اسے اغوا کیا ہے؟ کیا تم اس کے دماغ میں جاسکتے ہو؟"

پورس نے کہا "میں تین بار اس کے دماغ میں جاچکا ہوں۔ وہ سانس روک لیتی ہے۔"

علی نے پوچھا "کیا وہ تمہارے زیر اثر نہیں آئی تھی؟ تمہاری مخالف تھی۔"

"ہم تو شیر و شکر ہوگئے تھے۔ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی مگر کچھ ایب نارمل ہے۔ ایسی باتیں کرتی ہے' جسے کوئی مان نہیں سکتا۔ اب ایسی حرکت کررہی ہے کہ دوستی کرکے دور ہوجانے والی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔"

علی نے کہا "یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اس کی دماغی رو پھر بہک گئی ہو۔ ایسا ہوگا تو وہ پھر دشمنوں کے ہتھے چڑھ سکتی ہے۔ جسٹ اے منٹ۔ میں ابھی بات کرتا ہوں۔"

پھر علی نے تھوڑی دیر بعد کہا "پورس! ہم نے جو بلٹ پروف گاڑی بھیجی تھی وہ پاگل خانے کے آہنی گیٹ تک پہنچی تھی۔ جینی وہاں کے دو مسلح گارڈز کو ہلاک کرکے بلٹ پروف گاڑی کے ڈرائیور پر حملہ کرتے ہوئے اسے گاڑی سے نیچے پھینک کر وہ گاڑی لے کر فرار ہوگئی۔ بلٹ پروف گاڑی کے ڈرائیور نے ابھی فون پر مجھے بتایا ہے۔"

پورس نے کہا "اوہ علی! ایسے وقت اس کا ایب نارمل ہونا خود اس کے لیے خطرناک ہے۔ تم باہر ہو۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کے ذریعے علاقے کی ناکہ بندی کراؤ۔ یہ تو معلوم ہوچکا ہے کہ وہ ہماری بلٹ پروف گاڑی میں ہے۔ اسے گھیرا جاسکتا ہے۔"

علی نے کہا "ہم کوشش کررہے ہیں۔"

پارس اور پورس اس پاگل خانے کی عمارت کو چھوڑ کر اپنی کار میں آئے پھر وہاں سے جاتے ہوئے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتے رہے۔ پورس نے پھر دو چار بار اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوششیں کیں لیکن وہ ہر بار سانس روکتی رہی۔ جیسے اسے جانتی نہ ہو اور کبھی اسے دیکھا تک نہ ہو۔

O☆O

انہوں نے بڑی چالبازی اور رازداری سے نئی ٹرانسفارمر مشین تیار کرائی تھی۔ کروڑوں ڈالرز خرچ کیے تھے لیکن اس کی تیاری کے بعد بہت برے نتائج سامنے آئے تھے۔ وہ اپنے بڑے ذہین' باصلاحیت اور دلیر افراد میں سے صرف چھ ہی افراد کو ٹیلی پیتھی کا علم سکھا پائے تھے۔ ارادہ تھا کہ ایسے ذہین خیال خوانی کرنے والوں کی ایک فوج بنائیں گے مگر روس کے دو میزائلوں نے ٹرانسفارمر مشین کے پرزوں کے بھی پرزے پرزے کردیے۔ اس مشین کے خفیہ اڈے اور اس کی نگرانی کرنے والے افسروں اور فوجی جوانوں کو بھی ہلاک کردیا۔

اس قدر نقصان اٹھانے کے باوجود وہ روس کے خلاف کچھ بول نہیں سکتا تھا کیونکہ روس نے اسی کے مشورے پر اپنے دو میزائل بابا صاحب کے ادارے کو تباہ کرنے کے لیے داغے تھے اور پہلی بار کی طرح دوسری بار بھی کوئی تباہ کن چیز بابا صاحب کے ادارے کی طرف نہیں آئی تھی۔ دوسری بار بھی ان میزائلوں نے امریکا کو نقصان پہنچایا تھا۔

پھر یہ بات بھی امریکا کے تمام بڑے دوست ممالک کے علم میں آگئی تھی کہ وہ اپنے ہی دوست ممالک کو پرانی ٹرانسفارمر مشین کی مرمت کرانے کا یقین دلا رہا تھا اور ان سے بھی چھپ کر ایک نئی مشین تیار کرچکا تھا۔ عالمی سیاسی حالات کے پیش نظر وہ سب امریکا سے تعلق ختم نہیں کرسکتے تھے لیکن اس سے ناراض ہوگئے تھے۔

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے ایسی خاموشی تھی جیسے وہ اس معاملے سے بے خبر ہوں۔ اگر خبر بھی رکھتے ہوں تو اب انہیں عالمی سیاست سے اور کسی ملک کے اندرونی اور بیرونی معاملات سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ جبکہ تمام بڑے ممالک سمجھ رہے تھے کہ اس ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اپنی طرف آنے والے میزائلوں کا رخ الاسکا کی طرف کردیا تھا اور بڑی خاموشی سے سمجھا دیا تھا کہ جب بھی بابا صاحب کے ادارے کو تباہ کرنے کے منصوبے پر عمل کیا جائے گا' وہ اسی طرح اپنے پیروں پر کلہاڑی مارتے رہیں گے۔

نقصان کئی طرح سے ہوا تھا۔ نئی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے' میزائل داغنے کے لیے روسی فوجیوں کے دماغوں میں گئے تھے اور ہماری نظروں میں آگئے تھے کیونکہ ہمارے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کئی سراغ رساں...... روسی فوج کے افسروں اور جوانوں کے دماغوں میں پہلے سے موجود تھے۔

ان چھ نئے خیال خوانی کرنے والوں کے اندر پہنچ کر بھی ہم نے خاموشی اختیار کی تھی۔ انہیں خوش فہمی میں رکھا تھا کہ ان کے دماغوں میں کوئی پہنچا نہیں ہے پھر دوسری طرف سے الپا بھی دعوے کررہی تھی کہ وہ ان چھ خیال خوانی کرنے والے امریکیوں کے دماغوں میں پہنچ چکی ہے۔

ان کا ایک اور زبردست نقصان ہوا تھا۔ ان کے باقی اٹھارہ

ٹیلی پیتھی جاننے والے لاپتا ہو گئے تھے۔ یقین تھا کہ وہ زندہ ہوں گے لیکن اپنے اکابرین سے رابطہ نہیں کر رہے تھے۔

حقیقتاً وہ زندہ تھے۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے بعد جو غشی اور کمزوری طاری ہوتی ہے اسے دور کرنے کے لیے انہیں الاسکا سے دور دوسری اسٹیٹ کے اسپتال میں بھیج دیا گیا۔ ان اٹھارہ میں سے تین فوج کے بڑے افسر اور پندرہ مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے سینئر افسر کا نام کریمر پاؤس تھا۔ وہ اسپتال پہنچنے کے بعد ان افسران سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے رابطہ رکھتا تھا۔ اپنی اور دوسرے ساتھیوں کی خیریت سے مطلع کرتا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ اب ان کی کمزوریاں اس حد تک دور ہو گئی ہیں کہ وہ اسپتال میں چل پھر سکتے ہیں۔ دوسرے دن تک دوڑنے کے قابل ہو جائیں گے۔

دوسرے دن کریمر پاؤس ایک افسر سے باتیں کر رہا تھا۔ اچانک دھماکا سنائی دیا۔ افسر نے کہا "کریمر! یہاں ایک میزائل آکر گرا ہے۔ ہمارے لیے خطرہ ہے۔ ہم یہاں سے۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے دوسرا دھماکا سنائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی کریمر پاؤس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس کا مطلب تھا، جس سے رابطہ ہو رہا تھا، وہ افسر بھی مارا گیا تھا۔

کریمر نے باقی دو افسروں کو اس سلسلے میں بتایا۔ انہوں نے دوسرے افسروں اور مشین کے ماہرین سے رابطہ کیا۔ ان کے دماغ بھی مردہ ہو چکے تھے۔ تینوں افسروں نے باقی پندرہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں سے کہا "دشمن ٹرانسفارمر مشین کو اور وہاں کے تمام عملے کو فنا کر سکتے ہیں۔ وہ یہاں تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں فوراً یہاں سے دوسری کسی پناہ گاہ میں جانا چاہیے۔"

سب نے اس بات سے اتفاق کیا پھر وہ ایک ایک کرکے مختلف بہانوں سے اسپتال کے باہر جانے لگے تاکہ اسپتال والے بھی ان کی منتقلی سے بے خبر رہیں۔ انہوں نے ملنے کے لیے ایک جگہ مقرر کی تھی۔ انہوں نے وہاں ملاقات کی پھر مختلف گاڑیاں حاصل کرکے اس اسٹیٹ سے بھی باہر جانے لگے۔

وہ الگ الگ گاڑیوں میں تھے لیکن خیال خوانی کے ذریعے تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔ کریمر نے کہا "ہم برسوں سے فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی چال بازیاں دیکھتے آ رہے ہیں۔ الپا بھی مکار ہے۔ آؤ ہم سب مل کر یہ فیصلہ کریں کہ کبھی ان سب سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے رابطہ نہیں کریں گے۔"

سب نے تائید کی۔ دوسرے افسر جان بلڈر نے کہا "صرف اتنا ہی نہیں۔ اگر ہم دشمن ٹیلی پیتھی والوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے امریکی اکابرین سے بھی رابطہ نہیں کریں گے۔ بڑی رازداری سے خاموش رہ کر اپنے وطن کی خدمت کریں گے۔"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "یہ درست ہے۔ ہم اپنے اکابرین میں سے کسی کے دماغ میں جائیں گے تو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے پہلے کی طرح کئی ہتھکنڈوں سے ہم تک پہنچ جائیں گے۔"

دوسرے نے کہا "اگر ہم اپنے اکابرین کے دماغوں میں نہیں جائیں گے، دشمنوں کے دماغوں میں بھی نہیں جائیں گے تو ہمیں صحیح حالات کا اور اپنے اکابرین کی مشکلات کا علم کیسے ہوگا؟"

جان بلڈر نے کہا "سوچنے سمجھنے میں جلد بازی نہیں کی جائے۔ ہم اپنی ذہانت سے کام لیں گے تو ٹیلی پیتھی کو ہتھیار بنانے کے نئے راستے نکال سکتے ہیں۔"

وہ سب ایک بہت پرانی عمارت کے سامنے رک گئے۔ کریمر پاؤس نے کہا "اس عمارت کے آس پاس دور تک آبادی نہیں ہے۔ ویسے تو یہ خالی نظر آ رہی ہے لیکن ایسی ویران عمارتیں جرائم کا اڈا بن جایا کرتی ہیں۔"

تیسرے افسر جیکی اولڈ نے کہا "ہمیں محتاط رہ کر اس کے اندر جانا چاہیے۔ اگر کوئی نہ ہو تو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس میں تہ خانہ بھی ہو سکتا ہے۔"

وہ سب محتاط انداز میں ٹوٹے ہوئے دروازوں اور کھڑکیوں سے اندر گئے۔ عمارت کے گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور کے علاوہ چھت کو بھی دیکھا۔ ایسی جگہ تلاش کرتے رہے، جہاں تہ خانے کا چور دروازہ ہو سکتا تھا۔ ابھی دن کا وقت تھا۔ جیکی اولڈ نے دو ماتحتوں سے کہا "ایک گاڑی لے کر کسی قریبی ٹاؤن میں جاؤ۔ وہاں سے ہینڈ میکس، لالٹین، کیروسن آئل، ماچس کے پیکٹ، پینے کا صاف پانی اور کچھ دنوں کا راشن لے آؤ۔ جہاں بھی خریداری کرو۔ اپنی آوازیں بدل کر باتیں کرو۔"

ان کے جانے کے بعد وہ سب وہاں کی صفائی کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دشمنوں سے محفوظ رہنے کے ایسے طریقے اختیار کیے جائیں کہ وہ کبھی ہمارے سائے تک بھی پہنچ نہ پائیں پھر وہ اطمینان سے ایک میز کے اطراف بیٹھ کر اپنے اپنے طور پر مشورے دینے لگے۔ جان بلڈر نے کہا "ہم دن رات باہر جاتے آتے باتیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کب ہماری آواز اور لب و لہجہ سن کر ہمارے اندر آجائے گا۔ آپ سوچیں کیا ہم ہمیشہ گونگے بن کر رہ سکتے ہیں؟"

ایک نے کہا "یہ ممکن نہیں ہے۔ ہم اپنے گھر کے اندر بولیں گے یا نیند میں بڑبڑائیں گے تو کوئی دشمن سن سکتا ہے۔"

جان بلڈر نے کہا "ہم سچ مچ گونگے بن جائیں تو؟"

"ہم قدرت کے خلاف گونگے کیسے بن سکتے ہیں؟"

"اگر ہم ایک دوسرے پر تنویمی عمل کرکے دماغ میں یہ نقش کر دیں کہ ہم ہمیشہ گونگے رہیں گے۔ زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہیں کریں گے تو ایسے عمل کے اثر سے ہم بالکل تنہائی میں بھی کچھ بولنا چاہیں گے تو نہیں بول سکیں گے۔"

کتنے ہی ساتھیوں نے تائید کی۔ ایسا ممکن تھا۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے جب کسی کے دماغ میں پہنچ نہیں پاتے تو اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلا کر یا اسے زخمی کرکے اس کے لب و لہجے کے مطابق دماغ میں پہنچ جاتے ہیں۔ کوئی گونگا ہو تو اس پر شبہ نہیں ہوگا۔ شبہ ہوگا تو دشمن نہ اس کا لب و لہجہ زبردستی مار پیٹ کرنے گا اور نہ ہی اسے زخمی کرکے اس کے دماغ میں پہنچ سکے گا۔

جیکی اولڈ نے کہا "یہ زبردست آئیڈیا ہے۔ تنویمی عمل کچھ اس طرح کرنا چاہیے کہ دشمن لاک کیے ہوئے دماغوں میں پہنچ کر بھی ہمارے خیالات نہ پڑھ سکے۔"

"دو ہی ذرائع سے خیالات پڑھے جاتے ہیں۔ ایک تو لب و لہجہ سن کر، دوسرا آنکھوں میں جھانک کر لیکن ہم اپنی آنکھوں پر آئی لینسز۔۔۔ چڑھائے رکھیں گے۔ وہ لینسز۔۔۔ ہماری آنکھوں کے مطابق ہوں گے تو کسی کو کبھی شبہ نہیں ہوگا۔"

"یہ دونوں آئیڈیاز ونڈر فل ہیں لیکن ہم دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ارادے اور منصوبے پڑھ کر بول چال کے بغیر جوابی کارروائی کیسے کریں گے؟"

"ہم کاغذ پر لکھ کر ایک دوسرے کو مشورے دے سکتے ہیں اور ہم ایک ہی ملک میں نہیں رہیں گے۔ جب بھی ایک دوسرے سے کچھ کہنا ہوگا تو فیکس کے ذریعے اپنی تحریر بھیج دیا کریں گے۔"

"بائی گاڈ! یہ تمام بہترین آئیڈیاز ہیں۔ ہم آج ہی سے ایک دوسرے پر تنویمی عمل کرکے سب کے سب گونگے بن جائیں گے اور کل یہاں سے مختلف ممالک میں چلے جائیں گے۔ چہرے بھی تبدیل کر لیں گے۔"

"عمل کرنے سے پہلے ہمیں چند ضروری باتوں پر غور کرنا چاہیے۔ ہم میں سے چار ساتھی ایسے ہیں، جن کی بیویاں اور بچے ہیں۔ بیویوں کو اتنی اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ ہمارے گم ہونے کے بعد وہ سال دو سال میں دوسری شادیاں کر لیں گی لیکن بچوں کی محبت دل سے نہیں جائے گی۔ یہ چار بچوں والے ساتھی ان کی محبت کو دل سے کیسے نکال سکتے ہیں؟"

دوسرے نے کہا "یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ اگر یہ چار ساتھی دور ہی دور سے بچوں کو پیار سے دیکھیں گے یا کسی بہانے قریب جا کر ایک اجنبی بن کر ان سے باتیں کریں گے تو اپنے مخالفین کی نظروں میں آجائیں گے۔"

ایک ساتھی نے کہا "میرے دو بچے ہیں۔ ایک بیٹا ہے، ایک بیٹی ہے میں دونوں سے جان دینے کی حد تک پیار کرتا ہوں۔ میرے باقی تین ساتھی بھی یقیناً اپنے بچوں سے اتنا ہی پیار کرتے ہوں گے۔"

دوسرے ساتھی نے کہا "جب سے ہم نے روپوش رہنے کا فیصلہ کیا ہے تب سے یہی سوال ذہن میں چبھ رہا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ان کی ماں پر یا ان کے سوتیلے باپ کے رحم و کرم پر کیسے چھوڑ سکیں گے۔ کیا ایسے میں ہمارا دل و دماغ سکون سے رہے گا؟"

افسر کریمر پاؤس نے کہا "ملک اور قوم کی خاطر قربانیاں دینے کے لیے بڑی مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ چار ساتھی اپنے دلوں پر صرف اتنا جبر کریں کہ یہ اپنے بچوں کو دور سے بھی نہیں دیکھیں گے۔ ان کی سلامتی اور بہتری کے لیے یہ ملک چھوڑ کر یورپ یا ایشیا کے کسی ملک میں چلے جائیں گے تو ان کے بچوں کا مستقبل بہت شان دار رہے گا۔"

"شان دار کیسے ہوگا؟"

"ہم پہلی اور آخری بار امریکی اکابرین کو فیکس کریں گے۔ اس میں لکھیں گے کہ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے اپنے ملک اور قوم کو محفوظ رکھنے کے لیے روپوش رہا کریں گے۔ اپنی حکومت کے کسی یوگا جاننے والے عہدے دار سے بھی رابطہ نہیں کریں گے۔ اس کے عوض اپنے صرف چار ساتھیوں کی بیویوں اور بچوں کی سلامتی اور شان دار زندگی چاہتے ہیں۔ جو دشمن انہیں نقصان پہنچائے گا، اس سے ہم نمٹ لیں گے لیکن حکومت کی طرف سے انہیں ہر طرح آرام و آسائش مہیا کیا جائے۔"

سب نے اس فیصلے کی تائید کی۔ ایک نے پوچھا "ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ کیسے رہے گا؟ کیونکہ ہم مختلف ممالک کے مختلف شہروں میں رہیں گے۔ اپنے اپنے چہروں سے بھی نہیں پہچانے جائیں گے۔ فیکس کے ذریعے چند سیکنڈ میں پیغام پہنچ جاتا ہے لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ہمارا کون ساتھی کہاں ہے اور اسے کس فیکس مشین پر پیغام دینا ہے؟"

ایک افسر جیکی اولڈ نے کہا "اس دنیا میں بڑی بڑی ملٹی ملین ڈالرز اور پونڈز کے بزنس کرنے والی کمپنیاں ہیں۔ ہم اٹھارہ افراد مختلف اٹھارہ کمپنیوں کے مالکان، جنرل منیجر اور فیکس مشین کو اٹینڈ کرنے والے ملازمین کے دماغوں میں جگہ بنائے رکھیں گے۔ اور دن رات کے جس حصے میں ہمیں پیغام دینا ہوگا۔ اپنے کوڈ نیم کے ساتھ فیکس کے ذریعے پیغام دیں گے۔ ہم اسے اس کمپنی کے مالک، جنرل منیجر یا فیکس اٹینڈنٹ کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کر لیں گے۔"

دوسرے افسر جان بلڈر نے کہا "اس سے بھی آسان ایک طریقہ ہے۔ ہم اپنی حکومت سے کہیں گے کہ واشنگٹن میں ہمارے لیے فیکس مشین کا ایک شعبہ قائم کرے۔ وہاں جتنی مشینیں ہوں گی ہمارے پیغامات پہنچائیں گی۔ ہم انہیں پڑھ لیا کریں گے۔ ہمارے اکابرین اور ہمارے دشمن ان پیغامات کو سمجھ نہیں پائیں گے کیونکہ ہمارے کوڈ نیم اور کوڈ ورڈز صرف ہم اٹھارہ ساتھیوں کی سمجھ میں آیا کریں گے۔"

سب ہی اس بات پر متفق ہو گئے۔ وہ اسی وقت سے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے لگے۔ ایک دوسرے کو نیند کی گہرائی میں پہنچا کر ان پر تنویمی عمل کرنے لگے۔ وہ دو دو کی تعداد میں الگ الگ کمروں میں عمل کرتے رہے۔ ان کی تعداد زیادہ تھی پھر ہر معمول کو

گھنٹے دو گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سونا پڑتا تھا۔ اس لیے اس کام میں دوسرا دن بھی گزر گیا۔

دوسری شام تک وہ اٹھارہ افراد گونگے بن چکے تھے اور سب نے تنویمی عمل کی میعاد تین ماہ رکھی تھی۔ تین ماہ کے اختتام سے پہلے دوبارہ ایک دوسرے پر پھر ویسا ہی عمل کرنا لازمی تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے کے دماغ کو لاک نہیں کیا تھا تاکہ اچانک کوئی دشمن ان کے دماغ میں آئے تو اسے گونگے دماغ سے سوچ کا ایک لفظ بھی سنائی نہ دے۔

پھر انہوں نے دوسرے دن روانگی سے پہلے فیکس کا ایک مضمون یوں لکھا "ہمارے وطن عزیز امریکا کے اکابرین کے لیے خوش خبری ہے کہ ہم اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے زندہ سلامت ہیں لیکن اپنے ملک اور قوم کی سلامتی کے لیے ہم ہمیشہ روپوش رہیں گے۔ آپ حضرات سے بھی رابطہ نہیں کریں گے۔ ہمارے لیے ایک فیکس کا شعبہ قائم کیا جائے۔ وہاں انجانے کوڈ نیم اور کوڈ ورڈز کے ذریعے جو تحریریں آئیں گی' انہیں چوبیس گھنٹے تک محفوظ رکھا جائے پھر انہیں جلا دیا جائے۔ ہم میں سے چار ساتھیوں کے بیوی بچے ہیں۔ ان کے نام اور پتے درج کیے جا رہے ہیں۔ ہماری فرض شناسی کے پیش نظر انہیں شان دار زندگی گزارنے اور بچوں کا بھی شان دار مستقبل بنانے کی ذمے داریاں آپ پر ہیں۔ اگر دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کے لیے مشکلات پیدا کریں گے یا ان کے ذریعے آپ کو بلیک میل کریں گے تو آپ ان کی دھونس میں نہ آئیں۔ ہم ان بیویوں اور بچوں کی حفاظت کرنے کے لیے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیں گے۔ اس فیکس کے پہنچنے تک ہم اٹھارہ ساتھی ایک دوسرے سے جدا ہو کر دنیا کے مختلف ملکوں اور شہروں میں جا چکے ہوں گے۔ ہمیں امید ہے آپ اس فیکس کے مطابق عمل کریں گے۔ آخری اہم بات یہ ہے کہ اپنے باقی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھروسا نہ کریں۔ دیٹس آل۔"

وہ سب دوسرے دن مختلف فلائٹس سے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے۔ اپنی اپنی پسند کے شہروں میں پہنچنے کے بعد ایک افسر نے وہ تحریر وہاں سے فیکس کی پھر وہ شہر بھی چھوڑ کر چلا گیا۔ جب امریکی اکابرین کو وہ فیکس ملا تو وہ اسے پڑھ کر خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔ ایک طویل عرصے کے بعد انہیں یہ فخر حاصل ہوا کہ اب وہ ایٹمی قوت کے علاوہ ٹیلی پیتھی کی قوتوں میں برتری حاصل کرتے رہیں گے۔

O☆O

گرو گھنشام نارنگ سے دوستی ہونے کے بعد الپا اندر ہی اندر خوف زدہ تھی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ اس پر بُرا وقت آ چکا ہے۔ اگرچہ گرو نارنگ نے اس کی بہت مدد کی تھی لیکن وہ دماغ پر دستک دیے بغیر چلے آتے تھے اور وہ انہیں محسوس نہیں کر پاتی تھی۔ ادھر نیلماں آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے کہیں تپسیا میں مصروف تھی۔ جب وہ مکمل شکتی حاصل کر لیتی تو وہ بھی الپا جیسی یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی بلا روک ٹوک جانے کے قابل ہو جاتی۔

یہ یقینی بات تھی کہ گرو نارنگ اور نیلماں دونوں ہی الپا کے دماغ پر حکومت کرنے والے تھے۔ وہ پریشان ہو کر برین آدم کو تمام حالات بتا کر بولی "بگ برادر! اب کیا ہوگا؟ میں ان کی کنیز بن جاؤں گی تو ہماری تمام یہودی قوم بھی ان کی غلام بن کر رہے گی۔"

برین آدم نے کہا "یہ ایسا تشویش ناک مسئلہ ہے' جس کا حل سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔"

"ان کی محکوم بننے کی بات سوچتی ہوں تو مر جانے کو جی چاہتا ہے۔"

"تمہاری موت کے بعد بھی وہ دونوں ہمارے سروں پر سوار رہیں گے ہماری تمہاری موت سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔"

"بگ برادر! بڑی سازشوں کے بعد یہ ملک اسرائیل وجود میں آیا ہے۔ اگر یہ ملک ختم ہوگا تو پوری یہودی قوم دربدر ماری ماری پھرے گی یا پھر گرو نارنگ اور نیلماں کی غلام بن کر رہے گی۔ ایک طرف وہ آتما ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ دوسری طرف روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیشہ خطرہ بنے رہتے ہیں۔ میں اکیلی ہوں۔ سانس روکنے کے بعد بھی انہیں اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکوں گی۔ ہمارا کیا ہوگا؟"

"ہاں وہ چھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی گرو نارنگ کی مٹھی میں ہیں۔ گرو نارنگ' نیلماں اور بابا صاحب کے ادارے والے ایسے زبردست ہیں کہ تم تنہا واقعی کچھ نہیں کر سکو گی لیکن الپا! ایسے وقت سوچا جاتا ہے کہ جو ہونا ہے' وہ تو ہوگا۔ اگر ہم مایوس اور پریشان ہوں گے تو مصائب کو ٹالنے کی کوئی تدبیر سجھائی نہیں دے گی۔"

"میں تو سوچ سوچ کر تھک گئی ہوں۔ بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی ہے۔ نہ پارس میرے آنسوؤں سے پگھلے گا' نہ بابا صاحب کے ادارے سے کوئی حمایت حاصل ہوگی۔"

ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ برین آدم نے ریسیور اٹھا کر کہا "میں آرمی انٹیلی جنس کا ڈی جی بول رہا ہوں۔"

"میں امریکن آرمی کا ایک جنرل بول رہا ہوں۔ ہمارے پاس ایک فیکس آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں' الپا میرے دماغ میں آ کر دیکھے اور فیکس کی تحریر سنے۔"

"اتفاق سے الپا موجود ہے۔ یوں سمجھیں وہ آپ کے اندر پہنچ چکی ہے۔"

الپا نے اس کے دماغ میں آ کر پوچھا "ہیلو جنرل! فیکس کہاں سے آیا ہے؟"

"یہ ہمارے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس سے آیا ہے۔"

"تعجب ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بول سکتے تھے پھر فیکس

...کی وجہ کیا ہے؟"

"اس کی وجہ دانش مندی ہے۔ وہ سب ہماری توقع سے زیادہ ...ثابت ہو رہے ہیں۔ پہلے تم فیکس کی تحریر سن لو پھر دوسری بات ..."

جنرل نے اسے فیکس پڑھ کر سنایا۔ الپا نے اسے توجہ سے سنا ...کہا "جنرل! میں تمہیں اور تمام امریکی اکابرین کو مبارک باد دیتی ... تمہارے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے نہایت دانش مندی ...کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی تم لوگوں کو بھی اپنی آواز ...نہیں چاہتا۔ وہ جانتے ہیں کہ روحانی اور آتما ٹیلی پیتھی والے ...کے یوگا جاننے کے باوجود دماغ میں چلے آئیں گے۔ میں بھی یوگا ...ہوں اور یہ سمجھتی ہوں کہ ان میں سے کسی کو اپنے دماغ میں ...سے نہیں روک سکوں گی۔"

"گویا تم خطرات میں گھری ہوئی ہو؟"

"ہاں تمہارے اٹھارہ خیال خوانی کرنے والے بڑی حکمت ...سے بچ رہے ہیں۔ میں نہیں بچ پاؤں گی۔"

"تم نے اب سے پہلے رابطہ کیا تھا تو گرو نارنگ کی دوستی پر ...اترا رہی تھیں۔ اب کیا ہوا؟"

"یہی کہہ سکتی ہوں' کبھی کمال اور کبھی زوال۔ بہرحال میں ...رہی ہوں۔"

وہ واپس آ کر برین آدم کو ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں ...متعلق بتانے کے بعد بولی "انہوں نے اپنی آواز اور لب و لہجے ...بدلے ہوں گے۔ روحانی اور آتما ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ...کے لیے پتا نہیں اور کیسے کیسے طریقے اختیار کر رہے ہوں گے ...میرے لیے تو ایک بھی بچاؤ کا طریقہ نہیں رہا ہے۔"

برین آدم ٹہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا پھر اس نے کار کی چابی ...اٹھا کر کہا "الپا! تم جہاں بھی ہو' فوراً نکلو اور حیفہ کے سیتا گوچ کے ...گیٹ کے سامنے والے بنگلے میں پہنچو۔ میں آ رہا ہوں۔"

وہ باہر آ کر کار میں بیٹھ گیا پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے موبائل ...سے رابطہ کیا اور کہا "میں ہوں برین آدم۔"

"میں ہوں آپ کا خادم جمال روبن۔"

"روبن! میں گھر سے چل پڑا ہوں۔ تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ ...میرے ساتھ ہے۔ کوئی مصروفیت ہو تو اسے ختم کرو۔ تمہارے ...کوئی ہے؟"

"میں تنہا ہوں۔"

"کوئی آئے تو اسے باہر سے رخصت کر دو۔"

"آپ کی موجودگی میں کوئی نہیں آئے گا۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ جب اس بنگلے کے سامنے پہنچا تو الپا ...اپنی کار کے باہر کھڑی اس کی منتظر تھی۔ اس نے کہا "بگ ...! آپ مجھے وچ ڈاکٹر (جادوگر) جمال روبن کے پاس لے ...جا رہے ہیں؟"

"ہاں لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ ٹیلی پیتھی کو ٹیلی پیتھی اور گرو نارنگ کے جادو کو جمال روبن کا جادو کاٹے گا۔"

وہ اس کے ساتھ دروازے کی طرف جاتی ہوئی بولی "اور روحانی ٹیلی پیتھی کی کاٹ کیسے ہوگی؟"

"ہم ابتدا سے دیکھتے آ رہے ہیں کہ جب انہیں چھیڑا جاتا ہے تو وہ جوابی کارروائی کرتے ہیں۔ آئندہ تم بابا صاحب کے ادارے کے سامنے خاکسار بنی رہو گی۔ ہم انہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔"

اس نے کال بیل کا بٹن دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ بولا "یہ ہے وچ ڈاکٹر کا دروازہ' جس کی آمد پر اعتراض نہیں ہوتا' بٹن دباتے ہی دروازہ خود ہی کھل جاتا ہے۔"

وہ دونوں اندر آئے۔ وچ ڈاکٹر جمال روبن نے ان کا استقبال کیا "تشریف لائیے۔ میں خوش نصیب ہوں' ہمارے ملک کی دو بڑی ہستیاں میرے غریب خانے میں آئی ہیں۔ ڈی جی صاحب دوبار آ چکے ہیں۔ میڈم الپا پہلی بار آئی ہیں۔"

ڈی جی برین آدم نے کہا "روبن! رسمی باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ ویسے میں الپا کے سامنے بتا دوں کہ جب اس نے پارس سے شادی کی تھی تو میں پریشان ہو کر تمہارے پاس آیا تھا۔ دوسری بار الپا کو اغوا کیا گیا۔ اس وقت بھی تم نے کہا تھا' مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ الپا واپس آ جائے گی اور تم نے اسے واپس بلانے کا عمل کر کے کہا تھا' یہ فلاں دن' فلاں تاریخ کو واپس آ جائے گی اور تمہاری پیش گوئی کے مطابق یہی ہوا تھا۔"

وچ ڈاکٹر جمال روبن نے پوچھا "اب مسئلہ کیا ہے؟"

الپا اسے روحانی ٹیلی پیتھی اور آتما ٹیلی پیتھی کے متعلق بتانے کے بعد بولی "گرو نارنگ کسی بھی یوگا جاننے والے کے دماغ میں گھس آتا ہے۔ میرے اندر بھی آیا کرتا ہے۔ ابھی تو اس سے دوستی ہے۔ جب نیلماں آتما شکتی مکمل کر لے گی تو وہ دونوں میرے دماغ پر حاوی رہ کر پوری یہودی قوم پر اور ہمارے ملک پر حکومت کریں گے۔ میں ان سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم نے گرو نارنگ کو دیکھا ہے؟"

"نہیں۔ صرف خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رہا ہے۔ میں اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں۔"

برین آدم نے کہا "اس کے بارے میں جتنی معلومات ہیں' ان سے ہی پتا چل گیا ہے کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟"

"ہوں۔ الپا ہمارے ملک اور قوم کی ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے اس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ یہ اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہے لیکن میں ایک وچ ڈاکٹر کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ بہت خطرناک ہوگا۔"

"کیا تم اسے میرے دماغ میں آنے سے روک سکتے ہو؟"

"ڈی جی صاحب کو مجھ پر اعتماد ہے۔ اسی لیے تمہیں یہاں

لائے ہیں۔"

برین آدم نے کہا "الپا! میں نے بہت عرصہ پہلے تمہیں جمال روبن کے بارے میں بتایا تھا لیکن اس وقت نیلاں وغیرہ منظر عام پر نہیں آئی تھیں۔ تم کالے جادو کو بکواس سمجھتی تھیں لیکن میں مسٹر روبن کو دو بار آزما چکا ہوں۔ آج تیسری بار تمہیں یہاں لایا ہوں۔ ہمارے مسئلے کا آخری حل یہی ہے۔ آج مسٹر روبن کی کامیابی ہماری کامیابی ہوگی۔"

"میں صرف میڈم الپا پر نہیں' آپ پر بھی عمل کروں گا اور ایسا کیوں کروں گا' یہ ابھی بتاتا ہوں۔ پلیز میرے ساتھ آئیں۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ الپا اور برین آدم کے ساتھ اس بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا... ایک خالی دیوار کے سامنے کھڑا ہوگیا اور زیر لب کچھ منتر وغیرہ پڑھنے لگا۔ وہ دونوں اس کے پیچھے کھڑے رہے۔ آدھے منٹ کے اندر ہی اس دیوار کے ایک حصے میں حرکت ... ہوئی پھر وہ حصہ سلائیڈنگ دروازے کی طرح کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک چھوٹا سا خالی کمرا تھا۔ وہ تینوں اس کمرے میں آئے۔ دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔

وچ ڈاکٹر جمال روبن نے دوسری طرف کا دروازہ کھولا۔ وہاں سے ایک زینہ تہ خانے کی طرف گیا تھا۔ وہ دونوں اس کے پیچھے زینے سے اترنے لگے۔ وہ دوسرا دروازہ بھی خود بخود بند ہوگیا۔ وچ ڈاکٹر نے تہ خانے میں پہنچ کر کہا "میں نے اوپر ڈرائنگ روم میں کہا تھا کہ ڈی جی صاحب پر بھی عمل کروں گا لیکن یہ نہیں بتایا' ایسا کیوں کروں گا۔"

"تم نے وہاں کیوں نہیں بتایا؟"

"میں بھی یہ نہیں جان سکتا تھا کہ گروتارنگ اس وقت آپ دونوں میں سے کسی کے دماغ میں رہ کر ہماری باتیں سن رہا ہے یا نہیں؟ یہاں یقین ہے کہ ہم میں سے کسی کے دماغ میں نہیں آسکے گا۔ یہاں تہ خانے میں' میں نے ایسا عمل کیا ہے کہ بڑے سے بڑا کوئی جادوگر یہاں نہیں آسکے گا۔"

وہ اس کی باتیں سن رہے تھے اور چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھ رہے تھے۔ وہاں انسانی ہڈیوں کے ڈھانچوں کے علاوہ لکڑیوں اور پتھروں کے کئی بت بنے ہوئے تھے۔ دیواروں پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ ان کے علاوہ دیواروں پر کچھ ایسے نشانات بنے ہوئے تھے جو کالے جادو سے تعلق رکھتے تھے۔

وہ بولا "میڈم! آپ اپنے اطمینان کے لیے گروتارنگ کے دماغ میں جائیں لیکن نہیں جاسکیں گی۔ اسی طرح وہ آپ کے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے گروتارنگ کو مخاطب کیا لیکن سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ وہ خوش ہو کر بولی "واقعی میں اس کے دماغ تک نہیں پہنچ رہی ہوں۔"

وچ ڈاکٹر نے کہا "وہ فولادی دماغ والا گروتارنگ بھی اپنی تمام مہاشکتی کے باوجود یہاں تمہارے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

وہ وچ ڈاکٹر کے دونوں بازوؤں کو جھنجھوڑتے ہوئے خوشی سے بولی "کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اور نیلاں کبھی میرے دماغ میں نہ آسکیں۔ یعنی کہ میں یہاں سے جانے کے بعد بھی ان مخالفین سے محفوظ رہ سکوں؟"

"ہاں۔ رہ سکوگی۔ میں اوپر ڈرائنگ روم میں جو بات کہہ رہا تھا۔ وہ ابھی تک ادھوری ہے۔ حقیقتاً صرف میڈم الپا ہی نہیں' آپ ڈی جی صاحب بھی ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ الپا کی ٹیلی پیتھی نے اور آپ کی ذہانت نے ہمارے ملک کو دشمنوں سے ہمیشہ محفوظ رکھا ہے۔ پھر سب ہی دشمن یہ جانتے ہیں کہ آپ میڈم کو چھوٹی بہن کی طرح چاہتے ہیں۔ لہٰذا الپا محفوظ رہے گی تو دشمن غصے میں آپ سے انتقام لے کر بہن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کریں گے۔ لہٰذا میں ڈی جی صاحب کے دماغ کو بھی ان سے محفوظ رکھوں گا۔"

برین آدمی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "ہماری طرح تم بھی وچ ڈاکٹر بن کر ملک اور قوم کی خدمت کررہے ہو۔ کیا اس کام میں زیادہ وقت لگے گا؟"

"میری کوشش ہوگی بارہ گھنٹے سے زیادہ وقت نہ لگے۔ یہاں آرام کرنے اور کھانے پینے کا سامان ہے۔ آپ کسی طرح بھی وقت گزاریں۔ میں یہیں آپ کے سامنے مصروف رہوں گا۔"

دونوں کا وہاں رہنا لازمی تھا کیونکہ وہاں وہ کسی بھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے سے محفوظ تھے۔ انہوں نے ایک جگہ بیٹھ کر دیکھا۔ وہ اپنے وچ فارمولوں پر عمل کرنے میں مصروف ہوگیا تھا۔ زیر لب کچھ پڑھتا بھی جارہا تھا۔ اس نے ایک انچ سائز کی چار کیلیں لی تھیں۔ انہیں گیس کے چولہے پر چڑھے ہوئے پانی میں ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد کچھ پڑھتا جاتا تھا اور مختلف قسم کے سفوف اس پانی میں چھڑکتا جاتا تھا۔

اس عمل میں اتنی دیر ہورہی تھی کہ وہاں رہنے اور دیکھنے والے بے زار ہوجاتے۔ لیکن وہ دونوں بے زار نہیں ہورہے تھے۔ اس عمل کے نتیجے میں انہیں آئندہ سلامتی ملنے والی تھی۔ آخر وہ عمل ختم ہوا۔ وہ ان کے پاس آکر بولا "آپ نے دیکھا' میں نے اس کھولتے ہوئے پانی میں چار کیلیں ڈالی تھیں۔ دو کیلیں ڈی جی صاحب کے لیے اور دو میڈم کے لیے۔"

"ان کیلوں سے کیا ہوگا؟"

"ایک کیل سر کے پچھلے حصے سے دماغ میں پیوست کی جائے گی۔ یہ ساری عمر پیوست رہے گی تو کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دماغ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ دوسری کیل پیوست ہوگی تو کسی بھی ہتھیار سے جسم تو زخمی ہوگا لیکن وہ جسم چوبیس گھنٹوں تک کمزور نہیں ہوگا۔ اس کے علاج کے لیے بہت وقت مل جائے گا۔"

الپا نے کہا "دونوں ہی عمل ہمارے لیے بہت اہم ہیں لیکن دماغ میں کیلیں پیوست کی جائیں گی تو کیا ہمارا دماغ اس تکلیف کو

برداشت کرسکے گا؟"

"کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ میں پہلے ڈی جی صاحب پر یہ عمل کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ تمہارے سامنے آئے گا تو تم مطمئن ہوجاؤ گی۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔ بعد میں الپا آزما سکے گی کہ یہ میرے دماغ میں پہنچ پائے گی یا نہیں؟"

برین آدم وچ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ایک بیڈ پر اوندھا لیٹ گیا۔ وچ ڈاکٹر جمال روبن نے ایک چھوٹے چمٹے کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر اس سے ایک کیل کو پکڑ کر نکالا پھر برین آدمی کی طرف جاتے ہوئے بولا "میڈم! قریب آکر دیکھو۔"

وہ قریب آگئی۔ روبن نے اس کیل کی نوک کو برین آدم کے سر کے اس حصے پر رکھا' جہاں دماغ ہوتا ہے۔ اس کی نوک سر سے لگتے ہی برین آدم کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ روبن نے کہا "دیکھو یہ بے ہوش ہورہا ہے۔ اب اسے کیا معلوم ہوگا کہ تکلیف کیا ہوتی ہے؟"

وہ بے ہوش ہوچکا تھا۔ جمال روبن نے ایک ہاتھ میں رومال لے کر کیل کے اوپری حصے پر رکھا پھر پوری قوت سے دبانے لگا۔ وہ کیل اندر دھنستی جارہی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا اوپری سرا بالوں کے درمیان سر سے لگ گیا۔ اب صرف اوپری سرا نظر آرہا تھا۔ باقی کیل دماغ میں پیوست ہوچکی تھی۔

اس نے دوسری کیل نکال کر پھر یہی عمل کیا۔ الپا توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ برین آدم بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور چہرے سے کوئی تکلیف ظاہر نہیں ہورہی تھی۔ جمال روبن نے کہا "اب آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اسے ایک گھنٹے کے اندر ہوش آجائے گا۔"

وہ دونوں صوفوں پر آکر بیٹھ گئے۔ جمال روبن نے کہا "تمہارے بال گھنے ہیں وہ دو کیلیں کسی کو تمہارے سر سے لگی ہوئی نظر نہیں آئیں گی۔ یہ خیال رکھنا کہ کوئی تمہارے سر پر کبھی شفقت سے بھی ہاتھ نہ پھیرے۔ ڈی جی صاحب کے سر پر بال کم ہیں۔ اس بات کا خیال رکھو کہ یہ ہمیشہ وگ پہن کر رہا کریں۔ ان کا خیال رکھنا تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔ اگر دشمنوں کو ان کے سر کی کیلوں کا علم ہوگا تو وہ سمجھ لیں گے کہ کسی وچ ڈاکٹر نے ڈی جی صاحب کی طرح تمہیں بھی ان سے محفوظ کررکھا ہے پھر وہ تمہارے سر سے کیلیں نکال ڈالنے کے سلسلے میں دن رات ایک کردیں گے۔"

"تھینک یو مسٹر روبن! تم ایک سچے یہودی کی طرح ہم سے تعاون کررہے ہو۔"

"میں اپنا فرض ادا کررہا ہوں۔ تم وقت گزارنے کے لیے بتاؤ' کتنے محاذوں سے دشمن مشکلات پیدا کررہے ہیں؟"

وہ اسے موجودہ حالات تفصیل سے بتانے لگی۔ اس نے سننے کے بعد پوچھا "گروتارنگ نے تمہیں چھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام بتائے۔ کیا ان کے دماغوں میں پہنچایا ہے؟"

"نہیں۔ میں صرف ان کے نام جانتی ہوں۔"

"ہمارے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی زیادہ تعداد ہونی چاہیے۔ یہاں سے جانے کے بعد کسی بھی طرح ان چھ افراد کے پتے اور ٹیلی فون نمبر معلوم کرو۔ ان میں سے جو بھی ہاتھ آئے اسے فوراً یہاں لے آؤ۔ ہم اسے اپنے ملک کا وفادار بنالیں گے۔"

"اب میری یہی مصروفیت رہا کرے گی۔"

برین آدم ایک گھنٹے کے اندر ہوش میں آگیا پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جمال روبن نے کہا "بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا کسی قدر کمزور رہتا ہے۔ ڈی جی صاحب کو بھی کمزور ہونا چاہیے۔ تم ابھی ان کے دماغ میں جاؤ۔"

الپا نے خیال خوانی کی لیکن سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ اس نے دوسری بار بھی کوشش کی اور ناکام رہی۔ وہ خوش ہو کر بولی "یہ تو کمال ہوگیا۔ مسٹر روبن! میری ٹیلی پیتھی ناکام ہورہی ہے لیکن بگ برادر کے دماغ کو تو کمزور ہونا چاہیے۔"

برین آدم نے بستر سے اترتے ہوئے کہا "بڑی حیرانی کی بات ہے۔ میں تو جسمانی طور پر بھی توانائی محسوس کررہا ہوں۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔"

جمال روبن نے کہا "پہلی کیل کے اثر سے خیال خوانی کی لہریں بے اثر ہورہی ہیں اور دوسرے کیل کے اثر سے توانائی محسوس ہورہی ہے۔"

وہ ایک چاقو لے کر برین آدم کے پاس آیا پھر اس کی نوک اس کے بازو میں گھونپ دی۔ الپا نے چیخ کر پوچھا "یہ کیا کررہے ہو؟"

روبن نے چاقو اس کے بازو سے نکال کر کہا "ڈی جی صاحب سے پوچھو' کیا چاقو کے زخم کی تکلیف یا کمزوری محسوس کررہے ہیں؟"

برین آدم نے ہنستے ہوئے کہا "بالکل نہیں۔ صرف لہو بہہ رہا ہے۔"

جمال روبن نے ایک دوا لاکر دی پھر کہا "آپ اسے زخم پر لگائیں۔ چند منٹوں میں زخم بھر جائے گا۔ میڈم! اب تم بیڈ پر آجاؤ۔"

برین آدم وہ دوا چاقو کے زخم پر لگانے لگا۔ الپا بستر پر آکر اوندھی لیٹ گئی۔ جمال روبن ابلتے ہوئے پانی سے ایک چمٹے کے ذریعے ایک کیل نکال رہا تھا۔

○☆○

جینی پاگل خانے سے کہاں گئی؟ کن راستوں سے نکل گئی۔ کچھ پتا نہ چلا۔ پارس نے پورس کی پیٹھ پر ایک ہاتھ مارتے ہوئے کہا "تجھے تو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ ایک لڑکی تجھے اُلّو بنا کر چلی گئی۔"

ثانی نے کہا "اُلو کو اُلو بولو گے تو اسے شرم نہیں آئے گی۔ یہ کہو کہ وہ اسے عقل سکھا گئی۔"

پورس نے کہا "مذاق اڑالو۔ بہت سی باتیں پہلے سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ ایب نارمل ہے کیونکہ بے تکی باتیں کر رہی تھی اور ذہانت سے بھی بول رہی تھی۔ دھوکا کھانے کے بعد سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ ڈبل مائنڈڈ ہے۔ ایک فیصلہ کرتی ہے پھر اچانک ہی کسی دوسرے پر عمل کرنے لگتی ہے۔"

ثانی نے کہا "تم کہہ رہے تھے' وہ تم سے متاثر ہوگئی تھی اور ایک بے تکی شرط پر شادی کے لیے راضی ہوگئی تھی لیکن اسے فرار ہوئے چھ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ نہ وہ تمہارے دماغ میں آکر بولتی ہے' نہ تمہیں اپنے دماغ میں آنے دیتی ہے۔"

"پلیز ثانی! جو وقت گزر گیا' وہ گزر گیا۔ جسے جانا تھا۔ وہ چلی گئی۔ دوسری باتیں کرو۔"

"دوسری بات یہ کہ میرا چیلنج یاد ہے نا؟ میں نے کہا تھا' تمہاری زندگی میں بھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی شریکِ حیات آئے گی۔ تم طعنہ دے رہے تھے کہ خیال خوانی کرنے والی ہوں اس لیے پارس کو لگام دیے رہتی ہوں۔ اتفاق سے جینی آگئی ہے۔"

"ہے نہیں آگئی تھی۔ اچھا ہوا تم نے چیلنج یاد دلا دیا۔ ایک تو وہ خود ہی دور ہوگئی ہے۔ اب میں بھی دور ہی رہا کروں گا۔ کچھ بھی ہوجائے کسی ٹیلی پیتھی والی سے شادی کرکے اسے اپنے سر پر سوار نہیں رکھوں گا۔"

"تم مانتے ہو کہ جینی کسی فیصلے پر قائم نہیں رہتی۔ اسی لیے تمہیں چھوڑ کر بھاگ گئی پھر اس کا فیصلہ بدل سکتا ہے۔ وہ پھر تم سے رابطہ کرسکتی ہے۔"

پارس نے کہا "ثانی! تم کیوں اسے چیلنج کر رہی ہو؟ اب تو یہ محتاط ہوگیا ہے۔ جینی تو کیا کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والی سے دور رہا کرے گا۔ تم ذرا خاموش رہو۔ مجھے اس سے باتیں کرنے دو۔"

وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔ ثانی خاموش رہ کر سوچنے لگی۔ جو ایب نارمل ہوتے ہیں اور اچانک فیصلے بدل دیتے ہیں' کیا جینی نے غصے میں یہ نہیں سوچا ہوگا کہ جن امریکی اکابرین نے اسے گولی مارنے کی دھمکی دے کر اتنے عرصے تک پاگل خانے میں چھپائے رکھا' وہ ان سے ضرور انتقام لے گی اور انتقام لینے کے لیے امریکا ضرور جائے گی۔ اور اگر جائے گی تو بہت بڑی غلطی کرے گی۔

پہلے وہ تنہا روپوش تھی۔ اب اٹھارہ امریکی خیال خوانی کرنے والے خود کو روپوش رکھ کر امریکی اکابرین کی بہت بڑی طاقت بن گئے تھے۔ وہ اٹھارہ افراد اسے ٹریپ کرسکتے تھے۔ وہ کہیں بھی کوئی بھی غلطی کرسکتی تھی۔

ثانی نے سونیا کو اپنے خدشات بتائے۔ سونیا نے کہا "میرا دل بھی یہی کہتا ہے کہ جینی امریکا جانے کی حماقت کرسکتی ہے۔ میں ضروری کام سے وہاں جارہی ہوں۔ کسی طرح معلوم کروں گی کہ وہ

دیوتا

کہاں ہے؟ اور کیا کر رہی ہے؟"

"مما! میں چاہتی ہوں' پورس بھی اسے تلاش کرے۔ جس طرح میں نے پارس کو قابو میں رکھا ہے اسی طرح چاہتی ہوں' پورس کو بھی قابو میں رکھنے والی ایسی شریکِ حیات آئے جو ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

سونیا نے ہنستے ہوئے کہا "واقعی اس طرح پورس کو بھی کسی حد تک بھٹکنے اور بہکنے سے بچایا جاسکتا ہے۔ تم بیوی ہو کر پارس کو کھلی آزادی دیتی ہو۔ صرف روکنے کی جگہ اسے روکتی ہو۔"

"مما! آپ کے تعاون سے اسے جینی کے پیچھے لگایا جاسکتا ہے۔"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

وہ اپنا منصوبہ بتانے لگی۔ سونیا نے کہا "میں ابھی عمل کرتی ہوں۔ تم پارس کو مخاطب کرکے اس سے گفتگو کرتی رہو۔ میں ابھی پورس کے پاس جارہی ہوں۔"

سونیا نے جینی کے لب و لہجے کو اچھی طرح یاد کیا پھر پورس کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے پوچھا "کون؟"

"میں ہوں جینی......"

"جینی! تم؟"

اس نے چور نظروں سے ثانی کی طر[illegible]یں آیا' وہ جینی بن کر دھوکا دے رہی ہوگی لیکن وہ پارس سے باتیں کر رہی تھی اور ایسے وقت اس کے دماغ میں آکر فراڈ نہیں کرسکتی تھی۔ وہ مطمئن ہو کر بولا "جینی! میں نے کئی بار تمہارے دماغ میں آنے کی کوششیں کیں لیکن تم نے آنے نہیں دیا۔ تم ایب نارمل کیوں ہوجاتی ہو؟"

"میں مجبور تھی۔ کوئی دشمن بھی تمہارے لب و لہجے میں مجھے دھوکا دے سکتا تھا پھر ہمارا تھوڑی دیر کا ساتھ تھا۔ میں تمہارے حوالے سے دھوکا نہیں کھانا چاہتی تھی۔ اب امریکا پہنچ کر مطمئن ہوں۔ تم سے اتنا ہی کہنے آئی ہوں کہ مجھے بھول جاؤ۔ میں یہاں اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں مصروف رہوں گی۔"

"جینی! ابھی تنہا ان سے نہ نمٹنا۔ اب وہاں اٹھارہ ٹیلی۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے دماغ میں سوچ کی لہریں محسوس نہیں کیں پھر خود ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے پہلے کی طرح سانس روک لی۔ اس نے دو تین بار کوششیں کیں پھر جھنجلا کر سیٹ کے ہتھے پر ہاتھ مار کر کہا "شٹ۔ پاگل کی بچی!"

ثانی اور پارس نے اسے چونک کر دیکھا۔ پارس نے پوچھا "کس بات پر جھنجلا رہے ہو؟ اور یہ ابھی زیرِ لب کیا کہہ رہے تھے؟"

وہ منہ پھیر کر بولا "کچھ نہیں۔ مجھے امریکا جانا ہے۔"

"کیا امریکا جانے سے پہلے جھنجلایا کرتے ہیں؟"

ابھی مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

نے کہا "پارس! اس سے مذاق نہ کرو۔ ایسا سنجیدہ ایک [illegible] ہے۔"

اسے بولا "ارے میں عاشق واشق نہیں ہوں۔ تم عورت سمجھ میں یہی بات آئے گی کہ میں جینی کو دیکھ کر دیوانہ

نے پوچھا "میں عشق کی بات کر رہی ہوں۔ تم جینی کا نام رہے ہو؟"

دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "میری ماں! مجھے معاف کردے۔ ذرا رہنے دے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنا چاہتا کسی پہلی فلائٹ میں امریکا کے لیے سیٹ مل سکتی ہے یا اگر نہیں ہے تو کمپیوٹر آپریٹر سے کسی کی سیٹ خالی کرالوں

نے کہا "کوئی بات ضرور ہے۔ مجھے اپنی ماں کہہ رہے ہو۔ تمہاری سیٹ ہوجائے گی۔ مما بھی امریکا جارہی ہیں۔ لیے سیٹ کا انتظام کردیں گی۔"

نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "مما! آپ کسی پہلی امریکا جارہی ہیں۔"

کیوں پوچھ رہے ہو؟"

بھی جانا چاہتا ہوں۔"

گھنٹے کے اندر ائرپورٹ آجاؤ۔ سیٹ مل جائے گی۔"

خوش ہو کر بولا "تھینک یو مما! میں ابھی آرہا ہوں۔"

جلدی سے اٹھ کر ایک الماری کھول کر سفری بیگ میں سامان رکھنے لگا۔ ثانی نے کہا "یہ تو معلوم ہوگیا کہ اسے جائے گی لیکن پارس! یہ کتنا خود غرض ہے۔ تمہیں جھوٹے ساتھ چلنے کو نہیں کہہ رہا ہے۔"

نے کہا "ارے بی جمالو! آگ نہ لگاؤ۔ میں شوہر کو دور کی بددعائیں نہیں لینا چاہتا۔"

نے کہا "میرے ساتھ ثانی کو بھی چلنے کا کہہ سکتے ہو۔" کیسے گا۔ دال میں کالا جو ہے۔"

دال میں کالا ہے۔ تم میری فرض شناسی کو کیا سمجھو گی؟ اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے مخالفین کو پکڑنے جارہا

پارس! ہمارا یہ پورس تو نیک کام کرنے جارہا ہے۔ ہم بھی فلائٹ سے امریکا چلیں گے۔"

ثانی! زیادہ مکاری نہ دکھاؤ۔ خبردار! تم دونوں میں سے نظر نہیں آئے گا۔"

یہ تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے امریکا کا گرین کارڈ دینے سے ہو۔"

بیگ اٹھا کر جانے لگا تو ثانی نے اس کا کان پکڑ لیا پھر

اسے کھینچ کر آئینے کے سامنے لا کر بولی "جینی نے تمہارا یہ چہرہ دیکھا ہے۔ گدھے کہیں کے' ریڈی میڈ میک اپ استعمال کرو۔ پندرہ بیس منٹ لگیں گے۔ تمہاری بدحواسی تمہارا پول کھول رہی ہے۔"

وہ آئینے کے سامنے بیٹھ گیا۔ ثانی اور پارس نے جلدی جلدی اس کے چہرے پر معمولی تبدیلیاں کیں۔ پورس نے میک اپ کے بعد کہا "پاسپورٹ کی تصویر میں یہ چہرہ نہیں ہے۔"

ثانی نے کہا "ہم کس مرض کی دوا ہیں۔ امیگریشن کاؤنٹر پر جو شبہ کرے گا اسے غائب دماغ بنادیں گے۔ اب چلو یہاں سے۔"

وہ دونوں اسے کار میں بٹھا کر ائرپورٹ لے آئے۔ امیگریشن کاؤنٹر سے بھی بہ آسانی پار کرا دیا۔ سونیا سے ملاقات ہوگئی تھی۔ پورس نے ان دونوں سے رخصت ہوتے ہوئے کہا "ویسے تو تم دونوں بہت ہی ذلیل ہو مگر وقت پر کام آجاتے ہو۔ میں بھی مجبور ہوجاتا ہوں' بھائی اور بھاوج سمجھ کر معاف کردیتا ہوں۔"

ثانی نے کہا "تم بہت اچھے ہو۔ جاتے جاتے ذلیلوں سے رشتہ تسلیم کرکے جارہے ہو۔ بائی داوے خدا حافظ۔"

وہ سونیا کے ساتھ طیارے میں آگیا۔ جب جہاز پرواز کرنے لگا تو سونیا نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "ہاں بیٹے! اب یہ امریکا کی سیر کیوں ہورہی ہے؟"

وہ بولا "مما! یہ ثانی بہت چھیڑتی ہے۔ اس لیے ان سے جھوٹ کہتا ہوں۔ اپنی ماں سے تو جھوٹ نہیں کہوں گا۔"

"تو پھر سچ بولو۔"

"وہ۔ بات یہ ہے کہ وہ بہت اچھی ہے۔ آپ بھی اسے دیکھتے ہی پسند کرلیں گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "اچھا تو ہمارا بیٹا ایک پگلی کا دیوانہ ہوگیا ہے۔"

"وہ دراصل میں ایک الجھن میں ہوں۔"

"کیسی الجھن؟"

"ثانی نے بہت پہلے دعویٰ کیا تھا کہ وہ میرے لیے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی دلہن لائے گی۔"

"ابھی تو جینی کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہے اور تم الجھن میں پڑ گئے ہو۔"

"میں بڑا ضدی ہوں۔ اسے ڈھونڈ کر رہوں گا مگر ثانی کے سامنے ہار جاؤں گا۔"

"پہلے اسے تلاش کرو۔ میں اپنے بیٹے کو ہارنے نہیں دوں گی۔"

"وہ کیسے مما؟"

"میں جینی کی طرح تمہیں بھی آدھا پاگل بنادوں گی۔ ثانی اپنی جیت کی خوشی بھول کر تمہارے ایب نارمل ہوجانے پر افسوس کرتی رہے گی۔"

"واہ مما! آپ تو پلک جھپکتے ہی مسئلے کا حل ڈھونڈ لیتی ہیں۔

اب آپ بتائیں، آپ کیوں جارہی ہیں؟"

وہ چاہتے تھے کہ اگلی پچھلی سیٹوں والے بھی ان کی باتیں نہ سنیں اس لیے خیال خوانی کے ذریعے بولتے تھے۔ وہ بولی "جب ان کے ملک میں ایک ہی روپوش رکھی جانے والی جینی تھی تو انہوں نے تمام بڑے ممالک سے اتحاد کرکے ہمارے ادارے پر حملہ کرنا چاہا اس کے بُرے انجام سے پہلے تو وہ خوف زدہ رہے پھر نئی ٹرانسفارمر مشین تیار کرتے ہی روس کے ذریعے ہم پر حملہ کرایا اور دوسری بار بھی بری طرح اپنا ہی نقصان کیا۔"

"اب تو ان کے پاس اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ جو واقعی بڑی ذہانت کا ثبوت دے رہے ہیں۔"

"میں اسی لیے جارہی ہوں کہ انہیں معلوم ہوجائے کہ ان کے سر پر سوار رہنے کے لیے آئی ہوں۔ جب میری عدم موجودگی سے ان کے دو حملے ناکام ہوسکتے ہیں تو میری موجودگی ان کے لیے ضرور قیامت لائے گی۔"

"مما! بابا صاحب کے ادارے میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دن رات مستعد رہتے ہیں لیکن ہمارے مستعد اور چوکس رہنے کے باوجود وہ خدانخواستہ حملہ کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کی حفاظت کا کوئی مستقل طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔"

"ہماری طرف سے بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں تمام دشمن ممالک کی فوجوں کے سربراہوں کے دماغوں میں باری باری چھ چھ گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ ان کے میزائلوں اور بمبار طیاروں میں کوئی نہ کوئی ڈھکی چھپی ٹیکنیکل خرابی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ آگے اللہ قادر مطلق ہے۔"

"مما! آپ تو جانتی ہیں کہ میں پارس کی طرح ضدی ہوں۔ کبھی ناکامی برداشت نہیں کرتا۔ ایک نیلاں کا معاملہ ایسا ہے، جس میں اب تک کامیاب نہ ہوسکا۔ وہ ہاتھ آتے آتے پھسل جاتی ہے۔"

"بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟"

"خیر تو منا رہی ہے، کہیں روپوش رہ کر مکمل آتما شکتی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گی تو ہمارے لیے مشکلات پیدا کرتی رہے گی۔"

"تم اس کے پیچھے پڑگئے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تم دونوں بھائیوں کو واپس بلالیا گیا۔"

"میں تو مجبور ہو کر آگیا۔ سوچا کہ جب آپ اور بابا جیسی ہستیاں بابا صاحب کے ادارے کے احکامات کے سامنے جھکتی ہیں تو میری کیا حیثیت ہے۔"

"بابا صاحب کا ادارہ تعمیری مقاصد کا حامل ہے۔ یہاں کے اتحاد، تنظیم اور تربیت کے باعث ہی آج تک ہم سب کامیاب و کامران ہوتے جارہے ہیں۔ اب یہی دیکھو کہ تمہیں بھارت سے واپس بلایا ہے تو تم روپوش رہنے والی جینی تک پہنچ گئے معمولی نہ سمجھو۔ وہ لوہے کا چنا ہے۔ چبانے والوں کے دانت دے گی۔ ہمیں ایسی ہی باصلاحیت ہستیوں کی ضرورت رہتی ہے اس لیے اب تم پھر اس کے پیچھے امریکا جارہے ہو۔ اسے اتفاق نہ سمجھو۔ بابا صاحب کے ادارے کے اندر پہلے پلاننگ ہوتی ہے پھر ہم کچھ پوچھے بغیر احکامات کی تعمیل کرتے پڑتے ہیں۔ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آگے جاکر کوئی بڑی کرنی ہے۔"

"واقعی مجھے فخر ہے کہ میں ایک بڑے نامی گرامی خاندان میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ایک ترتیب سے زندگی گزارنے کے لیے صاحب کا ادارہ نصیب ہوا ہے۔"

آگے بیٹھنے والوں کی ایک قطار میں سے ایک نوجوان لڑکی سیٹ پر سے اچھل کر تالیاں بجانے اور ہنسنے لگی۔ تمام مسافر کراسے دیکھنے لگے۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کر کہا "یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تم میرا مذاق اڑا رہی ہو؟"

ائرہوسٹس اور ایک اسٹیورڈ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں کو سمجھا کر خاموش رہنے کی گزارش کرنے لگے۔ پورس کہا "مما! یہ وہی تو نہیں ہے؟"

"وہ کوئی بھی ہو۔ اس کے دماغ میں نہ جانا۔"

وہ شخص کہہ رہا تھا "میں اس لڑکی کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا۔"

سونیا نے کہا "پورس! تم جاؤ سیٹوں کا تبادلہ کرلو۔"

پورس اُدھر گیا۔ وہاں کئی مسافر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے۔ پورس نے اس شخص کے شانے پر ہاتھ رکھ کر "برادر! چند گھنٹوں کے سفر میں غصہ دکھانا یا جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے۔"

اس شخص نے کہا "آپ اس کے پاس بیٹھیں گے تو پتا چلے گا کہ یہ لڑکی ہاف مائنڈڈ ہے۔"

"اچھا آپ ایسا کریں۔ میری سیٹ تین قطاروں کے بعد ہے وہاں چلے جائیں۔ میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں۔"

وہ شخص سونیا کے پاس چلا گیا۔ ائرہوسٹس اور اسٹیورڈ نے پورس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ اس لڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا لڑکی نے کہا "نیا مرغا" پھر ہنسنے لگی "ہی ہی ہی ہی......"

پورس نے کہا "جہاز میں کھانے کے ساتھ مرغے کا بھی سالن دیتے ہیں۔ اب پتا نہیں وہ مرغا نیا ہوتا ہے یا نہیں؟"

وہ گھور کر بولی "میں تمہیں مرغا کہہ رہی ہوں۔"

"میرا نام مرغا نہیں، مرٍجا ہے۔"

"یہ مرجا کا مطلب کیا ہوا؟"

"صرف مرجا کا مطلب نہیں سمجھا سکتا۔ میرا نام بہت لمبا ہے شارٹ کرکے تمہیں بتایا ہے۔"

"وہ لمبا نام کیا ہے؟"

"جہاں لڑکی دیکھ، وہاں مرجا۔"

"یہ تو کوئی ایشیائی زبان ہے۔ میں نے ایک ہندی فلم میں ایسی سنی ہے۔ اس نام کا انگریزی میں ترجمہ کرو۔"

"دنیا کا سب سے نیک اور شریف انسان۔"

"دیکھنے سے پکے بدمعاش لگتے ہو۔"

"یہ بتاؤ۔ اس آدمی سے جھگڑا کیوں ہوا تھا؟"

"وہ بھی پکا بدمعاش تھا۔ اوپر سے کچھ اندر سے کچھ تھا۔ میں نے اس سے اس کا نام پوچھا تو وہ بولا "میکی آرتھر۔ انڈین عیسائی لیکن بتا ہے میں نے اس کا اصلی نام معلوم کرلیا۔"

پورس نے حیرانی سے پوچھا "اچھا؟ وہ کیسے معلوم کیا؟"

"کسی سے بولنا نہیں۔ میں جادو جانتی ہوں۔"

"جادو سے کیا معلوم کیا؟"

"اس کا اصلی نام تیج پال ہے۔ وہ عالمی خفیہ مشہور ایجنسیوں کا ایک آفیسر آن ڈیوٹی ہے۔"

پورس نے چونک کر کہا "مما! میں آپ کو اپنے اندر محسوس کررہا ہوں۔ آپ اس کی باتیں سن رہی ہیں نا؟"

"ہاں سن چکی ہوں۔ اب جارہی ہوں۔ یہ تمہارے دماغ میں آئے گی۔"

پورس نے اس سے پوچھا "تم نے اتنے بڑے افسر کو غصہ کیسے دلایا۔ ایسے افسر تو بڑا ٹھنڈا دماغ رکھتے ہیں۔"

"میں بڑی دیر سے الٹی سیدھی باتیں کررہی تھی اور وہ تمہاری طرح بڑی زندہ دلی سے جواب دے رہا تھا پھر اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے دماغ کے اندر ہے۔ اس نے سر اٹھا کر اِدھر اُدھر آگے پیچھے دیکھا۔ وہ مجھ پر شبہ نہیں کرسکتا تھا کیونکہ میں جان بوجھ کر پاگلوں جیسی باتیں کررہی تھی۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"وہ مجھ سے پیچھا چھڑا کر کسی دوسری جگہ جاکر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کون اس جہاز میں ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے؟ ایسے وقت میں، میں نے اس سے پوچھا اگر میں تمہیں کہوں کہ میں تمہیں کتے کا پلاّ نہیں سمجھتی تو تم کیا کہو گے؟ وہ بولا۔ مجھے غصہ آجائے گا۔ میں نے کہا۔ غصہ اس لیے آئے گا کہ اگر میں کہوں میں تمہیں کتے کا پلاّ نہیں سمجھتی ہوں۔ اگر سمجھوں تو غصہ نہیں آئے گا۔ بس میری اس بات پر وہ بھڑک گیا۔ وہ دوسروں کو بتانا چاہتا تھا کہ میں ایب نارمل ہوں اور وہ یہاں بیٹھنا نہیں چاہتا۔ ایسے وقت تم آگئے تو اس کی بڑی خواہش پوری ہوگئی۔"

"تم بہت چالاک ہو۔ خواہ مخواہ پاگل پن کا مظاہرہ کرتی ہو۔ تم نے اسے کو یہاں سے بھگا دیا۔"

"مجبوراً بھگانا پڑا۔ وہ بہت پُراسرار ہے۔ بڑی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اندھیرے میں ذرا دور تک صاف دیکھ لیتا ہے۔ آنکھوں پر پٹی باندھ کر کسی چیز کو سونگھ کر بتا دیتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے۔ زبان پر کھانا رکھتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ کھانا خالص ہے یا اس میں ملاوٹ ہے۔"

"تم بھی پُراسرار ہو۔ اس کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں معلوم کرلیں۔ کیا تم میرے اندر کی بھی باتیں معلوم کرسکتی ہو؟"

"ہاں۔ تم ذرا خاموش رہو۔ ابھی بتاتی ہوں۔"

پورس سر جھکا کر خاموش رہا۔ وہ تھوڑی دیر بعد بولی "تمہارا نام مرجا نہیں ہے۔ تم مجھ سے مذاق کررہے تھے۔ تمہارا نام پرتاب سنگھ ہے۔ بھارت کے ایک شہر ناگ پور میں پھلوں کے باغات ہیں۔ تم کروڑپتی باپ کے بیٹے ہو۔"

پورس نے حیرانی سے کہا "تم تو سچ مچ جادوگر ہو۔ پلیز یہ بتاؤ میرے دل کی تمنا پوری ہوگی یا نہیں؟"

"وہ تو تمہارے ہاتھ کی لکیریں دیکھنے سے معلوم ہوگا مگر تمہارا دماغ بتاتا ہے کہ تم ایک خوب صورت لڑکی کے دیوانے ہوگئے ہو مگر افسوس وہ تمہیں چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہے۔"

"آہ! تم نے میرے دل کے تار چھیڑ دیے ہیں۔"

"تم اسے جگہ جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہو۔ اس کی ایک تصویر تمہارے پاس تھی۔ تم نے اپنے ایک امریکن دوست کو وہ تصویر بھیجی تھی تاکہ وہ لڑکی کو تلاش کرے کیونکہ جسے تم چاہتے ہو، وہ بھی امریکن لڑکی ہے۔"

"ہاں۔ تمہاری طرح امریکن لڑکی ہے۔"

"تمہارے دوست نے لکھا ہے کہ وہ لڑکی نیویارک میں ہے۔ تم اتنے دیوانے ہو کہ اس سے ملنے کے لیے نیویارک تک جارہے ہو۔"

پورس نے اس کے ایک ہاتھ کو تھام کر سینے سے لگاتے ہوئے کہا "گاڈ کی طرف سے میرے لیے گائیڈ بن کر آئی ہو۔ تم اور صرف تم ہی میری مشکل آسان کرسکتی ہو۔"

"میں تمہاری مشکل کیسے آسان کرسکتی ہوں؟ میرا ہاتھ تو چھوڑو۔"

"تمہیں چھوڑ دوں گا تو اور کسے پکڑوں گا؟ تم اس کے دماغ میں جاکر اس کے اندر میری محبت پیدا کرسکتی ہو۔ اسے یقین دلا سکتی ہو کہ میں تمہارا سچا عاشق ہوں۔"

"میرے عاشق ہو؟"

"زبان پھسل گئی تھی۔ اگر تم نے میرا کام نہ کیا تو میں بھی پھسل جاؤں گا۔ کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟"

"محبت؟" وہ خلا میں تکتی ہوئی بولی "میں نہیں جانتی محبت کیسے کرتے ہیں؟ لیکن میں اسے بھلانے کی کوشش کرتی ہوں۔ وہ بار بار یاد آنے لگتا ہے۔"

"اسی کو تو محبت کہتے ہیں۔ کیا تم نے اس کی آنکھوں سے

آنکھیں ملائی تھیں؟"

"ہاں۔ وہ قد آور اور بہترین فائٹر تھا۔"

"کیا تم اس کے قریب گئی تھیں؟"

"ہاں۔ میں ایک داؤ آزما کر اسے گرانے اور اس کی پٹائی کرنے کے لیے اس سے چپک گئی تھی۔ میرے اس داؤ سے کوئی نہیں بچتا مگر وہ بچ گیا اور میرے خیالات اس سے چپک کر رہ گئے۔"

"تمہیں چپکنے والا ایسا داؤ استعمال ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"یہی غلطی ہو گئی۔ وہ تو ایسے چپک گیا ہے کہ تنہائی میں بے اختیار یاد آنے لگتا ہے۔"

"پھر تو تمہیں اس کے پاس جانا چاہیے۔"

"وہ پاگل خانے میں ہے۔ میں اس کے پاس نہیں جا سکتی۔"

"ہم دونوں ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔ میں اسے پاگل خانے سے نکال لاؤں گا۔ تم میری جینفر کے دل میں میری محبت پیدا کر دو۔"

وہ تعجب سے بولی "جینفر؟ میرا نام بھی یہی ہے۔"

"تمہارا تو یہ پورا نام ہو گا۔ میں اسے پیار۔۔۔ سے جینی بلاتا تھا۔"

"ارے مجھے بھی سب جینی کہتے ہیں۔"

اسے غلطی کا احساس ہوا کیونکہ وہ نام اور بھیس بدل کر سفر کر رہی تھی۔ موجودہ نام اور بھیس کے مطابق پاسپورٹ میں اس کی تصویر تھی۔ وہ اچانک قہقہہ لگانے لگی۔ پورس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"میں تو تمہیں اُلو بنا رہی تھی۔ میرا نام جینفر اور نک نیم جینی نہیں ہے۔ پاسپورٹ دیکھو گے تو معلوم ہو گا کہ میرا نام جولی جونز ہے۔"

"تم بڑی شریر ہو۔ مجھے بھی اُلو بنا دیا۔ پلیز مجھے بھی سکھا دو' دوسروں کو کیسے اُلو بناتے ہیں؟"

"ارے یہ سکھانے کی بات نہیں ہے۔ کسی کو اُلو بنانے کے لیے میری طرح عقل مند ہونا پڑتا ہے۔"

تیج پال سیٹ تبدیل کرتے وقت دور تک جہاز میں مسافروں کو دیکھتا رہا تھا' وہ بہت ذہین تھا' کسی پر بھی شبہ ہوتا تو اس کی اصلیت معلوم کر لیتا۔ جینی اپنے نیم پاگل پن کے باعث محفوظ تھی۔ سونیا' پورس اور بابا صاحب کے ادارے کے خیال خوانی کرنے والے جتنے بھی افراد تھے' ان پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا عمل کیا گیا تھا کہ وہ جس بھیس میں رہتے' ان کے چور خیالات بھی اسی بھیس کے مطابق انہیں ظاہر کرتے تھے۔ ان میں سے کسی کا بھی دماغ لاکڈ نہیں تھا۔ اسی لیے گرو گھنشام نارنگ جیسا مہا آتما ٹیلی پیتھی جاننے والا ان میں سے کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ پایا تھا۔

تیج پال سونیا کے پاس آکر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور اپنی سننے والی صلاحیت کے ذریعے جینی اور پورس کی کچھ باتیں

سن کر مطمئن ہو گیا تھا لیکن پھر اپنے اندر سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہا تھا کیونکہ سونیا اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ ... سے بولا "میں تمہاری خیال خوانی سے بچنے کے لیے ... چلا آیا۔ معلوم ہوتا ہے تم جہاز میں نہیں ہو۔ تم لندن ... رہے ہو گے۔ اب بھی اسی شہر میں ہو مگر ٹیلی پیتھی کے ... پیچھا کر رہے ہو۔"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ بولا "میں ٹیلی پیتھی ... لیکن میرا دماغ حساس ہے۔ میری چھٹی حس غیر معمولی ... بھی میرے اندر آنے والا میرے چور خیالات نہیں پڑھ ...

جواب میں پھر خاموشی رہی۔ وہ بولا "کوئی بات نہیں ... بڑے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہو اور جتنے بڑے یوگی ... ہو۔ جب میرے گرو نارنگ جی آئیں گے نا۔ تو وہ میری ... سے تمہارا لب و لہجہ معلوم کر کے تمہاری کھوپڑی میں ... گے۔"

سونیا نے الپا کا لب و لہجہ اختیار کر کے پوچھا "یہ گرو ... کون ہیں؟"

"بہت بڑے شکتی مان ہیں۔ مہا آتما ٹیلی پیتھی کے ... جاننے والے کے دماغ میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ اس ... خیالات کا خانہ لاکڈ رہے تب بھی وہ پوشیدہ خیالات پڑھ ... اپنی مہا آتما شکتی کے ذریعے ایک جسم سے نکل کر دوسرے ... سما جاتے ہیں۔ انہوں نے نیلماں کو بیٹی بنایا ہے اور مجھے ... نیلماں بھی جلد ہی آتما شکتی مکمل کر کے ایک جسم سے دوسرے ... میں سما سکے گی۔"

"جب وہ اتنے مہا شکتی مان ہیں تو تمہارے پاس کیوں ... آرہے ہیں؟"

"وہ تپسیا میں مصروف ہیں۔ کل صبح ان کی تپسیا ختم ... گی تو وہ میری خیریت معلوم کرنے میرے اندر ضرور آئیں ... ہم کل صبح ہی نیویارک پہنچیں گے۔ اگر تم جہاز میں ... نیویارک ائرپورٹ سے زندہ نہیں جا سکو گے۔"

سونیا اس کے دماغ سے نکل کر سوچنے لگی۔ دہلی میں ... پورس بڑی محنتوں کے بعد نیلماں کو حاصل کرنے والے ... پارس نے گولی چلا کر تیج پال کو زخمی کیا تھا اور پورس ... تعاقب میں گیا تھا۔ ایسے وقت پارس نے تیج پال کے دماغ ... کر اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کی تھیں۔

تیج پال واقعی بڑی صلاحیتوں کا مالک تھا اور ... ایجنسیوں یعنی "را" موساد' کے جی بی اور سی آئی اے ... مشترکہ اسپیشل آفیسر آن ڈیوٹی تھا۔ پارس نے تنویمی عمل ... اس زخمی تیج پال کو اپنا معمول اور تابع بنایا تھا پھر اسے ... سونے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

جب پارس دوسری بار تیج پال کے دماغ میں گیا تو ...

سانس روک لی۔ تب سمجھ میں آیا کہ کسی اور نے اسے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ اب تیج پال کے خیالات سے کسی گرو گھنشام نارنگ کی بات معلوم ہو رہی تھی۔ اس گرو گھنشام نارنگ نے نیلماں کو بیٹی بنا کر کہیں چھپا دیا تھا۔ جہاں وہ اپنی آتما شکتی مکمل کر رہی تھی اور تیج پال خود کو اس گرو گھنشام نارنگ کا چیلا کہہ رہا تھا۔ اتنا بڑا افسر کسی خطرناک جادوگر کا چیلا نہیں بن سکتا تھا۔ یقیناً گرو نارنگ نے اسے اپنا معمول اور تابع بنا لیا ہو گا۔

جو گرو نارنگ اتنا زبردست ہو کہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے والے تیج پال کو اپنا تابع بنا لے۔۔۔ پتا نہیں' اس نے نیلماں کو بیٹی بنایا ہے یا اپنی معمولہ اور تابع بنایا ہے' وہ آئندہ بڑی مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔

یہ سوچ کر سونیا نے آمنہ کو مخاطب کیا۔ آمنہ نے پوچھا "کیا بات ہے سونیا؟ خیریت ہے؟"

وہ گرو گھنشام نارنگ' نیلماں اور تیج پال کے متعلق بتانے لگی۔ آمنہ نے کہا "تم میں سے کسی کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ بھی ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کے دماغوں میں آکر بھٹک جایا کرے گا۔"

سونیا نے کہا "ہمیں اپنی فکر نہیں ہے۔ ہم جینی کو اس سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہی جینی جو پاگل خانے میں پورس سے ملی تھی۔ ہمارا بیٹا اسے ہماری بہو بنانا چاہتا ہے۔ گرو گھنشام نارنگ کو اس کے دماغ میں جا کر بھی بھٹکنا چاہیے۔"

"جب وہ ہمارے پورس کی پسند ہے تو کسی کی مجال ہے کہ ہماری بہو کو چھو بھی لے۔ اطمینان رکھو۔ میں جینی کے پاس جا رہی ہوں۔"

ادھر جینی نے پورس سے کہا "میں امریکا پہنچ کر تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔ تمہاری گم ہونے والی جینی کو تلاش کر سکتی ہوں لیکن تم میری مدد نہیں کر سکو گے کیونکہ جو مجھے بار بار یاد آتا ہے' وہ لندن کے ایک پاگل خانے میں ہے۔"

"تو کیا ہوا۔ تم اتنی بڑی جادوگر ہو۔ اس جہاز کو واپس لندن لے چلو۔ میں اسے پاگل خانے سے نکال کر لاؤں گا پھر ہم اسے اسی جہاز میں پکڑ کر لے چلیں گے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ "کیوں ہنس رہی ہو؟ کیا میں نے کچھ غلط کہا ہے؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم تو مجھ سے بھی بڑے پاگل ہو۔ کہتے ہو' ان سیکڑوں مسافروں کے ساتھ جہاز واپس لے جائیں گے۔ اسے پاگل خانے سے نکالنے تک یہ جہاز وہاں کے رن وے پر کھڑا رہے گا۔ تمام مسافر بے زار نہیں ہوں گے' خوش ہوں گے کہ دیکھو کیا چیز پاگل خانے سے نکال کر لائی جا رہی ہے۔"

ایسا کہتے وقت اسے جماہی آنے لگی۔ وہ بولی "ہم بڑی دیر سے باتیں کر رہے ہیں۔ اب مجھے نیند آرہی ہے۔"

وہ سیٹ کو کچھ اور زیادہ آرام دہ بنا کر نیم دراز ہو گئی۔ سونیا نے کہا "پورس! اسے سونے دو۔ اس کے دماغ میں نہ جانا۔ تمہاری ماما اس پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے عمل کر رہی ہیں۔"

پھر سونیا اسے بھی گرو نارنگ' نیلماں اور تیج پال کے متعلق بتانے لگی۔ وہ جہاز اپنی منزل کی طرف چلا جا رہا تھا۔ صبح ہونے سے پہلے ہی تیج پال نیند سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے اس طرح اٹھ بیٹھنے پر سونیا کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے تیج پال کو دیکھا۔ وہ آنکھیں مل کر نیچی نظریں کیے مسکرا رہا تھا۔ سونیا نے اس کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھے۔ پتا چلا گرو نارنگ اس کے پاس آئے ہوئے ہیں اور وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا "مہا گرو دیو! آپ کی کرپا سے میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن پچھلی رات سے کوئی میرے دماغ میں کئی بار آچکا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

گرو نارنگ کی بھاری بھرکم سوچ نے پوچھا "کون ہے وہ مورکھ؟"

"پتا نہیں کون ہے؟ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس نے میرے چور خیالات پڑھے ہوں گے۔"

"ہم نے تمہارے دماغ کے چور خانے کو اس طرح بند کیا ہے کہ کوئی تمہارے اصل ارادوں کو نہیں جان سکے گا۔ کیا تم نے اپنے دماغ میں آنے والے کا لب و لہجہ یاد نہیں رکھا ہے۔"

"مہا گرو دیو! وہ بہت چالاک تھا۔ پہلے اس نے بالکل خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ جب میں نے چیلنج کیا کہ صبح تک میرے گرو دیو آکر اس کی اصلیت معلوم کر لیں گے۔ تب اس نے پوچھا۔ یہ گرو نارنگ کون ہیں اور مجھے تب پتا چلا کہ بڑی دیر سے کوئی عورت میرے دماغ میں آرہی تھی۔"

"تم اس کا لب و لہجہ یاد کر کے بتاؤ؟"

سونیا نے ایک بار الپا کا لب و لہجہ اختیار کر کے پوچھا تھا کہ گرو نارنگ کون ہے؟ تیج پال نے اسی لہجے کو دہرایا۔ گرو نارنگ نے کہا "اس انداز میں الپا بولتی ہے۔ وہ یہودی عورت بڑی مکار ہے تمہارے ارادے معلوم کرنے اور چور خیالات تک پہنچنے کے لیے انجان بن کر پوچھ رہی تھی۔ جب کہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے۔"

"مہا گرو دیو! اس نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ آپ اسے سزا دیں۔"

"میں ابھی اسے سزا دے کر آتا ہوں۔"

گرو نارنگ نے خیال خوانی کی پرواز کی لیکن اسے الپا کا دماغ نہیں ملا اور جب سوچ کی لہروں کو کسی کا دماغ نہ ملے تو اس کا مطلب ہوتا ہے' وہ مر چکا ہے یا مر چکی ہے۔

نارنگ کو تعجب ہوا۔ اس نے دوسرے اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں جھانک کر دیکھا تو وہ سب معمول کے مطابق تھے' کوئی الپا کی موت کا سوگ نہیں منا رہا تھا۔ نارنگ نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں رہ کر اس کی سوچ میں کہا "مجھے الپا سے

رابطہ کرکے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں پوچھنا چاہیے۔"

وہ اعلیٰ افسر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ الپا سے براہِ راست رابطہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ خود آتی ہے یا آرمی انٹیلی جنس کا ڈی جی برین آدم اسے ایک خفیہ نمبر کے ذریعے بلاتا ہے۔

اعلیٰ افسر نے رابطہ ہونے پر کہا "مسٹر آدم! میں الپا سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ کیا باتیں کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے بتائیں جواب مل جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "آپ جانتے ہیں ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف سے پریشان رہتے ہیں۔ ان کی صحیح تعداد بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔"

برین آدمی نے کہا "یہ بتایا جاچکا ہے کہ ان کے اٹھارہ خیال خوانی کرنے والے بڑی حکمتِ عملی سے روپوش رہ کر اپنے ملک اور قوم کی خدمت کررہے ہیں۔ باقی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے گرو نارنگ کے قبضے میں ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "الپا نے کہا تھا کہ گرو نارنگ سے بہت اس کی دوستی ہے اور الپا نے ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام بھی بتائے تھے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ چھ خیال خوانی کرنے والے ہمارے کسی کام آسکیں گے یا نہیں؟ الپا کو اس سلسلے میں کھل کر بات کرنا چاہیے۔"

برین آدم نے کہا "گرو نارنگ آتما ٹیلی پیتھی جانتے ہیں، کسی بھی یوگا جاننے والے کے دماغ میں گھس جاتے ہیں۔ الپا کے دماغ پر بھی دستک دیے بغیر کئی بار آچکے تھے اور ان کا یہ طریقہ ہم سب کو کئی طرح سے نقصان پہنچا سکتا تھا۔ وہ الپا کے دماغ سے اہم خفیہ راز معلوم کرسکتے تھے بلکہ الپا کو اپنی معمولہ اور تابع بنا کر یہاں حکومت کرسکتے تھے۔ اب وہ ایسا نہیں کرسکیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "آپ آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں آپ بھی بہت سے خفیہ اہم رازوں سے واقف ہیں۔ کیا وہ زبردست گرو آپ کے دماغ میں گھس کر معلومات حاصل نہیں کرے گا؟"

"آپ فکر نہ کریں، ہم نے اپنے بچاؤ کا راستہ نکال لیا ہے۔"

گرو نارنگ یہ سن کر چونک گیا۔ اس نے سوچا آخر الپا نے بچاؤ کا راستہ کس طرح نکالا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے اس نے آرمی انٹیلی جنس کے ڈی جی برین آدم کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو حیران رہ گیا۔ اس کی سوچ کی لہریں یوں واپس آگئی تھیں جیسے برین آدم کا دماغ بھی الپا کی طرح مرچکا ہو۔ جبکہ برین آدم زندہ تھا اور فوج کے اعلیٰ افسر سے فون پر باتیں کررہا تھا۔

مزید حیرانی یہ تھی کہ برین آدمی کو پتا ہی نہ چلا کہ پرائی سوچ کی لہریں آئی تھیں۔ وہ فون پر گفتگو کرتے وقت کچھ محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس بار گرو نارنگ نے محسوس کیا کہ اس کی سوچ کی لہریں الپا اور برین آدم کے دماغ تک نہیں پہنچی تھیں۔ اگر پہنچتیں تو وہ ا... محسوس نہیں کرپاتے۔

نارنگ نے غصے سے سوچا۔ الپا بہت مکار ہے۔ خیال خوانی کی ایسی رکاوٹ کہ سوچ کی لہریں دماغ تک بھی نہ پہنچیں، یہ کیسے ممکن ہوا؟ یہ کسی سائنسی تکنیک سے نہیں ہوا ہوگا۔ کسی بڑے وچ ڈاکٹر نے یہ کمال دکھایا ہے۔

اس نے فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر فون کے ذریعے کہا "برین آدم! میں گمنشام نارنگ بول رہا ہوں۔"

"اچھا تو آپ اتنی دیر سے ہمارے افسر کے ذریعے الپا تک پہنچنا چاہتے تھے۔ میرا مطلب ہے، معلوم کرنا چاہتے تھے کہ الپا کا دماغ کہاں گم ہوگیا ہے؟"

"ہاں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تم سے باتیں کررہا ہوں اور اس کے باوجود میری سوچ کی لہروں کو تمہارا دماغ بھی نہیں مل رہا ہے۔ تم لوگوں نے اپنے کتنے اکابرین کے دماغ گم کیے ہیں؟"

"اپنے ملک اور قوم پر تمہاری اور نیلماں کی حکمرانی کو روکنے کے لیے میں اور الپا کافی ہیں۔"

"میں تم دونوں کے دماغوں کے دروازے کھولنا جانتا ہوں۔"

"بڑی خوش فہمی ہے۔ تمہارے بارے میں سنا ہے۔ تمہیں گولی لگے یا کسی طرح کا زخم لگے تو تم پر اثر نہیں ہوتا ہے۔ اگر گولی جسم میں پیوست ہوجائے تو تم سرجری کے کسی بھی آلے سے خود ہی گولی نکال لیتے ہو۔ کسی دن ہم پر بھی گولی چلاؤ۔ کسی بھی طرح زخمی کرو۔ ہم بھی تمہاری طرح تماشا دکھائیں گے اور ایسے وقت بھی ہمارے دماغوں کے دروازے نہیں کھول سکو گے۔"

"اس کا مطلب ہے، کسی بہت زبردست جادوگر سے عمل کرایا ہے؟"

"تمہارے اس سوال کا جواب ہماری کامیابی سے مل رہا ہے۔"

"مجھے اس وچ ڈاکٹر کا نام اور پتا بتاؤ۔ میں اسے جلا کر بھسم کردوں گا۔"

"ہم نہیں چاہتے کہ تم بھسم ہوجاؤ۔"

یہ کہہ کر برین آدمی نے ریسیور رکھ دیا۔ گرو نارنگ اپنی جگہ غصے سے گرجنے لگا۔ قسمیں کھاتے ہوئے چیلنج کرنے لگا کہ وہ اس وچ ڈاکٹر تک پہنچنے کے لیے چالیس دنوں تک دن رات تپسیا کرے گا۔ فی الحال وہ اسی طرح پیچ و تاب کھا سکتا تھا۔ الپا اور برین آدم کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

سونیا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ گرو نارنگ الپا کے پاس جا کر کیا باتیں کرے گا؟ کیوں ناراض ہوگا کہ وہ تیج پال کے دماغ میں کیوں

گئی تھی؟

سونیا نے ایک منٹ انتظار کیا تاکہ گرو نارنگ پہلے الپا کے دماغ میں پہنچ جائے۔ پھر وہ بھی خیال خوانی کے ذریعے گئی تو ناکام ہوگئی۔ اس کی سوچ کی لہریں بھی الپا کے دماغ کو چھو نہ سکیں اور ایسا کسی کی موت پر ہوتا ہے۔

اس نے بھی بے یقینی سے سوچا۔ "کیا الپا مرچکی ہے؟"

یہ معلوم کرنے کے لیے وہ یکے بعد دیگرے کئی یہودی اکابرین کے پاس گئی۔ ان میں سے کوئی الپا کی موت کا سوگ نہیں منا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ برین آدم، الپا کا رازدار ہے، اسے الپا کی صحیح خبر ہوگی۔ وہ برین آدم کے پاس گئی تو پھر اس کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس آگئیں۔

مختلف اکابرین کے دماغوں میں پہنچتے پہنچتے وہ اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں بھی پہنچی۔ اس وقت گرو نارنگ اس افسر کے ذریعے فون پر برین آدم سے کہہ رہا تھا، میں تم دونوں کے دماغوں کے دروازے کھولنا جانتا ہوں....."

اس کے بعد بھی فون پر نارنگ اور برین آدم کی جو باتیں ہوتی رہیں، انھیں سونیا سنتی رہی۔ اسے خوشی ہوئی کہ الپا اور برین آدم نے لوہے کو لوہے سے کاٹا ہے اگرچہ وہ اپنی چال بازیوں سے سونیا اور ہم سب کے لیے بھی مشکلات پیدا کرسکتے تھے لیکن ہمیں مشکلات سے گزرنے میں ہی مزہ آتا ہے۔

سونیا نے مجھے، پارس اور پورس کو، ثانی اور فہمی کو الپا کی موجودہ حکمتِ عملی کے متعلق بتایا اور تاکید کی کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کو بھی یہ معلومات فراہم کردی جائیں۔

وہ صبح سات بجے نیویارک پہنچ گئے۔ سونیا نے خیال خوانی کے ذریعے پورس سے کہا "تم جینی کے ساتھ جاؤ۔ میں تیج پال کا تعاقب کروں گی۔ اب گرو نارنگ اس کے ذریعے کوئی چال چل سکتا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ تیج پال امریکا کیوں آیا ہے؟"

جہاز رن وے پر اتر چکا تھا۔ مسافر اپنا دستی سامان اٹھا رہے تھے۔ پورس نے جینی سے کہا "ہم ایک دوسرے سے ذرا دور رہ کر رابطہ رکھیں گے کیونکہ تمہیں ایب نارمل یا نیم پاگل سمجھ کر دشمن تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ایسے وقت میں تمہارے کام آؤں گا۔"

جینی کے دل میں چور تھا۔ وہ بھیس بدلے ہوئے تھی اور یہ اندیشہ تھا کہ امریکی سراغ رساں اسے تلاش کررہے ہوں گے۔ وہ سراغ رساں اس کی کسی حرکت سے ایب نارمل ہونے کا شبہ کرسکتے ہیں۔ وہ بولی "اگر تم ساتھ رہو گے تو میں تنہا نہیں رہوں گی۔ کوئی مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا۔ کوئی نہیں پوچھے گا کہ میں لندن میں کہاں رہا کرتی تھی۔"

اسے اندیشہ تھا کہ کوئی اسے پاگل خانے سے بھاگی ہوئی جینی سمجھ سکتا ہے۔ پورس نے کہا "تم میرا ساتھ چاہتی ہو تو میں ہمیشہ ساتھ رہوں گا۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے طیارے سے باہر ائرپورٹ کی عمارت میں آئے۔ وہ بولی "تم یہاں اسی دوست کے پاس جاؤ گے جس نے تمہاری جینی کو یہاں کہیں دیکھا ہے۔"

پورس نے موبائل فون نکال کر آپریٹ کرتے ہوئے کہا "میں ابھی اپنے دوست سے معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے فون کو کان سے لگا کر کہا "ہیلو جی! میں پرتاب سنگھ بول رہا ہوں۔ نیویارک ائرپورٹ پر ہوں۔"

وہ خاموش ہو کر سننے لگا پھر بولا "کیا تم نیویارک میں نہیں ہو۔ اپنی فیملی کے ساتھ شکاگو چلے گئے ہو مگر یار تم نے تو کہا تھا کہ جینی....."

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر کچھ سنا پھر کہا "یہ کیا کہہ رہے ہو تم نے خط میں یہ نہیں لکھا تھا کہ جینی کو اسپتال میں دیکھا تھا۔ اب کہہ رہے ہو، وہ بیماری سے مرگئی ہے۔ نہیں! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم اور تمہاری بیوی نے مجھے یہاں بوجھ سمجھ لیا تھا۔ اس لیے چھٹی منانے دوسری جگہ چلے گئے ہو۔ میری جینی زندہ ہے۔ میں خود اسے ڈھونڈ لوں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ جینی نے کہا "تم اپنی محبوبہ کا لب و لہجہ یاد کرکے بتاؤ۔ میں ابھی معلوم کروں گی۔"

پورس تھوڑی دیر تک سوچتا رہا کہ کون سا لب و لہجہ بتائے پھر اس نے یاد کرنے کے انداز میں ایک نسوانی آواز میں لب و لہجہ بتایا۔ وہ حیرانی سے اسے دیکھتی ہوئی بولی "اچھی طرح یاد کرو۔ کیا یہی لب و لہجہ ہے؟"

"بالکل یہی ہے۔ میری یادداشت اچھی ہے۔"

"او گاڈ! تم میری ماں سے پیار کرتے تھے؟"

"ماں؟" وہ گھبرا کر بولا "ارے نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تمہاری والدہ تو بوڑھی ہوں گی۔"

"تم بوڑھی ہونے کی بات کررہے ہو۔ وہ تو بہت پہلے مرچکی ہیں۔"

"نن۔ نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہاں۔ ہاں مگر ہو بھی سکتا ہے۔"

"کیسے ہوسکتا ہے؟"

"تمہاری والدہ جینی بن کر۔ یعنی کے آتما بن کر میرے پاس آئی ہوں۔"

"آتما؟ یہ آتما کیا چیز ہے؟"

"وہ میں ہندو ہوں۔ ہمارے دھرم میں یہ عقیدہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوسری بار جنم لے کر آتا ہے۔ شاید تمہاری والدہ پھر سے جنم لے کر جوان لڑکی بن کر مجھے نظر آئی ہوں۔"

"تمہاری بات بے تکی ہے۔ کوئی بھی جنم لے کر پہلے بچی ہوتی ہے پھر جوان ہوتی ہے۔ میری ماں پیدا ہوتے ہی جوان کیسے

ہو جائے گی؟"

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا تم اپنی ماں کی ہم شکل ہو؟"

"ہاں۔ ہم ماں بیٹی ہم شکل تھیں۔"

"تھیں نہیں' ہیں۔ وہ بالکل تمہاری ہم عمر ہیں۔ کچھ عجیب بہکی بہکی باتیں کرتی تھیں۔"

"کیسی باتیں؟"

"وہ کہتی تھیں' میں تمہارے سامنے ہوں مگر تمہارے سامنے نہیں ہوں۔ میں تو یورپ کے ایک پاگل خانے میں ہوں۔"

جینی نے پریشان ہو کر سوچا "یہ نہیں جانتا ہے کہ میں بھیس بدل چکی ہوں۔ اگر چہرے سے میک اپ اتار دوں تو اپنی ماں جیسی دکھائی دوں گی پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اس کی محبوبہ کا نام بھی جینی ہے۔"

پورس نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں۔ تم نے میری ماں جیسا لب ولہجہ بتایا ہے۔ میں اس کے ذریعے خیال خوانی کر رہی ہوں لیکن تمہاری جینی کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔"

پورس نے بڑے دکھ سے کہا "اوہ گاڈ! پھر تو میرے دوست نے سچ کہا ہے کہ وہ اسپتال میں مر چکی ہے۔ آہ' جینی!"

"ہاں بولو۔"

"میں تمہیں نہیں مرنے والی کو پکار رہا ہوں۔ مجھے پھر ایک بار پکارنے دو۔ آہ' جینی میں تمہارے بغیر نیویارک میں کیسے رہوں گا؟"

"یہاں نہ رہو۔ میں واشنگٹن جانا چاہتی ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔"

"آہ! اب تو اتنے بڑے ملک میں تم ہی رہ گئی ہو۔ جہاں لے چلو گی۔ وہاں چلوں گا۔"

اس نے سونیا سے کہا "مما! میں اس کے ساتھ واشنگٹن جا رہا ہوں۔"

سونیا نے کہا "عجیب اتفاق ہے۔ تیج پال بھی ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے واشنگٹن جا رہا ہے۔ تمام امریکی اکابرین بھی وہیں ہیں۔ یہ کسی خاص مقصد سے جا رہا ہے۔"

پورس نے کہا "اور جینی کا مقصد تو معلوم ہے' جن اکابرین نے اسے برسوں سے پاگل خانے میں قید رکھا' ان سے انتقام لینے جا رہی ہے۔"

"اس کا خیال رکھو۔ کوئی بڑی غلطی نہ کر بیٹھے۔"

سونیا بھی ڈومیسٹک فلائٹ کا ٹکٹ لے کر تیج پال کے پیچھے چل پڑی۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ گرو نارنگ خطرناک وچ ڈاکٹر بھی ہے اور آتما ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے۔ ایک جگہ بیٹھ کر اپنے مخالفین سے نمٹ سکتا ہے پھر اس نے تیج پال کو کس مقصد کے لیے واشنگٹن بھیجا ہے؟ یہ ایک معمّا تھا اور سونیا کے لیے کوئی پیچیدہ بات معمّا نہیں رہتی۔ وہ اسے ضرور حل کرتی ہے۔ اب دیکھنا تھا کہ وہ تیج پال کے پیچھے کہاں سے کہاں تک پہنچتی ہے؟

پورس ائرپورٹ پر چور نظروں سے آس پاس اور دور دور تک تاڑ رہا تھا۔ اس نے کہا "جینی! میں ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ لندن سے ہمارے ہی جہاز میں آیا ہے۔ اب اس کے ساتھ ایک دوسرا شخص ہے۔ وہ دور سے آتے جاتے تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ پلیز تم اِدھر اُدھر نہ دیکھنا۔ ان سے انجان بنی رہو تو بہتر ہے۔"

جینی نے کہا "تم نہ کہتے تو میں ان کی ایسی کی تیسی کر دیتی۔"

"ایسی غلطی کبھی نہ کرنا۔ پورے ملک کی پولیس اور فوج تک یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ تم اس ملک میں آ گئی ہو۔ ایک تو وہ تمہاری صلاحیتوں سے خوف زدہ ہوں گے پھر یہ اطمینان بھی ہوگا کہ اپنے ملک میں آ گئی ہو۔ لہٰذا اطمینان سے اور بڑی حکمتِ عملی سے تمہیں قابو میں کریں گے۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"ہم کسی فلائنگ کمپنی سے ہیلی کاپٹر یا طیارہ کرائے پر لے کر جائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوتا رہے گا کہ کس طرح تمہارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔"

وہ دونوں ائرپورٹ کی عمارت کے باہر آئے پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جانے لگے۔ پورس نے پاگل خانے میں جینی کو عبادت کے بعد کئی زبانوں میں دعائیں مانگتے سنا تھا۔ اس نے انجان بن کر عبرانی زبان میں پوچھا "تمہیں یہ زبان آتی ہے؟"

"ہاں آتی ہے۔ میں سمجھ رہی ہوں۔ ٹیکسی ڈرائیور کی موجودگی میں انگریزی بولنا مناسب نہیں ہے۔"

"پیچھے دیکھو ایک بلیو رنگ کی کار ائرپورٹ سے ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ اب وہ جس راستے پر مڑ رہی ہے اسی موڑ سے ایک سفید کار چلی آ رہی ہے۔ تمہارا تعاقب کرنے اور تمہیں نظروں میں رکھنے کے لیے کاریں بدلتی رہیں گی اور پورے شہر کی انٹیلی جنس والوں کے موبائل فون آن ہوں گے۔"

"پھر تو ہم رینٹڈ ہیلی کاپٹر یا طیارے میں بھی محفوظ نہیں رہیں گے تعاقب کرنے والے کمپنی کے رجسٹر سے معلوم کر لیں گے کہ ہم واشنگٹن جا رہے ہیں۔"

"ان کی معلومات کے ذرائع ہماری توقعات سے زیادہ ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ ہمارے حوصلے ان کی توقعات سے زیادہ ثابت ہوں گے۔"

انہوں نے ایک فلائنگ کمپنی میں جا کر معلوم کیا۔ اس وقت کوئی ہیلی کاپٹر نہیں تھا۔ ایک چھوٹا طیارہ تھا۔ انہوں نے واشنگٹن تک جانے کے لیے اسے چارٹر کرایا۔ پورس نے فلائنگ کے لیے اپنے کاغذات دکھائے جن کی رو سے وہ ایک ماہر پائلٹ تھا۔ لہٰذا انہیں فلائنگ کمپنی کے پائلٹ کی ضرورت نہیں تھی۔

جینی نے طیارے میں سوار ہوتے وقت کہا "میں نے کمپنی کے ایک انجینئر کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ کمپنی کے جہازوں کی مرمت کرتا ہے اور پرواز سے پہلے انہیں چیک کرتا ہے۔"

"ہاں ابھی وہ ہمارے ساتھ جہاز چیک کر رہا تھا۔"

"اس کے چور خیالات سے معلوم ہوا ہے کہ اس طیارے میں ایک ڈی ٹیکٹر...... لگا ہوا ہے۔ اگر ہم واشنگٹن کا راستہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جائیں گے تو انٹیلی جنس والوں کو اس دوسری جگہ کا سراغ مل جائے گا۔"

رن وے پر فلیگ سگنل ملنے لگا۔ پورس نے طیارے کے انجن کو اسٹارٹ کیا پھر اسے رن وے پر دوڑاتے ہوئے فضا کی بلندی پر پرواز کرنے لگا۔ وہ بولی "کیا حماقت ہے۔ جب ہمیں واشنگٹن جانا ہی ہے تو اسے ڈی ٹیکٹر..... کو لگانے کی ضرورت کیا تھی؟"

"تمہیں واشنگٹن جانے کی جلدی کیوں ہے؟ ابھی دن کو نہ سہی' رات کو جا سکتی ہو۔ کل کسی وقت ہم وہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

"کیا تم چاہتے ہو۔ ابھی ہم واشنگٹن نہ جائیں؟ آج جانے یا کل میں کیا فرق ہے۔ جبکہ ڈی ٹیکٹر...... بھی لگا ہوا ہے۔ وہاں تو جانا ہی ہوگا۔"

"وہاں مسلح آرمی تمہارے استقبال کے لیے تیار ہوگی۔ کیا تمہاری عقل کام نہیں کر رہی ہے۔ تم ان کے لیے ٹیلی پیتھی کا بہت بڑا سرمایہ ہو۔ وہ کچھ سوچ سمجھ کر ہی تمہیں ڈھیل دے رہے ہیں۔"

"تم چاہتے ہو' ہم واشنگٹن سے پہلے ہی یہ جہاز کہیں اتاریں؟ کیا پولیس یا فوج وہاں نہیں آ سکے گی؟"

"جب ہم انجینئر کے ساتھ یہ جہاز چیک کر رہے تھے تو میں نے دیکھا تھا فلائنگ کمپنی کے اصولوں کے مطابق اوپر کے خانوں میں پیراشوٹس..... رکھے ہوئے ہیں تاکہ کبھی جہاز میں اچانک خرابی ہو تو سفر کرنے والے پیراشوٹس.... کے ذریعے حفاظت سے زمین پر اتر سکیں۔ تم جاؤ ایک پیراشوٹ..... پہنو پھر آ کر میری سیٹ سنبھالو۔ میں بھی ایک پیراشوٹ پہنوں گا۔"

"کیا ہم جہاز سے چھلانگ لگائیں گے؟"

"راستے میں کئی پہاڑی ویران علاقے ہیں۔ وہاں کسی جگہ چھلانگ لگائیں گے۔ جہاز دور کہیں جا کر گرے گا۔ ہم وہاں سے فرار ہو کر راستے بدل کر واشنگٹن جائیں گے تو ایسے وقت مخالفین ہمیں جگہ جگہ ڈھونڈتے پھریں گے۔ ہمیں واشنگٹن میں چھپنے کی بہت سی جگہ مل جائے گی۔"

وہ خوشی سے لپٹ کر بولی "تم مجھے کہاں کہاں سے بچا کر لا رہے ہو۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنے باکمال ہو سکتے ہو۔"

"تم جب تک لپٹی رہو گی' جہاز کانپتا' تھرتھراتا اور ڈگمگاتا رہے گا۔ یہ تو ناانصافی ہے کہ تم مجھے سنبھالو اور میں جہاز کو سنبھالنے میں لگا رہوں۔"

وہ الگ ہو کر اوپری خانے سے پیراشوٹ... نکال کر اسے پہننے لگی۔ اس کے بعد پورس کی سیٹ پر آ گئی۔ پورس وہاں سے اٹھ کر ایک جیکٹ پہننے کے بعد اس کے پاس آ کر اس سے لپٹ کر بولا "میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اس طرح جہاز اڑا سکتی ہو۔ ہائے تم مجھے کہاں سے کہاں لیے جا رہی ہو۔"

جینی کے تمام بدن میں جیسے بجلی سی دوڑ گئی۔ وہ ہچکچاتی ہوئی بولی "یہ.... یہ کیا کر رہے ہو؟"

"تھوڑی دیر پہلے تم نے بھی یہی کیا تھا۔"

"پلیز جہاز گر جائے گا۔"

"کوئی بات نہیں' ہم دونوں نے پیراشوٹس پہنے ہوئے ہیں۔"

"ارے مجھے کچھ یاد آ رہا ہے۔"

"کیا یاد آ رہا ہے؟"

"پاگل خانے میں' میں جب اس پر داؤ آزمانے کے لیے لپٹ گئی تھی تو مجھے ایسا ہی لگا تھا۔ ابھی بھی ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے وہ آ گیا ہو۔"

"مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے دوست نے جھوٹ بولا ہو۔ میری جینی زندہ ہے۔ میرے ساتھ ہے اور میرے ساتھ رہے گی۔ یقین نہ ہو تو ایک ذرا سر گھما کر دیکھ لو۔"

وہ سر گھما کر اسے دیکھتے ہی چونک گئی۔ اس نے ریڈی میڈ میک اپ ہٹا لیا تھا۔ وہ حیرانی سے بولی "تم۔ تم ابھی تک مجھے دھوکا دے رہے تھے۔"

"تم بھی مجھے دھوکا دے رہی تھیں۔ چہرے سے میک اپ اتارو گی تو صرف مجھے دھوکے باز نہیں کہو گی۔ بائی داوے عشق و محبت میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔"

وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھتی ہوئی زیرِ لب مسکرانے لگی۔ پورس نے کہا "وہ دیکھو اب ویران اور پہاڑی علاقہ آ رہا ہے۔ اٹھو یہاں سے۔"

اس نے سیٹ چھوڑ دی۔ پورس نے سیٹ سنبھال کر کہا "جیسے ہی میں کہوں' دروازہ کھول دینا۔ میں سیٹ چھوڑ کر آ جاؤں گا۔" اس نے یہی کیا پورس نے دروازہ کھولنے کے لیے کہہ کر رفتار اتنی تیز کی کہ وہ کافی دور تک پائلٹ کے بغیر سیدھا جائے۔ وہ سیٹ چھوڑ کر تیزی سے دروازے پر آیا۔ پھر دونوں نے یکے بعد دیگرے ہزاروں فٹ کی بلندی سے چھلانگ لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی جیکٹ کو کھولا۔ نیچے گرتے ہوئے ایک ہُک کو اوپر سے نیچے کیا تو... پیراشوٹس ایک جھٹکے سے کھل گئے۔ ان دونوں کے گرنے کی رفتار ایسی ہو گئی جیسے وہ بڑی آہستگی سے فضا میں جھولتے ہوئے زمین پر اتر رہے ہوں۔

وہ جہاز بہت دور پہاڑی چٹانوں کے پیچھے جا کر گم ہوا پھر ایک زوردار دھماکا ہوا۔ ان چٹانوں کے پیچھے سے آگ کے بھرپور شعلے ابھرے پھر ڈی ٹیکٹر...... سے منسلک رہنے والے تمام مانیٹر

تاریک ہوگئے۔ مختلف شہروں کی تحقیقاتی ٹیمیں ایک دوسرے سے رابطہ کرکے بتانے لگیں کہ طیارہ فلائنگ روٹ سے غائب ہوگیا ہے۔ شاید ڈی ٹیکٹر .... میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔

ایک ٹیم نے کہا "ہم نے اچھی طرح جانچ پڑتال کے بعد وہ آلہ لگایا تھا۔ وہ بہت ہی کار آمد تھا۔ اس میں خرابی پیدا نہیں ہوسکتی۔"

کچھ دیر بعد ایک چھوٹے ٹاؤن کے پولیس افسر نے بتایا "یہاں سے کئی کلومیٹر دور ایک طیارہ پہاڑی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا ہے' میں اپنی ایک پولیس ٹیم لے کر ادھر جارہا ہوں۔ وفاقی پولیس سے کہا جائے کہ وہ بھی جائے حادثہ پر پہنچے۔"

یہ اطلاع امریکی اکابرین کے لیے صدمے کا باعث تھی۔ وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی جینی کو زندہ گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ طیارے کے حادثے سے یہی سمجھا گیا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے ساتھ ہلاک ہوگئی ہے۔

جب تحقیقاتی ٹیمیں وہاں پہنچتیں' دور دور تک بکھرے ہوئے طیارے کے ٹکڑوں کو دیکھتیں تب پتا چلتا کہ وہاں انسانی لاشوں کے ٹکڑے نہیں ہیں اور جینی محفوظ ہے۔ انکوائری میں جتنا وقت ضائع ہوتا ایسے وقت میں پورس جینی کو لے کر چٹانوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ انہوں نے پیراشوٹس.... کو پتھروں کے نیچے چھپا دیا تھا اور دوڑتے ہوئے ہائی وے پر آگئے تھے۔

وہ علاقہ ویران تھا مگر مختلف شہروں کو ملانے کے لیے دو طرفہ کشادہ راستہ وہاں سے گزرتا تھا اور گاڑیاں بھی آتی جاتی رہتی تھیں۔ جینی نے ایک کار والے سے لفٹ مانگی اس کار کی اگلی سیٹ پر دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جینی اور پورس پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیو کرنے والے نے پوچھا "کہاں جانا ہے؟"

"واشنگٹن۔" پورس نے کہا "ہم موٹر سائیکل پر ادھر آؤٹنگ کے لیے آئے تھے۔ پہاڑی کے پیچھے ایک پہیہ پنکچر ہوگیا۔ اب اسے کھینچتے ہوئے کتنی دور لے جاسکتے تھے۔ پتھریلے اونچے نیچے راستے پر اسے کھینچنا بہت ہی محنت کا کام ہے۔ میں ملازموں کو بھیج کر وہ گاڑی منگوالوں گا۔"

دوسرے شخص نے جینی سے پوچھا "ہائے بے بی! تم اس کی کیا لگتی ہو؟"

پورس نے کہا "یہ میری کزن ہے۔"

"یو شٹ اپ۔ لڑکی سے پوچھا جارہا ہے۔ لڑکی جواب دے گی۔"

"یہ لڑکی میرے لیے ریزرو ہے۔ میں جو کہوں گا' وہی اس کا جواب ہوگا۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ ایک نے کہا "اگر تمہیں باہر پھینک دیا جائے تو جوابات دینے کے لیے یہاں صرف لڑکی رہ جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ پہلے دروازہ کھول کر مجھے باہر پھینک دو۔"

سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے اپنی طرف کا دروازہ کھولا۔ کار تیز رفتاری سے جارہی تھی۔ ڈرائیو کرنے والے نے اپنے ساتھی کو ایک لات ماری۔ وہ چیختا ہوا باہر چلا گیا۔ پورس نے آگے کی طرف جھک کر دروازے کو بند کرلیا۔ جینی ڈرائیو کرنے والے کے دماغ میں تھی۔ اسے کار روکنے نہیں دے رہی تھی۔ بلکہ رفتار بڑھانے پر مجبور کرتی جارہی تھی۔

وہ بولا "یہ کیا ہورہا ہے؟ میرا ساتھی باہر گر پڑا ہے اور کار مجھ سے نہیں رک رہی ہے۔"

"ہمیں منزل تک پہنچا کر اپنے ساتھی کو لینے واپس چلے آنا۔"

"وہ پولیس والوں سے شکایت کرے گا کہ تم نے اسے جبراً میری گاڑی سے باہر گرا دیا ہے اور ریوالور دکھا کر مجھے اغوا کررہے ہو۔"

"ہمارے پاس ریوالور نہیں ہے۔"

اس نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھال کر دوسرا ہاتھ کوٹ کے اندر ڈالا پھر ریوالور نکال کر پورس کو دیتے ہوئے کہا "یہ لو۔ اب تو تمہارے ہاتھ میں ریوالور رہے گا۔ تم پولیس کے سامنے انکار نہیں کرسکو گے۔"

پورس نے اس سے ریوالور لے کر کہا "تم بہت چالاک ہو۔ تم نے مجھے ریوالور تھما کر مجرم بنا دیا ہے۔"

وہ فخر سے مسکرانے لگا پھر عقب نما آئینے میں اپنا ریوالور پورس کے ہاتھ میں دیکھا۔ اپنے کوٹ کے اندر ٹٹول کر بولا "یہ... یہ تو میرا ریوالور ہے۔ مجھے واپس کرو۔"

"واشنگٹن میں واپس مل جائے گا۔ اسی تیز رفتاری سے چلتے رہو۔"

وہ حیران و پریشان ہو کر ڈرائیو کرتا رہا۔ وہ دو گھنٹے بعد واشنگٹن ڈی سی میں داخل ہوئے ایک اسٹریٹ کے کنارے کار رک گئی۔ دونوں کار سے اتر گئے۔ جینی نے کار والے سے کہا "آج سے کسی کو لفٹ دیتے وقت یاد رکھنا' عورت کا حسن و شباب بھری بندوق کی طرح ہوتا ہے۔ اب اپنے ساتھی کے پاس جاؤ۔ ریوالور کو بھول جاؤ۔"

وہ کار کو دوسری طرف موڑ کر لے گیا۔ پورس نے اسے غائب دماغ رکھا تھا تاکہ وہ اس جگہ کو یاد نہ کرسکے۔ جب وہ ڈرائیو کرتا ہوا اس شہر کی حدود سے باہر چلا گیا تو اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے ایک اسٹریٹ کو چھوڑ کر دوسری اسٹریٹ میں آئے۔ وہاں یوگا جاننے والا ایک آرمی افسر رہتا تھا۔ بنگلے کے آہنی گیٹ پر دو مسلح فوجی جوان تعینات تھے۔ انہوں نے جوانوں کو مخاطب کیا پھر ان کے جوابات سنتے ہی ان کے دماغوں پر حاوی ہوگئے۔ وہ دونوں فوجی انداز میں آگے بڑھتے ہوئے جینی اور

پورس کو اپنے پیچھے لے کر بنگلے کے اندر گئے۔ بنگلے کے اندرونی دروازے پر بھی ایک مسلح جوان تھا۔ اس نے آرمی کے ساتھی جوانوں کو دیکھ کر اعتراض نہیں کیا۔ ان کے لیے دروازہ کھول دیا۔

وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔ وہاں سے ایک زینے پر چڑھتے ہوئے اوپری منزل کے ایک بند دروازے کے پاس پہنچے۔ جینی اور پورس نے ان دونوں کو واپس احاطے کے آہنی گیٹ پر ڈیوٹی کے لیے جانے دیا۔ جب وہ اپنی ڈیوٹی کی جگہ پہنچ گئے تو ان کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

جینی اس یوگا جاننے والے افسر کی بیوی سے بہت پہلے مل چکی تھی۔ ان دنوں اسے لندن کے پاگل خانے میں بھیجا نہیں گیا تھا۔ اب وہ اس بنگلے میں آنے سے پہلے اس کی بیوی کے ذریعے معلوم کرچکی تھی کہ وہ اپنے میاں کے ساتھ اوپری منزل کے کمرے میں تھی اور ان کی ایک بیٹی اور بیٹا ویک اینڈ منانے کے لیے بالٹی مور گئے ہوئے تھے۔

اس افسر کی بیوی بستر سے اٹھ گئی۔ اس نے پوچھا "کہاں جا رہی ہو؟"

وہ بولی "ہمارے بچے جوان ہورہے ہیں۔ دن کے وقت ہمیں اس طرح جوانوں جیسے چونچلے نہیں کرنے چاہئیں۔"

وہ جلدی سے ایک نیکر پہن کر بولا "یہ اچانک کیسی باتیں کررہی ہو؟"

وہ جواب دینے سے پہلے دروازے تک آگئی تھی۔ اس نے اندر سے اسے کھول دیا۔ افسر نے اعتراض کرنے کے لیے منہ کھولا پھر کھلے ہوئے دروازے پر جینی اور پورس کو سوالیہ نظروں سے دیکھتا رہ گیا۔ انہوں نے اندر آکر دروازے کو بند کردیا۔

جینی آئینے کے سامنے آکر بیٹھ گئی پھر وینشنگ کریم سے چہرے کے میک اپ کو صاف کرنے لگی۔ اس کا اصلی چہرہ جیسے جیسے آئینے میں دکھائی دیتا گیا۔ ویسے ویسے افسر کے چہرے کا رنگ اڑتا گیا۔ وہ اپنا ریوالور لینے کے لیے تکیے کے پاس آیا۔ وہاں پورس اپنا ریوالور لیے تکیہ کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔

جینی نے کہا "آفیسر! تم نے یوگا میں مہارت حاصل کرکے سمجھ لیا کہ یہ پاگل ٹیلی پیتھی جاننے والی کبھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ دیکھو تمہارے تمام سیکیورٹی گارڈز اپنی جگہ ڈیوٹی پر ہیں اور میں تمہاری موت بن کر چلی آئی ہوں۔"

افسر کی بیوی نے گڑگڑا کر کہا "نہیں جینی! میرا سہاگ اجاڑنے کی بات نہ کرو۔"

جینی نے کہا "تمہیں صدمہ ہورہا ہے۔ جب یہ اپنے کارنامے تمہیں سناتا تھا اور کہتا تھا کہ کیسی حکمت عملی سے مجھ جیسی صرف ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اس نے مکمل حفاظتی انتظامات کے ساتھ ایک پاگل خانے میں چھپا رکھا ہے تو تم اپنے شوہر کے کارنامے پر فخر کرتی تھیں۔"

وہ چہرہ صاف کرنے کے بعد وہاں سے اٹھ گئی۔ افسر اپنے کپڑوں کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ وہ بولی "ہالٹ! لباس نہیں پہنو گے۔ اسی نیکر میں رہو گے۔"

اس نے قریب آکر اس کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ مارا۔ وہ ذرا... لڑکھڑا کر سنبھلنا چاہتا تھا۔ اس نے گھوم کر ایک کک ماری۔ وہ پیچھے جا کر دیوار سے ٹکرا کر گر پڑا۔ اس کی ناک سے اور باچھوں سے لہو بہنے لگا۔

وہ بولی "اتنا ہی زخمی ہونا کافی ہے۔ یوگا جاننے والے' میں تمہارے دماغ میں بول رہی ہوں۔ سانس روک کر مجھے بھگاؤ۔"

وہ اٹھتے ہوئے بولا "تم جانتی ہو۔ ہم نے اپنے ملک کی خاطر تمہیں چھپایا تھا۔ تم کل بھی ہماری تھیں۔ آج بھی ہماری ہو۔ مجھ سے سمجھوتا کرو۔ میں تمہیں اس ملک میں وہ مقام دوں گا' جو اسرائیل میں الپا کو حاصل ہے۔ وہ تنہا عورت اپنے ملک کی ملکہ بنی ہوئی ہے۔"

"میں تو تمہیں قتل کرکے بھی یہاں کی ملکہ بن سکتی ہوں پھر سمجھوتا کیوں کروں؟ تم نے کہا تھا' میں پاگل خانے میں رہ کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اور دوسری غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے ہنگامہ برپا کرسکتی ہوں لیکن ایسے وقت کہیں سے بھی آنے والی ایک گولی میرا خاتمہ کردے گی اور تم ایسا کرسکتے تھے۔ اسی لیے میں نے اپنی سلامتی کی خاطر اتنے برس وہاں گزار دیے۔ اب تم اپنی سلامتی کی بات کرو۔"

"میں اپنی سلامتی کے لیے تم جو کہو گی' اس پر عمل کرتا رہوں گا۔"

اس کی بیوی نے کہا "جینی! تم انہیں کوئی سی بھی سزا دے کر زندہ رہنے دو۔"

"میں تمہیں بیوہ نہیں ہونے دوں گی۔ بچوں کو یتیم نہیں ہونے دوں گی اس کی سزا صرف یہ ہوگی کہ جتنے برس میں پاگل خانے میں رہی' اتنے ہی برس یہ خطرناک قسم کے پاگلوں کے درمیان رہے۔ سزا پوری ہونے سے پہلے بیوی بچوں کی صورتیں نہ دیکھے۔ مجھے غافل سمجھ کر اسے پاگل خانے میں اچھا کھانا اور بہتر سہولتیں دی جائیں گی تو سزا کے طور پر تم ماں اور بچوں کو ایسے ذہنی عذاب میں مبتلا کروں گی' جس کی ویڈیو فلم دیکھ کر یہ سچ مچ پاگل ہوجائے گا۔"

"جینی! میری بہن! معافی کی کوئی صورت نکالو۔"

"تمہاری خواہش کے مطابق ہی اسے یہ سزا دی گئی ہے۔ یہ زندہ رہے گا۔ تمہیں اور کیا چاہیے۔" پھر وہ امریکی افسر سے مخاطب ہوئی "کم آن آفیسر! منہ ہاتھ دھو کر وردی پہنو اور یہاں سے اس طرح چلو کہ اگلی سیٹوں پر تم بیوی کے ساتھ رہو۔ ہم پچھلی سیٹوں پر رہیں گے۔ اس دوران میں یہ یاد رکھنا کہ میں تمہارے دماغ میں رہوں گی۔ ذرا سی بھی چالاکی تمہارے پورے خاندان کو مہنگی پڑے گی۔"

وہ وردی وغیرہ لے کر باتھ روم میں گیا۔ جینی نے کہا "میں زبان سے بھی بول رہی ہوں اور تمہارے دماغ میں بھی ہوں تاکہ تمہاری بیوی سنتی رہے۔ تم یہاں سے آرمی ہیڈ کوارٹر جاؤ گے۔ وہاں کے اعلیٰ افسران کو میرا حکم سناؤ گے۔ جو بھی اعلیٰ افسر میرے حکم کے مطابق تمہیں اس دنیا کے بدترین پاگل خانے میں بھیجنے سے انکار کرے گا، وہ اسی لمحے بے موت مارا جائے گا۔"

تھوڑی دیر کے بعد وہ وردی پہن کر باتھ روم سے آگیا۔ جوتے وغیرہ پہنے، پھر روتی ہوئی بیوی سے بولا "تم کبھی بھول کر بھی چپ چاپ رازداری سے جینی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرانا۔ اپنے بچوں کی سلامتی کا خیال کرلیا کرنا۔ اس سے تمہاری کوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔"

وہ چاروں اس کمرے سے نکل کر بنگلے کے باہر آئے۔ کار میں بیٹھ گئے۔ تمام سیکیورٹی گارڈز انہیں سلیوٹ کررہے تھے۔

○☆○

سونیا نے سوچا تھا کہ تیج پال کسی بہت اہم معاملے میں واشنگٹن جارہا ہے وہاں پہنچ کر وہ ایک ٹیکسی میں جانے لگا۔ اس نے بھی ایک ٹیکسی میں اس کا تعاقب کیا پھر ایک جگہ ٹیکسی رکوا دی۔ وہ ایک فلائنگ کلب میں گیا تھا۔ سونیا نے کرایہ دے کر ٹیکسی والے کو رخصت کیا پھر پیدل چلتی ہوئی موبائل فون نکال کر انکوائری کے نمبر ملا کر کے پوچھا "پلیز بارکوسا فلائنگ کلب کا نمبر بتائیں۔"

اسے دو فون نمبر بتائے گئے۔ اس نے بکنگ کلرک کے نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا "ہیلو چیری بلوسم! تم نے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں انتظار کررہی ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا "چیری بلوسم بوٹ پالش کا نام ہے۔ رانگ نمبر!"

فون بند ہوگیا۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ ایک میاں بیوی اور ان کے بچوں کے لیے ایک چھوٹا جہاز بک کررہا تھا۔ سونیا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس بارکوسا فلائنگ کلب کی طرف جارہی تھی۔ وہاں پہنچنے سے پہلے اس نے بکنگ کلرک کے ذریعے تیج پال کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "مجھے میری لینڈ جانا ہے۔ واپسی نہیں ہوگی۔ لہٰذا آپ کا پائلٹ ساتھ جائے گا اور ہیلی کاپٹر واپس لے آئے گا۔"

سونیا نے پھر موبائل فون کے نمبر پنچ کیے۔ رابطہ ہونے پر بولی۔ "ہیلو میں مارتھا ڈی سوزا بول رہی ہوں۔ ابھی فوراً مجھے میری لینڈ جانا ہے۔ میں لائسنس ہولڈر نہیں ہوں۔ لہٰذا آپ کے پائلٹ کے چارجز بھی ادا کروں گی۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "اتفاق سے پندرہ منٹ بعد ایک ہیلی کاپٹر میری لینڈ جارہا ہے۔ اگر آپ آدھے گھنٹے تک آسکیں تو ہم ہیلی کاپٹر کو مزید پندرہ منٹ روک سکتے ہیں۔"

"میں قریب ہی ایک ہوٹل میں ہوں۔ ابھی آرہی ہوں۔"

"اس نے فون بند کیا۔ ایک ریستوران کے باتھ روم میں جاکر آئینے کے سامنے چہرے پر تبدیلی کی تاکہ تیج پال کو شبہ نہ ہو کہ یہ عورت لندن سے اس کے ساتھ چلی آرہی ہے۔"

عارضی میک اپ فوراً ہوگیا۔ اس نے باہر آکر ایک فوٹو گرافر سے موجودہ چہرے کی تین تصویریں اتروائیں۔ پولارائڈ کیمرے کے ذریعے چند سیکنڈ میں تصویریں مل گئیں۔ وہ فلائنگ کلب کے کاؤنٹر پر آکر بولی "میرا نام مارتھا ڈی سوزا ہے ابھی میں نے میری لینڈ جانے کے لیے فون کیا تھا۔"

اس نے اپنی تصویر کے ساتھ ایک فارم پُر کیا۔ تیج پال ایک طرف بیٹھا سوچ کے ذریعے کہہ رہا تھا "گروجی! میرے ساتھ ہیلی کاپٹر میں جانے والی آگئی ہے۔ آپ کسی وقت بھی اس کی اصلیت معلوم کرلیں گے۔"

گرودتا رنگ نے کہا "ٹھیک ہے۔ اسے ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے دو۔"

مقررہ وقت کے مطابق ہیلی کاپٹر نے پرواز کی۔ تیج پال نے سونیا سے پوچھا "میری لینڈ میں کہاں جارہی ہو؟"

وہ ذرا شرماتی ہوئی بولی "نہ پوچھو تو بہتر ہے۔ ویسے میں پہلی بار جارہی ہوں۔ کیا تم جانتے ہو، ہلٹن پارک کہاں ہے؟"

"جانتا ہوں۔ کیا وہاں جانا ہے؟ میں جہاں جارہا ہوں، وہ پارک راستے ہی میں پڑے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "اگر تم مائنڈ نہ کرو تو مجھے اپنی گاڑی میں وہاں ڈراپ کرسکتے ہو؟"

"وہائے ناٹ؟ اس میں مائنڈ کرنے کی کیا بات ہے لیکن یہ عجیب سی بات ہے۔ تم پہلی بار وہاں جارہی ہو اور وہ بھی اکیلی۔"

وہ پھر شرماتی ہوئی بولی "پلیز تم جوان ہو۔ کچھ اپنی طرف سے بھی تمہیں سمجھنا چاہیے۔"

"میں جوان ہوں۔ گرل فرینڈز اور بوائے فرینڈز کے بارے میں سوچ سکتا ہوں مگر سوری ٹو سے، تمہاری عمر اس معاملے کے لیے زیادہ نہیں ہے؟"

"دل کی کوئی عمر نہیں ہوتی، جو مجھ سے ملنے والا ہے۔ اس کی بھی یہی عمر ہوگی۔"

وہ باتیں کررہا تھا اور گرودتا رنگ سونیا کے خیالات پڑھ رہا تھا مگر وہ خیالات مارتھا ڈی سوزا کے تھے۔ یہ روحانی ٹیلی پیتھی کا کمال تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام خیال خوانی کرنے والے جو بھیس بدلتے تھے۔ اسی کے مطابق ان کا دماغ ڈھل کر اسی کردار کی مناسبت سے خیالات پیش کرتا تھا۔

گرودتا رنگ دیر تک سونیا کے ذہن کو ٹٹولتا رہا اور اسے مارتھا ڈی سوزا کے خیالات ہی پڑھنے کو ملتے رہے۔ آخر اس نے تیج پال سے کہا "یہ عورت بدکردار ہے۔ اپنے شوہر ڈی سوزا کو دھوکا دے کر اپنے یار سے ملنے میری لینڈ جارہی ہے۔"

تیج پال نے پوچھا "مہا گرودیو! کیا الپا سے رابطہ ہوا؟"

"نہیں۔ وہ پہلی عورت ہے، جس کے دماغ تک میں پہنچ نہیں پارہا ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے رابطہ کررہی ہے۔"

"میرا دماغ کہتا ہے، اس کی کوئی کمزوری ہے جس کے باعث وہ آپ کے پاس نہیں آرہی ہے۔ آپ اسی بات پر غور کریں۔ جب سے آپ میرے دماغ میں آئے ہیں، تب سے وہ میرے اندر بھی نہیں آرہی ہے۔ پچھلی رات جہاز میں وہ بار بار آرہی تھی۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو، وہ کسی کمزوری کے باعث مجھ سے رابطہ کرنے سے کترا رہی ہے اور تمہارے پاس بھی اب نہیں آرہی ہے۔"

حالات کچھ ایسے تھے کہ گرودتا رنگ بھی بھٹک گیا تھا اور اس خوش فہمی میں تھا کہ تیج پال کو پچھلی رات سے پریشان کرنے والی الپا گرودیو کے خوف سے روپوش ہوگئی ہے۔ اس طرح سونیا پر شبہ نہیں ہوا۔ وہ میری لینڈ پہنچ گئی۔ اس نے تیج پال سے یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے؟ تیج پال ایک ٹیکسی میں اسے ہلٹن پارک پہنچا کر آگے چلا گیا۔

سونیا نے پارک میں ایک گائیڈ سے پوچھا "یہاں کے مشہور مقامات کون سے ہیں۔ مجھے وہاں لے چلو۔"

اس نے گائیڈ کو پانچ سو ڈالرز دیے۔ وہ خوش ہوگیا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس کے ساتھ جاتے ہوئے بتانے لگا کہ وہ کہاں کہاں سے گزر رہے ہیں۔ سونیا نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ ایک وسیع و عریض قطعۂ زمین پر ایک ایسی عمارت نظر آئی جیسے وہ ہندوؤں کا مندر ہو۔ سونیا نے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

گائیڈ نے کہا "یہ بہت بڑا آشرم ہے۔ امریکی حکومت نے ایک ہندو عورت نیلماں کے لیے اتنی وسیع و عریض زمین الاٹ کی تھی۔ چند برس پہلے یہاں بڑی رونق رہتی تھی۔ بے شمار ہندو آتے رہتے تھے....."

گائیڈ بول رہا تھا اور نیلماں کا نام سننے کے بعد سونیا کے خیالات دور تک پرواز کرنے لگے تھے۔ اس نے ایک میوزیم کے پاس جاکر ٹیکسی روک دی پھر گائیڈ اور ڈرائیور دونوں کو مزید رقم دے کر رخصت کردیا۔

نیلماں اور اس کے جوان بیٹے کی موت کے بعد وہ آشرم ویران ہوگیا تھا۔ نیلماں محض آخری آتما شکتی پر زندہ تھی اور وہاں سے برسوں پہلے جاچکی تھی۔ حکومت کی طرف سے اس آشرم کے تمام دروازوں پر تالے لگا دیے گئے تھے۔ وہ آشرم جو نہایت صاف ستھرا رہتا تھا۔ اب اس کے آس پاس مٹی دھول اور خشک پتے اڑتے رہتے تھے۔

رات کے نو بجے تیج پال اس آشرم کے احاطے میں آیا۔ وہاں کے ایک چھوٹے کوارٹر میں دو سیوک رہتے تھے۔ وہیں پکاتے کھاتے اور زندگی گزارتے تھے۔ انہوں نے تیج پال کے سامنے جھک کر دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ گرودتا رنگ خیال خوانی کے ذریعے ان کے درمیان تھا۔ اس نے اس آشرم کو پھر سے آباد کرنے کے لیے تیج پال کو بھیجا تھا۔

ایک سیوک پیتل کی ایک بڑی سی تھالی میں کھانے کی چیزیں پروس کر ایک جگ میں پانی لے کر تیج پال کے پیچھے چلنے لگا۔ اس آشرم کے اندر کئی کمرے، بڑے ہال اور راہداریاں تھیں۔ تمام کمروں کے دروازے مقفل تھے۔ ان کی چابیاں حکومت کی تحویل میں تھیں اور وہ اتنے مضبوط تالے تھے کہ چابیوں کے بغیر کھل نہیں سکتے تھے۔

تیج پال اس سیوک کے ساتھ ایک بڑے ہال کے مقفل دروازے کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ تیج پال کے آنے سے پہلے سیوک ایسا کرتے تھے۔ گرودتا رنگ ان کے دماغوں میں جو منتر پڑھتا تھا، وہی منتر سیوک اپنی زبان سے دہراتے تھے۔ اب تیج پال ان منتروں کو اپنے دماغ میں سن کر زبان سے دہرانے لگا۔ منتروں کے اختتام پر دروازے کا بڑا سا مضبوط تالا ایسے کھل گیا جیسے چابی سے کھولا گیا ہو۔ واپسی پر اس تالے کو پھر منتروں کے ذریعے بند کردیا جاتا تھا۔

تیج پال نے تالے کو ہٹا کر کنڈی ایک طرف سرکائی وہ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر بڑا صاف ستھرا ہال تھا۔ اس ہال کے وسط میں ایک اونچا چبوترا تھا۔ اس چبوترے پر نیلماں پلتھی مارے بیٹھی تھی۔ وہ تپسیا میں مصروف تھی۔ دروازہ کھلتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر بولی "میرے گرو بابا! پرنام۔"

گرودتا رنگ نے اس کے دماغ میں کہا "جیو اور پوری آتما شکتی حاصل کرکے رہتی دنیا تک جیتی رہو۔ تمہارا بھوجن (کھانا) آگیا ہے۔"

وہ بولی "آج میں تیج پال کو یہاں دیکھ رہی ہوں۔"

"تمہاری تپسیا مکمل ہونے والی ہے۔ اس لیے یہ آیا ہے۔ اس کی ذہانت اور غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے پھر اس آشرم کو آباد کیا جائے گا۔ مکمل آتما شکتی حاصل کرتے ہی اس ملک کے حکام تمہارے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے۔ تم یہاں کی مہارانی کہلاؤ گی۔ تمہارے حکم کے بغیر کوئی اس آشرم میں قدم بھی نہیں رکھ سکے گا۔"

یک بارگی نیلماں اور گرودتا رنگ چونک گئے۔ نیلماں کے اندر سے آواز ابھری "لیکن موت کے قدم کوئی نہیں روک سکتا۔"

نیلماں دہشت کے مارے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ دونوں مٹھیاں بھینچ کر بولی "گرو بابا! گرو بابا! یہ سونیا کی آواز ہے۔ میری آتما شکتی مکمل نہیں ہوئی ہے گرو بابا! مجھے بچاؤ۔"

سونیا کی آواز پھر ابھری "تمہاری آتما شکتی مکمل نہیں ہوگی۔ اس آشرم کے اندر موت ہے اور باہر زندگی..... بولو کہاں جاؤ گی؟"

چالبازی ایسی ہوتی ہے جو پہلے سمجھ میں نہیں آتی۔ جب اس کا نتیجہ سامنے آتا ہے' تب سمجھ میں آتی ہے۔ گرونارنگ نے بڑی چالبازی سے نیلماں کو میری لینڈ کے ایک آشرم میں روپوش رکھا تھا۔

وہ آشرم کبھی نیلماں اور اس کے جوان بیٹے کے باعث آباد تھا۔ وہاں ہندوؤں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ نیلماں کی ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے باعث امریکی حکام کو بڑے فائدے پہنچتے تھے اس لیے حکومت نے ایک وسیع و عریض پلاٹ' آشرم تعمیر کرنے کے لیے الاٹ کردیا تھا۔ جب سے نیلماں گئی تھی اور اپنی آتما شکتی کے کمزور ہوتے رہنے کے باعث واپس نہیں آئی تھی' تب سے وہ آشرم اجڑ گیا تھا' ویران پڑا رہتا تھا۔ سرونٹ کوارٹرز میں دو ہندو چوکیدار رہتے تھے۔ حکومت کی طرف سے اس آشرم کے تمام چھوٹے بڑے کمروں کے دروازوں کو مقفل کردیا گیا تھا۔ اب کوئی ہندو بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا تھا۔ جب بھگوان اور دیوتاؤں کی مورتیاں مقفل کردی گئی ہوں تو پھر کون پوجا کے لیے اور وہاں رہائش کے لیے آئے گا؟ کوئی نہیں آتا تھا۔

ایسے میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ آشرم کے کسی بڑے ہال کا دروازہ باہر سے مقفل رہے گا تو نیلماں وہاں روپوش رہ کر آتما شکتی مکمل کرنے کی تپسیا کرتی رہے گی۔ میری لینڈ کی پولیس اور انتظامیہ کو وہاں کسی کی موجودگی کا علم کس طرح ہوسکتا تھا۔

لیکن گرونارنگ اپنے کالے جادوئی عمل سے اس بڑے ہال کے دروازے کے تالے کو کھولتا اور پھر بند کردیتا تھا۔ دو ہندو چوکیدار اس کے محکوم تھے۔ وہ رازداری سے نیلماں کو ضرورت کی چیزیں فراہم کیا کرتے تھے۔

یہ طریقۂ کار ایسا تھا کہ راز کبھی نہ کھلتا اور نیلماں آتما شکتی کسی مداخلت کے بغیر مکمل کرلیتی لیکن گرونارنگ کی پلاننگ یہ تھی کہ نیلماں مکمل آتما شکتی حاصل کرکے پھر اس آشرم کو آباد کرے اور اس ملک کے حکام کو ہمیشہ اپنے زیرِ اثر رکھے۔ اسے آباد کرنے کے انتظامات کے لیے تیج پال کو وہاں بھیجا گیا تو سونیا بھی اس کا تعاقب کرتی ہوئی آشرم میں پہنچ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ تیج پال ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے لیکن اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہے اور وہ کچھ غیر معمولی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس کے دیکھنے' سننے' سونگھنے' چکھنے اور چھونے کے حواس غیر معمولی ہیں اس کے علاوہ چھٹی حس بھی غیر معمولی ہے لہٰذا جب تیج پال بڑی رازداری سے آشرم کے احاطے میں گیا اور دونوں ... چوکیداروں سے باتیں کیں تو سونیا نے ایک چوکیدار کے دماغ میں جگہ بنالی۔

وہ رات کا وقت تھا۔ اس وقت نیلماں ایک گھنٹے کے لیے تپسیا سے فارغ ہوکر کھانا کھایا کرتی تھی۔ وہ دونوں چوکیدار کھانے کی تھالی اور پانی کا جگ لے کر تیج پال کے ساتھ آشرم کے اندر آگئے تو گرونارنگ تیج پال کے دماغ میں تھا اور سونیا ایک چوکیدار کے اندر رہ کر دیکھ رہی تھی کہ بہت بڑے مضبوط تالے کو گرونارنگ اپنے ایک منتر کا جاپ کرکے کھولتا اور بند کرتا ہے۔

اس ہال کے اندر ایک اونچے چبوترے پر نیلماں آنکھیں بند کیے تپسیا میں مصروف تھی۔ آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھولیں۔ کھانا لانے والوں کو دیکھ کر سمجھ گئی کہ اندر گرونارنگ موجود ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر کہا "گرو بابا! پرنام!"

وہ گرو بابا سے باتیں کرنے لگی تو سونیا اس کے نئے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر ان کی ایک بات کے جواب میں اس نے کہا "موت کے قدم کوئی نہیں روک سکتا۔"

نیلماں دہشت کے مارے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ دونوں مٹھیاں بھینچ کر بولی "گرو بابا! یہ سونیا کی آواز ہے۔ میری آتما شکتی مکمل نہیں ہوئی ہے گرو بابا! مجھے بچاؤ۔"

سونیا کی آواز سنائی دی "تمہاری آتما شکتی مکمل نہیں ہوگی۔ اس آشرم کے اندر موت آگئی ہے۔ تپسیا چھوڑ کر باہر آجاؤ تو زندہ رہنے دوں گی۔ بولو یہاں مرنا چاہتی ہو یا باہر زندہ رہنے کی خواہش ہے؟"

اس وقت نیلماں کے دماغ میں سونیا بھی تھی اور گرونارنگ بھی۔ اس نے سونیا کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن اس کی سوچ کی لہریں بھٹکتی رہیں کیونکہ سونیا اس وقت مارتھا ڈیسوزا کے بہروپ میں تھی اور مارتھا کا لب و لہجہ مختلف تھا۔ جسے گرونارنگ نہیں جانتا تھا۔

اس نے پوچھا "میں تمہارے لب و لہجے کے مطابق تمہارے دماغ میں آنا چاہتا ہوں لیکن ناکام کیوں ہورہا ہوں؟"

"اس لیے کہ میں ابھی سونیا نہیں ہوں۔ جس بہروپ میں ہوں اسی لب و لہجے میں بولوں گی تو میرے اندر آسکو گے۔ میں بہروپ کی وجہ سے بدل چکی ہوں تو میرے اندر کیسے آسکو گے۔"

"ہوں! اب سے پہلے میں پورس کے دماغ میں گیا تھا مگر وہ بھارت میں جمنا داس بنا ہوا تھا اور اسی جمنا داس کے مطابق اس کے خیالات پڑھتا رہا تھا۔"

"ٹھیک اسی طرح میں مارتھا ڈیسوزا کے لب و لہجے میں بولوں گی تو تم مارتھا کے اندر پہنچو گے مگر افسوس' اس لیے نہیں پہنچ سکو گے کہ وہ مرچکی ہے۔ اس مرنے والی کے لب و لہجے میں بھی میرے اندر آکر تمہیں معلوم ہوگا کہ مردہ خیالات پڑھے نہیں جاسکتے۔"

"تم سب روحانی ٹیلی پیتھی کی وجہ سے محفوظ ہو۔"

"تم آتما شکتی رکھتے ہو لیکن روحانی ٹیلی پیتھی کا توڑ نہیں کرسکو گے اور نیلماں! ہم تمہارے اندر بول رہے ہیں۔ تم تمام باتیں سن رہی ہو۔ جسے اپنا گرو بابا کہتی ہو' وہ دنیا والوں کے لیے مہا شکتی مان ہوگا' ہمارے لیے کچھ نہیں ہے۔"

نیلماں نے پریشان ہوکر پوچھا "یہ تم سب کیوں میرے پیچھے ...ئے ہو۔ پہلے پورس نے مجھے آتما شکتی مکمل کرنے نہیں دی۔ ...ب تم آگئی ہو۔ میں تم لوگوں کی دشمن تو نہیں ہوں۔"

"...ئی بار دشمنی کرچکی ہو۔ اس وقت آتما شکتی کے غرور میں ...یں۔ اب غرور بھول کر بے چاری بن رہی ہو۔ تمہارے سامنے ...انے کی تھالی رکھی ہے مگر تم اسے آشرم سے باہر لے جاکر کھاسکو ...ی۔ یہاں میں ایک لقمہ بھی تمہارے منہ میں نہیں جانے دوں گی۔ ...اپنے بابا گرونارنگ سے کہو' تمہیں صرف ایک لقمہ کھلا کر ...دکھائے۔"

گرونارنگ نے کہا "میں ابھی اسے کھلاؤں گا' تم جوابی کارروائی کیا کرسکو گی؟"

"میں پہلے ہی نیلماں سے کہہ چکی ہوں۔ اس آشرم کے اندر موت ہے۔ باہر جائے گی تو یہ زندہ رہے گی۔ کیا تم مہا شکتی مان ہوکر ...اریکی سے آنے والی ریوالور کی اس گولی کو روک سکو گے جو نیلماں کے موجودہ جسم کو ہلاک کردے گی پھر نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔"

نیلماں نے سہم کر کہا "نہیں نہیں۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔ میرے پاس یہی آخری جسم رہ گیا ہے۔"

"اور اس آخری جسم کے ختم ہونے کے بعد تمہاری آتما پرلوک سدھار جائے گی پھر تمہارا گرو بابا اسے کسی دوسرے جسم میں نہیں لاسکے گا۔"

گرونارنگ نے کہا "تم نے اسے گولی مارنے کی دھمکی دی ہے۔ اس کا مطلب ہے' اسی آشرم میں کہیں چھپی ہوئی ہو؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ اپنے آدمیوں سے کہو' وہ مجھے تلاش کریں پھر مجھے دیکھتے ہی گولی ماردیں۔"

گرونارنگ نے تیج پال اور دونوں چوکیداروں سے کہا "یہاں سونیا آکر مصیبتیں پیدا کررہی ہے۔ یہیں کہیں چھپی ہوئی ہے۔ نیلماں کو چیلنج کررہی ہے کہ یہ آشرم چھوڑ کر باہر نہیں جائے گی تو وہ اسے گولی ماردے گی۔"

تیج پال نے کہا "ہم نے سنا ہے کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد اپنے پاس ہتھیار نہیں رکھتے بلکہ دشمن سے چھین کر ان کے ہتھیاروں سے ہی انہیں مارتے ہیں۔"

نیلماں نے کہا "تم نہیں جانتیں' سونیا کے پاس مخالفین سے نمٹنے کے کئی ہتھکنڈے ہوتے ہیں۔ وہ ایسا کچھ کرے گی کہ تمہارا بچنا مشکل ہوجائے گا۔ ہوسکتا ہے تم میں سے کسی کے دماغ میں رہ کر اس نے میرے کھانے پینے کی چیزوں میں زہر ملادیا ہو۔"

گرونارنگ نے کہا "ایسا ممکن ہے۔ میں ابھی دھیان گیان کرکے منتروں کا جاپ کرکے معلوم کرتا ہوں کہ یہ کھانے کے قابل ہے یا نہیں؟"

سونیا نے کہا "بہت دیر ہوگئی۔ میں نے اتنی دیر تم سب کو باتوں میں اس لیے الجھا کر رکھا کہ میری بندوق سے گولی نکل کر نیلماں تک پہنچنے کے لیے کم از کم دس منٹ لگنے والے تھے۔ وہ دس منٹ گزر چکے تھے۔ یہ دیکھو' میں کیسا ہتھیار استعمال کرتی ہوں۔ آواز سنو۔"

وہ توجہ سے سننے لگے۔ کئی بھاری بھرکم جوتوں کی آوازیں فرش پر سے ابھرتی سنائی دے رہی تھیں۔ تیج پال اپنا بچاؤ کرنے اور جوابی حملے کرنے کے لیے وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی رک گیا۔ وہاں پولیس والے گن لیے کھڑے تھے۔

ایک پولیس افسر نے کڑک کر پوچھا "کون ہو تم لوگ؟ اس مقفل دروازے کو کھول کر کیسے اندر آگئے؟"

اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا "سونیا نے ایک چوکیدار کی زبان سے کہا "ہم کو تو امریکی سرکار نے یہاں چوکیداری کے لیے چھوڑا ہے۔ ہمارے پاس سرکاری کاغذات ہیں۔"

افسر نے پوچھا "یہاں بند کمرے میں کیسے آگئے؟"

چوکیدار نے نیلماں کی طرف اشارہ کرکے کہا "یہ بہت بڑی جادوگرنی ہے۔ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ کہتی ہے' یہ یہاں رہ کر نیلماں سے بھی بڑی آتما شکتی والی بن کر پہلے اس آشرم کو آباد کرے گی پھر امریکا کے اکابرین کو اپنا غلام بناکر یہاں حکومت کرے گی۔"

نیلماں نے کہا "کیا بکتے ہو؟ میں تو امریکا کی وفادار ہوں۔ یہ آشرم میرے لیے ہی حکومت نے بنایا تھا۔ میں نیلماں ہوں۔"

افسر نے کہا "بکواس مت کرو۔ نیلماں برسوں پہلے مرچکی ہے۔"

"نہیں میں زندہ ہوں۔"

"اگر زندہ ہو تو پہلے یہاں کی پولیس اور انتظامیہ کو یہاں آکر اپنے رہنے کی اطلاع دیتیں مگر یہاں مجرموں کی طرح تالا توڑ کر آئی ہو۔"

سونیا نے دوسرے چوکیدار کی زبان سے کہا "نو سر! یہ تالا توڑ کر نہیں بلکہ اپنے جادو سے جب چاہے بند تالے کو کھول سکتی ہیں اور کھلے ہوئے تالے کو بند کرسکتی ہیں اسی لیے آج تک آپ لوگوں کو پتا نہیں چلا کہ یہ یہاں چھپ کر رہتی ہیں۔"

"تم دونوں چوکیداروں نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟"

"ہم کیسے اطلاع دیتے؟ اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے سے یہ جادو کے ذریعے ہمیں سزا..."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی سونیا نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگا اور کہنے لگا "نہیں مالکن! مجھے معاف کردو۔ میں تمہارے خلاف ان لوگوں سے کچھ نہیں کہوں گا۔ مجھے سزا نہ دو۔ مجھے معاف کردو۔"

ایک افسر نے سپاہیوں سے کہا "اس جادوگرنی کو گرفتار کرلو۔"

گرو نارنگ نے تیج پال کی زبان سے کہا "ٹھہرو آفیسر! یہاں ہماری ایک دشمن سونیا ہے۔ وہ آپ کو ہمارے خلاف بھڑکا رہی ہے۔"

"کہاں ہے وہ دشمن سونیا؟"

"وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہاں ہے۔ آپ کو نظر نہیں آئے گی۔"

"یہ بکواس عدالت میں کرو گے تو پاگل کہلاؤ گے۔"

"میرا نام تیج پال ہے۔ میں عالمی ایجنسیوں کا آفیسر ہوں۔ تم ابھی سی آئی اے والوں سے رابطہ کرکے میری اصلیت معلوم کرلو۔"

افسر نے موبائل فون کے ذریعے سی آئی اے کے ایک افسر سے رابطہ کیا۔ سونیا اس افسر کے دماغ میں آگئی۔ اس افسر نے کہا۔ "سر! یہاں کے آشرم میں ایک عورت اور تین مرد تالا توڑ کر اندر آئے ہیں اور ایسا پتا نہیں کتنے دنوں سے ہو رہا ہے۔ مردوں میں یہاں کے دو چوکیدار ہیں اور تیسرا خود کو عالمی ایجنسیوں کا ایک افسر کہہ رہا ہے۔ اپنا نام تیج پال بتا رہا ہے۔"

ایسے وقت میں تیج پال کے دماغ میں گرو نارنگ اور نیلماں بھی تھے۔ گرو نارنگ نے اس سی آئی اے کے افسر کی زبان سے کہا۔ "جب وہ تیج پال ہے تو اسے اس عورت کے ساتھ جانے دو۔"

سونیا نے اس کی زبان سے کہا "تیج پال کو اس عورت کے ساتھ واشنگٹن کے ہیڈ آفس ابھی کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچاؤ۔"

گرو نارنگ نے جلدی سے کہا "نہیں۔ ہیڈ آفس نہیں۔ انہیں کہیں بھی جانے دو۔"

سونیا نے کہا "نہیں نہیں۔ یہاں ہیڈ آفس میں تیج پال کی شناخت ہوگی۔ ایک اہم معاملے پر اس سے گفتگو بھی ہوگی۔"

گرو نارنگ نے کہا "کوئی گفتگو نہیں ہوگی۔ تیج پال کو اس عورت کے ساتھ کہیں جانے دو۔"

"کہیں بھی جانے دیں گے تو وہ آشرم کی طرح کہیں کے بھی تالے توڑتے رہیں گے۔"

گرو نارنگ نے سونیا سے کہا "تم مجھ سے ٹکر لے کر موت کو بلا رہی ہو۔"

سونیا نے کہا "اچھا تو وہ تالے توڑنے کے علاوہ موت بھی لاتے ہیں۔"

سی آئی اے کا افسر اپنی زبان سے کبھی گرو نارنگ کی باتیں بول رہا تھا۔ کبھی سونیا کی مرضی کے مطابق حکم دے رہا تھا۔ آخر وہ جھنجلا کر بولا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میری زبان سے یہ باتیں کیسے بدلتی جا رہی ہیں۔ میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ میرے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔"

آشرم سے فون کرنے والے افسر نے کہا "سر! یہ لوگ جادو بھی جانتے ہیں۔ میں انہیں ابھی آپ کے ہیڈ کوارٹر لا رہا ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی مجھ پر جادو کرے گا تو میرے ماتحت افسر اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر گولی مار دیں گے۔"

پھر اس نے نیلماں اور تیج پال سے کہا "اے اٹھو، یہاں چلو۔ ان دونوں کو ہتھکڑیاں پہنا دو۔"

گرو نارنگ نے نیلماں کے پاس آکر کہا "بیٹی! یہاں ان خلاف کوئی حرکت نہ کرنا۔ یہ تعداد میں چھ ہیں۔ پتا نہیں کون گولی چلادے۔ ان کے ساتھ جاؤ میں واشنگٹن پہنچنے تک ان نمٹ لوں گا۔"

سونیا نے کہا "گرو کہلانے والے بہروپیے! میری چال ا تک سمجھ میں نہیں آئی۔ ذرا غور کرو کہ میں نے نیلماں کی ملا یہاں سے ختم کردی۔ یہ جس بیچاری لڑکی کے جسم میں ہے اُسے بے قصور مارنا نہیں چاہتے۔ ورنہ نیلماں اب تک ختم ہو چکی ہو اب واشنگٹن پہنچنے کے بعد اسے آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے تنہائی نصیب نہیں ہوگی۔ ذرا دیکھو آگے آگے کیا ہوتا ہے۔"

وہ بولا "میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ پہلی بار تم سے ٹکراؤ ہوا۔ میں تمہاری چالیں چلنے کے انداز کو ا طرح سمجھ گیا ہوں۔ آئندہ کوئی چال چلنے ... میں رہو گی۔"

"آئندہ کی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ ابھی تو واشنگٹن تک تا ساتھ رہے گا۔ میں نیلماں کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دو گی۔ تم مجھ پر اپنی تدبیریں آزماتے رہو۔"

"اتنی جلدی نہیں۔ میں ایسے منتروں کا جاپ کر رہا ہوں ج میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد نیلماں کی آتما کو موجودہ جسم نکال کر دوسرے جسم میں پہنچا دوں گا اور تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔"

"چلو اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔ اب دیکھو میں کیا کرتی ہوں۔"

نیلماں اور تیج پال کو ہتھکڑیاں لگا دی گئی تھیں۔ انہیں بڑ ہال سے باہر لا کر کہا گیا "اس دروازے کو اگر جادو سے کھولا گیا تو انسے جادو سے بند کرکے دکھاؤ۔"

نیلماں نے کہا "میں نے جادو سے نہیں کھولا ہے۔"

"پھر تو تمہارے پاس اس تالے کی چابی ہوگی۔"

"میرے پاس چابی بھی نہیں ہے۔"

افسر نے غصے سے کہا "کیا تم چاہتی ہو کہ تم پر اور تمہار ساتھی پر تشدد کیا جائے؟"

گرو نارنگ نے کہا "نیلماں! ان سے نہ الجھو۔ تالے کو کنڈ میں پھنسا کر وہ منتر پڑھو جو میں تمہارے دماغ میں پڑھ رہا ہوں۔"

نیلماں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ قانون کے محافظوں سامنے ایک منتر پڑھ کر تالے کو بند کردیا۔ دونوں افسران نے بار باری اس بڑے سے مضبوط تالے کو جھٹکے دے کر کھولنے کو کوششیں کیں لیکن وہ ان سے کھل نہ سکا۔ ایک افسر نے "واقعی یہ لوگ چوری ڈکیتی اور تالے کھولنے کا جادو جانتے ہیں انہیں لے چلو۔"

وہ انہیں لے جانے لگے۔ سونیا نے کہا "افسوس نیلماں! تمہاری جیسی خطرناک عورت کے سائے تک کوئی نہیں پہنچ پاتا مگر آج میں نے تمہیں ہتھکڑیاں پہنا دی ہیں۔"

گرو نارنگ نے کہا "زیادہ غرور نہ دکھاؤ۔ اب میں تمہیں اس میری لینڈ سے باہر نہیں جانے دوں گا۔ یہاں سے باہر جانے والی ایک ایک عورت کے دماغ میں گھس کر تمہیں تلاش کروں گا اور جان سے مار ڈالوں گا۔"

سونیا قہقہے لگانے لگی "تم بہت بڑے بے وقوف ہو۔ ساری زندگی اس انتظار میں رہو گے کہ میں کب میری لینڈ سے باہر جا رہی ہوں۔"

نیلماں نے کہا "گرو بابا! یہ یہاں ہوتی تو ضرور آشرم میں مجھے گولی مار کر ہمیشہ کے لیے میرا قصہ تمام کردیتی۔ اس نے مجھے چالاکی سے قانون کے محافظوں کے حوالے کردیا ہے۔ آپ اس کے منہ نہ لگیں۔ یہ باتوں میں الجھاتی رہے گی اور آپ کو موقع نہیں دے گی کہ آپ مجھے قانون کے شکنجے سے نکال کرلے جاسکیں۔"

"تم ان قانون والوں سے نہ ڈرو۔ میں تمہیں وہاں سے رہائی دلا دوں گا۔"

"بھگوان کے لیے وہاں پہنچنے سے پہلے رہائی دلائیں۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں تو وہ مجھے اپنے کام میں لانے کے لیے قیدی بنا کر رکھیں گے۔ ہمیں جہاں لے جایا جا رہا ہے، وہاں کے اہم افسران کے خیالات ہمیں پڑھنے چاہئیں۔"

آشرم میں ایک افسر نے موبائل فون کے ذریعے سی آئی اے کے جس افسر سے باتیں کی تھیں، نیلماں اور گرو نارنگ اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ وہ سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھا دوسرے اعلیٰ افسران سے باتیں کر رہا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اگر وہ عورت آشرم میں نیلماں کی جگہ آئی ہے اور ٹیلی پیتھی کے علاوہ جادو بھی جانتی ہے تو پھر اسے ایسی جگہ قید رکھا جائے گا جہاں سے نہ وہ فرار ہوسکے اور نہ ہی کوئی اسے وہاں سے نکال کرلے جاسکے۔"

دوسرے نے کہا "بے شک ہم اس کی ٹیلی پیتھی اور جادو سے بہت کام لے سکیں گے۔"

ایک شخص نے دفتر میں آکر ایک کاغذ اعلیٰ افسر کو دے کر کہا۔ "سر! یہ سیکرٹ میسج (خفیہ پیغام) فیکس کے ذریعے آیا ہے۔"

اعلیٰ افسر فوراً ہی اسے لے کر پڑھنے لگا۔ یہ گزشتہ قسط میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اٹھارہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تمام مخالفین سے روپوش رہ کر اور خود اپنے ملک کے اکابرین سے بھی رابطہ توڑ کر یہ حکمتِ عملی اختیار کی تھی کہ فیکس کے ذریعے کوئی پیغام بھیجتے تھے اور اس پیغام کے جوابات ان کے دماغ سے پڑھ لیتے تھے۔

اس اعلیٰ افسر نے وہ پیغام پڑھ کر کہا "جس عورت کو گرفتار کرکے میری لینڈ سے یہاں لایا جا رہا ہے، وہ واقعی نیلماں ہے۔ وہ اپنی آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے اس آشرم میں روپوش تھی لیکن میڈم سونیا نے اسے ظاہر کردیا ہے۔ نیلماں کے ساتھ عالمی خفیہ تنظیم کا اسپیشل آفیسر آن ڈیوٹی تیج پال ہے لیکن وہ ایک خطرناک ٹیلی پیتھی اور جادو جاننے والے گرو گھنشام نارنگ کا معمول اور تابع بن چکا ہے۔ سی آئی اے کو تیج پال پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک افسر نے کہا "آشرم سے وہاں کے ایک پولیس افسر نے آپ سے فون کے ذریعے بات کی تھی۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نیلماں اور... گرو نارنگ آپ کی آواز سن کر آپ کے دماغ میں پہنچنے کے بعد اب ہمارے دماغوں میں پہنچ چکے ہوں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں تمہاری بات کا مطلب سمجھ رہا ہوں۔ ابھی ہم اس فیکس کی اور اپنے اٹھارہ روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں جتنی باتیں کر رہے ہیں وہ سب نیلماں اور گرو نارنگ سنتے جا رہے ہیں۔"

"جی ہاں، ابھی تو انہوں نے یہی سنا ہے، جو ہم نے ان کے بارے میں معلوم کیا ہے۔ ان دونوں سننے والوں کے علاوہ سونیا بھی بہت باتیں سن رہی ہوگی۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ویسے بھی کب ہمارے دماغوں میں آتے ہیں اور کیا کچھ معلومات حاصل کرکے جاتے ہیں۔ یہ ہم نہیں جانتے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں اپنے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر فخر ہے۔ جتنی اہم معلومات ان کے پاس ہیں، ان میں سے ایک بھی راز کوئی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا معلوم نہیں کرسکے گا۔"

ایک اور افسر نے کہا "اگر ہمارے خیالات پڑھے جا رہے ہیں تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ اب کسی کے جادو اور ٹیلی پیتھی کے ہتھیار صرف ہم پر اثر کریں گے اس کے باوجود کوئی ہمیں بڑا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور جو نقصانات ہمیں پہنچیں گے ان سے زیادہ نقصانات ہمارے اٹھارہ انہیں پہنچائیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "آؤ، نیلماں ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

اس وقت نیلماں اور تیج پال کو ہتھکڑیاں پہنا کر ایک ہیلی کاپٹر میں لے جایا جا رہا تھا۔ وہ اور اس کا... گرو بابا سی آئی اے کے افسران کی وہ تمام باتیں سن رہا تھا.... نیلماں نے کہا "آپ سن رہے ہیں۔ گرو بابا! دشمن سونیا کی وجہ سے یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ میں نیلماں ہوں۔"

گرو نارنگ نے کہا "اور یہ بھی ظاہر ہوگیا ہے کہ تیج پال میرا معمول اور تابع بن گیا ہے۔ اب کوئی بھی عالمی خفیہ ایجنسی اس پر بھروسا کرے گی اور نہ ہی اسپیشل آفیسر آن ڈیوٹی کی حیثیت سے کام کرنے دے گی۔ ہم عالمی سطح پر تیج پال سے فائدے نہیں اٹھا سکیں گے۔ فی الحال تیج پال ہمارے کام کا آدمی نہیں ہے۔"

"لیکن گرو بابا! اس آدمی میں اتنی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں کہ

آئندہ کام آتا رہے گا۔"

"بے شک میں اس کی بھی حفاظت کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن ابھی کسی طرح بھی تمہیں ان کے شکنجے سے نکالنا ہے۔"

"پھر دیر کس بات کی ہے؟"

"یہ کیوں بھول رہی ہو کہ اس وقت سونیا ہمارے درمیان ہے اور ہماری باتیں سن رہی ہے۔ میں تمہیں بچانے کی جو بھی تدبیر کروں گا' وہ اس تدبیر کو ناکام بناتی رہے گی۔ پہلے اس سے پیچھا چھڑانا ہو گا۔"

"مگر پیچھا چھڑانے کے لیے وقت نہیں ہے۔ ہم آدھے گھنٹے میں واشنگٹن کے ائرفورس کے ہوائی اڈے پر پہنچا دیے جائیں گے۔"

سونیا نے مجھے مخاطب کیا اور مجھے ان کے متعلق بتا کر کہا۔ "میرے پاس آؤ۔ یہاں تمہاری ضرورت ہے۔"

"میں ایک اہم معاملے میں مصروف ہوں۔ تم ثانی اور پارس کو بلا لو۔"

"وہ دونوں بہت عرصے بعد کاٹیج میں آرام کر رہے ہیں۔ کچھ تو بہو اور بیٹے کا خیال کرو۔ تم جس معاملے میں مصروف ہو' اسے ایک آدھ گھنٹے کے لیے ادھورا چھوڑا جا سکتا ہے۔"

"اچھا۔ میں ابھی دس منٹ میں آجاؤں گا۔"

میں جینی اور پورس کے ساتھ تھا۔ جن امریکی اکابرین نے جینی کو جبراً پاگل خانے میں روپوش رکھا تھا' وہ ان تمام اکابرین سے انتقام لینے کے لیے واشنگٹن پہنچ گئی تھی۔ پورس سے اس کی دوستی ہو گئی تھی۔ جب آمنہ کو معلوم ہوا کہ پورس' جینی کو بہت چاہتا ہے تو آمنہ نے اپنی ہونے والی بہو جینی پر روحانی ٹیلی پیتھی کا عمل کیا تھا۔ آئندہ کوئی بھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی طرح بھی جینی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے اصل خیالات نہیں پڑھ سکتا۔

پورس نے اپنی ماں آمنہ سے کہا تھا "ماما! یہ کچھ ایب نارمل ہے۔ یوگا کی ماہر ہے کوئی اس کے دماغ میں نہیں جا سکتا۔ صرف میرے لیے اس کے اندر جانے کی گنجائش پیدا کر دیں کہ وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرے۔ اس طرح جب بھی اس کی ذہنی رو بہکے گی میں اس کے اندر رہ کر اسے غلطیاں کرنے سے باز رکھتا رہوں گا۔"

آمنہ نے اپنے بیٹے پورس کی فرمائش پوری کر دی تھی۔ اس وقت وہ جینی کے ساتھ ایک کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر یوگا جاننے والا افسر تھا اس کے ساتھ اس کی بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ جینی اسے زخمی کر کے اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔

پھر اسے حکم دیا تھا کہ اپنی بیوی کے ساتھ آرمی ہیڈ کوارٹر جائے اور وہاں کے اعلیٰ افسروں سے کہے کہ اس نے جینی کو پاگل خانے میں رکھ کر جرم کیا تھا لہٰذا آرمی کے تمام افسران اسے سزا کے طور پر اس دنیا کے بدترین پاگل خانے میں قید کرا دیں اور ا[illegible] کے لیے کوئی سہولت فراہم نہ کریں۔

اگر ان تمام افسران نے اسے سزا نہ دی اور اسے بچانے [illegible] حماقت کی تو جینی اس کے ساتھ دوسرے افسران کو بھی خود [illegible] کرنے پر مجبور کر دے گی۔ ایسے وقت میں' میں ان دونوں کی خیر[illegible] معلوم کرنے پورس کے پاس آیا تو اس نے اپنے اور جینی [illegible] حالات بتائے اور کہا "اس وقت یہ کار آرمی ہیڈ کوارٹر جا رہی ہے [illegible] ہم وہاں جسمانی طور پر جائیں گے تو پھنس جائیں گے لہٰذا [illegible] ڈرائیو کرنے والے افسر اور جینی اس کی بیوی کو غائب دما[غ] رکھیں۔ میں دماغی طور پر حاضر رہ کر جینی کو اس کار سے نکال کر [illegible] صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کے بنگلے میں جاؤں گا [illegible] وہاں جینی کا میک اپ تبدیل کروں گا۔ ہمارے اس جاسوس کا [illegible] قریب آ رہا ہے۔ آپ اس کے دماغ پر حاوی ہو جائیں۔"

میں نے اس کار ڈرائیو کرنے والے افسر کو غائب دماغ [illegible] وہ کار ایک اسٹریٹ کے سامنے رک گئی۔ جینی اور پورس نے [illegible] سیٹوں سے اتر کر دروازوں کو بند کر دیا۔ وہ غائب دماغ افسر کار [illegible] ڈرائیو کرتا چلا گیا۔ ایسے وقت سونیا نے میرے پاس آکر مجھے [illegible] پاس بلا لیا لیکن اس افسر اور اس کی بیوی کو غائب دماغ رکھ [illegible] آرمی ہیڈ کوارٹر پہنچانا ضروری تھا۔ انہیں وہاں پہنچانے کے بعد [illegible] نے پورس کے پاس آکر دیکھا۔ وہ بخیریت ہمارے ایک جاسوس [illegible] بنگلے میں پہنچ گیا تھا اور جینی کو سمجھا رہا تھا کہ وہ اصل چہرے [illegible] ساتھ رہے گی تو تمام فوجی افسران اور دوسرے اکابرین اسے پہچا[ن] لیں گے۔ یوں قدم قدم پر نئی مصیبتیں آتی رہیں گی۔ وہ وہاں [illegible] سے بیٹھ کر اپنا چہرہ تبدیل کرے اور خیال خوانی کے ذریعے ان [illegible] سے انتقام لے۔

وہ ایک بڑے سے آئینے کے پاس بیٹھ کر اپنا چہرہ تبدیل کرنے لگی۔ پورس نے میرے پاس آکر کہا "پاپا! آپ جا کر آرام کریں [illegible] میں انہیں سنبھال لوں گا۔"

میں نے سونیا سے کہا تھا۔ میں دس منٹ میں آ رہا ہوں [illegible] تقریباً آدھا گھنٹا گزر گیا۔ میں نے کہا "سونیا! سوری مجھے ا[ب] فرصت ملی ہے۔"

وہ بولی "آدھا گھنٹا گزر چکا ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کو واشنگٹن [illegible] جانا چاہیے تھا۔ میں نے پائلٹ کے دماغ میں جا کر معلوم کیا [illegible] اس نے سانس روک لی۔ میں ابھی تک نیلماں کے دماغ میں [illegible] گرونارنگ پوری طرح ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے دماغ پر مسلط [illegible] ہے۔ تم جا کر دیکھ لو۔"

میں پائلٹ کے دماغ میں گیا تو اس نے سانس روک لی [illegible] گھنٹا گزرنے کے بعد بھی وہ واشنگٹن نہیں پہنچ سکا تھا۔ ہیلی [illegible] کسی دوسری جگہ لے جایا جا رہا تھا۔ اس نے نیلماں اور [illegible] بچانے کا ایک یہی راستہ نکالا تھا۔ جب وہ منتروں کے ذریعے [illegible]

بڑے تالے کھول سکتا تھا تو ہتھکڑی کیا چیز تھی۔ اس نے ان دونوں کی ہتھکڑیاں بھی کھول دی تھیں۔ ان کے آگے پیچھے ایک افسر اور چار مسلح سپاہی موجود تھے۔

میرے اور سونیا کے کہنے سے وہ دوبارہ انہیں ہتھکڑیاں پہنا سکتے تھے مگر کوئی فائدہ نہ ہوتا' وہ ہتھکڑیاں پھر کھول دی جاتیں۔ اصل مقصد نیلماں کو امریکی شکنجے میں پھنسانا تھا۔ وہ وہاں قیدی بھی رہتی اور آزاد بھی پھر ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہوتی۔ ہم اسے آتما شکتی مکمل نہ کرنے دیتے مگر گرونارنگ اپنی چال دکھا کر ثابت کر رہا تھا کہ اچھا چالباز ہے۔

○☆○

یوگا جاننے والا آرمی افسر اپنی بیوی کے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں آیا۔ کار سے اتر کر ایک دفتر میں جا کر فون کے ذریعے بولا "میں جنرل کریز میتھن بول رہا ہوں۔ تمام آرمی افسران کو اطلاع دو' وہ فوراً کانفرنس روم میں پہنچیں۔ ایک بہت اہم معاملہ ہے۔"

جتنے اعلیٰ افسران اور ان کے ماتحت افسران ڈیوٹی پر تھے۔ وہ سب دس منٹ کے اندر کانفرنس روم میں آگئے۔ جنرل کریز نے کہا۔ "جب ہمیں اطلاع ملی تھی کہ جینی لندن کے پاگل خانے سے فرار ہو گئی ہے' تب ہی میں نے کہا تھا کہ وہ ہم سب کی دشمن بن جائے گی اور اب وہ دشمنی کی ابتدا کر چکی ہے۔"

ایک نے کہا "جنرل! تم یوگا کے ماہر ہو۔ وہ تمہارے دماغ میں نہیں آسکتی۔ کیا تم نے اس سے رابطہ کیا تھا۔"

جنرل کریز میتھن نے ایک انگلی سے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ دیکھیں' اس خطرناک فائٹر عورت نے مجھے صرف دو ہاتھ مارے کہ میرا منہ سوج گیا ہے اور دماغ سے یوگا کی مہارت نکل گئی ہے۔"

"ایک نے حیرانی سے پوچھا "کیا وہ تمہارے پاس آئی تھی؟"

"تھی نہیں۔ آئی ہے۔ میری کار میں بیٹھی ہے۔"

چند مسلح جوانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ جینی کو گن پوائنٹ پر اس کار سے نکال کر لائیں۔ وہ جوان وہاں سے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جنرل کریز میتھن کی بیوی کو پکڑ لائے۔ جنرل نے غصے سے پوچھا "میری وائف کو کیوں لائے ہو؟"

ایک مسلح جوان نے کہا "سر! آپ کی کار میں یہی ایک خاتون تھیں اور وہاں کوئی نہیں تھا۔"

"جینی پچھلی سیٹ پر اپنے ایک ساتھی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔"

جنرل کی بیوی نے کہا "میں تمہارے ساتھ اگلی سیٹ پر تھی اور میں جینی بول رہی ہوں۔ تم ان افسران سے وہ کہو' جو میں چاہتی ہوں۔"

جنرل نے حیرانی اور پریشانی سے اپنی بیوی کو دیکھا پھر ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا "تم میری بیوی کی زبان سے بول رہی ہو۔ تم خود اپنے ساتھی کے ساتھ یہاں نہیں آئیں۔ ہمیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے الجھا کر راستے میں کہیں گم ہو گئی ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ جینی یہاں اور آرمی ہیڈ کوارٹر کے درمیان کسی علاقے میں ہے۔ اسے [illegible] کیا جا سکتا ہے۔"

جینی نے کہا "اس کانفرنس روم سے نہ کوئی فون کرنا' نہ کسی کو اندر آنے دینا اور نہ ہی کسی خفیہ طریقے سے مجھے تلاش کرنے کا حکم اپنے فوجیوں کو دینا۔ ایسا کرتے ہی تم سب ایک خفیہ بم کے دھماکے سے اوپر اڑ جاؤ گے پھر نیچے نہیں آسکو گے۔"

ایک ماتحت افسر کی زبان سے پورس نے کہا "جینی! کیسی باتیں کرتی ہو؟ اوپر اڑنے والے نیچے گرتے ہیں پھر ان کی لاشوں کے ٹکڑے کتے کھاتے ہیں۔"

وہ بولی "پورس! میرے بیچ میں نہ بولو۔ میں غصے میں ہوں۔"

"ہاں' میں بھول گیا تھا کہ پاگل خانے سے نکل کر انتقام لینے والی غصے میں بھی ہو گی۔ کوئی بات نہیں غصہ دکھاؤ۔"

جنرل کریز میتھن نے کہا "جینی نے مجھے جو سزا دی ہے' وہ میں خود بیان کر رہا ہوں۔ یہ مجھے صرف ایک ہی شرط پر زندہ رکھے گی کہ آپ تمام افسران مجھے سزا دیں۔ میں نے اسے پاگل خانے میں روپوش رکھا تھا۔ اس کا حکم ہے کہ مجھے اس دنیا کے بدترین پاگل خانے میں ساری عمر رکھا جائے۔ اس حکم کی تعمیل نہیں کی جائے گی تو تعمیل نہ کرنے والے افسران اپنی زندگیوں سے محروم ہو جائیں گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم جو چاہو گی' وہی ہو گا مگر پہلے ہماری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم نے تم سے دشمنی نہیں کی تھی۔ تمہیں بڑے چالاک دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے تمہیں پاگل خانے میں چھپا کر رکھا تھا۔ تم خود گواہ ہو کہ پچھلے کئی برسوں سے کوئی دشمن کبھی سوچ بھی نہ سکا کہ تم ایک پاگل خانے میں چھپی ہو۔ کیا یہ ہماری دانش مندی نہیں تھی؟"

"کیا دانش مندی یہی ہے کہ مجھے میری مرضی کے خلاف پاگل خانے میں رکھا گیا؟ تم سب جانتے تھے کہ میں اپنی صلاحیتوں کے ذریعے وہاں سے نکل جاؤں گی۔ لہٰذا تم نے پاگل خانے کے اندر اور باہر ایک خفیہ فورس رکھی جن کی آواز نہ میں سن سکتی تھی نہ ہی ان کے دماغوں میں جا سکتی تھی۔ مجھ سے صرف یہ یوگا جاننے والا افسر گفتگو کرتا تھا اور دھمکیاں دیا کرتا تھا کہ میں کسی چال سے باہر نکلوں گی تو پاگل خانے کے باہر مجھے گولیاں مارنے والے موجود رہیں گے۔"

جینی اس افسر کی بیوی کے اندر تھی۔ وہ ایک ایک افسر کے پاس جاتے ہوئے بولی "یہ ہے تم لوگوں کی دانش مندی۔ ہمارے ملک کی ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والی رہ گئی تھی۔ تم لوگوں نے سمجھا' شاید میں اپنے ملک و قوم کی وفادار نہیں رہوں گی۔ اس لیے پاگل خانے میں زبردستی محبِ وطن بنا کر مجھ سے بہت اہم کام لیے جاتے رہے۔"

پورس نے کہا "جینی تو اب اصلی کام کرنے آئی ہے۔"

"اور ایسے وقت آئی ہوں' جب تمہارے پاس اٹھارہ ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہو گئے ہیں۔"

پورس نے کہا "اور پیدا ہوتے ہی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور ان کی حکمتِ عملی کے مطابق وہ اپنے ماں باپ کی حفاظت کے لیے روپوش ہو گئے ہیں۔ اگر ان سے کوئی جینی کی باتیں سن رہا ہے تو پھر وہ اپنی پوری فورس کے ساتھ اپنے اس افسر کو بدترین پاگل خانے میں جانے سے روک دے۔"

"ہاں' میں انہیں آدھے گھنٹے کی مہلت دے رہی ہوں۔"

صرف چند سیکنڈ کے بعد فیکس مشین سے تحریر شدہ کاغذ باہر آنے لگا۔ اس پر لکھا تھا "سر! آپ حضرات سے گزارش ہے کہ جینی کی تجویز کردہ سزا کے لیے اس افسر کو پاگل خانے بھیج دیں۔ اس سے آگے ہم کچھ نہیں کہیں گے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر کہا۔ "میں کرنل بی۔ جے آرتھر بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "سر! میں آرمی ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے بول رہا ہوں۔ جس ہیلی کاپٹر میں نیلماں اور ریچ پال کو لایا جا رہا تھا' وہ اپنے فلائنگ روٹ سے غائب ہو گیا ہے۔"

"ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کیا کہتا ہے؟"

"ہم اسے بار بار کال کر رہے ہیں لیکن اس کی طرف سے خاموشی ہے۔ اب تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ نیلماں ٹیلی پیتھی کے ذریعے پائلٹ کو ٹریپ کر چکی ہے۔"

"یہی ہو رہا ہے۔ نیلماں کے علاوہ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والی سونیا اور گرونارنگ بھی ہیں۔ ہم ابھی اپنے جاسوس طیارے اور ہیلی کاپٹر بھیج رہے ہیں۔"

کرنل بی۔ جے آرتھر فون بند کر کے دوسرے نمبر ڈائل کرنے لگا تاکہ نیلماں کے ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے کے لیے ایئرفورس کے اعلیٰ افسر سے بات کر سکے لیکن دو چار بار رابطہ قائم ہونے پر پتا چلا کہ وہ بار بار رانگ نمبر ڈائل کر رہا ہے۔

پورس نے کہا "کرنل آرتھر! ریسیور رکھ دو۔ نمبر چینج کرتے کرتے انگلیاں درد کرنے لگیں گی۔"

وہ ریسیور رکھ کر ایک ماتحت کو دیکھ کر بولا "پورس! تم مجھے رابطہ کیوں نہیں کرنے دے رہے ہو۔ نیلماں تو تمہاری دشمن ہے اور تم اسے فرار ہونے کا موقع دے رہے ہو۔"

پورس نے کہا "تمہیں یہ معلوم ہے کہ ان دشمنوں کے درمیان میری ماما بھی موجود ہیں۔ تم اب اس معاملے سے دور رہو۔"

"مگر یہ غیر قانونی ہے۔ نیلماں ہمارے ملک میں ہے۔ ہم اسے گرفتار کریں گے۔"

"جس کے تم دوست ہوتے ہو' اس کے ہم دشمن ہوتے ہیں اور جس سے دشمنی کرتے ہو' اس سے ہم دوستی کریں یا نہ کریں مگر تمہیں دشمنی نہیں کرنے دیتے۔ تم نیلماں کو بھی جینی کی طرح قیدی بنا کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں' نیلماں کو ہم قیدی نہیں بنائیں گے۔"

"قیدی نہیں بناؤ گے تو دوست بناؤ گے پھر ہم دشمنی کریں گے۔"

"ہم اسے دوست نہیں بنائیں گے۔"

"تو پھر وہ جہاں جا رہی ہے' اسے جانے دو۔"

"تم میری بات نہیں سمجھ رہے ہو۔"

"مجھ جیسے نادان بچے کو سمجھاؤ گے تو سمجھاتے ہی رہو گے۔"

پھر ایک فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "پلیز پہلے جینی کی مرضی کے مطابق عمل کریں۔ اگر وہ ہیلی کاپٹر فلائنگ روٹ سے دوسری جگہ چلا گیا ہے اور نیلماں کہیں گم ہو رہی ہے تو ہونے دیں۔ ہم کس لیے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے فیکس پڑھنے کے بعد فون کے ذریعے کہا "ایک چھوٹا طیارہ رن وے پر لائیں۔ ہم اپنے ایک افسر کو شکاگو کے پاگل خانے میں بھیج رہے ہیں۔"

اس نے فون بند کر کے ایک افسر اور تین ماتحت جوانوں سے کہا "اپنے اس افسر کو جسے جینی سزا دینا چاہتی ہے' ایئرفورس کے رن وے پر لے جاؤ اور اسے شکاگو کے پاگل خانے میں داخل کردو۔ اسے وہاں داخل کرانے کے سلسلے میں آرمی ہیڈ کوارٹر سے چیف کالیٹر لے جاؤ۔"

"اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ کرنل آرتھر نے پوچھا "جینی! تم مطمئن ہو؟"

"جب یہ پاگل خانے میں باقاعدہ قیدی بنا لیا جائے گا تو میں مطمئن ہو جاؤں گی۔ بائی دا وے کرنل! میں تمہاری وجہ سے بھی پاگل خانے میں رہی ہوں۔"

"پلیز مجھے غلط نہ سمجھو۔ مجھے معلوم ہوتا کہ تمہیں وہاں چھپا کر رکھا گیا ہے تو کوئی بھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ سے تمہارا سراغ لگا لیتا۔"

درست کہتے ہو لیکن جتنے حکام اور افسران نے یہ طے کیا تھا کہ مجھ اکیلی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو کہیں چھپا کر رکھنے کے لیے یوگا جاننے والے افسر کے حوالے کیا جائے' ان میں تم بھی تھے۔ تم نے کبھی یہ نہ سوچا کہ مجھ سے کیسا سلوک کیا جائے گا؟"

"میں نے تو ان اکابرین کے فیصلے کی تائید کی تھی۔"

"میرے خلاف ان کی تائید کرنا دشمنی نہیں ہے؟"

"دیکھو میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

جینی اس کے دماغ پر مسلط ہو گئی۔ وہ بولا "میں یہاں سے چار

ماتحت افسروں کو لے کر جارہا ہوں اور ان چار اکابرین کی خوب پٹائی کروں گا جنہوں نے تمہیں اس یوگا جاننے والے کے حوالے کیا تھا۔"

کرنل آر تھر وہاں سے اٹھ کر چار ماتحت افسران کو اپنے ساتھ لے کر جانے لگا۔ جینی نے کہا "جب تم ایک ایک کی پٹائی کرتے رہو گے تو میں دیکھتی رہوں گی کہ پٹائی سچ مچ ہورہی ہے یا ڈراما پلے کیا جارہا ہے۔"

وہ چلا گیا۔ پورس نے پوچھا "ان اکابرین کی پٹائی کرنے سے تمہیں کیا ملے گا؟"

"انہوں نے مجھے پاگل خانے بھیج کر میری توہین کی تھی۔ اب جن کی پٹائی ہوگی' ان کی توہین ہوگی اور پٹائی کرنے والے افسران کا کورٹ مارشل ہوگا۔ وہ بھی آرمی سے نکال دیے جائیں گے۔"

ایسے وقت بھارت سے ایک ٹیکس موصول ہوا۔ یہ ٹیکس "را" نے سی آئی اے کو بھیجا تھا۔ اس کی ایک کاپی آرمی ہیڈ کوارٹر بھیجی گئی تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا "اسپیشل آفیسر آن ڈیوٹی مسٹر تیج پال کا بنیادی تعلق ہماری ایجنسی سے ہے۔ وہ ہماری اجازت سے آپ کی اور دوسرے ملکوں کی ایجنسیوں کے لیے کام کرتا ہے۔ ابھی تیج پال نے فون کے ذریعے ہمیں بتایا ہے کہ اسے نیلماں اور گرونارنگ جادو اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کرکے امریکا لے گئے تھے۔ میری لینڈ کی پولیس نیلماں کے ساتھ تیج پال کو بھی گرفتار کرکے واشنگٹن لے جانا چاہتی تھی۔ گرونارنگ جسمانی طور پر نہیں' صرف خیال خوانی کے ذریعے ان کے ساتھ تھا۔ اس نے تیج پال سے کہا "سونیا اور فرہاد ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ گرو اپنی بیٹی نیلماں کے دماغ پر کسی وقت بھی عمل کرکے اس کا لب ولہجہ بدل دے گا پھر دشمن نیلماں کے دماغ میں نہیں آسکیں گے لیکن فوری طور پر تیج پال کا لب ولہجہ نہیں بدل سکے گا لہٰذا وہ تیج پال کو میکسیکو کے قریب ہیلی کاپٹر سے اتار کر صرف نیلماں کو لے گیا ہے۔ انہیں گرفتار کرنے والا میری لینڈ کا افسر اور اس کے سپاہی مارے گئے ہیں اور اب ہمارا تیج پال وہاں تنہا ہے۔ آپ فوراً اس کی حفاظت کے لیے ایک ٹیم بھیج دیں اور اسے بھارت روانہ کردیں۔ اپنی فوری کارروائی کے سلسلے میں جلد از جلد جواب دیں۔"

سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر میں ایک افسر نے کہا "بے شک تیج پال کئی ایجنسیوں کی طرف سے بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکا ہے۔ آئندہ بھی بہت کچھ کرسکتا ہے لیکن اس بار وہ ہمارے ملک کے خلاف کام کرنے کے لیے اس آشرم میں گیا تھا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تیج پال کی وفاداری پر شبہ نہ کرو۔ یہ سمجھو کہ اسے جادو اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا گیا ہے۔ وہ مجبور ہے۔ بھارت میں را والے بھی اسے بلا کر اپنے سے دور رکھیں گے۔ فی الحال اس سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا۔ ہمیں جلد سے جلد اسے حفاظت سے بھارت بھیج دینا چاہیے۔"

"لیکن اسے میکسیکو کے کس علاقے میں کس جگہ ہے یہ اس نے فون پر نہیں بتایا ہے۔"

"وہ اس سلسلے میں ابھی فون ضرور کرے گا۔"

وہ اس کے فون کا انتظار کرنے لگے لیکن اس نے رابطہ نہیں کیا۔ را کے چیف افسر کو فون کرکے پوچھا گیا میکسیکو میں کہاں ہے۔ ہمارا ایک ہیلی کاپٹر اسے لانے کے پیڈ پر تیار ہے۔"

دوسری طرف سے جواب ملا "اس نے اتنا ہی بتایا میکسیکو کے قریب اسے اتارا گیا ہے۔ اس نے جگہ کی نشاندہی کی تھی۔ آپ ہیلی کاپٹر میکسیکو کے قریب بھیج دیں۔ تیج پال فون ملتے ہی ہم آپ کو صحیح جگہ بتا سکیں گے۔"

فی الحال تیج پال کا معاملہ کچھ اٹک سا گیا تھا۔ ان کی نہیں آرہا تھا کہ وہ دوسری بار رابطہ کیوں نہیں کررہا ہے کے فون میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی ہے یا وہ ایسے ویران علا ہے' جہاں سے دوسرا فون دستیاب نہیں ہورہا ہے؟"

ہماری مصروفیات بھی ایسی تھیں کہ ہم اس کے بار سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ میں نے میری لینڈ کے دو اعلیٰ ٹریپ کرکے ایک ہیلی کاپٹر حاصل کیا تھا اور سونیا کو لے کر کے تعاقب میں چل پڑا تھا۔ وہ نیلماں کے اندر رہ کر معلوم تھی کہ اس کا گرو بابا اسے ابھی تک اس ہیلی کاپٹر میں لے جا اور اس نے تیج پال کو کہیں اتار کر فی الحال اس سے نجات کرلی تھی۔

وہ نیلماں کے ذریعے ہیلی کاپٹر کے ٹریول بورڈ سے معلوم تھی کہ گرونارنگ اسے جنوبی امریکا کی سمت لے جارہا ہے کے پائلٹ کا دماغ پوری طرح گرونارنگ کے شکنجے میں تھا اپنے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے دماغ میں رہ کر کہہ رہا تھا طرح سمجھ رہے ہو کہ اپنی مرضی کے بغیر ایک لیڈی (سونیا) لے جارہے ہو اور ایسا ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہورہا ہے۔ جنوبی امریکا کی طرف چلتے رہو۔ ہمیں کسی طرح کا دھوکا دینا چا تو زندہ نہیں رہو گے۔"

سونیا نے کہا "فرہاد! نیلماں کے ہیلی کاپٹر کا فیول ٹینک خالی جارہا ہے۔ ایندھن ختم ہورہا ہے۔ اب وہ کہیں اترنے والے ہیں۔"

"تم دیکھتی رہو اور سمجھتی رہو کہ وہ کہاں اترنے والے اور ان کا فاصلہ بتانے والا میٹر پڑھو۔"

وہ پڑھنے کے بعد بولی "ان کے ہیلی کاپٹر نے پندرہ سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا ہے اور اب وہ نیچے اتر رہے ہیں۔"

میں نے اپنے پائلٹ کے دماغ سے معلوم کیا کہ... جہاں سے پندرہ سو تیس کلومیٹر کے فاصلے پر کون سی جگہ ہوسکتی ہے؟ کے خیالات نے بتایا کہ وہ برازیل کا کوئی درمیانی علاقہ ہوسکتا

ان کا ہیلی کاپٹر گھنے جنگلات میں درختوں سے بچتے ہوئے ایک چھوٹے سے کھلے ہوئے میدان میں اتر چکا تھا۔ گرونارنگ نے پائلٹ سے معلوم کیا کہ وہ برازیل کے ایسے جنگل میں پہنچ گئے ہیں جو کئی سو کلومیٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ وہ پریشان ہوکر نیلماں سے بولا "یہ تم کہاں آکر پھنس گئی ہو؟ اس جنگل میں سانپ بچھوؤں کے علاوہ بڑے سائز کی مکھیاں اور مچھر بھی نیم زہریلے ہوتے ہیں۔ میں اس کم بخت پائلٹ کے دماغ سے یہ معلوم کرنا بھول گیا تھا کہ اس میں کتنا ایندھن ہے اور ہم کتنی دور تک جاسکتے ہیں۔"

وہ بھی پریشانی سے چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی "آسمان سے گر کر' کھجور میں اٹکنے والی بات ہوگئی۔ ادھر سونیا کئی بار میرے دماغ میں آچکی ہے۔ میں کب تک سانس روک کر اسے بھگاتی رہوں گی۔"

"اس دشمن کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ تم یہاں پہنچی ہو۔ اس پائلٹ کو گائیڈ بنا کر جلد از جلد کسی بستی یا شہر میں پہنچو۔ وہاں پہنچ کر کسی دوسری جگہ فرار ہونے کا موقع ملے گا۔"

"آپ اس پائلٹ کے اندر ہیں۔ اس کے خیالات کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یہ خود الجھا ہوا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ تم دونوں جنگل کی کس سمت میں ہو اور اسے کدھر جانا چاہیے۔"

نیلماں نے چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے کہا "ابھی دن کی روشنی ہے۔ بہت کچھ دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ میں ابھی کچھ کرتی ہوں۔"

"تم کیا کرسکو گی؟"

"یہاں کے کئی اکابرین کے دماغوں میں جاتی رہی ہوں۔ ان میں سے کسی کو ٹریپ کروں گی۔"

اس نے ایک اسٹیٹ کے حاکم کے دماغ میں پہنچ کر اسے مجبور کیا کہ وہ برازیل کے محکمۂ سیاحت کے سربراہ سے فون پر رابطہ کرے۔ اس نے نیلماں کی مرضی کے مطابق رابطہ کیا۔ اس سے باتیں کیں۔ محکمۂ سیاحت کے سربراہ نے پوچھا "آج مجھے کس لیے یاد کیا ہے؟"

"بس یونہی میرا جی چاہ رہا تھا کہ کبھی ادھر شکار کے لیے آؤں۔ کیا وہاں کا موسم سازگار ہے؟"

"ہاں' ابھی شکار کا موسم ہے۔ آپ جب چاہیں' مجھے اطلاع دیں۔ میں آپ کے لیے تمام انتظامات کردوں گا۔"

اس نے شکریہ کہہ کر فون بند کردیا۔ نیلماں سربراہ کے دماغ میں پہنچی اور اسے مجبور کیا کہ وہ وہاں کے فاریسٹ آفیسر سے فون پر رابطہ کرے۔ اس نے بھی یہی کیا۔ فاریسٹ آفیسر کو مخاطب کرنے کے بعد بولا "ابھی تو دن کے تین بجے ہیں۔ کیا تم جنگلات کے معائنے کے لیے نہیں جاتے ہو؟"

"سر' جاتا ہوں لیکن آج میں جلدی واپس آگیا ہوں۔"

"بہرحال کوئی بات نہیں۔ یہ بتاؤ' آج کل شکاری خاصی تعداد میں آرہے ہیں یا نہیں؟"

"سر' بہت اچھی تعداد میں آرہے ہیں اور ہمیں ان جنگلات سے بہت فائدہ ہورہا ہے۔"

"ٹھیک ہے' پھر میں کبھی رابطہ کروں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ نیلماں فاریسٹ افسر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اپنے دفتر ..... کے برآمدے میں ایک ایزی چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہاں آنے والے شکاریوں کے لیے کھانے پینے کے انتظامات بھی کیے جاتے ہیں۔ وہاں اچھا خاصا راشن منگوا کر رکھا جاتا ہے اور زیادہ قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی گاڑیوں کے لیے پٹرول منگوا کر بھی رکھا جاتا ہے۔ نیلماں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا اور اسے مجبور کیا کہ وہ چار بڑے بڑے کین پٹرول کے بھر کر وہاں سے لے آئے۔

وہ سوچنے لگا' میرے دماغ میں ایسے خیالات کیوں آرہے ہیں اور میں اتنا پٹرول لے کر کہاں جاؤں گا۔

نیلماں کی سوچ نے کہا "جنگل کے ایک حصے میں ایک کھنڈر ہے۔ اس کی دیواریں گری ہوئی ہیں اور کچھ دیواریں کھڑی ہوئی ہیں۔ انہیں دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ وہاں برسوں پہلے کسی نے شکارگاہ بنائی ہوگی جو اب ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ مجھے ایندھن کے کین لے کر اسی طرف جانا چاہیے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور نیلماں کی مرضی کے مطابق ایک جیپ میں چار بڑے بڑے پٹرول کے کین رکھوا کر وہاں سے تنہا ڈرائیو کرتے ہوئے جانے لگا۔ اس کے خیالات سے پتا چل رہا تھا کہ اسے اپنے فاریسٹ آفس سے تیس میل کا سفر طے کرنے کے بعد نیلماں کے پاس پہنچنا ہوگا۔

سونیا بھی فاریسٹ آفیسر کے دماغ میں تھی۔ نیلماں کی چالاکی دیکھ رہی تھی اور خاموش تھی۔ گرونارنگ نے کہا "شاباش بیٹی۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ اب ہم یہاں سے پھر ہیلی کاپٹر میں جاسکتے ہیں۔ اب تم بتاؤ' کہاں جانا چاہتی ہو؟"

"گرو بابا' اب میں یہاں سے کسی قریبی شہر چلی جاؤں گی۔ وہاں سے کسی طیارے میں بیٹھ کر بھارت کی طرف روانہ ہوجاؤں گی یا آپ جیسا مناسب سمجھیں۔"

"میں تو چاہتا ہوں' تم جلد از جلد آتما شکتی مکمل کرلو لیکن دشمن پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ میری کوشش تو اب یہی ہوگی کہ کسی طرح موقع پاتے ہی تمہاری آواز اور لب ولہجہ بدل دوں تاکہ پھر کوئی تمہارے پیچھے نہ آئے اور تمہیں تلاش نہ کرسکے۔"

میں نے دوسرے ہیلی کاپٹر میں پرواز کے دوران میں سونیا سے کہا "ہم بہت عرصے سے نیلماں کو ڈھیل دیتے آرہے ہیں۔ اس بار بھی اسے اس لیے زندہ چھوڑ کر آئے ہیں کہ وہ جس کے جسم میں ہے وہ بے چاری خواہ مخواہ ماری جائے گی۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا "گرو نارنگ کو ایک ذرا سا بھی موقع ملے گا تو وہ نیلماں کو پھر ہم سے کہیں دور لے جاکر چھپا دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم بار بار نیلماں کا سراغ لگا کر وہاں تک پہنچ جائیں۔ اس بار آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے اسے کچھ دنوں کی ضرورت رہ گئی ہے۔ ان کچھ دنوں میں اس نے اگر کامیابی حاصل کرلی تو ہماری اتنی محنت بے کار ہو جائے گی۔"

سونیا نے کہا "اس کا مطلب ہے کہ وہ جس کے جسم میں اب موجود ہے اس ایک جسم کو مارنے سے کتنے ہی بے گناہوں کی زندگیاں محفوظ رہیں گی کیونکہ وہ آتما شکتی پوری طرح حاصل کرنے کے بعد ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی رہے گی اور جس جسم کو چھوڑتی رہے گی اسے مردہ بناتی رہے گی۔ اس طرح نہ جانے کتنی معصوم اور بے قصور لڑکیاں ماری جاتی رہیں گی۔"

میں نے پائلٹ کے دماغ میں رہ کر اس ہیلی کاپٹر کو کولمبیا کے ایک علاقے میں اتار دیا پھر اس فارسٹ آفیسر کے دماغ میں گیا۔ وہ نیلماں کے پاس پہنچنے والا تھا۔ تقریباً دو کلو میٹر کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اس نے ہماری وجہ سے جیپ روک دی۔ اس وقت نیلماں اپنے گرو بابا سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ ادھر سونیا نے جلدی سے چاروں کین کے کیپ کھول کر پھینک دیے پھر اس فارسٹ آفیسر کو جیپ آگے بڑھانے پر مائل کیا۔ وہ اسے ڈرائیو کرتے ہوئے جانے لگا۔ نیلماں نے دور سے جیپ کو آتے دیکھ کر پھر اس فارسٹ آفیسر کے دماغ میں پہنچ کر اسے مائل کیا کہ وہ جیپ کو ہیلی کاپٹر کے قریب لے جائے اور اپنے پائلٹ سے کہا کہ جتنے ایندھن کی ضرورت ہے اس کے مطابق وہ ہیلی کاپٹر کی ٹنکی فل کرلے۔

ایسے وقت سونیا نے نیلماں کے پاس پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار سونیا نے کہا "بس چند باتیں کرنے آئی ہوں، سانس نہ روکو۔"

وہ بولی "کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میں صرف تم سے ہی نہیں بلکہ تمہارے گرو بابا سے بھی کہنا چاہتی ہوں۔ انہیں اپنے پاس بلاؤ تاکہ وہ میری باتیں سن لیں۔"

گرو بابا کی سوچ کی لہریں سنائی دیں "ہاں، میں موجود ہوں۔ بولو اب کیا بولتی ہو۔ تم سمجھ رہی تھیں کہ ہم تک پہنچ جاؤ گی۔ دیکھو ہم کس طرح اپنا راستہ بناتے ہیں۔"

سونیا نے شکست کھانے کے انداز میں کہا "واقعی اگر تم نہ ہوتے تو نیلماں ہم سے بچ کر نہ جاتی مگر اب تو تم لوگوں نے بچاؤ کا راستہ نکال لیا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں سے تم کہیں بھی جاؤ گے تو میں نیلماں کو آتما شکتی مکمل کرنے نہیں دوں گی۔"

وہ انہیں باتوں میں الجھا رہی تھی۔ ادھر پائلٹ کین اٹھا کر دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف جا رہا تھا اور کین کو اس انداز میں پکڑا ہوا تھا کہ پٹرول چھلکتا ہوا نیچے بھی گرتا چلا گیا۔ اس نے اس کین کا پٹرول بھی ٹنکی میں ڈالا۔ آخر اس نے نیلماں سے کہا "میں نے چاروں کین ٹنکی میں ڈال دیے ہیں۔ ٹنکی فل نہیں ہوئی ہے پھر بھی آپ کسی بڑے شہر تک پہنچ سکتی ہیں۔"

وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئی۔ ایک سیٹ پر بیٹھ کر بیلٹ باندھنے لگی۔ پائلٹ اپنی سیٹ پر آگیا۔ اسی وقت سونیا فارسٹ آفیسر کے دماغ پر حاوی ہوگئی۔ اس آفیسر نے لائٹر نکال کر اسے سلگایا پھر اسے نیچے زمین پر پھینکا تو آگ بھڑکتی ہوئی، شعلہ بنتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی ٹنکی کی طرف گئی۔ اس کے چند سیکنڈ کے بعد ہی ایک زوردار دھماکا ہوا۔ ہیلی کاپٹر کے اور جیپ کے پرخچے اڑ گئے۔

یقیناً گرو نارنگ بوکھلا گیا ہوگا۔ اس نے نیلماں کے دماغ کو تلاش کیا ہوگا۔ اسے نہ نیلماں ملی ہوگی نہ پائلٹ۔ پھر اس نے فارسٹ آفیسر کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو پتا چلا کہ وہ بھی مرچکا ہے۔ اس نے اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تو سونیا کی آواز ابھری "کیوں گرو مہاراج؟ کسے ڈھونڈ رہے ہو؟ تمہاری ٹیلی پیتھی اور خطرناک جادوگری کیا کسی کو اور خود تم کو بھی موت سے بچا سکتی ہے؟"

"سونیا! میں نے سنا تھا کہ تمہارے مقابلے پر آنے والا کوئی بچ کر نہیں جاتا، یہ تم نے آج ثابت کردیا مگر ابھی میں مقابلے پر آنے کے لیے موجود ہوں۔ بھگوان کی سوگند کھاتا ہوں، آج سے میری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد رہے گا اور وہ مقصد ہوگا.... تمہاری موت میرے ہاتھوں سے۔"

وہ بولی "موت سے کوئی نہیں بچا پھر یہ سونیا کیسے بچے گی لیکن میں اگر مروں گی تو تمہارے ہاتھوں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے۔"

وہ اس کے دماغ سے چلی آئی۔ اس نے نیلماں کا قصہ ہمیشہ کے لیے تمام کردیا تھا۔

گرو نارنگ ممبئی کے ایک شاندار اور مہنگے بنگلے میں ایک امیر کبیر شخص کی حیثیت سے رہتا تھا۔ اس بنگلے میں عیش و آرام کا تمام سامان موجود تھا۔ کبھی اسے کسی بات کی تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔ آج پہلی بار وہ غصے سے اچھل کر کھڑا ہوگیا تھا اور یوں ٹہل رہا تھا جیسے انگاروں پر چل رہا ہو۔ کبھی کسی دشمن کی مجال نہیں ہوئی تھی کہ اس کا سامنا کرسکے اور جب اس نے زندگی میں پہلی بار بہت بڑی شکست کھائی تو وہ بھی ایک عورت کے ہاتھوں سے۔ یہ بات جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھی اور وہ اندر سے سلگ رہا تھا۔

اگر اسے معلوم ہوتا کہ سونیا امریکا کی کس اسٹیٹ میں اور کس شہر میں ہے تو وہ فوراً ہی وہاں پہنچنے کی کوشش کرتا اور اس سے انتقام لینے میں ایک ذرا سی دیر بھی نہ کرتا لیکن یہ معلوم کرنا بہت ہی مشکل تھا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر روحانی ٹیلی پیتھی کا عمل کیا گیا ہے ان تمام روحانیت والوں پر اس کا جادو اثر نہیں

کرے گا ورنہ وہ اپنے جادو کے ذریعے پتا چلا سکتا تھا کہ اس کی وہ دشمن عورت کہاں چھپی ہوئی ہے۔

ایسے وقت میں اسے تیج پال کا خیال آیا۔ وہ بہت بڑا سراغ رساں تھا اور بہت بڑا افسر تھا۔ ذہین تھا، دلیر تھا اور خطرناک صلاحیتوں کا مالک تھا۔ وہ وہاں رہ کر سونیا کو تلاش کرسکتا تھا۔

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ تیج پال کے دماغ میں پہنچنا چاہا اور حیران رہ گیا۔ اسے تیج پال کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ یا تو مرچکا ہے یا کسی نے اس کی آواز اور لب و لہجے کو ہی بدل دیا ہے۔ اب وہ تیج پال تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ بہت بری طرح جھنجلا کر رہ گیا۔

ابھی اس نے سونیا سے بدترین شکست کھائی تھی۔ اس لیے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس نے یا میں نے یا میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تیج پال کو ٹریپ کرکے اپنا معمول بنالیا ہے جب کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ اٹھارہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جو روپوش ہوچکے تھے، انہیں تو پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ تیج پال کو میکسیکو کے کس علاقے میں ہیلی کاپٹر سے اتار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میری لینڈ (امریکن اسٹیٹ) کا جو پولیس افسر اپنے سپاہیوں کے ساتھ نیلماں اور تیج پال کو ہتھکڑی پہنا کر لے جا رہا تھا وہ بھی اس ہیلی کاپٹر میں سوار تھا۔ گرو نارنگ نے انہیں بھی وہیں اتار کر ان کے دماغوں میں جاکر مجبور کیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو گولی ماریں۔ ان بے چاروں نے ایک دوسرے کو ہلاک کیا تھا۔ لیکن یہ ایک اتفاق تھا کہ ان میں سے ایک اس بری طرح زخمی ہوا تھا کہ مردہ نظر آتا تھا۔ گرو نارنگ اور نیلماں اس ہیلی کاپٹر کو وہاں سے لے گئے تھے۔ اس کے جاتے ہی ان روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک نے اس نیم مردہ سپاہی کے ذریعے تیج پال کے بازو میں گولی ماری تو وہ زخمی ہوکر گرا۔ اس کے گرتے ہی گرو نارنگ کی ٹیلی پیتھی کا اثر زائل ہوگیا اور روپوش رہ کر ٹیلی پیتھی کا ماہر تیج پال کے دماغ میں پہنچ گیا پھر تو تیج پال کو اپنے قابو میں کرنا کچھ مشکل کام نہیں رہا تھا۔ اس نے اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابع بنالیا تھا اور اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی تھی کہ اسے تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ یاد نہ رہے کہ کسی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔

جادوگروں کی دنیا ہی الگ ہوتی ہے۔ وہ جنگلوں، ویرانوں، قبرستانوں اور شمشان گھاٹوں میں وقت گزارتے ہیں۔ جو بہت زیادہ خطرناک اور پراسرار جادوگر ہوتے ہیں اور مکمل شکتی حاصل کرلیتے ہیں وہ گرو نارنگ کی طرح ایک امیر و کبیر شہری بن کر شہروں میں رہتے ہیں اور معزز کہلاتے ہیں اور بڑی رازداری سے ملک کی سیاست میں اور بے جا دولت کی تقسیم میں حصے دار بنے رہتے ہیں اور کسی کو پتا نہیں چلتا۔

نیلماں کو بیٹی بنانے سے پہلے وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا سے دور تھا جبکہ خیال خوانی کے ذریعے وہ صرف اپنے مقصد کی طرف توجہ دیتا تھا۔ اس نے نیلماں کی آتما شکتی کو مکمل کرنے کے لیے اتنے پاپڑ بیلے تھے لیکن اتنی بھاگ دوڑ کے بعد بھی وہ کچھ حاصل نہ کرسکا تھا بلکہ ذلت نصیب ہوئی تھی اور وہ بھی ایک عورت کے ہاتھوں سے۔

اب تو اس نے قسم کھالی تھی کہ سونیا سے انتقام لے گا اور اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرے گا اور ایسا کرنے کے لیے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اس کا رہنا ضروری تھا اور اس دنیا میں رہنے کے لیے لازمی تھا کہ جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں ان سے بھی ٹکراؤ ضروری تھا جیسا کہ الپا نے اسے دھوکا دیا تھا اور اس طرح روپوش ہوئی تھی کہ کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔

وہ ٹہلتے ٹہلتے بے زار ہوگیا۔ ایک صوفے پر بیٹھ کر الپا کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ بھی سونیا کی طرح چالاک اور مکار تھی مگر اس کی طرح ناقابل شکست نہیں تھی اگر کوشش کی جاتی تو اس سے پھر دوستی کی جاسکتی تھی۔ یہ بات گرو نارنگ کے دماغ میں گردش کرنے لگی۔ وہ سوچنے لگا کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں رہنے کے لیے اپنی ایک ٹیم بنانا ضروری ہے۔ اگر اس ٹیم میں الپا شامل ہوجائے تو اس قوت دوگنا ہوجائے گی۔

وہ پہلے آزما چکا تھا کہ خیال خوانی کے ذریعے الپا اور برین آدم کا دماغ نہیں ملتا ہے۔ سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آجاتی ہیں۔ لہٰذا اس نے فون کے ذریعے برین آدی سے رابطہ کیا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "میں گرو گھنشام نارنگ بول رہا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "آہا، آپ گھنشام ہیں۔ آپ نے تو آزمالیا ہے کہ ہمارا دماغ مردہ ہوچکا ہے اور کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی سوچ کی لہریں ہمارے مردہ دماغ میں نہیں آئیں گی۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم مردہ دماغ کے ساتھ جی رہے ہیں۔"

"واقعی عجیب ہی بات ہے۔ میں جادوگری کی دنیا میں مہاشکتی مان کہلاتا ہوں لیکن ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ دونوں کے دماغ کو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے مردہ کس طرح بنایا گیا ہے اور کس مہا جادوگر نے ایسا کیا ہے۔"

"کیا تم اس کا نام اور پتا پوچھنے آئے ہو؟"

"مجھے طعنے نہ دو۔ میں ایک دوست کی حیثیت سے آیا ہوں۔"

"تم اور دوست بنو گے۔ یہ تو مضحکہ خیز بات ہے۔"

"تم پوری ٹیلی پیتھی کی دنیا میں دیکھ لو سب ہی ایک دوسرے کو دوست بھی کہتے ہیں اور دشمنی بھی کرتے ہیں۔ دشمنی بھی کرتے ہیں پھر سمجھوتے بھی کرتے ہیں۔ اپنے وقت اور حالات کے مطابق کوئی نہ کوئی راستہ نکالتے ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ میرے حالات نے مجھے مجبور کیا ہے تو میں تمہارے پاس سمجھوتا کرنے کے لیے آیا ہوں۔"

"تمہارے جیسا مہاشکتی مان اور مجبور ہو یہ مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ آخر مجبوری کیا ہے؟"

"مجھے سونیا نے بہت بڑا دھچکا پہنچایا ہے۔ بہت زبردست نقصان اٹھا چکا ہوں اور میں اسے کسی حال میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"ایسی کیا بات ہوگئی ہے۔ صاف صاف بولو؟"

"ہاں' وہ تو بتانا ہی ہوگا۔ بات چھپانے کی نہیں ہے۔ یہ بات کسی سے چھپی نہیں رہے گی کہ سونیا نے نیلماں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کردیا ہے۔"

برین آدم نے گرونارنگ سے پوچھا "کیا؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ آج تک کوئی نیلماں کو اپنے قابو میں نہیں کرسکا پھر آخری دنوں میں تمہارے جیسے مہاشکتی مان کی پشت پناہی اسے حاصل ہوچکی تھی۔ وہ اور طاقت ور بن چکی تھی۔ ایسی حالت میں سونیا نے اسے کیسے ہلاک کردیا؟"

اس نے نیلماں کی ہلاکت کے واقعات مختصر طور پر اسے سنائے۔ برین آدمی نے کہا "اب تم سونیا سے انتقام لینے کے لیے ہماری مدد چاہتے ہو؟"

"یہی بات ہے۔ صرف وقتی طور پر مدد نہیں چاہتا بلکہ میں چاہتا ہوں ہمارے درمیان ایسا سمجھوتا ہو کہ ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آتے رہیں۔"

"مسٹر نارنگ! نیلماں ایک طویل عرصے سے صرف ہمارے لیے ہی نہیں بلکہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے بھی سر درد بنی ہوئی تھی اور کسی کے قابو میں نہیں آتی تھی۔ سونیا نے اسے ہلاک کرکے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ ہم اسے خراج تحسین پیش کرسکتے ہیں لیکن اس کے خلاف تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ سو سوری۔"

"پلیز فون بند نہ کرنا۔ ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ضرور پوچھو۔ کیا بات ہے؟"

"الپا بالکل روپوش ہوگئی ہے۔ کہیں دکھائی بھی نہیں دیتی ہے۔ ہوسکتا ہے کسی بہروپ میں ہو لیکن تم تو اپنی اصل شکل صورت میں وہاں رہتے ہو۔ اپنے بنگلے سے ہیڈ کوارٹر جاتے ہو پھر ایک شہر سے دوسرے شہر' ایک ملک سے دوسرے ملک بھی ضروری معاملات کے سلسلے میں آتے جاتے رہتے ہو۔ کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں ہے کہ کوئی چھپ کر تمہیں گولی مار سکتا ہے؟"

برین آدم نے ہنستے ہوئے کہا "کسی کے بارے میں یہ کیوں سوچتے ہو کہ کوئی مجھے چھپ کر گولی مارے گا۔ تم بھی کبھی مجھے گولی مار کر دیکھ لو۔ جو نتیجہ تمہارے سامنے آئے گا اسے دیکھ کر حیران اور پریشان ہوجاؤ گے۔"

"میں دوستانہ انداز میں سمجھوتا کرنے آیا ہوں۔ تمہیں چیلنج نہیں کررہا ہوں نہ ہی چھپ کر تمہیں گولی ماروں گا۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک بار الپا فون کے ذریعے ہی مجھ سے گفتگو کرلے؟"

"میں الپا سے پوچھوں گا۔ وہ راضی ہوجائے گی تو تم سے بات کرلے گی۔"

"بہت بہت شکریہ۔ میرا موبائل فون نمبر نوٹ کرلو۔"

اس نے اپنا موبائل فون نمبر نوٹ کروایا پھر رابطہ ختم ہوگیا۔ برین آدمی نے فون کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا پھر اسے گرونارنگ کے بارے میں تمام حالات بتائے۔ اس کے بعد کہا "اب وہ ہمارے تعاون سے سونیا کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ بہت بری طرح جھنجلایا ہوا ہے۔"

"بگ برادر' میں تو آپ کے مشورے کے مطابق کام کرتی ہوں لیکن آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ اٹھارہ روپوش رہنے والے ہمارے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہتی ہے اور گرونارنگ نے جو واقعات بیان کیے ہیں ان میں ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بھی ذکر ہے۔ ہم اتنے دنوں سے اس کوشش میں ہیں کہ ان اٹھارہ میں سے کوئی ایک ہماری گرفت میں آجائے لیکن پتا نہیں انہوں نے کیسی حکمتِ عملی اختیار کی ہے۔ کسی کا کوئی پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہورہا ہے۔"

"کیا تم سمجھتی ہو' گرونارنگ اپنے جادو وغیرہ سے کسی کو ڈھونڈ نکالے گا؟"

"ممکن ہے وہ ایسا کرسکے۔ ہم اس سے اسی شرط پر سمجھوتا کریں گے کہ وہ ان اٹھارہ میں سے کسی دو کو ڈھونڈ نکالے۔"

"ہاں' یہ اچھی بات ہے۔ تم اس کے نمبر پر اس سے رابطہ کرو۔"

اس نے رابطہ کیا۔ گرونارنگ نے اس کی آواز سنتے ہی خوش ہوکر کہا "دھنے واد الپا دیوی! آپ میری فرمائش کے مطابق گفتگو کررہی ہیں۔"

الپا نے کہا "میرا نام تو صرف الپا ہے۔ یہ دیوی کیوں کہہ رہے ہو۔ دیوی تو نیلماں تھی جو مرچکی ہے۔ میں مرنا نہیں چاہتی اس لیے مجھے صرف الپا کہو۔"

"جیسا تم کہو گی ویسا ہی کہوں گا۔ ویسے تمہارے بگ برادر نے تمہیں تمام حالات بتا دیے ہوں گے۔ میں اس کے مطابق تم سے اور تمہارے بگ برادر سے ہر حال میں اور ہر شرط پر سودا کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھوتا کرنا چاہتا ہوں' دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ تم جو بھی سمجھ لو۔ بس مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔"

"پہلے تم ٹیلی پیتھی کی دنیا سے بالکل الگ تھے۔ نیلماں کی خاطر چلے آئے۔ اب وہ مرچکی ہے تو کیا صرف انتقام لینے کے لیے تم دوبارہ اسی ٹیلی پیتھی کی دنیا میں رہنا چاہتے ہو اور انتقام لینے کے بعد پھر اپنی دنیا میں جانا چاہتے ہو؟"

"نہیں نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ جب تم مجھ پر کوئی احسان کرو گی تو میں بھی تمہارے احسان کا بدلہ چکاؤں گا اور تمہارے ہر طرح کام آؤں گا۔ ایک بار مجھے آزما کر دیکھ لو۔"

"اگر آزمانے کو کہہ رہے ہو تو پہلے دوستی اور تعاون کا ثبوت دو۔ وہ جو اٹھارہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں ان میں سے کسی دو کو ڈھونڈ نکالو۔ اس کے بعد میں سمجھوں گی کہ تم ہمارے کام آسکتے ہو تو پھر ہم بھی تمہارے کام آیا کریں گے۔"

"فی الحال یہ مشکل ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے محفوظ رہتے ہیں۔ تم نے بھی اپنے بگ برادر کے ساتھ کسی ایسے مہا جادوگر کی خدمات حاصل کی ہیں کہ اب کوئی تمہارے دماغ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح ان اٹھارہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے پتا نہیں کیسی حکمتِ عملی اختیار کی ہے کہ ابھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے اور ہم ان کے سائے تک بھی نہیں پہنچ پارہے ہیں۔ میں نے انہیں ڈھونڈ نکالنے کے لیے کئی طرح کے جادوئی ہتھکنڈے استعمال کیے لیکن ناکام رہا ہوں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں کس طرح تلاش کروں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تم مجھے کوئی تدبیر سوچ کر بتاؤ' کوئی راستہ دکھاؤ تو میں اس راستے پر چل کر وہاں پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔"

"جب مجھے کوئی تدبیر سوجھے گی اور کوئی راستہ دکھائی دے گا تو میں خود اس راستے پر چل کر ان کی گردن دبوچ لوں گی۔ تمہارے تعاون کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں سیدھی زبان میں بات کہہ رہی ہوں کہ خود اپنی عقل استعمال کرو۔ کسی طرح ان میں سے کسی دو کو گرفت میں لو پھر میں تم سے ہر طرح کا سمجھوتا کروں گی۔ ویٹس آل!"

اس نے فون بند کرکے پھر برین آدم سے رابطہ کیا۔ اب وہ برین آدم کے دماغ میں بھی خیال خوانی کے ذریعے نہیں جاسکتی تھی۔ دونوں کے دماغ خیال خوانی کی لہروں کے لیے بے حس ہوچکے تھے۔ اس نے فون کے ذریعے کہا "بگ برادر' میں نے نارنگ سے بات کی ہے اور اس کے سامنے وہی شرط پیش کی ہے۔ ویسے ہمیں کسی نہ کسی طرح ان اٹھارہ تک پہنچنا چاہیے۔ کیا آپ نے کچھ معلوم کیا ہے کہ یہ لوگ کہاں سے فیکس کرتے ہیں؟"

"ہمارے سراغ رسانوں نے بتایا ہے کہ امریکا کے خاص شعبوں مثلاً آرمی ہیڈ کوارٹر اور سی آئی اے ڈپارٹمنٹ میں جو فیکس آتے ہیں وہ مختلف ممالک اور مختلف شہروں سے آتے ہیں اور ہمیشہ کسی نئے شہر اور نئے ملک کی نشان دہی ہوتی ہے۔"

"اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اٹھارہ خیال خوانی کرنے والے مختلف ملکوں اور مختلف شہروں میں خود نہیں جاتے ہیں بلکہ ان شہروں کی بڑی کمپنیوں کے مالکان اور فیکس مشینوں کو ہینڈل کرنے والوں کے دماغوں میں پہنچتے ہیں اور ان کے ذریعے وہ فیکس کراتے ہیں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے ورنہ وہ بار بار ملک اور شہر تبدیل نہیں کریں گے۔ امریکا اور یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں ہمارے سراغ رساں ہیں۔ انہیں ابھی تک کسی پر شبہ نہیں ہوا ہے البتہ ایک گونگے شخص پر شبہ ہوا تھا۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو۔"

"ہاں' میں اس سراغ رساں کے ذریعے اس گونگے شخص کے دماغ تک گئی تھی لیکن یہ پتا چلا کہ وہ واقعی گونگا ہے اور ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تو واقعی کمال کردیا ہے۔ اب تک ہمارا ذہن کام نہیں کررہا ہے کہ وہ کیسی حکمت عملی اختیار کرکے روپوش رہنے میں کامیاب ہورہے ہیں۔"

"مجھے یہ فکر ہے کہ ان میں سے ایک آدھ ہمارے ملک میں بھی ہوگا اور خاص طور پر تل ابیب میں کہیں چھپا ہوگا۔ میں سراغ رسانوں سے کہوں گا کہ وہ اور زیادہ سختی اختیار کریں اور ایک ایک شخص کو اچھی طرح ٹٹول کر دیکھیں کہ آج تک ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بڑے بڑے خطرناک دشمن ایک عرصے تک روپوش رہ کر پراسرار بنتے رہے لیکن پھر ان کی شامت آئی تو وہ ظاہر ہونے پر مجبور ہوگئے یا ظاہر کردیا گیا۔ اسی طرح یہ بھی کسی نہ کسی دن ہمارے ہتھے چڑھیں گے۔"

الپا کو معلوم تھا کہ آرمی ہیڈ کوارٹر اور سی آئی اے کے ڈپارٹمنٹ میں ان اٹھارہ افراد کے فیکس آتے رہتے ہیں لہٰذا وہ اکثر وہاں جاتی آتی رہتی تھی اور اعلیٰ افسران کے دماغ سے معلوم کرتی تھی کہ کب کتنے فیکس آئے ہیں اور ان میں کیا کچھ کہا گیا ہے۔ اس بار بھی وہ ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں گئی تو پتا چلا کہ ایک فیکس آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔ "جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں نیلماں مرچکی ہے۔ اس کی موت کے بعد بہت سی رکاوٹیں دور ہوگئی ہیں۔ اب آپ تیج پال پر بھروسا کرسکتے ہیں۔ اس سے کسی طرح کا دھوکا نہیں ہوگا۔ وہ کسی وقت بھی فون کے ذریعے رابطہ کرے گا۔ آپ ایک ایروگرام بھیج کر اسے اپنے پاس بلالیں۔ ویٹس آل۔"

الپا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوکر سوچنے لگی۔ تیج پال پر گرونارنگ نے عمل کیا تھا اور اسے اپنا تابع بنالیا تھا۔ اب اس شخص کے مطابق اس پر بھروسا کرنے کے لیے کہا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ گرونارنگ کے تنویمی عمل کے اثر کو ختم کردیا گیا ہے۔ اب جس نے بھی اس پر تنویمی عمل کرکے گرونارنگ کے عمل کے اثر کو ختم کیا اس نے اسے اپنے اثر میں ضرور لیا ہوگا۔ ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہی ایسا کیا ہوگا اسی لیے فیکس کے ذریعے یہ کہا ہے کہ اس پر بھروسا کیا جاسکتا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر اس کے سابق لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی اور اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بولی "ہیلو تیج پال! میں الپا بول رہی ہوں۔"

وہ چونک کر بولا "میڈم میں اس وقت بہت مشکل میں ہوں۔"

"مشکل کیا ہے' مجھے بتاؤ؟"

"میرے بازو پر گولی لگی تھی۔ میں نے مرہم پٹی کروالی ہے۔ اس وقت میں میکسیکو سٹی میں ہوں اور ابھی سی آئی اے والوں سے رابطہ کرکے ان سے ہیلی کاپٹر منگوانے والا تھا۔"

"تم وہاں کیسے پہنچ گئے؟"

"کیا آپ تک یہ خبر نہیں پہنچی ہے کہ نیلماں کو مار ڈالا گیا ہے اور گرونارنگ مجھے یہاں چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے۔"

"تیج پال' تم بے حد ذہین ہو اور بہت سی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہو۔ کیا تمہاری عقل کہتی ہے کہ تمہارے جیسی خوبیوں والے شخص کو گرونارنگ یونہی چھوڑ کر چلا جائے گا؟"

"میں اس بات کو کئی پہلوؤں سے سوچ رہا ہوں۔ سوچتا ہوں کہ کیا نیلماں کے ساتھ گرونارنگ بھی مرچکا ہے کیونکہ اب میرا ذہن کہتا ہے کہ اس نے مجھے ٹریپ کیا تھا اور مجھے اپنا تابع بنایا تھا کیونکہ اب میں اس کا احسان وغیرہ کچھ نہیں مان رہا ہوں۔ صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ میں آزاد کیسے ہوگیا۔"

"ہاں' تم بالکل آزادی محسوس کر رہے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟"

"یہی کہ جو بھی تنویمی عمل کرنے والا مرجائے تو اس کے عمل کا اثر بھی زائل ہوجاتا ہے۔ ابھی تک یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ گرونارنگ اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔"

"تم غلط سوچ رہے ہو۔ گرونارنگ زندہ ہے اور ابھی نیلماں کی موت کا سوگ منا رہا ہے۔ سونیا پر جھنجلا رہا ہے۔"

"وہ نیلماں کے بعد مجھے اہمیت دیتا تھا پھر میرے پاس کیوں اب تک نہیں آیا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ میرا لب ولہجہ جو اس وقت بدلا ہوا ہے تو وہ مجھ تک نہیں پہنچ پا رہا ہے تم میرے دماغ میں آئی ہو۔ تم نے ہی میرا لب ولہجہ بدلا ہے اور مجھ پر تنویمی عمل کرکے گرونارنگ کا راستہ روکا ہے۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ تمہارا لب ولہجہ جس نے بھی بدلا ہو' جس نے بھی تم پر تنویمی عمل کیا ہو' اس نے دہرا عمل کیا ہے۔ تمہارے ذہن میں یہ بات نقش کی ہے کہ گرونارنگ اپنے مقرر کیے ہوئے لب ولہجے کے ذریعے تمہارے دماغ میں آئے تو اسے جگہ نہ ملے اور تمہارے سابق لب ولہجے میں آئے تو بھی جگہ نہ ملے۔ اس نے آنے کی کوششیں کی ہوں گی اور جگہ نہیں ملی ہوگی۔ تم یقین کرو یا نہ کرو' میں نے تم پر تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔ اگر تم ذہانت سے کام لو تو تمہیں جلد ہی پتا چل جائے گا کہ وہ جو اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے روپوش رہتے ہیں ان میں سے کسی نے تمہیں ٹریپ کیا ہے۔"

"کیا سونیا یا فرہاد وغیرہ مجھ پر عمل نہیں کرسکتے؟"

"نہیں' میں نے ابھی معلوم کیا ہے۔ سی آئی اے کے افسران کے پاس ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف سے فیکس موصول ہوا کرتے ہیں۔ ابھی جو فیکس موصول ہوا ہے اس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ اب وہ تیج پال پر بھروسا کرسکتے ہیں۔"

وہ بولا "میں سمجھ گیا۔ ان اٹھارہ افراد کو یقین ہوگیا ہے کہ اب میں ان کے شکنجے میں رہوں گا لہٰذا ان کو کبھی دھوکا نہیں دوں گا اور وہ مجھ پر بھروسا کرسکتے ہیں۔"

الپا نے کہا "بالکل یہی بات ہے۔ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچ رہی ہوں۔ تمہارے پانچوں حواس غیر معمولی ہیں۔ تم یوگا میں مہارت نہ رکھنے کے باوجود پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتے ہو۔ کیا میرے آنے سے پہلے تم نے کسی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔"

"نہیں۔"

اچانک الپا اس کے دماغ سے نکل گئی اس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر پھر خلا میں تکتے ہوئے اسے آواز دی "الپا تم کیوں چلی گئی ہو اور اچانک کیوں چلی گئی ہو؟"

تھوڑی دیر بعد پھر واپس آئی اور پوچھا "کیا میرے جانے کے بعد تم نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا؟"

"نہیں میرے ذہن میں بالکل سناٹا تھا۔ صرف میرے اپنے خیالات تھے اس کا مطلب ہے تم پر جس کسی نے بھی تنویمی عمل کیا ہے وہ ابھی ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔

لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اس نے تنویمی عمل کے درمیان میرے ذہن میں یہ بات نقش کردی ہو کہ میں اس کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہ کروں۔"

الپا نے تائید میں کہا "بالکل ٹھیک ہے۔ وہ ایسا بھی کرسکتا ہے لیکن تمہیں ہر پہلو سے آزمانا چاہیے کہ اب تم کس طرح اس کے شکنجے سے نکل سکتے ہو۔"

گرونارنگ اتنا بڑا شکتی مان ہے کہ وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتا ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے بھی رکاوٹیں پیدا کی جائیں تب بھی وہ دماغ میں چلا آتا ہے اور خیالات پڑھ لیتا ہے پھر وہ میرے دماغ میں کیوں نہیں آسکا۔"

"اسی کے خوف سے میں نے اور میرے بگ برادر نے اپنے دماغوں کو بظاہر مردہ بنالیا ہے۔ اب وہ کسی بھی جادوئی عمل سے ہمارے پاس نہیں پہنچ سکتا لیکن تمہارے پاس کیوں نہیں پہنچ رہا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔"

وہ دونوں سمجھ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے تھے۔ نہ ان کی کوئی آواز تھی نہ لب ولہجہ تھا اور جب کوئی لب ولہجہ تھا ہی نہیں تو وہ تیج پال پر یا کسی اور پر کس طرح تنویمی عمل کرسکتے تھے۔ وہ تو عام گونگے انسانوں کی طرح صرف اپنے سامنے کی دنیا کو اور دنیا والوں کو دیکھتے تھے سمجھتے تھے اور اس کے مطابق اشاروں کی زبان سے اپنی بات سمجھاتے تھے۔ کوئی جبراً ان کے دماغوں میں گھس کر ان کے خیالات پڑھ نہیں سکتا تھا اور وہ جو اپنے طور پر سوچتے سمجھتے تھے اسے فیکس کے ذریعے اپنے اکابرین تک پہنچا دیتے تھے۔

اصل بات جو کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی وہ یہ تھی کہ ان اٹھارہ میں سے دو افسران جن کے نام جے کے اولڈ اور جان بلڈر تھے۔ وہ گونگے نہیں تھے انہوں نے باقی سولہ ٹیلی پیتھی جاننے

والے ساتھیوں کو سمجھا دیا تھا کہ وہ سب ان دونوں سے بھی روپوش رہا کریں اور کبھی اپنا پتا ٹھکانا نہ بتائیں۔ یہ دو افسر ہی ایسے تھے جو کسی کے بھی دماغ میں جاکر تنویمی عمل کرسکتے تھے اور تیج پال کا جو سب سے پرانا لب ولہجہ تھا وہ ان کے ریکارڈ میں تھا انہوں نے اسی لب ولہجہ کو اس کے دماغ میں نقش کیا تھا۔ یہی لب ولہجہ الپا کو بھی یاد تھا کیونکہ تیج پال سی آئی اے کے علاوہ اسرائیل کی موساد کے لیے بھی کام کرتا تھا اس وقت سے الپا نے جو اس کا لب ولہجہ سنا تھا اسی کے مطابق وہ اس کے دماغ میں آئی تھی۔

الپا نے کہا "تیج پال ان اٹھارہ میں سے جو بھی تمہارے دماغ میں آئے گا اسے یہ معلوم ہوجائے گا کہ میں تمہارے پاس آئی تھی اور تم سے گفتگو کرتی رہی تھی اور مجھے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ تمہیں گرونارنگ کے بعد کسی اور نے ٹریپ کیا ہے۔ لہٰذا میں ہوشیار ہوگئی ہوں اور آئندہ موساد کے لیے تم سے کام نہیں لوں گی۔ ورنہ ہماری خفیہ ایجنسی کے راز ان تک پہنچتے رہیں گے۔"

وہ بولا "تمہارا محتاط رہنا ایک فطری بات ہے لیکن میں تم سے ایک التجا کرتا ہوں۔"

وہ بولی "میں تمہاری قدر کرتی ہوں۔ تم بڑی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہو میں تمہارے لیے کچھ بھی کرسکتی ہوں بولو کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے گرونارنگ نے بتایا تھا کہ تم نے اور تمہارے بگ برادر نے کسی سے ایسا جادوئی عمل کرایا ہے کہ کوئی تم دونوں کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب بھی کوئی خیال خوانی کرے گا تو تم دونوں کا دماغ اسے مردہ ملے گا۔ کیا کوئی ایسی ترکیب نہیں کرسکتیں کہ میرا دماغ بھی تمہاری طرح کا ہوجائے۔"

"پہلے تو یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ ابھی جو گفتگو ہمارے درمیان ہورہی ہے۔ وہ بعد میں تمہیں ٹریپ کرنے والے تمہارے دماغ سے یا چور خیالات سے معلوم کرلیں گے اور یہ بھی سمجھ لیں گے کہ تم اپنے بچاؤ کے لیے مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور اپنے دماغ کو بھی ہماری طرح ٹھوس بنانا چاہتے ہو۔ بہرحال مجھے جو کرنا ہے وہ میں کروں گی مگر ابھی کوئی وعدہ نہیں کروں گی۔ لہٰذا مجھ سے کسی قسم کی توقع نہ رکھو۔ تم سمجھ رہے ہو ناں؟"

"ہاں' الپا میں سمجھ گیا تمہارا بہت بہت شکریہ۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔۔۔۔ وہ چلی گئی۔ تیج پال تھوڑی دیر تک پریشانی سے سوچتا رہا پھر اس نے فون کے ذریعے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اسے بتایا کہ وہ میکسیکو سٹی کے کس مقام پر ان کا انتظار کرے گا لہٰذا اس کے لیے ایک ہیلی کاپٹر بھیج دیا جائے۔

○☆○

جینی کے حکم کے مطابق یوگا جاننے والے افسر کو شکاگو کے ایک پاگل خانے میں بھیج دیا گیا تھا۔ جینی کا دوسرا حکم یہ تھا کہ کرنل آرتھر آرمی ہیڈ کوارٹر سے نکل کر واشنگٹن جائے اور وہاں کے چار اعلیٰ حکام کی اچھی طرح پٹائی کرے اور اخبار والوں کو بھی بلائے ان کی تصاویر بھی اتروائے اور دوسرے دن یہ سب کچھ اخبارات میں شائع ہونا چاہیے۔

اس پر پورس نے اسے سمجھایا تھا کہ یہ فضول حرکتیں ہیں۔ ایسا کرکے تمہیں کیا ملے گا۔

اس نے جواب دیا "انہوں نے مجھے کئی برس تک پاگل خانے میں رکھ کر ذلیل کیا ہے۔ اب میں انہیں ذلیل کرتی رہوں گی۔

کرنل آرتھر اپنے چار ماتحت افسران کے ساتھ ایک گاڑی میں وہاں سے روانہ ہوا۔ چند کلومیٹر جانے کے بعد اس گاڑی میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی۔ ماتحتوں نے اتر کر اسے چیک کرنا شروع کیا۔ اصل بات یہ تھی کہ ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک نے بڑی خاموشی سے ایک فوجی جوان کے ذریعے اس گاڑی میں کچھ خرابی پیدا کردی تھی۔ تاکہ انہیں واشنگٹن پہنچنے میں دیر ہوجائے۔ اگر کرنل آرتھر اور اس کے ماتحت ایسا کرتے تو جینی کو اور پورس کو ان کے خیالات پڑھ کر ان کی چال بازی کا پتا چل جاتا۔

وہ بظاہر جینی کے حکم پر عمل کر رہے تھے۔ فون کے ذریعے مختلف اخبارات والوں کو کہہ رہے تھے کہ وہ انفارمیشن کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ایک وزیر کے بنگلے میں پہنچیں۔

بہرحال گاڑی کی خرابی دور ہوگئی۔ جب کرنل آرتھر اپنے ماتحتوں کے ساتھ اس بنگلے میں پہنچا تو وہاں اخبارات والوں کی بھیڑ تھی۔ ان میں سے ایک نے پوچھا "ہمیں کیوں بلایا گیا ہے؟"

کرنل آرتھر نے کہا "یہاں جو انفارمیشن کا وزیر ہے۔ میں اس کی بری طرح پٹائی کرنے والا ہوں۔ اسے باہر لاکر ماروں گا اور آپ سب اس کی تصویریں اتاریں گے اور اسے اخبارات میں شائع کریں گے۔"

سوال کیا گیا "آپ ایسا کیوں کریں گے۔ ہمارے انفارمیشن کے وزیر صاحب سے آپ کے کیا اختلافات ہیں؟"

"میرا کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو ہم نے چھپا کر رکھا تھا اب وہ ہم سے انتقام لے رہی ہے۔ وہ ہمارے دماغ میں گھس کر مجبور کر رہی ہے کہ ہم خواہ مخواہ اس بے چارے وزیر کی پٹائی کریں۔"

وہاں اخبارات والوں کے علاوہ کئی مسلح فوجی افسران بھی تھے ان میں سے ایک افسر نے کہا کہ "کرنل تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ یہاں اخبارات والے اس بات کے گواہ ہیں کہ ہمارے وزیر صاحب کو بے قصور ذلیل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اگر جینی تمہارے دماغ میں رہ کر تمہیں مجبور کر رہی ہے تو ہمیں بھی مجبور کرے اور یہاں جتنے بھی فوجی ہیں انہیں بھی مجبور کرے۔ کیا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی اتنے فوجیوں کو مجبور کرسکتی ہے۔ اگر نہیں کرسکتی تو ہم کبھی آپ کو ایسی نازیبا حرکت کرنے نہیں دیں گے۔"

جو افسر مخالفت میں کہہ رہا تھا۔ کرنل آرتھر نے اسے فوراً ہی گولی مار دی۔ دوسری طرف بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس کے بنگلے میں جینی اور پورس موجود تھے۔ پورس نے کہا "جینی یہ کیا حماقت کررہی ہو؟ اس سے تمہیں کیا حاصل ہوگا؟ اس وزیر کی عزت اور شہرت اور بڑھے گی اور تم ایک دشمن کی حیثیت سے یہاں کبھی محبِ وطن نہیں کہلا سکو گی۔ اپنی ہی قوم کی نظروں میں گر جاؤ گی۔ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔"

وہ غصے سے بولی "میں اپنی قوم کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہ سب پکے دشمن ہیں۔"

بتانے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اس سے الٹا اثر پڑے گا۔ میری بات کو پلیز.... میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

ان دونوں نے خیال خوانی کے ذریعے دیکھا کرنل آرتھر کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔ کئی مسلح جوانوں نے اسے گن پوائنٹ پر رکھا تھا۔ پورس نے کہا "دیکھو جینی کتنے لوگوں نے گن پوائنٹ پر اسے رکھا ہوا ہے۔ تم کتنوں کے دماغوں میں جاکر گولیاں چلاؤ گی۔ وہاں تو اچھی خاصی دہشت پھیل جائے گی۔ تم کیوں خود کو خواہ مخواہ بدنام کرنا چاہتی ہو۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پورس نے کہا کہ تم ایک پہلو کو نظرانداز کررہی ہو اور وہ ہے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے۔ وہ چپ چاپ تمہارے عمل کا توڑ کررہے ہیں۔ تم جو کرنا چاہتی ہو اس کے خلاف وہ کارروائی کرنے لگتے ہیں۔ مجھے تو شبہ ہے کہ گاڑی میں جو خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ انہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی چال بازی تھی۔ اب پلیز ہمیں اس یوگا جاننے والے افسر کی خبر لینی چاہیے۔ جسے شکاگو کے پاگل خانے میں بھیجا گیا تھا۔

جینی نے کہا "اس کی کیا خبر لینا ہے۔ اس کی تو ایسی کی تیسی ہوگئی ہے۔ وہ اب تک پاگل خانے میں پہنچ چکا ہوگا۔"

"پھر بھی اس کے دماغ میں جاکر معلومات حاصل کرنے میں کیا حرج ہے۔"

دونوں نے ایک ساتھ خیال خوانی کی پھر اس یوگا جاننے والے افسروں کے دماغوں میں پہنچنا چاہا تو خیال خوانی کی لہریں واپس آگئیں۔

جینی اور پورس ایک دوسرے کو تکنے لگے پھر پورس نے کہا "اب بتاؤ تمہاری انتقام لینے والی خواہش کیا ہوئی۔ جب تم بے تکے انداز میں اقدامات کرو گی تو اس کا یہی نتیجہ ہوگا۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ تم نے بیک وقت دو افسران کو سزا دی۔ اسے پاگل خانے بھیجا اور کرنل آرتھر کو اس وزیر کے بنگلے میں' ادھر تم کرنل آرتھر کے معاملے میں الجھی رہیں۔ ادھر یوگا جاننے والے افسر کو سلا کر نیند کی حالت میں اس پر تنویمی عمل کیا گیا اور اس کے لب ولہجے کو بدل دیا ہے۔ اب تم اس یوگا جاننے والے افسر تک نہیں پہنچ سکو گی یہ بھول جاؤ کہ وہ پاگل خانے میں ہے۔"

اس نے گھور کر پورس کو دیکھا پھر اچانک ہی دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا دبوچتے ہوئے اسے دیوار سے لگا دیا۔ پورس نے کہا "ارے کیا ہوا ہے یہ تم مجھ پر کیوں حملہ کررہی ہو؟"

"تم پکے بدمعاش ہو۔ جب میں ایسے اقدامات کررہی تھی تو اس وقت تم نے مجھے کیوں نہیں روکا۔ اتنی غلطیاں کرنے کے بعد اب مجھے سمجھا رہے ہو۔"

"جینی تمہیں یاد ہے پاگل خانے میں' میں نے تمہاری ایک کلائی پکڑی تھی تو گھنٹوں کلائی کی ہڈی دکھتی رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ میں دونوں کلائیاں پکڑ کر ہٹاؤں تم خود میری گردن سے ہاتھ ہٹالو۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولی "میں تم سے بات نہیں کروں گی۔"

"کیا مصیبت ہے۔ جب تم اس یوگا جاننے والے افسر کو سزائیں دینے جارہی تھیں اگر میں اس وقت روکتا تو تم کہتیں کہ میں تمہیں انتقام لینے سے روک رہا ہوں۔ اب جب اس کے نتائج سامنے آرہے ہیں اور میں تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ طریقہ یہ نہیں ہے ہمیں کسی دوسرے طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔"

"کون سا دوسرا طریقہ؟"

"پہلے دماغ ٹھنڈا کرو پھر اس کے بعد باتیں کرو۔ تب میری باتیں تمہاری سمجھ میں آئیں گی۔"

"کیسے دماغ ٹھنڈا کروں میں جو بھی کام کررہی ہوں اس کا الٹ ہورہا ہے۔ وہ یوگا جاننے والا افسر بچ کر نکل گیا ادھر کرنل آرتھر کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ کیا میں ان کے خلاف جوابی کارروائی نہ کروں۔"

"کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم اب یوگا جاننے والے افسر تک نہیں پہنچ سکو گی۔ زیادہ سے زیادہ اس کے بیوی بچوں تک پہنچ سکو گی۔ وہ بے چارے بے قصور ہیں۔ ان سے انتقام لینا سراسر حماقت ہوگی۔ کرنل آرتھر کو تمام اخبارات والوں کے سامنے گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کی تصاویر اتاری گئی ہیں۔ اب کل کے اخبارات میں یہی شائع ہوگا کہ اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا گیا تھا اور اس نے اپنے ہی ایک اعلیٰ افسر کو گولی ماری ہے۔ تم کیوں ایسے راستوں پر چل رہی ہو جس سے تمہاری اپنی ہی قوم تمہیں ناپسندیدہ قرار دے۔"

وہ پیر پٹختی ہوئی ایک کرسی کے پاس گئی اور اس پر بیٹھ گئی پھر بولی "اچھا لو میں نے دماغ ٹھنڈا کرلیا۔"

پورس نے مسکراتے ہوئے کہا "ہاں' تم نے کہا اور میں نے مان لیا کہ دماغ ٹھنڈا ہوگیا۔"

"تم کیا کرو گے میرے سر پر برف رکھو گے۔"

"نہیں پہلے جو کچھ ہورہا ہے ان تمام باتوں کو بھول جائیں گے۔ ہم صرف پیار و محبت کی باتیں کریں گے۔ کہیں تفریح کے لیے

جائیں گے۔ موڈ ٹھیک کریں گے۔ اس کے بعد پھر ہم ہر پہلو سے سوچتے ہوئے ایسی تدبیر کریں گے ایسے منصوبے بنائیں گے کہ وہ اٹھارہ روپوش رہنے والے تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کرسکیں۔"

وہ دوسری طرف منہ پھیر کر بولی "اچھی بات ہے میں تمہاری بات مان رہی ہوں۔ چلو پیار کی باتیں کرو۔"

پورس مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا پھر کرسی پر جھک کر اپنا ایک ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر آہستگی سے سہلانے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ منہ پھیر کر اسے یوں تکنے لگی جیسے اپنے اندر کی تبدیلی کو چھپانے کی کوشش کررہی ہو۔ پورس نے کہا "دیکھو میرے ایک ہاتھ کے لمس نے تمہارے اندر کیسی تبدیلی کی ہے۔ تم روٹھ گئی تھیں۔ منہ پھیر لیا تھا۔ اب میری طرف دیکھ رہی ہو۔ اسی کو پیار کہتے ہیں۔"

پہلے اس نے اپنے ہاتھ پر پورس کے ہاتھ کو دیکھا پھر دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے بولی "ہٹاؤ اپنا ہاتھ مجھے کچھ ہورہا ہے۔"

"یہی جو کچھ ہورہا ہے۔ اگر ہوتا رہے گا تو دشمنوں کو بھی بہت کچھ ہوتا رہے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "سچ؟"

"ہاں میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔"

اس نے پورس کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا "تو پھر دونوں ہاتھ رکھو۔"

پورس نے دل میں کہا۔ یا اللہ کس حسینہ پر دل آیا ہے۔ آدھی پاگل ہے۔ اس کو تو نارمل بناتے بناتے برسوں بیت جائیں گے۔ اس نے اپنے تین سراغ رسانوں سے کہا کہ وہ یوگا جاننے والے افسر کی بیوی اور دونوں بچوں کے دماغوں پر حاوی رہیں اور کسی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کو مداخلت نہ کرنے دیں۔ ابھی جینی آرہی ہے۔

پھر اس نے جینی سے کہا "دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ انتقام کیسے لیا جاتا ہے۔ تم ابھی آرمی کے اعلیٰ افسر کے پاس جاؤ اور جیسے میں کہتا ہوں ویسے ہی کرتی جاؤ۔"

پھر پورس نے جیسا کہا وہ آرمی کے اعلیٰ افسر کے پاس گئی اور بولی "تم نے یوگا جاننے والے افسر کو غائب کردیا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کا لہجہ بدل دیا گیا لیکن وہ بچے گا نہیں اس کی بیوی اور دونوں بچے میرے ٹارگٹ پر ہیں۔ اگر چار گھنٹوں کے اندر وہ یوگا جاننے والا افسر تنویمی عمل سے آزاد ہو کر اپنے سابقہ لب ولہجہ کے ساتھ میری ٹیلی پیتھی کے ٹارگٹ پر نہ آیا تو میں اس کی بیوی اور بچوں کو ختم کردوں گی۔"

اعلیٰ افسر کچھ کہنا چاہتا تھا جینی نے کہا "میں کوئی بات نہیں سنوں گی صرف چار گھنٹے انتظار کروں گی۔ گھڑی دیکھ لو۔"

وہ دماغی طور پر واپس آکر پورس سے بولی "مگر تم نے تو [illegible] تھا اس کے بیوی اور بچے بے قصور ہیں۔ انہیں نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ انہیں گولی نہیں ماری جائے گی۔"

"تو میں نے کب کہا ہے کہ انہیں مارا جائے ابھی تو صرف دھمکی دی گئی ہے اور یہ دھمکی ہی کامیاب رہے گی۔"

جینی نے پورس کے دوسرے منصوبے کے مطابق انفارمیشن کے وزیر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ ایک کلاشنکوف لے کر دوڑتا ہوا باہر آیا۔ وہاں فوج کے سپاہی اور اخبارات والے موجود تھے۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی تڑا تڑ گولیاں چلانی شروع کردیں۔ جو بھی گولیوں کی زد میں آیا مرتا چلا گیا۔ مجبوراً اس کی طرف بھی گولی چلانی پڑی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھی مر گیا۔

جینی دماغی طور پر واپس آکر دونوں ہاتھ پورس کے گلے میں ڈال کر لپٹ گئی اور خوشی سے بولی "کمال ہوگیا کرنل آرتھر بھی گیا اور وہ وزیر بھی ختم ہوگیا۔ مجھے ایسے ہی طریقے پر عمل کرنا چاہیے تھا۔"

"مگر ابھی تم جس طریقے پر عمل کررہی ہو اس سے مجھے کچھ ہورہا ہے۔"

وہ جلدی سے الگ ہوگئی یہ لفظ اپنے اندر بہت سے معنی رکھتا ہے۔ حالات کے مطابق اس کے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔ جس کی سمجھ میں نہ آئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ سمجھنے والے دو ہوتے ہیں کسی تیسرے سمجھنے والے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

جینی نے ایک گھنٹے بعد آرمی کے اعلیٰ افسر سے پوچھا کیا ہوا.... کیا اس یوگا جاننے والے افسر کو پیش کررہے ہو۔"

"جینی پلیز ہم سے کوئی سمجھوتا کرلو اس کے بیوی بچوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"میرا بھی کوئی قصور نہیں تھا لیکن میں برسوں پاگل خانے میں قید کرکے رکھی گئی۔ تم لوگوں کو اس وقت مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ لہٰذا سمجھوتے اور رحم کی بھیک نہ مانگو۔ میں پھر دوسرا گھنٹا ختم ہونے کے بعد آؤں گی۔"

وہ دماغی طور پر واپس آئی۔ پورس نے کہا "وہ لوگ اس کی بیوی اور بچوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کررہے ہوں گے۔ ان کے دماغوں میں وہ اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے جارہے ہوں گے لیکن ان کو ان کے دماغوں میں جگہ نہیں مل رہی ہوگی۔ ہمارے سراغ رساں بہت ہوشیار ہیں۔"

دو گھنٹے گزرنے کے بعد جینی نے پھر اس اعلیٰ افسر سے پوچھا "کیا کہتے ہو؟"

"ہم نے اس یوگا جاننے والے افسر کو تنویمی عمل سے آزاد کردیا ہے۔ تم اس کے دماغ میں جاسکتی ہو۔"

یہ سنتے ہی پورس بھی جینی کے ساتھ اس یوگا جاننے والے افسر کے دماغ میں گیا۔ جینی نے کہا "ہاں یہ وہی ہے۔"

پورس نے کہا "نہیں جینی ہمیں دھوکا دیا جارہا ہے اس کے چور خیالات پڑھو۔"

چور خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ کسی ڈمی یوگا جاننے والے شخص کو پیش کیا جارہا تھا۔ جینی واپس آرمی کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں آئی۔ اس نے اپنے ریوالور کو اٹھا کر اپنی کنپٹی سے لگایا اور گھبرانے لگا تب جینی نے کہا "یہ دھوکا دینے کی سزا ہے تم کیا سمجھتے تھے کہ ہم تمہارے فریب میں آجائیں گے۔ وہ میرا شکار نہیں ہے۔ چونکہ تم نے دھوکا دیا ہے لہٰذا اب تم بھی یہاں سے جاؤ۔"

یہ کہتے ہی "ٹھائیں" کی آواز سے ایک گولی چلی اور وہ اعلیٰ افسر وہیں ڈھیر ہوگیا اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے افسران گھبرا گئے۔ ان میں سے ایک سے جینی نے کہا "تم نے فریب دینے کا انجام دیکھ لیا ابھی دو گھنٹے اور باقی ہیں لہٰذا اس یوگا جاننے والے اصل جنرل کو میرے سامنے پیش کرو۔ یا پھر ایک ایک کر کے اپنے افسر کی طرح مرتے چلے جاؤ۔"

وہ پھر دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ پورس نے جینی کی نفسیات کو دیکھتے ہوئے اور دوسرے فوجی افسران کے خیالات کو سمجھتے ہوئے کہ وہ جینی کو ایب نارمل سمجھ رہے ہیں اور وہ یقیناً اس کے بیوی، بچوں کو مار ڈالے گی آدمی پاگل ہے لہٰذا انہیں یقین تھا کہ دھمکی نہیں دی جارہی ہے۔ تین زندگیاں موت سے ہم کنار ہونے والی ہیں۔ اسی لیے تیسرے گھنٹے میں جب جینی آرمی ہیڈ کوارٹر کے اعلیٰ افسروں کے پاس پہنچی تو ایک افسر نے کہا "ہم آپ کا مطالبہ پورا کررہے ہیں۔ یوگا جاننے والا جنرل آپ کو پیش کیا جارہا ہے آپ اس کے دماغ میں جاکر تسلی کرسکتی ہیں۔"

جینی اور پورس اس کے دماغ میں گئے اس کے چور خیالات پڑھے اچھی طرح ٹٹولا تو پتا چلا کہ وہی یوگا جاننے والا جنرل ہے۔ جینی نے اس سے کہا "تم نے چھپنے کی بہت کوشش کی تمہارے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ناکام رہے۔ اب اپنے گھر جاؤ اور بیوی بچوں سے ملاقات کرو۔"

وہ ایک گاڑی میں بیٹھ کر جانے لگا وہ شکاگو کے کسی پاگل خانے میں نہیں گیا تھا۔ بلکہ واشنگٹن میں ہی ایک جگہ چھپا ہوا تھا۔ پورس کے کہنے پر بابا صاحب کے ادارے کے تینوں سراغ رساں ان بیوی بچوں کے دماغوں سے چلے گئے۔ اس جنرل نے آکر اپنی بیوی اور بچوں سے ملاقات کی وہ سب اس سے مل کر رونے لگے جنرل نے کہا "اب میں کچھ دیر کا مہمان ہوں تم لوگوں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والا ہوں۔"

جینی نے کہا "نہیں جنرل میں تمہیں ابھی نہیں ماروں گی مجھے فرصت نہیں ہے۔ ابھی تم اپنی بیوی بچوں کے ساتھ زندگی گزارتے رہو۔ جب بھی میرا موڈ ہوگا تو میں آکر کہہ دوں گی کہ اپنا تابوت بنوالو۔"

وہ انہیں حیران و پریشان چھوڑ کر جنرل کے دماغ سے چلی گئی۔

انہیں اتنا اطمینان ہوا کہ وہ ابھی مارا نہیں جائے گا۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کچھ گھنٹے، کچھ دن یا کچھ ہفتے کچھ مہینے شاید گزار سکے گا۔

پورس نے کہا "جینی یہ تم نے کیا کیا نہ مارا نہ زندہ چھوڑا موت اور زندگی کے بیچ میں اس بے چارے کو لٹکا دیا۔ اس کے بیوی بچے اس کے ساتھ رہیں گے۔ خوش بھی رہیں گے اور سہمے ہوئے بھی رہیں گے۔"

"ہاں، یہ موت بہت اچھی ہوگی۔ وہ ہر لمحہ اپنی موت کا انتظار کرتا رہے گا۔"

ویسے تو دنیا کے تمام انسانوں کو پیدا ہونے کے بعد اپنی موت کا منتظر رہنا چاہیے۔ کوئی ایک دن کی زندگی لے کر آتا ہے اور کوئی سو سال کی۔ کسی کا کوئی ٹھکانا نہیں کہ کب مرجائے لیکن انسان زندہ رہ کر جب تک ہنستا کھیلتا.... کھاتا پیتا رہتا ہے۔ موت کو بھولا رہتا ہے لیکن جینی نے اس انداز سے اس جنرل کو پھنسایا تھا کہ وہ اور اس کے گھر والے ہر لمحہ موت کے منتظر رہتے۔ اب وہ اور اس کے گھر والے معاشرے میں بہت زیادہ برتر رہ کر رہنا بھول جاتے۔ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتے جنرل کی زندگی کو طول دینے کے لیے موت کو ٹالنے کے لیے چرچ بھی جایا کرتے اور غریبوں کے کام بھی آیا کرتے۔ جتنی نیکیاں ہوتیں وہ کرکے جاتے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔

ایک ریکارڈ پلیئر کے میوزک پر جینی ڈانس کرتی ہوئی بولی "آج میں بہت خوش ہوں۔ آج میری تمنا پوری ہوئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ہوا میں اڑتی چلی جاؤں خوب ناچوں، گاؤں، ہنستی رہوں، گھومتی رہوں، پھرتی رہوں چلو پورس ہم باہر چلیں۔"

پورس نے کہا "یوں کہو چلو پورس ہم مرنے کے لیے چلیں۔"

"اس کا کیا مطلب ہوا؟"

"مطلب یہ ہوا کہ یہ سب جانتے ہیں کہ تم واشنگٹن میں ہو۔ یہاں کے جاسوس کتے تمہاری اور میری بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے۔"

"ہم دونوں میک اپ میں ہیں کوئی ہمیں نہیں پہچانے گا۔"

"صبر کرو ہمارا جاسوس ہمارے موجودہ میک اپ کے مطابق ہمارے شناختی کارڈ اور ضروری کاغذات بنوانے گیا ہے۔ وہ آتا ہی ہوگا۔"

وہ ذرا دیر خاموش رہی پھر مسکرا کر بولی "وہ آرہا ہے ابھی کال بیل کی آواز سنائی دے گی۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی دروازے کی طرف جانے لگی۔ واقعی کال بیل کی آواز سنائی دے رہی تھی اس نے دروازے کو کھولا۔ اس بنگلے میں رہنے والا جاسوس اندر آگیا۔ جینی نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر تمام کاغذات اور شناختی کارڈ وغیرہ دیکھنے لگی۔ پورس نے جاسوس سے کہا "بڑی جلدی بنا کر لے

آئے۔" وہ بولا "میرے ساتھ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا جاسوس تھا۔ اس نے کام بنا دیا۔"

پورس نے کہا "جب تک وہاں کے افسر کے دماغ پر وہ حاوی ہوگا اس نے یہ کام کیا ہوگا پھر اس کے دماغ کو آزاد چھوڑنے کے بعد وہ یقیناً سوچ رہا ہوگا کہ وہ غائب دماغ کیوں تھا صرف اتنی سی بات اگر وہ انٹیلی جنس والوں کو بتائے گا تو وہ اس دفتر میں آئیں گے ان کاغذات کی دوسری کاپیاں چیک کریں گے اور ہمارے شناختی کارڈ کی جو تصویر وہاں رکھی ہوئی ہے۔ اسے بھی دیکھیں گے اس طرح اس میک اپ میں رہنے کے باوجود ہم پہچانے جائیں گے۔"

جینی نے کہا "ہمیں نہیں پہچاننے کی کوشش کرنے دو ہم بھی دھوکا دینا جانتے ہیں۔"

"نہیں جینی تم کوئی خطرہ مول نہیں لینا ورنہ بہت بڑی مصیبت میں پڑجاؤگی۔ کئی برس پاگل خانے میں رہ کر آئی ہو۔ اس بار وہ تمہیں پکڑیں گے تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

وہ غصے سے شناختی کارڈ اور کاغذات پھینکتے ہوئے بولی "تم تو میری خوشی نہیں چاہتے ہو۔ یہ نہیں چاہتے کہ میں گھومنے پھرنے جاؤں آج میرا دل کتنا چاہ رہا ہے کہ میں گھومنے پھرنے جاؤں آج دل کتنا چاہ رہا ہے کہ میں ہوٹل میں جاکر کھانا کھاؤں کلبوں میں ناچوں گاؤں مگر..... تم؟ تم میری خوشی دیکھنا نہیں چاہتے۔"

جاسوس وہ تمام کاغذات اٹھا کر اس کمرے سے چلا گیا۔ پورس نے الماری کھول کر اس میں سے اپنی اٹیچی نکالی پھر اس میں سے چند کاغذات اور ایک شناختی کارڈ نکالتے ہوئے کہا "میں تمہاری خوشی چاہتا ہوں تم باہر جاؤگی اور بہت خوشیاں مناؤگی لیکن تمہیں اپنا یہ حلیہ بدلنا ہوگا۔ اب دوسرے میک اپ میں رہنا ہوگا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "میں ابھی میک اپ بدل لوں گی۔"

پورس نے شناختی کارڈ اور چند تصویریں دے کر کہا "اس کے مطابق اپنا چہرہ بناؤ۔ کوئی تم پر شبہ نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو یہ کارڈ اور دوسرے کاغذات ہیں۔ ہم ایسے ایک آدھ کاغذات ایکسٹرا اپنے پاس رکھتے ہیں۔"

"تم بھی اپنا میک اپ تبدیل کروگے۔"

"ہاں تبدیل تو کروں گا کیونکہ یہ جاسوس جو شناختی کارڈ اور کاغذات لایا ہے۔ اس کے مطابق میں اس میک اپ میں پہچانا جاسکتا ہوں لہٰذا یہ چہرہ بدل کر میں دوسرا چہرہ اپناؤں گا لیکن تمہارے ساتھ نہیں جاسکوں گا۔"

"وہ کیوں؟"

"اس لیے کہ میرے پاس یہاں کی شہریت کے کاغذات نہیں ہیں۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کیا میں اکیلی جاؤں گی۔"

"بھئی کیا حرج ہے ہم خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں گے ایسا لگے گا کہ ایک دوسرے سے قریب ہیں تم خوب گھومو پھرو ہنستی بولتی رہو۔ جب تھک جاؤ تو واپس آجانا میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ تنہا نہیں جانا چاہتی تھی۔ پورس نے اسے سمجھا کر راضی کرلیا۔ وہ آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنا میک اپ تبدیل کرنے لگی۔ پورس نے کہا "میں دوسرے کمرے میں آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنا میک اپ تبدیل کررہا ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں گیا پھر ایک تصویر کو دیکھ کر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگا۔ دراصل اس کے پاس بھی اس تصویر کے مطابق کاغذات تھے لیکن وہ جینی کے ساتھ نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ اس کے پیچھے تعاقب میں دور ہی دور رہنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ کوئی غلطی کرے تو وہ اسے سنبھال سکے پھر یہ کہ وہاں کی فوج اور انٹیلی جنس والے سب جانتے تھے کہ جینی پورس کے ساتھ آئی ہے۔ اب وہ تنہا جائے گی اور اس کے ساتھ کوئی مرد نظر نہیں آئے گا تو شاید اس پر شبہ نہیں کیا جائے گا۔

بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے تین سراغ رساں واشنگٹن میں تھے پورس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "تھوڑی دیر بعد جینی باہر جائے گی اس سے ذرا دور دور رہ کر اس کی نگرانی کرتے رہو۔ میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گا لیکن بہت دور رہوں گا۔"

وہ مکمل طور پر تیار ہوگئی۔ جیسی تصویر پورس نے دی تھی اس کے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات میں جو تصویریں تھیں اس کے مطابق وہ بالکل ویسی ہی نظر آرہی تھی۔ اس نے کہا "یہاں واشنگٹن میں اتنی زیادہ اچھی تفریح کی جگہیں نہیں ہیں۔ یہ تو سیاسی لوگوں کا شہر ہے۔ میں نے ابھی خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا ہے۔ یہاں سے ہر آدھے گھنٹے کے بعد ہیلی کاپٹر سروس جاری رہتی ہے اور وہ میامی شہر یا میامی بیچ پہنچاتی ہے۔ وہاں رات گزارنے کا مزہ آئے گا۔ میں صبح تک واپس آجاؤں گی۔"

"تم جہاں جانا چاہتی ہو شوق سے جاؤ مگر خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھو تاکہ تمہاری خیریت معلوم ہوتی رہے۔"

وہ پورس کے گلے لگ گئی دونوں بانہیں گلے میں ڈال کر بڑے پیار سے بولی "تم تو اپنا چہرہ تبدیل کررہے تھے مگر ابھی تک صرف میک اپ کو مٹایا ہے۔ دوسرا میک اپ نہیں کیا ہے۔"

"جلدی بھی کیا ہے۔ یہاں بیٹھ کر میک اپ بھی کرتا رہوں گا کبھی کبھی خیال خوانی کے ذریعے تم سے باتیں بھی کرتا رہوں گا۔"

وہ بڑے پیار سے رخصت ہوگئی۔ پورس نے سراغ رسانوں سے کہہ دیا کہ وہ ہیلی کاپٹر کی طرف جارہی ہے اور وہاں سے میامی شہر جائے گی۔ ایک گھنٹے بعد جو ہیلی کاپٹر یہاں سے جائے گا اس میں، میں جاؤں گا۔"

وہ آئینے کے سامنے بیٹھ کر اس تصویر کے مطابق اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگا جو اس کے پاس تھیں۔ پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور دوسرے اہم کاغذات میں وہی تصویریں مختلف زاویوں سے کھینچی گئی تھیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ بالکل مختلف بن گیا اس تصویر کے مطابق نظر آنے لگا۔ ایسے وقت جینی نے پوچھا "ہیلو کیا کررہے ہو؟"

"تمہیں یاد کررہا ہوں اور سوچ رہا ہوں تم نے اس یوگا جاننے والے جنرل سے بہت اچھا انتقام لیا ہے۔ اسے زندہ چھوڑ کر بے موت مار رہی ہو۔ یہ سزا تمہارے دوسرے دشمنوں کے لیے بھی عبرت ناک ہوگی۔ میرا خیال ہے اب یہاں تو تمہارا کوئی دشمن نہیں رہا۔"

"دشمن تو اور کئی ہیں لیکن وہ مختلف شہروں میں ہیں۔"

"کل ہم کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"تم جو کہو گے وہی کروں گی۔"

پورس پوری طرح تیار ہو کر وہاں سے نکل پڑا پھر ہیلی کاپٹر کے ہیڈ کی طرف گیا۔ وہاں تک جانے کے لیے اس نے ایک ٹیکسی لی تھی۔ اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر تھوڑی دیر بعد محسوس کیا کہ جب وہ اس بنگلے سے چلا تھا اس کی ٹیکسی کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک سراغ رساں سے پوچھا "کیا جینی جب اس بنگلے سے نکل کر گئی تھی تو کسی کار یا دوسری گاڑی نے اس کا تعاقب کیا تھا؟"

"یس سر ایک گاڑی اس کے تعاقب میں تھی اور ہیلی پیڈ تک گئی تھی ہمارے دو ساتھی مس جینی کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر میں جاچکے ہیں۔ میں کاؤنٹر سے ذرا دور کھڑا ہوا ہوں۔ میں نے دیکھا اس گاڑی میں سے ایک شخص نکل کر جینی کو اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہوکر جاتے دیکھ رہا تھا پھر وہ موبائل فون کے ذریعے کسی سے کچھ باتیں کررہا تھا۔"

"میرے پیچھے بھی ایک کار آرہی ہے اب تو ہم شاہراہ پر ہیں۔ بہت سی کاریں آگے پیچھے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ تعاقب کرنے والی کار بھی موجود ہوگی۔"

سراغ رساں نے کہا "سر، دراصل بات یہ ہے کہ آپ جس بنگلے میں ہیں وہاں ہمارا صرف ایک جاسوس تنہا رہا کرتا تھا۔ اب آپ مس جینی کے ساتھ وہاں قیام کررہے ہیں تو یہ شبہ کیا جارہا ہے کہ آپ دونوں کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ لوگوں سے براہِ راست سوالات نہیں کیے جارہے ہیں۔ بہت محتاط ہو کر وہ تعاقب کررہے ہیں اور کسی موقع پر گھیرنے والے ہیں۔"

"میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں کیا تم ابھی تک وہیں کاؤنٹر کے پاس ہو؟"

"جی، ہاں۔"

"ٹھیک ہے میرے ساتھ تم چلو گے دو سیٹیں ریزر[...]

پورس نے ٹیکسی ڈرائیور سے بات کی پھر اس [...] حاوی ہوگیا۔ وہ پورس کی مرضی کے مطابق راستہ بدل [...] راستے پر آیا جہاں ٹریفک کم تھا۔ پورس نے پلٹ کر [...] ایک ہی کار کی ہیڈ لائٹس نظر آرہی تھیں۔ اس کا [...] تعاقب جاری ہے۔ اس نے ٹیکسی کو ایک اسٹریٹ پر [...] دونوں طرف رہائشی بنگلے تھے اور اس اسٹریٹ پر خاموش[...] تھی۔ آگے جاکر پورس نے ٹیکسی رکوادی ہیڈ لائٹس [...] آہستگی سے باہر نکل کر رینگتا ہوا ایک درخت کے [...] تعاقب کرنے والی گاڑی سست رفتاری سے آرہی تھی [...] شخص سوچ رہا تھا قریب جانا چاہیے یا نہیں؟

بہرحال وہ گاڑی ٹیکسی کے قریب آکر رک گئی [...] دو افراد ریوالور لے کر نکلے۔ انہوں نے ٹیکسی کے [...] ڈرائیور سے پوچھا "وہ شخص کہاں ہے جو اس ٹیکسی میں [...]

پورس نے درخت کی آڑ سے نکل کر ان کے [...] ہوئے کہا "وہ میں ہی ہوں۔"

اسے قریب آتے دیکھ کر دونوں نے اپنے ریوالور [...] اس کی طرف کیا لیکن دوسرے ہی لمحے انہوں نے [...] اب وہ ایک دوسرے کو نشانے پر لے کر کھڑے ہوگئے [...] نے کہا "دیکھو موت مجھے بلا رہی ہے یا تم دونوں کو۔"

وہ دونوں سہم کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ پورس [...] تک خاموش رہ کر ان دونوں کے خیالات پڑھتا رہا [...] دونوں اپنے اپنے ریوالور پھینک دو یا پھر ایک دوسرے [...] مارو۔"

انہوں نے ریوالوروں کو پھینک دیا۔ پورس نے [...] رساں سے کہا "میں اپنا تعاقب کرنے والوں کے خیالات [...] ہوں۔ ان کے خیال کے مطابق جینی ایک گھنٹے پہلے جس [...] میں گئی ہے اس کے ساتھ ایک جاسوس لگا ہوا ہے۔ اس [...] بوسٹن ہے۔ جینی کے ساتھ ہمارے دو سراغ رساں [...] بات بتادو لیکن پہلے میرا ایک کام کردو۔ یہاں دو دشمن [...] ایک کے دماغ میں جانا ہوگا۔ دوسرے کے اندر میں رہوں [...]

پورس نے اسے ایک کے دماغ میں پہنچایا پھر ٹیکسی [...] سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور سے بولا "چلو" ڈرائیور اسے ڈرا[...] ہوئے جانے لگا۔ جب وہ ٹیکسی ذرا دور نکلی تو ان دو مخالف [...] رسانوں نے جلدی سے اپنے پھینکے ہوئے ریوالوروں کو اٹھا[...] اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس کا تعاقب کرنے کے لیے کار کو [...] کرنا چاہا تو اسٹارٹ نہیں ہوئی۔ دوسرے نے اس کی طرف [...] کا رخ کرکے کہا "اے گدھے کے بچے تجھے گاڑی چلانا [...] آتی۔"

پہلے نے اپنے ریوالور کا رخ اس کی طرف کرکے [...]

[...] چلا سکوں تب بھی یہ ریوالور تو چلا ہی سکتا ہوں۔"

[...] تین تک گنتی گنو اور گولی چلاؤ۔"

[...] نے ایک سے تین تک گنتی گنی اور گولی چلائی۔ دونوں [...] تمام ہوگیا۔ پورس نے سراغ رساں سے کہا "تم کاؤنٹر [...]ظار کرو۔ میں جینی کو حالات بتا رہا ہوں۔"

[...] نے جینی کو مخاطب کرکے کہا "وہاں ایک سی آئی اے کا [...]مارے ساتھ سفر کررہا تھا۔ اب تو تم میامی پہنچ گئی ہو مگر وہ [...]تعاقب میں ہوگا۔ اس کا نام ڈیوڈ بوسٹن ہے۔ وہ ایک [...] اس کے سامنے کے دو دانت چاندی کے ہیں یہی اس کی [...]ہے۔ باقی تم اسے اس طرح ڈھونڈھ نکالو کہ اسے شبہ نہ [...]

[...]ی "واہ، تم تو اس بنگلے میں بیٹھے بیٹھے اتنی معلومات حاصل [...] تمہیں میری کتنی فکر ہے۔"

[...] اپنی جان کی فکر نہیں کروں گا تو زندہ کیسے رہوں گا۔"

[...] خوش ہوکر مسکرانے لگی۔ اس نے میامی پہنچ کر ایک [...] حاصل کرلی تھی۔ وہ اس کار میں ایک کلب کے سامنے [...] کلب کا مالک بہت تعصب پسند تھا۔ نیگرو قوم سے یعنی [...]بشیوں سے نفرت کرتا تھا اور اپنے کلب میں ان کا داخلہ [...]ا تھا۔

[...] رکوا ایک جگہ پارک کرکے اس کلب کے دروازے پر [...] کھڑے ہوئے مسلح گارڈ نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ [...] اس کے ذریعے گارڈ سے پوچھا "کیا اس کلب میں نیگرو [...]ہیں؟"

[...]س یہاں صرف امریکن اور وائٹ پیوپلز کو آنے کی [...]ہے۔"

[...]ر چلی گئی پورس اس مسلح گارڈ کے دماغ میں رہا۔ تھوڑی [...] ایک کار آکر رکی۔ اس میں سے ایک نیگرو جاسوس [...] مسلح گارڈ نے کہا "سوری مسٹر یہاں کچھ پابندیاں ہیں۔" [...] ڈیوڈ بوسٹن نے کہا "میں اچھی طرح جانتا ہوں، میرا یہ [...]"

[...] نے اپنا سی آئی اے کا کارڈ دکھایا۔ مسلح گارڈ نے اسے [...] "سوری، آپ جاسکتے ہیں۔"

[...]سٹن نے کہا "اب کیا خاک جاؤں گا۔ تمہیں سلیوٹ [...]اہیے تھا۔ اگر دشمن نگرانی کررہے ہوں گے تو وہ مجھے [...] میں کسی دوسرے افسر کو بھیج رہا ہوں۔"

[...] سے پلٹ کر پھر اپنی کار میں آیا۔ پورس اس کے [...] رہا تھا۔ اس نے واشنگٹن میں ہی اپنے ایک افسر کو [...] کے ذریعے بتا دیا تھا۔ کہ وہ ایک حسین عورت کا [...] اور وہ اسی بنگلے سے نکلی ہے جہاں پہلے صرف ایک [...]رہا تھا۔ ابھی کاؤنٹر پر پتا چلا ہے کہ اس حسینہ کا نام روبی

ونسٹن ہے۔

نیگرو ڈیوڈ بوسٹن کے خیالات سے پتا چلا کہ سی آئی اے ڈپارٹمنٹ کے صرف ایک افسر کو جینی کا یہ موجودہ نام معلوم ہے۔ اب وہ میامی کے ایک افسر سے رابطہ قائم کرکے کہنا چاہتا تھا کہ وہ اس کلب میں نہیں جائے گا جہاں روبی ونسٹن گئی ہے۔ کیونکہ اگر وہ واقعی جینی ہے تو اس کی حفاظت کرنے والوں نے اسے وہاں دیکھ لیا ہوگا۔

پورس نے نیگرو ڈیوڈ بوسٹن کے ذریعے سی آئی اے کے اس افسر کو فون کرنے پر مائل کیا اور اس کے ذریعے اس افسر کی آواز سنی جو جینی کا موجودہ نام روبی ونسٹن جانتا تھا پھر پورس نے اپنے ایک سراغ رساں سے کہا "تم نیگرو ڈیوڈ کے دماغ پر مسلط رہو اور کسی کو فون کرنے کا موقع نہ دو۔"

پھر وہ اس سی آئی اے افسر کے پاس گیا اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ اس نے کسی دوسرے افسر یا ساتھی کو جینی کا موجودہ نام نہیں بتایا ہے۔ وہ سب اسی کوشش میں تھے کہ کسی طرح جینی گرفت میں آجائے تو ان کے پاس ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کا اضافہ ہو اور پھر اسے قیدی بنا کر رکھا جائے۔ اس طرح وہ اس سے دشمنی کررہے تھے اور دشمن کا جو انجام ہونا چاہیے وہی انجام ہوا پورس نے اس افسر کو مجبور کیا کہ وہ اپنے ریوالور سے خودکشی کرلے۔ جب اس نے خود کو گولی ماری تو وہ واپس اپنے سراغ رساں کے پاس آکر بولا "اس نیگرو جاسوس ڈیوڈ کو میامی شہر سے بہت دور لے جاکر ختم کردو۔"

پھر وہ اس کلب کے مسلح گارڈ کے ذریعے ایک شخص کے دماغ میں گیا۔ جو کلب کے اندر جارہا تھا۔ اس کے ذریعے وہ جینی کو تلاش کرتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ ڈسکو فاسٹ میوزک پر خوشی سے تھرکتی جارہی تھی۔ اس کے پاس بہت سی عورتیں اور مرد بھی بڑی تیزی سے رقص کررہے تھے۔ جینی کے قریب ایک رقص کرنے والے جوان نے کہا "یو آر سو بیوٹی فل!"

وہ بولی "تھینک یو۔"

"کیا خیال ہے ایک جام ہوجائے؟"

"نو، تھینکس .... میں نہیں پیتی۔"

"لیکن میں محسوس کررہا ہوں آج تم بہت خوش ہو۔ کیا خوشی کے موقع پر بھی نہیں پیتی ہو؟"

"ہاں، آج میں بہت خوش ہوں۔ اتنی خوش ہوں کہ دنیا کی [...] تمام شراب پینے کے بعد بھی میرے اندر اتنی مستی اور اتنی خوشی نہیں آئے گی جتنی کہ ایک پیگ پی لینے سے آسکتی ہے۔ لہٰذا سوری۔"

"ہمارے کلچر اور ایٹی کیٹ کا تقاضا ہے کہ مسرتوں بھری محفل میں بھی کسی کی بات سے انکار نہیں کیا جاتا جبکہ میں کوئی ناجائز بات نہیں کررہا ہوں اور نہ ہی تم سے کوئی بدتمیزی کررہا ہوں۔"

وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "ہاں، تم بہت اچھے جوان ہو۔ بڑی اچھی گفتگو کررہے ہو۔ چلو جب کہہ رہے ہو تو ایک پیگ پی لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

پورس اس کے دماغ میں تھا اور جیسا کہ پہلے آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے عمل کرچکی تھی۔ اس کے مطابق جینی صرف پورس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتی تھی۔ اس وقت پورس نے اچانک اسے مخاطب کیا "ہیلو جینی کیا کررہی ہو؟"

"میں جھوم رہی ہوں گھوم رہی ہوں۔ ایسے رقص کررہی ہوں کہ بس..... کیا بولوں کہ کیا..... بڑا مزہ آرہا ہے۔"

"پھر یہ رقص چھوڑ کر نوجوان کے ساتھ کہاں جارہی ہو؟"

"کہیں نہیں، صرف بار کاؤنٹر پر جارہی ہوں۔ اس نے مجھ سے ایک پیگ کے لیے درخواست کی ہے تو میں پی لوں گی کیا فرق پڑے گا۔"

"نہیں جینی، اگر مجھ سے دوستی کرنی ہے محبت کرنی ہے تو تم شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤ گی۔"

وہ ناراضگی سے بولی "یہ کیا بات ہوئی پہلے تو تم مجھے اس بنگلے سے باہر نکلنے نہیں دے رہے تھے۔ اب میں یہاں مستیاں کررہی ہوں تو تم میری خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا کررہے ہو۔ آخر تم کسی مشرقی شوہر کی طرح میرے معاملے میں اتنی مداخلت کیوں کرتے ہو؟"

"میں ابھی تمہارا مشرقی شوہر نہیں ہوں اور یہ صرف مشرقی بات نہیں ہے۔ تمہیں تہذیبی اور اخلاقی بات سمجھا رہا ہوں اگر ہمیشہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا بابا صاحب کے ادارے میں کوئی مقام حاصل کرنا چاہتی ہو تو ایسی چیزوں سے تمہیں پرہیز کرنا ہوگا۔"

اس وقت پورس اپنے سراغ رساں کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سفر کرتا ہوا میامی کی طرف آرہا تھا۔ جینی نے اس نوجوان کے ساتھ بار کاؤنٹر کی طرف جاتے ہوئے کہا "تم مجھے بے وقوف یا ایب نارمل سمجھتے ہو۔ تمہیں اس بات کا ڈر ہے کہ کوئی مجھے شراب پلا کر اور نشے میں مدہوش کرکے ٹریپ کرلے گا تو میں اتنی بے وقوف نہیں ہوں۔"

"دنیا کے ہر شخص کا خیال اپنے بارے میں یہی ہوتا ہے کہ وہ بے وقوف نہیں ہے لیکن زندگی میں بے وقوفیاں ضرور کرتا ہے۔"

وہ دونوں بار کاؤنٹر پر آگئے اس کے ساتھی جوان نے کاؤنٹر کیپر سے کہا "دو لارج پیگ دو۔ آج مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ایک حسینہ نے میری بات مان لی ہے۔" اس بار کاؤنٹر پر کئی لوگ تھے۔ وہاں جینی کے قریب ہی ایک گونگا بھی تھا۔ جینی اور اس جوان نے ایک ایک پیگ اٹھایا پھر رسمی طور پر دونوں نے چیئرز کہنے کے لیے ایک دوسرے کے جام کو ٹکرایا تو پورس نے اس جوان کے دماغ میں رہ کر جام کو زور سے ٹکر ماری جس کے نتیجے میں دونوں جام ٹوٹ کر نیچے گر پڑے۔ آس پاس کے لوگ چونک کر [illegible] نوجوان نے شرمندگی سے کہا۔

"مم..... مجھے شرمندگی ہے پتا نہیں کیوں میں [illegible] جام کو ٹکرا دیا۔"

جینی اس نوجوان کے دماغ میں آکر بولی "میں [illegible] پورس کہ تم اس کے دماغ کے اندر ہو اور تم نے ایسا [illegible] ہے اور یہ شرارت نہیں کی ہے بلکہ میری انسلٹ کی ہے۔"

جس وقت جام ٹکرا کر گر پڑے تھے اسی وقت [illegible] چونک کر اس نوجوان کی طرف دیکھا تھا اور اس کے [illegible] گیا تھا وہاں اس نے جینی کی آواز سنی جو پورس [illegible] کررہی تھی اور شکایت کررہی تھی کہ اس کی انسلٹ [illegible] نہیں جانتی تھی کہ پورس نے اس کی لاعلمی میں کس [illegible] حفاظت کی ہے اور کس طرح اس کے کئی دشمنوں کو [illegible] میں ہلاک کردیا ہے اور اس کے موجودہ میک اپ [illegible] ہونے دیا ہے۔

اس کے باوجود پورس کو جس بات کا اندیشہ تھا [illegible] کی غلطی سے اس گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو [illegible] پورس وہاں کہیں موجود ہے اور اس کو مخاطب کرنے [illegible] جینی ہے۔ کیونکہ جینی اپنے اصل لب و لہجے میں [illegible] ذریعے بول رہی تھی اور اس گونگے ٹیلی پیتھی جاننے [illegible] اے کے ریکارڈ روم میں جینی کی آواز کا آڈیو کیسٹ [illegible]

پورس نے کہا "جینی یہ کیا حماقت ہے تم [illegible] کبھی ایسی غلطیاں کرتی ہو کہ سب تمہیں [illegible] کوئی تمہیں پاگل کہہ دیتا ہے۔ کیا اس نوجوان کے [illegible] مجھے مخاطب کرنا ضروری تھا۔ کیا تم میرے دماغ میں [illegible] بات نہیں کرسکتی ہو؟"

"میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔"

"پھر وہی احمقانہ باتیں کررہی ہو۔ تم اتنی جلدی [illegible] ہو جاتی ہو۔"

"اس لیے کہ تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں [illegible] تمہیں چاہتی رہوں گی اس وقت تک تمہیں پریشان کر [illegible] پریشان نہیں کروں گی تو پتا ہی نہیں چلے گا کہ محبت کر [illegible]

"یہ عجیب منطق ہے کیا ایسی محبت ہوتی ہے کہ [illegible] جا کر کسی مصیبت میں پھنسنا چاہتی ہو۔"

"یعنی کہ میرے شراب پینے سے تم پریشان ہو [illegible]

"کیا اب بھی یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی [illegible]

"سمجھ میں آگئی ہے تب ہی تو خوشی ہو رہی [illegible] پیوں گی بس خوش ہو جاؤ۔"

خوش کیا ہوتا تھا؟ ان اٹھارہ میں سے پہلا [illegible] جسمانی طور پر وہاں نظر آیا تھا لیکن جینی اسے پہچان [illegible]

اور پورس اس سے بے خبر تھا۔ اس گونگے نے ذرا دور جاکر کاؤنٹر پر ایک ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے افسر جان بلڈر کے نمبر ڈائل کیے۔ ان اٹھارہ میں سے دو افسر جان بلڈر اور جے کے اولڈ گونگے نہیں تھے ان کے موبائل نمبر باقی سولہ گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے جانتے تھے اور اسی کے ذریعے رابطہ کرتے تھے۔ جب رابطہ قائم ہوا اور دوسری طرف سے جان بلڈر نے کوڈ ورڈز ادا کیے تو اس گونگے نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر دوبار انگلی بجائی پھر سننے لگا۔ دوسری طرف سے کہا گیا "ہاں، میں سمجھ گیا۔ تمہارے دماغ میں آرہا ہوں۔"

جان بلڈر نے اس گونگے کے دماغ میں آکر اس کے ذریعے دور کھڑی ہوئی جینی کو دیکھا گونگا آہستہ آہستہ جینی کے قریب جارہا تھا۔

دوسری طرف۔ بار کاؤنٹر پر چار حسین لڑکیاں شراب پلانے پر مامور تھیں۔ ان کے ساتھ دو مرد بھی تھے۔ ایک مرد کے کان میں ائرفون لگا ہوا تھا وہ بہرہ تھا اس کی جیب میں مائیکرو فون تھا۔ اس نے مائیکرو فون کے ذریعے ایک بھاری بھرکم آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا "سامنے دیکھو پنک کلر کے بلاؤز اور پیچ کوٹ میں ایک حسینہ کھڑی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان ہے وہ بہت خوب صورت اور پرکشش ہے۔ اسے ٹریپ کرو اور یہاں لے آؤ۔"

اس کلب کا نام "دی کنگز کلب" تھا اس کے مالک کا نام کچھ اور تھا لیکن وہ عرف عام میں "کنگ کانگ" کہلاتا تھا۔ عام طور سے کلبوں میں جتنے بھی ناجائز کام ہوتے ہیں۔ وہ سب وہاں ہوا کرتے تھے اور پولیس [illegible] چھاپا مارنے کبھی نہیں آتی تھی۔ ایک تو کنگ کانگ بہت زیادہ دولت مند تھا۔ دوسرے اس کے ذرائع بہت وسیع تھے پھر وہ ایک چھوٹی سی مسلح فوج رکھتا تھا۔ جس کے ذریعے وہ بڑے بڑے بدمعاشوں کو اپنے کلب میں کان پکڑ کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیتا تھا۔

وہ جوان دوسرے پیگ کا آرڈر دینا چاہتا تھا۔ جینی نے کہا "سوری میں نہیں پیوں گی، میں نے پہلے ہی انکار کیا تھا۔ چلو کہیں دوسری جگہ چلتے ہیں۔"

اس جوان نے کہا "میں پہلی بار یہاں آیا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ یہاں کچھ بازی کھیلی جائے۔ یہاں قمار خانہ کہاں ہے؟"

بار کے پیچھے کھڑے ہوئے شخص نے کہا "میرے ساتھ چلیں میں آپ کو گائیڈ کروں گا۔"

یہ وہی شخص تھا جس کے کان میں ائرفون لگا ہوا تھا۔ جینی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس کے دماغ کو پڑھا تو پتا چلا کہ وہ اسے ٹریپ کرنے جارہا ہے اس نے پورس کو مخاطب کیا اور اس کے متعلق بتایا۔ پورس نے کہا "تم اس کے ساتھ جاؤ فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ذرا معلوم تو ہو یہاں دشمنوں کی تعداد کتنی ہے۔"

پورس اس وقت میامی پہنچ گیا تھا اور ایک رینٹڈ کار میں بیٹھ کر اسی کلب کی طرف آرہا تھا۔ اس گونگے کے دماغ میں رہنے والے جان بلڈر نے بھی اس بار کاؤنٹر کیپر کے دماغ میں جاکر خیالات پڑھے اسے بھی معلوم ہوگیا کہ اس ہوٹل کا مالک کنگ کانگ جینی کو ٹریپ کرنے کا حکم دے چکا ہے اور اسے ٹریپ کرکے لے جایا جارہا ہے۔

جان بلڈر نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کے نام فیکس روانہ کیا اس میں وہاں کے حالات لکھے اور پھر کہا جینی تو جسمانی طور پر نظر آرہی ہے اور اسے ٹریپ کرکے لے جایا جارہا ہے لیکن پورس کہاں ہے یہ اب تک پتا نہیں چل سکا۔ بائی دا وے جینی ہماری ضرورت ہے۔ ہمارے آدمی جتنی جلدی اس کلب میں پہنچ سکیں گے اتنی ہی کامیابی سے جینی کو گرفت میں لے سکیں گے۔

وہ کاؤنٹر کیپر اس جوان اور جینی کو لے کر ایک لفٹ کے ذریعے ٹاپ فلور پر آیا۔ اس فلور پر ایک بہت بڑا دفتر تھا اور ایک بڑے کانفرنس ہال کے علاوہ ایک ڈرائنگ روم پینے پلانے کے لیے اور ایک بیڈ روم سونے سلانے کے لیے تھا۔

ڈرائنگ روم کی دیواروں پر چاروں طرف بڑے بڑے مانیٹر لگے ہوئے تھے۔ جس میں اس کلب کے کئی فلور کے مناظر دکھائی دیتے تھے۔ کلب کا مالک کنگ کانگ ایک مانیٹر میں جینی کو دیکھ کر عاشق ہوگیا تھا۔ اس نے ڈرائنگ روم سے اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں آکر کاؤنٹر کیپر سے رابطہ کرکے کہا تھا کہ اس حسینہ کو ٹریپ کرکے یہاں لے آؤ۔

وہ کاؤنٹر کیپر کے ساتھ اس فلور پر پہنچی تو وہاں کے مسلح گارڈ نے جینی کے ساتھ آنے والے نوجوان کو روک دیا اور کہا "صرف مس صاحبہ جاسکتی ہیں۔"

کاؤنٹر کیپر نے کہا "سوری باس کا حکم ہے صرف آپ کو اندر جانے دیا جائے۔"

جینی نے معنی خیز نظروں سے گارڈز وغیرہ کو دیکھا پھر خیال خوانی کے ذریعے کہا "پورس، یہاں میرے ساتھ گڑبڑ ہو رہی ہے۔"

"گڑبڑ تو ضرور ہوگی تمہیں گھومنے پھرنے کا شوق تھا۔ میں منع کرتا تو میری بات نہ مانتیں اب وہاں پہنچ ہی گئی ہو تو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

جینی ایک مسلح گارڈ کے ساتھ اندر گئی پھر اس فلور کے کئی حصوں سے گزر کر ایک بیڈ روم میں پہنچی۔ وہاں ایک قد آور پہاڑ جیسا جسم رکھنے والا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا "آؤ مس روبی میں تمہیں دیکھتے ہی تمہارا دیوانہ ہوگیا ہوں۔"

جینی نے کہا "جس کی جہاں جگہ ہوتی ہے میں اسے وہاں پہنچا دیتی ہوں اور دیوانوں کی جگہ پاگل خانہ ہے۔ بائی دا وے شاید تم ہی کنگ کانگ کہلاتے ہو۔"

"تمہارا اندازہ درست ہے۔"

"ہاتھی جیسا بدن رکھنے سے کنگ کانگ کہلا تو سکتے ہو۔ مگر کنگ کانگ بن نہیں سکتے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "تمہاری باتیں اچھی لگ رہی ہیں۔ جب تم یہاں سے واپس جاؤ گی تو مجھے کنگ کانگ تسلیم کرلو گی۔ آؤ میرے ساتھ بیٹھو۔"

وہ وہسکی کا ایک گلاس خالی کرتے ہوئے دوسرا گلاس بھرنے لگا۔ جینی نے کہا "میں پہلے کسی اجنبی سے متعارف ہوتی ہوں اس سے مصافحہ کرتی ہوں پھر اس کے پاس آکر بیٹھتی ہوں۔"

"اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ مصافحہ کرنا چاہیے۔ اس طرح تمہیں چھونے کا بہانہ مل جائے گا۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوا پھر ہاتھ بڑھا کر اس سے ہاتھ ملایا۔ ہاتھ ملاتے ہی اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ صوفے کے سامنے سینٹرل ٹیبل سے اچھل کر گرتا ہوا دوسری طرف فرش پر چاروں شانے چت ہوگیا۔

وہ بڑے ڈیل ڈول والا تھا۔ اسے اٹھنے میں ذرا دیر لگی پھر وہ سر کو جھٹک کر بولا "اوہ گاڈ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بدن دوشیزہ کا رکھتی ہو اور ارادے فولادی ہیں۔"

جینی نے کہا "ہاتھی جیسا بدن رکھنے سے انسان طاقت ور نہیں ہو جاتا۔ لڑنے کے لیے صرف دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک تو حوصلہ اور دوسرا داؤ پیچ آؤ اٹھو میں تو نازک سی کلی ہوں مجھے داؤ پیچ لو۔"

وہ دونوں ہاتھ ٹیک کر اٹھ کر کھڑا ہوا پھر بولا "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم کیا ہو تو میں ذرا دیر سے پینا شروع کرتا۔"

"اب پینے کی نہیں جینے کی بات کرو۔"

یہ کہتے ہی اس نے گھوم کر ایک کک اس کے منہ پر ماری۔ وہ پھر لڑکھڑاتا ہوا جا کر ایک دوسرے صوفے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ اس نے آستین سے منہ پونچھا تو آستین پر لہو دیکھ کر پتا چلا کہ اس کے منہ سے اور ناک سے خون بہہ رہا ہے۔ اس نے جینی کے جوتوں کی طرف دیکھا تو پتا چلا کہ اس نے عام حسینوں کی طرح سینڈل نہیں پہنے ہیں۔ بلکہ پیروں میں چرمی جوتے ہیں اور ان دونوں جوتوں کے سامنے والے حصے میں لوہے کی پتریاں چڑھائی گئی ہیں۔

وہ فرش پر بیٹھے ہی بیٹھے ایک ہاتھ اٹھا کر بولا "بس کرو' آؤ مجھ سے سمجھوتا کرو' تم میرے بہت کام کی لڑکی ہو۔ میں تمہیں مالا مال کردوں گا۔"

وہ بولی "یہ بیڈ روم ہے شراب اور شباب کے ساتھ سونے کی جگہ ہے۔ یہاں سونے کے بعد تم اٹھو گے تب مالا مال کرو گے۔ پہلے میں تمہیں سلانے کا انتظام کردوں۔"

انٹرکام سے اشارہ موصول ہونے لگا۔ اس نے فرش سے اٹھ کر انٹرکام کے بٹن کو دبایا تو دوسری طرف سے آواز آئی "سی آئی اے والوں نے پورے کلب کو گھیر لیا ہے وہ کہتے ہیں یہاں جینی نام کی ایک ایب نارمل لڑکی آئی ہوئی ہے۔ اسے ان کے حوالے کردیا جائے تو وہ ہمارے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کریں گے۔"

جینی اس کے دماغ سے یہ باتیں سن رہی تھی وہ جینی کی مرضی کے مطابق بولا "ہم کسی جینی کو نہیں جانتے ہیں کلب بہت بڑا ہے اوپر سے نیچے تک جتنے فلور ہیں وہاں سی آئی اے والے تلاش کرکے لے جاسکتے ہیں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "سر وہ بہت زبردست اطلاع رکھتے ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ ہمارا ایک کاؤنٹر کیپر اسے لفٹ کے ذریعے ٹاپ فلور پر لے کر آیا ہے۔"

اس کلب کی سب سے اوپر والی چھت پر ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر کھڑا رہتا تھا۔ وہ کنگ کانگ کی ذاتی ملکیت تھا۔ کنگ کانگ نے کہا "ان سے کہو ایک لڑکی آئی تھی وہ کنگ کانگ کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں گئی ہے۔ ہم تو ملازم ہیں باس ہمیں کبھی یہ نہیں بتاتے کہ کہاں جارہا ہے اور کب واپس آئے گا۔"

اس نے بٹن دبا کر انٹرکام کو آف کیا جینی نے کہا "تکیے کے نیچے تمہارا ریوالور رکھا ہوا ہے۔ اسے اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو۔"

وہ حیرانی سے بولا "تمہیں کیسے پتا چلا کہ میرے تکیے کے نیچے ریوالور ہے؟"

"میں تمہارے سوال کا جواب دینے نہیں آئی ہوں۔ جو کہہ رہی ہوں وہ کرتے جاؤ۔ یہاں کے تمام گارڈز کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم مجھے کسی دوسری جگہ لے جارہے ہو اور اپنا لباس فوراً تبدیل کرو اس پر لہو لگا ہوا ہے۔"

اس نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا پھر ایک ریوالور لے کر اسے ساتھ لیتا ہوا دروازے پر پہنچا پھر ایک زینے کے ذریعے چھت پر پہنچا۔ وہاں سے وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئے۔ جینی اس دوران میں پورس کو بتارہی تھی کہ وہ کس طرح اوپر لے جا کر لائی جانے والی تھی تو اب فرار کا یہی ایک راستہ رہ گیا ہے وہ ہیلی کاپٹر میں اس کنگ کانگ کو ساتھ لے جارہی ہے آگے چل کر بتائے گی کہ کہاں پہنچنے والی ہے اور اس سے مشورہ بھی لے گی۔

جان بلڈر کو اپنے گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی کے ذریعے جب تک یہ بات معلوم ہوتی اور وہ سی آئی اے کے افسر کو فیکس کے ذریعے بتاتا اس وقت تک جینی ہیلی کاپٹر میں کانگ کے ساتھ جا چکی تھی پھر بھی انہیں یہ خبر مل گئی کہ جینی کے ساتھ ایک نوجوان مرد بھی تھا۔ جس کے متعلق یہ خیال کیا گیا کہ وہ پورس ہوگا۔

پورس اس کلب کے سیکنڈ فلور پر تھا اور اس سی آئی اے کے

ایجنٹ کو تلاش کررہا تھا جو کہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں انفارمیشن پہنچا رہا تھا۔ اس نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کرلیا تھا کہ یہ تمام معلومات فیکس کے ذریعے حاصل ہورہی ہیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی اس کلب میں موجود ہے۔ اس کلب میں جو گونگا ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا اس سے دوبار پورس کا آمنا سامنا ہوا تھا لیکن پورس اسے پہچان نہ پایا تھا۔ اس سے گفتگو کرنا بھی کوئی ضروری نہیں تھا۔ اگر گفتگو کرتا تو پتا چلتا کہ وہ گونگا ہے۔ وہ تو صرف ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جارہا تھا۔ ایسے وقت بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رساں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "سر یہاں ایک گونگا ہے۔ آپ ذرا دور بار کاؤنٹر کے سرے پر دیکھیں وہاں جو ٹیلی فون رکھے ہوئے ہیں ایک شخص ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کررہا ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ وہ فون کرنے والا گونگا ہے۔"

پورس ادھر دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ قریب جانے لگا۔ وہ ریسیور کان سے لگائے دوسری طرف سے سن رہا تھا پھر شاید رابطہ ہونے پر اس نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر اپنی انگلی بجائی اس کے بعد پھر ریسیور کو رکھ دیا۔ پورس نے اپنے سراغ رساں سے کہا "ہاں گونگا ہے مگر وہ انگلیوں کے اشارے سے کچھ کہہ گیا ہے۔ اس کے پیچھے لگے رہو اپنے ساتھ ایک اور ساتھی کو رکھو۔"

اس وقت تک سی آئی اے والوں کے کئی افراد اس کلب میں آگئے تھے۔ ان میں سے چار سراغ رساں لفٹ کے ذریعے ٹاپ فلور پر جارہے تھے۔ پورس سی آئی اے کے آفس میں بیٹھے کئی افسران کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کررہا تھا کہ کسی گونگے کا فون ان میں سے کسی نے ریسیو کیا ہے یا نہیں اور اگر کیا ہے تو دوبار فون کے ماؤتھ پیس پر انگلی بجانے کا مطلب کیا ہے لیکن وہاں کے کسی افسر کے پاس ایسے کسی گونگے کا فون نہیں آیا تھا۔ دراصل اس بار جان بلڈر نے اپنے گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے کا فون پر اشارہ سن کر اپنے کوڈ ورڈز بتائے تھے اور پھر اس کے خیالات پڑھے تھے۔ پڑھنے کے بعد پتا چلا کہ جینی ایک ہیلی کاپٹر میں کنگ کانگ کے ساتھ فرار ہوگئی ہے۔ تب جان بلڈر نے اس گونگے کے دماغ میں سوچ کی لہروں کے ذریعے کہا تھا کہ جب جینی فرار ہوگئی ہے تو پورس بھی وہاں نہیں ہوگا۔ وہ دونوں کسی دوسری جگہ ملیں گے تمہاری ڈیوٹی یہاں ختم ہوچکی ہے۔ تم گھر جاسکتے ہو۔

ان سولہ گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ دشواری یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھ موبائل فون نہیں رکھ سکتے تھے۔ اگر قانون کا کوئی محافظ یا ان کا کوئی دشمن ان سے پوچھتا کہ جب تم گونگے ہو تو موبائل فون کس لیے رکھا ہے تو اس کا جواب دینا ممکن نہ ہوتا۔ لہٰذا انہوں نے یہی تدبیر کی تھی کہ کہیں سے بھی فون کے ذریعے اپنے دو افسران جان بلڈر اور جے کے اولڈ سے رابطہ کرلیا کریں گے یہ تدبیر اچھی تھی۔ وہ کہیں بھی ریسیور کو کان سے لگا کر سنتے اور دوبار انگلی بجاتے تو کوئی بھی دیکھنے والا دو میں سے ایک بات سوچتا کہ یا تو انہوں نے عادتاً ایسا کیا ہے یا یونہی انگلیاں بجادی ہیں لیکن سراغ رسانوں کو کسی کا چھوٹا سا اور معمولی سا امر بھی شبہے میں مبتلا کردیتا ہے۔ اس لیے تو وہ اس گونگے کے پیچھے پڑگئے تھے۔ وہ ایک کار میں بیٹھ کر جارہا تھا اور دو سراغ رساں اس کا تعاقب کررہے تھے۔ ان دو گاڑیوں کے پیچھے بہت فاصلہ رکھ کر پورس اپنی رینٹڈ کار میں جارہا تھا۔

جینی ہیلی کاپٹر میں کنگ کانگ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ پائلٹ کی سیٹ پر تھا اور اس سے کہہ رہا تھا "تم بہت پراسرار لڑکی ہو اور بہت زبردست ہو۔ میں مانتا ہوں کسی نے آج تک مجھ پر اس طرح ہاتھ نہیں اٹھایا۔ مگر تم نے آج مجھے زخمی کردیا ہے۔ صاف صاف بتاؤ کون ہو۔ میں ہر طرح تمہیں تحفظ دوں گا۔"

وہ بولی "تمہارے کلب کے دو فلور پر ڈانسنگ ہال اور شراب خانے ہیں۔ دوسرے دو فلور پر قمار خانے قائم کیے گئے ہیں۔ باقی دو فلورز کو جسم فروشی کا اڈہ بنایا گیا ہے۔ دنیا کے کئی مذاہب میں کہا جاتا ہے کہ بدکاری کا انجام مرنے کے بعد ملتا ہے۔ آدمی کو جہنم میں جانا پڑتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس دنیا میں بھی اسے برا انجام دیکھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے برے انجام کے متعلق سوچو اور بالٹی مور کے قریب اس جگہ کھلے میدان میں ہیلی کاپٹر اتارلو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جینی ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئی اور اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دوبارہ پرواز پر مجبور کیا۔ وہ ہیلی کاپٹر لے کر وہاں سے پرواز کرتا ہوا واشنگٹن سے دور آرمی ہیڈ کوارٹر میں گیا۔ بہت بلندی پر وہاں پرواز کرنے کے بعد اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن بند کردیا۔ پنکھے کی گردش بند ہونے لگی۔ وہ ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے آتا ہوا آرمی ہیڈ کوارٹر میں ایک دھماکے کے ساتھ ایسا گرا... کہ دور تک آگ پھیلتی چلی گئی۔

جینی نے بالٹی مور شہر پہنچ کر ایک شخص سے گفتگو کی اس سے ایک جگہ کا پتا پوچھا پھر شکریہ ادا کرکے آگے بڑھ گئی لیکن اس شخص کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس شخص نے اپنی جیب سے موبائل فون نکال کر سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کے نمبر ڈائل کیے پھر کہا "تم لوگ اس پاگل عورت جینی کو گرفتار کرنے کے لیے اپنے کتنے اہم افسران اور تجربے کار سراغ رسانوں کی جان لینا چاہتے ہو۔ ذرا گنتی کرو کہ اب تک کتنے مرچکے ہیں۔ جینی ایب نارمل ہے اسے تو کھاتے وقت نوالے گننے بھی نہیں آتے۔"

اس شخص نے اپنا فون بند کرکے جیب میں رکھ لیا۔ جینی نے خیال خوانی کے ذریعے پورس سے کہا کہ "میں بالٹی مور میں ہوں۔ اب بتاؤ ہماری ملاقات کہاں ہوگی۔"

"سی آئی اے والے بہت بری طرح تمہارے پیچھے پڑے ہیں انہیں پتا ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ لہٰذا ہم کتنوں سے

یہاں نمٹتے رہیں گے۔ دانش مندی یہ ہے کہ فی الحال اس ملک سے نکل چلیں۔ کل تک نیویارک کے انٹرنیشنل ائرپورٹ پر پہنچو میں وہیں ملوں گا۔"

وہ بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو میرے یہاں کئی دشمن ہیں ابھی تو میں نے صرف آرمی کے چند افسران اور سی آئی اے والوں کے سراغ رسانوں کو سبق سکھایا ہے۔ میں ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچنا چاہتی ہوں اور تم مجھے یہاں سے چلنے کے لیے کہہ رہے ہو۔"

"میں کچھ سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں ہم پھر کبھی دوبارہ آئیں گے لیکن فی الحال ہمارا یہاں سے نکل جانا ضروری ہے۔"

"اگر میں نہ جانا چاہوں انکار کروں تو کیا کرو گے؟"

"میں پریشان ہو جاؤں گا اور جب میں پریشان ہوتا ہوں تو تم بہت خوش ہوتی ہو تمہاری محبت کا بنیادی اصول یہی ہے کہ اپنے محبوب کو پریشان کرو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اچھا کل نیویارک میں ملاقات ہوگی۔"

ان سولہ گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں تین ایسے تھے جن کے بیوی بچے تھے۔ انہوں نے اپنی بیویوں اور بچوں کی شناخت بدل دی تھی۔ ان کے شناختی کارڈ اور کاغذات بدل کر ان شہروں کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ جہاں وہ پہلے رہا کرتے تھے۔ انہی میں سے وہ گونگا جس کا تعاقب کیا جا رہا تھا اس نے اپنے بیوی بچوں کو میامی ٹرانسفر کر دیا تھا۔ وہ میامی بیچ کے ایک شان دار بنگلے میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ رہتا تھا اور ایک پاور ہاؤس میں ایک افسر کی حیثیت سے ملازمت کرتا تھا۔ گونگا ہونے کے باوجود بجلی کے کاموں میں اسے مہارت حاصل تھی۔ جے کے اولڈ اور جان بلڈر نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس پاور ہاؤس کے تمام بڑے افسران کے دماغوں میں جا کر انہیں غیر محسوس طریقے سے اس بات پر مائل کیا تھا کہ اس گونگے کو وہاں افسر کی حیثیت سے ملازم رکھا جائے۔ لہٰذا وہ اب وہیں رہنے لگا تھا اور اب اپنی سراغ رسانوں والی ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد اپنے بنگلے میں پہنچ گیا تھا۔

پورس اس بنگلے سے ذرا دور ایک سڑک کے کنارے اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا باقی ایک سراغ رساں نے اس بنگلے پر آ کر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ ایک عورت نے دروازے کو کھولا۔ ایک سراغ رساں نے سی آئی اے کا ایک جعلی کارڈ دکھایا۔ ایک تحریر اس عورت کو پڑھنے کے لیے دی اس میں لکھا ہوا تھا "ہم اپنی زبان سے کچھ نہیں بولیں گے کیونکہ جینی نام کی ایک عورت پورس کے ساتھ یہاں کہیں موجود ہے۔ ہم سب اسے تلاش کر رہے ہیں اور یہاں بھی انکوائری کے لیے آئے ہیں۔"

اندر بیٹھا ہوا گونگا اپنی بیوی کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس تحریر کو پڑھنے کے بعد اس نے اپنی بیوی کو اشارہ کیا کہ اندر آنے دیا جائے وہ سراغ رساں اندر آیا پھر ریوالور نکال کر اس کی بیوی کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "مجھ سے پہلے میرا ایک اور ساتھی تمہارے گھر میں گھس آیا ہے۔ وہ دوسرے کمرے میں تمہارے تینوں بچوں کے ساتھ ہے اور وہ تینوں بچے گن پوائنٹ پر ہیں۔"

پھر اس نے گونگے کی طرف دیکھ کر کہا "اگر تم کسی چالاکی سے اپنے ساتھیوں کو یہاں بلاؤ گے تو تمہارے بچے تمہیں زندہ نہیں ملیں گے۔ بیوی بھی جائے گی اور تم بھی جاؤ گے کیونکہ باہر ہمارے آدمی موجود ہیں۔ تمہارے آدمیوں کو اس بنگلے کے اندر پہنچنے نہیں دیں گے بہتر ہے۔ ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر سامنے والے صوفے پر بیٹھ جاؤ۔"

دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس سراغ رساں نے پوچھا "کب تک گونگے بنے رہو گے۔ کیا اپنی زبان نہیں کھولو گے؟"

اس کی وائف نے کہا "یہ واقعی گونگے ہیں یہ بول نہیں سکتے۔"

"جب اتنے بڑے بنگلے میں رہتے ہیں۔ ان کی کمائی بھی اچھی خاصی ہوتی ہوگی تو کچھ تعلیم بھی ہوگی لہٰذا اپنے شوہر سے کہو کہ اپنے سامنے قلم اور کاغذ رکھ کر ہمارے سوالات کے جوابات لکھے۔"

اس کی بیوی نے ایک قلم اور کاغذ کا پیڈ اپنے شوہر کے سامنے رکھ دیا۔ سراغ رساں نے قریب آ کر اس گونگے کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا لیکن اس کی آنکھوں پر اتنی مہارت سے آئی لینسز لگائے گئے تھے کہ وہ پیدائشی آنکھیں لگتی تھیں ان کے ذریعے سراغ رساں اس کی سوچ کی لہروں کے لب و لہجے تک نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس نے پوچھا "جب تم گونگے ہو تو اس کلب میں کسے فون کر رہے تھے اور ریسیور کان سے لگائے سن رہے تھے پھر تم نے اس کے ماؤتھ پیس پر دو بار انگلی بجائی اس کا مطلب کیا ہوا؟"

اس نے قلم اٹھا کر کاغذ پر لکھا 'جب میں گھر آتا ہوں تو آنے سے پہلے اپنی بیوی کو فون کرتا ہوں اور دو بار ماؤتھ پیس پر انگلی بجاتا ہوں اس سے وہ سمجھ لیتی ہے کہ میں یہاں آنے والا ہوں۔"

سراغ رساں نے کہا "زیادہ چالاک نہ بنو ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ تمہاری بیوی کے خیالات پڑھ چکے ہیں۔ تم نے یہاں فون نہیں کیا تھا' سچ لکھو۔ جوابات دینے میں چالاکی دکھاؤ گے تو بچوں میں سے ایک ایک بچے کو ٹھہر ٹھہر کر گولی ماری جائے گی اور تم دونوں میاں بیوی پہلے ان کی موت کا تماشا دیکھو گے۔"

بیوی نے تڑپ کر اپنے بچوں کے کمرے کی طرف دیکھا۔ اپنی جگہ سے اٹھی تو سراغ رساں نے للکار کر کہا "خبردار! اپنی جگہ سے نہ ہلنا ورنہ بچے زندہ نہیں ملیں گے۔ بیٹھ جاؤ۔"

وہ بیٹھ گئی اور بولی "یہ سچ مچ گونگے ہیں۔ یہ بات نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ جھوٹ لکھا ہے کہ مجھے فون کیا تھا لیکن میں سچ کہتی ہوں یہاں کوئی مجرم عورت جینی نام کی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی مرد ہے۔"

"تمہارا یہ گونگا شوہر سمجھ رہا ہے کہ ہم یہاں جینی اور پورس کے لیے نہیں بلکہ اس گونگے کے لیے آئے ہیں۔ ہمیں اس کا صرف سچا جواب چاہیے کہ اس نے کسے فون کیا تھا اور ماؤتھ پیس پر دو بار انگلی بجانے کا مطلب کیا تھا؟"

دوسرے سراغ رساں نے کہا "اب کی بار اگر اس نے غلط جواب لکھا تو میں بڑے بچے کو گولی ماروں گا۔ دوسری بار غلط جواب لکھا تو دوسرے بچے کو اپنی جان سے جانا ہوگا۔ تیسری بار تیسرا اس دنیا سے جائے گا۔ یہ دونوں اپنے سامنے اپنی اولاد کی موت کا تماشا دیکھتے رہیں گے۔"

اس عورت نے اپنے گونگے شوہر کا گریبان پکڑ لیا اور جھنجھوڑ کر کہا "سچ کہہ دو جو کچھ ہے بتا دو۔ اپنے بچوں کی جان بچاؤ۔ کیا ہم نے انہیں اسی لیے پیدا کیا ہے کہ اپنے سامنے مرتے ہوئے دیکھیں۔ تم نے کیا ان کے "شان دار" مستقبل کے لیے اتنی محنت اسی لیے کی تھی کہ آج یہ ہماری آنکھوں کے سامنے مارے جائیں۔ تم نہیں بتاؤ گے تو میں بتا دوں گی۔"

ایک سراغ رساں ہنستے ہوئے بولا "تم کیا بتاؤ گی' ہم خیال خوانی کے ذریعے تمہارے چور خیالات پڑھ چکے ہیں۔ یہ گونگا ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ان اٹھارہ میں سے ایک ہے۔ ہم تو اسے موقع دے رہے ہیں کہ یہ اپنے بچوں کی جان بچائے لیکن یہ انہیں مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

اس کی بیوی نے کہا "جب یہ جان چکے ہو کہ یہ اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہے تو اب جاننے کے لیے کیا رہ گیا ہے؟"

"صرف ایک بات کہ اس نے کس شخص کو فون کیا تھا اور وہ فون نمبر کیا ہے؟"

اس عورت نے اپنے گونگے شوہر کے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر پستول نکالا اور اپنے شوہر کو نشانہ بناتے ہوئے کہا "میں اپنی آنکھوں سے اپنے بچوں کو دم توڑتا ہوا نہیں دیکھوں گی۔ صاف صاف انہیں بتاؤ اور اپنی جان چھڑاؤ۔" پھر اس نے سراغ رساں کی طرف دیکھ کر کہا "اگر یہ سچ کہہ دے گا تو اسے زندہ چھوڑ دو گے۔"

"تم جو چاہو گی وہ کریں گے۔ مگر پہلے یہ جواب دے جسے فون کیا تھا اس کا نام لکھے اور فون نمبر لکھے۔"

اس گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے بے بسی سے اپنے تینوں بچوں کو دیکھا۔ جو اس دوران میں اسی کمرے میں لے آئے گئے تھے۔ اپنی بیوی کے ہاتھ میں پستول کو نہیں دیکھا اسے اپنی موت سے زیادہ اپنے بچوں کی فکر تھی۔ اس نے قلم اٹھا کر لکھا "ہمارے اٹھارہ ٹیلی پیتھی سب کے سب گونگے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کو نہیں اپنا جانتا اور نہ ہی افسر زیادہ جانتا ہے صرف فون کے ذریعے کوڈ ورڈز ادا کیے جاتے ہیں پھر خاموشی سے ایک دوسرے کے خیالات پڑھ کر ان کے حالات معلوم کر لیے جاتے ہیں۔"

سراغ رساں نے کہا "اپنے اس افسر کا نام اور اس کا فون نمبر لکھو ابھی ہم تمہارے جھوٹ اور سچ کی تصدیق کریں گے۔ یہ بھی لکھو کہ وہ کون سے کوڈ ورڈز ادا کرتا ہے۔"

وہ ہچکچایا پھر لکھنے لگا۔ سراغ رساں اسے پڑھتا رہا پھر اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر اس کے لکھے ہوئے نمبر کے مطابق ڈائلنگ کی۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر دوسری طرف سے وہی کوڈ ورڈز ادا کیے گئے جو گونگے نے کاغذ پر لکھے تھے۔ سراغ رساں نے ریسیور کو اچانک ہی میز پر پٹخ دیا اور فون بند کر دیا۔ ایسا لگا کہ جیسے کوئی گڑبڑ ہوئی ہو اور فون بند ہو گیا ہو۔ اس کے بعد اس نے فون کو کریڈل پر نہیں رکھا۔ گونگے سے بولا "اتنا تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ریسیور کے ماؤتھ پیس پر دو بار انگلی بجانے کا مطلب یہ ہے کہ تم بول رہے ہو۔ اسی طرح تین بار انگلی بجانے کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی تیسرا گونگا ٹیلی پیتھی جاننے والا بول رہا ہے۔ چار بار بجانے کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی چوتھا ٹیلی پیتھی جاننے والا گونگا بول رہا ہے۔ لہٰذا میں نے انگلی بجانے سے پہلے ہی فون کو ڈس کنکٹ کر دیا ہے۔"

دوسرے سراغ رساں ساتھی نے کہا "یہ بھی یاد رکھو کہ اب وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا افسر تمام گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کر رہا ہوگا کہ کس نے فون کیا ہے۔"

"ہاں' معلوم کرے گا لیکن اس کے دماغ تک نہیں پہنچ سکے گا۔" یہ کہتے ہی اس سراغ رساں نے اس گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے کا نشانہ لیا اور گولی چلا دی۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ وہ ایک دم تڑپ کر صوفے پر اپنی بیوی کی آغوش میں گر پڑا۔ سراغ رساں نے اس کی بیوی کے ہاتھ پر ایک لات ماری اس کے ہاتھ سے پستول نکل کر دور جا کر گر پڑا۔ اس کی بیوی نے کہا "تم نے تو کہا تھا سچ کہنے سے تم کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

سراغ رساں نے زمین پر پڑے ہوئے پستول کو اٹھا کر کہا "یہ میں نے درست کہا تھا۔ میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو زندہ چھوڑ کر جاؤں گا لیکن یاد رکھنا ہم تمہارے دماغ میں رہیں گے تم کوئی چالاکی دکھاؤ گی تو پھر تم میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ ہمیں افسوس ہے کہ اپنے وعدے کے خلاف تمہارے گونگے شوہر کو اس لیے گولی مارنی پڑی کہ یہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ بتا سکتا تھا۔"

پورس اس بنگلے سے ذرا دور کار میں بیٹھا اس فون کا نمبر اپنے سراغ رساں کے ذریعے سن چکا تھا جو جان بلڈر کے پاس تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے مختلف موبائل کمپنیوں سے معلوم کیا کہ یہ فون کس کے نام پر ہے۔"

مختلف کمپنیوں سے جو نمبر بتائے گئے ان کے مطابق جن کے نام بتائے گئے پورس انہیں لکھتا گیا اور اپنے موبائل فون کے ذریعے ان نمبرز کو چیک کرنے کے بعد اس نے پہلے کوڈ ورڈز سننا چاہا

پہلے تو ان سے ہیلو ہیلو کی آوازیں آئیں۔ کسی نے کوڈ ورڈز ادا نہیں کیے۔ آخر میں ایک شخص نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ یہ سنتے ہی پورس نے اپنے موبائل فون کو کار میں اپنے پیروں کے پاس پھینکا پھر اس کا بٹن دبا کر آف کردیا اور تیزی سے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس پتے کے مطابق جانے لگا۔ جو اسے اس موبائل فون کی کمپنی سے معلوم ہوا تھا۔

جان بلڈر وہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ وہ دوبار ایسا فون سن چکا تھا کہ کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد جن کا رابطہ اچانک ختم ہوگیا تھا۔ یہ خطرے کی گھنٹی تھی۔ وہ اب وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔ وہ ایک سفری بیگ میں جلدی جلدی اپنا بہت ضروری سامان رکھنے لگا لیکن جب تک وہ سامان رکھ کر بنگلے سے باہر آتا۔ اس وقت تک پورس وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے ریوالور میں سائیلنسر لگایا اب وہ محتاط رہ کر اس بنگلے کے اندر جانا چاہتا تھا۔ اسی وقت جان بلڈر اپنا سفری بیگ لے کر بنگلے سے باہر آیا۔ اسے دیکھتے ہی پورس نے اس کے ایک بازو میں گولی ماری وہ ایک دم سے... لڑکھڑا کر گر پڑا۔ پورس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "ہیلو جان بلڈر۔ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے میں نے اس طرح گولی ماری ہے کہ زخم گہرا نہ ہو۔ بنگلے میں واپس جاکر آرام سے مرہم پٹی کرو۔" وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بنگلے میں جاتے ہوئے بولا "تم کون ہو۔ کس طرح میرے دماغ میں پہنچے ہو؟"

تھوڑی دیر پہلے تم نے فون پر کوڈ ورڈز ادا کیے تھے۔ اسی لب ولہجے کے ذریعے تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔

وہ اپنے بیڈ روم میں پہنچ کر فرسٹ ایڈ کا سامان نکال کر مرہم پٹی کرتے ہوئے بولا "تم کون ہو؟"

"یہ مت پوچھو اپنا نام بتاؤں گا تو تمہیں ناکٹ جانا پڑ جائے گا۔"

اس نے اپنے بازو پر خون بند ہونے کی دوائی لگائی پھر پٹیاں باندھنے لگا۔ پورس خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس کے ذریعے پتا چلا کہ ایک افسر اور ہے۔ جس کا نام جے کے اولڈ ہے لیکن وہ اس کی رہائش گاہ کا پتا نہیں جانتا ہے۔ چونکہ موبائل فون کے ذریعے رابطہ کرتا ہوتا ہے اس لیے موبائل کے کوڈز کی خاطر اسے صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ وہ پیرس اور لندن میں ہوتا ہے۔ باقی سولہ ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے کہاں کہاں کس ملک میں کس شہر میں رہتے ہیں یہ نہیں جانتا ہے۔ ان میں سے جب کوئی فون کرتا ہے تو کوڈ ورڈز سننے کے بعد وہ اپنے نمبر کے مطابق اپنے ہی نمبروں کی انگلی ریسیور کے ماؤتھ پیس پر بجاتا ہے۔

پورس نے پوچھا "جو بھی جتنے نمبروں کی انگلی بجاتا ہے۔ ان کے دماغوں میں پہنچ کر یہ تو معلوم ہوتا ہوگا کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے اور وہاں کے حالات بتا رہا ہے۔"

"بے شک یہ معلوم ہوتا ہے لیکن دوسری بار پھر وہ کسی دوسرے ملک یا شہر چلا جاتا ہے۔ ان سولہ میں سے کسی کی گاہ ایک جگہ نہیں ہے۔ صرف تین ایسے ہیں جو بیوی بچوں ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں امریکا میں ہے باقی دوسرے ملکو وہ جگہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔"

پورس نے سوچا میں ثانی' پارس اور پاپا وغیرہ کو صرف اطلاع دے سکتا ہوں کہ وہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے افسران موجود ہیں باقی گونگے بھی دوسرے شہروں میں ہیں۔ ان تک نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ ان میں سے کسی کا پتا معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا اب اس ٹیلی پیتھی جاننے والے جان سے مزید معلومات حاصل نہیں ہوں گی۔

اس نے جان بلڈر سے کہا "اب فیکس کے ذریعے سی اے کے افسروں کو بتاؤ کہ جینی کو تلاش کرنا چھوڑ دو اس کا آج دن کے وقت اور رات کے وقت دیکھ چکے ہیں کہ کتنی پھیل چکی ہے۔ ان کے اہم افسران اور سی آئی اے کے بہت تجربے کار سراغ رساں بھی مارے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ نہ افسوس کے ساتھ اطلاع دی جارہی ہے کہ ان اٹھارہ ٹیلی جاننے والوں میں سے بھی دو مارے گئے ہیں۔"

جان بلڈر نے حیرانی سے پوچھا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہمارے اٹھارہ میں سے دو مارے گئے ہیں۔ کون مارے گئے ہیں پلیز مجھے بتاؤ۔"

"میں بتاؤں گا پہلے فیکس کرو۔"

ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے فیکس کرنے کا الگ شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ جان بلڈر نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ فیکس مشین پر بیٹھنے والے کے دماغ میں جو کچھ کہا وہ اسے ایک کاغذ پر لکھنے لگا۔ پورس نے کہا "تم نے سب کچھ لکھوا دیا لیکن اپنا کوڈ نہیں لکھوایا ہے۔ مجھے دھوکا دینے کی کوشش نہ کرو۔"

اس نے مجبور ہو کر اپنا کوڈ ورڈ بھی لکھوایا۔ اس مشین ہولڈر نے اسے سی آئی اے کے افسروں کے دفتر میں فیکس کردیا۔ جان بلڈر نے کہا "تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا ہے لیکن میں سمجھ گیا ہوں۔ یہاں جینی کے ساتھ صرف پورس آیا ہے اور تم پورس ہو۔"

"موت کا کوئی نام ہوتا تو میں تمہیں بتاتا فی الحال میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ اب اپنے ساتھی افسر کو فون کرو۔ یہ درست ہے کہ میں اس کے اصلی ٹھکانے تک نہیں پہنچ سکوں گا لیکن جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔"

جان بلڈر نے اپنا موبائل فون نکال کر اسے آن کرنے کے بعد نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ اس کے بعد کہا "میں بری طرح پھنس گیا ہوں۔ جینی اور پورس نے یہاں آکر بڑی تباہیاں مچائی ہیں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے نمبر دو کو ہلاک کردیا گیا ہے۔ اس کے بیوی بچوں کو زندہ چھوڑ دیا گیا ہے اور اب

مجھے ہلاک کیا جانے والا ہے۔"

یہ کہتے ہی جان بلڈر چونک گیا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پورس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر کچھ کہنے سے روک دیا اس نے فون کو بند کردیا پھر اس نے اپنے کوٹ کے اندر ہولسٹر میں رکھے ہوئے ریوالور کو نکال کر اپنی کنپٹی سے لگایا۔ پورس نے اس کے دماغ کو ذرا سی ڈھیل دے کر کہا "تم نے پوچھا تھا کہ اٹھارہ میں سے کون دو ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے ہیں۔ ایک تو تم نے خود کہہ دیا ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے نمبر ۲ کو ہلاک کیا گیا ہے۔ دوسرے ہلاک ہونے والے تم ہو۔"

اس بنگلے سے گولی چلنے کی ایک آواز آئی پھر پورس نے اپنی کار سٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھا دیا۔ بنگلے کے اندر اس موبائل فون سے جے کے اولڈ کی آوازیں آرہی تھیں "ہیلو ہیلو جان بلڈر تم خاموش کیوں ہوگئے یہ کس نے گولی چلائی تھی میں نے آواز سنی ہے ہیلو..." مگر وہاں جواب دینے والا کوئی نہیں تھا۔

سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر میں کہرام مچ گیا تھا۔ تمام بڑے افسران کانفرنس روم میں جمع ہوگئے تھے وہاں آرمی کے بڑے افسران بھی آئے تھے۔ کنگ کانگ کے ہیلی کاپٹر نے آرمی ہیڈ کوارٹر میں گر کر تباہی مچائی تھی۔ بہت دور تک آگ پھیل گئی تھی۔ بڑے بڑے دھماکے ہوئے تھے۔ کئی فوجی مارے گئے تھے پھر سی آئی اے کی طرف سے کہا گیا کہ ہمارے بھی بہت تجربے کار سراغ رساں مارے گئے ہیں۔

ایک افسر نے کہا "سب سے حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہمارے جن اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک اب تک کوئی نہیں پہنچ سکا تھا۔ وہاں جینی اور پورس پہنچ گئے۔ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہلاک ہوچکے ہیں۔"

ایک اور افسر نے کہا "ہم تو ہر حال میں اپنا مالی نقصان برداشت کرلیں گے لیکن جو فوجی نقصان ہوا ہے اور جو سی آئی اے کے بہت ہی اہم سراغ رساں مارے گئے ہیں۔ ایسے اہم اور تجربے کار سراغ رساں دوبارہ ہمیں نہیں ملیں گے۔"

ایک نے کہا "یہ سب بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کررہے ہیں۔ پورس کا نام ان میں قابل ذکر ہے۔"

"ہم یہ کیسے ثابت کریں گے کہ ہمیں جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ باباصاحب کے ادارے کی طرف سے پہنچ رہا ہے۔"

دوسرے افسر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا "سب جانتے ہیں ہم سے دشمنی وہی لوگ کرتے ہیں۔"

"یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ ورنہ بابا صاحب کے ادارے سے پہلے ہی اس بات کی پبلسٹی کی جاچکی ہے کہ امریکا نے اپنی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کو لندن کے ایک پاگل خانے میں چھپا رکھا تھا وہ فرار ہوگئی ہے اور انتقام لینے کے لیے امریکا گئی ہوئی ہے۔ دوسری طرف یہ بات عام ہوگئی ہے کہ الپا کے دماغ تک اب کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ اس نے کوئی عجیب سی غیر معمولی قوت حاصل کرلی ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بابا صاحب کے ادارے نے بڑی حکمت عملی سے کام کیا ہے۔ جب ہم نے اور عالمی میڈیا نے انہیں شام سے بے دخل ہونے کے لیے کہا تو انہوں نے کہا ہم خون خرابا نہیں چاہتے۔ امن و امان چاہتے ہیں لہٰذا وہ خاموشی سے چلے گئے تھے پھر ملک شام کا رخ نہیں کیا۔ خود کو امن پسند ثابت کردیا اور پھر کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے ہم ثابت کرسکیں کہ انہوں نے ہمارے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کی ہے جبکہ انہوں نے ان تمام کمانڈوز کو بڑی خاموشی سے ہلاک کردیا جو وہاں داخل ہوئے تھے اور انہیں شام چھوڑنے پر مجبور کررہے تھے پھر آج یہ صورت حال ہے کہ جینی دشمن بن کر پاگل خانے سے نکل کر امریکا چلی آئی ہے کوئی یقین نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ پورس ہے اس لیے کہ وہ خود کو ظاہر نہیں کررہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ الپا نے غیر معمولی قوت حاصل کرلی ہے وہ بھی ہم سے دشمنی کرسکتی ہے۔ لہٰذا ہم صرف بابا صاحب کے ادارے کو الزام نہیں دے سکیں گے۔"

"لیکن ہم شکایت تو کرسکتے ہیں۔"

"ہاں' ان سے رابطہ کرنا چاہیے۔ کم از کم یہ بتانا چاہیے کہ یہاں پورس کی موجودگی ہمیں معلوم ہوچکی ہے اور یہاں اسی کی وجہ سے تباہی پھیل رہی ہے کیونکہ وہ جینی کی پشت پناہی کررہا ہے۔"

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کے سیکریٹری نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج کو فون کیا اور کہا "میں سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر سے بول رہا ہوں ہمارے اعلیٰ افسر' مسٹر فرہاد علی تیمور سے براہ راست گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہیں تو ہمارے اعلیٰ افسر کے دماغ میں آسکتے ہیں۔"

بابا صاحب کے ادارے کے انچارج مسٹر خلیل بن مکرم نے مجھے ان کا پیغام پہنچایا۔ میں نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر کہا "مصیبت کے وقت خدا اور بیماری کے وقت ڈاکٹر یاد آتا ہے۔ میں کیسے یاد آگیا؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارے ہاں جو تباہی ہورہی ہے۔ اس سے آپ باخبر ہوں گے۔"

میں نے کہا "ہم نے شام سے واپس آنے کے بعد سیاست چھوڑ دی ہے اور اس کے بعد اخبار پڑھنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا آپ کے ہاں کیا ہورہا ہے۔ ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔"

"کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ جینی اور پورس یہاں موجود ہیں؟"

"میں نہیں جانتا کہ یہ جینی کون ہے اور پورس وہاں موجود نہیں ہے۔ اگر موجود ہے تو آپ اس کی موجودگی کو عالمی میڈیا کے سامنے اسی طرح پیش کریں۔ جس طرح شام کے معاملے کو پیش کیا

تھا۔"

"اگر پورس یہاں مارا جائے گا تو ہماری ذمّے داری نہیں ہوگی۔"

"میں نے کب کہا ہے کہ آپ کی ذمّے داری ہوگی۔ آپ اپنے ملک میں جسے چاہیں ہلاک کرسکتے ہیں۔ ہم بولنے والے کون ہوتے ہیں۔"

"آپ تو خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کررہے ہیں۔ یہاں میرے سوا سننے والا کوئی نہیں ہے پھر آپ حقیقت سے انکار کیوں کررہے ہیں؟"

"آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ جو حقیقت میں نہیں جانتا اسے خیال خوانی کے ذریعے تسلیم کرلوں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے کہ بیٹا امریکا میں ہو اور باپ کو خبر نہ ہو۔"

"باپ کو تو برسوں تک یہ خبر نہیں تھی کہ پورس نامی جوان اس کا بیٹا ہے۔ باپ بیٹے کب ایک دوسرے سے بے خبر رہتے ہیں اور کب باخبر رہتے ہیں اس کے بارے میں تو آپ نہیں جانتے۔ کیا آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ کا جوان بیٹا اس وقت شکاگو یونیورسٹی کے ہوسٹل میں موجود ہے یا نہیں؟"

وہ ایک دم سے چونک کر بولا "یہ آپ کیا کررہے ہیں۔ وہ وہاں کے ہوسٹل میں ہے۔"

"ہوگا مجھے کیا معلوم ہے۔ جس طرح تم مجھ سے کہہ رہے ہو۔ اسی طرح میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ تصدیق کرلو تو بہتر ہے۔"

اس نے فوراً ہی ٹیلی فون کے ذریعے اپنے بیٹے سے رابطہ کیا۔ ہوسٹل کے انچارج نے کہا "میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے غصے سے کہا "معلوم کرتا ہوں کا کیا مطلب ہوا۔ آپ کس بات کے انچارج ہیں۔ آپ کو یہ پتا نہیں ہے کہ ہوسٹل میں حاضر رہنے کے وقت تمام اسٹوڈنٹ موجود ہیں یا نہیں۔"

"سر' آپ تو جانتے ہی ہیں کہ بعض لڑکے بڑے شریر ہوتے ہیں۔ حاضر رہنے کے وقت بھی اپنے کمرے سے کہیں نہ کہیں چلے جاتے ہیں۔"

"فوراً جاؤ اور اس کے کمرے میں دیکھو وہ موجود ہے یا نہیں۔"

میں اس ہوسٹل کے انچارج کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ مختلف کمروں میں جاکر اس اعلیٰ افسر کے بیٹے کے متعلق پوچھنے لگا۔ ہر کمرے سے یہ جواب ملا کہ وہ تو اس کمرے میں نہیں دوسرے کمرے میں رہتا ہے۔

بے چارے نے واپس اپنے کمرے میں آکر پریشان ہو کر فون کے ذریعے کہا "جناب میں حیران ہوں ہوسٹل کے تمام کمروں میں میں نے پوچھا ہے تو سب ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا بیٹا ان کے کمرے میں نہیں رہتا ہے جبکہ میں جانتا ہوں کہ وہ ایک سو بارہ نمبر کے کمرے میں رہتا ہے۔ میں نے وہاں بھی پوچھا وہاں اس کے روم میٹ نے کہا کہ وہ یہاں نہیں رہتا ہے۔ میں ابھی رجسٹر دیکھ رہا ہوں مگر رجسٹر میں وہی ۱۱۲ نمبر کا کمرا لکھا ہوا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے ریسیور رکھ کر کہا "مسٹر فرہاد میں سمجھ رہا ہوں آپ نے ٹیلی پیتھی کا چکر چلایا ہے اس انچارج کو اِدھر اُدھر بھٹکا رہے ہیں۔ میرا بیٹا اس ہوسٹل میں ضرور ہوگا۔"

"بس اسی طرح میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ میرا بیٹا تمہارے ملک میں ہوگا۔ جیسا کہ تم اپنے بیٹے کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ وہ ہوسٹل میں ہوگا تو پھر یہ ہوگا ہی ہوگا۔"

وہ گڑگڑا کر بولا "مسٹر فرہاد میں آپ سے معافی چاہتا ہوں خدا کے لیے میرے بیٹے کے بارے میں بتائیں۔"

"پہلے آپ عالمی میڈیا کے ذریعے یہ اعلان کریں کہ نیلماں آپ کے ملک میں ماری گئی ہے۔ الپا نے غیر معمولی قوت حاصل کرکے خود کو روپوش رکھا ہے اور بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے امن پسند ہیں۔ وہ عالمی میڈیا کا احترام کرتے ہوئے بڑی امن پسندی سے شام چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ہمیں گرو نارنگ پر شبہ ہے۔ جس نے نیلماں کو اپنی بیٹی بنایا تھا۔ وہ اس کی موت کا انتقام لینے کے لیے ہمارے ہاں تباہی پیدا کررہا ہے۔ اگر ایسا نہیں کررہا ہے تو اس کی ذمّے دار الپا ہوسکتی ہے۔ جب تم عالمی میڈیا کے سامنے یہ بیان دو گے تب تمہیں اپنے بیٹے کی خیر بھی مل جائے گی کہ وہ بخیریت ہے۔ میں جارہا ہوں' عالمی میڈیا کے ذریعے آپ کے بیانات اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے سنوں گا تو آپ کے بیٹے کی خیریت کی اطلاع بھی دوں گا بلکہ اس سے بات بھی کرادوں گا۔"

اس نے کہا "ابھی آپ نہ جائیں تو بہتر ہے خود یہاں رہ کر دیکھ لیں کہ میں ابھی عالمی میڈیا کے ذریعے اپنے بیانات نشر کرنے کے انتظامات کررہا ہوں۔"

وہ خاموش ہوا تو اسے میری طرف سے جواب نہیں ملا اس نے کئی بار مجھے مخاطب کیا تب اس کو یقین ہوا کہ میں اس کے دماغ سے جاچکا ہوں۔ جب تک ہمارے درمیان گفتگو ہوتی رہی تھی اس وقت تک کانفرنس ہال میں خاموشی تھی۔ تمام افسران اس اعلیٰ افسر کو تک رہے تھے کہ پتا نہیں خیال خوانی کے ذریعے کیا باتیں ہورہی ہیں پھر ان میں سے ایک نے اعلیٰ افسر کو مخاطب کرکے پوچھا "مسٹر فرہاد کیا کہہ رہے ہیں؟"

جواب میں اس اعلیٰ افسر نے وہ تمام باتیں بتائیں۔ جنہیں سن کر ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ آپ اپنے ایک بیٹے کی سلامتی کی خاطر ملک کو اتنا بڑا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آرمی ہیڈ کوارٹر کو کتنا زبردست نقصان پہنچا ہے۔ آپ نے ابھی آنکھوں سے جاکر نہیں دیکھا ہے۔ ہمارے کتنے اہم سراغ رساں مارے گئے ہیں۔ آپ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے؟ ہم ہمارے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے دو ختم ہوچکے ہیں؟ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہیں اور اس سرمائے میں سے دو جاچکے ہیں۔ اتنے بڑے بڑے نقصانات اٹھانے کے بعد آپ اپنے ایک بیٹے کا ماتم کررہے ہیں اور اس بات کو چھپانا چاہتے ہیں کہ یہ ساری تباہی بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کررہے ہیں۔"

اس اعلیٰ افسر نے کہا۔ میں اگر اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے ایسا نہ کروں تو آپ یہ ثابت کیسے کریں گے کہ یہاں جو تباہی ہوچکی ہے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کی ہے۔ کیا کوئی ثبوت ہے۔ کیا کوئی گواہ ہے۔ شام میں تو ثبوت اور گواہ موجود تھے۔ اسی لیے بابا صاحب کے ادارے والے خاموشی سے چلے گئے تھے۔ یہاں آپ کے پاس کیا ہے؟"

ایک افسر نے تائید میں کہا "یہ تو درست ہے کہ ہم صرف یہی ثابت نہیں کرسکتے کہ امریکا کے جتنے انٹرنیشنل ائرپورٹ ہیں وہاں پارس نام کا کوئی شخص پاسپورٹ کے ساتھ آیا ہے۔ اگر ہم کہیں گے کہ وہ میک اپ میں آیا ہے تو یہ صرف الزام ہوگا۔ کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہوگا۔"

ایک افسر نے میری مرضی کے مطابق کہا "اس وقت میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ تم لوگوں نے شام میں عالمی میڈیا کو استعمال کرکے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب اسے ہمارے خلاف کبھی استعمال نہیں کرسکو گے۔ رہ گیا یہ کہ تمہارے اعلیٰ افسر کا بیٹا تو وہ وہاں ہوسٹل میں موجود ہے انچارج ۱۱۲ نمبر کمرے میں گیا تھا۔ وہاں وہ موجود تھا اپنے ساتھی کے ساتھ باتیں کررہا تھا لیکن انچارج کو نظر آرہا تھا۔ وہ غائب دماغ تھا' بہرحال اب آپ کا اعلیٰ افسر فون پر اپنے بیٹے سے بات کرسکتا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اب تم عالمی میڈیا کے ذریعے بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اب ہم تمہارے ملک کی کسی زمین پر سے بھی گزریں گے تو تم میں سے کسی کو ہمارے قدموں کے نشان تک نہیں ملیں گے۔"

وہ افسر اپنی کرسی پر سے اٹھ کر میری طرف سے بول رہا تھا۔ بولنے کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ دوسرے تمام افسران پہلے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اب اور جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

○☆○

تیج پال میکسیکو سٹی میں تھا اس کی الپا کے ساتھ گفتگو کافی دیر تک ہوتی رہی تھی۔ جب الپا چلی گئی تو وہ وہاں رہ کر اس پہیلی کا پیڑکا انتظار کرنے لگا۔ جو سی آئی اے کی طرف سے بھیجا جانے والا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے اپنے دماغ میں سوچ کی لہریں سنائی دیں "ہیلو تیج پال کیا الپا سے گفتگو مکمل ہوگئی؟"

تیج پال نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"مجھے بتانا تو نہیں چاہیے لیکن الپا نے تمہیں یہ سمجھا دیا ہے کہ تم پر کسی نے تنویمی عمل کیا ہے۔ لہٰذا میں وہی عامل ہوں۔ جس نے تمہیں گرو گھنشام نارنگ سے نجات دلائی ہے اور تمہیں اپنی حفاظت میں رکھا ہے۔ میں ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہوں۔ اپنے وطن امریکا اور امریکی قوم کا وفادار ہوں۔ تم دنیا کی تمام خفیہ ایجنسیوں کے لیے کام کرتے ہو۔ ہم صرف امریکا کی سی آئی اے کے لیے کام کرتے ہیں۔ اور آج سے تم بھی صرف سی آئی اے کے لیے کام کرو گے۔ ابھی جو الپا کے ساتھ سازش ہورہی تھی کہ وہ تمہیں کسی طرح میرے تنویمی عمل سے نجات دلائے گی تو میں تمہیں ایک بات سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ آسمان سے گرنے والے کھجور میں اٹکتے ہیں۔"

"صاف صاف بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"ہم سے بھی زیادہ ذہین ہو۔ تمہاری ذہانت کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ الپا اگر کسی طرح تمہیں ہم سے یا کسی سے بھی نجات دلائے گی تو کیا وہ تمہیں اپنے قابو میں نہیں رکھے گی۔ کیا تم اس کی مکاریوں کو نہیں جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے چکر میں پھنسنے والا شاید ہی کبھی نجات حاصل کرتا ہو ایک سے اگر کسی طرح نجات حاصل کرتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ جس نے نجات دلائی ہے وہ بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے یعنی ایک کے چنگل سے نکل کر دوسرے کے چنگل میں پھنسنا پڑتا ہے۔"

"یہ سمجھنے کے باوجود بھی تم الپا سے کہہ رہے تھے کہ وہ تمہیں بھی اس کے جیسا بنا دے۔ پہلے تمہارے دماغ کو بظاہر مردہ بنا دے تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے۔

تیج پال نے پوچھا "کیا تم سمجھتے ہو اس وقت ہماری گفتگو کے دوران میں الپا موجود نہیں ہے۔"

"میں پورے یقین سے کہتا ہوں نہیں ہے۔ میں نے چالاکی دکھائی ہے میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیلی فون کے ذریعے الپا سے گفتگو کررہے ہیں۔ اسی لیے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔"

یہ بڑی دانشمندی دکھائی ہے۔ اب میں تم سے کہتا ہوں میں تو ذہین کہلاتا ہوں مگر تمہاری ذہانت کو کیا ہوا۔ جب ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی اپنے دام میں پھنسانے کے لیے مجھے جس طرح ورغلا رہی تھی تو مجھے اسی کے مطابق اس سے بات کرنی تھی۔ لہٰذا میں اسی طرح باتیں کررہا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں سی آئی اے کو چھوڑ کر الپا کے جال میں پھنسنا چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے اتنا نادان سمجھتے ہو۔"

"تھینک یو مسٹر تیج پال' میں تم سے گفتگو کرنے سے پہلے خاموشی سے تمہارے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ تم چالاکی دکھا رہے ہو۔ الپا سے بھی فراڈ کرنا چاہتے ہو۔ ہم تمہاری چال بازی سے خوش ہیں لیکن مطمئن نہیں ہیں کیونکہ کسی وقت ہم

سے بھی چال بازی کرسکتے ہو لیکن یاد رکھنا کہ تمہارا دماغ ہمیشہ میری مٹھی میں رہے گا۔"

"میں نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسران کو فون پر کہا تھا کہ میرے لیے ایک ہیلی کاپٹر بھیج دیں کوئی دھمکی دینے والا نہ بھیجیں لیکن انہوں نے تمہیں بھیج دیا ہے۔ تم خواہ مخواہ بچگانہ انداز میں دھمکیاں دینے آئے ہو۔ کام کی باتیں کرو۔"

"ہم ابھی ہیلی کاپٹر بھیجنے والے ہیں لیکن یہاں اس ایب نارمل جینی نے بڑی تباہی مچائی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ پورس بھی ہے۔ ابھی پتا چلا ہے کہ وہ واشنگٹن سے میامی کی طرف گئی ہے وہ تنہا ہے اور میک اپ میں ہے لیکن اس پر شبہ کیا جارہا ہے۔ ہمارا جاسوس اس کے پیچھے لگا ہوا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ پورس کیا کررہا ہوگا۔ جیسے ہی کوئی دوسری معلومات ہمیں فراہم کی جائیں گی اس کے مطابق ہیلی کاپٹر تمہارے پاس پہنچے گا۔ ہوسکتا ہے تمہیں براہِ راست میامی جانا پڑے۔ تم ہی جینی اور پورس کو قابو میں کرسکتے ہو۔"

دو گھنٹے کے بعد ایک ہیلی کاپٹر آیا اور خیال خوانی کرنے والے نے کہا "وہ میامی پہنچ گئی ہے لیکن پورس کا کچھ پتا نہیں چل رہا ہے۔ بہرحال تم اس ہیلی کاپٹر میں میامی کی طرف جاؤ۔ وہ مسٹر کنگ کانگ کے کلب میں ہے۔ ہمارے سی آئی اے والے اس کلب کو چاروں طرف سے گھیر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جینی وہاں سے نکل نہیں پائے گی۔"

وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر میامی کی طرف جانے لگا۔ صرف بیس منٹ کے بعد خیال خوانی کرنے والے نے اس کے پاس آکر کہا "وہ کنگ کانگ کے ساتھ اس کے ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہوگئی ہے۔ کنگ کانگ کا ہیلی کاپٹر اس کلب کے سب سے اوپری فلور پر کھڑا ہوا تھا۔ ہمارے ایک سراغ رساں نے کہا ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا' بالٹی مور کی طرف گیا ہے۔ تم اپنا ہیلی کاپٹر بھی اسی طرف لے جاؤ۔"

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ جینی نے کنگ کانگ کے دماغ پر قبضہ جما کر اس ہیلی کاپٹر کو بالٹی مور سے ذرا فاصلے پر ایک کھلے میدان میں اتارا تھا اور خود اتر کر اسے آگے جانے پر مائل کیا تھا۔ کنگ کانگ دوبارہ اسی ہیلی کاپٹر میں پرواز کرتا ہوا آرمی ہیڈ کوارٹر کی طرف جانے لگا ادھر جینی دوڑتی ہوئی سڑک پر آکر ایک کار والے سے لفٹ لے کر بالٹی مور چلی گئی تھی جب کنگ کانگ کا ہیلی کاپٹر بلندی پر پرواز کرتے ہوئے جانے لگا تو دوسری طرف سے تیج پال کا ہیلی کاپٹر آرہا تھا۔ اس کے پانچوں حواس غیر معمولی تھے۔ وہ رات کے وقت بھی حد نظر تک صاف طور پر دیکھ سکتا تھا اور اس نے کنگ کانگ کے ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر پائلٹ سے کہا کہ "وہ اس ہیلی کاپٹر کے پیچھے چلے۔"

دراصل ان اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں جس افسر کا نام جے کے اولڈ تھا۔ اس نے تیج پال پر تنویمی عمل کیا تھا لیکن وقت وہ ایک معاملے میں ذرا دیر کے لیے مصروف ہوگیا تھا۔ کنگ کانگ کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرلیتا کہ جینی وہاں ا[illegible] ہے۔ بہرحال تیج پال کو اس سلسلے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ وہ ا[illegible] کے تعاقب میں رہا جب کنگ کانگ کا ہیلی کاپٹر آرمی ہیڈ کوارٹر اوپر پرواز کرتا ہوا اچانک نیچے جاکر ایک دھماکے سے پھٹ پڑا۔ تیج پال نے حیرانی سے پائلٹ سے کہا "فوراً یہاں سے دوسری طر[illegible] چلو اور اسے واشنگٹن کے ہیلی پیڈ پر اتارو۔"

اس نے موبائل فون کے ذریعے سی آئی اے کے اعلیٰ افس[illegible] یہ تمام باتیں بتائیں اور کہا کہ وہ واشنگٹن پہنچنے ہی والا ہے۔ اس رپورٹ سن کر پہلے تو یہی سمجھا گیا کہ کنگ کانگ کے ساتھ جینی [illegible] اس آرمی ہیڈ کوارٹر میں گر پڑی ہے اور فنا ہوگئی ہے۔ بعد میں پتا [illegible] کہ وہ بچ گئی ہے اور کنگ کانگ اپنے ساتھ کتنے ہی فوجیوں کو لے [illegible] جہنم میں چلا گیا ہے۔"

تیج پال سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا تھا وہاں اعلیٰ ا[illegible] سے کہہ رہا تھا کہ "وہ پاگل ٹیلی پیتھی جاننے والی بہت تباہی مچا رہی ہے۔ اگرچہ کہ وہ ذہین ہے لیکن ذہانت سے کام لیتے لیتے ایب نارمل ہوجاتی ہے۔ دراصل اس کی پشت پناہی پورس کررہا ہے اور پورس نے اب اسے ضرور یہ بات سمجھائی ہوگی کہ وہ بڑی حد تک انتقام لے چکی ہے۔ لہٰذا اسے اس ملک میں نہیں رہنا چاہیے اس بات کا امکان ہے کہ وہ اس جگہ سے باہر چلے جائیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "انہیں اسی ملک کے اندر گرفتار کرنا چاہیے۔"

"اگر آپ گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو یہاں کے تمام انٹرنیشنل ائرپورٹس کی ناکہ بندی کروادیں میں بھی کسی ائرپورٹ پر جاؤں گا بلکہ میں نیویارک جاؤں گا کیونکہ وہی سب سے مصروف اور مشہور ائرپورٹ ہے۔"

تیج پال بلاشبہ ذہین تھا۔ اس نے بالکل صحیح اندازہ لگایا تھا کہ پورس جینی کو لے کر نیویارک کے ائرپورٹ سے فرار ہوگا۔ اس نے سی آئی اے کے دو سراغ رسانوں کا انتخاب کیا اور ان کو سمجھایا کہ میرے ہر حکم کی تعمیل بلا چوں و چرا کی جائے اگر جینی اور پورس نظر آجائیں یا کسی پر شبہ ہو کہ یہ وہی ہیں تو انہیں ہرگز گرفتار نہ کرنا نہ ہی ان کے قریب جانا جب تک کہ میں حکم نہ دوں میں بہت محتاط رہ کر انہیں گرفت میں لوں گا۔"

اعلیٰ افسر تائید میں سر ہلا کر بولا "بے شک فرہاد اور اس کی فیملی والے کئی بار میک اپ میں رہ کر ہمیں دھوکا دے چکے ہیں بلکہ اپنی اپنی موت کا ڈراما پلے کرچکے ہیں۔ لہٰذا تیج پال جیسا کہے اسی پر عمل کرتے رہنا۔"

ایک سراغ رساں نے کہا "سر جینی اور پورس کے ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق کرنے کے دوران میں وہ دونوں ائرپورٹ سے نکل

کر کسی بھی طیارے کے ذریعے باہر یہ جاسکتے ہیں۔"

"ایسا نہیں ہوگا ہمارے پاس بھی پاسپورٹ ہوں گے وہ جس طیارے میں بھی جائیں گے۔ ہم بھی اس طیارے میں ان کا تعاقب کریں گے۔ میری حکمتِ عملی کے مطابق سفر کے دوران میں تصدیق اچھی طرح ہوگی پھر وہ لندن یا پیرس ضرور اتریں گے کیونکہ انہیں بابا صاحب کے ادارے میں جانا ہوگا۔ وہ جہاں بھی جائیں گے ان کے لیے اس ادارے سے یا تو کوئی گاڑی آئے گی یا ان کے عزیز رشتے داران سے ملنے آئیں گے۔ یہ سب ہماری نظروں میں آتے رہیں گے۔ ہمیں ابھی انہیں گرفتار کرنے یا ہلاک کرنے سے زیادہ ان کے بارے میں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کب کہاں جاتے ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ اس بات کا پورا یقین ہونے کے بعد ہم بڑی کامیابی سے انتقامی کارروائی کرسکیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے تائید میں سر ہلا کر کہا "شاباش تیج پال ہمیں تم پر ناز ہے۔ تم بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتے ہو۔ انہیں گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے کی جلدی نہیں ہے۔ ہمیشہ جلدی میں ہمارا کام بگڑ جاتا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تمہاری رہنمائی میں کام بگڑے گا نہیں کامیابی یقینی ہوگی۔ ہم تو ایک جینی کو ختم کرنا چاہتے تھے مگر اب تمہاری رہنمائی میں دس کو ختم کرسکیں گے۔"

جب میں سی آئی اے کی کانفرنس میں گیا تھا اور اعلیٰ افسران سے باتیں کررہا تھا۔ اس وقت تیج پال سے یہ باتیں نہیں ہوئی تھیں۔ اگر یہ باتیں ہوجاتیں تو میں اس اعلیٰ افسر کے چور خیالات سے معلوم کرلیتا کہ تیج پال کس طرح جینی اور پورس کا تعاقب کرنے والا ہے۔

میں اس منصوبے سے بے خبر تھا۔ جینی اور پورس بھی بے خبر تھے اب وہ یا تو ان کے جال میں پھنس سکتے تھے یا اپنی کسی حکمت عملی سے نکل سکتے تھے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اور میرے خاندان والوں کو دور رس نتائج سامنے رکھ کر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے۔ اسی اعتبار سے پورس جینی کے متعلق سوچ رہا تھا کہ اسے ائرپورٹ یا طیارے میں یا سرعام کوئی بے تکی حرکت کرنے نہیں دے گا۔ جس سے وہ ایب نارمل ثابت ہوسکے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے جینی سے رابطہ کیا تھا اور اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ بے تکی حرکتیں نہیں کرے گی۔ سنجیدگی اختیار کرے گی۔

اس نے کہا "تم جو کہو گے وہی کروں گی۔"

"ہم چونکہ نام سے اور پاسپورٹ میں لکھے مذہب کے مطابق یہودی ہیں۔ لہٰذا ہم تل ابیب جائیں گے۔"

"تل ابیب جاکر کیا کریں گے؟"

"اس طرح دشمنوں کو شبہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم لندن یا پیرس جائیں گے تو یہی شبہ کیا جائے گا کہ ہم وہی ہیں۔ جن کی وہ تلاش کررہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ہم تل ابیب جائیں گے۔ دیکھو تم جو کہہ رہے ہو میں وہی تسلیم کررہی ہوں۔ بتاؤ میں کتنی اچھی ہوں؟"

"صرف تسلیم کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ جب تم عملی طور پر بھی میری ہدایت پر عمل کروگی تو تم صرف اچھی نہیں بہت اچھی کہلاؤ گی اور میرے دل میں سماتی رہوگی۔"

"کیا ابھی میں تمہارے دل میں سمائی ہوئی نہیں ہوں؟"

"تم میرے دل میں ہو لیکن میرا دل ذرا چھوٹا ہے۔ جگہ تنگ ہے۔ تمہیں اچھی طرح میرے دل میں گھس کر سمانے کے لیے میری ہدایات پر عمل کرتے رہنا ہوگا۔"

سونیا نے پورس کے دماغ میں آکر کہا "میں ابھی جینی کے دماغ میں تھی چونکہ وہ ہمیں محسوس نہیں کرسکتی ہے۔ اس لیے تمہاری باتیں سن رہی تھی۔ تم اپنے طور پر اسے اچھی طرح سمجھا رہے ہو لیکن وہ ضرور کوئی حماقت کرے گی۔"

"مما آپ تو امریکا آئی ہوئی تھیں۔ اب کہاں ہیں؟"

"اب بھی امریکا میں ہوں اور اس وقت نیویارک کے ایک ہوٹل میں ہوں۔"

"ہم بھی وہیں آرہے ہیں۔ کل دن کو کسی فلائٹ سے تل ابیب جائیں گے۔"

"میں بھی دوسرے بہروپ میں ہوں اور یہاں سے پیرس جانا چاہتی ہوں۔ میں نے معلومات حاصل کی ہیں میرا طیارہ کل دن کے گیارہ بجے جائے گا۔ اس سے ایک گھنٹے پہلے اسرائیل جانے والا طیارہ پرواز کرے گا۔ تم وہاں آٹھ بجے تک چلے آؤ۔ اگر دشمن سراغ رساں جینی اور تمہارا تعاقب کررہے ہوں گے تو میں ان کو گمراہ کرکے اپنے پیچھے لگا دوں گی۔"

"یعنی آپ دشمنوں کو یہ تاثر دیں گی کہ آپ جینی ہیں۔"

"ہاں' کچھ ایسے ہی کروں گی۔"

"لیکن.... آپ تنہا ہوں گی جبکہ وہ آپ کے ساتھ پورس کو بھی یعنی مجھے بھی ڈھونڈ رہے ہوں گے۔"

"میں ساری باتیں سوچ چکی ہوں میرے ساتھ ہمارے ادارے کا ایک جاسوس بھی ہوگا۔ دیکھنے والے اسے پورس ہی سمجھیں گے۔"

دوسری طرف تیج پال اپنے دو ماتحت سراغ رسانوں کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں نیویارک کے لیے روانہ ہوگیا۔ راستے میں ایک ماتحت نے پوچھا "سر' آپ نے کچھ سوچا ہوگا کہ جینی اور پورس میک اپ میں ہوں گے تو انہیں کس طرح پہچانا جاسکے گا۔"

تیج پال نے کہا "تم دونوں میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"تمام ایجنسیوں والے تو یہ جانتے ہیں کہ آپ کے پانچوں حواس غیر معمولی ہیں۔"

"تو پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اندھیرے میں بھی حدِ نظر تک دیکھ لیتا ہوں اور دس بارہ گز کے فاصلے پر کوئی بات کررہا ہو

تو اس کی باتیں سن لیتا ہوں۔ کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ میں ان مسافروں کی باتیں سن کر معلوم کرلوں کہ وہ کون لوگ ہیں۔"

"واقعی سر' آپ باکمال ہیں۔"

باکمال تو سب ہی تھے۔ سونیا' پورس اور جینی' ذہانت دلیری اور مکاری میں کسی سے کم نہیں تھے۔ اسی طرح تیج پال غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا اور اب تک تو ان سے زیادہ ہی خطرناک معلوم ہو رہا تھا۔ وہ ان سے بہت دور رہ کر بھی ان کی گفتگو خواہ وہ سرگوشی میں کرتے تب بھی سن لیتا اور معلوم کرلیتا کہ ان میں سے اصل جینی اور پورس کون ہیں۔

○☆○

نیلماں کی موت بہت ہی عبرت ناک ہوئی تھی۔ اس کے جسم کے اتنے زیادہ ٹکڑے ہوئے تھے کہ انہیں جوڑ کر اس کا ایک بُت بھی بنایا نہیں جاسکتا تھا۔ گرونارنگ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جسے بیٹی بنا کر زبردست تحفظ دے رہا ہے۔ وہ اس بُری طرح ماری جائے گی۔ وہ غصے سے لرز کر قسم کھا چکا تھا کہ سونیا کو بھی ایسی ہی عبرت ناک موت مارے گا۔

پہلے تو غصے اور جھنجلاہٹ کے باعث اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس سے کیسے انتقام لے گا۔ وہ ایک طویل مدت سے بڑے بڑے شہ زوروں کو مات دیتی آرہی تھی اور اس کے مقابلے پر جانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ ایک دن ایک رات گزارنے کے بعد دماغ ذرا ٹھنڈا ہونے لگا تو وہ غور کرنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔

پہلی بات تو یہ سمجھ میں آئی کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اس کا جادو کام نہیں آسکے گا۔ اس سے پہلے بھی کئی جادوگر آئے اور بے موت مارے گئے وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے یا اپنی ذہانت کے ذریعے کوئی کام کرسکتا تھا۔ اگر کبھی ضرورت پڑتی تو اپنے جادوئی ہتھکنڈے بھی استعمال کرسکتا تھا۔

اتنی بات سمجھنے کے بعد دوسرا خیال یہ آیا کہ اب اسے بڑے بڑے بال' بڑی بڑی مونچھیں اور داڑھی رکھ کر ہیبت ناک بن کر نہیں رہنا چاہیے بلکہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ایک جنٹلمین کی حیثیت سے رہنا چاہیے۔ اپنا حلیہ بالکل بدل دینا چاہیے تاکہ سونیا اور اس کے ساتھی بھی اسے پہچان نہ سکیں۔

ایسی مختلف تبدیلیوں کے لیے ایک ہفتہ درکار تھا۔ اسے اپنے لیے سوٹ نکٹائی اور ایسے ہی جدید قسم کے لباس سلوانے تھے پھر یہ کہ اس کا رنگ کالا تھا۔ چہرہ بھی کچھ بدنما سا تھا وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے کو بدلنا چاہتا تھا۔ کالے رنگ کو گورا کرنا چاہتا تھا اس کے سامنے مائیکل جیکسن جیسے عالمی شہرت رکھنے والے ڈانسر کی مثال موجود تھی وہ پہلے بدصورت تھا اس نے کئی بار پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے اور جسم میں تبدیلی کرائی تھی اور خوب صورت بن گیا تھا اگرچہ کہ اس کی خوب صورتی میں زنانہ پن تھا لیکن گرونارنگ نے سوچا کہ وہ اپنے چہرے کے وقت زنانہ نہیں مردانہ پن رکھے گا۔

اس کی عقل نے سمجھایا جلد بازی دانش مندی نہیں رفتہ رفتہ یہ کام کرنا ہوگا۔ یوں کچھ عرصہ لگے گا تو سونیا سو... گرونارنگ شکست کھانے کے بعد میدان چھوڑ کر چلا گیا... اچانک موت بن کر اس کے سامنے پہنچ جائے گا اور اس... میں وہ سونیا اور فرہاد کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے رشتے... کے بارے میں بھی معلوم کرے گا۔ انتقام صرف اس طرح نہیں ہوگا کہ سونیا کو مار ڈالا جائے سونیا کے ساتھ اس کے... کو بھی مارا جائے گا تو وہ اور زیادہ تڑپے گی اور زیادہ صد... اٹھائے گی۔ اس طرح نیلماں کا انتقام لینے میں مزہ آئے گا۔

تیج پال کے متعلق گرونارنگ کا خیال تھا کہ سونیا نے تنویمی عمل کرکے اسے گرونارنگ سے نجات دلائی ہے اور ا... پال کو اپنا تابع بنا کر رکھا ہوگا۔

اس نے اس طرح کی کچھ معلومات حاصل کرنے کے... خیال خوانی کی اور سونیا کے دماغ میں پہنچا اس وقت وہ پہلے کی... بہروپ میں تھی اور اس کا نام مارتھا تھا' ...بہروپ... مطابق اس کی سوچ کی لہریں سنائی دیتی ہیں۔ ...رونارنگ... "سونیا میں جانتا ہوں اس وقت میں کسی مارتھا نامی عورت کے... نہیں ہوں۔ تمہارے پاس ہوں۔"

"میرے پاس کیا نیلماں کو یاد کرنے آئے ہو؟"

"نہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں میدان چھوڑنے والا... ہوں۔ اگر تم سے انتقام نہ لیا تو مہان شکتی مان کہلانا چھوڑ... گا۔"

"تم تو آتما شکتی کے بھی ماہر ہو ایک جسم سے دوسرا جسم... لیتے ہو۔ اپنی آتما کو ادھر سے ادھر پہنچا دیتے ہو۔ یہ بتاؤ تمہاری آتما میری طرف کب آئے گی۔"

"میں اسی معاملے میں سوچ کر پریشان ہوتا ہوں کہ تم... روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے محفوظ رہتے ہو۔ ایسے وقت میری... شکتی کام کیوں نہیں آتی؟"

"یہ تو سمجھ کا پھیر ہے۔ بالکل معمولی سی بات ہے کہ ...روح کو... تمہاری زبان میں آتما کہتے ہیں اور طاقت کو شکتی کہتے ہیں... روحانی طاقت کہتے ہیں تم آتما شکتی کہتے ہو۔ جادو منتروں... ذریعے تپسیا کرکے آتما شکتی حاصل کرلینا مشکل کام ہوتے ہ... بھی تم نے اسے حاصل کرلیا لیکن یہ بھول گئے کہ آتما شکتی... روحانی طاقت یہ ہمیشہ نیک عمل کے لیے ہوتی ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابی ہو اور منفی خیالات ہوں۔ کسی کو نقصان پہنچا... والی بات ہو تو وہ آتما شکتی کمزور پڑجاتی ہے۔ تمہاری آتما ہماری روحانی طاقت کے سامنے صرف اسی لیے کمزور پڑتی ہے کہ... شیطانی ارادے رکھتے ہو۔"

"میں کسی وقت تمہاری باتوں پر غور کروں گا۔ ابھی تمہارے دماغ میں پہنچ کر پتا چل رہا ہے کہ تم ابھی تک امریکا میں ہو۔"

"ہاں یہاں ہوں مگر اب جارہی ہوں کہاں جارہی ہوں تم نہیں معلوم کرسکو گے۔ اس لیے کہ میرا بہروپ بدل جائے گا نام بدل جائے گا۔ خیالات بدل جائیں گے پھر تم مجھے تلاش کرتے رہ جاؤ گے۔"

"یہ بھول جاؤ۔ میں تمہیں کسی اور بہروپ میں نہیں آنے دوں گا۔ تم مارتھا کی حیثیت سے ہی رہو گی۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تمہیں اس بات پر بڑا غرور ہے کہ تم یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتے ہو لیکن جن پر روحانی ٹیلی پیتھی کا عمل کیا گیا ہو۔ ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکو گے۔ ابھی آزمالو۔"

یہ کہہ کر سونیا نے سانس روکی وہ اس کے دماغ سے باہر ہوگیا پھر اس نے دو' تین بار اس کے دماغ میں جانے کی کوششیں کیں لیکن ہر بار سانس روکنے کے باعث وہ اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکا پھر اس نے اچانک اپنے اندر سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ سونیا کی آواز ابھری "تمہارا دعویٰ کیا ہوا۔ میرے دماغ میں کیوں نہیں آرہے ہو اور یہ دیکھو کہ تمہاری مرضی کے بغیر کوئی تمہارے اندر نہیں آسکتا۔ میں آچکی ہوں۔"

اس نے سانس روکی۔ خاموشی چھاگئی پھر اس نے سانس لی تو پتا چلا کہ سونیا ابھی موجود ہے۔ وہ بولی "تم نے پوری بات سنے بغیر سانس روک لی اس لیے میں نہیں گئی اب تم کسی بھی مارتھا کے دماغ میں جاؤ گے تو وہاں تمہیں میں نہیں ملوں گی پھر ایک بار آزما کر دیکھ لو۔"

وہ کچھ دیر پریشانی سے سوچتا رہا کہ یہ باباصاحب کے ادارے والوں کی ٹیلی پیتھی ہے یا جادوگری ہے میرے دماغ میں کوئی آنہیں سکتا۔ یہ چلی آئی اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں مجھے دوسرے عام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح رہ کر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگا کہ الپا ایک طویل عرصے سے ان کے مقابلے پر ہے۔ شکست کھاتی ہے لیکن شکست سے گھبراتی نہیں ہے۔ ڈٹ کر مقابلہ کرتی چلی آرہی ہے اور اپنے ملک اور قوم کی حفاظت کرتی آرہی ہے۔ کیا میں الپا جیسی عورت سے بھی گیا گزرا ہوں۔ کیا میں ان سے مقابلہ نہ کرپاؤں گا۔

یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر مارتھا کے لب و لہجے کو اختیار کرکے سونیا کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اسے جگہ مل گئی۔ اس نے کہا "دیکھو تم کہتی تھیں کہ میں تمہارے دماغ میں نہیں آسکوں گا۔ اب بولو سونیا؟"

جس کے دماغ میں پہنچا تھا وہ حیرانی سے بولی "سونیا! یہ کون میرے دماغ میں بول رہا ہے۔ میں سونیا تو نہیں ہوں۔"

گرونارنگ اس کے اندر رہ کر محسوس کررہا تھا کہ وہ ایک بہت ہی بوڑھی عورت ہے۔ تقریباً اسّی برس کی ہوگی اور تھرتھراتے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔ اس نے پوچھا "سونیا کیا یہ تم ایکٹنگ کررہی ہو؟"

"اوہ گاڈ' پتا نہیں یہ کون میرے دماغ میں سونیا' سونیا کہہ رہا ہے۔ بیٹے تم کون ہو اور میرے دماغ میں کیوں آئے ہو۔ میں ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ جب فرہاد علی تیمور نوجوان تھا اس وقت سے میں اسے اور سونیا کو جانتی ہوں۔ کیا تم اسی سونیا کو مخاطب کررہے ہو؟"

"کیا تمہارا نام مارتھا ہے؟"

"ہاں' تم اب میرا صحیح نام لے رہے ہو۔"

"تم فرہاد اور سونیا کو کیسے جانتی ہو؟"

"ایک زمانہ تھا کہ میں بھی ٹیلی پیتھی جانتی تھی اور ان دنوں فرہاد بہت ہی بدمعاش اور پکا عیاش تھا۔ اس نے مجھ سے رومانس کیا میں چاہتی تھی کہ وہ مجھ سے شادی کرے لیکن اس نے مجھے دھوکا دیا اور سونیا سے محبت کرنے لگا میں نے انتقاماً کئی بار سونیا پر حملے کیے مگر ناکام رہی۔ ہمارا جھگڑا کئی برس تک چلتا رہا۔ حتیٰ کہ میری عمر ڈھلتی رہی اب میں اتنی بوڑھی ہوگئی ہوں کہ جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہونے کے باعث اب خیال خوانی نہیں کرسکتی۔"

پھر اس بوڑھی عورت نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا "آہ پتا نہیں کتنے برس بیت گئے نہ میں کسی کے دماغ میں جاسکی اور نہ ہی کوئی میرے اندر آیا۔ آج پہلی بار تم آئے ہو پلیز بتاؤ تم کون ہو۔ اگر میں تمہارے کسی کام آسکی تو ضرور آؤں گی۔"

"تم جسمانی طور پر لاغر ہو اسی لیے وہیل چیئر پر بیٹھی ہوئی ہو تمہارا دماغ اتنا کمزور ہوچکا ہے کہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہی ہو۔ اب میرے کیا کام آسکتی ہو؟"

"یہ تو ساری دنیا کہتی ہے کہ کھوٹا سکہ بھی کسی خاص موقع پر کام آجاتا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تم سونیا کو کیوں ڈھونڈ رہے ہو۔ اگر اس سے دوستی ہے تو دوستی مبارک ہو۔ دشمنی ہے تو جب کبھی کسی کھوٹے سکے کی ضرورت ہو تو میرے لب و لہجے کو یاد کرکے میرے پاس چلے آنا۔"

"تمہاری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہو۔ کیا ابھی مجھے سہارا دے سکتی ہو؟"

"ابھی نہیں ابھی جس طرح تم نے مجھے کھوٹا سکہ سمجھا ہے۔ اسی طرح میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم کون ہو۔ کیا کرتے ہو۔ کیا کرنا چاہتے ہو۔ جب مجھے یقین ہوجائے گا کہ تم سونیا کے مقابلے میں زیادہ طاقت ور ہو تب میں تمہارے کام آؤں گی۔"

"تم نہیں جانتیں میں بہت طاقت ور ہوں سونیا کو کچل کر رکھ دوں گا۔"

"تمہارے کہنے سے میں یقین نہیں کروں گی اگر تم اسے کچل

سکتے تو سونیا کے دھوکے میں میرے پاس کیوں آتے۔ اس مکار عورت نے کس طرح تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ کیوں بھیجا ہے؟ اس میں بھی اس کی کوئی مکاری ہوگی۔ کیا تم ایسی کوئی ایک مثال دے سکتے ہو کہ تم نے سونیا کے مقابلے میں کوئی بھی مقابلہ جیتا ہو یا اسے کسی معاملے میں کوئی چھوٹی سی شکست دی ہو؟"

"اس نے میری بیٹی کو بہت بری طرح ہلاک کیا ہے۔ اگر وہ میرے سامنے ہوتی تو میں اسے زندہ نہ چھوڑتا۔ میں اس سے مقابلہ کرنے کا تمہیں کیا حوالہ دوں جبکہ ابھی تک اس سے آمنا سامنا نہیں ہوا ہے۔"

"یہ آمنا سامنا کیا ہوتا ہے؟ تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں رہتے ہو یہاں آمنا سامنا تو خیال خوانی کے ذریعے ہوتا ہے۔ ورنہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے سے آنکھ مچولی کھیل کر خود بچتے رہتے ہیں اور دوسرے کو ہلاک کرتے رہتے ہیں۔ کیا سونیا یہ جانتی ہے کہ تم اس کی جان کے دشمن ہو اور اسے زندہ نہیں چھوڑو گے؟"

"ہاں' میں نے اسے چیلنج کیا ہے۔"

"پھر تو ساری زندگی اس کے سائے کے پیچھے دوڑتے رہو اور وہ تمہیں دوڑاتی رہے گی۔ وہ اس طرح کبھی ہاتھ نہیں آئے گی۔ تم جب بھی جیت سکو گے تو اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اور اس کے ہاتھوں مرو گے تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے۔"

وہ گرج کر بولا "میں نہیں مر سکتا اس کے فرشتے بھی مجھے نہیں مار سکتے میں غیر معمولی صلاحیت کا مالک ہوں۔ مجھ پر بندوق کی گولی اثر نہیں کرتی۔ میں اتنی آتما شکتی رکھتا ہوں کہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں چلا جاتا ہوں۔ مجھے وہ کبھی مار نہیں سکے گی۔"

"پھر تو تم واقعی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہو۔ سونیا کے مقابلے پر آسکتے ہو۔ بس میری ایک شرط پوری کردو تو میں تمہیں اس کی بہت بڑی کمزوری بتادوں گی۔"

یہ سن کر گرو نارنگ بے چین ہوگیا "کیا تم سونیا کی ایسی کوئی کمزوری جانتی ہو۔ جسے کوئی دوسرا نہیں جانتا ہو۔"

"میں نے کہا ناں' میرے سوا کوئی نہیں جانتا بلکہ میں یہ کہوں گی کہ کوئی اس کمزوری کی طرف توجہ نہیں دے رہا ہے۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا ہے اگر کسی بھی دشمن نے اس طرف توجہ دی ہوتی تو آج وہ زندہ نہ ہوتی۔"

وہ تڑپ کر بولا "پلیز مجھے بتاؤ میں اسے زندہ چھوڑنا نہیں چاہتا ہوں۔ ایک پل کے لیے بھی اسے سانس لینے کا موقع نہیں دینا چاہتا ہوں۔"

"دیکھو آج تک تم اس کے مقابلے پر نہیں آئے ہو۔ تم نے اس کے متعلق بہت کچھ سنا ہوگا۔ میں نے تو عملی طور پر اس کے مقابلے پر آکر دیکھا ہے اور بڑے بڑے شہہ زوروں کو بے موت مرتے دیکھا ہے۔ تم اس سے صرف ایک بار مقابلہ کرو اور اسے معمولی سی شکست دے دو پھر میں تمہیں وہ کمزوری بتادوں گی"

وہ غصے سے گرج کر بولا "بڑھیا تو میرے صبر کو نہ آزما۔ [illegible] جاننے والوں کے دماغوں میں بھی گھس جاتا ہوں۔ ابھی تیر[illegible] خیالات سے سونیا کی وہ کمزوری معلوم کرلوں گا۔"

"پھر تم اتنی دیر کیوں کررہے ہو؟"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر گرو نارنگ بولا "میر[illegible] ہوں مجھے تمہارے چور خیالات نہیں مل رہے ہیں۔"

"میں نے اسی لیے کہا تھا کہ تم ابھی سونیا کے مقابلے م[illegible] ہو صرف میرے چور خیالات نہیں پڑھ سکتے۔"

"یہ تو بتاؤ کیوں نہیں پڑھ سکتا۔"

"ایک روحانی عمل جاننے والے بزرگ نے مجھ پ[illegible] تھا۔ جس کے نتیجے میں کوئی میرے خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ [illegible] ٹیلی پیتھی جاننے والا بھولے بھٹکے میرے پاس آبھی جائے تو سطحی طور پر باتیں کرسکتا ہے مگر میرے اندر گہرائی تک نہی[illegible] سکتا۔"

"تم باتیں بنا رہی ہو۔ جھوٹ بول رہی ہو۔"

"تم کچھ بھی سمجھ لو۔ یہ آج سے بیس برس پہلے کی بات [illegible] اس وقت میں سونیا کے حملوں سے بچتی پھر رہی تھی۔ شاید می[illegible] جاتی لیکن ایک بزرگ عامل نے ایسے ہی وقت میری مدد کی [illegible] پر ایسا عمل کیا کہ میں آج یہاں زندہ نظر آرہی ہوں۔"

"اچھا تو اب عمر کا حساب کرو جب بیس برس پہلے سو[illegible] حملے کررہی تھی تو وہ بھی جوان ہوگی۔ کم از کم بیس برس کی [illegible] یعنی آج وہ چالیس برس کی ہے جبکہ ایک جوان بھرپور عورت [illegible] دیتی ہے۔"

"تم میری عمر کا بھی حساب کرو اس وقت میں ساٹھ بر[illegible] بوڑھی عورت تھی لیکن ٹیلی پیتھی کے ذریعے جوان بن گ[illegible] تھی۔ مجھ میں جسمانی اور ذہنی طور پر زبردست توانائی تھی۔ [illegible] نہیں رہی۔ فرہاد اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے سمجھ گیا تھا کہ [illegible] دکھاوے کے لیے جوان بن کر اسے پھانس رہی ہوں۔ اسی [illegible] کبھی میرے جال میں نہیں پھنس سکا اور سونیا بھی آڑے [illegible] رہی۔"

"میڈم مارتھا تم نہیں جانتیں۔ اس وقت میں کس طر[illegible] کی آگ میں جل رہا ہوں اور سونیا تک پہنچنا چاہتا ہوں مگر [illegible] اتنی لمبی باتیں کیں مگر اس کی ایک کمزوری نہیں بتائی۔"

"میں نے بھی تم سے اتنی دیر تک صرف اسی لیے باتیں کی[illegible] کہ تم سونیا کی جان کے دشمن ہو اور اس کی وہ ایک بہت کمزوری تمہیں اپنے ارادے میں کامیاب کرے گی۔ اب تم [illegible] یقین کرو یا نہ کرو تمہاری مرضی ہے۔"

"تم یہی چاہتی ہو کہ میں اسے کسی معاملے میں شکست د[illegible] تم میرے کام آؤ گی۔"

"ہاں' میں نے یہی کہا ہے اور جو کہتی ہوں اس پر ضرور عمل [illegible]ی ہوں تمہیں مایوس نہیں کروں گی۔"

"کیا تم مجھ سے مل سکتی ہو؟"

"اس وقت ہم مل رہے ہیں اور اگر آئندہ سونیا نے خود کو [illegible]ا کے بہروپ میں نہ رکھا تو تم سیدھے میرے ہی دماغ میں آؤ [illegible] اگر وہ مارتھا بن کر رہے گی تو پھر تم بھٹک جاؤ گے۔"

"وہ گڑبڑ کرسکتی ہے تمہارے بہروپ میں رہ سکتی ہے۔"

"تم بالکل بچوں جیسی بات کررہے ہو کیا تمہارے اندر اتنی [illegible] چالاکی نہیں ہے کہ تم اسے اس بہروپ سے نکلنے پر مجبور کردو۔ ایسا نہیں کرسکتے تو کیوں خوامخواہ دعویٰ کررہے ہو کہ اسے زندہ [illegible]ہ چھوڑو گے۔"

"ہاں' ابھی میری اس سے تکرار ہوئی تھی اور میں نے اسے [illegible]ر کیا تھا۔ اس کے بعد ہی مارتھا کا بہروپ بدل کر اس نے کوئی [illegible]را بہروپ اختیار کیا ہے۔ میں آئندہ بھی ایسا ہی کروں گا اور [illegible]رے دماغ میں پہنچوں گا۔"

"جو کرنا ہے جلدی کرو تمہیں کہہ چکی ہوں کہ میری عمر اتنی [illegible]ہ ہے اس عمر میں کہا نہیں جاسکتا کہ کب موت آجائے گی۔ [illegible]ی موت سے پہلے تم اس سے انتقام لوگے تو تمہارا انتقام بھی [illegible]ا ہوگا اور میری بہت پرانی خواہش بھی پوری ہوجائے گی۔ بس [illegible] جاؤ مجھے آرام کرنے دو میں بہت جلد تھک جاتی ہوں۔ تم [illegible]ے دماغ میں رہ کر محسوس کرسکتے ہو کہ میں کتنی کمزور ہوں۔"

"ہاں' میں سمجھ رہا ہوں میں پھر جلد ہی تمہیں یہ بتانے آؤں گا [illegible] میں نے اسے کسی نہ کسی معاملے میں کس طرح شکست دی [illegible]"

وہ اس کے دماغ سے چلا گیا۔ سونیا اپنا سر کھجاتے ہوئے بولی [illegible] کا پیچھا پیچھے ہی پڑ گیا تھا اب وہ کسی مارتھا سے میری بہت بڑی [illegible]ری معلوم کرنے کے لیے مجھے ڈھونڈتا پھرے گا۔"

وہ کار میں بیٹھی ائرپورٹ جارہی تھی۔ ہمارے ادارے کا [illegible]ں کار ڈرائیو کررہا تھا۔ اس وقت پورس نے پوچھا "مما آپ [illegible]ا ہیں؟"

"ہاں' کیا تم ائرپورٹ پہنچ گئے ہو؟"

"جی' ہاں میرے ساتھ جینی ہے۔"

"اسے پوری طرح اپنے کنٹرول میں رکھو۔ کوئی ایب نارمل [illegible]ی حرکت نہ کرنے دو۔ میں وہاں پہنچ کر سب کچھ سنبھال لوں [illegible]"

ائرپورٹ پر تیج پال اپنے دو ماتحت سراغ رسانوں کے ساتھ [illegible]ہوا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق جینی اور پورس لندن یا [illegible] جاسکتے تھے۔ لہٰذا وہ ایسے مسافروں کو زیادہ ٹٹول رہا تھا۔ جو [illegible]ا سفر کرنے والے تھے۔

جب وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیوارک آرہا تھا تو سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے فون پر کہا تھا کہ فیکس کے ذریعے ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ رہنے والے دو سراغ رسانوں کے دماغوں میں رہے گا اور وہ بھی جینی اور پورس کو تلاش کرتا رہے گا۔

سونیا نے ائرپورٹ پہنچ کر کہا "پورس میں اسکائی بلیو بلاؤز اور اسکرٹ میں ہوں اور میرا ساتھی جاسوس نیوی بلیو کلر کے سوٹ اور نکٹائی میں ہے۔ تم دونوں کے پاسپورٹ کے مطابق جو نام ہیں۔ اسی نام سے ایک دوسرے کو مخاطب کرو اور اسی نام اور شخصیت کے مطابق تمہارے خیالات بھی ہوں گے۔ کوئی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغوں میں آئے گا تو ضرور دھوکا کھائے گا۔"

پورس نے اپنی بساط کے مطابق جینی کو ایک ایک بات سمجھائی تھی اور کہا تھا کہ اسے کبھی پورس کہہ کر مخاطب نہ کرے۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ پورس ہے اور وہ خود جینی ہے پھر یہ بھی سمجھایا تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے دشمنوں کو شبہ ہو کہ وہ ایب نارمل ہو۔

اس نے پوچھا کہ "میرے ایب نارمل ہونے کا انہیں کیسے یقین ہوگا۔ مجھے کیسی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔"

"یونہی... خوامخواہ ہنستا یا لڑنا جھگڑنا نہیں چاہیے۔ اونچی آواز میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ سنجیدہ اور بہت ہی باوقار لیڈی دکھائی دینا چاہیے۔"

وہ ناراض ہوکر بولی "اس کا مطلب یہ ہے کہ میں باوقار نہیں ہوں مجھے باوقار بننے کی ایکٹنگ کرنی چاہیے۔"

"بھئی تم باوقار ہو مگر بعض اوقات رہنا نہیں چاہتی ہو۔ اچانک تمہاری ذہنی رو بھٹک جاتی ہے۔ دیکھو ایسے وقت کوئی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغوں میں آئے گا تو وہ سمجھ لے گا کہ تم ایک معمولی سی بات پر مجھ سے جھگڑا کررہی ہو اور اس بات کا تعلق اسی سے ہے کہ ہم اپنے آپ کو چھپا رہے ہیں۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"میں بہت سمجھ دار ہوں اور آئندہ بھی سمجھتی رہوں گی مجھے زیادہ نہ سمجھاؤ۔"

پورس نے اوپر کی طرف دیکھ کر کہا "یا اللہ میں تو دوا بھی کررہا ہوں اور دعا بھی کررہا ہوں اسے قبول فرمالے۔"

جینی نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "تمہیں کیسے پتا چلا کہ اللہ میاں چھت پر آگئے ہیں؟"

پورس نے بڑی بے بسی سے ہونٹوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے اسے دیکھا وہ بولی "مجھے اس طرح کیا دیکھ رہے ہو۔ خود تو ایب نارمل ہو تمہیں خود سمجھنا چاہیے کہ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں ہوگا اور اس طرح تمہیں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے اللہ میاں کو مخاطب کرتے ہوئے دیکھے گا تو کیا ایب نارمل

نہیں سمجھے گا یا تمہارے ساتھ لفٹ کے ذریعے یا سیڑھی کے ذریعے اللہ میاں سے ملنے جائے گا۔"

"اب تم آؤٹ ہو رہی ہو۔ یا اللہ میں کیا کروں دیکھو پلیز کوئی رومانی گفتگو کرو۔ پیار و محبت کی باتیں کرو یہ سب چھوڑ دو کہ ہم کون ہیں۔ کیا ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔"

وہ خوش ہو کر دونوں بانہیں پورس کے گلے میں ڈال کر بولی "او مائی ڈارلنگ او پو.... پو.... پو۔"

پورس نے جلدی سے کہا "میرا نام اسٹون ہے۔"

وہ جلدی سے بولی "ہاں.... ہاں میرے پیارے نارمن اسٹون.... لیکن یہ نارمن تو ٹھیک ہے۔ اسٹون ٹھیک نہیں ہے۔ اسٹون کا مطلب ہے پتھر.... کیا پتھر سے محبت کی جا سکتی ہے اور تم مجھ سے محبت کرنے کے لیے بول رہے ہو۔"

"دیکھو محبت میں اتنی گرمی ہوتی ہے کہ پتھر بھی پگھل جاتے ہیں۔"

"اچھا تو محبت میں گرمی ہوتی ہے۔ مجھ میں نہیں ہے۔ کیا میں ڈیپ فریزر ہوں؟"

"پلیز ڈارلنگ سمجھا کرو محبت کا مطلب ہے "محبوبہ" تم میری محبوبہ ہو۔ تمہارے اندر گرمی ہے تم مجھ جیسے پتھر کو پگھلا سکتی ہو۔"

وہ خوش ہو کر بولی "سچ تمہیں پگھلانا شروع کروں؟"

پورس نے اپنی گردن سے اس کی بانہیں الگ کرتے ہوئے کہا "دیکھو پرواز کے لیے ایک گھنٹا رہ گیا ہے۔ آؤ چلیں بورڈنگ کارڈ لیں گے۔"

وہ اپنا اپنا سفری بیگ اٹھا کر جانے لگے۔ پورس نے ایک طرف دیکھا سونیا دور اپنے جاسوس کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی اور بوتل پی رہی تھی۔ اچانک اسے ہنستے ہنستے ٹھسکا لگا۔ کتنے ہی لوگ اس کی طرف پلٹ کر دیکھنے لگے۔ جینی بھی رک کر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ کھانستی جا رہی تھی اور ہنستی جا رہی تھی۔ جاسوس نے اس سے کہا "میں نے کتنی بار سمجھایا ہے کہ کوئی چیز پیتے وقت ہنسا مت کرو۔ ٹھسکا لگ جاتا ہے۔"

وہ رومال سے اپنا منہ پونچھتی ہوئی بولی "ہاں' ہاں مجھے سب معلوم ہے۔ میں کوئی نادان بچی نہیں ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم نادان بچی نہیں ہو لیکن ذرا احتیاط سے رہو۔"

سونیا نے ناراضگی سے کہا "پورس تم کتنی بار مجھے احتیاط سے رہنے کی تاکید کرتے رہو گے۔"

جاسوس نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "او گاڈ تم مجھے پورس کہہ رہی ہو جو نام پاسپورٹ پر لکھا ہے کیا وہ نہیں لے سکتیں اور پھر کہتی ہو بڑی محتاط رہنے لگی ہو۔"

ادھر جینی نے پورس کے دماغ میں کہا "تم نے کچھ سنا اس آدمی کا نام بھی پورس ہے۔"

پورس نے جلدی سے جینی کا ہاتھ پکڑ کر اسے بورڈنگ کارڈ لینے کے لیے کاؤنٹر کی طرف جاتے ہوئے بولا "پتا نہیں اس [illegible] کتنے لوگوں کے نام پورس ہوں گے۔ ہمیں ان سے کیا لینا ہے۔"

وہ بورڈنگ کارڈ لینے کے لیے کاؤنٹر کی طرف جینی کے [illegible] چلا گیا۔ ایک طرف تیج پال کھڑا ہوا سونیا اور اس کے [illegible] جاسوس کو دیکھ رہا تھا۔ ایسے ہی وقت اس کے موبائل فون کی آواز گونجی اس نے فون نکال کر اسے آن کر کے کان سے [illegible] سی آئی اے کے افسر نے کہا "ابھی فیکس موصول ہوا ہے۔ عورت اسکائی بلیو اسکرٹ اور بلاؤز میں ہے اور ابھی بوتل [illegible] ہوئے اسے ٹھسکا لگا تھا۔ وہی جینی ہے اور اس کے ساتھ جو [illegible] ہے وہ پورس ہے۔"

تیج پال نے کہا "اتفاق سے میں بھی اسی کو دیکھ رہا ہوں۔ گاڈ.... وہ بلاشبہ جینی ہے۔ ابھی اپنے پاس کھڑے بوڑھے [illegible] نکٹائی سے اپنا منہ پونچھ رہی ہے اور وہ بوڑھا اس سے جھگڑ [illegible] ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم اپنی آنکھوں سے وہ دیکھ رہے ہو اور [illegible] پیتھی کے ذریعے بھی تصدیق ہو رہی ہے۔ ان دونوں کو بالکل نظروں میں رکھو اور دیکھو کہ وہ اب کہاں جانے والے ہیں۔ [illegible] یہ آئیڈیا ہمیں پسند ہے کہ انہیں امریکا سے باہر جانے دیا جا[illegible] باہر کہیں بھی پورس کو قتل کیا جائے گا تو اس کی ہلاکت کی ذ[illegible] داری ہم پر نہیں آئے گی۔"

"یہ تو ہم کسی طرح معلوم کر لیں گے کہ وہ دونوں کس [illegible] سے جا رہے ہیں اگر ابھی اپنے کسی ٹیلی پیتھی سے رابطہ ہو رہا [illegible] اس سے کہیں کہ وہ ہمیں ان کے دماغ میں رہ کر ان کی منزل [illegible] دیں۔"

"جسٹ اے منٹ.... ایک فیکس آ رہا ہے۔"

تیج پال نے موبائل فون کو کان سے لگا کر انتظار کیا پھر اعلیٰ [illegible] کی آواز سنائی دی "وہ دونوں پیرس جا رہے ہیں۔ اب تو اور [illegible] ہو گیا وہاں سے وہ بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے۔"

"آل رائٹ میں پھر آپ سے رابطہ کروں گا۔"

اس نے فون کو بند کیا اور ایک سراغ رساں سے کہا "[illegible] کے لیے تین سیٹیں ریزرو کروالو۔"

ویسے سی آئی اے والوں کی طرف سے ائرپورٹ والوں کو [illegible] دیا گیا تھا کہ بیرون ممالک جانے والی پرواز میں تین سیٹوں کو [illegible] وقت تک خالی رکھا جائے جب تک کہ پرواز میں ایک گھنٹہ [illegible] جائے۔ لہٰذا اس کے مطابق پیرس جانے والی فلائٹ میں ان کو [illegible] سیٹیں مل گئیں۔

دس بجے کی فلائٹ سے اسرائیل جانے والا طیارہ [illegible] ہو گیا۔ اس میں جینی اور پورس چلے گئے۔ تیج پال اپنے [illegible] رسانوں کے ساتھ سونیا اور جاسوس کے پیچھے لگا رہا۔ ان کی [illegible] گیارہ بجے وہاں سے روانہ ہوئی۔ سفر کے دوران میں سونیا [illegible]

دشمنوں سے اتنا ڈرتے کیوں ہو؟"

"میں ڈرتا نہیں محتاط رہتا ہوں۔"

"وہ ہمیں ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے خطرہ تھا۔ ہم نے دو ٹیلی [illegible] جاننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ اب کوئی ہمارے دماغ میں نہیں [illegible] گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ قریب رہ کر گفتگو سنے اور یہاں [illegible] میں کوئی ہم دونوں کے قریب نہیں ہے۔ آگے پیچھے والی [illegible] ذرا فاصلے پر ہیں اور ہماری باتیں انہیں سنائی نہیں دیں گی۔"

سونیا جان بوجھ کر ایسی باتیں اس لیے کر رہی تھی کہ اسے تیج [illegible] کی غیر معمولی صلاحیتوں کے بارے میں معلوم تھا۔ وہ جانتی تھی [illegible] وہ چند گز کے فاصلے پر ہونے والی سرگوشیوں کو بھی سن لیا کرتا [illegible] اور یقیناً وہ سن رہا ہو گا۔

ادھر تیج پال اپنے ماتحت سراغ رسانوں سے کہہ رہا تھا کہ [illegible] اب ہمیں اپنے روپوش رہنے والے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہاں سے ان دونوں کی باتیں سن رہا ہوں [illegible] بالکل تصدیق ہو چکی ہے کہ وہ دونوں جینی اور پورس ہیں۔"

ایک سراغ رساں نے کہا "آپ ہمیں گائیڈ کریں ان دونوں کو کس طرح ٹریپ کیا جائے گا۔"

"میں پہلے بتا چکا ہوں کہ انہیں پیرس پہنچنے دیا جائے یہ دیکھا جائے کہ پیرس کے ائرپورٹ پر ان کے ساتھی انہیں لینے آتے ہیں یا نہیں۔ اگر آئیں گے تو وہ بھی ہماری نظروں میں آ جائیں گے۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا "میری اس پلاننگ میں ایک ذرا سی خامی ہے وہ یہ کہ اگر انہیں کوئی لینے نہیں آئے گا اور وہ کسی کار یا ہیلی کاپٹر کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے تو ہم ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس ادارے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

ایک ماتحت نے کہا "ایسی پلاننگ کریں کہ کم از کم پورس ہمارے ہاتھ سے نکل کر نہ جا سکے۔ جینی کو تو آپ اپنی ذہانت سے کسی نہ کسی طرح ٹریپ کر لیں گے۔"

"ہاں' اگر ٹریپ نہیں بھی کر سکے تو کہیں سے چھپ کر اس اکیلی کو ہم گولی مار سکتے ہیں۔ اس کا قصہ ہی تمام کر سکتے ہیں اس کام کے لیے پہلے پورس کو راستے سے ہٹانا بہت ضروری ہے۔"

تھوڑی دیر بعد طیارے میں لگے فون سے اس کی کال آئی اس نے کال اٹینڈ کی دوسری طرف سے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں فیکس کے ذریعے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ دونوں طیارے میں بیٹھے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ ساری گفتگو ہم سناتے ہیں۔"

تیج پال نے کہا "پلیز آپ نہ سنائیں میں اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے ان کی باتیں سن رہا ہوں لیکن جو کام چاہتا ہوں وہ ضرور ہونا چاہیے۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ پیرس پہنچنے سے پہلے پورس کا خاتمہ اسی طیارے میں کر دیا جائے۔ پھر وہ ایب نارمل.... جینی تنہا رہے گی۔ اگر ہم پیرس پہنچنے کے بعد اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے تو کہیں سے چھپ کر اسے گولی مار سکتے ہیں۔"

افسر نے کہا "ہاں تمہارا یہ آئیڈیا بھی اچھا ہے۔"

"آپ ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہیے کہ وہ یہاں کی ائرہوسٹس اور اسٹیورڈ کے دماغوں میں رہے۔ جب کھانے پینے کی چیزیں سپلائی کی جائیں تو پورس کو کافی یا کوئی مشروب دیتے وقت اس میں زہر ملا دیا جائے۔"

"تم جو کچھ کہہ رہے ہو' ہمارا کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ سے یہ باتیں سن رہا ہو گا اور اگر نہ بھی سنے تو کوئی فیکس آتے ہی ہم یہ بات اپنے دماغ میں دہرائیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کیا کرنا چاہیے اور اس کا جواب ہمیں فیکس کے ذریعے معلوم ہو جائے گا پھر میں تمہیں فون کے ذریعے بتاؤں گا کہ تمہارے منصوبے پر عمل ہونے والا ہے۔"

بڑی زبردست تیاریاں ہو رہی تھیں۔ انہیں یقین تھا کہ جینی اور پورس کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ تیج پال اپنے دو ماتحت سراغ رسانوں کے ساتھ ان کے تعاقب میں ہے اور کس طرح اپنے منصوبے پر عمل کرنے والا ہے کہ اس طیارے میں جینی اور پورس نہیں تھے۔ سونیا اپنے جاسوس کے ساتھ تھی اور خیال خوانی کے ذریعے تیج پال کے دونوں ماتحتوں کے دماغوں میں جاتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ تیج پال کے دماغ میں جانے سے وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کر لے گا لہٰذا وہ ان ماتحتوں کے دماغوں کے ذریعے ان کے منصوبے سے آگاہ ہوتی جا رہی تھی۔ دونوں طرف سے جوڑ توڑ جاری تھا اور طیارہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

کھانے کے وقت سے بہت پہلے شراب سپلائی ہوتی رہی۔ جو پینے والے تھے وہ اپنی مرضی کے مطابق پیتے رہے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو دو ائرہوسٹس بڑی بڑی ٹرالیاں لے کر مسافروں کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھنے لگیں۔ تیج پال نے طیارے کے فون کے ذریعے سی آئی اے ..... کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کر کے پوچھا "ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔ یہاں کھانا سپلائی ہو رہا ہے۔ اس کے بعد مشروبات سپلائی کیے جائیں گے۔ کوئی کافی مانگے گا کوئی سافٹ ڈرنک چاہے گا۔"

"میں ابھی فون کرنے والا تھا۔ ہمیں اطلاع مل گئی ہے کہ ہمارے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں کی ائرہوسٹس اور اسٹیورڈز کے دماغوں میں ہیں۔"

تیج پال فون بند کر کے مطمئن ہو کر کھانے لگا۔ سونیا نے بابا صاحب کے ادارے کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کو بلا لیا تھا اور وہ بھی وہاں کے اسٹیورڈز اور ائرہوسٹس کے دماغوں پر قبضہ جمائے ہوئے تھے۔

وہاں تمام مسافر کھاتے پیتے رہے۔ جب کھانے سے فارغ

ہو گئے تو ائر ہوسٹس ان کے برتن اور ٹرے اٹھا کر ٹرالی میں رکھ کر واپس جانے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد دوسری ٹرالی میں مشروبات لائے گئے۔ ان میں کافی بھی تھی' چائے بھی تھی اور مختلف جوسز وغیرہ بھی تھے۔ ایک ائر ہوسٹس نے اورنج جوس کے ایک گلاس میں تھوڑا سا زہر ملا دیا تھا اور اسے ٹرالی کے نچلے خانے میں رکھ دیا تھا۔ وہ بے چاری اس بات سے بے خبر تھی کہ کیا کر رہی ہے۔ اس کے دماغ پر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے قبضہ جما رکھا تھا کہ جب وہ سونیا کے پاس بیٹھے ہوئے ایک جاسوس کے پاس پہنچنے والی ہوگی تو وہ وہاں نچلے خانے سے اورنج جوس نکال کر ائر ہوسٹس اس جاسوس کی طرف بڑھا دے گی۔

وہ ائر ہوسٹس اس ٹرالی کو لے کر مسافروں کی طرف آنے لگی۔ ٹرالی کے دوسری طرف والی ائر ہوسٹس نے ٹرالی کے نچلے خانے سے اس زہریلے مشروب کو اٹھا کر دوسری طرف رکھا اور ایک دوسرے اورنج جوس کے ایک بھرے ہوئے گلاس کو زہریلے جوس کی جگہ رکھ دیا۔

سونیا اپنے جاسوس کے ساتھ تیسری قطار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس ائر ہوسٹس نے اورنج جوس کا وہ گلاس نچلے خانے سے اٹھا کر جاسوس کے ہاتھ میں دیا۔ جاسوس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے گلاس لیا پھر پینے لگا۔ تیج پال اس طیارے کے پچھلے حصے کی ایک قطار میں تھا۔ وہاں سے اٹھ کر دیکھنے لگا تو اسے نظر آیا کہ جاسوس اس جوس کو پی رہا ہے پھر وہ سونیا سے باتیں کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ بڑا لذیذ جوس ہے۔ جی تو چاہتا ہے کہ ایک گلاس اور پیا جائے۔

تیج پال مطمئن ہو کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی سونیا کا جاسوس اپنی سیٹ پر سے اٹھا۔ وہ بہت پریشان نظر آ رہا تھا اور تیزی سے چلتا ہوا ٹوائلٹ کی طرف جا رہا تھا۔ تیج پال مسکرایا۔ سمجھ گیا کہ زہر کچھ اثر کر رہا ہے شاید اسے قے ہونے والی ہے یا زہر اس پر ایسا اثر کرے گا کہ وہ ٹائلٹ سے واپس نہیں آ سکے گا۔ اسے اٹھا کر لانا ہوگا۔

دس منٹ گزر گئے۔ پندرہ منٹ گزرنے لگے تو سونیا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پریشانی سے پیچھے کی طرف دیکھا۔ تیج پال دور سے اس کی پریشانی کو سمجھ رہا تھا۔ وہ اپنا سفری بیگ لے کر تیزی سے چلتی ہوئی ٹائلٹ کی طرف جانے لگی۔ تیج پال سمجھ گیا کہ وہ پورس کی خیریت معلوم کرنے جا رہی ہے۔

وہ اطمینان سے بیٹھا رہا۔ تقریباً آدھا گھنٹا گزر گیا اور وہ دونوں ٹائلٹ سے واپس نہیں آئے۔ تیج پال کچھ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اگر پورس کو کچھ ہوا ہے' اگر وہ مر گیا ہے یا اس پر نیم بے ہوشی طاری ہو گئی ہے تو جینی کسی کو مدد کے لیے کیوں نہیں بلا رہی ہے۔ اس نے پلٹ کر ٹائلٹ کی طرف دیکھا۔

ایک منٹ کے اندر ہی ایک ٹائلٹ سے ایک مرد اور دوسرے ٹائلٹ سے ایک عورت باہر آئی۔ اب ان کے چہرے بدلے ہوئے تھے۔ انہوں نے ٹائلٹ میں جا کر اپنا عارضی میک بدل لیا تھا اس کے مطابق ان کے پاس دوسرے پاسپورٹ ہو تھے' ان کے چہرے بھی وہی تھے جو پاسپورٹ کی تصویروں میں اب یہ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ دو بہروپیے اس طیارے میں کر رہے ہیں۔

تیج پال نے ان دونوں کو وہاں آتے اور بیٹھتے ہوتے نہیں کیونکہ اچانک ہی وہاں اس کے پاس بیٹھے ہوئے ایک ماتحت رساں کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ نہیں سکتا تھا۔ تیج پال نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا "کیا ہوا؟"

اس کے جواب میں وہ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اچانک سامنے طرف ڈھلک گیا۔ تیج پال نے اسے اٹھایا۔ اسے سیدھا کیا سیٹ کی پشت سے لگایا تو پتا چلا کہ وہ مشروب پینے کے بعد مر ہے۔

تیج پال نے فوراً ہی کال بیل کا بٹن دبایا۔ ایک اسٹیورڈ سے آیا۔ اس نے کہا "دیکھو' اسے کیا ہوا ہے۔ تم لوگوں نے پلایا ہے۔ یہ تو مر چکا ہے؟"

اس کی نبض ٹٹولی گئی۔ دل کی دھڑکنیں سننے کی کوشش کی پھر تصدیق ہو گئی کہ وہ مر چکا ہے۔ اس طیارے میں آہستہ آہستہ خبر پھیلنے لگی کہ ایک مسافر مشروب پینے کے بعد مر گیا ہے۔ سب حیران پریشان ادھر دیکھنے لگے۔ طیارے کا عملہ بہت زیادہ پریشان اور کہہ رہا تھا "ہم نے تو سب ہی کو مشروب پلایا ہے۔ معلوم ہے کہ آپ کے ساتھی نے خود کشی کی ہے۔"

تیج پال نے غصے سے کہا "یہ کیا بکواس ہے۔ میرا ساتھی خود کیوں کرے گا؟"

آس پاس کے لوگوں نے کہا "بھئی یہ مشروب تو ہم نے پیا۔" کئی مسافروں نے تصدیق کی کہ مشروب میں کچھ نہیں تھا تیج پال نے جسے پورس سمجھ کر زہریلا مشروب پلانے کی کوشش کی تھی وہ اس جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ اس کی پشت نظر آ رہی تھی اس لیے اس کا بدلا ہوا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب وہ حیران و پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ جو زہریلا مشروب اسے پینا چاہیے تھا وہ اس کے ایک ماتحت سراغ رساں نے کیسے پی لیا تھا!

پھر تیج پال نے بلند آواز میں کہا "اس طیارے میں دو بہروپیے ہیں۔ انہوں نے اس کے مشروب میں زہر ملایا ہوگا۔"

ایک اسٹیورڈ نے کہا "آپ کن بہروپیوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟"

وہ بولا "ادھر تیسری رو میں ایک مرد اور ایک عورت ہیں۔ دونوں بہروپیے ہیں۔ وہ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ نہیں ہیں۔ انہوں نے میک اپ کے ذریعے چہرہ بدلا ہوا ہے۔ آپ ان کے چہرے دھو کر دیکھ سکتے ہیں۔"

اس طیارے میں ایک پولیس کا بڑا افسر بھی چھٹیوں پر جا رہا

تھا۔ وہ اسٹیورڈ اور تیج پال کے ساتھ سونیا اور اس کے جاسوس کے پاس آیا۔ تیج پال ان دونوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ وہ جن چہروں کو دیکھ چکا تھا وہ بدل چکے تھے۔ اس نے کہا "یہ دونوں بہت چالاک ہیں۔ ابھی ٹائلٹ میں گئے تھے اور وہاں جا کر انہوں نے اپنے چہرے سے میک اپ صاف کر لیا ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔ پاسپورٹ میں تو ان کی تصویریں مختلف ہوں گی۔"

پولیس کے اعلیٰ افسر نے ان کے پاسپورٹ طلب کیے۔ انہوں نے اپنے پاسپورٹ دکھائے تو ان میں وہی چہرے تھے جو سامنے بیٹھے ہوئے سونیا اور اس کے جاسوس کے نظر آ رہے تھے۔

پولیس کے اعلیٰ افسر نے تیج پال سے کہا "آپ کیوں خوا مخواہ دوسرے مسافروں کو پریشان کر رہے ہیں۔ آپ نے خود دیکھا ہے کہ جو مشروبات تمام مسافروں کو پینے کے لیے دیے گئے ہیں اسے آپ کے ساتھی نے بھی پیا تھا لیکن آپ کی نظر بچا کر اگر اس نے خود کشی کرنے کے لیے خود زہر ملا کر پیا ہو تو اسے آپ کیا کہیں گے۔ کیسے ثابت کر سکیں گے کہ اس نے خود کشی نہیں کی ہے یا یہ کہ اس طیارے کے عملے میں سے کوئی اس کا دشمن تھا جس نے اسے زہریلا مشروب پلایا ہے؟"

تیج پال ان سوالوں کے جواب نہ دے سکا۔ یہ بات الگ تھی کہ آس پاس بیٹھے ہوئے مسافروں نے انہیں پہلے بھی دوسرے چہرے کے ساتھ دیکھا ہوگا اور اب ان کے بدلے ہوئے چہرے بھی دیکھ رہے تھے لیکن ان میں چند ایک ہی ایسے تھے جو یہ سمجھ سکتے تھے لیکن ان سمجھنے والوں کے دماغوں میں بابا صاحب کے لوارے کے سراغ رساں قبضہ جمائے ہوئے تھے اور ان کے ذہنوں کو ابھار رہے تھے کہ ان کے دیکھنے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ یقیناً یہی پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ان کے پاسپورٹ بھی وہی ہیں۔

جہاز کے عملے میں سے دو افراد اس لاش کو اٹھا کر پچھلے حصے میں ایک کیبن میں لے گئے۔ تیج پال نے کہا "میں انہیں جانتا ہوں۔ آپ میرا یہ کارڈ دیکھیں۔"

اس نے اپنا کارڈ دکھایا۔ اس میں لکھا ہوا تھا "انٹرنیشنل اسپیشل آفیسر آن ڈیوٹی۔"

اسے دیکھ کر پولیس افسر نے سلیوٹ کیا پھر کہا "دیکھیے سر! آپ کی تمام باتیں غلط ثابت ہو رہی ہیں۔ آپ کوئی اور ثبوت دینا چاہیں تو ہم انکار نہیں کریں گے۔ کیا ان کی تلاشی لی جائے؟"

"ہاں' ان کے دونوں سفری بیگ دیکھیں۔ ان میں ڈبل پاسپورٹ ہوں گے۔ یہ بہت فراڈ لوگ ہیں۔"

ان دونوں کے سفری بیگ کی تلاشی لی گئی ان میں ان کے ضروری سامان تھے لیکن کوئی دوسرا پاسپورٹ نہیں تھا۔ تیج پال نے کہا "میرے ساتھ ٹائلٹ آئیں۔ انہوں نے وہاں کہیں چھپایا ہے یا پھر اسے پھاڑ کر کموڈ کے اندر ڈال کر فلش کے ذریعے بہا دیا ہے۔"

وہ سب ٹائلٹ میں گئے لیکن وہاں کوئی پاسپورٹ یا ویزا وغیرہ کے کاغذات نہیں ملے۔

جب وہ واپس آئے تو سونیا کے ساتھی جاسوس نے تیج پال سے کہا "میں تمہارے جیسے آفیسروں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔ تم برابر ہماری انسلٹ کیے جا رہے ہو اور ہم خاموشی سے برداشت کر رہے ہیں۔ اب اگر تم نے ہمارے خلاف کوئی حرکت کی تو ہم تمہارے ساتھ بہت بری طرح پیش آئیں گے۔"

سونیا نے پولیس افسر سے کہا "آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں اس طیارے کی کمپنی والوں سے شکایت کروں گی اور آپ دونوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کروں گی۔ ہم کوئی معمولی گرے پڑے لوگ نہیں ہیں۔"

پولیس افسر اور اسٹیورڈ وغیرہ نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا "آپ غصہ نہ کریں۔ اب آپ کے خلاف کوئی کچھ نہیں بولے گا۔"

سونیا اپنے ساتھی جاسوس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔ پولیس افسر تیج پال کے ساتھ چلتے ہوئے بولا "آپ اگر کچھ اور ثبوت پیش کریں گے اور وہ ٹھوس ثبوت ہوں گے تو ہم پھر ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ آپ فکر نہ کریں لیکن ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں اور کوئی ایسا الزام نہ لگائیں جو جھوٹا ثابت ہو۔ پلیز آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں۔"

"تیج پال اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا پھر اس خالی سیٹ کی طرف دیکھنے لگا جہاں اس کا ایک سراغ رساں بیٹھا ہوا تھا اور اب مردہ ہو کر دوسری جگہ منتقل ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے دوسرے ماتحت جاسوس کو دیکھ کر کہا "مجھ سے ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ میں اپنے منصوبوں کے بارے میں تم دونوں سے گفتگو کرتا رہا ہوں۔ مجھے یہ یاد رکھنا چاہیے تھا کہ جینی اور پورس کے علاوہ ان کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی تمہارے دماغ میں رہ کر میری پلاننگ سن رہے ہوں گے۔ انہوں نے کسی طرح ہماری بازی الٹ دی ہے۔"

تھوڑی دیر بعد پھر اس کے لیے فون کال آئی۔ وہ ریسیور لے کر کان سے لگا کر بولا "میں تیج پال بول رہا ہوں۔"

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں فیکس کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے کہ طیارے میں کیا ہو رہا ہے۔ ہمارا ایک جاسوس مارا گیا ہے اور وہ دونوں اپنا چہرہ بدل چکے ہیں۔ تیج پال! بہت مکار دشمنوں سے واسطہ پڑا ہے۔ ہوشیار رہو۔ تم ذہین ہو۔ تمہیں کیا سمجھایا جائے۔ ویسے اتنا کہے دیتا ہوں کہ آئندہ جو بھی پلاننگ کرو' اس کے ہر پہلو پر اچھی طرح غور کر لو۔ ایسا کہ وہ تمہارا توڑ نہ کر سکیں۔"

وہ بولا "سر! ہمیں ایک بات جو نہیں بھولنا چاہیے اسے بھولتے آ رہے ہیں۔ ابھی آپ فون پر بات کر رہے ہیں تو یہ نہیں

سوچ رہے ہیں کہ وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ ایک نہیں، کئی جانتے ہیں اور وہ اس وقت بھی ہماری گفتگو سن رہے ہوں گے۔ لہٰذا آئندہ آپ مجھے کال نہ کریں۔ مجھے جو کرنا ہوگا وہ میں کر گزروں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ اس کے ماتحت نے کہا "سر! میں ابھی ٹائلٹ سے آتا ہوں۔"

وہ اٹھ کر ٹائلٹ کی طرف جانے لگا۔ اس وقت تیج پال نے دیکھا کہ سونیا اپنے جاسوس اور پولیس افسر کے ساتھ آرہی تھی۔ اعلیٰ افسر نے تیج پال کے قریب آکر کہا "یہ دونوں کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھیں گے تاکہ آپ کی غلط فہمی دور کرسکیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا۔ اس طرح آپ کو بھی انہیں سمجھنے کا اچھا خاصا موقع ملے گا۔" یہ کہہ کر پولیس افسر نے تیج پال کو آنکھ ماری۔ تیج پال نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ دونوں یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔"

جاسوس تیج پال کے پاس بیٹھ گیا اور تیسری سیٹ پر سونیا بیٹھ گئی۔ جب اس کا ماتحت جاسوس آیا تو تیج پال نے کہا "تم ان کی سیٹ پر جاکر بیٹھ جاؤ۔"

وہ آگے بیٹھنے کے لیے چلا گیا۔ سونیا نے تیج پال سے کہا "آپ کو ہم دونوں کے بارے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور ہم بھی کچھ ایسی بات آپ سے کہنا چاہتے ہیں جس پر شاید آپ یقین نہ کریں۔"

"ایسی کیا بات ہے؟"

وہ بولنے سے پہلے ذرا ہچکچائی پھر بولی "آپ انٹرنیشنل اسپیشل آفیسر آن ڈیوٹی ہیں اس لیے آپ سے توقع ہے کہ ہمارے لیے کچھ کرسکیں گے۔ بات یہ ہے کہ....."

اس نے جاسوس کی طرف دیکھ کر کہا "تم انہیں بتاؤ۔"

جاسوس نے کہا "گذشتہ رات کھانے کے بعد ہمیں اچانک نیند آنے لگی۔ ہم چاہتے تھے کہ جاگتے رہیں اور ٹی وی کا ایک پلے انجوائے کرتے رہیں لیکن ہم اپنی مرضی کے خلاف بستر پر جاکر سوگئے۔"

سونیا نے کہا "یہ کوئی ہمارے لیے زیادہ حیران کرنے والی بات نہیں تھی پھر جب ہم سو ہی گئے تھے تو سوچنا کیا تھا لیکن اچانک ہماری آنکھ کھلی۔ جب ہم نے گھڑی دیکھی تو اس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔ ہم تقریباً دس بجے جاکر سوئے تھے اور چار گھنٹوں کے بعد ہم دونوں کی آنکھیں ایک ساتھ کھل گئی تھیں۔ ہم اٹھ گئے پھر بستر سے اتر کر آئینے کے سامنے بیٹھ گئے وہاں بہت سا میک اپ کا سامان رکھا ہوا تھا جو کہ ہمارا نہیں تھا لیکن ہم نے اس پر بھی توجہ نہیں دی اور وہاں بیٹھ کر ایک پاسپورٹ کی تصویر کے مطابق کئی اور تصویریں مختلف زاویوں سے دیکھیں اور اس کے مطابق ہم اپنے چہرے پر میک اپ کرنے لگے۔"

اس جاسوس نے کہا "کیا آپ یقین کریں گے کہ ہم نے زندگی میں کبھی اپنا بہروپ نہیں بدلا اور نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ چہرہ کس تکنیک سے تبدیل کیا جاتا ہے۔"

تیج پال نے کہا "میں آپ لوگوں کی باتیں سن رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں کہ آپ لوگوں کے ساتھ کوئی درپردہ دشمنی کر رہا تھا۔"

سونیا نے کہا "لیکن ہم تو کسی کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم سیدھی سادی عام سی زندگی گزارتے ہیں۔ آپ اگر پیرس تک جارہے ہیں تو ہم آپ سے گزارش کریں گے کہ ہمارے بنگلے پر تشریف لے چلیں۔ وہاں آس پاس کے لوگوں سے بھی انکوائری کریں تو پتا چلے گا کہ ہم وہاں برسوں سے رہتے چلے آئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، میں پیرس پہنچنے کے بعد آپ لوگوں کے ساتھ ضرور چلوں گا۔ آپ یہ بتائیں کہ آگے پھر آپ کے ساتھ کیا ہوا؟"

سونیا نے کہا "میں کچھ ایسی حرکتیں کرنے لگی جیسے کہ ابنارمل ہوں یا نیم پاگل ہوں۔ ائرپورٹ پر میں نے ایک سافٹ ڈرنک پیتے ہوئے ہنسنا شروع کیا تو مجھے ٹھسکا لگ گیا۔ ایک بار تو میں نے اپنے رومال سے منہ پونچھا لیکن دوسری بار ایک بے چارے بوڑھے شخص کی نکٹائی سے منہ پونچھنے لگی۔"

جاسوس نے کہا "میں اپنی اس وائف کو کتنا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اسے ایسی حرکتوں سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن یہ باز نہیں آئی اور جب یہ طیارے میں آکر بیٹھی تو پھر پہلے کی طرح نارمل ہوگئی۔"

سونیا نے جاسوس سے کہا "تم نے وہ نہیں بتایا کہ میں تمہیں کسی اور اجنبی نام سے پکار رہی تھی تو تم نے مجھے منع کیا تھا۔ پتا نہیں کیا نام تھا مجھے یاد نہیں آرہا ہے۔"

"ہاں، وہ کوئی انگریزی نام نہیں تھا۔ کوئی ایشیائی نام لگ رہا تھا۔"

تیج پال نے پوچھا "کیا تم نے انہیں پورس کہہ کر مخاطب کیا تھا؟"

"سونیا سوچنے لگی پھر بولی "شاید ایسا ہی کوئی نام تھا۔"

جاسوس نے کہا "ایسا ہی کیا تھا بلکہ یہی تھا۔ مجھے اب یاد آرہا ہے بہرحال ان چھوٹی باتوں کو چھوڑو۔ ابھی جو ہم نے کیا وہ کیا عجیب بات نہیں تھی کہ ہم ٹائلٹ میں جاکر اپنے چہروں کو صاف کررہے تھے اور ایک پاسپورٹ وہاں رکھ کر دوسرا پاسپورٹ اپنے سفری بیگ میں رکھ کر باہر آئے تھے۔"

تیج پال نے پوچھا "کیا وہ پاسپورٹ تم دونوں نے ٹائلٹ میں رکھا تھا؟"

"لیکن ہم جب گئے تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔"

"پتا نہیں، ہوسکتا ہے آپ کے وہاں جانے سے پہلے کوئی دوسرا گیا ہو اور اسے اٹھا کرلے گیا ہو۔"

تیج پال نے ہاں کے انداز میں سرہلایا اور سوچنے لگا۔ سونیا نے کہا "جب ہم نے ٹائلٹ میں آخری بار آئینے میں دیکھا تو ہمیں اپنی اصل صورت نظر آئی۔ وہ جو دوسرا چہرہ تھا وہ مٹ گیا تھا ختم ہوگیا تھا۔"

تیج پال نے کہا "میں سمجھ گیا۔ ہمیں بہت بڑا دھوکا دیا گیا ہے۔"

سونیا نے انجان بن کر پوچھا "کیسا دھوکا؟"

"تم لوگوں نے جس پورس کا ذکر کیا ہے ہم لوگ اسی کو گرفتار کرنے کے لیے اس کا تعاقب کر رہے تھے لیکن وہ ہم سے زیادہ چالاک نکلا۔ کل رات ہی سے اس نے اپنی اس پلاننگ پر عمل کیا جو تم دونوں بتا رہے ہو۔ میں اور میرے دونوں ماتحت تمہیں پورس اور تمہاری وائف کو جینی سمجھ کر پیچھا کرنے کے لیے اس طیارے میں سوار ہوگئے اور وہ کم بخت جینی کے ساتھ کسی اور طیارے میں چلا گیا ہے۔"

"مگر وہ دونوں ہیں کون۔ ہم سے کیوں دشمنی کر رہے ہیں؟"

"تم سے تو کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ وہ ہمیں دھوکا دینے کے لیے تم دونوں کو استعمال کر رہے تھے۔ اب انہوں نے تمہارے دماغوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اب تمہیں یہ ساری باتیں یاد آرہی ہیں۔"

سونیا نے کہا "دیکھیے جب آپ ہم دونوں پر الزامات لگا رہے تھے تو ہمیں بہت غصہ آرہا تھا۔ پتا نہیں غصے میں کیا کچھ کہہ دیا ہے۔ آپ بہت بڑے افسر ہیں اور ہم قانون کا احترام کرتے ہیں۔ ایک بار پھر کہہ رہے ہیں کہ پیرس پہنچتے ہی آپ ہمارے ساتھ ہمارے بنگلے میں چلیں اور ہمارے محلے والوں سے اور پڑوسیوں سے انکوائری کریں۔"

"میں آپ دونوں کے ساتھ ضرور چلوں گا۔"

جو چلتے رہتے ہیں وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ وہ طیارہ بھی پیرس پہنچ گیا۔ وہ تینوں اور تیج پال کا جاسوس سب ہی امیگریشن کاؤنٹر پر گئے پھر وہاں سے باہر آگئے۔ ان کے پاس صرف سفری بیگ تھے۔ زیادہ سامان نہیں تھا اس لیے لگیج ہال میں نہیں گئے۔ کسٹم والوں نے ان کے سامان کو چیک کیا پھر انہیں جانے کی اجازت دی۔ ائرپورٹ کی عمارت کے باہر ایک خوب صورت سے کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سب اس کار میں بیٹھ گئے پھر وہ کار وہاں سے چل پڑی۔ کچھ دور تک سفر کرنے کے بعد ایک جگہ کار سڑک کے کنارے رک گئی۔ سونیا نے کہا "تمہارے خفیہ ایجنسی والے ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی گاڑیوں میں بہت جگہ ہے لہٰذا تم اپنے جاسوس کے ساتھ بیٹھ کر اس گاڑی میں چلے جاؤ۔"

"تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"جو کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ ورنہ پیرس سے لے کر بابا صاحب کے ادارے تک ہماری حکومت ہے۔ قدم قدم پر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں تمہارا جینا محال کردیں گے۔ خاموشی سے اتر کر چلے جاؤ۔ اس وقت تم سے سونیا مخاطب ہے۔"

اس نے ایک دم سے چونک کر سونیا کو دیکھا پھر بے چینی سے

پہلو بدلنے لگا۔

"بہت ذہین ہو' دلیر ہو' غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہو۔ سوچو' کچھ تدبیر کرو کہ ابھی مجھے زیر کرسکو۔ نہ کرسکے تو میں تمہیں سیدھا اوپر بھیج دوں گی۔"

وہ خاموشی سے اپنے جاسوس کے ساتھ اتر گیا۔ سونیا نے ڈرائیور سے کہا "آگے چلو۔"

وہ آگے جانے لگے۔ تیج پال اپنے جاسوس کے ساتھ دوڑتا ہوا اس گاڑی کی طرف آیا جو خفیہ ایجنسی کی بھیجی ہوئی تھی۔ اس نے بیٹھ کر کہا "چلو۔"

ڈرائیور نے پلٹ کر کہا "کہاں چلیں؟"

"میں جہاں کہہ رہا ہوں چلتے رہو۔ دیکھو وہ گاڑی جارہی ہے۔ اس کا تعاقب کرو۔"

"کیسے تعاقب کروں۔ میرے دماغ پر تو کسی نے قبضہ جمایا ہوا ہے۔"

تیج پال خاموشی سے ڈرائیور کو اور خفیہ ایجنسی کے لوگوں کو دیکھنے لگا۔ اسی وقت سونیا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "تم سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتے ہو۔ چاہو تو سانس روک کر مجھے باہر کرسکتے ہو یا پھر یہ سمجھ لو کہ آج تک تم اس لیے ذہین رہے کہ کبھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ٹکر نہیں لی۔ اب تم غلطی کر بیٹھے ہو تو اس کے نتائج جلدی تمہارے سامنے آتے رہیں گے اور تمہیں دو کوڑی کا نہیں رہنے دیں گے۔ تمہاری ساری شہرت خاک میں مل جائے گی اور جتنی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں وہ دھری کی دھری رہ جائیں گی۔"

سونیا یہ کہہ کر چلی گئی۔ تیج پال سکتے کے عالم میں اپنی جگہ بیٹھا رہ گیا۔

O☆O

ثانی اور پارس کے لیے راوی عیش و آرام لکھ رہا تھا۔ وہ جھیل کے کنارے والے ایک کاٹیج میں دن رات گزار رہے تھے۔ کبھی شاپنگ کے لیے جاتے تھے کبھی کسی پلے لینڈ میں جاکر بچوں کی طرح ہنستے کھیلتے رہتے تھے۔ ایسے وقت انہیں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اندر سے کتنے خطرناک ہیں۔

ان کا خاندان ایسا تھا کہ ان کے ہاں دوستوں کی تعداد کم ہوتی رہتی تھی اور دشمنوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ کوئی بھی دشمن کہیں سے بھی کسی بھی طرح چھپ کر انہیں گولی مار سکتا تھا لیکن گولی مارنے سے پہلے انہیں محتاط رہنا پڑتا تھا کہ جسے وہ ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ وہی ہیں یا بہروپیے ہیں کیونکہ کئی بار مجھے اور میرے بیٹوں کو ہلاک کرنے کے بعد پتا چلا کہ ہم زندہ ہیں پھر یہ کہ وہ اتنی آزادی سے اپنی اصلی چہرے کے ساتھ کاٹیج سے باہر نہیں جاتے تھے ایسے میں دشمنوں کے لیے معما بن جاتے تھے کہ وہ اصلی ہیں یا بہروپیے؟

اس رات وہ ایک بیڈ پر ایک کمبل لپیٹے لیٹے ہوئے تھے اور پیار و محبت کی باتیں کررہے تھے۔ اچانک ہی انہیں احساس ہوا کہ کوئی خطرہ ہے۔ واقعی خطرہ سر پر آپہنچا تھا۔ ایک دھڑاکے سے دروازہ یوں کھلا جیسے لات مار کر کھولا گیا ہو پھر کئی مسلح افراد دندناتے ہوئے بیڈ روم میں چلے آئے اور اس بیڈ کو چاروں طرف سے گھیرلیا۔ وہ دونوں اسی طرح بیڈ پر کمبل اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔

پارس نے ثانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمہارے میکے والے یہاں آئیں گے؟"

وہ بولی "بکواس مت کرو۔ یہ میرے نہیں تمہارے میکے والے ہیں۔"

وہ بولا "تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ مرد کا میکا نہیں ہوتا۔ مرد کا میکا اور بیکا ہوتا ہے یعنی ماں بھی ہوتی ہے اور باپ بھی ہوتا ہے۔ جو عورت بیاہ کرلائی جاتی ہے اس کی نہ ماں ہوتی ہے نہ باپ ہوتا ہے اس لیے وہ کبھی کبھی ان سے ملنے کے لیے اپنے میکے جاتی ہے کبھی تم نے سنا ہے کہ کوئی شوہر اپنے میکے گیا ہو؟"

ایک قد آور شخص تالیاں بجاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا پھر بولا "بھئی فرہاد علی تیمور کے خاندان والوں کی تعریف کرنا چاہیے۔ چاروں طرف موت ہے اور وہ اپنی باتوں میں مگن ہیں اور ..... باتیں بھی ایسی کررہے ہیں کہ ہم انہیں ہلاک کرنے نہیں بلکہ مذاق کرنے آئے ہوں۔"

ثانی نے پارس سے کہا "لو تمہارا بیکا سوٹ پہن کر آیا ہے۔"

"اے' بکواس مت کر۔ تو جانتی نہیں ہے میں کون ہوں۔ اب میں وہ پہلے والا گرو گھنشام نارنگ نہیں ہوں۔ صرف گھنشام نارنگ ہوں۔ سونیا نے میری بیٹی کو بری طرح ہلاک کرکے میرے انتقامی جذبے کو للکارا ہے۔ اب میں اس کے خاندان کے ایک ایک فرد کو چن چن کر قتل کروں گا اور اسے اپنے سامنے آکر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کروں گا۔"

پارس نے کہا "یہ بیکا بڑا بکواسی ہے۔ جب ہم مرجائیں گے تو پھر ہم اپنی سونیا مما کو گھٹنے ٹیکتے ہوئے کیسے دیکھیں گے۔ کیا یہ اس وقت تک ہمیں زندہ رہنے دے گا؟"

"میں جب موت بن کر آتا ہوں تو پھر کوئی زندہ نہیں رہتا۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا "انہیں گولیوں سے بھون ڈالو۔"

ان کے بیڈ کے تین طرف مسلح افراد کھڑے تھے۔ حکم ملتے ہی انہوں نے تڑاتڑ گولیاں چلائیں۔ پورے بستر پر اور کمبل پر سوراخ ہوتے چلے گئے۔ خون ابلتا چلا گیا۔ گویا کہ وہ بستر خون سے نہلا دیا گیا۔ جب فائرنگ ختم ہوئی تو ثانی نے ذرا سا سر اٹھا کر دیکھا پھر پارس سے پوچھا "کیا یہ ہم دونوں کا خون بہہ رہا ہے؟"

گرونارنگ حیرانی سے منہ کھول کر ان دونوں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے نہیں' کھلے ہوئے منہ سے دیکھ رہا ہو۔

گرونارنگ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ بستر پر لیٹے ہوئے ثانی اور پارس اپنے تین اطراف سے درجنوں گولیاں کھانے کے باوجود زندہ ہیں جب کہ پورا بستر خون سے بھر گیا تھا۔ وہ دونوں کمبل اوڑھے لیٹے تھے۔ اس کمبل میں بھی بے شمار گولیوں کے سوراخ ہوگئے تھے۔ کمبل سے باہر نکلے ہوئے دونوں کے سر اور چہرے سلامت تھے اور وہ دونوں سر ایک دوسرے سے باتیں کررہے تھے۔

گرونارنگ کے ساتھ آنے والے کئی مسلح افراد میں سے ایک نے آگے بڑھ کر ان پر سے خون آلود کمبل کو ہٹایا تو پتا چلا کہ بستر پر تکیے وغیرہ اس طرح رکھے ہوئے تھے جیسے کمبل کے نیچے ان دونوں کے جسم ہوں جب کہ دونوں جسم بستر کے نیچے تھے۔ وہ فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ صرف ان کے سر بستر کے اوپر تکیے سے ٹکے ہوئے تھے۔

گرونارنگ نے گرج کر کہا "مجھے چالاکی دکھا رہے ہو؟ اب کیسے بچو گے؟ ان دونوں کے چہروں پر گولیاں برساؤ۔"

اس کے حکم کے مطابق تین اطراف سے مسلح افراد نے تڑاتڑ فائرنگ کی۔ بے شمار گولیاں ثانی اور پارس کے چہروں کے آس پاس اور اوپر کی طرف سوراخ بناتی گئیں۔ کئی چھوٹی گیند جیسے غباروں میں بھرا ہوا سرخ رنگ پھٹ کر بہنے لگا۔ وہ گرج کر بولا "تم لوگ کیسے گن مین ہو۔ ان میں سے کسی کے چہرے پر گولی نہیں مار سکتے؟"

ایک مسلح جوان نے کہا "فائرنگ ہاتھوں سے بعد میں اور دماغوں سے پہلے کی جاتی ہے۔ ہمارے دماغوں پر ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلط ہیں۔"

دوسرے نے کہا "وہ ہمیں صحیح ٹارگٹ پر گولی مارنے نہیں دے رہے ہیں۔"

پھر سب نے اپنی اپنی گنوں کا رخ گرونارنگ کی طرف کیا اور کہا "ہم مجبور ہیں۔ ہمارا صحیح ٹارگٹ تم ہو۔"

اس نے پریشان ہوکر اپنے تمام گن مینوں کو دیکھا۔ ثانی اور پارس پلنگ کے نیچے سے نکل آئے۔ ثانی نے کہا "گرو مہاراج' اب کوئی منتر پڑھو۔ تمہیں ہماری موت کا اتنا یقین تھا کہ خود ہاتھ میں ہتھیار لے کر نہیں آئے۔ ہتھیار والوں کو لے کر آگئے۔"

پارس نے کہا "حسین ہوتے تو آنکھ مارتے' ہم مرجاتے۔ تمہاری آتما ٹیلی پیتھی نے یہ نہیں بتایا کہ یہاں ہمارے جتنے کاٹجز ہیں' ان کے احاطے میں دشمن قدم رکھے تو بابا صاحب کے ادارے میں خطرے کی گھنٹی بج جاتی ہے اور کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے چشم زدن میں یہاں پہنچ جاتے ہیں۔"

ثانی نے کہا "ویسے آج دوپہر کو جب تم طیارے سے اتر کر ایئرپورٹ کی عمارت میں آئے تو ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک جاسوس نے تمہارے خاص چیلے کے خیالات پڑھ لیے تھے۔ تم دوپہر سے ہی ہمارے ٹارگٹ پر تھے۔"

"اب بتاؤ' ہماری جان کے دشمن بن کر کیوں آئے ہو؟"

وہ خاموشی سے انہیں گھور کر دیکھتا رہا اور سوچتا رہا۔ ثانی نے کہا "یہ کیا بتائے گا؟ ہماری مما نے اس کی بیٹی نیلماں کا قیمہ بنادیا ہے۔ اب یہ انتقام لینے بھارت سے یہاں آیا ہے۔"

"میں جو ارادہ کرلیتا ہوں' اسے ضرور پورا کرتا ہوں۔ میں انتقام لینے کے لیے صرف سونیا کو ہلاک کروں گا تو میرے دل کی بھڑاس نہیں نکلے گی۔ میں تم دونوں کو' فہمی اور علی کو پھر پورس اور فرہاد کو باری باری ہلاک کرتا جاؤں گا تو سونیا بے بسی سے اپنا سر پیٹ پیٹ کر میرے قدموں میں آئے گی۔"

پھر وہ تمام مسلح افراد سے بولا "میرا نشانہ لیے کیوں کھڑے ہو۔ میں حکم دیتا ہوں مجھ پر گولیاں چلاؤ۔ میرے جسم کو گولیوں سے چھلنی کردو۔ کم آن..... فائر....."

ان سب نے بیک وقت فائر کیے۔ تڑاتڑ کی آوازوں کے ساتھ اس کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کرنے لگے۔ وہ گولیاں کھاتا ہوا' قہقہے لگاتا ہوا فرش پر گرتے ہی مرگیا۔ اس کے چند سیکنڈ بعد ہی ایک گن مین نے ثانی پر گولی چلائی۔ پارس اسے لیتے ہوئے فرش پر گر پڑا۔ گرونارنگ اپنی آتما شکتی سے جسم بدل کر اس گن مین کے اندر آگیا تھا۔ دوسرے شخص نے اس گن مین کو گولی ماری۔ وہ گولی کھاتے ہی گر پڑا۔ ایک گولی سے ہی مرگیا لیکن چند سیکنڈ بعد وہ دونوں محتاط ہوچکے تھے۔ سمجھ گئے تھے کہ گرونارنگ کی آتما جسم بدلتی جارہی ہے۔

میں' سونیا' فہمی اور علی اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کے ساتھ تھے۔ ابھی خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے۔ ہمارے سراغ رساں وہاں کے ایک ایک گن مین کے دماغ میں محتاط تھے۔ ان میں سے جس کے اندر گرونارنگ کی آتما جاتی اور حملہ کرنا چاہتی' اس سے پہلے ہی اس گن مین کو ماردیا جاتا تھا۔

اس طرح گرونارنگ کے جسم کے علاوہ پانچ مسلح افراد کے جسم بھی مردہ ہوگئے تھے۔ اس حساب سے گرونارنگ کی آتما چھ جسموں میں رہ کر نکل گئی تھی۔ اب ساتویں اور آخری جسم میں اس آتما کو جانا تھا یعنی ساتویں کے بعد اب بدلنے کے باعث اس کی آتما شکتی بھی کمزور پڑگئی تھی۔ اب اسے بھی نیلماں کی طرح آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے ایک خاص مدت تک تپسیا کرنا ضروری تھا۔

گرونارنگ انتقام لینے کے غصے میں جلدی جلدی جسم تبدیل کرتے وقت یہ خیال نہ رکھ سکا کہ وہ اپنا ہی نقصان کررہا ہے پھر عقل آئی کہ یہاں ایک گن مین سے دوسرے گن مین کے جسم میں جاتا رہے گا تو آتما شکتی بالکل ہی ختم ہوجائے گی۔ اس نے وہاں چھ لاشوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب وہ آخری بار ہی کسی ایک کے جسم میں جاسکتا ہے اور وہاں کسی کے اندر جائے گا تو پھر مارا جائے گا۔

اس بار اس کی آتما فرار ہوکر پہلے ایک اسپتال میں پہنچی تاکہ

مردہ خانے میں رکھے کسی مردے کے جسم میں داخل ہو جائے لیکن وہاں کے مردہ خانوں میں تابوت نما لوہے کی الماری کی درازوں میں لاشیں رکھی جاتی تھیں اور انہیں لاکڈ رکھا جاتا تھا۔

پھر وہ چشم زدن میں ایک قبرستان کے اندر آیا۔ وہاں ایک جگہ سوگوار افراد کی بھیڑ تھی۔ ایک تابوت کا اوپری حصہ اٹھا کر لاش کے سینے پر صلیب کا نشان رکھا جا رہا تھا۔ ایسے ہی وقت اس لاش نے آنکھیں کھول دیں۔

جو چند لوگ تابوت پر جھکے ہوئے تھے' وہ دہشت سے چیخیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے۔ لاش تابوت کے اندر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے پر دور تک کھڑے ہوئے لوگوں کو پتا چلا کہ چند لوگوں نے چیخیں کیوں ماری تھیں اور وہ خوف زدہ ہو کر ذرا دور جا کر حیرانی سے اسے تکنے لگے۔

گرو نارنگ تابوت کے اندر بیٹھے بیٹھے سر گھما کر چاروں طرف دور کھڑی ہوئی عورتوں اور مردوں کو دیکھنے لگا۔ وہ کسی کو نہیں جانتا تھا اور وہ تمام لوگ اسے جانتے ہوئے بھی نہیں جانتے تھے کہ اس عیسائی کے اندر ہندو کی آتما سمائی ہوئی ہے۔ سیاہ لباس میں دور کھڑی ہوئی ایک گوری چٹی حسینہ نے دونوں بازو پھیلا کر کہا "ایمون! مائی ڈیئر ایمون! تم زندہ ہو؟ ڈاکٹر کی رپورٹ غلط تھی۔"

ڈاکٹر کے حوالے سے دوسروں کو حوصلہ ہوا کہ ایمون کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔ شاید عارضی طور پر سانس رک گئی ہو یا ڈاکٹروں نے سمجھنے میں غلطی کی ہو۔ ایک پولیس آفیسر نے بھیڑ سے نکل کر آگے آ کر ریوالور سے نشانہ لیا پھر للکارتے ہوئے کہا "خبردار! جیل سے فرار ہوتے وقت میں نے ہی تمہیں گولی ماری تھی ورنہ تم مجھے مار ڈالتے۔ اب فرار نہیں ہو سکو گے۔"

وہ سیاہ لباس والی حسینہ دوڑتے ہوئے گرو نارنگ کے آگے ڈھال بن کر بولی "آفیسر! میرا ایمون مریض ہے۔ آپریشن کے بعد ٹانکے لگائے گئے ہیں' یہ کہیں نہیں جائے گا۔ میں اسے اسپتال لے جاؤں گی۔"

ان کی باتوں کے دوران میں نارنگ ان کے خیالات پڑھ رہا تھا پھر اس نے پولیس آفیسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ افسر نے اپنا ریوالور اس کی طرف اچھال دیا۔ نارنگ نے ریوالور کیچ کر کے تابوت سے باہر آ کر کہا "آفیسر' میرے آگے چلو۔ میں پیچھے موت کی طرح چلوں گا۔ باقی تمام لوگ یہاں کھڑے رہیں۔"

وہ حسینہ کا بازو تھام کر بولا "کم آن روزی! یہ قانون کے محافظ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اے آفیسر! فوراً یہاں سے چلو۔"

قبرستان میں کھودی ہوئی قبر خالی رہ گئی۔ جیسے جسم سے جان نکلتی ہے' ویسے ہی تابوت سے لاش نکل کر جانے لگی۔ اسے لانے والے لوگ اپنی اپنی جگہ سہمے کھڑے رہے۔ وہ جانتے تھے کہ ایمون گارسن کتنا خطرناک مجرم ہے۔ کوئی اسے روکنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ انڈر گراؤنڈ کے جتنے مجرم اس کی آخری رسومات میں آئے تھے' وہ اندر سے خوش تھے۔ گرو نارنگ نے پولیس کے ایک بڑے آفیسر کو یرغمال بنا رکھا تھا۔

ہم فی الحال یہ نہیں جان سکتے تھے کہ اس کی آتما کہاں گئی ہے؟ جس کے بھی جسم میں جائے گی اس کا لب ولہجہ اختیار کرے گی اور نارنگ چاہے گا تو اس لب ولہجے کو بھی بدل دے گا۔ اب تو اس کی یہی کوشش ہو گی کہ وہ نیلماں کی طرح کہیں دور ویرانے میں روپوش رہ کر تپسیا کرے اور دوبارہ آتما شکتی حاصل کرے۔

سونیا نے کہا "یہ آخری خطرناک جادوگر اور ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا ہے۔ نیلماں کی طرح اسے بھی کہیں روپوش رہنے کا موقع نہ دیا جائے۔"

میں نے کہا "ہم سب کو یہاں کے مختلف اسپتالوں اور مردہ خانوں میں جانا چاہیے۔ نارنگ وہیں سے کوئی آخری جسم حاصل کرے گا۔"

ہمارے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف اسپتالوں اور مردہ خانوں میں جانے لگے۔ ہر اسپتال کے عملے کے متعلقہ افراد کے خیالات پڑھنے لگے پھر ہمیں خیال آیا' وہ کسی تازہ لاش کے اندر جانے کے لیے قبرستان بھی جا سکتا ہے۔ ہم نے پیرس کے کئی قبرستانوں میں فون کے ذریعے وہاں کے منتظمین کی آوازیں سنیں پھر ان کے دماغوں میں گئے۔ تب معلوم ہوا کہ ایک خطرناک مجرم ایمون گارسن جو اسپتال میں آپریشن کی ناکامی کے باعث مر گیا تھا' وہ اچانک زندہ ہو گیا ہے اور اپنی محبوبہ روزی کے ساتھ ایک پولیس آفیسر کو گن پوائنٹ پر لے گیا ہے۔

سونیا نے کہا "روزی یا اس پولیس آفیسر کی آوازوں اور لب ولہجے کو سننا ہو گا۔ ہم ان کے دماغوں میں رہ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ نارنگ کہاں ہے؟ اور آئندہ روپوش رہنے کے لیے کہاں جانے والا ہے؟"

اس افسر کا نام اور پتا معلوم کرنا مشکل نہیں تھا۔ پچھلے دن کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ایمون گارسن نامی خطرناک مجرم جیل سے فرار ہو گیا تھا۔ ایک ڈی آئی جی سائمن سانو نے پولیس پارٹی کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ ایمون گارسن سے کاؤنٹر فائرنگ ہونے لگی۔ ڈی آئی جی سائمن سانو نے ایمون گارسن کو گولی مار دی۔ گولی کھانے کے بعد بھی وہ زندہ رہا۔ اس کے جسم سے گولی نکالنے کے لیے اسپتال پہنچایا گیا۔ گولی تو نکل گئی لیکن وہ مر گیا۔

اس طرح ڈی آئی جی سائمن سانو کا پتا اور فون نمبر مل گئے۔ اس نمبر پر رابطہ کیا گیا تو پتا چلا "ڈی آئی جی کا موبائل فون بند ہے۔ دوبارہ اس کے دفتر میں فون کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پیرس کے ایک قبرستان سے ایک کلو میٹر دور سڑک کے کنارے اس کی لاش پائی

گئی ہے۔

نارنگ کو اس پولیس آفیسر سے خطرہ تھا۔ اس لیے... اس نے اسے گولی مار کر سڑک کے کنارے پھینک دیا تھا۔ روزی ابھی کام آنے والی تھی۔ اس کے ذریعے وہ اپنے موجودہ بہروپ ایمون گارسن کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا اور روزی پیرس جیسے بڑے شہر میں اس کی گائیڈ بن کر رہ سکتی تھی۔

قبرستان کے دفتر میں روزی نے ایمون کی کزن کی حیثیت سے رجسٹر میں اپنا نام' پتا اور فون نمبر لکھایا تھا۔ اس کے فون پر رابطہ کیا گیا۔ اس کی ایک ملازمہ نے کہا "میڈم قبرستان گئی ہے' ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔"

سونیا نے ملازمہ کو اس بات پر مائل کیا کہ وہ روزی کے باس سے رابطہ کر کے اس کے بارے میں پوچھے کہ وہ اب تک کیوں واپس نہیں آئی ہے۔

روزی ایک نائٹ کلب کے قمار خانے کی ٹوکن ڈیلر تھی۔ وہاں جوا کھیلنے والوں کو فرانسیسی فرانک یا ڈالر کے حساب سے ٹوکن دیا کرتی تھی کیونکہ جوا کھیلتے وقت میز پر نقد رقم نہیں ٹوکن رکھے جاتے تھے۔

باس نے فون پر ملازمہ سے کہا "اپنی میڈم کی فکر نہ کرو۔ وہ اپنی ڈیوٹی پر ہے۔"

باس جھوٹ کہہ رہا تھا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے ایک شخص نے فون پر بتایا ہے کہ ایمون گارسن مردہ نہیں زندہ ہے۔ ایک ڈی آئی جی کو یرغمال بنا کر روزی کے ساتھ گیا ہے۔ پولیس والے جانتے ہیں کہ روزی' ایمون گارسن کی داشتہ ہے۔ اس لیے وہ اسے اپنے کلب میں نہیں لے جائے گی۔ اسے انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر کے پاس پہنچائے گی۔

سونیا نے روزی کے باس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ باس کا نام شوانزر کلے تھا۔ اس نے سونیا کی مرضی کے مطابق فون کے ذریعے گاڈ فادر کے سیکریٹری سے کہا "گاڈ فادر سے کہو شوانزر بات کرنا چاہتا ہے۔"

سیکریٹری نے کہا "آپ فون بند کر دیں۔ پہلے میں معلوم کرتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ اور کس نمبر پر ملیں گے۔ آپ پندرہ منٹ کے بعد فون کریں۔"

شوانزر نے فون بند کر دیا۔ سونیا اس سیکریٹری کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ ایک کمپیوٹر کو آپریٹ کر رہا تھا۔ کمپیوٹر نے بتایا کہ گاڈ فادر اس وقت ایک چرچ میں ہے۔ وہ صرف مجرموں کا گاڈ فادر ہی نہیں ایک بڑے چرچ کا راہب وفادر بھی تھا۔ پوری سوسائٹی میں بہت ہی معزز اور محترم کہلاتا تھا۔ کسی اہم موقع پر خفیہ اڈے میں جاتا تھا ورنہ چرچ کی ایک رہائش گاہ میں رہتا تھا۔ وہاں کی راہبہ اور راہب بھی اس کے آلۂ کار تھے۔ اس کی غیر موجودگی میں چرچ کے انتظامات سنبھالتے تھے۔

گاڈ فادر نے اپنی سیکریٹری سے کہا "شوانزر سے کہو روزی اب ایمون گارسن کے ساتھ مصروف رہے گی۔ اس کی فکر نہ کرے۔ روزی کے علاوہ کوئی دوسری اہم بات ہو تو ہم سے کرے۔"

وہ جانتے تھے کہ اب پیرس کی پولیس اور انٹیلی جنس والے روزی اور ایمون گارسن کو پورے شہر میں ڈھونڈتے پھریں گے۔ یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ وہ ایک بڑے چرچ کی ایک رہائش گاہ میں روپوش رہنے کے لیے روزی کے ساتھ آ رہا ہے۔

سونیا نے مجھ سے کہا "وہ گاڈ فادر بہت ہی چالاک ہے۔ ایک بڑے چرچ کا فادر ہے۔ نارنگ اسی چرچ کی ایک رہائش گاہ میں روپوش رہے گا۔ قانون کے محافظ کبھی یہ نہیں سوچیں گے کہ ایک خطرناک مجرم وہاں چھپا رہتا ہے۔"

میں نے کہا "ابھی اسے وہاں پہنچنے دو۔ ہم گاڈ فادر کے دماغ میں رہ کر معلوم کریں گے کہ نارنگ ان کی انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا میں شامل کیسے ہو گا۔ کیا وہاں بھی گاڈ فادر سے برتر رہنے کے لیے اپنے طور پر چالیں چلے گا۔"

"ٹھیک ہے' ہم انتظار کرتے ہیں لیکن میں اسے دوبارہ آتما شکتی حاصل نہیں کرنے دوں گی۔"

کچھ دیر بعد وہ روزی کے ساتھ گاڈ فادر کے چرچ والی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ گاڈ فادر نے پوچھا "کیا تم محتاط تھے؟ کسی نے یہاں تک تعاقب تو نہیں کیا ہے؟"

"میں بہت محتاط ہوں۔ مجھ سے زیادہ ایمون چالاک ہے۔ اس نے ڈی آئی جی کو گولی مار کر کار کے باہر پھینک دیا پھر آگے جا کر وہ کار چھوڑ دی۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر آدھے گھنٹے تک دیکھتے رہے کوئی دشمن ہمارے پیچھے نہیں تھا۔ ہم نے وہ ٹیکسی بھی چھوڑ دی اور پانچ کلو میٹر تک پیدل چلتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔"

"شاباش! اب کوئی ایمون گارسن تک نہیں پہنچ پائے گا۔"

وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ گاڈ فادر نے ایک راہبہ کو بلا کر کہا "ہمارے لیے کافی لاؤ۔ ایمون بھوکا ہو گا۔ بولو ایمون' کیا کھانا پسند کرو گے۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔ صرف کافی پیوں گا۔"

راہبہ چلی گئی۔ گاڈ فادر نے کہا "تم مفرور قیدی ہو۔ آزادی سے باہر جانے کے لیے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرا لو۔"

نارنگ نے کہا "ہاں چہرہ تو تبدیل کروں گا لیکن مجھے مفرور قیدی نہ کہو' وہ تو مر چکا ہے۔ میں تو اس کے تابوت سے فرار ہو کر آیا ہوں۔"

"یہ میں پوچھنا بھول گیا کہ تم اسپتال سے قبرستان تک مردہ کیسے ظاہر ہوتے رہے؟"

"میں گھنٹوں سانس روک کر خود کو مردہ ثابت کر سکتا ہوں اور یہ تماشا آج بہت سے لوگ دیکھ چکے ہیں۔"

"تم بڑے کام کے آدمی ہو۔ اتنے دلیر ہو کہ جیل سے بھی فرار ہوئے' تم میں اتنی قوت برداشت ہے کہ گولی کھا کر بھی آپریشن کی تکلیف برداشت کی اور گھنٹوں سانس روکے رہے۔"

"جو گولی لگی جو آپریشن ہوا اور آپریشن کے بعد جو ٹانکے لگائے گئے' وہ سب قبرستان تک تھے۔ اب نہ کوئی ریوالور کی گولی کی تکلیف ہے اور نہ میرے جسم میں کوئی ٹانکوں کا نشان ہے۔"

روزی نے پوچھا "ایمون! کیسی باتیں کر رہے ہو؟ تمہارے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ گولی نکالنے کے بعد وہاں ٹانکے لگائے گئے تھے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر اپنی شرٹ اوپر اٹھا کر پیٹ دکھاتے ہوئے بولا "کہاں ہیں ٹانکوں کے نشانات؟"

روزی اور گاڈ فادر نے حیرانی سے دیکھا۔ نارنگ نے کہا "مجھے بندوق کی گولی بھی نہیں مار سکتی۔"

ثانی اور پارس کے کاٹیج میں اس کا جسم اس لیے مردہ ہو گیا تھا کہ بیک وقت کئی گولیاں ماری گئی تھیں اور اسے ایک بھی گولی نکالنے کی مہلت نہیں ملی تھی پھر اس نے سوچا کہ پہلے جسم بدل کر ثانی اور پارس کو ہلاک کیا جائے لیکن پانچ جسم بدلنے کے باوجود وہ انہیں ہلاک نہیں کر پایا تھا۔ آخر اپنی سلامتی کے لیے ایمون گارسن کے جسم میں آکر پناہ لے لی تھی۔

گاڈ فادر نے حیرانی سے پوچھا "کیا تم جادو جانتے ہو؟"

"مردہ جب دوبارہ سانسیں لے کر زندہ ہوتا ہے تو ایسا عجوبہ بن جاتا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر مجھے سمجھنا ہو تو سب سے پہلے کسی ماہر کو بلا کر میرا چہرہ تبدیل کراؤ۔"

"ہاں ضرور' ابھی فون کرتا ہوں۔ میں تمہیں اپنا خاص ماتحت بنا کر رکھوں گا۔ پولیس اور سراغ رسانوں کا سایہ بھی نہیں پڑنے دوں گا۔"

گاڈ فادر فون کے ذریعے ایک ماہر پلاسٹک سرجن سے رابطہ کرنے لگا۔ نارنگ جو مہا گرو گھنشام نارنگ کہلاتا تھا' وہ بھلا کسی کا ماتحت بننا پسند کر سکتا تھا؟ اس نے دل میں کہا "الو کے پٹھے! مجھے ذرا حفاظتی انتظامات کر لینے دو پھر میں بتاؤں گا کہ یہ نارنگ ہمیشہ برتر رہنے اور دوسروں کو پیروں تلے کچلنے کے لیے پیدا ہوا ہے۔"

گاڈ فادر نے جس ماہر پلاسٹک سرجن سے رابطہ کر کے اسے فوراً اپنے تمام سامان کے ساتھ آنے کا حکم دیا۔ اس کے دماغ پر ہمارا ایک سراغ رساں حاوی ہو گیا۔ میں نے پلاسٹک سرجری کا ضروری سامان لیا پھر سونیا سے کہا "میں سرجری کے لیے جا رہا ہوں۔ اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھ رہا ہوں کہ وہ ہزار چالیں چل کر بھی دوبارہ آتما شکتی کے لیے کہیں بھی جا کر تپسیا نہیں کر سکے گا۔"

○☆○

جینی اور پورس تل ابیب گئے تھے۔ تیج پال اپنے دو ماتحتوں کے ساتھ ان کے تعاقب میں تھا۔ سونیا اپنے ایک سراغ رساں ماتحت کے ساتھ پیرس جانے والے طیارے میں اسے بھٹکا کر لے آئی تھی۔ وہ اس طویل سفر میں سونیا کو جینی اور اس کے ماتحت سراغ رساں کو پورس سمجھتا رہا۔ اس نے ڈمی پورس بننے والے سراغ رساں کو ہلاک کرنے کے لیے ایک زہریلا مشروب پلانا چاہا۔ نتیجے میں خود اس کا اپنا ماتحت وہ مشروب پی کر مر گیا۔

پیرس پہنچنے سے پہلے ہی سونیا نے اپنی چالبازی سے تیج پال کو یہ جتا دیا کہ نہ وہ جینی اور پورس ہیں اور نہ ہی ٹیلی پیتھی جیسا علم جانتے ہیں۔ اب تک دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر انہیں میک اپ کرنے اور جینی اور پورس کی ایکٹنگ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ تیج پال سکتے میں بیٹھا تھا۔ اس کے پاس سی آئی اے والوں کے افراد کی کار آکر رکی۔ انہیں اور دوسری ایجنسی والوں کو... بھی ائرپورٹ کے کمپیوٹر اور دوسرے ذرائع سے معلوم ہو چکا تھا کہ اس طیارے سے تیج پال آرہا ہے۔ ان کے افسران بھی اس کے استقبال کے لیے آئے تھے۔ ان سب نے کہا "ہم جانتے ہیں کہ آپ یہاں سی آئی اے کے خاص مہمان ہیں۔ ہم آپ کے فون کا انتظار کریں گے۔"

وہ ان سے کسی وقت ملاقات کرنے کا وعدہ کر کے سی آئی اے کے ایک آرام دہ بنگلے میں رہائش کے لیے آیا۔ وہاں ڈنر کے وقت اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں ہیڈ کوارٹر سے جینی اور پورس کے سلسلے میں مکمل رپورٹس مل چکی ہیں۔ ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ پہلی بار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سامنا کر رہے ہیں۔"

"ہاں جب نیلماں زندہ تھی تو بھارت میں تنہا میرے ہاتھ آگئی تھی۔ میں ..... دہلی کے ذاتی بنگلے میں لے جا کر اپنے ایک ماہر ہپناٹائز کرنے والے کے ذریعے اسے اپنی معمولہ بنانا چاہتا تھا۔ ایسے وقت مجھ سے جو بڑی غلطی ہوئی' وہ یہ ہے کہ میں نے اس کے مخالفین کو نظرانداز کیا۔ پارس اور پورس بھی نیلماں کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ مختصر یہ کہ ان دونوں کے علاوہ گرو نارنگ بھی ہمارے درمیان آگیا۔ تب سے میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے نجات پاتا ہوں تو دوسرے کے زیر اثر آجاتا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا اب بھی آپ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کے زیر اثر ہیں؟"

"آپ انجان بن کر یہ سوال کر رہے ہیں۔ آپ کے اٹھارہ روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے اب سولہ رہ گئے ہیں۔ ان سولہ میں سے کسی نے مجھے اپنے زیر اثر رکھا ہے۔"

"میں نے سنا ہے کہ جس پر تنویمی عمل کیا جاتا ہے' اسے کبھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر عمل کیا گیا ہے اور اس کا عامل کون ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا کہ ان سولہ میں سے عامل کون ہے؟ لیکن سی آئی اے ہیڈ کوارٹر کے اعلیٰ افسر نے بتایا ہے کہ اب میرے اندر کی باتیں چھپی نہیں رہیں گی۔ انہیں معلوم ہے کہ میرے اندر الپا آتی تھی' وہ مجھے بہکا رہی تھی کہ میں کسی طرح تل ابیب آجاؤں تو وہ میرے دماغ کو بھی اپنی طرح مردہ بنا دے گی پھر کوئی دشمن میرے

دماغ کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ڈھونڈ نہیں سکے گا۔"

"آپ تو الپا کی مکاریوں کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔"

"وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مکار ہیں جو دھوکے سے کسی کے دماغ پر قبضہ جماتے ہیں۔"

"یعنی آپ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی مکار اور دھوکے باز کہہ رہے ہیں۔"

"کیا یہ سچ نہیں ہے؟"

"میرا خیال ہے۔ اس موضوع پر باتیں کی جائیں گی تو تلخی پیدا ہوگی۔ میں ایک انفارمیشن دے رہا ہوں۔ ایک گھنٹا پہلے ایک فیکس موصول ہوا تھا اس میں لکھا تھا کہ جینی اور پورس تل ابیب پہنچ گئے ہیں۔"

"واقعی وہ بہت چالاک ہیں۔ میں سمجھتا رہا کہ امریکا میں بڑی بڑی واردات کرنے کے بعد وہ بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے اور اس کے لیے وہ پیرس جانے والے کسی طیارے میں سفر کریں گے۔ نیویارک ائرپورٹ پر بھی ڈمی بننے والی جینی نے ایب نارمل حرکتیں کیں اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ زندگی میں پہلی بار دھوکا کھا گیا۔"

"ہم کچھ اور سوچ رہے ہیں۔"

"وہ کیا؟"

"الپا چاہتی تھی کہ آپ جینی اور پورس کا تعاقب کرتے ہوئے تل ابیب آئیں پھر وہ وہاں آسانی سے آپ کو ٹریپ کر لے گی۔"

وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا ہم غلط سوچ رہے ہیں؟"

"نہیں۔ یہ درست ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے' جینی اور پورس کو میرے تعاقب کا علم نہ ہو لیکن الپا میرے دماغ میں آتی ہے تو مجھے اس کی سوچ کی لہریں محسوس نہیں ہوتیں۔"

"آپ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیوں نہیں کر سکتے ہیں؟"

"ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے میرے ایک پرانے سابقہ لب و لہجے کو میرے دماغ پر نقش کیا ہے۔ یہ لب و لہجہ وہ بھی جانتی ہے اس لیے چوری چھپے میرے اندر آجاتی ہے۔"

"پھر تو تصدیق ہو جاتی ہے کہ الپا آپ کو تل ابیب لے جانا چاہتی تھی۔"

"یہ ہو سکتا ہے لیکن بعد میں جینی' پورس یا ان کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو معلوم ہو گیا ہو کہ میں جینی اور پورس کے تعاقب میں ہوں اس لیے الپا نے جس عورت مرد کو ڈمی جینی اور پورس بنایا تھا' ان دونوں میاں بیوی کے دماغوں پر فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے حاوی ہو گئے ہوں اور تنہا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا ان کے مقابلے میں پسپا ہو گئی ہو۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔ الپا کی ایسی حرکتوں سے فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کے ذہن میں کس لب و لہجے کو نقش کیا گیا ہے۔"

تیج پال نے پریشان ہو کر کہا "میں انجان ہوں اور نہ جانے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دماغ میں ڈیرہ ڈالتے جا رہے ہیں۔"

"آپ کو اس پہلو پر اچھی طرح غور کرنا اور مخالفین سے نجات حاصل کرنے کی تدبیر کرنا چاہیے۔"

"ہوں' اب تو میں کچھ نہ کچھ کروں گا ورنہ یہ پریشانی میری ذہانت کو کھا جائے گی کہ میں بے شمار انجانے دشمنوں کے نرغے میں ہوں اور میرے اندر کا کوئی اہم راز اب راز نہیں رہا کرے گا۔"

کھانے کے بعد اعلیٰ افسر نے کہا "پیرس کی سیر کرو۔ ذرا رنگ رلیاں مناؤ۔ تمہارا دل بھی بہلتا رہے گا اور تمہیں کھلے ذہن سے کوئی اچھی تدبیر سوچنے کا موقع بھی ملے گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ آپ ہمارے آدمیوں کو فون کر دیں کہ میں آدھے گھنٹے بعد یہاں سے نکلنے والا ہوں۔ وہ سب مجھ سے دور ہی دور رہ کر میری نگرانی کرتے رہیں۔ میرے ساتھ امریکا سے جو ماتحت آیا تھا' اس کا موبائل فون نمبر مجھے معلوم ہے۔ میں اسی کے ذریعے دوسرے ماتحتوں کو ضرورت کے وقت قریب بلاؤں گا۔"

اعلیٰ افسر فون کرنے لگا۔ تیج پال لباس تبدیل کرنے دوسرے کمرے میں چلا گیا پھر آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں اس بنگلے سے نکلے۔ اعلیٰ افسر اپنی کار میں چلا گیا۔ تیج پال سی آئی اے والوں کی نئی شاندار کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا۔ پیرس کی ایک شاہراہ پر مخصوص رفتار سے ڈرائیو کرنے لگا پھر اس نے عقب نما آئینے میں دیکھنے کے بعد موبائل فون کے ذریعے اپنے ماتحت سے پوچھا "کیا ہمارے آس پاس دوسرے ماتحت ہیں؟"

"یس سر! وہ کسی کو شبہ کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔"

"کیا ہمارے ماتحتوں کی کسی گاڑی کا نمبر PRS3202 ہے؟ اس کا رنگ سفید ہے۔"

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں سر۔"

اس نے تھوڑی دیر بعد کہا "نو سر! ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کی گاڑی کا یہ نمبر نہیں ہے۔"

"سب ہی کو اطلاع دو۔ یہ کار بنگلے سے میرے تعاقب میں ہے۔"

اس نے دوسرے ماتحتوں کو تعاقب سے آگاہ کیا پھر سی آئی اے کے ریکارڈ کیپر کو وہ نمبر بتائے۔ ریکارڈ کیپر نے دوسری خفیہ ایجنسیوں کے رجسٹر دیکھ کر کہا "اس نمبر کی گاڑی موساد کے پاس ہے۔"

اعلیٰ افسر نے فون پر تیج پال سے کہا "موساد ایجنسی کا مطلب ہے الپا اپنے ایجنٹوں سے کام لے رہی ہے۔ ہم نے صحیح اندازہ لگایا

تھا کہ وہ چینی اور یورس کے تعاقب کے بہانے تمہیں اپنے ملک میں لے جانا چاہتی تھی۔"

تیج پال نے کہا "میں حیران ہوں' جب وہ چپ چاپ میرے دماغ میں آکر معلوم کرسکتی ہے کہ میں کہاں جارہا ہوں اور کیا کرنے والا ہوں تو اپنے ایجنٹوں کو میرے پیچھے لگانے کی کیا ضرورت ہے۔"

"وہ خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ میں ہوگی لیکن کسی موقع پر تمہیں گھیرنے یا اغوا کرنے کے لیے جسمانی طور پر اسے وہاں اپنے آلۂ کاروں کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

وہ تائید میں سرہلا کر بولا "ہاں پھر تو اس کے آلۂ کاروں کی شامت آنے والی ہے۔"

"میرا مشورہ ہے ان سے نہ الجھو۔ ابھی فیکس کے ذریعے کہا گیا ہے کہ تمہیں بنگلے میں پہنچ کر آرام کرنا چاہیے۔ سفر کی تکان بھی ہے۔ تم آج رات گہری نیند کے مزے لو۔ کل صبح دیکھا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے' میں اپنے بنگلے میں جاؤں گا لیکن ایسی جلدی بھی نہیں۔ میرا اپنا بھی ایک طریقۂ کار ہے۔ دیٹس آل۔"

وہ موبائل فون کو بند کرنے کے بعد ایک راستے سے دوسرے راستے پر جانے لگا۔ یہ دیکھنے لگا کہ الپا کے ماتحت تعاقب کررہے ہیں تو اسے کسی جگہ گھیر سکتے ہیں یا کسی موقع پر اسے صرف زخمی کرکے فرار ہوسکتے ہیں تاکہ الپا آسانی سے اس کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنا معمول اور تابع بنا لے۔

وہ ایک لمبی ڈرائیو کے بعد بنگلے میں واپس آیا۔ اپنے بنگلے کا اندرونی جائزہ لیا پھر مطمئن ہوکر لباس تبدیل کرنے کے بعد بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس نے اپنی غیر معمولی صلاحیت سے کار کے عقب نما آئینے میں بہت دور سے تعاقب کرنے والے دشمنوں کی کار کا نمبر پڑھ لیا تھا۔ اس بنگلے میں کوئی کہیں چھپ کر رہتا تو اس کی چھٹی حس اسے خطرے سے آگاہ کردیتی۔ اگر اسے بے ہوش کرنے کے لیے کھانے پینے کی کسی چیز میں کوئی ضرر رساں دوا ملائی جاتی تو اسے سونگھتے ہی کسی ہونے والی سازش کو معلوم کرلیتا۔

اس نے مطمئن ہوکر آنکھیں بند کیں۔ اپنے دماغ کو ہدایات دیں پھر سوگیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کتنی دیر تک سویا رہا۔ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ ہلکی سی "ہمس" کی آواز آئی تھی۔ جیسے سائیلنسر لگا کر ریوالور سے گولی چلائی گئی ہو۔ آواز باہر سے آئی تھی لیکن کوئی گولی اس کے بیڈ روم میں نہیں آئی۔ وہ کروٹ لینے کے انداز میں لڑھکتا ہوا بیڈ سے نیچے آگیا پھر دوسری بار اس کے بعد تیسری بار وہی سائیلنسر سے منسلک فائرنگ کی آوازیں آئیں۔ یہ اندازہ ہوا کہ باہر سی آئی اے کے ایجنٹس اس کی نگرانی پر مامور تھے۔ ان پر مخالفین نے حملے کیے ہیں۔

پھر آوازیں بند ہوگئیں۔ تیج پال اپنا پستول لوڈ کرکے فرش پر رینگتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ اس کے کی ہول سے جھانک کر دیکھا۔ دوسری طرف کوریڈور ویران تھا۔ کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ کوئی ہلکی سی آواز بھی آتی تو وہ سن لیتا اور سمجھ لیتا کہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔

دشمن اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے واقف تھے۔ اس لیے بنگلے کے اندر نہیں تھے ورنہ وہ ہلکے سے قدموں کی ہلکی سی آہٹ بھی سن لیتا پھر وہ چونک گیا۔ اس کے سونگھنے کی حس نے بتایا کہ کمرے میں بو ہے اور یہ بو پھیل رہی ہے۔ اس نے اٹھ کر بو کی سمت دیکھا۔ ایک روشن دان سے پلاسٹک کی ایک نلکی باہر سے کمرے کے اندر آئی تھی اور اس سے ہلکی سی گیس خارج ہورہی تھی۔ وہ دوڑتا ہوا ایک میز کے پاس گیا اور اس پر رکھی کئی چیزوں کو اس نے ہاتھ مار کر نیچے پھینک دیا اور میز کو اٹھا کر روشن دان کے پاس آیا۔ وہاں میز کو رکھ کر وہ اس پر چڑھ کر پلاسٹک کی نلکی کو موڑ کر خارج ہونے والی گیس کو روکنا چاہتا تھا اسی وقت وہ نلکی باہر کی طرف کھینچ لی گئی۔ روشن دان کا جو پٹ ذرا سا کھلا ہوا تھا' وہ بند ہوگیا۔ اس نے اسے کھولنا چاہا وہ اندر سے بہ آسانی کھل سکتا تھا مگر اب کھل نہ سکا۔ وہ بنگلے کی پچھلی دیوار تھی۔ وہاں کچھ لوگ موجود ہوں گے۔ ان سب نے روشن دان کے پٹ کو پوری قوت سے بند کردیا ہوگا۔

ایسی جدوجہد کے وقت سانس لیتے رہنا پڑتا ہے۔ وہ کافی حد تک گیس آلود ہوا میں سانس لے چکا تھا۔ اس نے اپنے اندر سے تمام سانس خارج کرکے اور سانس روک کر اس روشن دان کے پٹ کو گھونسا مارنا چاہا۔ وہ اگر نہ کھلتا تو ٹوٹ ضرور جاتا لیکن سانس نہ لینے سے سر چکرا گیا۔ اس کے اندر سے یوگا کے انداز میں سانس نکلی تھی لیکن گیس موجود رہ گئی تھی جو اسے ناتواں بنا چکی تھی۔

وہ گھونسا نہ مار سکا۔ میز پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھ ناک پر رکھ کر سانس لینے لگا۔ اس وقت تک بیڈ روم کی بند فضا میں گیس پھیل چکی تھی۔ ناک پر ہاتھ رکھ کر سانس لینے کے باوجود پھر گیس اندر چلی گئی۔ وہ سجدے کے انداز میں جھکتا ہوا پھر لڑھکتا ہوا میز پر سے گر کر فرش پر آگیا۔

فرش پر گرنے کے باوجود کسی حد تک ہوش میں تھا۔ بڑا ہی سخت جان فائٹر تھا۔ فرش پر سے اٹھنے کی کوشش کررہا تھا۔ وہ بدترین حالات سے لڑ سکتا تھا لیکن سانس لینے والی فضا بے ہوش کرنے والی گیس سے آلودہ کی جاچکی تھی۔ اس کے مقابلے میں آنے والے جانتے تھے کہ روبرو آکر اس سے مات کھائیں گے۔ اسے مات دینے کا یہی ایک طریقہ اپنایا گیا تھا۔

آخر وہ بے ہوش ہوگیا۔ اپنی دنیا سے اور اپنی ذات سے غافل ہوگیا پھر اسے پتا نہ چلا کہ مات دینے والے اس کے ساتھ کیا سلوک کررہے ہیں اور اسے اٹھا کر کہاں سے کہاں لے جارہے ہیں۔

آس پاس کے بنگلے والوں نے اس فائرنگ کی آوازیں سنی جو سی آئی اے کے سراغ رسانوں نے کی تھی کیونکہ ان کے ریوالوروں میں سائیلنسر نہیں لگے ہوئے تھے۔ ان بنگلے والوں نے پولیس اسٹیشن کے انچارج کو فون پر بتایا کہ فلاں بنگلے کے پیچھے فائرنگ ہورہی ہے۔

اس انچارج نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کو اطلاع دی کہ ان کے ایک ذاتی بنگلے کے پاس فائرنگ ہورہی ہے لہٰذا وہ فوراً پہنچے۔ یہ اطلاع ملتے ہی اعلیٰ افسر اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ پہنچا۔ وہاں پولیس والے بھی تھے۔ بنگلے کے اطراف میں چار لاشیں پائی گئی تھیں۔ پولیس والے نہیں جانتے تھے کہ وہ سی آئی اے کے سراغ رسانوں کی لاشیں ہیں۔

سی آئی اے کا اعلیٰ افسر پولیس والوں کے ساتھ بنگلے کے سامنے آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ سب محتاط انداز میں اندر گئے۔ اعلیٰ افسر نے تیج پال کو آوازیں دیں۔ اس کے بیڈ روم کے قریب پہنچتے ہی بے ہوش کردینے والی گیس کی ہلکی ہلکی سی بو محسوس ہوئی۔ سب اپنی اپنی ناک پر رومال رکھ کر بیڈ روم میں آئے۔ وہاں ایک میز کا کچھ سامان فرش پر بکھرا پڑا تھا۔ میز روشن دان والی دیوار سے لگی ہوئی تھی لیکن یہ سب کچھ کرنے والا تیج پال دکھائی نہیں دیا۔

سی آئی اے کے ماتحت افسران پولیس والوں سے اس سلسلے میں گفتگو کرنے لگے۔ اعلیٰ افسر نے ان سے دور جاکر فون کے ذریعے ہیڈ آفس کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اور وہاں کے حالات بتاتے ہوئے کہا کہ تیج پال کو اغوا کیا گیا ہے۔ اب ان کے سول ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی تیج پال کے دماغ میں جاکر اس کا سراغ لگا سکتے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد ہیڈ آفس کے افسران کو فیکس کے ذریعے معلوم ہوا کہ تیج پال پر گہری بے ہوشی طاری ہے۔ فی الحال اس کے بارے کچھ معلوم نہیں ہوسکے گا۔ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا ہوگا۔

انہوں نے موساد ایجنسی کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کرکے شکایت کی۔ موساد' را' کے جی بی' سی آئی اے اور ایف بی آئی جیسی خطرناک ایجنسیاں اپنے مشترک مفادات کے وقت متحد ہوکر اپنے مخالفین کو شکست دیتی تھیں اور انہیں طرح طرح سے نقصانات پہنچاتی تھیں لیکن ان ایجنسیوں کو اپنا اپنا ذاتی مفاد ہو تو درپردہ ایک دوسرے کے خلاف وارادات کرتی تھیں اور اپنی وارادات کا کوئی ثبوت نہیں چھوڑتی تھیں۔

موساد کے اعلیٰ افسر نے کہا "آپ ناحق ہم پر شبہ کررہے ہیں۔ ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ تیج پال ان دنوں پیرس میں ہے۔"

"آپ کی ایک گاڑی نمبر PRS3202 پیرس کی شاہراہوں پر تیج پال کا تعاقب کرتی رہی ہے اور آپ حقیقت سے انکار کررہے ہیں۔"

"آپ جس گاڑی کا نمبر بتا رہے ہیں' اسے ایک ہفتہ پہلے فروخت کردیا گیا تھا۔ خرید و فروخت کے کاغذات ہمارے پاس ہیں۔ ہم آپ کے اطمینان کے لیے اسے بھی فیکس کررہے ہیں۔"

"ایسے ہتھکنڈے ہم بھی جانتے ہیں لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تیج پال کے دماغ میں رہ کر الپا کی باتیں سنی ہیں۔ وہ اسے اپنے پاس بلا کر اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔"

"تیج پال کو تو کتنی ہی خفیہ ایجنسیوں والے بلا کر اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ الپا نے اگر موساد کے کسی اہم کام کے لیے اسے بلایا تھا تو آپ ہم پر شک کررہے ہیں؟ کیا پہلے کبھی ہم موساد والوں نے تیج پال سے کام نہیں لیا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دشمنی بھول کر ہمیں اس کے اغوا میں ملوث ہونے کا الزام دے رہے ہیں۔"

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کے پاس الپا کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا۔ اس لیے اس نے فون بند کردیا۔ ویسے ٹھوس ثبوت نہ ہونے کے باوجود یقین تھا کہ الپا نے تیج پال کو اغوا کرایا ہے۔ بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تیج پال کی نہ تو ضرورت ہوگی اور نہ ہی ماضی میں کبھی انہوں نے کسی دشمن کو تابع بنا کر رکھا تھا پھر یہ کہ ان کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ اس کے لیے تیج پال کی ضرورت ہوتی۔ اس ادارے میں تیج پال سے بھی بڑھ کر باصلاحیت لوگ موجود تھے۔

ہیڈ آفس کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں الپا کی آواز ابھری "ہماری موساد ایجنسی کی طرف سے صفائی پیش کی گئی لیکن تم مطمئن نہیں ہوئے اور تمہارے مطمئن نہ ہونے سے ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا پھر بھی ہمارے درمیان دوستی رہے گی۔ ہم ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اس لیے میں صرف سمجھا سکتی ہوں کہ بابا صاحب کے ادارے کو نظر انداز کروگے تو ہم سب کا اصل دشمن سمجھ میں آئے گا۔"

"ہمارا اور کون دشمن ہوسکتا ہے؟"

"محدود رہ کر صرف مجھ پر شبہ کروگے تو یہ بھولتے رہوگے کہ گروتارنگ نے تیج پال کو اپنا تابع بنا رکھا تھا۔ تمہارے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اسے گروتارنگ سے چھین لیا۔ کیا اس نے جوابی کارروائی نہیں کی ہوگی۔ میری اپنی معلومات کے مطابق گروتارنگ ابھی پیرس میں ہے۔ یقین نہ ہو تو اپنے ذرائع استعمال کرو اور اس کا سراغ لگاؤ۔ وہاں اس کی موجودگی کا ثبوت مل جائے گا اور ثبوت مل جائے تو ہم سے سوری نہ کہنا۔ دیٹس آل۔"

"پلیز جسٹ اے منٹ۔ میری بات سن لو۔"

"میں موجود ہوں' سناؤ۔"

"یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ تم اور مسٹر برین آدم پتا نہیں

کیسے اپنے دماغوں کو مردہ ظاہر کر رہے ہو۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تم دونوں کے دماغوں تک پہنچنے میں ناکام رہتے ہیں۔"

"آگے بولو۔"

"باباصاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ناکام رہتے ہیں۔"

"آگے بولو۔"

"تم نے یہ تو سوچا ہوگا کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر پہنچ سکتے ہیں۔"

"میں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دو خوبیاں بیان کردوں۔ ایک تو یہ کہ وہ دنیاوی معاملات سے دور رہتے ہیں جب اس ادارے کے کسی بندے پر کوئی ایسی مشکل آن پڑتی ہے جو جان لیوا ہوتی ہے' تب وہ اس کی مدد کے لیے آتے ہیں پھر اس کی مشکل آسان کرکے چلے جاتے ہیں۔"

"ہوں' ان کی دوسری خوبی کیا ہے؟"

"یہ ہے کہ کوئی دشمن باباصاحب کے ادارے سے دشمنی نہ کرے۔ صرف ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے الجھتا رہے تو وہ روحانی ٹیلی پیتھی والے ان کے درمیان مداخلت نہیں کرتے۔ ان کی دوسری خوبی کے پیش نظر میں نے قسم کھائی ہے کہ کبھی اس ادارے کے خلاف قدم نہیں اٹھاؤں گی اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور ہی رہا کروں گی۔"

"فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہیں الجھا سکتے ہیں۔"

"میری فکر کیوں کر رہے ہو۔ تیج پال جیسا قیمتی ہیرا تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے' اس کی فکر کرو۔ اب میں رک نہیں سکتی۔ جارہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ اعلیٰ افسر کو ایک فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا۔ "ہمیں الپا پر شبہ رہے گا اس کے باوجود ہمیں نارنگ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ الپا کی اس بات میں وزن ہے کہ وہ انتقامی کارروائی کے طور پر تیج پال کو ہم سے چھین سکتا ہے۔ ہم پیرس میں اس کی موجودگی کا سراغ لگا رہے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے سوچ کے ذریعے کہا "جینی اور پورس کہاں گم ہوگئے؟ اس بات کا ثبوت نہیں مل رہا ہے کہ وہ دونوں امریکا سے باہر گئے ہیں۔"

فیکس میں لکھا ہوا آیا "وہ دونوں اگر نام اور حلیہ بدل کر گئے ہوں گے تو دو ایک دن میں پتا چل جائے گا کہ وہ کہاں ہیں؟

اس میں شبہ نہیں کہ ان دونوں نے ہمارے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصانات پہنچائے ہیں لیکن ہم صبر کر رہے ہیں۔ وہ دونوں ہم سے بچ نہیں پائیں گے۔ فی الحال ہمیں جلد از جلد تیج پال کا سراغ لگانا ہے۔ ہم کل صبح تک کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کرلیں گے۔ اگر نارنگ پیرس میں ہے تو وہ بھی نام اور حلیہ بدل کر آیا ہوگا۔"

دوسرے دن دوپہر کے اخبارات اور ٹی وی نیوز چینل کے لیے وہ تصویریں نشر کی گئیں جن میں دکھایا گیا تھا کہ ایک قبر کے تابوت رکھا ہوا ہے اور اس تابوت میں ایک مردہ زندہ ہو گیا ہے۔ دوسری تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے والا ایک حسینہ کے ساتھ پولیس کے اعلیٰ افسر کو گن پوائنٹ پر قبر سے لے جارہا ہے۔

یہ سنسنی خیز خبر شائع ہوئی تھی کہ ایمون گارسن نامی خطرناک مجرم جیل سے فرار ہوتے وقت پولیس سے کاؤنٹر میں پکڑا گیا تھا۔ اس کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ وہ زندہ تھا۔ میں آپریشن کے ذریعے پیٹ سے گولی نکال کر ٹانکے لگائے گئے تھوڑی دیر بعد وہ مرگیا۔ ڈاکٹروں نے اس کی موت کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ اسے اسپتال سے گھر اور گھر سے قبرستان لے جانے میں کئی گھنٹے صرف ہوئے۔ اس وقت تک وہ مردہ ہی تھا لیکن کھدی ہوئی قبر کے قریب تابوت کو رکھا گیا تو اس مردہ ایمون گارسن نے اچانک آنکھیں کھولیں اور تابوت میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہاں اس نے پتا نہیں کیسے پولیس آفیسر کا ریوالور لے لیا پھر اپنی محبوبہ کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

آخری خبر آنے تک ایک سڑک کے کنارے اس پولیس آفیسر کی لاش پائی گئی تھی۔ وہ دوبارہ زندہ ہونے والا روزی کے ساتھ کہیں جاکر روپوش ہوگیا ہے۔ تمام ہائی ویز اور ائرپورٹ کی ناکہ بندی کردی گئی ہے اور پولیس والے ایمون گارسن اور روزی کو تلاش کر رہے ہیں۔

ایسی سنسنی خیز خبر کے ساتھ یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ باباصاحب کے ادارے سے حکومت فرانس کو الزام دیا گیا ہے کہ وہ جنگل کے اطراف والے کاٹیج میں سیکیورٹی کے انتظامات پر توجہ نہیں دے رہی ہیں۔ پچھلی رات بھارت سے آنے والے گرو گھنشام نارنگ نے فرہاد علی تیمور کے بیٹے پارس اور بہو ثانی کے کاٹیج پر حملہ کیا تھا۔ ثانی اور پارس ذاتی انتظامات کے باعث محفوظ رہے۔ گرو نارنگ کو اس کے ہی ماتحتوں نے کئی گولیاں ماریں۔ وہ جسمانی طور پر مر گیا لیکن اس کی آتما دوسرے تیسرے چوتھے اور پانچویں جسم میں پناہ لیتی رہی۔ جس طرح نیلماں مہا شکتی مان تھی' اسی طرح گرو نارنگ کی آتما بھی جسم بدل لیا کرتی ہے۔

پچھلی رات آخری ساتواں جسم تبدیل کرنے کے لیے اس کی آتما اس کاٹیج سے فرار ہوگئی ہے اور اب پتا نہیں کس کے جسم میں داخل ہوکر وہ گرو نارنگ اب زندہ ہوا ہوگا۔

الپا نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر سے کہا "تم نے اتنی خبریں پڑھی بھی ہوں گی اور وہ تصاویر ٹی وی اسکرین پر دیکھی بھی ہوں گی۔ کیا میں نے غلط کہا تھا کہ نارنگ پیرس میں موجود ہے؟"

"تم نے واقعی درست کہا تھا۔ وہ وچ ڈاکٹر (جادوگر) ہے اور SPRITUAL ENERGY (آتما شکتی) کے ذریعے جسم بدلتا رہتا ہے۔"

"اب ایمون گارسن کا جسم اس کے لیے آخری پناہ گاہ ہے۔ اس کی آتما شکتی کمزور پڑچکی ہے۔ وہ بھی نیلماں کی طرح اس مسئلے سے دوچار رہے گا کہ کہیں تنہائی میں چھپ کر دوبارہ آتما شکتی حاصل کرنے کی تپسیا کرے اور اب ہم سب کی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ اسے دو چار ماہ تک کہیں روپوش رہنے نہ دیا جائے۔"

"تم درست کہتی ہو لیکن جب وہ خود مصیبت میں گرفتار ہے تو تیج پال کو کیوں اغوا کرے گا' وہ تو اپنی سلامتی کی فکر میں رہے گا۔"

"تم اتنے بڑے افسر ہوکر نادان بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ وہ صرف آتما شکتی کی کمزوری میں مبتلا ہے کسی اور مصیبت میں نہیں ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں گھس آتا ہے۔ اسے تنہائی میں روپوش رہنے کے لیے ایسے عمل کرنے والے کی ضرورت ہے جو تنہائی میں آنے والے کی آہٹ بھی سن لے۔ رات کی تاریکی میں بھی دیکھ سکے۔ کوئی زہر دینے کی سازش کرے تو وہ نگرانی کرنے والا کھانے پینے کی چیزیں چکھتے ہی اسے سازش سے آگاہ کردے۔ یہ تمام غیر معمولی صلاحیتیں صرف تیج پال کے پاس ہیں لہٰذا وہ کل رات پارس کے مقابلے میں شکست کھاتے ہی اپنی حفاظت کے لیے تیج پال کو حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا تھا اور اب وہ شاید اسے اغوا کرکے کہیں چھپانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔"

"کیا تم تیج پال کے دماغ میں نہیں جاسکتیں۔"

"یہ سوال اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بھی کرو۔ پتا نہیں عمل نے تیج پال پر کیسا عمل کیا ہے' اب تک میں اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوششیں کر رہی ہوں۔"

الپا چلی گئی۔ اس اعلیٰ افسر نے پیرس آفس کے اعلیٰ افسر سے اس سلسلے میں گفتگو کی۔ اس افسر نے کہا "آج کی حیرت انگیز خبریں پڑھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ نارنگ کو اپنی مدد اور حفاظت کی اشد ضرورت ہے اور اسی نے تیج پال کو اغوا کیا ہے۔ ہمارے تمام جاسوس نارنگ اور تیج پال کو تلاش کر رہے ہیں۔"

اب تمام امریکی سراغ رسانوں کو یقین ہوگیا تھا کہ نارنگ نے اسے اغوا کرکے کہیں چھپا رکھا ہے۔ اگر الپا پر تھوڑا بہت شبہ کیا تھا تو وہ اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے۔ خیال خوانی کرنے والوں کو اس کا دماغ ہی نہیں ملتا تھا اور نہ جسمانی طور پر وہ کہیں پائی جاتی تھی پھر یہ کہ اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا۔ بلکہ نارنگ کے خلاف کھل کر بات سامنے آرہی تھی۔

○☆○

تیج پال کی آنکھ کھلی پھر اس نے بند کرلی۔ اس کی چھٹی حس نے کہا یہ وہ بیڈ روم نہیں ہے' جس میں سی آئی اے کا اعلیٰ افسر اسے چھوڑ گیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کرکے سوچنے لگا۔ اسے پچھلے تمام واقعات یاد آنے لگے۔ یہ بھی یاد آیا کہ وہ روشن دان کے قریب میز پر چڑھ کر فرش پر آیا تھا پھر بے ہوش کرنے والی گیس نے اسے اٹھنے کے قابل نہیں رہنے دیا تھا اور وہ بالکل غافل ہوگیا تھا۔

اس نے سوچا "کسی انجانی جگہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے مجھے ٹریپ کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں امریکی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرچکا ہوں لیکن کسی دوسرے نے مجھے ٹریپ کیا ہے؟ ان سے نجات حاصل کرنے کا مطلب ہے کہ کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھے پھانس لیا ہے؟"

اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ دس بج رہے تھے اور دیوار گیر گھڑی کی تاریخ بتارہی تھی کہ پچھلی رات گزر چکی ہے۔ تاریخ بدل گئی ہے اور یہ دوسرا دن ہے۔

اس حساب سے سی آئی اے والوں کو اس سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔ وہ اعلیٰ افسر خود آسکتا تھا یا فون کے ذریعے بات کرسکتا تھا۔

اس نے اپنی جیبوں کو ٹٹول کر دیکھا۔ اس کا اپنا موبائل فون نہیں تھا۔ بستر کے سرہانے ایک فون رکھا ہوا تھا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کا فون نمبر ڈائل کرنا چاہا۔ اسے نمبر یاد نہیں آئے۔ اس نے سی آئی اے ہیڈکوارٹر امریکا کے اعلیٰ افسر کا فون نمبر یاد کیا لیکن یادداشت کام نہیں آرہی تھی۔ حتیٰ کہ ان کے نام بھی بھول گیا تھا۔ دوسرے اہم فون نمبر بھی ذہن سے گم ہوگئے تھے۔

وہ بڑی سنجیدگی سے سوچتے ہوئے ریسیور کو کریڈل پر رکھ کر بستر سے باہر آیا۔ کمرے کے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کھڑکی کے پاس آکر دیکھنا چاہا۔ شدید سردی کے باعث باہر کہیں کہیں برف جمی ہوئی تھی اور کھڑکی کے شیشے اتنے دھندلائے ہوئے تھے کہ باہر جاکر ان شیشوں کو صاف کیا جاتا تب بھی باہر کا منظر دکھائی نہ دیتا۔

ایسے وقت دروازے پر دستک ہوئی پھر ایک کمزور سی نسوانی آواز سنائی دی "مے آئی کم اِن؟"

وہ بولا "کم اِن۔"

دروازہ کھلا "ایک بوڑھی عورت ناشتے کی ٹرالی چلاتی ہوئی اندر آتی ہوئی بولی "مارننگ سینور!"

"مارننگ۔ تم کون ہو؟ یہ کون سی جگہ ہے؟"

"میرا نام مونوریٹا ہے۔ آپ شاید یقین نہ کریں' میں خود نہیں جانتی کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ اس مکان کے چاروں طرف باہر جاتی ہوں۔ اس کے آگے کئی بار جانے کے لیے سوچا مگر نہ جاسکی۔"

"کیوں نہ جاسکیں؟"

"آپ یقین نہیں کریں گے۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ کوئی نادیدہ طاقت مجھے اس مکان سے دور جانے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ یہ گرم دودھ اور اودلتین ہیں۔ دوسرے برتنوں میں مختلف ڈشیں ہیں۔ انہیں آرام سے کھاتے رہیں۔"

"تم یہاں تنہا رہتی ہو؟"

"نہیں' میرے خاوند ایک کمرے میں ہیں۔ ان کا نام ہیزون

سار کا ہے۔ باتیں تو بہت ہوں گی مائی سن! پہلے گرم دودھ پی لو۔"

وہ ٹرالی کے پاس ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ دودھ میں اوولٹین ملا کر ایک گھونٹ پینے کے بعد وہ بولا "مسٹر بیزون سار کا اس مکان سے دور کھانے پینے اور دوسری ضروریات کی چیزیں لانے جاتے ہوں گے۔"

"وہ بھی مکان سے چند قدم آگے نہیں جا پاتے ہیں۔ انہیں بھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی اَن دیکھی قوت انہیں روک رہی ہے۔ ایک اجنبی شخص ایک گاڑی میں آتا ہے اور ہماری ضروریات کی تمام چیزیں پہنچا کر چلا جاتا ہے۔ کوئی ضروری بات ہو تو کرتا ہے ورنہ گونگے بہرے کی طرح چلا جاتا ہے۔"

"میں یہاں کیسے آیا؟"

"آج صبح پانچ بجے وہی گاڑی آئی تھی۔ اس میں سے دو افراد تمہیں اٹھا کر لائے۔ ہم سے کہا، تم خاص مہمان ہو۔ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔"

اس نے اوولٹین پینے کے دوران میں پوچھا "تم میاں بیوی اس مکان میں کب سے رہتے ہو؟"

"یہی سوال میں اپنے خاوند بیزون سے پوچھتی ہوں۔ وہ الٹا مجھ سے پوچھتا ہے۔ یہ کتنی عجیب سی بات ہے کہ آدمی کو اپنے رہنے سہنے کی جگہ کے بارے میں کچھ یاد نہ رہے۔ میں مانتی ہوں کہ بڑھاپے میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے لیکن ایسی بھی کمزور نہیں ہوتی۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ کسی دن ہم اپنا نام بھی بھول جائیں گے۔"

"ہوں، میں بھی کتنے ہی افراد کے نام اور ان کے ٹیلی فون نمبر بھول گیا ہوں۔ کیا تم ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟"

"ابھی تمہاری باتوں سے یاد آیا کہ ہم بھی اپنے تمام رشتے داروں کے نام اور ان کے فون نمبر بھول گئے ہیں۔ ٹیلی پیتھی کے بارے میں تو سنا ہے کہ کوئی دماغ کے اندر آکر بولتا ہے، کیا یہ سچ ہے؟"

"ہاں، ابھی ہمارے تمہارے دماغوں میں بھی ایک یا ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ضرور موجود ہیں۔"

"لیکن سینور! میرے اور بیزون کے دماغوں میں کوئی نہیں بولتا ہے۔"

"جب سے میں بیدار ہوا ہوں۔ میرے دماغ میں بھی کوئی نہیں بول رہا ہے۔ اس کے باوجود میں جانتا ہوں کہ میں کسی کا معمول اور تابع بن چکا ہوں۔"

وہ ایک گلاس پینے کے بعد کچھ توانائی محسوس کر رہا تھا۔ اس نے کہا "اب تو بھوک بھی لگ رہی ہے لیکن پہلے غسل کروں گا۔ گرم پانی تو ہوگا۔"

"ہاں۔ گیزر لگا ہوا ہے۔ اس الماری میں تمہارے ناپ کے کئی جوڑے ہیں، ان میں سے اپنی پسند کا لباس پہن لو۔"

اس نے الماری کے پاس آکر اسے کھول کر دیکھا۔ بہت سی قیمتی نئے سوٹ، شرٹ اور نکٹائی کے علاوہ مختلف اوور... بھی تھے۔ وہ ایک اچھا سا سوٹ پہننا چاہتا تھا۔ اس کی سو... "مجھے غسل کرنے کے بعد معمولی گھریلو لباس پہننا چاہیے۔ پلاسٹک سرجری کا ماہر میرا چہرہ تبدیل کرنے آئے گا۔"

وہ اپنی سوچ پر چونک گیا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا... تبدیل کرنا ہے اور کوئی ماہر اس سلسلے میں آنے والا ہے... سوچ کے ذریعے کہا "تم کون ہو، ابھی تم نے میری سوچ کا... استعمال کیا ہے۔ تم پراسرار کیوں بن رہے ہو؟"

اس کے اندر اس کی سوچ ابھری "کوئی پراسرار بنا... رہے۔ مجھے یہ سمجھنا چاہیے کہ میں روپوش ٹیلی پیتھی جان... سے نجات حاصل کر چکا ہوں۔ دنیا کی تمام خفیہ ایجنسیوں... ایجنٹس مجھے پہچانتے ہیں۔ خود کو چھپانے کے لیے اپنے چ... تبدیل کرنا لازمی ہے۔"

وہ بولا "مجھے نجات کہاں ملی؟ میں ایک جال سے... دوسرے جال میں پھنس گیا ہوں۔ آئندہ تمہاری مرضی کے... کام کرتے رہنے پر مجبور ہوتا رہوں گا۔"

پھر اس کی اپنی سوچ ابھری "میں فضول باتیں سوچ ر... ابھی تک کسی نے اپنی مرضی میرے دماغ میں نہیں ٹھونسی... غسل کر کے چہرہ تبدیل کرا کے یہاں سے اپنی ضرورت کی... چیزیں لے کر جہاں جانا چاہوں گا، جا سکوں گا۔ کوئی مجھے نہیں... گا۔ اگر روکے اور اپنی مرضی پر چلائے تو سمجھ لوں گا کہ کسی... تابع بنا لیا ہے۔"

وہ قائل ہو کر غسل خانے میں چلا گیا۔ غسل وغیرہ کے د... میں سوچتا رہا۔ "ایسا کون سا مہربان ہے جو سی آئی اے والو... نجات دلا کر مجھے میری مرضی کے مطابق آزاد چھوڑنے والا... مسٹر فرہاد یا ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھ پر مہربان... ہیں؟"

"نہیں، ان لوگوں کو مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جب... میری لینڈ سے نیلماں کا تعاقب کر رہی تھی۔ تب ہیلی کاپٹر... قریب اترا تھا اور نیلماں کو ہلاک کر دیا تھا پھر اس نے پلٹ کر... خبر نہیں لی اور نہ ہی مجھے اپنے عمل کے ذریعے تابع بنایا... صاحب کے ادارے والے مجھے اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ ان... سے اس سلسلے میں باتیں ہو چکی ہیں۔ وہ مجھے سی آئی اے والو... نجات دلانے کے لیے کسی بہانے تل ابیب آنے کے لیے کہ... تھی۔ لیکن جب کھل کر کہہ رہی تھی اور اب اس نے... حاصل کرا دی ہے تو پھر پراسرار کیوں رہے گی؟ وہ تو مجھ سے... انداز میں باتیں کرے گی۔ اب ایک نارنگ رہ گیا ہے۔ روحانی... پیتھی جاننے والوں نے مجھے اس سے چھین لیا تھا۔ اب اس... انتقامی کارروائی کی ہوگی۔ وہی مجھے اپنے چیلے چپاٹوں کے... اغوا کر کے یہاں لایا ہے۔ سوال پھر وہی پیدا ہوتا ہے کہ نار...

...سا شکتی مان اور سب سے برتر کہلانے کا خبط ہے۔ مجھ پر دوبارہ برتری حاصل کرنے کے بعد وہ بڑے فخر سے میرے دماغ کی سلطنت کا حاکم بن کر باتیں کرتا تھا۔ پراسرار بن کر رہنے سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ وہ باتھ روم میں ہر پہلو سے غور کرتا رہا اور ذہنی طور پر الجھتا رہا۔ اس کے ساتھ پراسرار طور پر مہربانی کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ وہ ایک معمولی سا لباس پہن کر باتھ روم سے باہر آیا۔

مونوریٹا کا شوہر بیزون اجازت لے کر کمرے میں آیا۔ مونوریٹا نے ان دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ تیج پال نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "مسٹر بیزون! تم بوڑھے ہو مگر تمہارا ہاتھ جوانوں کی طرح سخت ہے۔"

"میں بھی یہی سوچتا ہوں کہ بوڑھا ہونے کے باوجود اپنے اندر جوانوں جیسی امنگ اور توانائی کیسے محسوس کرتا ہوں۔ بہت سی باتیں ہم میاں بیوی کو الجھاتی ہیں۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ بڑھاپے کے باوجود ہم میاں بیوی کے درمیان جسمانی تعلقات برقرار ہیں؟"

مونوریٹا شرما کر بولی "کیوں بکواس کر رہے ہو؟ سینور! آپ غسل کرنے کے بعد کھانا چاہتے تھے اور آپ کو توانائی کے لیے ضرور کھانا چاہیے۔"

"میں چاہتا ہوں، تم دونوں میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ کھاتے بھی رہیں گے اور باتیں بھی کرتے رہیں گے۔"

بیزون نے کہا "یہ آپ کا بڑا پن ہے مگر ہم ملازم ہیں۔ ہمیں اپنی حد میں رہنا چاہیے۔ پھر میرے اندر یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ مجھے ڈرائنگ روم میں جا کر بیٹھنا چاہیے۔ ایک پلاسٹک سرجری کا ماہر آنے والا ہے۔"

"تم دونوں کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ اس مکان سے باہر زیادہ دور تک جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے لیکن میرے اندر یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ اپنا چہرہ اور شخصیت تبدیل کرنے کے بعد میں اس مکان سے نکل کر کہیں بھی جا سکتا ہوں۔"

مونوریٹا نے کہا "میری دعا ہے کہ آپ کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کی آزادی مل جائے۔ اوہ گاڈ! میں کھانے کے پیچھے پڑ گئی ہوں پلیز کھانا گرم ہے۔ آپ یہاں آرام سے بیٹھ کر کھائیں۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ اپنے شوہر کے ساتھ کمرے سے چلی گئی۔ تیج پال بھوکا تھا۔ وہ ہاٹ پاٹس سے اپنی پسند کی چیزیں نکال کر کھانے لگا۔ بوڑھی مونوریٹا نے بہت لذیذ ڈشیں تیار کی تھیں۔ وہ کھاتے وقت سوچنے لگا "میرے چھونے کی حس یقین سے کہہ رہی ہے کہ بیزون سار کا بھرپور جوان اور طاقتور ہے۔ میں نے مونوریٹا کو ہاتھ نہیں لگایا ہے ورنہ اسے بھی چھو کر معلوم ہو جاتا کہ وہ بوڑھی ہے یا جوان؟"

ویسے ان کی باتوں سے اور خدمت گزاری سے یہ شبہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر بہروپیے بنے ہوئے ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ ان کے دماغوں میں بھی کوئی آتا ہوگا اور اس نے انہیں جوان سے بوڑھا بنا کر اس کا خدمت گار بنا دیا ہے۔

مونوریٹا دوسری بار کمرے میں آئی۔ اس کے ہاتھ میں چند اخبارات تھے۔ وہ بولی "سینور! پلاسٹک سرجری کا ماہر اسی گاڑی والے کے ساتھ آیا ہے۔ آپ آرام کے ساتھ کھاتے رہیں۔ وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے رہیں گے۔"

پھر اس نے ایک اخبار کھول کر کہا "اس میں خبر شائع ہوئی ہے کہ تمہیں پچھلی رات اغوا کیا گیا ہے اور کئی سراغ رساں تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔"

وہ کھاتے کھاتے اخبار پڑھنے لگا۔ وہ بولی "اسی صفحے پر ایک سنسنی خیز خبر ہے کہ ایک مردہ زندہ ہو گیا ہے۔ اسے بھی ضرور پڑھو۔ یہ تو بڑی حیرانی کی بات ہے۔ ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا۔"

وہ کھانے سے فارغ ہو کر بولا "ایک تیسری خبر بھی اہم ہے۔ بابا صاحب کے ادارے نے حکومت فرانس سے شکایت کی ہے کہ جھیل کے کاٹیج کے اطراف سیکورٹی کا معقول انتظام نہیں ہے۔ پچھلی رات پارس کے کاٹیج میں گرو گھنشام نارنگ کہلانے والے نے کئی مسلح ماتحتوں کے ساتھ حملہ کیا تھا لیکن خود مارا گیا۔ اس کے بعد مزید پانچ مسلح افراد مارے گئے۔"

"یہ گرو گھنشام نارنگ کون ہے؟"

"ایک دیچ ڈاکٹر ہے۔ ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے۔ جسم کے مرتے ہی اس کی آتما دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ زندہ رہتا ہے۔ اگر اس کے پانچ ماتحت مارے گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی آتما شکتی کمزور ہو رہی ہے اور اب وہ آخری ساتویں جسم میں داخل ہو گیا ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ تابوت میں زندہ ہونے والا وہی نارنگ ہے۔"

"سینور! آپ ناقابلِ یقین بات کہہ رہے ہیں۔ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا کہ ایک روح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں جاتی ہے۔"

تیج پال نے کہا "تمہیں یقین نہیں ہو رہا ہے لیکن اخبار کی تصویریں دیکھو کہ ایک مردہ کئی گھنٹوں کے بعد کس طرح زندہ ہو کر تابوت میں اٹھ بیٹھا ہے اور پھر ایک پولیس افسر کو یرغمال بنا کر لے گیا ہے۔ اسے مار بھی ڈالا ہے اور اب کہیں گم ہو گیا ہے۔"

"واقعی اخبار میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے اور تصویروں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ پھر بھی آنکھوں سے دیکھ کر اور پڑھ کر بھی یقین نہیں ہو رہا ہے۔"

"ہماری دنیا میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو ناقابلِ یقین ہوتی ہیں لیکن ہوتی ضرور ہیں۔"

بیزون نے کمرے میں آکر کہا "سینور، آپ سے جوزف دسکی صاحب ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔"

اس نے پوچھا "یہ جوزف دسکی کون ہیں؟"

"وہی جو اکثر گاڑی میں ہمارے لیے ضرورت کا سامان لے کر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ دو اور اشخاص ہیں۔ ایک کا نام مائیک مورو ہے اور دوسرے کا نام بڈی رابرٹ ہے۔ یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ سب یہاں کے رازدار ہیں۔ کل تک جب آپ بے ہوش تھے تو مائیک مورو اور بڈی رابرٹ آپ کو اٹھا کر یہاں لائے تھے۔ کیا آپ ان سے ملنا پسند کریں گے؟"

تیج پال ان کے ساتھ چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے اس سے مصافحہ کیا اور ایک نے کہا "میرا نام جوزف وسکی ہے۔"

دوسرے نے کہا "میرا نام مائیک مورو ہے۔"

تیسرے نے کہا "میرا نام بڈی رابرٹ ہے۔ ہم سب آپ کے خدمت گار ہیں۔ مائیک مورو پلاسٹک سرجری کا ماہر ہے۔ ذرا سی دیر میں آپ کا چہرہ ایسا تبدیل کردے گا کہ آپ کے گھر والے بھی آپ کو پہچان نہیں پائیں گے۔ آپ صرف اپنا لب ولہجہ تبدیل کریں اور سوچ لیں کہ وہ لب ولہجہ کیا ہوگا۔"

رابرٹ نے پوچھا "کیا آپ یوگا کے ماہر ہیں؟"

وہ بولا "میں یوگا میں مہارت تو نہیں رکھتا لیکن اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہوں اور میری دماغی قوت ایسی ہے کہ میں کسی کو اپنے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں دیتا۔"

اس نے مطمئن ہو کر کہا "یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ آج کے اخبار سے پتا چلتا ہے کہ نارنگ مصیبت میں ہے۔ وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی آجایا کرتا تھا۔"

تیج پال نے کہا "اب نہیں آئے گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ چھ جسم بدل چکا ہے۔ اب ساتواں آخری جسم ہے۔ اس کی آتما شکتی کمزور ہوچکی ہے اب وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں نہیں جاسکے گا۔ اور میرے بھی دماغ میں آئے گا تو میں اسے بھگا دیا کروں گا۔"

وہ سب باتیں کرتے ہوئے ایک کمرے میں آئے۔ وہاں ایک بڑا سا آئینہ اور پلاسٹک سرجری کا سامان رکھا ہوا تھا۔ تیج پال وہاں آرام سے ایک ایزی چیئر پر بیٹھ گیا۔ مائیک مورو نے اپنا کام شروع کرتے ہوئے کہا "آپ اپنا کوئی نیا نام تجویز کرلیں۔ لب ولہجہ بھی بدل جائے گا۔ نام بھی بدل جائے گا تو پھر آپ کو کوئی نہیں پہچان سکے گا۔ یہ چند تصویریں ہیں ان کے مطابق شناختی کارڈز اور ضروری کاغذات بھی ہمارے پاس ہیں۔ صرف پاسپورٹ اور ویزا بنوانا ہوگا۔ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر ہوجائے گا۔ آپ پہلے تصویریں دیکھیں اور پسند کریں کہ آپ کیسا چہرہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔"

تیج پال ان تمام تصویروں کو اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا پھر اس نے ایک تصویر کو پسند کرتے ہوئے کہا "یہ میرے چہرے کی مناسبت سے ہے۔ اس میں تبدیلی بھی آسان ہوگی۔"

مائیک مورو نے کہا "آپ درست فرمارہے ہیں۔ اس کا نام جم کاف ہے۔ یہ مرچکا ہے۔ لہٰذا آئندہ آپ کا نام جم کاف ہی رہے گا۔"

پلاسٹک سرجری ہونے لگی۔ ایسے وقت وہ سوچنے لگا کہ نارنگ تو اپنے مسئلوں میں گھرا ہوا ہے اور اس کی آتما شکتی کمزور ہوچکی ہے۔ شاید اسی لیے وہ میرے پاس نہیں آرہا ہے اور نہ ہی ابھی مجھے اہم سمجھ رہا ہے۔ اس کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ خود کو کہیں روپوش کرلے اور اپنی آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے اطمینان سے کسی ویرانے میں تپسیا کرتا رہے۔

سرجری کے دوران میں تیج پال نے جوزف وسکی اور مائیک مورو سے پوچھا "آپ لوگ تو ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہوں گے۔"

ایک نے کہا "ہاں ہم بہت کچھ جانتے ہیں۔ اور ہم یہ اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت ہم سب کے دماغوں پر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا چھایا ہوا ہے لیکن وہ خود کو ظاہر نہیں کررہا ہے۔ اس میں اس کی کوئی مصلحت ہوگی۔"

تیج پال نے کہا "یہی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ اس کی مصلحت اندیشی کیا ہے؟ جبکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ ہم سب پوری طرح اس کی ٹیلی پیتھی کی مٹھی میں ہیں۔ اور اس سے بغاوت نہیں کرسکتے۔ وہ ہمارے سامنے نہ آئے لیکن ہمارے اندر رہ کر کم ازکم اپنا تعارف تو کراسکتا ہے۔ میں نے کئی پہلوؤں سے سوچا ہے آخر وہ کون ہوسکتا ہے۔ اب تک میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔"

"ہم نے آپ کی ذہانت کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ جب آپ جیسا ذہین شخص اس کے بارے میں معلوم نہیں کرسکتا ہے تو پھر ہم کیا کرسکتے ہیں۔"

"میں نے پوری ذہانت سے سوچا ہے۔ اس وقت نہ الپانے ہمیں قابو میں کیا ہے نہ امریکی نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے نہ ہی باباصاحب کے ادارے والوں نے ہمیں اپنا تابع ... بنایا ہے۔ پھر اور کون ہوسکتا ہے۔ یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آرہی۔ میں اندازہ کررہا ہوں جو اس وقت ہمارے دماغوں پر حاوی ہے وہ کوئی نئی ہستی ہے۔ نیا شخص ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے جس کے بارے میں پہلے کبھی ہم نے سنا نہ ہو۔"

جوزف وسکی نے کہا "میرے ذہن میں بار بار ایک بات آرہی ہے لیکن وہ غلط بھی ہوسکتی ہے۔"

"جو بات ہوسکتی ہے وہ ہم سب کو بھی بتاؤ تاکہ ہم بھی غور کریں۔"

پہلے امریکا کے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے تعداد میں اٹھارہ تھے جن میں سے دو کو جینی نے مار ڈالا۔ اب وہ سولہ ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف ممالک میں مختلف شہروں میں رہتے ہیں اور اپنی حکمتِ عملی کے مطابق وہ ایک دوسرے سے رابطہ کرتے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ان باقی سولہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں اتفاق

ہو؟ وہ متحد ہوں؟ کسی معاملے میں ان کے درمیان اختلافات پیدا نہ ہوئے ہوں؟ اور وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوئے ہوں؟ اور جب علیحدہ ہوئے ہوں گے تو انہوں نے اپنی ایک علیحدہ ٹیم بنائی ہوگی اور اسی علیحدہ ٹیم کا کوئی شخص ہمیں قابو میں کررہا ہے۔"

تیج پال نے کہا "میں نے ایک ایک پہلو پر غور کیا ہے اور جو تم کہہ رہے ہو۔ وہ باتیں بھی میرے ذہن میں آچکی ہیں لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ ان سولہ روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں اختلافات پیدا ہوئے ہیں تو کیا وہ الگ الگ ہونے کے بعد اتنے وسیع ذرائع کے مالک ہوں گے کہ وہ ایسی چالیں چل سکیں کہ سی آئی اے والوں سے مجھے چھین کرلے آئیں؟ کیا وہ اتنے طاقت ور، اتنے ذہین اور اتنے منصوبہ ساز ہوسکتے ہیں۔"

"ہاں ویسے تو یہ باتیں الجھا دینے والی ہیں لیکن جو لوگ اپنی حکمتِ عملی سے اتنے عرصے تک روپوش رہے اور اب بھی ہیں ان کے پاس اتنی ذہانت ضرور ہوگی کہ ان میں سے کسی نے اپنے تمام ساتھیوں سے علیحدگی اختیار کرکے یہ منصوبہ بنایا ہوگا۔ آپ کو سی آئی اے والوں سے چھین کر یہاں لانا ہمیں اپنا معمول بنانا، یہ سب کام اس نے بہت سوچ بچار کے بعد کیا ہوگا۔"

تیج پال نے تائید کی "ہاں اگر وہ تنہا ہے تو ہم سے بھی چھپ کر اس لیے رہتا ہے کہ ابھی اسے ہم پر بھروسا نہیں ہے۔ ہم کسی بھی موقع پر اسے دھوکا دے سکتے ہیں۔ پہلے وہ ہمیں اچھی طرح آزما لے گا شاید اس کے بعد خود کو ظاہر کرے گا۔"

تیج پال کچھ دیر خاموش رہا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد بولا "اگر ایسا ہے تو وہ درست کررہا ہے لیکن وہ ہماری باتیں سن رہا ہوگا تو میں کہوں گا کہ میں سب سے زیادہ اس کا احسان مند ہوں۔ اس نے تمام پرانے ٹیلی پیتھی جاننے والے مکاروں سے مجھے نجات دلائی ہے۔ میں اسے کبھی فریب نہیں دوں گا۔ ہمیشہ سچے دوست کی طرح اس کے کام آؤں گا لیکن اسے ایک بہت اچھا مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ یہ مشورہ اس کے حق میں بہتر ہوگا۔"

رابرٹ نے اس سے پوچھا "آپ اسے کیا مشورہ دینا چاہتے ہیں۔"

"یہ کہ آج تک جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا تابع ... اور معمول بناتے ہیں تو اس کے حاکم بن جاتے ہیں اور اسے محکوم بنا کر غلام بنا کر اپنے حکم کے مطابق کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں لیکن جس نے ہمیں اپنے قابو میں کیا ہے۔ اگر وہ دوست بن کر رہے گا تو میں آپ لوگوں کے متعلق تو نہیں کہہ سکتا لیکن اپنے متعلق پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمیشہ اس کا دوست بن کر رہوں گا۔"

سرجری میں بڑی دیر لگ گئی مگر وہ مکمل ہوگئی۔ چہرہ تبدیل ہوگیا پھر مائیک مورو نے اسے تصویری چہرے کے مطابق شناختی کارڈ اور دوسرے کچھ اہم کاغذات دے کر کہا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب چہرہ تبدیل ہوجائے تو آپ کو جانے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے اور جانے کے سلسلے میں جس چیز کی ضرورت ہو وہ فراہم کی جائے۔ اس گھر سے آپ جب چاہیں.... جاسکتے ہیں۔ اگر کار کی ضرورت ہے تو باہر ایک نئی کار کھڑی ہوئی ہے۔"

تیج پال وہاں سے اٹھ کر ان کے ساتھ چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا پھر ایک صوفے پر بیٹھ کر شناختی کارڈ اور کاغذات دیکھنے لگا۔ جن کے مطابق اب اس کا نام جم کاف تھا۔ وہ گہری سوچ میں تھا ایک نے پوچھا "اب آپ کیا سوچ رہے ہیں؟ یہی کہ آپ کو کہاں جانا چاہیے؟"

"میں یہ نہیں سوچ رہا بلکہ میرا ذہن کہہ رہا ہے کہ جو شخص اتنا مخلص ہو کہ مجھے دشمنوں سے نجات دلائے اور مجھے جانے کے لیے آزاد چھوڑ دے اور اپنا کوئی حکم مجھ پر صادر نہ کرے تو میں اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں گا؟ جہاں بھی جاؤں گا اسے نہیں پاؤں گا۔ لہٰذا آپ دوستوں سے ملاقات ہوگئی ہے تو میں آپ ہی لوگوں کے ساتھ رہوں گا۔ اس طرح ہم ایک طاقت بن کر رہیں گے اور جب بھی ہمارے محسن ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ضرورت ہوگی تو ہم اس کے لیے اپنی جان کی بازی لگادیں گے۔"

یہ سن کر وہ چاروں ہنستے ہوئے اس کے پاس آئے اور اس کے قدموں میں آکر بیٹھ گئے۔ ایسے ہی وقت تیج پال نے اپنے دماغ میں بیزدن کی سوچ کی لہروں کو سنا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں تمہارے دماغ میں ہوں۔"

تیج پال نے چونک کر اسے دیکھا۔ جوزف وسکی نے کہا "اور میں بھی تمہارے دماغ میں ہوں۔"

اس نے سر گھما کر جوزف وسکی کو دیکھا تو بڈی رابرٹ نے کہا "جناب میں بھی آپ کے دماغ میں موجود ہوں۔"

مائیک مورو نے کہا "تو پھر میں کیوں پیچھے رہوں۔ سچ بات یہ ہے کہ ہم چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور وہی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ تم نے بالکل صحیح سوچا تھا کہ ہمارے درمیان اختلافات ہوگئے ہیں۔ ہم ان سے کہتے تھے کہ اگر فرہاد اور اس کی فیملی سے زیادہ الجھو گے تو ایک ایک کرکے سب مارے جائیں گے لیکن کوئی ہماری باتوں سے اتفاق نہیں کررہا تھا۔ اس لیے ہم چاروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم ان سے بالکل الگ ہوجائیں گے۔"

تیج پال ان کی باتیں سن رہا تھا اور حیرانی سے انہیں دیکھ رہا تھا پھر بولا "آپ لوگ یقیناً میرے دماغ میں بول رہے ہیں۔ مگر میں حیران ہورہا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھ پر کیسے اعتماد کرلیا۔"

"ہم چاروں بھی آپ کے چور خیالات پڑھتے رہے ہیں۔"

بیزدن نے مورینا کا ہاتھ پکڑ کر کہا "آپ میری وائف سے باتیں کریں، ہم ابھی آتے ہیں۔"

رابرٹ نے کہا "ہم لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ ہم

سب گونگے بن جائیں گے۔ صرف ہمارے دو افسر جیکی اولڈ اور جان بلڈر گونگے نہیں رہیں گے تاکہ وقتِ ضرورت کبھی وہ ہمارے کام آسکیں اور ہم سے رابطہ کرسکیں۔"

مائیک مورو نے کہا "آپ ہم چار ساتھیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم بہت پرانے دوست ہیں اور ہم مزاج بھی۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ اگر ہم ان کی حکمتِ عملی کے مطابق گونگے بن کر رہیں گے تو کبھی نقصان اٹھا سکتے ہیں لہٰذا ہم نے طے کیا کہ جب ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے پر عمل کریں گے ہم چار ساتھی ایک دوسرے کے دماغ میں عمل کے دوران موجود رہیں گے اور گونگے ہونے والی بات کو دماغ میں نقش نہیں ہونے دیں گے۔ یہ بات کوئی اور نہیں جانتا تھا صرف ہم چار جانتے تھے کہ ہمارے افسران جیکی اولڈ اور جان بلڈر کی طرح ہم بھی گونگے نہیں ہیں۔ آج ہماری یہ دانش مندی ہمارے کام آرہی ہے۔"

تیج پال نے کھڑے ہو کر کہا "لیکن آپ لوگ میرے قدموں میں کیوں بیٹھے ہیں۔ میرے ساتھ صوفے پر بیٹھیں۔"

"ہم نے طے کرلیا تھا کہ جب ہم علیحدگی اختیار کریں گے اور اپنی ایک ٹیم بنائیں گے تو آپ کو اپنا رہنما بنائیں گے۔ ایک تو آپ غیر معمولی طور پر ذہین ہیں اور دوسری بھی کئی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ آپ کی رہنمائی میں ہم شاید ہی کسی دشمن سے دھوکا کھاسکیں۔"

وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ تیج پال نے کہا "آج مجھے جتنی خوشی ہورہی ہے میں اسے لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سر پر سوار ہوجاتا ہے اسے اپنا تابع ... بنالیتا ہے لیکن آپ چاروں مجھے اپنا رہنما بنا رہے ہیں جبکہ میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہوں۔"

"ہم نے دیکھا ہے اور بہت عرصے تک دیکھا ہے کہ صرف ٹیلی پیتھی جاننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصل چیز ذہانت ہے۔ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی ذہانت سے کام لے کر ہمیشہ کامیاب ہوتے رہتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟"

اس نے کہا "واقعی سچ ہے اور واقعی تم لوگوں نے بہت ہی دانشمندی سے کام لیا ہے۔ مجھے اپنا تابع.... بنانے کے بجائے دوست بنایا ہے۔ اب میں دوست بن کر دکھاؤں گا۔"

ایسے ہی وقت کمرے کا دروازہ کھلا ایک جوان عورت ایک جوان مرد کے ساتھ نظر آئی۔ انہوں نے ان کی طرف آتے ہوئے کہا "مسٹر تیج پال! اوہ نو سوری اب آپ تیج پال نہیں ہیں مسٹر جم کاف ہیں۔ مسٹر جم کاف آپ نے مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے پہچان لیا تھا کہ میں بوڑھا نہیں ہوں اور میری یہ بیوی بھی جوان ہے۔ اب آپ ہمیں اصلی صورت میں دیکھیں۔ یہ اصلی صورت ہونے کے باوجود تبدیل شدہ ہے۔ ہمارے مخالفین ہمیں کبھی نہیں پہچان سکیں گے۔"

تیج پال نے پھر ایک بار اٹھ کر ہیزون سے مصافحہ کیا۔ اسے بہت خوشی حاصل ہورہی تھی اور کیوں نہ ہوتی۔ اب وہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا رہنما بن چکا تھا۔

○☆○

روزی اپنی رہنمائی میں نارنگ کو لے کر انڈر گراؤنڈ مافیا کے گاڈ فادر کے پاس پہنچ گئی۔ وہ گاڈ فادر چرچ کا فادر بن کر رہتا تھا۔ بظاہر بہت معزز شہری سمجھا جاتا تھا۔ نارنگ کو بھی اسی چرچ کے پچھلے حصے کی رہائش گاہ میں پناہ ملی تھی۔ جب گاڈ فادر کو نارنگ کی خوبیاں معلوم ہوئیں تو اس نے کہا "تم میرے بہت کام کے آدمی ہو۔ تمہیں چہرہ تبدیل کرکے آزادی سے یہاں رہنا چاہیے۔"

اس کے لیے اس نے پلاسٹک سرجری کے ایک ماہر کو فون کیا تھا۔ اسے فوراً اپنے سازو سامان کے ساتھ پہنچنے کے لیے حکم دیا تھا۔ یہ باتیں میں اور سونیا وغیرہ روزی کے دماغ میں رہ کر سن رہے تھے۔ میں پلاسٹک سرجری کا تمام سامان لے کر اس کی طرف روانہ ہوگیا۔ جو ماہر وہاں پہنچنے والا تھا اس کے دماغ پر ہمارے ایک سراغ رساں نے قبضہ جمالیا تھا اور اسے اپنے کمرے سے نکلنے نہیں دیا تھا۔

جب میں چرچ کی رہائش گاہ پر پہنچا گاڈ فادر نے مجھے دیکھ کر کہا "تم وہ ماہر تو نہیں ہو جسے میں نے فون کیا تھا۔"

میں نے کہا "وہ میرے استاد ہیں۔ ان کی طبیعت ناساز ہے۔ وہ توجہ سے سرجری نہیں کرسکتے۔ اس لیے میں آیا ہوں۔ آپ میرا کام دیکھ لیں۔ اگر مطمئن ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر مجھے آپ ہی کے مطلوبہ پلاسٹک سرجری کے ماہر کو بھیجنا ہوگا۔"

گاڈ فادر نے احتیاطاً پھر اس پلاسٹک سرجری کے ماہر کا فون نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "میں نے تمہیں یہاں آنے کے لیے کہا تھا مگر تم نے اپنے اسسٹنٹ کو بھیجا ہے۔"

اس ماہر کے دماغ پر سراغ رساں حاوی تھا۔ اس نے کہا "ہاں میری طبیعت ناساز ہے۔ آپ میرے اسسٹنٹ پر اعتماد کریں۔ وہ بڑی صفائی اور خوبی سے چہرہ تبدیل کرے گا۔ آپ کو شکایت نہیں ہوگی۔"

گاڈ فادر نے فون بند کرکے مجھ سے کہا "میرے اس اہم شخص کو پولیس تلاش کررہی ہے لیکن یہ بہت ہی محفوظ جگہ ہے۔ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہایت آرام اور توجہ سے اس کا چہرہ تبدیل کرو۔ میں کسی کی غلطی معاف نہیں کرتا۔ تم نے کوئی خرابی پیدا کی تو جان سے جاؤ گے۔"

میں نے بڑی عاجزی سے کہا "جناب میں تو آپ لوگوں کا غلام ہوں۔ آپ گاڈ فادر ہیں۔ میں کبھی غلطی کرنے کی جرأت نہیں کروں گا۔"

نارنگ ایزی چیئر پر بیٹھ گیا اور آئینے میں خود کو دیکھنے لگا۔ گاڈ فادر نے ایک تصویر مجھے پیش کرتے ہوئے کہا "چہرہ بالکل ایسا ہی

ہونا چاہیے۔ یہ میرا ایک ماتحت تھا۔ بہت کام کا آدمی تھا لیکن بہت ہی پراسرار طور پر مارا گیا ہے۔ قانون کے محافظ اسے زندہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اب اسے زندہ ہی رہنا چاہیے۔"

نارنگ نے مزید کہا "میں مستقل پلاسٹک سرجری نہیں کراؤں گا۔ کیونکہ پھر چہرے کو تبدیل کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ کوئی ایسا میک اپ کرو کہ جو پکڑ میں نہ آئے اور آسانی سے چہرہ بدل بھی سکے۔"

میں نے کہا "پلاسٹک کے ریشوں، انسانی گوشت کے ریشوں اور ربڑ کے مرکب سے ایک پتلی جلد تیار کی جاتی ہے۔ وہ ہمارے پاس ہے۔ اسے آپ چہرے پر لگائیں گے۔ اس کا جوڑ گردن کے پیچھے اور سامنے سینے پر ہوگا لیکن جوڑ بھی اس صفائی کے ساتھ ہوگا کہ کوئی دیکھ کر بھی پہچان نہیں سکے گا لیکن جب بھی آپ اس میک اپ سے نجات پانا چاہیں گے تو اس جوڑ کی طرف سے اسے کھینچ کر اپنے چہرے سے پورے اس میک اپ کو اتار سکیں گے۔"

وہ مطمئن ہوگیا۔ میں اس کا میک اپ کرنے لگا۔ جو کچھ میں نے کہا تھا اس کے علاوہ بھی میں نے اس کے چہرے پر ایک ایسا لیس دار مادہ لگایا جو پہلے کچھ محسوس نہیں ہوا لیکن بعد میں اس کی خاصیت یہ تھی کہ چہرہ جگہ جگہ سے سکڑ جاتا تھا۔ میں نے وہ لیس دار مادہ اس کے چہرے پر چڑھایا اور پھر گاڈ فادر کی دی گئی تصویر کے مطابق اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں سے تراش کر ایک مجسمہ ساز کی مہارت کا مظاہرہ کرنے لگا۔ جیسے جیسے چہرہ تیار ہورہا تھا، وہ سب مطمئن ہورہے تھے۔

پہلے وہ لوگ مطمئن نہیں تھے۔ اس لیے گاڈ فادر نے فون کے ذریعے تصدیق کی تھی کہ میں واقعی اس معاملے میں مہارت رکھتا ہوں یا نہیں اور ایسے ہی وقت میں نے اپنے دماغ کے اندر محسوس کیا تھا کہ نارنگ خیال خوانی کے ذریعے میری اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن میں تو ایک پلاسٹک سرجری ماہر کے ماتحت کی حیثیت سے آیا تھا۔ میرے خیالات نے بھی اسے یہی سمجھایا اور وہ سمجھ کر مطمئن ہوگیا تھا۔

سرجری مکمل ہونے کے بعد نارنگ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ آئینے کے سامنے مختلف انداز سے اپنے چہرے کو دیکھنے لگا۔ گاڈ فادر نے بھی کہا "تم بالکل ویسے ہی بن گئے ہو۔ یہاں کی پولیس اور انٹیلی جینس والے تمہیں کبھی ایمون کی حیثیت سے نہیں پہچان سکیں گے۔ اب تم اپنا لب ولہجہ بھی بدل لینا اور نام بھی۔"

نارنگ نے کہا "جب میں اس حد تک بدل گیا ہوں تو میں آخری حد تک بھی بدل جاؤں گا اور یوں تبدیل ہوتے رہنے کے لیے لازمی ہے کہ مجھے صرف پولیس اور انٹیلی جینس والے نہیں بلکہ میرے جاننے والے بھی نہ کہیں دیکھ سکیں اور نہ میرے خلاف کوئی کارروائی کرسکیں۔"

روزی نے کہا "یہاں بھلا کون تمہیں پہچاننے والا ہے۔ یہاں تو ہم صرف تین ہیں۔ گاڈ فادر تو تمہیں اپنا دست راست بنا رہے ہیں۔ میں تمہاری محبوبہ ہوں اور یہ بے چارہ تو ڈاکٹر ہے جس نے تمہارے چہرے کو بڑی کامیابی سے تبدیل کیا ہے۔"

"یہ تو اس ماہر کی بدقسمتی ہے کہ اس نے میرا چہرہ تبدیل کیا اور موجودہ چہرے کے ساتھ مجھے دیکھ رہا ہے۔ آئندہ کبھی پولیس والوں کے ہتھے چڑھ سکتا ہے۔ میرے خلاف کچھ بول سکتا ہے۔ لہٰذا اسے زندہ نہیں رہنا چاہیے۔"

گاڈ فادر نے کہا "ایسی باتیں نہ کرو۔ اس کا استاد ہمارا بہت پرانا خادم ہے۔ یہ لوگ ہمارے وفادار ہیں۔ مرجائیں گے لیکن کبھی ہمارے خلاف زبان نہیں کھولیں گے۔"

"اس سے بہتر ہے کہ اسے مار ہی دیا جائے تاکہ زبان کھلنے کا خدشہ ہی نہ رہے۔"

روزی نے کہا "ایمون تم پر تو ہمیشہ خون سوار رہتا ہے۔ بس قتل کرنا جانتے ہو۔ اپنوں سے بھی دشمنی مول لوگے تو کیا اس دنیا میں تنہا جینے کا ارادہ ہے۔"

اس نے روزی کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ مارتے ہوئے کہا "جب مرد آپس میں بات کررہے ہوں تو عورت کو نہیں بولنا چاہیے۔"

وہ مار کھا کر پیچھے گرنے والی تھی۔ گاڈ فادر نے اسے ایک ہاتھ سے سنبھالا پھر دوسرے ہاتھ جیب میں رکھا، پستول نکال کر اس سے ایمون کا نشانہ لیتے ہوئے کہا "میں جتنا مہربان ہوں اتنا ہی ظالم بھی ہوں۔ میں نے تمہارے لیے اتنا وقت اس لیے ضائع کیا ہے تاکہ تم میرے کام آسکو لیکن تم میرے خلاف چل رہے ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "یہ پستول اپنی جیب میں رکھ لو۔ تم نہیں جانتے مجھے دنیا کا کوئی ہتھیار نہیں مار سکتا۔"

گاڈ فادر نے کہا "تم ایک بار گولی کھاکر آپریشن کے ذریعے بچ گئے تو سمجھتے ہو ہمیشہ بچتے رہوگے۔"

"میں ابھی یہ کارنامہ کرکے دکھاتا ہوں۔ اس وقت جو پستول تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم ابھی اسے میرے ہاتھ میں دے دو گے۔"

اس سے پہلے کہ نارنگ اس کے دماغ پر قبضہ جماکر اسے مجبور کرتا اور پستول اس کی طرف اچھالتا، میں نے گاڈ فادر کے دماغ پر قبضہ جماکر پستول میری طرف اچھالنے پر مجبور کیا اور اسے کیچ کرلیا۔ نارنگ نے حیرانی سے مجھے دیکھا۔ میں نے کہا "کیا ہوا تمہارا کارنامہ؟ تم تو اس پستول کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے۔"

اس نے فوراً ہی میرے دماغ پر قبضہ جماکر اس پستول کو حاصل کرنا چاہا تاکہ وہ اس کے ہاتھ میں آجائے لیکن وہ میرے دماغ پر نہیں بلکہ میرے موجودہ بہروپ کے اعتبار سے پلاسٹک سرجری ماہر کے اسسٹنٹ کے دماغ پر قبضہ جما رہا تھا اور ناکام ہورہا تھا۔ اس نے دو تین بار کوششیں کیں پھر حیرانی اور پریشانی سے مجھے دیکھنے

لگا۔ اس کے بعد پوچھا "تم کون ہو؟"

"گاڈ فادر کو بتا دو کہ تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ اور تم کس طرح جسم بدلتے بدلتے آخری مرحلے پر پہنچ گئے ہو۔ یہ جسم اگر گولیوں سے چھلنی کردیا جائے گا تو تمہاری آتما پھر کسی دوسرے جسم میں داخل ہوسکے گی نہ کوئی نیا جسم حاصل کرسکے گی۔ کیوں نارنگ میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

وہ میرے منہ سے اپنا نام سن کر چونک گیا۔ مجھے دیکھتے ہوئے بولا "تم بتاؤ کون ہو؟ مجھے کیسے جانتے ہو؟"

"بھئی میں تو تمہیں نہیں جانتا۔ تمہیں تو سونیا جانتی ہے کیونکہ تم اس سے انتقام لینے کے لیے پہلے اس کے ایک بیٹے کو مارنا چاہتے تھے اور اس طرح رفتہ رفتہ....."

وہ بے یقینی سے مجھے دیکھنے لگا۔ سونیا نے روزی کی زبان سے کہا "ہائے نارنگ' میں اس وقت روزی نہیں سونیا بول رہی ہوں۔ کیا تم اپنا بھارت دیش چھوڑ کر اپنی ماں کو ہلاک کرنے آئے ہو؟ کیا تم نے نیلماں کی عبرت ناک موت نہیں دیکھی تھی؟"

وہ روزی کو گھور کر دیکھتے ہوئے بولا "کیا تم سمجھتی ہو کہ اس شخص کے ہاتھ میں جو پستول ہے اس کی گولی مجھے ہلاک کر ڈالے گی۔ اسے کہو مجھ پر گولیاں چلانے میں تم لوگوں کے سامنے یہاں رکھے ہوئے اوزار سے اپنے جسم سے گولیاں نکال کر اور زندہ رہ کر دکھاؤں گا۔"

"تم ہمیں نادان سمجھتے ہو۔ چھ جسم بدلنے کے بعد اب تمہاری آتما شکتی کمزور ہوگئی ہے۔ نہ تو کسی نئے جسم میں جاسکتے ہو اور نہ ہی کسی شکتی سے اپنے اندر پیوست ہونے والی گولیاں نکال سکتے ہو۔ نہ اپنے زخم بھر سکتے ہو۔ کیا اب بھی کہو گے کہ ہم گولی چلائیں؟"

وہ بے بسی سے روزی کو ایسے تکنے لگا۔ جیسے اس کے پیچھے سونیا کو دیکھ رہا ہو۔ سونیا نے کہا "میں نے جس طرح نیلماں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مارا ہے۔ اسی طرح تمہیں بھی دوڑا دوڑا کر ماروں گی۔ اب تم یہاں سے اپنی جان بچا کر جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ۔ میں تمہارے پیچھے آتی رہوں گی۔"

گاڈ فادر نے آگے بڑھ کر اسے مارتے ہوئے کہا "ذلیل کتے میں تجھے پناہ دے رہا تھا۔ قانون کے محافظوں سے بچا کر ایک اچھا عہدہ تجھے دینے والا تھا اور تو ہمیں مار ڈالنا چاہتا تھا۔"

نارنگ نے آج تک کسی سے مار نہیں کھائی تھی۔ اس نے فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ گاڈ فادر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

میں نے پستول کو نارنگ کی طرف اچھالا۔ وہ بے اختیار اسے کیچ کرنے کے لیے آگے آیا۔ میں نے اس کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ دوسری طرف گھوم گیا۔

دوسری طرف روزی کے اندر سونیا سمائی ہوئی تھی۔ اس نے گھوم کر ایک لات اس کے منہ پر ماری۔ منہ پھر سے میری طرف گھوم گیا اسی طرح ہم دونوں اس کی پٹائی کرنے لگے۔ وہ بھی ایک فائٹر تھا۔ اس وقت زبردست مار برداشت کررہا تھا۔ لیکن اسے جوابی حملہ کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ اس طرح وہ مار کھاتے کھاتے دیوار سے لگ کر ہانپنے لگا۔ میں نے اس کے پیٹ پر لات ماری۔ وہ جھکا تو سونیا نے اس کے منہ پر لات ماری وہ پھر سیدھا ہوگیا۔ وہ کئی جگہ سے لہولہان ہو رہا تھا۔ اس نے ہانپتے ہوئے مجھ سے پوچھا "تم کون ہو؟"

میں نے روزی کی طرف اشارہ کرکے کہا "اس سے پوچھو۔" اس نے روزی کی طرف دیکھا تو سونیا کی آواز گونجی "میں وہی سونیا ہوں جسے تم نے ہلاک کرنے کی قسم کھائی ہے اور مجھے ہلاک کرنے سے پہلے میرے پورے خاندان کو مار ڈالنا چاہتے تھے۔ اب تمہارا کیا بنے گا؟"

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر روزی کو دیکھنے لگا اور سوچنے لگا نہ تو ان پر ٹیلی پیتھی کا اثر ہوگا۔ نہ میرے جادو کا۔ میں ان پر کسی طرح بھی غالب نہیں آسکوں گا۔ مجھے اپنی جان بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔"

یہ سوچتے ہی وہ وہاں سے نکل کر بھاگنے لگا۔ سونیا خاموش رہی میں نے کہا "کیا خیال ہے سونیا؟"

وہ بولی "اسے بھاگنے دو۔ مجھے اسے دوڑا دوڑا کر مارنا ہے۔ یہ جہاں جائے گا' وہاں محفوظ نہیں رہے گا۔ اس کی آتما شکتی کمزور ہوگئی ہے۔ اب یہ سانس روک کر کسی کو اپنے دماغ سے نہیں نکال سکے گا کیونکہ بری طرح زخمی ہوگیا ہے۔"

"بہتر یہ ہے کہ اسے اور بری طرح دماغی طور پر کمزور کیا جائے تاکہ یہ آئندہ کبھی ہمیں دماغ میں آنے سے نہ روک سکے۔"

وہ چرچ کے احاطے سے نکل کر ایک راستے پر بھاگا جارہا تھا۔ اپنے ناک منہ سے بہتا خون پونچھتا جارہا تھا۔ اس نے ایک ٹیکسی والے کو ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ ٹیکسی جیسے ہی اس کے قریب آئی میں نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایک دم سے چیخ مار کر گرا اور ٹیکسی کے سامنے تڑپنے لگا۔ ٹیکسی ڈرائیور اور دوسرے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ دوڑتے ہوئے اسے اٹھانے کے لیے آئے۔ وہ اپنی قوت برداشت سے کام لے کر اٹھنے کی کوشش کررہا تھا۔ دوسری بار سونیا نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ پھر چیخیں مار کر تڑپنے لگا۔ دو چار لوگوں نے کہا "یہ کچھ بیمار ہے۔ اسے اسپتال پہنچا دینا چاہیے۔"

کچھ لوگوں نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا۔ اس کے ساتھ دو افراد بیٹھ گئے۔ پھر اسپتال کی طرف جانے لگے۔ وہ اپنی ذہنی اذیتوں کو برداشت کررہا تھا۔ اچانک سونیا نے اس پر غالب آکر مجبور کیا تو وہ اٹھ کر فوراً ہی ٹیکسی ڈرائیور سے لپٹ گیا اور اس کا گلا دبانے لگا۔ ڈرائیور نے فوراً ہی گاڑی روکی۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے اشخاص ڈرائیور کی گردن چھڑانے

لگے۔ وہاں پھر لوگوں کی بھیڑ لگنے لگی۔ پولیس والے بھی آگئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا "یہ شخص پاگل ہے یا اس پر کسی قسم کا دورہ پڑتا ہے۔ ہم اس سے ہمدردی کررہے تھے۔ اسے کسی اسپتال لے جارہے تھے لیکن یہ ڈرائیور کا گلا دبوچ کر مارنا چاہتا تھا۔"

پولیس والوں نے اسے حراست میں لیا پھر اپنے ساتھ اسے ایک مینٹل اسپتال لے گئے اور وہاں ذہنی امراض کے ڈاکٹرز سے کہا کہ اس کا معائنہ کیا جائے۔

جب اس کا معائنہ ہونے لگا تو سونیا نے اس سے ایسی حرکتیں کرائیں کہ ڈاکٹر بھی پریشان ہوگئے۔ بار بار اسے اپنے قابو میں کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔ آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے پاگل خانے بھیج دیا جائے۔

اس فیصلے کے مطابق اسے ہتھکڑی پہنائی گئی۔ رسیوں سے باندھا گیا تاکہ وہ کسی پر حملہ نہ کرسکے پھر اسے ایک پاگل خانے میں پہنچا دیا گیا۔ جب اسے ایک کمرے میں چند پاگلوں کے ساتھ پہنچایا گیا تو سونیا نے اس کے دماغ میں کہا "دیکھو یہ کتنی اچھی' پرسکون اور ویران جگہ ہے۔ یہاں رہ کر تم تپسیا کرسکتے ہو اور دوبارہ اپنی آتما شکتی حاصل کرسکتے ہو۔ ہم انتظار کریں گے۔"

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس قدر مجبور ہوجائے گا کہ اپنے دماغ میں آنے والے دشمنوں کو نہیں روک سکے گا اور اس کی آتما شکتی بھی وہاں پہنچ کر کمزور ہوجائے گی۔ لیکن اپنی حماقتوں سے اور غلط منصوبہ بندی کے باعث وہ اس حال کو پہنچ گیا تھا۔

سونیا نے کہا "تم یہ نہ سوچنا کہ ہم تم سے غافل رہیں گے۔ تمہیں دماغی زلزلے والی دوا دن رات دی جاتی رہے گی تاکہ تم کبھی دماغی توانائی حاصل نہ کرسکو۔ اب ہم جارہے ہیں۔ یہاں آرام سے رہو۔"

ہم اس کے دماغ سے چلے آئے وہ بے بسی سے آہنی سلاخوں والے دروازے کو تھام کر باہر دیکھنے لگا۔ اب اتنا بڑا شکتی مان جو کسی سے زیر نہیں ہوتا تھا۔ اب ایک پاگل بن کر وہاں قید ہوگیا تھا اور اب اس کے دماغ میں کوئی ایسی تدبیر نہیں آرہی تھی کہ وہ خود کو وہاں سے رہائی دلاسکے۔ اس نے سوچا۔ "امریکی اکابرین میں سے کسی کو مخاطب کرنا چاہیے ان سے مدد مانگنی چاہیے۔ شاید ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھے یہاں سے نکال سکیں وہ بابا صاحب کے ادارے والوں کے دشمن ہیں۔ وہ ضرور میری مدد کریں گے۔

پھر اسے الپا کا بھی خیال آیا لیکن خیال خوانی کی لہریں اس کے دماغ کو ڈھونڈ نہیں سکتی تھیں۔ وہ اسرائیلی اکابرین میں سے کسی ایک سے رابطہ کرکے الپا سے التجا کرسکتا تھا کہ وہ اس کے دماغ میں آئے۔

ایسا سوچتے وقت اچانک اسے پیٹھ پر ایک زوردار لات پڑی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا ایک پاگل اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا "ابے اندر آکر باہر کیا دیکھ رہا ہے؟"

دوسرے پاگل نے کہا "اپنے باپ کو دیکھ رہا ہوگا۔ میرے باپ نے بھی مرتے وقت کہا تھا' بیٹے پاگل خانے میں ہی رہنا میں وہیں آکر ملاقات کروں گا۔"

تیسرے پاگل نے کہا "تو پھر یہی تیرا باپ ہے۔ ابھی باہر سے آیا ہے۔"

دوسرے پاگل نے نارنگ کے منہ پر تھوک کر کہا "یہ میرا باپ نہیں ہوسکتا۔"

منہ پر تھوکتے ہی نارنگ آپے سے باہر ہوگیا۔ ایک دم جنون میں آکر اسے مارنے لگا۔ باقی تینوں پاگل اس سے لپٹ گئے اس کی پٹائی کرنے لگے۔ اچھا خاصا ہنگامہ ہوگیا جسے سن کر گارڈ فوراً ہی آہنی دروازہ کھول کر آئے پھر ڈنڈوں سے انہیں مارنے لگے۔ اس کے بعد نارنگ کی بھی اچھی طرح پٹائی کی گئی۔ انہیں دور دور کمرے کے ایک ایک کونے میں بٹھا دیا گیا۔

وہ دیوار سے ٹیک لگا کر شکست خوردہ انداز میں بیٹھ گیا۔ بری طرح لہولہان ہوگیا تھا۔ تھک کر نڈھال بھی ہوچکا تھا۔ سوچنے لگا اب غصہ کرنے اور جوش و جنون میں آنے سے کام نہیں بنے گا۔ اسے صبر کرنا ہوگا اس کی آتما شکتی ضرور کمزور ہوئی ہے لیکن ٹیلی پیتھی کا علم باقی ہے۔ اگر وہ اپنے دماغ کی توانائی بحال رکھے گا تو اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کرسکے گا۔

اس نے پھر سوچا "نہیں میں بہت نقصان اٹھا چکا ہوں۔ مجھے ذرا صبر کرنا چاہیے۔ ان پاگلوں میں رہ کر اپنی قوت برداشت کو آزمانا چاہیے۔ ذرا دماغ توانا ہوجائے پھر میں دیکھوں گا کہ اپنی رہائی کے لیے کیا کرسکتا ہوں۔"

دوسری طرف گاڈ فادر اپنی اس عیش گاہ میں روزی کے ساتھ اور میرے ساتھ تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا "تم فرہاد ہو؟ مجھے یقین نہیں آرہا ہے لیکن میں سن چکا ہوں اور ابھی روزی کے اندر سے مادام سونیا بول رہی تھیں۔"

"ہاں یہاں ہم میاں بیوی موجود ہیں اور اب جارہے ہیں۔ لیکن جانے سے پہلے تمہیں ایک وارننگ دے رہے ہیں کہ ہم گرو نارنگ سے برا حشر تمہارا کریں گے۔ کیونکہ تم اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر ہو۔ دنیا کے پتا نہیں کتنے حصوں میں اسلحہ سپلائی کرتے ہو۔"

گاڈ فادر نے کہا "مسٹر فرہاد ہماری دنیا میں اتنی برائیاں اور اتنے جرائم پھیلے ہوئے ہیں کہ آپ ٹیلی پیتھی کی فوج کے ساتھ بھی ان جرائم اور برائیوں کو ختم نہیں کرسکتے۔ اسی لیے ہم کبھی آپ کے مقابلے پر نہیں آئے کہ ہم نہ آپ سے ٹکرانا چاہتے تھے نہ آپ سے کوئی دشمنی مول لینا چاہتے تھے۔ آج بھی ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں۔ اور اگر سزا دینا چاہتے ہیں تو دنیا کے تمام جرائم پیشہ افراد کو اور ان کے مالکان کو سزا دیں۔"

سونیا نے روزی کی زبان سے بولتے ہوئے کہا "فرہاد یہ درست

ہے۔ ہمیں کسی کی اچھائی برائی سے کیا لینا ہے۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جو اچھے نیک، راہِ راست پر چلانے والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں' انہیں سزائیں دے کر ختم کر دینا چاہیے۔ لہٰذا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو لیکن یہ ہمیں پسند نہیں ہے کہ یہ مذہب کی آڑ لے کر گاڈ فادر بنا ہوا ہے۔ اِدھر اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر اور اُدھر چرچ کا فادر۔ لعنت ہے۔ اگر ابھی یہ یہاں سے نہ گیا اور چرچ کو اپنے تمام آلۂ کاروں کے ساتھ خالی نہیں کیا تو ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

وہ فوراً ہی دونوں کان پکڑ کر بولا "میں ابھی فوراً ہی اپنے آلۂ کاروں کے ساتھ جا رہا ہوں۔"

اس نے فوراً ہی انٹر کام کے ذریعے اپنے تمام ماتحتوں کو بلایا اور کہا "ہم آج سے یہ چرچ چھوڑ رہے ہیں۔ یہاں راہب اور راہبہ بن کر نہیں رہیں گے۔ لہٰذا ابھی یہاں سے چلو۔"

یہ کہہ کر وہ اس رہائش گاہ سے باہر نکل گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے باہر آیا اور اسے اس کے ماتحتوں کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔ جب وہ اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر جانے لگے تو سونیا نے گاڈ فادر سے کہا۔

"میں ابھی کہہ چکی ہوں کہ جو راہِ راست پر جانے والوں ستانے تو ہم انہیں بری طرح سزائیں دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہلاک تک کر دیتے ہیں۔ تم جو دنیا میں اسلحہ سپلائی کرتے ہو تو ایسے اسلحہ سے کتنے بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ تم کبھی اس کا جواب دے نہیں سکو گے۔ لہٰذا تم بھی سزا کے قابل ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "آپ بات بدل رہی ہیں۔"

"میں بات نہیں بدل رہی۔ تمہارا راستہ بدل رہی ہوں۔ اگر ہو سکے تو جرائم سے باہر ہو جاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو ہم تم پر جبر نہیں کریں گے۔ تم ضرور زیرِ زمین دنیا کے گاڈ فادر بنے رہو اور جرائم کرتے رہو۔ میں اس سلسلے میں تمہاری مدد کروں گی۔"

وہ حیرانی سے بولا "آپ میری مدد کریں گی۔"

"حیران کیوں ہوتے ہو؟ اگر میری کسی بات میں وزن نہیں ہوگا اور وہ تمہیں غلط لگے گی تو اس پر عمل نہ کرنا۔"

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

"وہ نارنگ بڑی خوبیوں کا مالک ہے۔ جادوگر بھی ہے اور ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے۔ لیکن وہ کبھی کسی کا ہو نہیں سکتا لیکن تم اسے اپنا ماتحت بناؤ گے۔ وہ کبھی کسی کا ماتحت نہیں بنے گا۔ بلکہ ہمیشہ بادشاہ بن کر رہنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا اگر تم اس کی ٹیلی پیتھی سے کام لینا چاہتے ہو تو بڑی چالاکیوں سے کام تب ہی اسے ہمیشہ اپنا ماتحت بنا کر بہت سے کام لے سکو گے۔"

"مادام آپ کی باتوں میں وزن ہے اور میں باغی ہو جانے والوں سے کام لینا جانتا ہوں۔ انہیں مجبور اور بے بس غلام بنا کر رکھنا بھی جانتا ہوں۔"

"تو پھر یہاں سے سیدھے پاگل خانے جاؤ۔ ہم نے اسے وہاں پہنچا دیا تھا۔ اب تم اپنے ذرائع استعمال کر کے اسے رہائی دلاؤ اور اپنے ساتھ لے جاکر اسے جس طرح مجبور اور بے بس بنا کر رکھ سکتے ہو رکھو۔ ناکام رہو گے تو یہ مت بھولنا کہ وہ ہمیں نقصان پہنچائے گا بلکہ ہمیں نقصان پہنچانے سے پہلے تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ لہٰذا اچھی طرح سوچ لو۔ پھر پاگل خانے کا رخ کرو۔"

"مادام میں آپ کی بات اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ وہ مجھ سے چالاکی نہیں دکھا سکے گا۔ آپ کے مشورے کا بہت بہت شکریہ۔"

وہ اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس نے کار کا رخ پاگل خانے کی طرف موڑ دیا۔

O☆O

سب ہی یہ سوچ رہے تھے اور سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر تیج پال کو کس نے اغوا کیا ہے۔ خود ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ تیج پال اچانک کہاں گم کر دیا گیا ہے۔ الپا بھی حیران تھی۔ لیکن امریکی اکابرین یقین نہیں کر رہے تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ الپا نے ہی تیج پال کو اغوا کیا ہے۔ کیونکہ گرو نارنگ کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ جسم بدل کر اور ایمون نامی خطرناک آدمی کے جسم میں داخل ہو کر بے بس ہو گیا ہے۔ اس کے پاگل خانے جانے تک کی باتیں سب کو معلوم تھیں پھر وہ پاگل خانے سے کس طرح رہا ہو گیا اور اسے کون لے گیا یہ بات ابھی تک پیرس کے پولیس اور انٹیلی جینس والے نہیں جانتے تھے۔ دوسری ایجنسیوں کے سراغ رساں بھی اس جستجو میں تھے کہ پہلے تو تیج پال گیا اور اب نارنگ بھی کہیں گم ہو گیا ہے۔

تیج پال اور نارنگ دونوں ہی باکمال اور غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ سراغ رسانوں کو اس بات کا انتظار تھا کہ وہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کا اظہار کریں گے تو شاید ان کا سراغ مل سکے گا۔

بات صرف اتنی ہی نہیں تھی کہ دو غیر معمولی خطرناک مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے کہیں روپوش ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ ہو رہا تھا' اسے امریکی اکابرین سمجھ رہے تھے اور وہ بات یہ تھی کہ ان کے سولہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے چار کہیں گم ہو گئے تھے اور سب ہی یہ رائے قائم کر رہے تھے کہ جینی نے جس طرح اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے دو کو ختم کیا ہے اسی طرح اس نے اور پورس نے دوسرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی خاموشی سے ہلاک کر دیا ہے۔ وہ شاید ابھی امریکا سے نہیں گئے ہیں۔

امریکی اکابرین اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ہلاکت کی خبر چھپا رہے تھے۔ چھپانے میں یہ مصلحت تھی وہ رعب اور دبدبہ قائم رکھنا چاہتے تھے کہ ابھی امریکا میں سولہ ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں اور اگر یہ بات کسی نے ظاہر کی تو یہ سراغ مل سکے گا کہ یہ خبر ظاہر کرنے والا کون ہے۔ ایسا کرنے والا دشمن تو ضرور ہوگا

لیکن ایسے دوست بھی ہوتے ہیں جو دوستی کی آڑ میں دشمنی کرتے ہیں اور بات کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ اسی لیے ان چاروں کی ہلاکت کو یا گمشدگی کو فی الحال چھپا کر رکھا گیا تھا۔

الپا اور برین آدم کے دماغ ایسے ہوگئے تھے کہ وہ ایک دوسرے سے خیال خوانی کے ذریعے بول نہیں سکتے تھے۔ اگر الپا اپنے بگ برادر کو مخاطب کرتی تو اس کا دماغ نہیں ملتا۔ اس لیے وہ اکثر ٹیلی فون کے ذریعے گفتگو کرتی تھی اور کوئی خاص بہت ہی اہم بات ہو تو خفیہ جگہ ملاقات کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک جگہ ان دونوں نے ملاقات کی پھر برین آدم نے کہا "معاملات ایسے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آرہے ہیں۔ تم کہہ رہی تھیں کہ تیج پال بہت غیر معمولی ہے۔"

"ہاں بہت ہی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ ہمارے بہت ہی کام آسکتا تھا۔ اب بھی آسکتا ہے' اگر اس کا سراغ مل جائے۔"

"یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ آخر اسے کس نے غائب کیا ہے۔"

"بابا صاحب کے ادارے والوں کے متعلق تو سوچا ہی نہیں جاسکتا۔ سونیا امریکا میں تھی۔ تیج پال اس کے قریب تھا پھر بھی اس نے اسے چھوڑ دیا تھا اور نیلماں کو ماردیا تھا۔

"ہمارا شبہ صرف امریکا کے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف جاتا ہے۔ انہوں نے اسے کہیں غائب کیا ہے۔"

"نہیں بگ برادر وہ تو ان کے شکنجے میں تھا۔ انہوں نے تیج پال کو اپنا معمول اور تابع ... بنا رکھا تھا پھر وہ کیوں اس کے لیے پریشان ہیں اور اسے تلاش کررہے ہیں۔"

"وہ شاید ہمیں دھوکا دے رہے ہوں۔"

"اس سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟"

"وہ اپنی بہت سی اہم باتیں چھپاتے ہیں۔ اسے بھی چھپا رہے ہوں گے اور مجھے شبہ ہے کہ نارنگ کو غائب کرنے میں بھی ان کا ہاتھ ہے۔ تم خود سوچو کہ اتنی زبردست شکتی رکھنے والا گرو نارنگ آخر کہاں جاسکتا ہے؟ یا تو وہ ہلاک کردیا گیا ہے یا پھر اسے کہیں چھپا کر رکھا گیا ہے اور اگر تیج پال اور نارنگ کو انہوں نے چھپا کر رکھا ہے تو وہ ہماری طرح بڑی رازداری برت رہے ہیں۔ تم میری بات کو سمجھو کہ اب تک یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ ہم زندہ ہیں لیکن ہمارا دماغ مردہ کیسے ہے؟ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغوں تک نہیں پہنچتا ہے اب تیج پال اور نارنگ ہی ایسی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ نارنگ ایسا جادوگر ہے جو کسی نہ کسی طرح ہمارے بارے میں ضرور معلوم کرے گا اور معلوم کرنے کے لیے بہت رازداری سے کام لیا جارہا ہے۔ جینی اور پورس نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کردیا۔ اس کے بعد بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے بالکل خاموشی ہے۔

"فرہاد علی تیمور کے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں وہ بالکل خاموش ہیں۔ کہیں کسی کی موجودگی کی اطلاع نہیں مل رہی ہے۔ کیا یہ گہری خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ نہیں ہوسکتی؟"

"ہوسکتا ہے لیکن ابھی جو تیج پال اور نارنگ کا معاملہ ہے۔ اس سے بابا صاحب کے ادارے والوں کا کوئی تعلق نہیں ہے ہمیں تو ان دونوں کی فکر ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ کم بخت گرو نارنگ یہاں کسی طرح بھی نہ آئے۔ آئے گا تو معلوم کرلے گا کہ ہم نے کس ڈاکٹر کے ذریعے اپنے دماغ کو زندہ رکھا ہے۔"

"میں پھر ایک بار معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر امریکی اکابرین میں سے ایک فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں الپا بول رہی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "شکریہ تم نے مجھے یاد کیا۔ بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کرسکتا ہوں۔"

"بس اتنا ہی کرو جو سچ ہے وہ بتادو۔"

"میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"پہلے تیج پال غائب ہوا اس کے بعد گرو نارنگ۔ آخر یہ دونوں کہاں ہیں؟ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے انہیں چھپا رکھا ہے۔"

"یہ تم غلط سوچ رہی ہو۔ وہ ہمارے پاس ہوتے تو ہم ان سے کام لیتے۔ چھپا کر نہیں رکھتے۔"

"اب سے پہلے بھی تم نے ٹیلی پیتھی جاننے والی جینی کو پاگل خانے میں چھپا کر رکھا تھا۔ اس سے بظاہر کوئی کام نہیں لیتے تھے لیکن رازداری سے کوئی نہ کوئی کام کراتے رہتے تھے۔"

"اب ہم کیسے یقین دلائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں مرچکے ہوں۔"

"تمہاری ایسی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ تم سچ کو چھپا رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں خیال خوانی کے ذریعے ان کے دماغوں میں پہنچنے کی کوشش کرتی ہوں۔ تیج پال تو پہلے یوگا کا ماہر نہیں تھا لیکن اب اس پر کچھ ایسا عمل کیا گیا ہے کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا ہے۔ اسی طرح گرو نارنگ کے دماغ میں بھی کئی بار جاچکی ہوں۔ اور وہ بھی سانس روک لیا کرتا ہے۔ اب بتاؤ اگر وہ ہلاک ہوچکے ہیں۔ جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو پھر یہ میری آمد پر سانس کیسے روک لیتے ہیں۔"

"اگر وہ زندہ ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے انہیں چھپا کر رکھا ہے۔ بلکہ وہ تو ایسی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو ہم فخر سے انہیں دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے۔"

"تم کچھ عرصے پہلے جینی جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی پر بھی فخر کرسکتے تھے لیکن اسے ساری دنیا سے چھپا کر ایک پاگل خانے میں

رکھا تھا۔ کیا اب بھی ان دونوں کو چھپا کر کہیں نہیں رکھ سکتے۔"

"تم جتنا شبہ کرسکتی ہو کرلو۔ ہم تو یہ شبہ کررہے ہیں کہ یہ فرہاد اور سونیا کی کوئی چال ہے۔ وہ ہم سے یہ باتیں چھپا رہے ہیں اور ہمیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کررہے ہیں۔"

"جب وہ کسی کو اپنے قابو میں کرتے ہیں تو بات چھپاتے نہیں ہیں اور دشمن پر غالب آتے ہیں تو اس کا تخت یا تختہ کرکے رکھ دیتے ہیں اور ساری دنیا والوں کو یہ معلوم ہوجاتا ہے۔"

الپا کی خیال خوانی کا سلسلہ اچانک ہی ٹوٹ گیا۔ وہ اپنے بگ برادر کے ساتھ ایک چھوٹے سے پرائیویٹ کمرے میں بیٹھی ہوئی باتیں کررہی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے اس افسر کو مخاطب کررہی تھی۔ ایسے ہی وقت دروازے پر ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کہ کوئی دونوں ہاتھوں سے دروازے کو پیٹ رہا ہو پھر ایک نسوانی آواز سنائی دی "دروازہ کھولو.... جلدی دروازہ کھولو.... نہیں تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔"

الپا اور برین آدم نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ بولا "یہاں کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ تم آئی ہو۔ دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں کون ہے۔"

الپا فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ برین آدم نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا "تم کون ہو؟"

باہر سے وہ بولی "ارے تم دروازہ کھول کر مجھے اندر بلا کر نہیں پوچھ سکتے؟ جب وہ مار ڈالے گا تو میں کیا بتاؤں گی کہ میں کون ہوں۔"

اس نے دروازہ کھولا۔ کھلے ہوئے دروازے پر جینی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے اندر آکر دروازے کو بند کرتے ہوئے بولی "شکریہ۔"

اس نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ بولی "مجھ سے پوچھتے ہو میں کون ہوں۔ اتنی بڑی بڑی آنکھیں رکھتے ہو نظر نہیں آتا کہ ایک لڑکی ہوں۔"

"تم کہاں سے آئی ہو؟ کیوں گھبرائی ہوئی ہو؟"

"ایک آدمی مجھے دوڑا رہا ہے۔ اگر وہ یہاں آئے تو دروازہ نہ کھولنا۔"

"وہ کوئی پاگل تو نہیں ہے یونہی تو نہیں دوڑائے گا۔ آخر بات کیا ہے؟"

"میں کیا بتاؤں۔ ایک فلم کی شوٹنگ دیکھنے گئی تھی وہاں ایک مونچھوں والا اداکار تھا۔ جب میں نے اس کی مونچھوں کو کھینچ کر دیکھا تو وہ نکل گئیں اس نے غصہ دکھایا۔ ڈائریکٹر نے بھی کہا' اے لڑکی کیا کرتی ہو۔ جاؤ یہاں سے۔ میں وہاں سے کیمرے کے پیچھے آئی وہاں ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس کار میں ایک مونچھوں والا آکر بیٹھنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کیا' اسے ٹھہرنے کے لیے کہا۔ جب وہ رکا تو میں نے اس کی بڑی بڑی مونچھوں کو کھینچا۔ وہ تکلیف سے چیخ پڑا اور مجھے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ میں بھاگنے لگی۔ وہ میرے پیچھے بھاگنے لگا۔ وہاں سے میں دوڑتی ہوئی' کتنی ہی گلیوں سے گزرتی ہوئی یہاں پہنچی ہوں۔ پلیز اس کے لیے دروازہ نہ کھولنا۔"

برین آدم نے پوچھا "کیا تم پاگل ہو۔ تم نے اس کی مونچھیں کیوں کھینچی تھیں؟"

"میں معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کیا ہر مرد کی مونچھیں اصلی ہوتی ہیں یا نقلی۔"

"اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازے پر دستک سنائی دی۔ برین آدم نے پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے ایک گرج دار آواز سنائی دی "میں ایک آرمی افسر ہوں۔ فوراً دروازہ کھولو...."

جینی سہم کر دور چلی گئی۔ برین آدم نے دروازہ کھولا تو وہ مونچھوں والا افسر برین آدم کو دیکھ کر چونک گیا پھر ایک دم سے فوجی انداز میں سلیوٹ کرتے ہوئے بولا "سر! یہاں ایک لڑکی بھاگتی ہوئی آئی ہے۔"

"ہاں آخر بات کیا ہے؟"

"وہ کوئی پاگل کی بچی ہے۔ وہ میری مونچھیں کھینچ رہی تھی۔"

برین آدم نے مسکرا کر آرمی افسر کو دیکھ کر کہا "بھئی میری طرف سے اسے معاف کردو۔ شاید وہ کچھ ایب نارمل ہے۔ میرے پاس پناہ لینے کے لیے آئی ہے۔ اب اسے مار کر یا اس پر غصہ اتار کر کیا کروگے؟"

"سر آپ کہتے ہیں تو میں بھلا کیا کرسکتا ہوں۔ میں جارہا ہوں۔"

وہ سلیوٹ کرکے واپس چلا گیا۔

اس دوران میں الپا جینی کی آواز سننے کے بعد اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ پتا چلا تھا کہ اس کا نام روبی ہے۔ وہ یہودی ہے اور اس کے شوہر کا نام نارمن اسٹون ہے۔ تل ابیب کی الیکٹریکل کمپنی میں انجینیئر ہے۔

الپا نے جینی کے دماغ سے اس کے شوہر کا فون نمبر معلوم کیا پھر اپنے موبائل پر یہ نمبر ملا کر کان سے لگایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی "ہیلو کون ہے۔ ہیلو.... پلیز اسپیک اپ۔"

الپا نے فون بند کردیا اور نارمن اسٹون یعنی پورس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات نے وہی بات بتائی کہ وہ تل ابیب کی الیکٹریکل کمپنی میں ایک الیکٹریکل انجینیئر ہے۔ وہاں چھ برس سے ملازم ہے۔ دو برس پہلے اسے ترقی ملی تھی۔ اب وہ انجینیئر بن گیا تھا پھر لندن گیا تو اس نے روبی کو دیکھا۔ وہ خوب صورت بھی تھی اور شریر بھی تھی۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے بچپن اور جوانی گلے مل رہے ہوں۔ اس نے اس کے گھر شادی کا پیغام بھیجا گیا تو قبول ہوگیا

اور شادی ہوگئی۔ وہ ایک ماہ تک لندن میں رہا پھر تین دن پہلے تل ابیب اپنی ڈیوٹی پر آگیا۔ شادی کرنے کے بعد اسے پتا چلا کہ اس کی شرارتیں جتنی اچھی لگتی ہیں' اتنی ہی مشکلات پیدا کردیتی ہیں۔ بعض اوقات اسے دوسروں سے معافی مانگنی پڑتی ہے۔

دوسری طرف برین آدم بھی جینی سے پوچھ رہا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے؟ وہ بھی وہی جواب دے رہی تھی جو الپا اس کے خیالات سے معلوم کرچکی تھی۔ وہ بولا "بیٹھو میں ابھی دوسرے کمرے سے آتا ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں الپا کے پاس آکر بولا "کیا یہ لڑکی درست کہہ رہی ہے۔"

"ہاں بالکل میں نے اس کے اور اس کے شوہر کے متعلق پوری تفصیلات معلوم کی ہیں۔ وہ یہودی ہے اور یہاں چھ برس سے اس کا شوہر ایک الیکٹریکل کمپنی میں ملازم ہے ایک انجینئر ہے۔"

برین آدم واپس جینی کے پاس آیا پھر بولا "اب وہ شخص جاچکا ہے۔ تمہیں پریشان نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی مارے گا لہٰذا اب تم جاؤ۔"

"نہیں مجھے تو ڈر لگتا ہے۔ میں اپنے شوہر کا ٹیلی فون نمبر بتاتی ہوں اسے یہاں بلالو تاکہ میں اس کے ساتھ جاسکوں۔"

"تم جب ڈرتی ہو تو شرارتیں کیوں کرتی ہو؟ بہرحال وہ شخص جو تمہیں دوڑا رہا تھا۔ وہ ایک آرمی افسر ہے اور میرا ماتحت ہے وہ میرے کہنے کے بعد اب تمہیں پریشان نہیں کرے گا۔ لہٰذا تم جاؤ۔"

وہ بولی "کیا آپ مجھے میرے گھر تک لفٹ نہیں دے سکتے؟"

اس نے کہا "اچھا چلو میں تمہیں اپنی کار میں لے چلتا ہوں۔"

اس چھوٹے سے بنگلے کے سامنے دو کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ دوسری کار الپا کی تھی۔ برین آدم اپنی کار میں جینی کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد الپا نے اس بنگلے کے اندر کی تمام لائٹوں کو بجھایا دروازے کو لاک کیا پھر اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار کے اندر آگے پیچھے دیکھا۔ پھر کار کو اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔

یہ درست تھا کہ الپا تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا لیکن برین آدم اپنی ڈیوٹی کے باعث اپنے بنگلے سے آرمی ہیڈ کوارٹر آتا جاتا تھا۔ وہ دوسروں کی نظر میں رہتا تھا۔ جینی اور پورس نے وہاں پہنچنے کے بعد پہلے برین آدم کو ہی دیکھا اور اس کے پیچھے لگے رہے۔ دن رات اس کی نگرانی کرتے رہے پھر اس رات وہ کار میں بیٹھ کر جانے لگا تو جینی اور پورس نے اس کی کار کا تعاقب کیا اور اسی چھوٹے بنگلے تک پہنچ گئے جہاں پہلے ہی سے ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ پورس نے کہا "میں یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ یہ دوسری گاڑی الپا کی ہوگی۔"

دیوتا

وہ بولی "تمہارا یقین درست بھی ہوسکتا ہے۔ فرض کرو ہم غلطی کررہے ہیں۔ وہاں الپا نہ ہو' اس کی کوئی گرل فرینڈ ہو تو؟"

"ہم برین آدم کو بہت عرصے سے جانتے ہیں۔ اس کی کبھی کوئی گرل فرینڈ نہیں رہی حتیٰ کہ اس نے اس عمر تک پہنچنے کے باوجود شادی نہیں کی ہے۔ الپا کو اپنی چھوٹی بہن مانتا ہے۔"

پھر انہوں نے منصوبہ بنایا وہاں سے کچھ دور ایک ڈرامے کی شوٹنگ ہورہی تھی تو وہاں جاکر جینی کو کس طرح شرارت کرنی چاہیے اور کس طرح بھاگ کر اس دروازے تک آنا چاہیے۔ اس منصوبے کے مطابق جینی نے عمل کیا تو بڑی حد تک یقین ہوگیا کہ وہاں برین آدم الپا سے ہی ملاقات کرنے آیا تھا۔ الپا کے باہر نکلنے سے پہلے پورس اس کی کار کی ڈکی میں چھپ کر ان کا انتظار کرنے لگا۔

الپا کار ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے بنگلے تک آئی۔ وہاں کے بڑے آہنی دروازے کے پاس کار روک کر اس نے دروازے کو کھولا۔ کار ڈرائیو کرکے اندر لائی۔ کار پورچ میں کھڑی کرنے کے بعد لاک کی اور پھر اس آہنی دروازے کو دوبارہ لاک کیا اور بنگلے کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔ اس سے ظاہر ہورہا تھا کہ وہ تنہا خفیہ طور پر رہتی ہے اور کسی نوکر یا سیکیورٹی گارڈ کو بھی نہیں رکھتی ہے۔ سارا کام خود ہی کرتی ہے۔

پورس نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر بڑی آہستگی سے ڈکی کو کھول کر دیکھا۔ اسے وہاں سے جتنا منظر نظر آیا وہ آدھا باغیچہ تھا اور آدھا بنگلے کا حصہ تھا۔ وہاں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ پھر ڈکی کو پوری طرح کھولتے ہوئے باہر آیا اور اسے آہستگی سے بند کردیا۔ وہاں بنگلے کے احاطے میں کوئی سیکیورٹی گارڈ یا ملازم نہیں تھا۔ وہاں پورچ میں صرف ایک لائٹ روشن تھی۔ وہ وہاں سے دبے پاؤں چلتے ہوئے تاریکی میں آیا پھر بنگلے میں چاروں طرف دبے قدموں چلتے ہوئے کھڑکیوں میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ تنہا وہاں کیا کررہی ہے۔ کھڑکی کے شیشے والے دروازے ان سے بند تھے اور اندر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس لیے اندر کا کوئی منظر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

بنگلے کے ایک طرف وہ کھڑا ہوا سوچ رہا تھا۔ اسے ایک بلی نظر آئی۔ وہ ایک دیوار سے دوسرے دروازے کی طرف جارہی تھی اور اندر گھسنا چاہتی تھی۔ اس دیوار پر لگے ہوئے وینٹی لیٹر سے اندازہ ہورہا تھا کہ وہ کچن ہے اور بلی کچن میں جاکر کچھ کھانا چاہتی ہے۔

اس نے جیب سے ایک رنگین کاغذ کا ٹکڑا نکال کر بلی کو دکھایا تو وہ آہستہ آہستہ قریب آنے لگی پھر اس نے اچانک ہی چھلانگ لگا کر اس بلی کو دبوچ لیا۔ اس کی گردن اور دونوں پنجے پکڑ لیے پہلے تو وہ چلائی۔ پھر سہم کر خاموش ہوگئی۔

اس نے وینٹی لیٹر کے پاس آکر اس کے پنکھے کے ایک بلیڈ کو ...کی جالی کے پاس سے اس طرح ہٹایا کہ جالی کے درمیان بلی ...گزرنے کا راستہ بن گیا۔ کیونکہ پہلے راستہ بند تھا۔ اس لیے بلی ...راستے سے جا نہیں سکتی تھی۔ اس نے بلی کو وہاں چھوڑا تو وہ ...ی وینٹی لیٹر سے گزر کر اندر کچن میں پہنچ گئی۔

وہ اسی دیوار سے لگ کر ذرا ہٹ کر کھڑا ہوگیا۔ تھوڑی دیر ...خاموشی رہی جیسے بلی کھانے کی چیزیں تلاش کررہی ہو پھر ...ل ہی کانچ کی پلیٹ یا جگ گرنے کی آواز آئی۔ رات کے ...ے میں وہ آواز بہت اونچی سنائی دی۔ وہ دم سادھے کھڑا رہا ...ار کرتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے الپا کی آواز سنی وہ کہہ ...تھی "اندر کون ہے جو بھی ہے اپنے دونوں ہاتھ گردن پر رکھ کر ...ا رہے۔ ورنہ میں گولی ماردوں گی۔"

الپا کچن میں اندر آنے سے پہلے اس کے بند دروازے کے کی ...ے ایک آنکھ لگا کر دیکھ رہی تھی۔ وہاں اسے کوئی نظر نہیں ...تھا۔ کیونکہ بلی نیچے فرش پر ٹہل رہی تھی اور وہ للکار رہی تھی کہ ...وئی ہے تو اسے گولی ماردے گی۔ جب کوئی سراغ نہیں ملا تو اس ...آہستگی سے دروازے کو کھولا پھر بڑے محتاط انداز میں جائزہ لے ...دروازے پر آئی تو بلی دکھائی دی اور کانچ کے ٹوٹے ہوئے ...ے بھی دکھائی دیے۔ اس نے وینٹی لیٹر کی طرف سر اٹھا کر دیکھا ...ا "لعنت ہے تم پر۔ پریشان کرتی رہتی ہو۔ میں نے اس وینٹی لیٹر ...ں طرح رکھا تھا کہ تم آنہ سکو لیکن شاید ہوا سے وینٹی لیٹر کا بلیڈ ...ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا اور تمہیں یہاں آنے کا راستہ ...بدمعاش کہیں کی۔"

وہ بلی کو گود میں لے کر اسے پچکارتی اور سہلاتی ہوئی فریج کو ...کر اس میں سے دودھ نکال کر اسے پلانے لگی۔ پھر اس سے ...طرح کی باتیں کرتی ہوئی۔ کچن سے چلی گئی۔ دروازہ بند کرنے ...آواز آئی تو پورس اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اس کے لیے اتنا ہی ...تھا کہ الپا اپنے اصل لب ولہجے اور آواز میں بول رہی تھی۔ ...اندیشہ نہیں تھا کہ اس کے بظاہر مردہ دماغ میں کوئی بھی پہنچ ...کا اور پورس کو اس کے دماغ میں پہنچنے کی ضرورت بھی نہیں ...وئی اسے جسمانی طور پر بھی تلاش نہیں کرپا رہا تھا۔ پورس ...کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اس نے اس کی خفیہ رہائش گاہ دیکھ لی ...وہاں سے دبے قدموں چلتا ہوا اس بنگلے کے پچھلے احاطے ...دیوار کو پھلانگ کر دوسری طرف گلی میں آگیا پھر وہاں سے چلتے ...جینی کو مخاطب کیا۔ وہ بولی "میں گھر پہنچ گئی ہوں اور کب سے ...انتظار کررہی ہوں۔ کیا کررہے ہو؟"

"...کام ہی کررہا تھا۔ بس آرہا ہوں۔"

"...کیا وہ الپا ہے؟"

"...سو فیصد الپا ہے۔ پورا یقین ہوچکا ہے۔"

"...پھر تو اسی لیے دیر ہوگئی ہے اور تم اس سے چھپے ہوئے تھے۔ کیا بہت خوب صورت ہے؟"

"ہاں میری اماں جان کی طرح خوب صورت ہے یعنی تمہاری ہونے والی ساس کی طرح۔"

وہ خوش ہوکر بولی "تم کتنی دیر میں آرہے ہو؟"

"بس آنے والا ہوں۔"

پورس نے سونیا کو مخاطب کیا "مما میں جینی کے ساتھ یہاں تل ابیب میں ہوں۔ دو دن' دو راتوں سے اس جستجو میں لگا ہوا تھا کہ الپا کہاں چھپی ہوئی ہے۔ میں نے برین آدم کے ذریعے اس کا سراغ لگا ہی لیا ہے اور اس کی خفیہ رہائش گاہ سے واقف ہوگیا ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کروں اور اس کی حرکتیں دیکھوں۔ اگر وہ ہم سے کوئی دشمنی کرے گی تو پھر ہم جوابی کارروائی کریں گے۔"

سونیا نے کہا "یہ اچھا طریقہ ہے۔ بس اسے اپنی نظروں میں رکھو پھر کہیں گم نہ ہوجائے۔"

"وہ اسی صورت میں گم ہوگی جب اسے شبہ ہوگا اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جینی کی کسی ایب نارمل حرکت سے اسے شبہ ہوسکتا ہے۔"

اس نے سونیا کو تفصیل بتائی کہ کس طرح جینی بھاگتی ہوئی اس کے خفیہ مکان میں پہنچی تھی۔ دروازے کو کھٹکھٹایا تھا اور برین آدم سے یہ ظاہر کیا تھا کہ کوئی اس کا تعاقب کررہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ برین آدم نے جینی کو دیکھا ہے۔ شاید الپا نے بھی اسے چھپ کر دیکھا ہو۔ لہٰذا جینی آئندہ پاگلوں جیسی حرکت کرے گی تو ان کو شبہ ہوگا۔"

"الپا نے بڑی رازداری سے جینی اور تمہارے چور خیالات پڑھے ہیں اور ان کے مطابق اسے یقین ہوگیا ہے کہ وہ یہودی لڑکی روبی اور تم یہودی نارمن اسٹون ہو اور وہاں کی ایک کمپنی میں الیکٹریکل انجینئر ہو۔ یہ تمام باتیں اسے یقین دلا رہی ہیں کہ وہ آئندہ بھی یقین کرنے کے لیے اپنے سراغ رسانوں کو تمہاری نگرانی کے لیے لگا سکتی ہے۔ تمہارا اندیشہ درست ہے جینی کو کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔"

"لیکن مما اسے روکنا بہت مشکل ہے۔ جب وہ پاگلوں جیسی کوئی حرکت کرتی ہے تو میں بڑی چالاکی سے اس کی حرکت کو شرارت میں تبدیل کردیتا ہوں لیکن ایسا کب تک ہوگا؟"

"میں ایسا کرتی ہوں کہ یہاں پیرس' لندن یا کسی ملک میں ایک ڈمی جینی اور پورس پیدا کرتی ہوں۔ وہ یہاں ایکشن میں رہیں گے تو دشمنوں کو یقین ہوجائے گا کہ تم اور جینی تل ابیب میں نہیں ہو اس طرح الپا کو اور برین آدم کو وہاں تمہاری موجودگی کا علم نہیں ہوگا۔"

"ہاں مما یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ آپ ہماری ڈمی وہاں کے کسی بڑے شہر میں پیدا کردیں۔ تھینک یو مما۔"

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے موجودہ اپارٹمنٹ میں پہنچا۔ وہاں ایک گاڑی آکر رکی۔ اس گاڑی میں سے دو افراد اتر کر احاطے کا دروازہ کھول کر اندر جانے لگے۔ پورس نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا پھر ایک جگہ تاریکی میں کھڑا ہو کر ان کو دیکھنے لگا۔ ان لوگوں نے دروازے پر جاکر کال بیل کا بٹن دبایا۔ اس وقت پورس جینی کے دماغ میں تھا اور کہہ رہا تھا۔ کوئی دو افراد دروازے پر ہیں ان سے بات کرو ان کی حقیقت کھل جائے گی۔"

جینی نے دروازے کے پاس آکر پوچھا "کون ہے؟"

"ہم انٹیلی جینس والے ہیں۔ ضروری باتیں کرنے آئے ہیں۔"

انہوں نے ان کے خیالات پڑھے پھر مطمئن ہو کر دروازہ کھول دیا۔ پورس بھی تیزی سے چلتا ہوا اپنے بنگلے کے دروازے پر آیا۔ اس وقت جینی انہیں صوفوں پر بیٹھنے کے لیے کہہ رہی تھی۔ پورس نے انہیں دیکھ کر جینی سے پوچھا "یہ حضرات کون ہیں؟"

یہ انٹیلی جینس والے ہیں پھر جینی نے ان سے کہا "یہ میرے شوہر نارمن اسٹون ہیں۔ اچھا ہوا آپ آگئے۔ یہ مجھ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔"

پورس نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا پھر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس میں سے ایک افسر نے کہا "ہمیں افسوس ہے کہ ہم آپ کو زحمت دے رہے ہیں لیکن آپ نے یہاں سے لندن جاتے وقت یہ اطلاع نہیں دی تھی کہ وہاں سے شادی کرکے آئیں گے۔ کیا آپ اپنا اور اپنی وائف کا پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ دکھا سکتے ہیں؟"

جینی نے کہا "میں ابھی لے کر آتی ہوں۔"

پورس نے کہا "میں نے بے شک اطلاع نہیں دی تھی لیکن جب لندن میں شادی کرنے کا ارادہ ہوا تو میں نے وہاں کے سفارت خانے کے ذریعے اطلاع بھیجی تھی۔ وہاں میری درخواست رکھی ہوئی ہے اور یہاں بھی۔ آپ جاکر دیکھ سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ دفتر والوں نے میری درخواست کو نظر انداز کرکے کہیں فائلوں میں دبا دیا ہو۔"

ایسے وقت پورس اور جینی محسوس کر رہے تھے کہ ان کے خیالات پڑھے جا رہے ہیں۔ وہ انجان بنے رہے۔ جینی نے پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ کے علاوہ دوسرے ضروری کاغذات اور شناختی کارڈز بھی ان کے سامنے پیش کیے۔ انہوں نے بڑی توجہ سے دیکھا پھر کہا "ٹھیک ہے ہم مطمئن ہیں۔"

وہ اٹھ کر جانے لگے۔ جینی نے کہا "آپ ایسے کیسے جا سکتے ہیں۔ پلیز ایک ایک کپ چائے پی کر جائیے۔"

ایک افسر نے کہا "سوری ہم ڈیوٹی کے دوران کسی کے ہاں کھاتے پیتے نہیں ہیں۔"

وہ مصافحہ کرکے جانے لگے۔ جینی نے اپنے کان کی ایک لو کو دیوتا

کھجایا جس کا مطلب یہ تھا کہ پورس خیال خوانی کے ذریعے ان کے دماغ میں نہ آئے۔ کیونکہ الپا اس کے خیالات پڑھ رہی ہے۔ پورس نے انجان بن کر پوچھا "تعجب ہے یہ انٹیلی جینس والے کیوں آئے تھے۔ کبھی مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہوا۔ صرف ایک شادی کرنے کی وجہ سے یہ لوگ خوامخواہ چلے آئے۔"

جینی نے کہا "اس میں تمہاری بھی غلطی ہے۔ تمہیں یہاں کی حکومت کو اطلاع دینی چاہیے تھی کہ شادی کرنے جا رہے ہو۔"

پورس نے کہا "میں شادی کرنے کے ارادے سے نہیں گیا تھا۔ وہاں تمہیں دیکھ کر عاشق ہو گیا تھا۔ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ بہرحال میں نے کاغذی کارروائی لندن میں رہ کر کی تھی۔ یہاں کے دفتر والوں نے اگر میری درخواست کو فائلوں میں دبا کر رکھا ہو تو وہ چھپے گی' نہیں ضرور ان کے ہاتھوں میں آجائے گی۔ بہرحال ہم صاف ہیں۔ ہمارا دل صاف ہے تو اس معاملے میں بحث کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔"

وہ بولی "میں کھانا گرم کرنے جا رہی ہوں۔ تم منہ ہاتھ دھو لو۔"

وہ بولا "تم بھی عجیب ہو کھانے کا وقت ہو گیا ہے اور تم انکوائری کرنے والوں سے کافی پینے کو کہہ رہی تھیں۔"

"وہ تو میں نے رسمی طور پر کہا تھا۔ ورنہ ہم یہودی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے یہودی افسران بھی کتنے با اصول ہیں۔ وہ ڈیوٹی کے وقت کسی کے ہاں کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ بہرحال میں کھانا گرم کر رہی ہوں۔"

وہ کچن کی طرف گئی۔ پورس باتھ روم کی طرف چلا گیا۔ الپا ان کی باتیں سن رہی تھی اور ان کے یہودی ہونے پر فخر کرنے سے مطمئن ہو رہی تھی۔

O☆O

پچھلے ایک باب میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ امریکا اور روس کی بڑی رازدارانہ سازش کے تحت بابا صاحب کے ادارے پر دوبارہ حملہ کرنے کی پلاننگ ہو رہی تھی۔ پلاننگ ایسی تھی کہ اگر حملہ کامیاب ہوتا تو کبھی امریکا یا روس پر اس حملے کا الزام نہ آتا۔ امریکی اکابرین نے روس والوں سے یہ بات چھپائی تھی کہ انہوں نے اپنی ایک نئی ٹرانسفارمر مشین سے ۲۴ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے ہیں جن میں سے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو انہوں نے روس کے میزائل پیڈ کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہ میزائل داغنے والوں کے دماغوں میں رہیں اور انہیں بہکنے نہ دیں۔

جب سے پہلی بار بابا صاحب کے ادارے پر حملے کرکے اسے تباہ کرنے کی سازشیں کی گئی تھیں تب سے ہم سب بہت محتاط ہو گئے تھے۔ ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں ہر ملک کی آرمی کے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام کے دماغوں میں رہا کرتے تھے۔ ان کی یہ ڈیوٹی باری باری رہا کرتی تھی۔ کیونکہ ہمیں یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ دوبارہ بھی ایسی اوچھی حرکتیں کر سکتے ہیں پھر یہ

پتا چلا کہ میزائل پیڈ پر چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ ملا ہے جو روس کے فوجی افسروں کے دماغ میں آتے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری نظروں میں آگئے تھے۔ اس کے پوری سے ہم نے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ذکر کیا تھا۔ جن میں سے دو مر چکے تھے اور چار کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک الگ ٹیم تیج پال کی رہنمائی میں بنائی ہے۔

بہرحال ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ذکر بھی لازمی ہے جو روس کے میزائل پیڈ پر وہاں کے افسران کے دماغوں میں گئے تھے اور ہماری نظروں میں آرہے تھے۔ یہ اتفاق کی بات ہے۔ اس وقت نیلماں زندہ تھی۔ نیلماں اور گرو نارنگ نے بھی ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک رسائی حاصل کر لی تھی۔ اس لیے ہم دور ہی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ کبھی نیلماں اور گرو نارنگ ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو استعمال کریں گے تو پھر ہم جوابی کارروائی کریں گے۔

لیکن اس دوران نیلماں جہنم میں پہنچ گئی اور نارنگ بالکل بے بس ہو گیا۔ اب وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے آزاد تھے۔ ان کے دماغ میں گرو نارنگ اس لیے نہیں جا سکتا تھا کہ وہ دماغی طور پر کمزور ہو گیا تھا اور ابھی خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں تھا۔

پہلے اس کا بھی ذکر ہو جائے کہ نارنگ دماغی طور پر کیوں کمزور ہو گیا تھا۔ جبکہ صرف اس کی آتما شکتی کمزور ہوئی تھی۔ اگر اسے کہیں تپسیا کرنے کا موقع ملتا تو وہ دوبارہ آتما شکتی حاصل کر سکتا تھا لیکن اس کی بدقسمتی کہ زیر زمین دنیا کے گاڈ فادر نے اسے ٹریپ کیا تھا۔ اپنے آدمیوں کے ذریعے اسے پاگل خانے سے اغوا کرکے ایسی جگہ پہنچایا تھا جہاں دوسروں کو علم نہیں ہو سکتا تھا کہ وہاں کسی کو قیدی بنا کر رکھا گیا ہے۔

گاڈ فادر یہ دیکھ چکا تھا کہ نارنگ کتنی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے اور اس کے کس قدر کام آسکتا ہے لیکن وہ اس قدر خطرناک بھی تھا۔ اس خطرناک شخص کو بے بس اور مجبور بنانے کے لیے اس نے ظلم کی انتہا کر دی۔ اسے ایک آپریشن روم میں لے جاکر اس کی دونوں ٹانگوں کو گھٹنوں تک کاٹ کر پھینک دیا۔ اس کے بعد اسے ہاتھوں اور پیروں سے اپاہج بنا کر رکھ دیا تاکہ وہ کہیں فرار نہ ہو سکے اور ہمیشہ اس کا اور اس کے ماتحتوں کا محتاج بن کر رہے۔

یہ بات صرف ہم جانتے تھے کہ انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر نے نارنگ کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ کیونکہ سونیا نے ہی یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر گرو نارنگ کی ٹیلی پیتھی اور اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو پھر اپنا غلام بنا کر رکھو۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں۔ یہ تو گاڈ فادر نے اپنے طور پر سوچا تھا اور اس پر عمل کیا تھا۔

گاڈ فادر کے خاص ڈاکٹر نے یہ طے کیا تھا کہ اسے بے ہوش کرکے اسے اپاہج بنانے کے بعد آئندہ اسے کچھ عرصے تک کوما میں ہی رکھا جائے گا تاکہ وہ ہاتھوں اور پیروں میں ہونے والی تکالیف سے بے حس رہے۔ کوما میں رہنے سے آدمی کو پتا نہیں چلتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ لہٰذا وہ ان دنوں کوما میں پڑا ہوا تھا۔

گاڈ فادر نے ڈاکٹر اور اپنے تمام ماتحتوں کو سمجھا دیا تھا کہ جب وہ کوما سے نکالا جائے گا تو اس وقت اس کے سامنے منہ سے کوئی آواز نہ نکالی جائے۔ کوئی بات نہ کی جائے۔ ورنہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ذریعے ہم تک پہنچ جائیں گے۔

گاڈ فادر بہت زیادہ محتاط تھا۔ اس نے سوچا کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں آکر معلوم کر لیں گے کہ انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر نے کس طرح نارنگ کو اپنے قابو میں کیا ہے۔ لہٰذا اس نے روزی کو بھی گولی مار دی تاکہ کبھی کوئی گاڈ فادر تک نہ پہنچ سکے اور وہ بے چارہ نارنگ جو مہا شکتی مان کہلاتا تھا۔ وہ بڑی بے بسی سے کوما میں پڑا ہوا تھا۔

اب وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے جو روس کے میزائل پیڈ کے افسران کے دماغوں میں گئے تھے اور اس کے بعد سے بالکل لاوارث ہو گئے تھے' کسی نے ان کی خبر نہیں لی تھی۔ ہم ان کے دماغوں میں جا سکتے تھے اور نارنگ بھی جا سکتا تھا۔ ایسے وقت وہ اپنی ایک ٹیم بنا کر ایک جگہ روپوش ہو گئے تھے اور سوچ رہے تھے کہ انہیں زندہ رہنے کے لیے اور زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ ایسے ہی وقت وہ نارنگ سے بالکل محفوظ ہو گئے تھے۔ اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہا تھا۔ میں نے فہمی اور علی سے کہا "تم دونوں ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سنبھالو اور ان کے ذریعے امریکا کو ذرا سبق سکھاؤ کہ دوسری بار حملہ کرنے کا نتیجہ کیا نکل چکا ہے اور آئندہ کیا ہوتا رہے گا۔"

وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے سراغ رسانوں کی نگرانی میں تھے اس لیے فہمی اور علی نے ان کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ جب ان چھ کی ذمے داری انہیں دی گئی تو وہ ان کے خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگے کہ وہ اب تک کیا کرتے رہے ہیں۔

انہیں معلوم ہونے لگا کہ جب بابا صاحب کے ادارے پر ان کا دوسرا حملہ بھی ناکام رہا تھا تو امریکی اکابرین نے ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سخت لہجے میں کہا تھا کہ وہ اپنی پوری ذمے داری سے کام نہیں کر سکے۔ اسی لیے ناکامی ہوئی ہے۔ ورنہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کس طرح کامیاب ہو جاتے ہیں؟

یہ بات ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ناگوار گزری تھی کیونکہ انہوں نے محبان وطن کی طرح پوری ذمے داری سے کام لیا تھا لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان سے پہلے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان روسی افسران کے دماغوں پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ بہرحال ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایک دوسرے سے مشورہ

کیا کہ اگر ہمیں غیرذمے دار سمجھا گیا تو پھر ہم اپنے ملک اور قوم کی خاطر خود اپنے طور پر ذمے داریوں کا ثبوت دے کر اور کچھ کامیابیاں حاصل کرکے اپنے اکابرین کو بتائیں گے کہ ہم غیرذمے دار نہیں ہیں۔ غلطیاں ہر انسان سے ہوتی ہیں۔ ہم سے غلطی کیوں ہوئی؟ ناکامی کیوں ہوئی؟ اس کی وجہ ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن اتنا جانتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہر جگہ چھائے رہتے ہیں۔ شاید وہاں بھی موجود ہوں۔ اس کا علم ہمیں نہیں ہوسکا۔

انہوں نے کمپیوٹر کے ذریعے اپنے اکابرین سے رابطہ کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ جب پہلی بار کئی بڑے ممالک نے مل کر بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کیا اور بری طرح ناکام ہوئے تو اس وقت آپ لوگوں نے ایک دوسرے کو غیرذمے دار نہیں کہا اور نہ ہی کسی کو الزام دیا۔ اب ہم چھ افراد سے غلطی ہوگئی اور کیوں ہوگئی یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ جانتے ہوں گے کہ بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیشہ ہر ملک کے آرمی ہیڈ کوارٹر اور ہر ملک کے اعلیٰ حکمرانوں کے دماغوں میں موجود رہتے ہیں اور ان کی پلاننگ سے واقف ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی، آپ ہمیں سختی سے ڈانٹ رہے ہیں اور ہماری توہین کررہے ہیں لہٰذا ہم آپ سے صرف کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کریں گے۔

پھر کمپیوٹر کے ذریعے جواب دیا گیا "ہمیں یہ اختیار حاصل ہے کہ غلطی ہونے پر ڈانٹ بھی سکیں اور سزائیں بھی دے سکیں۔ ٹیلی پیتھی سیکھ جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم خود کو ہم سے برتر سمجھ کر ہمارے احکامات کی تعمیل نہ کرو۔ یاد رکھو جب تک رہنمائی کرنے والا کوئی تجربے کار نہ ہو اس وقت تک صرف ٹھوکریں ملتی ہیں۔ اگر تم لوگوں نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تو بری طرح پچھتاؤ گے۔"

"ابھی ہم سوچ رہے ہیں کہ علیحدگی اختیار کرنے کے بعد ہمیں پچھتانا ہوگا یا یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم محبانِ وطن ہیں۔"

جب نیلماں اور نارنگ بالکل صحیح سلامت تھے تو ان دنوں ان کی مصروفیات ایسی تھیں کہ انہوں نے ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ انہیں اطمینان تھا کہ صرف وہی ان کے دماغوں میں جاسکتے ہیں۔ انہیں ہمارے متعلق یقین تھا۔

بہرحال ان دونوں کو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سمجھنے کا زیادہ موقع نہیں ملا تھا۔ اس دوران میں نیلماں مرچکی تھی اور نارنگ کسی کام کا نہیں رہا تھا۔ ہمارے سراغ رساں ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں رہتے تھے اور انہیں کوئی بھی ایسی غلطی کرنے سے باز رکھتے تھے جس سے وہ کسی بھی دشمن کی گرفت میں آسکتے تھے یا پھر اپنے ہی اکابرین کی حراست میں پہنچ سکتے۔

پھر یہ کہ جب نارنگ بھی کسی کام کا نہ رہا تو سب سے پہلے علی اور غنی نے ان پر عمل کیا اور انہیں اپنا معمول اور تابع... بنالیا۔

تاکہ وہ کبھی گمراہ نہ ہوسکیں یا کبھی کسی دشمن کی گرفت ان کی مدد کے لیے آسانی سے پہنچ سکیں۔

معمول اور تابع..... بننے کے بعد ان کے خیالات وہ دوسرے چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح یہ عہد کر وہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کتراتے اس طرح وہ خود کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ وہ نیلماں، الپا حکمرانوں کے خلاف کارروائیاں کرنا چاہتے تھے۔ ایسے کہ الپا نے بھی کوئی چال بازی کی ہے اور کسی طرح اپ مردہ بنالیا ہے مگر وہ زندہ ہے اس طرح الپا ان کی فہر الحال نکل گئی لیکن انہوں نے عہد کیا تھا کہ اسے تلاش گے۔

فی الحال ان کے پاس کوئی جامع پروگرام نہیں تھا الپا کو تلاش کرنے بھی اسرائیل نہیں گئے۔ وہ امریکا سے جانا چاہتے تھے۔ پہلے ایک ایسی منظم ٹیم بنانا چاہتے تھے کہ بھی کوئی پلاننگ کی جائے تو اس پر کامیابی سے عمل کیا جائے انہوں نے کمپیوٹر کے ذریعے آرمی کے ایک اعلیٰ افسر "آپ لوگوں نے ہم چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس لیے نہیں دی کہ آپ کے پاس اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے نے ہمیں کہا تھا اور ہمیں سزائیں بھی دینے والے تھے لیکن ٹیلی پیتھی والوں کو آپ نے کچھ نہیں کہا جبکہ وہ بھی باقاعدہ میں روپوش ہوکر آپ کو یقین دلاتے رہتے ہیں کہ آپ کے آرہے ہیں۔ بے شک ان میں سے ایسے بھی ہیں جو جان جارہے ہیں دو تو جاچکے ہیں اور چار عدد بھی ختم ہوچکے ہیں بڑی رازداری سے چھپایا جارہا ہے۔ دنیا والوں کو یہ نہیں ہے کہ تم چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محروم ہوچکے ہو۔"

کمپیوٹر کے ذریعے ان سے پوچھا گیا "کیا تم ان چار متعلق جانتے ہو کیا واقعی وہ ہلاک ہوچکے ہیں؟"

"وہ ہلاک بھی ہوسکتے ہیں اور وہ ہم چھ ٹیلی پیتھی جاننے سے آکر مل بھی سکتے ہیں۔ کیونکہ تمہاری رعب اور دبدبے چلانے والی عادت نہیں جاتی اس سے تم اپنوں کو بھی دشمن ہو اور ہم بن چکے ہیں۔"

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم محبانِ وطن ہونے کا ثبوت دو گے"

"بے شک ہم محبانِ وطن ہیں لیکن تمہارے محکوم نہیں تمہارے دوست نہیں ہیں بلکہ تمہارے دشمن ہیں اور جانی ہیں۔"

"بے شک دشمن بن جاؤ۔ ہماری جان لے لو لیکن اپنے کے لیے کچھ کرکے تو دکھاؤ۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تیج پال کو کس نے اغوا کیا اور نارنگ کہاں گم ہوگیا ہے؟"

"ہم خاموش نہیں بیٹھے ہیں۔ کئی بار نارنگ کے دماغ میں جاچکے ہیں اور یہ معلوم ہوگیا ہے کہ وہ کوما میں پڑا ہوا ہے۔ تیج پال کے پاس بھی کئی بار جانے کی کوششیں کیں لیکن اب وہ سانس روک لیتا ہے۔ جبکہ پہلے وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا۔"

"ہم جانتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے میں تیج پال سے بھی زیادہ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے افراد ہیں وہ تیج پال کو اہمیت نہیں دیں گے لیکن ہم سے دشمنی کرنے کے لیے انہوں نے شاید اسے یوگا کا ماہر بنا دیا ہو اور اسے ہم سے دور کردیا ہو۔ تاکہ وہ ہمارا کوئی کام نہ کرسکے۔"

"ہوسکتا ہے انہوں نے ایسا کیا ہو لیکن ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے ویسے آپ الپا کو کیوں نظرانداز کررہے ہیں؟"

"الپا نے پوری طرح یقین دلایا ہے اور قسم بھی کھائی ہے کہ اس نے تیج پال کو اغوا نہیں کیا ہے۔"

"الپا ایک یہودی ہے یہودیوں کی قسم اور ہضم ایک ہی چیز ہے۔ اوپر سے قسم کھاتے ہیں نیچے سے ہضم کردیتے ہیں۔"

"کیا تم لوگ اسرائیل جاکر الپا کو تلاش نہیں کرسکتے؟"

"اب تمہارے پاس بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ تم ان سے اسرائیل جانے اور الپا کو تلاش کرنے کو کیوں نہیں کہتے۔ ہم کیا کررہے ہیں اور کیا کرنے والے ہیں یہ ہم ابھی نہیں بتائیں گے۔"

"ہم تمہیں ملک اور قوم کی قسم دے کر پوچھتے ہیں تم ہمیں صرف ان چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق بتادو وہ زندہ ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کیا تم سے متحد ہوچکے ہیں جیسا کہ تم نے پہلے کہا تھا۔"

"جب تم نے ملک اور قوم کی قسم دی ہے تو ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم ان کے بارے میں نہیں جانتے اور وہ ہم سے متحد نہیں ہیں۔ کہاں گم ہوگئے ہیں یہ بھی نہیں جانتے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں الپا پر شبہ کرنا چاہیے۔"

"ہر پہلو سے انسان کو سوچنا چاہیے کچھ بھی ظہور میں آسکتا ہے۔"

ایسے وقت ایک ٹیلکس وصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "اتنے دن ہوگئے اور ہمیں اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے اور نہ ہی وہ ہم سے رابطہ کررہے ہیں جس سے ہمیں یقین ہورہا ہے کہ انہیں ہلاک کردیا گیا ہے۔"

ٹیلکس پڑھنے والے اعلیٰ افسر نے سوچ کے ذریعے کہا "یہ بھی تو ہوسکتا ہے، الپا نے انہیں ٹریپ کیا ہو اور فی الحال انہیں پراسرار بنائے رکھنے کے لیے کہیں چھپا رکھا ہو۔"

ٹیلکس پڑھنے والا افسر سوچ کے ذریعے یہ باتیں کہنے کے بعد اس ٹیلکس کو آگے پڑھنے لگا۔ آگے لکھا ہوا تھا کہ یہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ اب ہم بارہ رہ گئے ہیں اس طرح ہماری تعداد پراسرار طریقوں سے کم ہوتی رہے گی تو ہم پھر اسی مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں پہلے تھے۔ یعنی ہمارے ملک میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہوگا۔ ہمیں بہت دکھ ہورہا ہے اور ہم ہر ممکن طریقے سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ وہ چاروں کہاں ہیں؟ کیا واقعی الپا نے انہیں ٹریپ کیا ہے؟"

ٹیلکس پڑھنے والے اعلیٰ افسران نے سوچ کے ذریعے کہا "اس وقت میرے دماغ میں ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے پتا نہیں کتنے ہم سے رجوع کررہے ہیں کمپیوٹر کے ذریعے کہہ رہے ہیں کہ وہ ہم سے اور ہمارے رویے سے ناراض ہیں لہٰذا اب وہ ہم سے چھپ کر ملک اور قوم کے لیے کام کرتے رہیں گے۔"

اس کے جواب میں خاموشی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور ٹیلکس وصول ہوا اس میں لکھا تھا "اگر وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کررہے ہیں تو ان سے ہماری طرف سے بھی درخواست کریں کہ وہ آپ کے رویے کو نہ دیکھیں آپ سے ناراض نہ ہوں کیونکہ ملک اور قوم کا معاملہ ہے۔ دشمن ہم پر حاوی ہونا چاہتے ہیں۔ ایسے وقت ہمیں متحد ہونا چاہیے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ سے نہیں ہم سے متحد ہوجائیں ہم کسی طرح ان سے رابطہ کرلیں گے۔"

کمپیوٹر سے جواب موصول ہونے لگا "ان روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق ہمارے اکابرین فخر سے کہتے تھے کہ وہ بہت وفادار ہیں۔ ان کی وفاداری انہیں مبارک ہو ہم اپنی وفاداری اپنے طور پر ثابت کریں گے اور ہمیں تو اپنے اپنے طور پر ملک اور قوم کے لیے کام کرنا چاہیے۔ وہ اپنے الگ طریقے سے کام کریں گے۔ ہمارا طریقہ کار کچھ اور ہوگا لہٰذا ہم ایک دوسرے سے دور ہی رہیں تو مناسب ہوگا۔"

اعلیٰ افسر نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "پلیز اس کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ جاری رکھیں۔ ابھی ٹیلکس کے ذریعے جواب ملنے والا ہے۔"

پھر دوسری طرف سے ٹیلکس موصول ہوا اس میں لکھا ہوا تھا۔ ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست ہم سے اس لیے بھی ناراض ہیں کہ ہم نے انہیں بہت عرصے سے نظرانداز کیا ہوا تھا جیسے انہیں کوئی اہمیت نہ دے رہے ہوں لیکن جب ملک اور قوم کا معاملہ آتا ہے تو ہمیں اپنی خودداری کو بھول جانا چاہیے۔ ہم سب کو عارضی طور پر کمتر ہوکر ملک کے لیے سوچنا چاہیے۔ پلیز ہم ان سے گزارش کرتے ہیں، ہم سے صرف ایک بار رابطہ کریں ہم سے مذاکرات کریں۔ اگر ہم کوئی بات غلط کہیں گے یا ان کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوگی تو وہ ہم سے متحد نہ ہوں۔"

کمپیوٹر کے ذریعے کہا گیا "آپ کے یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس وقت پورے ہوش و حواس میں نہیں ہیں۔ وہ اتنی سی بات نہیں سوچ رہے کہ ہم کمپیوٹر کے ذریعے اور وہ ٹیلکس کے ذریعے

باتیں کر رہے ہیں اور یہ ساری باتیں آپ کے دماغ میں سنی جا رہی ہیں اور سننے والے نہ جانے کتنے دشمن آپ کے دماغ میں موجود ہوں گے۔ ہم مذاکرات کے لیے کوئی دن، کوئی وقت، کوئی جگہ مقرر کریں گے تو کیا وہ دشمن ہم تک نہیں پہنچیں گے۔ ہم اپنی تعریف تو کرنا نہیں چاہتے لیکن یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ اٹھارہ ہو کر اب تک چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گم کر چکے ہیں اور ہم چھ کافی عرصے سے موجود ہیں اور ہم تک کوئی نہیں پہنچ سکا ہے تو ہم کتنی ذہانت سے اور کتنے محتاط ہو کر کام کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ کو بھی کرنا چاہیے اور انہیں بھی کرنا چاہیے لہٰذا ہم سے کوئی فضول بات نہ کی جائے ہم پھر کسی وقت رابطہ کریں گے۔"

کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ ختم ہو گیا۔ ہو سکتا تھا کہ الپا اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں رہ کر ان تمام باتوں کو سن رہی ہو لیکن فہمی اور علی تو اپنے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے سب معلوم کر رہے تھے۔ فہمی نے علی سے پوچھا "تم نے اپنے خیال خوانی والوں کو کیوں روک دیا اگر وہ بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کسی ایک دو سے مذاکرات کے لیے کہیں ملاقات کرتے تو ہم انہیں ٹریپ کر سکتے تھے۔"

علی نے کہا "اس کی ضرورت کیا ہے۔ دو کو جینی نے مار ڈالا چار کہیں گم ہو گئے ہیں۔ ان کا سراغ بھی جلد مل جائے گا۔ ان میں سے بھی ایک دو کو گم کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ جب ہم پیچھے پڑیں گے تو انہیں بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔"

فہمی نے کہا "تمہاری باتیں کچھ سمجھ میں آ رہی ہیں۔ تم ابھی امریکا میں ہی ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دو گروہوں کو آپس میں ایک دوسرے سے لڑا رہے ہو۔ انہیں ایک دوسرے سے ملنے نہیں دینا چاہتے ان کے درمیان اختلافات پیدا کر رہے ہو اور ان کے اکابرین کو یہ سوچنے پر مجبور کر رہے ہو کہ وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے جن میں سے ایک بھی گم نہیں ہوا۔ بہت ذہین اور محتاط ہیں یا وہ بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے زیادہ ذہین اور محتاط ہیں۔ اب تو وہ دونوں گروہوں کا موازنہ کریں گے اور ان میں سے کسی نہ کسی کو زیادہ اہمیت دیں گے تو ان کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگی۔"

"تم درست سمجھ رہی ہو۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ پہلے وہ آپس میں لڑنا شروع کریں۔"

"علی اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ تم بہت خطرناک چالیں چلتے ہو خود نہیں لڑتے دوسروں کو آپس میں لڑاتے ہو مگر ایک بات جو ذہن میں اٹکی ہوئی ہے اسے سلجھا دو کہ وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں گئے؟"

علی نے کہا "آؤ میرے سامنے شطرنج کی بساط بچھاؤ اور ان تمام مہروں کو اس بساط پر رکھو پھر ہم چالیں چلتے ہیں ہماری سمجھ میں آ جائے گا۔"

"میرے ذہن میں شطرنج کی بساط بچھی ہوئی ہے۔ تمام مہرے موجود ہیں پلیز تم کیا سوچ رہے ہو یہ بتاؤ؟ جب جینی اور پورس [illegible] میں تھے تو انہوں نے دو روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک [کیا] تھا۔ اگر انہوں نے باقی چار کو بھی ہلاک کیا ہوتا تو یہ بات ہم [سے] پوشیدہ نہ رہتی۔"

علی نے تائید میں سر ہلا کر کہا "ہاں وہ ہمارے اپنے ہیں [وہ ہم] سے کیوں چھپائیں گے۔ یقیناً جینی اور پورس نے انہیں ہلاک نہیں کیا ہے۔"

"تو پھر یہ بھی سوچو کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان روپوش [ٹیلی] پیتھی جاننے والوں تک نہیں پہنچ جاتا تو انہیں کون ہلاک کر [سکتا ہے]۔ کیا وہ چاروں کے چاروں ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں گے [یہ] ناممکن سی بات ہے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ چاروں کے چاروں زندہ ہیں [اور] شاید باغی ہو گئے ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے ہیں۔"

"ہاں فی الحال تو میں سمجھ رہا ہوں اور تمہیں سمجھا رہا ہوں [کہ] چاروں نے کسی وجہ سے یا کسی ناراضگی سے علیحدگی اختیار کی [ہے] اور بہت سوچ سمجھ کر وہ چاروں زیرِ زمین ہو گئے ہیں کہ باقی بارہ [ٹیلی] پیتھی جاننے والوں کو بھی ان کی خبر نہیں ہے۔"

"گویا وہ چاروں زندہ ہیں۔"

"میں یقین کی حد تک کہتا ہوں وہ زندہ ہیں اور ریج پال کو [بھی] انہوں نے اغوا کیا ہے۔"

فہمی نے چونک کر پوچھا "یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"ابھی شطرنج کی جو بساط میرے سامنے بچھی ہوئی ہے اس کے مطابق کہہ رہا ہوں۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ میری بات درست ہو لیکن میں اپنے طور پر دشمنوں کو سامنے رکھ کر ان کے نظریات اور خیالات اور ان کے منصوبوں کے مطابق کوئی فیصلہ کرتا ہوں اور کسی نتیجے پر پہنچتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہو سکتی ہے لیکن میں اپنے خیال پر قائم ہوں۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "جب میں تمہاری حکمت عملی کو سمجھ لیتی ہوں تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔"

وہ اسے بازوؤں میں لے کر بولا "مجھے تمہاری ذہانت پر [ناز] ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر جتنی تربیت تم نے حاصل کی ہے اور ہر تربیت حاصل کرتے وقت تم نے اونچے سے اونچے مارکس حاصل کیے ہیں تو پھر میری حکمت عملی کو کیوں نہیں سمجھو گی۔"

وہ ایک دوسرے کی محبت میں جذب ہوتے چلے گئے۔

○☆○

نارنگ کو اغوا کر کے ایک ایسی جگہ چھپایا گیا تھا جہاں دوست اور دشمن کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر نے بڑی رازداری سے کام کیا تھا اور بڑے محتاط طریقے سے اسے پاگل خانے سے اغوا کیا تھا۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ اغوا کرنے کے بعد اس نے کیسے ظلم اور کیسی درندگی کا مظاہرہ کیا تھا کہ نارنگ کے دونوں پاؤں اور ہاتھ کاٹ کر اسے محتاج بنا دیا تھا تاکہ کبھی وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے خود گاڈ فادر کے لیے عذاب نہ بن جائے۔

گاڈ فادر نے ہر طرح سے مطمئن ہونے کے لیے ہم سے پوچھا تھا کہ "آپ اتنی غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے نارنگ کو ہمارے حوالے کر رہے ہیں کیا اس کے ذریعے میرے معاملات تک پہنچ کر میرے رازوں کو سمجھتے نہیں رہیں گے؟"

"ہم جب کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں تو اسے دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ سمجھو کہ ہم تمہیں دریا میں ڈال رہے ہیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسے بے ہوش رکھو یا کوما میں رکھو جب تمہیں یقین ہو کہ اب اس کے دماغ میں کوئی نہیں آ سکتا تو کسی تنویمی عمل کرنے والے کے ذریعے اس کے دماغ سے سابقہ لب و لہجے کو اور اس کی آواز کو مٹا کر نیا لب و لہجہ اور آواز نقش کرو پھر ہم بھی اس کے دماغ میں نہیں آ سکیں گے۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں آتی ہے تو نارنگ سے کام لو اور اگر کام نہیں لیتے ہو تو ہمارا کیا بگڑے گا؟"

گاڈ فادر کے ذہن میں یہ بات آ گئی تھی کہ وہ نارنگ کو بے ہوش رکھ کر یا کوما میں رکھ کر اپنا مطیع، فرماں بردار یا معمول بنا کر رکھ سکتا ہے۔

جب میں نے اور سونیا نے چرچ کے پچھلے حصے والی رہائش گاہ میں نارنگ کی بری طرح پٹائی کی تھی تو وہ لہولہان ہو گیا تھا اور دماغی توانائی اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ وہ خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لیے وہ پاگل خانے بہ آسانی پہنچا دیا گیا تھا اور وہاں سے گاڈ فادر کے آدمیوں کے ذریعے اغوا بھی کرا لیا گیا تھا لیکن دوسرے دن اس کی دماغی توانائی بڑی حد تک بحال ہونے لگی تھی وہ خیال خوانی کرنے لگا تھا۔

اسے ایک خفیہ اڈے میں لا کر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ ایسا کرنے کے دوران اسے کچھ اور زخمی کر دیا گیا تھا تاکہ وہ چیخنا چلانا چاہے تو ایسا نہ کر سکے اور نہ خیال خوانی کے ذریعے کسی کو مدد کے لیے بلا سکے۔ جب ایک رات گزر گئی اور دوسرے دن اس کی دماغی توانائی بحال ہونے لگی تو اس نے سوچا کہ ایسا کون کر رہا ہے۔ کیا سونیا اس سے انتقام لے رہی ہے کیونکہ ایک سونیا کو ہی وہ اپنا جانی دشمن سمجھتا تھا۔ وہ اس کی جان لینا چاہتا تھا لہٰذا وہ جوابی کارروائی میں اس کی جان لینا چاہتی تھی لیکن تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتی تھی۔

اس کے دماغ میں سونیا کی آواز آئی "اگر میں تمہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ دوڑانا چاہتی تو پاگل خانے کیوں بھیجتی۔ میرا تو ارادہ تھا کہ تم اس پاگل خانے میں ان پاگلوں کے درمیان رہو تو تمہارا دماغ خراب ہوتا رہے گا اور تم سمجھو گے کہ اس پاگل خانے میں کیسی کیسی اذیتیں برداشت کی جاتی ہیں لیکن کسی نے تمہیں اغوا کر لیا۔"

"اگر تم مجھے یہ سب بتا رہی ہو تو یہ بھی بتاؤ کہ کس نے مجھے اغوا کر کے یہاں پہنچایا ہے؟"

"اب میں تمہاری ایسی ہمدرد بھی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ تمہارے دشمن کا نام بتاؤں۔"

"میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر لوں گا۔"

"بے شک معلوم کر لو۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کا شبہ پہلے گاڈ فادر پر تھا جب وہ اس کے دماغ میں پہنچا تو جگہ نہیں ملی۔ خیال خوانی کی لہریں واپس آ گئیں۔ اس نے سانس روک لی تھی۔ اگرچہ وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا لیکن سونیا نے انتظامات کر رکھے تھے کہ وہ گاڈ فادر کے خیالات نہ پڑھ سکے۔

اس نے ایسا اس لیے کیا تھا کہ گاڈ فادر تین ڈاکٹروں کے ساتھ بیٹھا یہ پلاننگ کر رہا تھا کہ نارنگ سے کس طرح محفوظ رہ کر اسے غلام بنا کر کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔ ایسے وقت ڈاکٹر اسے مشورہ دے رہے تھے کہ پہلے اسے بے ہوش کر کے اپاہج بنا دیا جائے پھر اسے اتنے دنوں تک کوما میں رکھا جائے کہ اس کے ہاتھوں اور ٹانگوں کے زخم بھر جائیں۔

جب نارنگ نے اس گاڈ فادر کے دماغ میں پہنچنا چاہا اور ناکام رہا تو اس نے روزی کے دماغ میں پہنچنا چاہا پتا چلا کہ روزی کا دماغ مردہ ہو چکا ہے۔ گاڈ فادر نے اسے گولی مار دی تھی۔ گاڈ فادر نے کوئی ایسا ساتھی نہ چھوڑا تھا جس کے دماغ میں نارنگ پہنچ سکتا۔ نارنگ سمجھتا تھا کہ یہ ساری سازش سونیا کی ہے۔ وہ اسے ہر جگہ سے محدود کر دینا چاہتی ہے تاکہ وہ اس کا محتاج رہ جائے۔

سونیا نے آ کر پوچھا "کیا ہوا تم تو بڑے مہاشکتی مان تھے۔ کیا کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے؟"

"میں سب سمجھ رہا ہوں۔ یہ تمہاری سازش ہے تم مجھے پوری طرح بے بس کر کے مارنا چاہتی ہو۔"

"تم یہی سمجھتے رہو گے جبکہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم کیوں میری مدد کرنا چاہتی ہو؟"

"اس لیے کہ تم یہاں سے آزاد ہو جاؤ۔ ساری دنیا میں گھومتے رہو اور میری دہشت سے ہمیشہ اپنی سلامتی کی فکر کرتے رہو۔"

"تمہیں بڑی خوش فہمی ہے۔ میں تمہاری اس خوش فہمی کو ختم کر کے رہوں گا۔"

وہ اس کے دماغ سے چلی گئی بعد میں اسے بے ہوش کر کے ہاتھوں اور پیروں سے محروم کر دیا گیا۔ اپاہج بنا دیا گیا جب وہ ہوش میں آیا اور اسے پتا چلا کہ وہ اپاہج بنا دیا گیا ہے تو وہ زور زور سے چیخیں مارنے لگا اور دشمنوں کو گالیاں دینے لگا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا بلکہ بستر سے بھی نہیں نکل سکتا تھا۔ ابھی تو وہ

اٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ زخموں سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ تکلیف ناقابلِ برداشت تھی۔ ڈاکٹر اسے نیند کا انجکشن دے کر سلا رہے تھے۔ سونیا نے پھر ایک بار آ کر کہا "کیا اب بھی یہی سمجھ رہے ہو کہ یہ سب میں کر رہی ہوں۔ اگر سمجھ رہے ہو تو دنیا میں تم سے بڑا احمق کوئی نہیں ہے۔ تمہاری جان لینے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ تم ابھی بے دست و پا ہو۔ تمہیں یہاں سے کھینچ کر فٹ پاتھ پر لے جانے میں کتنی دیر لگے گی۔ تمہیں ذلیل کرنے میں کوئی وقت نہیں لگے گا۔ سوچو اور ذرا عقل سے سوچو' وہ گاڈ فادر کسی اور ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کام لے کر تمہاری ٹیلی پیتھی سے محفوظ رہ کر تمہارے خلاف کیا کر رہا ہے؟"

اس نے سونیا کے جانے کے بعد سوچا اگر یہ سچ کہہ رہی ہے تو پھر گاڈ فادر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ساتھ مل کر یہ سازش کر رہا ہے۔ اس کا دھیان الپا کی طرف گیا الپا ہی ایسا کر سکتی تھی لیکن امریکی اکابرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ کس مصیبت میں گرفتار ہے تو ان کے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی دشمنی کر سکتے ہیں۔ اس کی عقل کام نہیں کر رہی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

اگر وہ کچھ معلوم کرنے کے لیے الپا سے رابطہ کرتا تو اس کا دماغ بظاہر مردہ تھا۔ اس کی سوچ کی لہریں الپا تک نہیں پہنچ سکتی تھیں وہ روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ ان سے رابطہ کرنے کے لیے پہلے امریکی اکابرین سے فون پر رابطہ کرنا پڑتا اور اب تو اس کے ہاتھ پاؤں نہیں تھے۔ وہ فون نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کے کمرے میں فون رکھا گیا تھا۔

بس ایک صورت یہ تھی کہ وہ امریکی اکابرین میں سے کسی ایک کے دماغ میں جاتا اور ان سے درخواست کرتا کہ وہ اپنے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے اس کی مدد کریں۔ یہ بات وہ امریکی اکابرین میں سے کسی سے کہہ سکتا تھا لیکن یہاں تک سوچنے اور سمجھنے سے پہلے ہی تین ڈاکٹر اس کے کمرے میں آئے۔ انہوں نے اس کے سامنے ایک پرچی کھولی اس میں لکھا ہوا تھا کہ تم زخمی ہو۔ تمہارے دماغ میں کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا آ کر معلوم کر سکتا ہے کہ تم کس حال میں ہو اور کہاں ہو اور تمہارے پاس ہم آتے ہیں۔ ہم کوئی مصیبت مول لینا نہیں چاہتے جب تک تمہارے زخم نہیں بھریں گے ہم تمہیں کوما میں رکھیں گے۔ تمہارا دماغ بے حس رہے گا تم ہل جل نہیں سکو گے تمہیں انجکشن کے ذریعے خوراک پہنچائی جائے گی۔

گرو نارنگ نے پرچی پڑھ کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا' وہ ہاتھ میں ایک انجکشن بھری سرنج پکڑے ہوئے تھا۔ گرو نارنگ کے پرچی پڑھ لینے کے بعد اس نے انجکشن لگایا پھر ڈاکٹرز اس کا معائنہ کرنے لگے کہ وہ پوری طرح کوما میں آتا ہے یا نہیں لیکن دوسری طرف سونیا نے متبادل انتظامات کیے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں سے کہا تھا کہ وہ روزانہ ڈیوٹی بدلتے رہیں اور نارنگ کے دماغ میں پہنچ کر اس طرح قبضہ جمائے رہیں کہ جیسے وہ کوما میں پڑا ہو اور ڈاکٹر نے جو انجکشن لگایا تھا وہ دراصل کوما کا انجکشن نہیں تھا۔ سونیا نے اس کے دماغ میں رہ کر انجکشن تبدیل کر دیا تھا اور وہ انجکشن ضرر رساں نہیں تھا۔

نارنگ ساکت پڑا رہا۔ اس پر اس طرح عمل کیا گیا تھا کہ وہ کسی چیز کو محسوس نہیں کر سکتا تھا اور اپنے اندر یہ بات سمجھتا رہا تھا کہ وہ کھلی آنکھوں سے چھت کو دیکھ رہا ہے لیکن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں ہے۔ اب نہ وہ بول سکتا ہے نہ کسی کی آواز سن سکتا ہے۔ کوئی اسے چھونے آئے گا تو اس کے لمس کو محسوس نہیں کر سکے گا۔

اس کے کمرے میں ڈاکٹر آیا کرتے تھے۔ اس کے ہاتھوں اور پیروں کے زخموں کی مرہم پٹی کیا کرتے تھے۔ اس کے جسم کو خوراک پہنچایا کرتے تھے پھر دوسرے خدمت گار آ کر اس کی دوسری خدمات انجام دیتے رہتے تھے لیکن سب گونگے بنے رہتے تھے اور وہاں سے چلے جایا کرتے تھے۔

ایک رات وہ بستر پر پڑا ہوا تھا۔ نیند اڑی ہوئی تھی اور وہ اندر ہی اندر کڑھ رہا تھا کہ کتنا بے بس ہو گیا ہے۔ اب کچھ نہیں کر سکے گا۔ جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ پر قبضہ جما چکا ہے وہ اس سے غلاموں کی طرح کام لے گا۔ اب میں کیا کروں میرے بچاؤ کا میرے فرار کا کوئی راستہ نہیں رہا۔

ایسے وقت اسے اپنے دماغ میں سونیا کی ہنسی سنائی دی وہ چونک گیا۔ اس نے کہا میں تو کوما میں کچھ محسوس نہیں کر سکتا۔ میں یہ بھی نہیں جان سکتا کہ اس وقت کہاں پڑا ہوا ہوں پھر مجھے تمہاری ہنسی کی آواز کیسے سنائی دے رہی ہے؟

"یہ میرا ایک عمل ہے میرے سوا کوئی تمہارے دماغ میں نہیں آ سکے گا۔ جو بھی آئے گا اسے یہی معلوم ہو گا کہ تم کوما میں پڑے ہوئے ہو۔"

"یعنی تم زخمی کر رہی ہو اور مجھے اس طرح بے بس کر کے مارو گی۔"

"میں ایسی نہیں ہوں۔ جب دشمن اپاہج ہو جائے ناکارہ ہو جائے اور ایک چیونٹی کی طرح مسلنے کے قابل ہو جائے تو میں اسے چھوڑ دیتی ہوں۔ اسے توانائی حاصل کرنے کی مہلت دیتی ہوں۔ میں تمہیں بھی مہلت دینا چاہتی ہوں' بولو کیا توانائی حاصل کرنے مہلت چاہتے ہو۔"

"میں تمہیں سمجھ نہیں پایا جب تم مجھے اتنی آسانی سے ختم کر سکتی ہو تو پھر کیوں توانائی حاصل کرنے کی اجازت دے رہی ہو۔"

"میرا طریقہ ہے میں کمزوروں پر کبھی حملہ نہیں کرتی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم پہلے کی طرح شہہ زور ہو جاؤ اور جب کبھی میری جان لینے کے لیے آؤ اور اپنی جان سے جانے لگو تو یہ کہہ سکو کہ کسی قیامت سے ٹکرائے تھے۔"

وہ بے یقینی سے بولا "سونیا تم میری بے بسی کا خوب مذاق اڑا رہی ہو۔ جب میرے ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہیں۔ میں اپاہج ہو گیا ہوں۔ کسی کام کا نہیں رہا ہوں اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کا بھی محتاج بنتا رہوں گا تو ایسے میں تم کہہ رہی ہو کہ پہلے کی طرح شہہ زور بننے کا موقع دوں گی۔ کیا ایسی بات پر یقین کیا جا سکتا ہے؟"

"یہ تو تمہاری عقل پر ہے۔ یقین کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے نہ کرو تو اسی طرح مرتے رہو۔"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا "اچھا میں تم پر یقین کر لیتا ہوں۔ جب مرنا ہی مقدر ٹھہرا تو دشمن کا احسان لے کر مروں گا لیکن اپاہج رہ کر زندگی نہیں گزاروں گا۔"

"تو پھر یہ بتاؤ کہ اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تمہیں کتنے عرصے تک تپسیا کرنے کی ضرورت ہے؟"

"میں نیلماں وغیرہ کے مقابلے میں مہا شکتی مان ہوں۔ مجھے صرف چالیس دنوں کا موقع مل جائے تو اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی حاصل کر لوں گا۔ ایک جسم سے دوسرا جسم حاصل کر لوں گا پھر اپاہج نہیں رہوں گا۔ کسی ثابت و سالم انسان کے صحت مند جسم میں داخل ہو جاؤں گا۔"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولا "مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آ رہا ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"جو کہہ رہی ہوں وہ سنتے رہو اور سمجھتے رہو جب تم نے مجھ پر بھروسا کیا ہے کہ میں تمہیں تمہاری شکتی واپس دلانا چاہتی ہوں تو جو کہہ رہی ہوں اسے سنتے جاؤ اور اس پر عمل کرتے رہو۔"

"اس پر عمل کرنے سے میں الٹا کسی مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔"

"اب کیا مصیبت میں نہیں ہو۔ اگر یہاں بڑی راحت سے اور عیش و آرام سے ہو تو ایسے ہی رہو۔"

"نہیں میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تمہارا رویہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے پھر بھی میرے سامنے کوئی چارہ نہیں ہے میں تم پر بھروسا کر سکتا ہوں۔"

"تو پھر بھروسا کرو۔ چالیس دنوں تک تم بظاہر یہاں کوما میں پڑے رہو۔ ڈاکٹر دھوکا کھاتے رہیں گے کہ تم کوما میں ہو۔ بے حس ہو لیکن تم اندر ہی اندر تپسیا کرتے رہو گے اور اپنی کھوئی ہوئی شکتی حاصل کرتے رہو گے۔ چالیس دنوں تک میں تم سے کوئی دشمنی نہیں کروں گی۔ جب یہ دیکھوں گی کہ تم نے اس اپاہج جسم کو چھوڑ کر دوسرا جسم حاصل کر لیا ہے تو پھر ہماری دشمنی کی دوبارہ ابتدا ہو گی۔"

"دھنے ہو سونیا اگر تمہارے یہی وچار ہیں اور یہی تمہاری دلیری ہے تو میں کیا ساری دنیا تمہیں مانتی ہے اور میں چالیس دنوں تک بھگوان کی قسم تم پر بھروسا کر کے تپسیا کرتا رہوں گا۔"

"میں تمہارے اندر رہ کر محسوس کر رہی ہوں کہ تم اپنے زخموں کی تکلیف اب کم سے کم محسوس کرنے لگے ہو۔ مجھے یہ بتاؤ تپسیا کب سے شروع کرو گے۔"

"بس اب رات کے بارہ بجنے والے ہیں اور میں شروع کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے میں آج رات بارہ بجے سے چالیس دن تک گنتی رہوں گی جب تک تم کھوئی ہوئی آتما شکتی حاصل نہیں کر لو گے اور اپنا یہ اپاہج جسم تبدیل نہیں کر لو گے۔ اس وقت تک میری دشمنی کی ابتدا نہیں ہو گی۔ اب میں جا رہی ہوں تم سے رابطہ نہیں کروں گی لیکن تم تپسیا کے سلسلے میں بالکل آزاد ہو گے اور کوئی تم پر شبہ نہیں کرے گا۔"

وہ چلی گئی نارنگ نے محسوس کیا کہ وہ اس کے دماغ سے جا چکی ہے وہ اب سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا تھا لیکن حیران و پریشان تھا اور دل ہی دل میں اس کی جرأت مندی کا قائل ہو رہا تھا اور سوچ رہا تھا وہ کیا سوچ کر مجھے آتما شکتی حاصل کرنے کا دوبارہ موقع دے رہی ہے کیا وہ پاگل ہے۔ کیا وہ نہیں جانتی کہ کتنی مصیبت اور کتنے عذاب میں مبتلا ہوتی رہے گی؟

وہ حیرانی سے سوچ رہا تھا۔ وہ اور دنیا والے یہ نہیں جانتے تھے کہ جب بابا صاحب کے ادارے کے بانی محترم جناب فرید واسطی کے آخری لمحات میں سونیا ان کی خدمت کیا کرتی تھی اور اس کے سوا کسی کو ان کے قریب جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس وقت انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ پہلے مجھے طبعی موت آئے گی اور میری موت کے وقت صرف سونیا میرے پاس موجود رہے گی پھر میری موت کے کچھ عرصے بعد سونیا بھی اپنے معبود حقیقی کو پیاری ہو جائے گی۔

○☆○

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کے دفتر میں اس کے ماتحت نے کہا "سر کمپیوٹر پر ہمارے لیے کوئی پیغام ہے۔"

اعلیٰ افسر نے فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے ماتحت کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا "آپریٹ کرو۔"

وہ آپریٹ کرنے لگا۔ اسکرین پر تحریر ابھرنے لگی "ہیلو آفیسر تم تمام امریکی اکابرین اور انٹیلی جینس والے پریشان ہو گے کہ تمہارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں گم ہو گئے ہیں۔ کیا واقعی ان کے لیے پریشان ہو؟"

جواباً کمپیوٹر کے ذریعے کہا گیا "بے شک وہ ہمارے ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ہمارا سرمایہ ہیں کیا ہم پریشان نہیں ہوں گے۔ تم کون ہو؟"

"میرا نام سن کر پہلے شاید یقین نہ کرو۔ بہرحال میں یقین

دلادوں گا۔ بائی دی وے میرا نام ہے تیج پال۔"

اعلیٰ افسران نے حیرانی سے اپنے ماتحت کو دیکھا پھر کہا "کیا تم مذاق کررہے ہو تیج پال کو تو اغوا کیا گیا ہے۔ وہ تو کسی کا قیدی اور غلام بنا ہوا ہوگا۔"

"تو پھر یہ سمجھ لو کہ میں ان چاروں کا غلام بنا ہوا ہوں۔ مجھے ان چاروں نے اغوا کرکے مجھے اپنا معمول اور تابع .... بنایا ہوا ہے۔ اب تو یقین آسکتا ہے۔"

"پھر بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ آخر وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے بہت ہی وفادار تھے۔ وہ ہم سے علیحدہ ہوکر کیوں ہم سے روپوش رہیں گے اور اتنے عرصے تک گم رہنے کے بعد تمہارے ذریعے ہم سے گفتگو کرنا چاہیں گے۔"

"یہ تو ان کی حکمت عملی ہے وہ آپ سے اور مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ وہ ایسا کیوں کررہے ہیں۔"

"ہمیں یقین دلاؤ کہ وہ چاروں تمہارے ساتھ ہیں اور زندہ ہیں اور ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔"

"وہ براہ راست کوئی بات نہیں کریں گے۔ جب بھی بات ہوگی میرے ذریعے ہوگی۔ رہ گیا یہ کہ آپ یقین کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت آپ کے دفتر میں ایک ماتحت ہے۔ باقی تین ماتحتوں کو دوسرے کمروں سے بلوالیں۔"

اس کے کہنے کے مطابق تین ماتحت افسران کو بلایا گیا۔ تیج پال نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "دیکھو یہ چاروں یہاں بالکل نارمل کھڑے ہوئے ہیں لیکن اب جو حرکتیں کریں گے وہ ان کے ابنارمل ہونے کا ثبوت ہوگا۔"

اس کے بعد ہی اعلیٰ افسر نے دیکھا کہ وہ چاروں ماتحت کبھی اٹھ کر ادھر سے ادھر جانے لگے۔ کبھی نیچے بیٹھنے لگے۔ کبھی کھڑے ہونے لگے کبھی میز پر چڑھنے لگے کبھی ایک کرسی کو دوسری طرف اور دوسری کرسی کو تیسری کرسی کی طرف لڑھکانے لگے۔ اس کے بعد پھر سیدھے ہوکر کھڑے ہوگئے۔

تیج پال نے اسکرین کے ذریعے کہا "آپ نے دیکھ لیا کہ آپ کے کمرے میں چار ماتحت تھے اور چاروں کے دماغوں میں وہی چار ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے جو کہ آپ لوگوں کے لیے اب تک بالکل گم ہوگئے تھے۔ ان کے متعلق سوچا جارہا تھا کہ شاید وہ ہلاک کردیے گئے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے ان کا سایہ میرے سروں پر ہے اور میں ان کے لیے کام کرتا رہوں گا۔"

"ان سے کہو وہ ہمارے دماغ میں آکر باتیں کریں۔ کوئی دوسرا نہیں سنے گا۔"

"کیا ہمیں احمق سمجھتے ہو۔ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں سنیں گے جبکہ ہمیں اب یہ معلوم ہوچکا ہے کہ تمہارے روپوش جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے ان کے دو گروہ بن گئے ہیں۔ اب تیسرا گروہ میری طرف سے آرہا ہے۔ لہٰذا آپ جو کہنا چاہتے ہیں کمپیوٹر کے ذریعے کہیں۔ وہ سنتے رہیں گے اور ان کا جواب میرے ذریعے آپ تک پہنچتا رہے گا۔"

"ہم تو اس بات سے پریشان ہیں کہ ہم نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ۲۴ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے تھے۔ اب وہ سب ایک دوسرے سے ٹوٹ رہے ہیں، بکھر رہے ہیں، علیحدہ ہورہے ہیں۔ اس سے ہمارے ملک کو اور ہماری قوم کو نقصان پہنچے گا۔"

"ایسا کیوں ہورہا ہے یہ آپ سمجھیں یا ان دو گروہ سے معلوم کریں کہ ایسی کیا بات ہوگئی کہ میرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سے علیحدہ ہونا پڑا۔"

"بہتر ہے تم ہی بتادو کہ یہ اتحاد کیوں ختم ہوگیا ہے؟"

"خود سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ پہلے تو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر رعب و دبدبہ جماتے رہے۔ انہیں اپنی طرف سے بدظن کرکے اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان پر ترجیح دی کیونکہ اٹھارہ کے مقابلے میں وہ چھ ناکارہ سمجھے جارہے تھے۔ اب ان چھ نے اپنی ایک ٹیم بنائی ہے تو تم اس بات سے پریشان ہو کہ تمہارے اٹھارہ میں سے دو تو مارے گئے ہیں باقی سولہ جینی اور پورس سے چھپتے پھر رہے ہیں۔ ان کے اس طرح کچھ نہ کرنے سے اور جینی اور پورس پر غالب نہ آنے سے تمہیں ان چھ کی اہمیت کا احساس ہورہا ہے۔ جنہیں تم نے پہلے نظرانداز کردیا تھا۔ اس کے بعد پتا چلا کہ سولہ میں سے چار اور غائب ہوگئے ہیں تو تم لوگوں نے فرض کرلیا کہ وہ جینی اور پورس کے ذریعے ہلاک کردیے گئے ہیں لیکن میں ان چاروں کی باتیں اپنے ذریعے پہنچا رہا ہوں اور یہ ثابت کرچکا ہوں کہ وہ چاروں زندہ ہیں۔"

"پلیز ان سے کہو وہ ہماری مشکلات کو سمجھیں۔ ہمارے چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والے تین حصوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ ایسا کیوں ہورہا ہے اور اگر یہ چاروں علیحدگی اختیار کرچکے ہیں تو کیوں انہوں نے ایسا کیا ہے کم از کم ہمیں ضرور بتادیں ہم دوسروں سے اس لیے نہیں پوچھ سکتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعے ہم سے رابطہ کرتے ہیں اور ابھی ان سے رابطہ نہیں ہورہا ہے۔"

"ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ جب رابطہ ہو تو ان سے پوچھیے کہ کس طرح وہ آپ لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ انہوں نے میرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹھیک اسی طرح اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کی تھی جس طرح تم لوگوں نے مجھے اپنا معمول اور تابع .... بنایا تھا اور یہ بھول گئے تھے کہ یہی تیج پال ماضی میں تمہارے کتنے کام آتا رہا ہے۔ تم لوگ کس کی وفاداری اور اس کے کارنامے کو فوراً ہی بھول جاتے ہو۔ موقع ملتا ہے تو اسے ان دیکھی زنجیریں پہنا کر غلام بنالیتے ہو۔"

"ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے ماضی میں کچھ غلطیاں کی ہیں لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔ پلیز ہم سب کو مل کر کوئی ایسا راستہ

اختیار کرنا چاہیے کہ ہم متحد رہ کر دشمنوں کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ مستحکم بنتے رہیں۔ حالات بہت خراب ہیں۔ اپنے لوگوں کو سمجھاؤ اور اگر مجھ سے وہ بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے رابطہ کریں گے تو میں انہیں بھی سمجھاؤں گا۔"

"جب وہ رابطہ کریں گے اور تم انہیں سمجھاؤ گے بات کچھ بنتی ہوئی نظر آئے گی تو ہم مذاکرات کریں گے۔ فی الحال تو ابھی ہم رابطہ ختم کررہے ہیں۔"

کمپیوٹر اسکرین خالی ہوگئی۔ ماتحت نے کمپیوٹر کو بند کردیا تب میں نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر کہا "ہیلو! کیا مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو؟"

وہ چونک کر بولا "مسٹر فرہاد علی تیمور؟"

"ہاں میں ہوں، دیکھ رہا ہوں بڑی الجھن میں گرفتار ہو۔"

"ہاں الجھنیں تو پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ انہیں اپنی تدبیر سے سلجھاتے رہنا پڑتا ہے۔"

"الجھنیں اکثر خود پیدا نہیں ہوتیں بلکہ اپنے اعمال سے پیدا کی جاتی ہیں۔ تم لوگوں نے ہمارے لیے الجھنیں پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ بڑے طمطراق سے اور بڑے وسیع ذرائع اختیار کرکے ہمیں شام سے جانے پر مجبور کیا تھا تب سے ہم نے خاموشی اختیار کرلی ہے۔ اب ہماری خاموشی کے نتائج تمہارے سامنے آتے جارہے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے تم ہمیں ان تمام معاملات میں الجھارہے ہو۔"

"نہیں میں نے کہا نا ہم بالکل خاموش ہیں۔ بلکہ خاموش تماشائی ہیں۔"

"پھر مجھ سے کیا کہنے آئے ہو؟"

"یہی کہ تماشائی تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔ تماشا کرنے والا کامیاب ہو تو تالیاں بجاتے رہتے ہیں اور تماشا کرنے والا ناکام ہو تو افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا میں افسوس ظاہر کرنے آیا ہوں۔ اس طرح تمہیں یہ تو معلوم ہوگا کہ ہم نے تم سب کے معاملات میں اپنی زبانیں تو بند رکھی ہیں لیکن آنکھیں بند نہیں رکھی ہیں اور ان آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے آرہے ہیں۔"

"صرف دیکھ نہیں رہے ہو بلکہ ہمیں تباہ و برباد کرنے کے لیے انتقامی کارروائی کرنے کے لیے سازشیں کررہے ہو اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان پھوٹ ڈال رہے ہو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "تمہارے جیسے گدھے کو سی آئی اے کا اعلیٰ افسر نہیں بنانا چاہیے۔ اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ اگر ہمیں تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دلچسپی ہوتی تو ہم بہت پہلے ہی انہیں ختم کرچکے ہوتے۔"

"ذرا مجھے بھی تو معلوم ہو کہ جو روپوش ہیں جنہیں آج تک کوئی تلاش نہ کرسکا تم انہیں کیسے ختم کروگے؟"

"تمہاری یادداشت بہت کمزور ہے کیا یہ بھول گئے کہ جن افراد نے بھی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے انہیں ایک بار ایسے علم سے محروم کردیا گیا تھا۔ یہ ٹیلی پیتھی سے محروم کرنے والی دوا پورس نے تیار کی تھی اور پورس اب میرا بیٹا ہے اور اس دوا کا نسخہ بھی بابا صاحب کے ادارے میں موجود ہے۔ اگر ہم اس نسخے سے دوسری بار یہ دوا تیار کریں اور امریکا اور یورپ کے تمام ملکوں میں اور چھوٹے سے چھوٹے علاقوں میں یہ دوا اسپرے کریں تو تمہارے جتنے بھی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے روپوش ہیں، وہ اپنے علم سے محروم ہوکر دنیا والوں کے سامنے سر جھکا کر چلے آئیں گے۔"

اعلیٰ افسر کو چپ سی لگ گئی۔ وہ سوچ میں پڑگیا۔ میں نے کہا "ابھی ہمیں الزام دے رہے تھے کہ ہم سازشیں کرکے تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک دوسرے سے الگ کررہے ہیں اب بتاؤ کہ اتنی دردسری ہم کیوں مول لیں گے۔ تم جیسے مچھروں مکھیوں اور کیڑے مکوڑوں کو ڈی ڈی ٹی اسپرے کرکے مار دیا جاتا ہے۔ اس طرح کیا صرف ایک دوا اسپرے کرکے تمہارے سارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ختم نہیں کرسکتے؟"

"اس طرح تو بابا صاحب کے ادارے میں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے جنہوں نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے یہ علم حاصل کیا ہے۔ کیا دوا اسپرے کروگے تو وہ محفوظ رہیں گے۔"

"ہم ایسے اناڑی ہیں کیا دوا اسپرے کرنے کا اعلان تمہارے سامنے کریں گے۔ جب ایسا کرنا ہوگا تو ہم اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کسی محفوظ مقام پر پہنچادیں گے۔ اس کے بعد تم سے نمٹتے رہیں گے۔"

یہ کہہ کر میں ہنسنے لگا۔ اس نے کہا "اس ہنسی کی وجہ کیا ہے؟"

"فرض کرو ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے محروم ہوجائیں گے تو کیا فرق پڑے گا۔ ہمارے پاس ٹرانسفارمر مشین ہے وہ دوبارہ یہ علم حاصل کرلیں گے۔ تمہارے پاس تو اب کچھ نہیں رہا۔ بولو اب کیا بولتے ہو۔"

"ہم کئی معاملات میں بری طرح زخمی ہیں اور تم ہمارے زخم کریدنے آئے ہو۔ بے شک تم ایسا کرسکتے ہو تمہارے پاس ٹرانسفارمر مشین بھی ہے۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے لیکن یہ نہ بھولو کہ ہمارے پاس دولت کی کمی نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بڑی رازداری سے ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کی جارہی ہو۔"

"اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہوگی تو ہم سے چھپی نہ رہ سکے گی۔ زیادہ اڑنے کی کوشش نہ کرو۔ تمہاری پرواز کی بلندی کتنی ہے یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں اور ہاں یہ تم نے اچھا کیا جو بتادیا۔ رازداری سے بہت کچھ کرسکتے ہو۔ اب اتنا یاد رکھنا کہ ٹرانسفارمر مشین سے پیدا ہونے والے جتنے بھی تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں ہوں گے ان کے لیے ہمارے پاس اینٹی ٹیلی پیتھی دوا

اب ہمیشہ موجود رہا کرے گی۔"

ایسے وقت ایک فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "ہم اپنے اعلیٰ افسر کے دماغ میں رہ کر فرہاد صاحب کی باتیں سن رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ مسٹر فرہاد ہمارے زخم کرید رہے ہیں اور یہ بھی ان کی مہربانی ہے کہ صرف زخموں کو کریدنے پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔ وہ چاہیں تو اس سے بھی بڑی انتقامی کارروائی کرسکتے ہیں۔ ہم تو دشمن سمجھے جاتے ہیں اور سمجھے جاتے رہیں گے لہٰذا ان سے یہ درخواست نہیں کریں گے کہ وہ ہماری کوئی مشکل آسان کریں لیکن اتنی درخواست ضرور کریں گے کہ ہمارے لیے مشکلات پیدا نہ کریں۔"

میں نے کہا "ہم بالکل خاموش تماشائی ہیں۔ یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں اور ہم کوئی مشکل پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ ابھی تم لوگوں سے رابطہ قائم کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا ہے' اسے کبھی نہ بھلاؤ۔ جب بھی جس مرحلے پر ناکام ہوتے رہو تو ہم سے کی ہوئی دشمنی کو بھی یاد کرتے رہو۔"

کمپیوٹر اسکرین پر الفاظ ابھرنے لگے۔ ماتحت نے کہا "سر تیج پال کی طرف سے کچھ کہا جارہا ہے۔"

سب نے اسکرین کی طرف دیکھا۔ تیج پال کہہ رہا تھا "یہ اچھا ہے مسٹر فرہاد اس وقت ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم سب ایک دوسرے کی باتیں کسی نہ کسی طور سن رہے ہیں۔ ابھی بارہ روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ان کا ایک لیڈر جیکی اولڈ فیکس کے ذریعے اپنے خیالات پہنچا رہا تھا۔ یہ جیکی اولڈ پکا بدمعاش اور خود غرض ہے۔ اس نے اور افسر جان بلڈر نے بڑی چالاکی سے تمام اٹھارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سامنے یہ حکمت عملی پیش کی تھی کہ سب گونگے بن کر رہیں گے تو یہ کوئی بھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ان اٹھارہ میں سے صرف جیکی اولڈ اور جان بلڈر گونگے نہیں رہیں گے تاکہ تمام گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ رکھ سکیں۔ میرے ساتھ جو چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں انہوں نے ان کی چالاکیوں کو سمجھ لیا تھا۔ لہٰذا جب ایک دوسرے پر تنویمی عمل کرکے وہ اٹھارہ افراد ایک دوسرے کو گونگا بنانے لگے تو صرف جیکی اولڈ اور جان بلڈر کو چھوڑ دیا گیا ایسے وقت میرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یہ چالاکی کی کہ ایک دوسرے پر تنویمی عمل کو کامیاب ہونے نہیں دیا۔ اس طرح یہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے دونوں افسران جیکی اولڈ اور جان بلڈر کی مکاریوں سے محفوظ رہے۔ جان بلڈر تو جینی کے ہاتھوں مارا گیا اب جیکی اولڈ اپنے باقی گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حکمرانی کر رہا ہے اور اپنے طور پر سی آئی اے کے اعلیٰ افسر سے رابطہ رکھتا ہے۔ اب یہ تو اس کے اندر کی بات کوئی نہیں جانتا کہ یہ اپنے ملک امریکا اور اپنی قوم سے کتنی محبت رکھتا ہے لیکن جو ہم چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دھوکا دے رہا تھا مکاری دکھا رہا تھا تو وہ اپنے ملک سے مخلص نہیں ہوسکتا۔"

ایسی باتوں کے دوران پھر فیکس موصول ہوا۔ اس فیکس میں جیکی اولڈ کی طرف سے لکھا گیا تھا "یہ تیج پال بکواس کر رہا ہے۔ یہ بہت چال باز اور غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ ہمیں تو شبہ ہے کہ ہمارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اسے ٹریپ نہیں کیا ہے بلکہ وہ ہمارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرکے انہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔"

کمپیوٹر کے ذریعے تیج پال نے کہا "جیکی اولڈ کی اس بے تکی بات کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ایک تو میں بری طرح قید کیا گیا تھا اور مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ مجھے کہاں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے اور مجھے کن لوگوں نے اغوا کیا ہے۔ ایسی حالت میں اگر میں نے ان چاروں کو ٹریپ کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مجھے کسی اور نے قید کیا تھا اور اس نے مجھے اپنا معمول اور تابع --- بنا کر اتنی طاقت دی تھی کہ میں ان چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا محکوم بنا سکوں جبکہ یہ بات ممکن نہیں ہے۔ ہم کئی دنوں سے آزاد ہیں اور اپنے معاملات میں کسی کی ذرا بھی مداخلت برداشت نہیں کرتے ہیں۔"

جیکی اولڈ نے فیکس کے ذریعے کہا "یہ میں اب سمجھنے لگا ہوں کہ مسٹر فرہاد چال بازی دکھا رہے ہیں۔ انہوں نے تیج پال کو ٹریپ کیا ہے اور انہوں نے ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ٹریپ کیا ہے اور ہم سب کو آپس میں لڑانے والی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں۔"

ایک دوسرے کمپیوٹر کی اسکرین سے ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک نے کہا "اب مسٹر جیکی اولڈ سے کہا جائے کہ اب وہ ہم چھ پر بھی الزام دیں کہ مسٹر فرہاد ہمیں ٹریپ کرکے آپس میں لڑا رہے ہیں جبکہ یہ مسٹر جیکی اولڈ اپنی غلطی اور چال بازی کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔ ہم ایک سیدھی سی بات پوچھتے ہیں۔ مسٹر فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے ہمارے دشمن ہیں۔ ہم دشمنوں کو اپنے درمیان لائے بغیر یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم سب متحد ہوسکتے ہیں۔ کسی کو الزام دینے کا فائدہ صرف مسٹر جیکی اولڈ کو یہ پہنچے گا کہ وہ خود کو بہت محب وطن ثابت کرسکیں گے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ سراسر الجھانے والی بات ہے۔ میں آپ سب سے التجا کرتا ہوں کہ ابھی میرے دماغ میں موجود رہیں میں یہ معاملہ ایف بی آئی اور آرمی انٹیلی جنس کے آفس تک پہنچا رہا ہوں۔ وہ اس معاملے میں فیصلہ کریں گے اور آپ لوگوں کو سمجھائیں گے۔"

اس نے ایف بی آئی اور آرمی انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران کو مخاطب کرکے کہا کہ وہ سب انٹرنیٹ کے ذریعے کمپیوٹر سے منسلک ہو کر ان کے چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی شکایتیں سنتے رہے۔ ان سے کہا گیا۔ "اس وقت مسٹر فرہاد بھی موجود ہیں۔ ہماری تو

درخواست ہے کہ مسٹر فرہاد ہمارے درمیان سے چلے جائیں تو بہتر ہے۔ ورنہ ہم کچھ کر نہیں سکتے۔"

انٹرنیٹ کے ذریعے وہ سب ایک دوسرے سے منسلک تھے۔ ایک اعلیٰ افسران چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مسائل بیان کرنے لگا پھر ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے تیج پال سے پوچھا۔

"تم چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ہو ہمیں تو نہیں بتاؤ گے کہ کہاں ہو پھر بھی ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں وہی چاہتا ہوں۔ جو آپ کے محبانِ وطن چار ٹیلی پیتھی جاننے والے چاہتے ہیں۔ یعنی ہم سب میں اتحاد ہوجائے تو ہماری ٹیلی پیتھی کی قوت میں بہت اضافہ ہوگا۔"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک سے پوچھا "تم کیا چاہتے ہو؟"

"ہم نے تیج پال کا جواب سنا ہے اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں لیکن آپ یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ تیج پال کے ساتھ جو ہمارے روپوش ہونے والے چار عدد ہیں وہ ہمیشہ جیکی اولڈ کے تنویمی عمل کے زیر اثر رہیں گے اور یہ بات ہمارے ملک اور قوم کے مفاد کے خلاف ہے لہٰذا جیکی اولڈ سے کہا جائے کہ وہ محب وطن ہے تو خود کو آپ لوگوں کے سامنے پیش کردے اور یہ یقین دلادے کہ باقی گیارہ عدد روپوش ہونے والے اب اس کے تنویمی عمل کے زیر اثر نہیں رہے ہیں۔"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے جیکی اولڈ کو مخاطب کرکے کہا "مسٹر جیکی! یہ لوگ درست کہہ رہے ہیں کہ یہ محب وطن ہیں لہٰذا صرف تمہاری ایک تنہا ذات ہے۔ تم ہم پر بھروسا کرکے ایف بی آئی کے دفتر میں یا آرمی انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں جاکر خود کو اور باقی اپنے گیارہ عدد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پیش کرسکتے ہو۔"

جیکی اولڈ نے فیکس کے ذریعے کہا "سر آپ ایسا حکم دے رہے ہیں جس کی تعمیل کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ یہ میرے خلاف سازش کی جارہی ہے۔ مجھے گرفتار کرنے کے لیے یا مجھے مار ڈالنے کے لیے مسٹر فرہاد وغیرہ سازش کر رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں پر بھروسا کرسکتا ہوں مگر دشمنوں پر نہیں کرسکتا۔ لہٰذا آپ کے حکم کی تعمیل کیسے کروں؟"

"تم باتیں نہ بناؤ ہم مسٹر فرہاد سے تمہیں محفوظ رکھیں گے۔ تمہیں کوئی جانی نقصان نہیں پہنچے گا اور تم صحیح سلامت ہمارے پاس آسکو گے اور تمہاری آمد کے سلسلے میں بہت رازداری برتی جائے گی۔ اب تو تمہیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

"سو سوری سر! میں خود کو ظاہر کبھی نہیں کروں گا اور کسی کے سامنے نہیں آؤں گا۔ اب آپ مجھے غدار سمجھیں یا محب وطن' یہ آپ کی صوابدید پر ہے۔"

"تم محتاط رہنا چاہتے ہو' ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمارے پاس چند یوگا جاننے والے افراد ہیں۔ جن پر ہمیں اندھا اعتماد ہے۔ تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ رابطہ کرسکتے ہو اور ملاقات کرسکتے ہو۔ کیا اب بھی تمہیں اعتراض ہے؟"

"جی ہاں اعتراض ہے۔ وہ یوگا جاننے والا کوئی بھی ہو اس کے پیچھے آپ کے کئی جاسوس آسکتے ہیں اور ان جاسوس وغیرہ کے پیچھے دشمن کے جاسوس بھی ہوسکتے ہیں۔ میں احتیاطی تدابیر پر عمل کرتا رہوں گا۔"

"مسٹر جیکی امریکا سپر پاور ہے اور ایف بی آئی آف امریکا دنیا کی سب سے بڑی خطرناک خفیہ ایجنسی ہے اور تم اس ایجنسی کے اعلیٰ افسر سے کہہ رہے ہو کہ تم ہمارے سامنے حاضر نہیں ہوسکو گے۔ کیا یہ بغاوت نہیں ہے۔"

"سر آپ کچھ بھی سمجھ لیں میں اپنے منصوبے کے مطابق عمل کرتا رہوں گا۔"

"منصوبہ؟ یعنی تم پہلے ہی ایسا منصوبہ بنا چکے ہو جس پر عمل کرکے تم خود کو محب وطن بھی ثابت کرتے رہو گے اور ہم سے غداری بھی کرتے رہو گے۔"

"سر! میرے خلاف سراسر سازش ہو رہی ہے اور اسی سازش کا نتیجہ ہے کہ آپ میرے متعلق غلط رائے قائم کر رہے ہیں۔ آپ ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کسی ایک کو یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ آپ کے سامنے آکر حاضر ہوجائے یا تیج پال جو چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی رہنمائی کر رہا ہے تو کیا وہ کسی ایک کو آپ کے سامنے پیش نہیں کرسکتا۔ جب یہ لوگ ایسا نہیں کرسکتے تو مجھے کیوں ایسا کہا جارہا ہے؟"

"اب ہم تینوں سے کہہ رہے ہیں۔ تم بھی حاضر ہوجاؤ تیج پال اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ایف بی آئی کے دفتر میں پیش کردو اور وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے بھی ایک ہمارے پاس آئے اور آنے کے سلسلے میں ہم بڑی رازداری سے کام لیں گے پھر تو تم حاضر ہوسکو گے۔"

"سر آپ اپنی بات پر خود توجہ فرمائیں۔ جب دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ایک کی تعداد میں حاضر ہوں گے تو میں بھی اپنا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا پیش کردوں گا۔ یہ ضروری نہیں کہ میں آپ کے سامنے حاضر ہوجاؤں۔ آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ مجھے پھانسنے کی کوشش کی جارہی ہے۔"

"مسٹر جیکی تم باتیں بنا رہے ہو۔ جب وہ دونوں گروہ اس بات پر راضی ہیں کہ وہ اپنے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے پاس بھیجیں گے تو تم کیوں نہیں آؤ گے۔"

"دیکھیے میں احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ آپ کی ہدایت پر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھی پیش کردوں گا لیکن سوری نو سے' میں خود حاضر نہیں ہوسکوں گا۔"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے تیج پال کو مخاطب کرکے کہا "تم بہت ذہین ہو اور بہت دور تک سوچتے ہو میں تمہاری ذہانت پر

بھروسا کر کے پوچھتا ہوں۔ اس معاملے میں تمہارا اپنا ذاتی خیال کیا ہے؟"

"سر آپ نے مجھ سے پوچھا ہے تو میں دو باتیں عرض کروں گا۔ پہلی تو یہ کہ ہم چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے اب بائیس رہ گئے ہیں اور ہم سب کو مسٹر فرہاد کی سازشیں آپس میں لڑا رہی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں اس بات پر متفق ہوں۔"

تیج پال نے کہا "اور دوسری بات یہ ہے کہ مسٹر جیکی اولڈ محب وطن نہیں ہیں۔ یہ بات آپ آج تسلیم نہ کریں لیکن آنے والا کل آپ کو تسلیم کرنے پر مجبور کردے گا۔"

"میں تمہاری دوسری بات سے بھی متفق ہوں اور جیکی اولڈ سے ناراض ہوں پلیز جیکی اولڈ مجھے ناراض نہ کرو۔ ہوسکے تو مجھ سے خفیہ طور پر رابطہ کرو اور مجھ سے باتیں کرو ہم کوئی ایسا حل ڈھونڈ نکالیں گے جس سے یہ شبہ جاتا ہے کہ مسٹر فرہاد یا اور کوئی دشمن ہمیں آپس میں لڑا رہا ہے۔ بس مجھے یہی کہنا ہے اور میں کسی وقت بھی تمہارے خفیہ رابطے کا انتظار کروں گا۔ ویٹس آل!"

ٹیلی پیتھی فیکس اور کمپیوٹر کے ذریعے یہ طویل مذاکرات ہورہے تھے جو امریکا کی خفیہ ایجنسی والوں کے لیے ابھی ادھورے تھے۔ کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن میں مطمئن تھا کہ اب وہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے ہیں۔

○☆○

فہمی اور علی ان چھ افراد پر بڑی توجہ دے رہے تھے جو ٹیلی پیتھی جانتے تھے اور ان کے زیر اثر آچکے تھے۔ علی نے ان سب کو اس بات پر مائل کیا تھا کہ وہ مختلف ممالک سے واپس امریکا آئیں اور واشنگٹن میں ہی مختلف بنگلوں میں رہائش اختیار کریں۔ وہ قریب رہ کر ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔ اگر ان پر کوئی مصیبت آئے گی تو ان کی حفاظت ان کا عامل کرے گا اور ان کے دو عامل تھے۔ ایک فہمی دوسرا علی۔

فہمی نے کہا "آپ نے ان بائیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں انتشار پیدا کردیا ہے اور امریکی اکابرین کے لیے مسائل پیدا کردیے ہیں۔ اس کے باوجود جیکی اولڈ قابو میں نہیں آرہا ہے۔ جبکہ اس کے زیر اثر زیادہ یعنی گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

علی نے کہا "پاپا نے بڑی حد تک اپنا کام کیا ہے۔ اس کے بعد ہم کام کریں گے۔"

"ہم کیا کریں گے؟"

"جیکی اولڈ کو صحیح معنوں میں باغی ثابت کریں گے۔"

"وہ کیسے؟"

"ہمیں سب سے پہلے جیکی اولڈ کے ریکارڈ سے اس کے کوائف مکمل طور پر معلوم کرنے چاہئیں۔ اس کا قد اس کی جسامت اس کی آواز، لب ولہجہ حتیٰ کہ اس کے خون کا گروپ بھی معلوم کرلینا چاہیے۔ اس کے بعد پھر ہم اپنی چال چلیں گے۔"

یہ سب کچھ معلوم کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس ریکارڈ روم کے کئی افسران کے دماغوں میں پہنچ سکتے تھے۔ جہاں چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تمام ریکارڈ رکھا گیا تھا۔ انہوں نے ایک خاص افسر کے ذریعے جیکی اولڈ کی فائل کھول کر دیکھی۔ اس کے متعلق اس فائل میں بہت کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس کا قد، اس کا مزاج، اس کی جسامت، اس کی صحت، اس کی آواز اور لب ولہجہ حتیٰ کہ اس کے خون کا گروپ بھی لکھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے نشانات بھی تھے۔ اس ریکارڈ روم کے افسر کے دماغ میں رہ کر انہوں نے تمام معلومات حاصل کرلیں۔

ایف بی آئی کے چند اعلیٰ افسران کے لیے سخت سیکیورٹی کا انتظام ہوتا تھا۔ گھر سے لے کر دفتر تک الیکٹرانک انتظامات بھی تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں کوئی ان کے بنگلوں میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ اگر داخل ہوتا تو خفیہ ویڈیو کیمروں اور مائیکروفون وغیرہ سے پتا چل جاتا کہ وہاں پہلے کوئی آچکا ہے۔ اس کے علاوہ بنگلوں کے باہر کئی مسلح گارڈز موجود رہا کرتے تھے۔

اس ڈپارٹمنٹ کے سب سے اعلیٰ افسر نے جب اپنے بنگلے میں قدم رکھا تو سیکیورٹی چیک کی اور مطمئن ہوکر اپنے بنگلے کے اندر گیا۔ اندر بھی وہ بالکل محفوظ تھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ پھر بنگلے کے مختلف حصوں سے گزر کر اپنے بیڈ روم میں آیا تو ایک دم سے چونک گیا۔ وہاں کرسی پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے اٹھ کر کہا "پلیز کوئی آواز نہ نکالیے۔ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیا آپ مجھے میری آواز اور لب ولہجے سے پہچان سکتے ہیں؟"

اعلیٰ افسر نے انکار میں سر ہلا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا "تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچ گئے ہو۔ جبکہ سیکیورٹی کا سخت نظام ہے۔"

"سیکیورٹی ساری دنیا کے لیے ہوسکتی ہے لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے نہیں ہوسکتی۔ آج تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کے بنگلے میں اس لیے نہیں آیا کہ اسے ابھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ وہ تو آپ کے دماغ میں آکر ہی بہت کچھ معلوم کرسکتا ہے لیکن آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے سامنے پیش ہوجاؤں اس لیے یہاں حاضر ہوا ہوں۔"

"میں نے جیکی اولڈ کو کہا تھا کہ اگر وہ محب وطن ہے تو میرے سامنے آجائے۔ کیا تم جیکی اولڈ ہو؟"

"جی ہاں آپ پہچاننے میں غلطی نہیں کررہے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ میری آواز اور لب ولہجے کو بھول گئے ہیں۔ یقین کرنے کے لیے آپ ریکارڈ روم سے میری آواز کا کیسٹ منگوا کر یا ٹیلی فون کے ذریعے سن سکتے ہیں۔ ویسے میں نے دونوں ہاتھ اوپر

اٹھالیے ہیں۔ آپ میرا لباس وغیرہ چیک کرلیں میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اپنے دونوں ہاتھ نیچے کرلو۔ جب تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور اتنی سیکیورٹی کے باوجود میرے بیڈ روم میں پہنچ سکتے ہو تو تمہیں ہتھیار رکھنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔ بائی دی وے، اگر تم جیکی اولڈ ہو تو مجھے خوشی ہے کہ تم نے یہاں آکر اپنے محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "سر میں اسی دن یا اسی رات حاضر ہوجاتا جب آپ نے حکم دیا تھا۔ لیکن میں خاموشی سے آپ کے دماغ میں آتا جاتا رہتا تھا اور معلوم کرتا تھا کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود ہے یا نہیں یا کوئی سازش ہورہی ہے یا نہیں؟ جب مجھے اطمینان ہوگیا کہ میں بڑی رازداری سے یہاں پہنچ سکتا ہوں اور آپ سے ملاقات کرسکتا ہوں تو آج یہاں آگیا ہوں۔"

"تم نے میرے دل سے تمام شبہات دور کردیے ہیں۔ بولو کیا پیو گے؟"

"آپ تو جانتے ہیں کہ ہمیں یوگا کی مہارت بحال رکھنے کے لیے نشے ... نا پڑتا ہے۔ آپ مجھے کافی پلادیں۔"

"ٹھیک ہے ابھی کافی آجائے گی اور مجھے اس بات کا دلی اطمینان ہورہا ہے کہ تم محب وطن ہو اور تم نے میرے دل سے تمام شبہات دور کردیے ہیں۔"

اس نے کال بیل کے ذریعے ایک ملازم کو بلا کر دو کپ کافی لانے کے لیے کہا۔ پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر بولا "جب تک تم میرے پاس رہو کبھی کبھی میرے دماغ میں آتے رہو اور یہ معلوم کرتے رہو کہ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے یا نہیں۔"

"میں بہت کچھ سوچ کر آیا ہوں۔ یہ تو میں ضرور معلوم کروں گا کہ آپ کے دماغ میں کوئی ہے یا نہیں۔ اس لیے کہ ہم اپنے تمام بائیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق بہت اہم باتیں کریں گے اور ان باتوں کو دوسروں تک نہیں پہنچنا چاہیے۔"

"تم اسی طرح ذہانت سے کام لیتے رہو تو تمہارے علاوہ باقی اکیس ٹیلی پیتھی جاننے والے جلد سے جلد متحد ہوجائیں گے۔ اب میں صرف یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ یہ کم بخت تیج پال ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان کہاں سے پہنچ گیا ہے۔"

"سر! دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ پہلی بات میں الپا کے بارے میں سوچتا ہوں کہ اس نے ایک بار تیج پال سے کہا تھا کہ وہ کسی بہانے تل ابیب پہنچ جائے تو وہ اسے گرونارنگ سے اور ہمارے روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نجات دلائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے تیج پال کے ذریعے ہمارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قابو میں کیا ہو۔"

"ہاں یہ بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔"

"پھر دوسرا خیال بابا صاحب اور فرہاد علی تیمور کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف جاتا ہے۔ وہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں لیکن ہم اتنے احمق تو نہیں ہیں کہ یہ سمجھ لیں کہ وہ ہمارے خلاف کچھ نہیں کررہے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے انہوں نے بھی تیج پال کو ٹریپ کیا ہو۔ جہاں وہ قید ہو وہاں سے اغوا کیا ہو اور چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے قابو میں کرنے کے بعد انہیں تیج پال کے حوالے کردیا ہو اور تیج پال کے دماغ کو اپنے قابو میں رکھا ہو۔"

"ہاں بھئی بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ یہ ٹیلی پیتھی کا چکر چلانے والے تو بالکل گھن چکر بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ بائی دی وے تمہاری دونوں باتیں درست ہیں۔ ایسا الپا بھی کرسکتی ہے اور فرہاد بھی کرسکتا ہے۔ فرہاد اس معاملے میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لے رہا ہے۔ اس روز ہمارے مذاکرات کے دوران میں وہ بھی موجود تھا اور اس کے برعکس الپا بالکل خاموش ہے وہ نہ ہم سے کوئی رابطہ کررہی ہے۔ نہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں کوئی دلچسپی لے رہی ہے۔ پتا نہیں وہ کن معاملات میں الجھی ہوئی ہے۔"

"سر! اس کی خاموشی بھی معنی خیز ہوسکتی ہے۔ اس لیے میں نے سب سے پہلے الپا کا ذکر کیا ہے۔ فرہاد سے تو مجھے ازلی دشمنی ہے۔ میں اسے نظر انداز نہیں کرتا لیکن اہمیت دوں گا تو الپا کو، وہ بہت ہی مکار ہے۔ اس کی خاموشی بہت معنی خیز ہے۔ سر آپ ذرا سوچ کر تو دیکھیں۔"

"میں بات سمجھ رہا ہوں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ وہ خاموش رہ کر تماشا دیکھ رہی ہے اور فرہاد ہمیں طعنے دینے کے لیے آتا ہے۔ ان دونوں میں یہی فرق ہے ورنہ دونوں ہی دشمن ہیں۔ دونوں پر شبہ کیا جاسکتا ہے اور تمہارے خیال سے میں متفق ہوں کہ الپا پر زیادہ شبہ کرنا چاہیے۔"

"سر! آپ یہ بتائیے کہ اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"تمہاری اس معاملے میں کیا رائے ہے؟"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کا مقصد پورا نہ ہوجائے یعنی پورے بائیس ٹیلی پیتھی جاننے والے متحد نہ ہوجائیں اس وقت تک آپ مجھے ترجیح نہ دیں بلکہ مجھ پر کبھی کبھی شبہ ظاہر کرتے رہیں یا مجھے دوسروں سے کم تر سمجھتے رہیں۔ دوسروں کو آپ ترجیح دیں گے تو وہ آپ کی طرف زیادہ مائل ہوں گے۔"

"تم بہت ذہانت کی باتیں کررہے ہو۔ میں ہر حال میں اپنے بائیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو متحد دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ اب تم بتاؤ تم نے بھی کچھ سوچ رکھا ہوگا۔"

"سر میں ایک ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں جس کے پاس گیارہ عدد خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ یعنی میری تعداد زیادہ ہے اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوں، آپ کا وفادار ہوں اور آپ کا وفادار رہوں گا۔ جب بھی آپ کہیں گے ان گیارہ کو آپ کے سامنے اس طرح پیش کروں گا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے

دماغوں تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن آپ مطمئن ہو جائیں کہ وہ گیارہ بھی آپ کے حکم کے تابع رہیں گے۔ مختصر یہ کہ پہلے میں آپ کا اعتماد ہر حال میں حاصل کرلینا چاہتا ہوں اس کے بعد میں دوسری باتیں کروں گا۔"

"اب تو مجھے تم پر پورا اطمینان ہوگیا ہے۔ میں آنکھیں بند کرکے تمہاری ہر بات مان سکتا ہوں۔ تم بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ جس طرح میں خفیہ طور پر ملاقات کرنے آیا ہوں تو اس بات کو آپ راز میں رکھیں۔ ہوسکتا ہے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کے دماغ میں آکر یہ معلوم کرے کہ میں خفیہ طور پر آپ کے پاس ملاقات کرنے آیا تھا۔ یہ بات ہم دونوں کے لیے بہتر نہیں ہوگی۔ مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں۔"

"ہاں یہ تو درست ہے۔ ہم مجبور ہیں کہ سانس روک کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آنے سے روک نہیں سے۔ اب کیا کرنا چاہیے تم کیا چاہتے ہو؟"

"سر آپ کے ڈپارٹمنٹ میں تنویمی عمل جاننے والے ایک دو افراد موجود ہیں۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک پر بھروسا کرکے خود پر اور دوسرے دو چار اہم افسران پر ایسا عمل کرائیں کہ پرائی سوچ کی کوئی لہر آپ لوگوں کے دماغوں میں نہ آسکے۔ تبھی آپ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی دشمنوں کی سازش سے محفوظ رہیں گے۔"

"میں اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو محفوظ رکھنے کے لیے خود پر اور اپنے چند اہم افسران پر تنویمی عمل کرانے کو تیار ہوں۔"

"تو پھر آپ ابھی آج ہی رات کو یہ سوچ لیں کہ آپ کے کتنے چند اہم افسران ہیں۔ ان کو بھی اس بات پر راضی کریں اور اپنے تنویمی عمل کرنے والوں سے کہیں کہ وہ آج ہی رات کو آپ پر اور ان پر عمل کرے اور آپ کے دماغوں کو لاکڈ کردے تاکہ پرائی سوچ کی لہریں آپ کے دماغ میں نہ آسکیں اگر آپ راضی ہیں تو پھر میں آگے کچھ بولوں گا۔"

"دیکھو ابھی تو میں تمہارے سامنے راضی ہوں۔ صرف اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں۔ دوسرے افسران کی بات ابھی ملتوی کرو اس لیے کہ ان معاملات میں صرف میں اور تم رازدار رہیں گے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں آپ سے متفق ہوں۔"

"تو پھر بتاؤ اور کیا چاہتے ہو؟"

"جب آپ کا دماغ لاکڈ ہو جائے گا۔ کوئی دشمن آکر ہمارے منصوبوں کو معلوم نہیں کرسکے گا تو پھر ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سب سے پہلے میں آپ کے سامنے پیش کروں گا تاکہ آپ ان سے گفتگو کرکے اور ان کی خیال خوانی کی صلاحیتیں دیکھ کر مطمئن ہوسکیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔"

"جب میں آپ کو اپنی طرف سے مطمئن کردوں تو پھر آپ ان چھ اور چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ایک سے رجوع کریں اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے اعتماد میں لے کر انہیں اپنے پاس بلائیں اور ان سے بھی گفتگو کریں جب ہماری ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ٹیم سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کرلیں گے اور انہیں متحد ہونے کی دعوت دیتے رہیں گے تو مجھے پورا یقین ہے کہ ہم سب متحد ہو جائیں گے اور دشمن اپنی چال میں ناکام رہیں گے۔ ہمیں کبھی انتشار میں مبتلا نہیں کرسکیں گے۔"

ملازم ایک ٹرے میں کافی کی پیالیاں لے کر آیا ان دونوں نے ایک ایک پیالی اٹھائی۔ ملازم ٹرے لے کر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جیکی اولڈ نے کہا "ہم جتنی دیر تک خاموش رہے اتنی دیر تک میں آپ کے دماغ میں رہا میں مطمئن ہوں کہ کوئی نہیں ہے۔ میں نے اسی لیے اتنے دن ضائع کیے تاکہ دشمن یہ سمجھ لیں کہ میں باغی ہوں اور کبھی آپ کے حکم کے مطابق آپ کے سامنے نہیں آؤں گا اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں۔"

"تم نے بہت ذہانت سے کام لیا ہے۔ واقعی کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ تمہارے جیسا باغی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے حکم کے مطابق چور، جیسے مجھ سے ملنے آئے گا۔"

جس وقت وہ بول رہا تھا۔ اس وقت علی نے آواز بدل کر اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں کہا "سر میں آپ کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بول رہا ہوں۔ یہ بات جیکی اولڈ کو معلوم نہ ہو آپ کو دھوکا دیا جارہا ہے۔"

اعلیٰ افسر ذرا سا چونکا پھر کافی کا ایک گھونٹ پی کر سوچ کے ذریعے پوچھا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں آپ کے سامنے جیکی اولڈ نہیں بلکہ ایک معمولی شخص ہے۔ جو جیکی اولڈ کے قد اور جسامت کے مطابق ہے۔ اس کی آواز اور لب ولہجے میں بول رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے دماغ میں اس وقت جیکی اولڈ موجود ہے۔ اس نے اسے اپنی ڈمی بنا کر بھیجا ہے۔"

"کیا تم اپنی سچائی ثابت کرسکتے ہو؟"

"ابھی ثابت کررہا ہوں۔ آپ صرف دس سیکنڈ کا حساب کریں پھر اس سامنے والے سے کہیں کہ وہ آپ کے دماغ میں آکر کچھ بات کرے میں اب جارہا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے دس سیکنڈ انتظار کیا پھر سامنے بیٹھے شخص سے بولا "مسٹر جیکی اولڈ ذرا میرے دماغ میں آؤ اور بات کرو۔"

وہ ذرا سا گھبرایا اور کافی کی پیالی سینٹر ٹیبل کے اوپر رکھنے لگا۔ اس وقت علی جیکی اولڈ کے دماغ میں جانے کی کوشش کررہا تھا اور جیکی اولڈ اس کی سوچ کی لہروں کو روکنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اسی دوران جب اعلیٰ افسر نے سامنے والے سے کہا کہ اس کے دماغ میں آئے تو وہ خیال خوانی کے ذریعے نہ آسکا کیونکہ وہ ٹیلی

پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اعلیٰ افسر نے آگے جاکر میز کے نیچے خطرے کی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ اس کے چند سیکنڈ کے بعد ہی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور کتنے ہی مسلح سیکورٹی گارڈز وہاں پہنچ گئے۔

سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے حیرانی سے پوچھا "سر یہ کیا ہے؟"

"میں نے ابھی تم سے کہا تھا کہ میرے دماغ میں آؤ لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم خاموش ہو اور کچھ پریشان ہو لیکن میرے پاس نہیں آرہے ہو۔"

"سر میں ابھی آرہا ہوں آپ مجھ پر شبہ کرنے لگے ہیں۔"

علی نے اس شخص کے دماغ میں آکر کہا "سر میں دراصل بہت مصروف تھا۔ میں ابھی آپ کے دماغ میں بول رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی علی جیکی اولڈ کے لب ولہجے میں اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں بولنے لگا۔

افسر نے پوچھا "تم اس وقت کیوں نہ آئے جب میں تمہیں اپنے دماغ میں بلا رہا تھا۔"

علی نے کہا "سر وہ دراصل بات یہ ہے کہ میں دوسری جگہ مصروف ہوگیا تھا اور...."

"تم میرے سامنے بیٹھے ہو اور کہہ رہے ہو کہ دوسری جگہ مصروف ہوگیا تھا۔ کیا ہماری مصروفیات سے بڑھ کر کوئی اور بھی مصروفیت ہوسکتی ہے؟"

"سر آپ بات سمجھنے کی کوشش کریں۔"

"مجھے سمجھانے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم جیکی اولڈ ہو تو پھر میرے دماغ سے جاؤ اور دوبارہ آؤ۔ علی اس کے دماغ سے چلا گیا لیکن پھر جیکی اولڈ بن کر اس کے دماغ میں نہیں آیا۔ سامنے بیٹھا ہوا شخص ادھر سے اُدھر کرسی پر پہلو بدلنے لگا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا ہوا اب کیوں نہیں آرہے ہو؟"

وہ بولا "سر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بار بار میرے دماغ میں آنے کی کوشش کررہا ہے اور میں سانس روک کر اسے بھگانے کی کوششیں کررہا ہوں۔ اسی لیے آپ کے پاس نہیں آرہا ہوں۔"

"واہ کیا بات ہے کافی بھی پی رہے ہو۔ باتیں بھی کررہے ہو اور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو روکنے کے لیے سانسیں بھی روک رہے ہو۔ مجھے تو نہیں دکھائی دے رہا ہے کہ تم سانسیں روک رہے ہو۔ اپنی بہتری چاہتے ہو تو سچ سچ بتادو کہ تم کون ہو؟"

اس کے جواب میں سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے اپنی اوپری جیب میں سے ایک کیپسول نکالا پھر اسے منہ میں ڈال کر نگل گیا۔ اسے نگلتے ہی وہ یک بارگی تڑپنے لگا۔ اعلیٰ افسر نے سیکورٹی گارڈ سے کہا "اسے دیکھو کیا ہوا ہے۔"

جب سیکورٹی گارڈز اس کی طرف بڑھے تو اس وقت تک وہ ٹھنڈا پڑچکا تھا۔ یعنی مرچکا تھا۔ علی نے اسے مجبور کیا تھا کہ وہ زہریلا کیپسول نگل لے اور وہ نگل کر ختم ہوچکا تھا۔ یعنی جیکی اولڈ کی طرف سے ایک سازش پیش کردی گئی تھی۔ اب وہ اعلیٰ افسر کسی حال میں بھی جیکی اولڈ پر بھروسا نہیں کرسکتا تھا۔ علی نے کہا "سر آپ نے دیکھ لیا کہ جیکی اولڈ کیسی چالیں چل کر ہمیں نقصان پہنچانا چاہتا تھا اگر ہم اس کے کہنے کے مطابق متحد ہونے کے لیے ایک دوسرے کے سامنے آئے تو وہ ہمیں بھی ٹریپ کرلیتا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن تم کون ہو؟"

"میں ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہوں۔ آپ کو پورا یقین دلاتا ہوں کہ ہم کسی کے زیر اثر نہیں ہیں۔ میں تو بالکل اتفاق سے ابھی آپ کے پاس چلا آیا تو مجھے اس کے دماغ میں جاکر پتا چلا کہ وہ جیکی اولڈ نہیں بلکہ ایک ڈمی ہے۔ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ اسے جیکی اولڈ بنا کر یہاں بھیجا گیا ہے۔"

اعلیٰ افسران نے پریشان ہوکر کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس پر بھروسا کروں اور کس پر نہ کروں۔"

"سر آپ فی الحال زیادہ پریشان نہ ہوں۔ اپنے ذہن سے ہر بات نکال دیں اور بھروسا کرنے والی بات بھی نکال دیں۔ جیکی اولڈ نے اگرچہ سازش کی ہے اور آپ کو دھوکا دے رہا تھا لیکن وہ ایک اچھی بات آپ سے بول گیا ہے۔"

"کون سی اچھی بات؟"

"وہ یہ کہ آپ اپنے بھروسے کے کسی تنویمی عمل کرنے والے کی خدمات حاصل کریں اور اپنے دماغ کو لاکڈ کرلیں تب آپ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکے گا۔ حتیٰ کہ میں بھی اگر دھوکے باز ہوں تو آپ کو دھوکا دینے میں ناکام رہوں گا۔"

"ہاں یہ تم درست کہہ رہے ہو۔ میں آج ہی رات خود پر تنویمی عمل کراؤں گا۔"

"سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ واقعی بہت پریشان ہیں۔ معاف کیجیے گا۔ آپ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ اپنے آپ پر تنویمی عمل کروانے کا مشورہ جیکی اولڈ نے آپ کو تھوڑی دیر پہلے دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنے مقصد میں ناکام ہونے کے بعد آپ کے دماغ میں ضرور آتا جاتا رہے گا اور جب وہ دیکھے گا کہ آپ خود پر تنویمی عمل کرا رہے ہیں تو وہ اس عمل کو ناکام بنادے گا۔ پلیز آپ ابھی اس بات کو بھی رہنے دیں۔ ذرا صبر کریں کوئی مناسب موقع دیکھ کر خود پر تنویمی عمل کرائیں۔"

"واقعی میں تو بالکل ہی بھول گیا تھا' میں تو بہت پریشان ہوگیا ہوں۔"

"پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ اپنے دماغ میں آنے والی کسی بات سے بھی آپ انکار کردیں۔ آپ کی ذہانت جو بات قبول کرتی

ہے صرف اسے قبول کریں۔ باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کے ذریعے یا فیکس کے ذریعے یا کمپیوٹر کے ذریعے آپ سے گفتگو کریں تو آپ ان کی گفتگو سنتے رہیں اور جوابات دیتے رہیں لیکن کسی پر بھروسا نہ کریں۔ کوئی آپ کے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

"واقعی میں کسی پر بھروسا نہیں کروں گا۔ صرف ٹیلی فون' فیکس' کمپیوٹر اور کوئی خیال خوانی کے ذریعے بولے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔"

"سر آپ اس جیکی اولڈ کی چالا کی دیکھیے جب اس نے دیکھا کہ بھید کھل رہا ہے تو اس نے اپنی اس ڈمی کو مجبور کیا کہ وہ فوراً اپنی جیب سے زہریلا کیپسول نکال کر نگل لے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ اس ظالم درندے نے اپنی ڈمی کو بھی مار دیا تاکہ آپ اس کے ذریعے کچھ معلوم نہ کرسکیں۔"

اعلیٰ افسر نے شدید نفرت سے کہا "وہ کتے کا بچہ جیکی اولڈ بہت چال باز ہے۔ اب میں اس کی چال بازی سے بہت محتاط رہنے کی کوشش کروں گا۔"

علی نے کہا "اب میں ایک آخری بات آپ کو سمجھا کر جارہا ہوں۔"

"میں سب کچھ سمجھ چکا ہوں۔ تم اطمینان رکھو میں محتاط رہوں گا۔"

"اس کے باوجود ایک بات کہنے کو رہ گئی ہے۔"

"بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"اب میں موجودہ آواز اور لب و لہجے میں آپ کے پاس کبھی نہیں آؤں گا کیونکہ اس وقت جیکی اولڈ خاموشی سے ہماری باتیں سن رہا ہوگا۔ وہ میرے جانے کے بعد کسی وقت بھی میرے لب و لہجے اور آواز میں آکر آپ کو دھوکا دے سکتا ہے۔ لہٰذا آپ آئندہ میرے لب و لہجے اور آواز پر بھی اعتماد نہ کریں۔"

"واہ! شاباش' تم نے بہت اچھی بات سمجھائی ہے۔ میں اب اس لب و لہجے پر بھی بھروسا نہیں کروں گا۔"

جب علی یہ چال چل رہا تھا تب فہمی بھی اس کے ساتھ تھی اعلیٰ افسر اس کی سوچ کی لہروں کو بھی محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ جب سارا کھیل ہوگیا تو علی اور فہمی دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ فہمی نے مسکرا کر کہا "واہ اب تو کمال ہوگیا۔ اب اس اعلیٰ افسر یا ایف بی آئی کا کوئی بھی افسر جیکی اولڈ پر اعتماد نہیں کرے گا۔"

علی نے کہا "ایسا تو کرنا ہی تھا کیونکہ جیکی اولڈ کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ ہے اور ہم موجودہ چال میں کامیاب ہونے کے بعد اس کا سراغ لگائیں گے کہ وہ کہاں ہوسکتا ہے؟ یہ تو بہت مشکل کام ہے۔ پتا نہیں وہ امریکا میں ہو یا کسی اور ملک میں۔"

"تم اسے مشکل کہہ رہی ہو یہ تو بالکل ناممکن سی بات ہے کہ ایک شخص پتا نہیں دنیا کے کون سے حصے میں چھپا ہوا ہے اسے ڈھونڈ نکالا جائے لیکن ہماری مما کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں ہوتی۔ تمہیں یاد ہوگا کہ چار یوگا جاننے والے امریکی افسران نے مہاراج اور اس کے بیٹے مہیش کو ایک جگہ قید کرکے رکھا تھا کوئی ان کا سراغ نہیں لگا سکتا تھا۔ مما نے صرف ایک [illegible] معلوم کرلیا کہ وہ کہاں ہیں؟"

"ہاں یاد آیا مہاراج اور اس کے بیٹے کو امریکا کے ہی ایک [illegible] میں قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔ اس کے باوجود مما وہاں تک پہنچ گئی تھیں۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ جیکی اولڈ بھی اسی ملک میں ہے۔"

"ہم یہ فرض کرلیتے ہیں کہ وہ اسی ملک میں ہے اور ہم پورے امریکا میں اسے تلاش کرلیتے ہیں۔ تم نے ریکارڈ روم کے افسر کے ذریعے معلوم کیا ہے کہ جیکی اولڈ کولمبیا کا باشندہ تھا۔ کولمبیا کی زبان بھی انگریزی ہے لیکن ذرا مختلف ہے۔ اب ہر شخص اپنے مزاج اور اپنی فطرت کے مطابق اپنے وطن کی ہر چیز کو پسند کرتا ہے۔ حتیٰ کے اپنے وطن میں چھپنے والے اخبار کو بھی پڑھتا ہے۔ لہٰذا ہم امریکا کی تمام ریاستوں کے تمام شہروں کے ایجنٹوں کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کریں گے کہ کولمبیا سے شائع ہونے والے اخبارات کہاں کہاں آتے ہیں۔ جن ایجنٹوں کے پاس آتے ہیں وہ انہیں کن گھروں میں پہنچاتے ہیں۔ ان کے پاس ان گھروں کا پتا ہوگا ہم ان گھروں میں جاکر معلوم کرسکتے ہیں کہ ان کا تعلق جیکی اولڈ سے ہے یا نہیں۔

فہمی نے کہا "ہاں جہاں تک تعلق جیکی اولڈ کا امریکا میں رہنے سے ہے تو ہمیں اپنے مقصد میں ضرور کامیابی ہوگی۔ لہٰذا ہم ابھی سے خیال خوانی کے ذریعے ہر ریاست کے ایک ایک شہر کے ایجنٹوں کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کرنا شروع کرتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ آؤ ہم خیال خوانی کی پرواز کریں۔"

وہ دونوں ایک ایک صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔ پھر خیال خوانی کے ذریعے ایک ایک ریاست کے ہر بڑے شہر کے ایجنٹوں کے پاس جاکر معلوم کرنے لگے کہ کولمبیا سے شائع ہونے والے اخبارات کہاں کہاں پہنچتے ہیں۔ کیونکہ کولمبیا کے بہت سے شہری امریکا کی مختلف ریاستوں میں جاکر رہا کرتے تھے۔ جیکی اولڈ کو بھی اپنے کولمبیا سے محبت ہوسکتی تھی اور وہ وہاں رہنے کے لیے اور اپنے لوگوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے ضرور اخبارات یا وہاں سے شائع ہونے والے رسائل وغیرہ پڑھتا ہوگا۔

اب تو فہمی اور علی کی مسلسل کوششوں ہی سے پتا چل سکتا تھا کہ وہ کس حد تک اپنے منصوبے میں کامیاب ہونے والے ہیں۔

○☆○

جو فہمی اور علی سوچ رہے تھے بالکل وہی بات تیج پال بھی سوچ رہا تھا کہ جیکی اولڈ کے پاس سب سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد ہے لہٰذا پہلے کسی طرح اسے قابو میں کیا جائے اور اس کو [illegible] کیا جائے لیکن اس سے پہلے خود کو محفوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

اس کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی اس کی ذہانت پر پورا بھروسا کرتے تھے۔ جیسے وہ سمجھاتا تھا ویسے ہی اس پر عمل کرتے تھے۔ اس نے کہا ہمیں فرانس میں نہیں رہنا چاہیے کیونکہ [illegible] صاحب کا ادارہ یہاں سے بہت قریب ہے اور اس ادارے کے جاسوس اور دشمن فرانس کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں کسی نہ کسی سے کسی وقت بھی سامنا ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں کسی دوسرے ملک میں جانا چاہیے۔

ان میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون نے کہا "تم بالکل درست کہہ رہے ہو۔ یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے اور ہم وہی کریں گے جو تم چاہتے ہو۔ بولو کہاں چلنا چاہتے ہو؟"

وہ سب سوچنے لگے کہ کس ملک میں جانا چاہیے پھر تیج پال نے کہا "ہمیں نہ امریکا جانا چاہیے نہ یورپ بلکہ افریقا کے کسی ملک میں جانا چاہیے۔"

ایک نے کہا "وہاں بہت گرمی پڑتی ہے۔"

دوسرے نے کہا "لیکن شمالی حصے میں اتنی گرمی نہیں پڑتی پھر ہم ائر کنڈیشنڈ رہائش گاہوں میں رہ سکتے ہیں۔"

تیج پال نے کہا "میرا خیال ہے کہ ہمیں شمال مغربی افریقا کے ایک ملک ماریطانیہ میں جانا چاہیے وہ بحر اٹلانٹک یعنی بحر اوقیانوس کے کنارے ہے۔ وہاں کا موسم معتدل رہتا ہے پھر یہ کہ وہاں ہر ملک کے سیاح آتے ہیں اور وہ کسی حد تک ترقی یافتہ ملک ہے۔ وہاں اگر ہم نہ رہ سکے تو پھر ہم کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں گے۔"

سب نے اس سے اتفاق کیا اور وہ خیال خوانی کے ذریعے صرف ۲۴ گھنٹے میں ماریطانیہ کا پاسپورٹ ویزا وغیرہ بنوا کر وہاں سے روانہ ہوگئے اور ماریطانیہ کے دارالحکومت نواکشوٹ میں آگئے۔ وہ ایک بہت بڑا اور خوب صورت شہر تھا۔ انہوں نے وہاں رہائش کے لیے تین بنگلے کرائے پر لیے ایک ایک بنگلے میں دو' دو افراد رہنے لگے۔ تیسرے بنگلے میں تیج پال تنہا رہنے لگا۔ وہ سب مل کر [illegible] کے لیے جایا کرتے تھے اور کبھی کسی جگہ بیٹھ کر منصوبے بنایا کرتے تھے۔ تیج پال انہیں سمجھا چکا تھا کہ وہ ہمیشہ خیال خوانی کرتے ہوئے یہ معلوم کرتے رہیں کہ امریکا کے کتنی ریاستوں کے کتنے شہروں کے ایجنٹوں کے پاس کولمبیا سے شائع ہونے والے اخبارات اور رسائل آتے ہیں اور کن گھروں میں پہنچائے جاتے ہیں۔

تیج پال بے شک سونیا کی طرح ذہین تھا۔ لیکن فرق صرف یہ تھا کہ سونیا عمر میں زیادہ تھی اور اس کے تجربات زیادہ تھے۔ ان تجربات کے سامنے تیج پال ابھی طفلِ مکتب تھا پھر بھی ذہانت میں کم نہیں تھا۔

وہاں عام طور پر عربی اور فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے۔ پانچوں فرانسیسی زبان اچھی طرح جانتے تھے۔ اس ملک میں جو زیادہ تعلیم یافتہ افراد تھے وہی انگریزی بولتے اور سمجھتے تھے۔ بڑے چند شہروں کے علاوہ اگر اس ملک کے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جانے سے صرف کالے پیلے چہرے نظر آتے تھے۔ سب سیاہ فام لوگ تھے لیکن شہروں میں بیرون ممالک کے بہت سے لوگ آتے تھے۔ لہٰذا وہاں ہر طرف حسین عورتیں نظر آتی تھیں۔ وہاں بڑے بڑے ہوٹل اور کلب وغیرہ بھی تھے۔ بیزون اپنی بیوی مونو ریٹا کے ساتھ رہتا تھا۔ اسی بنگلے میں بڈی رابرٹ بھی ان کے ساتھ تھا۔ تیج پال نے رابرٹ سے کہا "میں اپنے بنگلے میں تنہا رہتا ہوں لہٰذا تم ان میاں بیوی کو وہاں رہنے دو اور میرے ساتھ آکر رہو۔ اس طرح بڈی رابرٹ تیج پال کے ساتھ آکر رہنے لگا پھر اس نے پوچھا "آپ نے مجھے اپنے پاس کیوں بلایا ہے؟"

"اس لیے کہ تم سب جوان ہو اور وہاں تمہارا دل بھی کسی حسینہ کے لیے مچلتا ہوگا۔ لہٰذا میرے بنگلے میں رہو گے تو کسی حسینہ سے ملاقات کرسکو گے یا کسی حسینہ سے نائٹ کلب میں مل سکو گے۔ وہاں مونو ریٹا کو پتا نہیں چلے گا اور وہ کیونکہ ہمارے دوست کی بیوی ہے۔ ہم سب کی عزت ہے۔ اس لیے اس سے ایسی باتوں کو چھپا کر رکھنا چاہیے۔"

دوسرے دن بڈی رابرٹ بنگلے کے باہر آیا۔ ایک بڑی سی شان دار سی کار اس کے سامنے آکر رک گئی۔ اس میں ایک نوجوان سیاہ فام لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کھڑکی سے باہر منہ نکال کر اپنی مقامی زبان میں کچھ کہا۔ رابرٹ سمجھ نہیں سکا۔ اس نے قریب آکر کہا "میں فرنچ جانتا ہوں۔"

وہ بولی "اوہ نو انگلش۔"

رابرٹ نے بھی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا کہ "میں بھی انگریزی جانتا ہوں۔"

وہ بولی "تم باہر کے ملک سے آئے ہو۔ میں تمہیں لینے آئی ہوں تمہیں انٹیلی جینس کے دفتر جانا ہوگا۔"

"کیا کوئی خاص بات ہے۔"

"دفتر چل کر معلوم ہوگا تم میرے ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ سکتے ہو۔"

وہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ کر اپنے باقی تین ساتھیوں سے خیال خوانی کے ذریعے بتایا کہ وہ ایک سیاہ فام لڑکی کے ساتھ انٹیلی جینس کے دفتر جارہا ہے۔ لہٰذا وہ اس کے دماغ میں موجود رہیں اور تیج پال کو بھی بتادیں۔"

وہ کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے بولی "تمہارا نام کیا ہے؟"

"رابرٹ.... میرا نام ہے بڈی رابرٹ۔"

"کیا فرانس سے آئے ہو؟ دراصل تم بہت ہینڈسم ہو۔"

وہ بولا "شکریہ میں اتنا بھی ہینڈسم نہیں ہوں۔"
"کسی لڑکی کے دل سے پوچھو۔ میرا تو تم پر دل آگیا ہے۔"
"تم انٹیلی جینس کے دفتر لے جارہی ہو یا دل کے دفتر میں۔"
وہ بولی "بس یہ سمجھ لو کہ دل کے دفتر میں تو آچکے ہو۔ میں تمہیں اپنے ڈیڈی سے ملانے لے جارہی ہوں۔ وہ یہاں کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ جس غیر ملکی کو چاہیں یہاں سے باہر نکال سکتے ہیں۔ تم نکلنا چاہتے ہو یا رہنا چاہتے ہو؟"
"میں نہ تو یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں اور نہ رہنا چاہتا ہوں۔ فی الحال اس ملک کو دیکھوں گا یہ شہر پسند آئے گا تو یہاں رہ کر کوئی کاروبار کروں گا۔"
وہ انٹیلی جینس کے دفتر میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے باپ کے آفس میں لے گئی پھر اندر پہنچ کر بولی "ہیلو ڈیڈی ان سے ملو یہ ہیں مسٹر رابرٹ میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ نجومی نے سچ کہا ہے۔"
"نجومی نے کیا کہا تھا مجھے یاد نہیں ہے۔"
"اس نے کہا تھا میرے لیے باہر کے ملک سے ایک شہزادہ آئے گا۔ دیکھو یہ بالکل پرنس نظر آرہا ہے یا نہیں۔"
باپ نے پریشان ہو کر بیٹی کو دیکھا پھر رابرٹ کی طرف دیکھ کر بولا "ہاں اچھا ہینڈسم لڑکا ہے۔ لیکن بیٹی تم انٹیلی جینس کے اتنے بڑے افسر کی بیٹی ہو لیکن تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ کبھی کسی پر بھروسا نہ کرو اور خاص طور پر باہر سے آنے والے ہمیشہ دھوکے باز ہوتے ہیں۔ ایسے کم ہوتے ہیں جو اپنے بارے میں اچھا تاثر چھوڑ کر جاتے ہیں۔ اب یہ جوان کیسا ہے میں نہیں جانتا۔ جب تم اس میں دلچسپی لے رہی ہو تو میں جاننے کی کوشش کروں گا۔ بہرحال مجھے کام کرنے دو اور جاؤ۔"
وہ رابرٹ کا ہاتھ تھام کر اس دفتر سے جانے لگی۔ تیج پال باقی تین ساتھیوں کے ساتھ ایک بنگلے میں بیٹھا ہوا تھا اور ان سے پوچھتا جارہا تھا کہ کیا ہورہا ہے۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی اسے بتاتا جارہا تھا۔ پھر تیج پال نے کہا "اب وہ رابرٹ کے ساتھ باہر جارہی ہے تو کسی کو اس کے باپ کے دماغ میں رہ کر اس کے چور خیالات پڑھنے چاہئیں جوزف وسکی خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے باپ ڈائریکٹر جنرل کے دماغ میں پہنچ گیا اور اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہاں ایک عورت اور پانچ مرد آئے ہیں۔ ان میں سے ایک ابھی میرے سامنے آیا ہے۔ اب اگر میڈم میرے دماغ میں آئیں تو اس کی آواز اور لب و لہجے کو سن کر معلوم کرلیتیں کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ ان کے کام کا ہے یا نہیں؟
جوزف وسکی اس ڈائریکٹر کے چور خیالات پڑھ کر یہ معلوم کرنے لگا کہ وہ کس میڈم کے متعلق ایسا سوچ رہا ہے۔ پتا چلا کہ میڈم الپا اس کے دماغ میں آتی ہے۔ انٹیلی جنس کے ڈی جی سے الپا کے تعلقات اس لیے تھے کہ الپا کبھی کبھی اس کی مدد کرتی تھی اور مجرموں کے چور خیالات پڑھ کر بتا دیتی تھی کہ کون مجرم ہے اور کون سا مال کہاں چھپا کر لے جارہا ہے۔ اس طرح ان کی آپس میں دوستی تھی لیکن کبھی کبھی ان سے رابطہ ہوتا تھا۔ اب وہ ڈی جی سوچ رہا تھا کہ فون کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کرے گا پھر اسے رابرٹ کے بارے میں بتائے گا۔
جوزف وسکی تیج پال کو یہ باتیں بتانے لگا تو وہ پریشان ہو کر بولا "یہ تو مصیبت ہوگئی یہ الپا بیچ میں کہاں سے آٹپکی ہے۔"
جوزف وسکی نے کہا "ابھی تو خیریت ہے الپا سے اس کا رابطہ نہیں ہوا ہے۔ وہ فون سے رابطہ کرنے والا ہے۔"
فوراً اس کے دماغ میں جاؤ اور اسے صحیح نمبر ڈائل نہ کرنے دو اسے فی الحال الپا سے کوئی بات کرنے سے روکو۔ جوزف وسکی پھر اس کے دماغ میں چلا گیا۔ وہ اس وقت اپنے فون پر برین آدمی کے نمبر پنچ کررہا تھا۔ ایسے وقت جوزف وسکی نے اس کے دماغ کو بہکا دیا وہ غلط نمبر ڈائل کرکے رابطہ کرنے لگا۔ بار بار غلط نمبر ڈائل کرنے کے باعث اس نے جھنجلا کر فون کو بند کرکے رکھ دیا۔ پھر سوچا شاید کوئی گڑبڑ ہے۔ بعد میں فون کروں گا۔
تیج پال نے کہا "رابرٹ سے کہو کہ کسی طرح اس لڑکی سے پیچھا چھڑا کر آئے۔ لیکن کوئی سختی نہ کرے محبت سے اس کے ساتھ پیش آئے۔ ورنہ گڑبڑ ہوجائے گی پھر تم چاروں چھ چھ گھنٹوں کا وقت مقرر کرو تم میں سے ہر ایک اس ڈائریکٹر جنرل کے دماغ میں چھ گھنٹوں تک رہے گا اور اسے کبھی الپا سے رابطہ کرنے کا موقع نہیں دے گا۔ اس وقت تک ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"
ان کے ایک ساتھی مائیک لوررو نے کہا "اس میں سوچنا کیا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل کو ختم کردیا جائے سارا قصہ ختم ہوجائے گا۔"
تیج پال نے کہا "ہوسکتا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل نے کسی اور کو رازدار بنایا ہو۔ اپنی بیٹی کو بتایا ہو کہ الپا سے دماغی رابطہ ہوتا ہے۔ کسی اور دوست کو بتایا ہو۔ پہلے اس معاملے میں اچھی طرح چھان بین کرو اور اس ڈائریکٹر جنرل کے چور خیالات اچھی طرح پڑھو۔"
وہ تینوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔
تیج پال سوچنے لگا "ڈائریکٹر جنرل کو قتل کرنا دانش مندی نہیں ہوگی کبھی الپا وہاں آئے گی اور اسے پتا چلے گا کہ اسے قتل کیا گیا تو اس کی بیٹی کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرے گی یا دفتر والوں سے معلوم کرے گی کہ قتل کے وقت یا اس سے پہلے اس کے پاس کون آیا تھا تو یہ بات چھپی نہ رہ سکے گی کہ اس کی بیٹی کے ساتھ رابرٹ نامی ایک شخص آیا تھا۔
اور اگر رابرٹ کو اس سیاہ فام دوشیزہ سے بچانے کے لیے اس دوشیزہ کو قتل کیا جائے تو الپا کو اور زیادہ شبہ ہوگا کہ یقیناً باپ بیٹی کے قتل کا تعلق رابرٹ سے ضرور ہے لہٰذا وہ رابرٹ اور پھر اس کے ساتھیوں تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔"
تھوڑی دیر بعد وہ تینوں واپس آئے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ڈائریکٹر جنرل کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس کے خیالات نے بتایا ہے کہ وہ اپنے دفتر کے معاملات میں اپنی بیٹی کو نہیں بتاتا ہے اور نہ ہی کبھی اس نے الپا کا ذکر اپنی بیٹی سے کیا ہے۔
تیج پال نے کہا "یہ سب اپنی جگہ درست ہے لیکن ڈائریکٹر جنرل کو قتل کرنے سے پیچیدگیاں بڑھیں گی۔ اگر الپا کو شبہ ہوگا تو وہ معلوم کرے گی کہ ڈائریکٹر جنرل کی موت سے پہلے کس نے اس سے ملاقات کی تھی۔ پتا چلے گا کہ اس کی بیٹی رابرٹ کو اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ پھر الپا اس کی بیٹی کے دماغ میں جائے گی اور رابرٹ کے متعلق معلوم کرے گی اور رابرٹ کے ذریعے پھر وہ ہم سب تک پہنچنے کی کوشش کرے گی اگر رابرٹ اس کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گا تو اسے اور شبہ ہوگا کہ ہم تو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ پتا نہیں کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں پھر وہ ہم سب کے پیچھے پڑ جائے گی۔ لہٰذا میری بات مان لو اور ڈائریکٹر جنرل کو قتل کرنے کا خیال دل سے نکال دو۔"
ہیزون نے کہا "اس کا مطلب ہے ہم سب کو چھ چھ گھنٹے اس کے دماغ میں ڈیوٹی دینی ہوگی لیکن اگر الپا نے اس سے رابطہ کیا۔ تب ہم اسے کس طرح روکیں گے۔"
"کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس کے چور خیالات کے خانے پر قبضہ جما کر رکھنا۔ وہ ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہیں کرسکے گی اور نہ ڈائریکٹر جنرل اسے رابرٹ کے بارے میں کچھ بتا پائے گا۔ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ جہاں تک ممکن ہوسکے قتل و غارت گری سے پرہیز کرو۔ کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا کوئی کام نہ کرو۔"
مائیک مورو نے کہا "ہم تو تمہاری ہر بات تسلیم کرتے ہیں۔ اسے بھی تسلیم کریں گے۔ تم کہو گے تو اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن ایک بات کرنا چاہتا ہوں اگر ہم دونوں باپ بیٹی کو ختم کردیں تو وہ کیسے رابرٹ تک پہنچے گی۔"
وہ دفتر والوں سے معلوم کرے گی کہ ڈائریکٹر جنرل اپنی موت سے پہلے کن لوگوں سے ملا تھا۔ پتا چلے گا کہ موت سے پہلے اس کی بیٹی رابرٹ کو لے کر اس کے دفتر میں گئی تھی۔ تم یہ بات نہیں سمجھتے کہ ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح ہم اپنی ذہانت سے سوچتے ہیں اور دشمن اپنی ذہانت سے سوچ کر ہم تک پہنچ جاتا ہے۔"
ہیزون اور جوزف وسکی نے کہا "یار مائیک مورو تم بحث نہ کرو۔ تیج پال کا ذہن جتنی دور تک کام کرتا ہے ہم اتنی دور تک نہیں سوچ سکتے۔ یہ درست کہہ رہا ہے ہمیں خون خرابے سے پرہیز کرنا چاہیے اور کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ لوگوں کو یہ شبہ ہو کہ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں یا کسی بھی پہلو سے ہم پراسرار ہیں۔"
اگر صبر سے اور ذہانت سے کام لیا جائے تو تدبیر سے نہیں تو تقدیر سے کام نکل آتا ہے۔ اس وقت تقدیر یوں ساتھ دے رہی تھی کہ تل ابیب میں الپا کار ڈرائیو کرتی ہوئی ایک فٹ پاتھ کے کنارے روک کر راہ سے اتر کر سڑک پار کرتی ہوئی ایک شاپنگ سینٹر میں جانے والی تھی۔ دوسرے فٹ پاتھ کے پاس کھڑے ہوئے ٹرک کا پچھلا حصہ اچانک کھلا تو اس میں سے بھاری سامان گرنے لگا وہ سامان الپا پر گرنے والا تھا۔ اچانک ہی جینی چھلانگ لگا کر الپا کو گراتی ہوئی آگے کی طرف لڑھکتی ہوئی چلی گئی۔
الپا دو دنوں سے کچھ بیمار تھی۔ ذرا طبیعت سنبھلنے پر شاپنگ کے لیے نکلی تھی۔ جسمانی طور پر کمزوری باقی تھی۔ ایسے میں یہ حادثہ پیش آیا اور جینی کے ساتھ لڑھکنے کے باعث اس کے سر پر چوٹ لگی۔ جینی نے اس کے سر کے پچھلے حصے کو سہلاتے ہوئے کہا "ہمت کرو میں نے تمہیں بچالیا ہے۔ تم پر اب کوئی بھاری سامان نہیں گرے گا۔"
جینی ایسا کہتے کہتے چونک گئی۔ اس کا سر سہلاتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ اس کے سر کے پچھلے حصے میں کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے۔ اس نے پھر سہلایا اور بالوں کو ہٹا کر دیکھا تو اسے دو کیلوں کا اوپری حصہ ذرا سا نظر آیا۔
الپا کمزوری کے باعث اس کا سہارا لے کر اٹھ رہی تھی۔ جینی نے کہا "لعنت ہے اتنا خوب صورت شہر ہے اور سڑکوں کی صفائی نہیں کی جاتی بے چاری کے سر پر دو کیلیں چبھ گئی ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی انگلیوں کے ناخنوں کو ان کیلوں کے پاس لے جا کر پہلے ایک کیل کو کھینچ کر نکالا تو الپا کراہ کر بولی "اے تم کیا کررہی ہو؟"
اس کے ایسا کہتے کہتے اس نے دوسری کیل بھی کھینچ کر نکال لی پھر بولی "تمہاری بھلائی کررہی ہوں یہاں گرتے ہی تمہارے سر کے پچھلے حصے میں دو کیلیں چبھ گئی تھیں۔ یہ دیکھو۔" جینی نے اپنی ہتھیلی پر وہ دونوں کیلیں رکھ کر دکھائیں پھر انہیں دور پھینک دیا۔
الپا تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کیلوں کی طرف جانے لگی۔ جینی اس کے پیچھے دوڑتی ہوئی بولی "ارے تم کہاں بھاگی جارہی ہو۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہیں چوٹ لگی ہوئی ہے۔"
اس نے الپا کو پکڑ لیا۔ الپا نے کہا "مجھے چھوڑو کیا تم پاگل کی بچی ہو۔ مجھے وہ کیلیں اٹھانے دو۔"
"تعجب ہے پاگل مجھے کہہ رہی ہو اور ان کیلوں کو اٹھا رہی ہو۔ جن سے تمہیں تکلیف پہنچ رہی تھی۔"
پورس اس مارکیٹ میں جینی کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہ ایک عورت کو پکڑے ہوئے ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ پھر ابنارمل ہورہی ہے اور کوئی الٹی سیدھی حرکت کررہی ہے۔ وہ دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا پھر کہا "یہ کیا کررہی ہو؟ پلیز ربعی اس عورت کو چھوڑ دو۔"
الپا نے کہا "یہ لڑکی کون ہے؟ یہ کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہے؟"
جینی نے پورس سے کہا "میں اس کے پیچھے نہیں پڑی ہوں۔ بلکہ یہ پاگلوں جیسی حرکت کررہی ہے۔ ابھی میں نہ ہوتی تو یہ مرجاتی۔ یہ جو ادھر ٹرک دیکھ رہے ہو۔ وہاں سے اس پر بھاری

سامان گر رہا تھا میں نے اسے بچایا ہم دونوں سڑک پر گرے تو اس کے سر پر دو کیلیں چبھ گئیں۔ میں نے انہیں نکالا اور نکال کر پھینک دیا تو یہ مجھ پر ناراض ہونے لگی کہ میں نے کیوں اس کے سر پر سے کیلیں نکالیں۔ بھلا بتاؤ یہ بھی کوئی تک ہے۔ میں نے نیکی کی ہے تو یہ ناراض ہو رہی ہے۔"

پورس نے اس سے پوچھا "بھئی پلیز تم ہی کچھ بتاؤ۔ آخر بات کیا ہے۔"

الپا نے کہا "بات کچھ بھی نہیں ہے۔ بس اس سے کہو کہ یہ مجھے چھوڑ دے ورنہ میں اس کی پٹائی کروں گی۔"

جینی نے کہا "تم اور میری پٹائی کرو گی۔ جانتی ہو میں کتنی بڑی فائٹر ہوں۔"

پورس نے ڈانٹ کر کہا "روبی پلیز خاموش رہو زیادہ نہ بولو۔"

الپا خیال خوانی کے ذریعے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ کمزوری کے باعث ایسا نہ کر سکی۔ ایک تو پچھلے دو دنوں سے بیمار تھی پھر ابھی گرنے کے باعث چوٹیں لگی تھیں۔ تیسری مصیبت یہ کہ وہ دونوں کیلیں نکالنے سے تکلیف محسوس کر رہی تھی اس کے باعث وہ خیال خوانی نہیں کر سکی۔ پورس اس کی آواز سن کر چونک گیا کیونکہ وہ بالکل الپا کے لب و لہجے میں بول رہی تھی اور الپا اس وقت یہ بھول گئی تھی کہ اس وقت اسے اپنے خاص لب و لہجے میں نہیں بولنا چاہیے۔

پورس فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا پھر یہ محسوس کیا کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی ہے۔ اس نے چور خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ اس نے بظاہر اپنے دماغ کو جو مردہ ظاہر کیا تھا تو ان کیلوں کی وجہ ہی سے کیا تھا اور وہ کیلیں کیوں لگائی تھیں۔ کس وجہ سے لگائی تھیں کس نے لگائی تھیں۔ یہ ساری باتیں اس نے اس کے چور خیالات سے معلوم کر لیں۔

اس نے جینی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کہا "پلیز روبی اس عورت کا ہاتھ چھوڑ دو۔ یہ بے چاری پہلے ہی زخمی ہے اور بیمار نظر آ رہی ہے۔" پھر اس نے الپا سے کہا "میڈم ہم آپ کے لیے کچھ کر سکتے ہیں؟"

اس نے کہا "بس آپ نے ایک پاگل سے میرا پیچھا چھڑا دیا یہی کافی ہے۔"

جینی نے کہا "پاگل تو تو ہے۔"

پورس نے جینی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ الپا دوڑتی ہوئی اِدھر اُدھر کیلوں کو تلاش کرنے لگی۔ پورس نے خیال خوانی کے ذریعے جینی سے کہا "پلیز تم زیادہ نہ بولو۔ میں ایک بہت راز کی بات بتا رہا ہوں۔ اس وقت ہمارے سامنے الپا ہے اور وہ دو کیلیں جنہیں وہ ڈھونڈ رہی ہے۔ ان کیلوں کے اثر سے ہی اس نے اپنے دماغ کو مردہ بنا رکھا تھا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔ اسی لیے وہ پریشان ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "پھر تو کمال ہو گیا۔ یہ کمال میں نے کیا ہے۔ میں نے اسے بچایا بھی ہے اور اس کی کیلیں بھی نکالی ہیں۔"

پورس نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا "تم تو بہت باکمال ہو۔ بس اس وقت میرا کہا مانتی جاؤ اور اس وقت ذرا خاموشی اختیار کرو۔ یہ ظاہر نہ ہونے دو کہ ہم نے الپا کو پہچان لیا ہے بلکہ آگے جاؤ اور ان کیلوں کو تلاش کر کے اسے دے دو۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ کیلیں مل جانے سے وہ پھر اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرے گی۔"

"میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔"

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر گھورتے ہوئے بولی۔

"اے تم کیا مجھے حکم دے رہے ہو اے کیا میں تمہاری ملازمہ ہوں کہ تم جو کہو گے وہ کروں گی۔"

وہ کان پکڑتے ہوئے بولا "اوہ بابا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بس تم ابھی اس کی دوست بن کر رہو اور اس کے کام آ جاؤ۔"

وہ آگے بڑھ کر اِدھر اُدھر کیلیں تلاش کرنے لگی پھر ایک جگہ سے کیل اٹھا کر الپا کو دکھاتی ہوئی بولی "دیکھو کیا یہ وہی کیل ہے؟"

الپا نے اسے لیتے ہوئے کہا "بہت بہت شکریہ۔ میں تمہیں پاگل کہہ رہی تھی۔ اس کے لیے معافی چاہتی ہوں۔"

"نہیں کوئی بات نہیں میں سمجھ نہیں پاتی جو چیز تمہارے لیے غیر اہم ہوتی ہے دوسروں کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ بہرحال میں دوسری کیل بھی تلاش کرتی ہوں۔" وہ دونوں تلاش کرنے لگیں۔ دوسری کیل الپا کو مل گئی۔ وہ بولی "یہ دیکھو دوسری کیل بھی مل گئی۔ اچھا میں ذرا جلدی میں ہوں جا رہی ہوں تمہارا بہت بہت شکریہ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی گاڑی کے قریب گئی پھر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کر کے تیزی سے گاڑی کو دوڑاتی ہوئی چلی گئی۔ جینی نے پورس سے پوچھا "یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اتنا بڑا شکار ہاتھ آیا اور تم نے اسے یونہی جانے دیا۔"

"دراصل جس نے اس کے دماغ میں کیلیں لگائی تھیں۔ میں نے اس وچ ڈاکٹر کا نام اور پتا معلوم کر لیا ہے۔ آؤ سب سے پہلے ہم وہاں چلیں۔"

وہ دونوں اپنی ایک کار میں بیٹھ کر اسے تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک چرچ کے پیچھے اس رہائش گاہ میں پہنچے جہاں وہ وچ ڈاکٹر جمال رابن رہتا تھا۔ اسی نے الپا اور برین آدم کے دماغ کو مردہ بنایا تھا۔ پورس نے کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ جمال رابن نے اسے دیکھ کر پوچھا "کون ہو تم اور یہ لڑکی کون ہے؟"

"ہم آپ کے پاس ضروری کام سے آئے ہیں۔ پلیز ہمیں اندر آنے دیں۔"

وہ ایک طرف ہو گیا۔ وہ دونوں اندر آئے۔ پورس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔

جمال رابن نے کہا "یہ میرا گھر ہے۔ میں دروازے کو اندر سے بند کر سکتا ہوں۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے اسے کھول دو۔"

"میں جاتے وقت کھول دوں گا۔ تم صرف اتنا بتاؤ کہ وہ کیا جادوئی عمل ہے کہ کیلوں کو دماغ میں پیوست کر دینے سے وہ بظاہر مردہ ہو جاتے ہیں پھر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان دماغوں تک نہیں پہنچ پاتا۔

جمال رابن پریشان ہو کر بولا "تم کیسی باتیں کر رہے ہو کس کی باتیں کر رہے ہو؟"

پورس نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے حلق کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا پھر کہا "یہ تمہارا آخری وقت ہے۔ اب بتاؤ۔"

وہ سہم کر بولا "دیکھو میں بہت خطرناک ہوں۔ میں اپنا بچاؤ کر لوں گا تو تم پر مصیبت آ جائے گی۔"

"مصیبت اس وقت آئے گی جب تم ایک سانس کے بعد دوسری سانس لے سکو گے" یہ کہتے ہی اس نے اس کے گلے کو دبوچ لیا۔ اتنی زور سے دبوچا کہ وہ سانس بھی نہ لے سکا۔ جدوجہد کرنے لگا لیکن ذرا سی دیر میں ہی اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیر ہو گئے۔ اس کی آنکھیں حلقوم سے جیسے باہر آنے لگیں۔ وہ ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ پورس نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس کے خیال کی لہریں واپس آ گئیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جمال رابن مردہ ہو چکا ہے۔ اس نے اسے فرش پر پھینک دیا پھر جینی سے بولا "بس اب باقی برین آدم رہ گیا۔ اس کو بھی جلدی دیکھنا ہے۔"

الپا تیزی سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے خفیہ بنگلے میں آئی۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے ٹیلی فون کے ذریعے برین آدم رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ "اس کے ساتھ بڑی مشکل پیش آئی ہے۔ اس کی دونوں کیلیں سر سے نکل گئی ہیں اور دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے۔ وہ عارضی طور پر خیال خوانی کے قابل بھی نہیں رہی ہے لہٰذا جلدی آ کر اسے ڈاکٹر جمال رابن کے پاس لے چلے گا۔"

برین آدم نے کہا "تم انتظار کرو میں ابھی آ رہا ہوں۔"

الپا کو تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا۔ برین آدم وعدے کے مطابق جلد ہی آیا پھر اسے اپنی کار میں بٹھا کر اس وچ ڈاکٹر جمال رابن کے گھر پہنچا۔ وہاں اس نے کار روکی تو اسے دور ہی سے اس کی رہائش گاہ کا سامنے والا دروازہ کھلا نظر آیا۔ اس نے الپا کے ساتھ اندر آتے ہوئے آواز دی "ہیلو مسٹر رابن!"

اسے جواب نہیں ملا۔ برین آدم نے کہا "الپا تم ادھر جا کر دیکھو میں ادھر جا رہا ہوں۔ وہ دونوں مخالف سمتوں میں گئے۔ جب برین آدم دوسرے کمرے میں پہنچا تو اچانک ہی پورس نے اسے کھینچ کر اس کی گردن دبوچ لی۔ برین آدم اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے مچلنے لگا لیکن وہ کوئی موم کے ہاتھ نہیں تھے کہ وہ وہاں سے نکل پاتا۔ پورس نے ایک بازو سے اس کی گردن کو اچھی طرح جکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے سر کے پیچھے سے ان دو کیلوں کو بھی نکال ڈالا وہ بھی کراہنے لگا۔ کمزوری محسوس کرنے لگا۔

دوسری طرف الپا اس وچ ڈاکٹر کو تلاش کرتی ہوئی ایک کمرے میں پہنچی تو وہاں جینی کو دیکھ کر چونک گئی پھر بولی "تم.... تم یہاں ہو؟"

"مجھے اور کہاں ہونا چاہیے تھا۔ تم نے مجھے نہیں پہچانا میں وہی ہوں جو اس رات تمہارے بنگلے میں آئی تھی اور ایک آرمی افسر نے یہ شکایت کی تھی کہ میں نے اس کی مونچھوں کو کھینچا ہے۔ اس وقت سے ہم برین آدم کے پیچھے تھے۔ اس کے سہارے ہم تم تک پہنچ گئے۔ تمہارے سر سے دو کیلیں نکالنے کا سہرا میرے سر ہے لیکن سہرا سر پر کیسے ہوتا ہے۔ میرے سامنے آئینہ ہے اور مجھے سہرا نظر نہیں آ رہا ہے۔" الپا نے اسے سہم کر دیکھا پھر دوڑتی ہوئی دوسری طرف جانے لگی۔ جب وہ دوسرے کمرے میں پہنچی تو برین آدم فرش پر پڑا ہوا تھا اور تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ الپا نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"پتا نہیں کوئی شخص تھا۔ اس نے مجھے اس طرح دبوچ لیا تھا کہ اس کی گرفت سے نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔ اس نے دونوں کیلیں میرے سر سے نکال ڈالی ہیں۔ اب تو کوئی بھی دوست یا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغوں میں آ سکے گا۔"

الپا نے پوچھا "مگر وہ کون تھا؟"

"پتا نہیں۔"

اس نے کہا "اس رات جو لڑکی میرے خفیہ بنگلے میں آئی تھی۔ وہ دوسرے کمرے میں ہے۔"

وہ دوڑتے ہوئے دوسرے کمرے میں گئے تو نہ وہاں جینی تھی اور نہ پورس۔ اب وہاں اس کمرے میں الپا اور برین آدم رہ گئے تھے۔ جب وہ اس مکان کے دوسری طرف تیسرے کمرے میں گئے تو وہاں وچ ڈاکٹر جمال رابن کی لاش پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس لاش کو دیکھ کر یہ سمجھ میں آ گیا کہ وہ دونوں اب کبھی اپنے دماغوں کو مردہ ظاہر نہ کر سکیں گے اور نہ ہی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے دماغ میں آنے سے روک سکیں گے۔

سوال پیدا ہوا وہ دونوں کون تھے؟ وہ جو بھی تھے بے حد چالباز تھے۔ انہوں نے وچ ڈاکٹر کو ہلاک کر کے ان دونوں کو غیر معمولی دماغ رکھنے کے قابل رہنے نہیں دیا تھا۔ اب وہ الپا ایک عام ٹیلی پیتھی جاننے والی رہ گئی تھی اور وہ برین آدم ایک عام سا آرمی انٹیلی جینس کا ڈائریکٹر جنرل رہ گیا تھا۔ وہ یوگا کا ماہر نہیں بن سکتا تھا۔ الپا دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر صوفے پر گر پڑی اس کے دماغ میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا "آخر وہ پاگل کی بچی کون تھی؟"

انسان خود اپنی ذات میں تماشا بھی ہے اور تماشائی بھی۔ خود تماشا کرتا اور خود ہی دیکھتا بھی ہے' جیسا کہ الپا اور برین آدم دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرنے کا جو تماشا دکھایا تھا۔ اب وہ ان کے لیے عذاب بننے والا تھا' اب وہ تماشا بننے والے تھے اور ان کے مخالفین ٹیلی پیتھی جاننے والے تماشائی بن کر انہیں کٹھ پتلی کی طرح نچانے والے تھے۔

ان کے سامنے ان کے وچ ڈاکٹر جمال رابن کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ان کے سروں کے پچھلے حصوں میں جادوئی عمل کے ذریعے جو کیلیں پیوست کی گئی تھیں۔ وہ ان دونوں کے پاس تھیں لیکن وہ کیلیں پیوست کرنے والا اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ وہ دونوں پہلے کی طرح زندہ تھے اور اب ان کا دماغ بھی زندہ رہنے والا تھا' لیکن وہ دشمنوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔

ماضی میں الپا بڑے بڑے شہ زوروں سے ٹکرا کر انہیں شکست دیتی رہی تھی۔ انہیں بڑی مکاری سے دھوکے دیتی رہی تھی۔ انہیں بڑے بڑے نقصان پہنچاتی رہی تھی۔ اور خود بھی شکست کھاتی رہی تھی اور بہت بڑے نقصانات اٹھانے کے باوجود اس نے دل برداشتہ ہونا نہیں سیکھا تھا۔ کبھی مایوس نہیں ہوتی تھی لیکن اب وہ بری طرح مایوس ہو کر بولی "بگ برادر اب کیا ہوگا؟ یہ تو کھیل ہی بگڑ گیا۔ اب تو وہ کم بخت گرو نارنگ ہمارے دماغوں میں آسانی سے آ تا رہے گا۔"

برین آدم نے کہا "تم کہہ رہی تھیں کہ تمہارے سر سے ایک لڑکی نے کیلیں نکالی تھیں اور جب میں یہاں آیا تو ایک مرد نے میرے سر سے کیلیں نکالیں' اس کا مطلب ہے کہ ہمارے دو دشمن ہیں۔"

"لیکن دشمن دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں' ہو سکتا ہے کہ وہ دشمنوں کے آلۂ کار ہوں۔"

"ہم اس پر بعد میں سوچیں گے۔ ابھی تو ہمارے سامنے دو دشمن ہیں اگر ہم پر ان دو دشمنوں تک پہنچ جائیں اور ان سے حقیقت اگلوالیں اور یہ معلوم کرلیں کہ وہ کسی کے آلۂ کار نہیں ہیں اور انہوں نے خود ہی ایسا ہمارے ساتھ کیا ہے تو یہ بات چھپی رہے گی کہ ہمارے دماغوں سے کیلیں نکل چکی ہیں اور ہمارے دماغ اب مردہ نہیں رہے۔ دشمن تو یہی سمجھتے رہیں گے کہ وہ ہمارے دماغوں میں کبھی نہیں آسکیں گے۔"

"ہاں میں آپ کی بات سمجھ رہی ہوں۔ پہلے ہمیں ان دونوں کو تلاش کرنا ہوگا مگر انہیں کہاں تلاش کیا جائے؟"

وہ سوچنے لگی' پھر بولی "وہ لڑکی اسی رات میرے بنگلے میں آئی تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی تھی اور تم سے شکایت کی تھی کہ ایک مونچھوں والا اس کا تعاقب کر رہا ہے اور وہ ایک آرمی آفیسر تھا۔ جو تمہارے کہنے پر واپس چلا گیا تھا۔ یہ وہی لڑکی تھی۔ اس کا نام روبی ہے۔"

"تمہیں اچھی طرح یاد ہے کہ اس کا نام روبی ہے؟"

"ہاں تم خود سوچو جب اس لڑکی نے تم سے آکر بات کی تھی اور اس نے اپنے شوہر کا نام بھی بتایا تھا تو تم نے اس کے شوہر کے بارے میں انکوائری کی تھی' پھر ان کی باتیں سچ نکلی تھیں۔"

برین آدم سوچنے لگا پھر بولا "ہاں وہ الیکٹریکل کمپنی میں کوئی انجینئر تھا اس نے اپنا کوئی نام بتایا تھا۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے فون کے ذریعے الیکٹریکل کمپنی کے ایک آفیسر سے رابطہ کرتے ہوئے کہا "میں انٹیلی جنس کا ایک اعلیٰ افسر بول رہا ہوں۔ انکوائری کے طور پر پوچھ رہا ہوں' تمہاری کمپنی میں کوئی ایسا انجینئر ہے جو پچھلے دنوں لندن گیا ہو اور وہاں سے شادی کر کے آیا ہو۔"

"جی ہاں ہمارا ایک الیکٹریکل انجینئر ہے۔ اس کا نام نارمن اسٹون ہے۔"

"وہ اس وقت کہاں مل سکتا ہے؟"

"پتا نہیں آج اس کی چھٹی کا دن ہے کل وہ ڈیوٹی پر آئے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بنگلے میں ہو۔"

"اس کے بنگلے کا فون نمبر بتاؤ۔"

اسے فون نمبر بتایا گیا۔ اس نے فون بند کر کے اس نمبر کو ملایا پھر اپنے کان سے لگا کر سننے لگا۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بج رہی تھی لیکن کوئی ریسیور نہیں اٹھا رہا تھا۔ دراصل جینی اور پورس وہاں سے فوراً ہی اپنا ضروری سامان لے کر چلے گئے تھے' اور ایک جگہ جا کر جلدی جلدی اپنے چہرے پر تھوڑی بہت تبدیلیاں کی تھیں تاکہ فوراً پہچاننے میں نہ آئیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ کسی دوسری جگہ جا کر اطمینان سے موقع ملے گا تو چہرے کو پوری طرح سے تبدیل کیا جائے گا۔ بہرحال اب وہاں کوئی نہیں تھا اور فون کی گھنٹی بجتی رہی تھی پھر برین آدم نے اپنا فون بند کر کے کہا "وہاں گھنٹی بج رہی ہے لیکن اٹھانے والا کوئی نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ نارمن اسٹون اپنی وائف کے ساتھ کہیں فرار ہو گیا ہے۔"

"وہ فرار ہو کر ابھی تل ابیب سے باہر نہیں گیا ہو گا۔ آپ فوراً تمام سراغ رسانوں اور پولیس والوں کو ہوشیار کریں اور ناکا بندی کرائیں۔"

وہ فوراً اپنے سراغ رسانوں اور پولیس والوں سے رابطہ کر کے ان کے حلیے بتا کر ان سے کہنے لگا۔ تل ابیب اور حیفہ وغیرہ سے باہر جانے والے جتنے راستے ہیں سب کی ناکا بندی کی جائے جہاں بھی ایک مرد اور ایک عورت نظر آئے انہیں فوراً چیک کیا جائے۔ ان کے چہرے میک اپ زدہ ہوں گے' اگر میک اپ سمجھ میں نہ آئے تو فوراً فون کر کے کسی بھی سراغ رساں سے اینٹی میک اپ لینس منگوا کر ان کے چہروں کو دیکھا جائے۔ ایک چہرے کے پیچھے دوسرا چھپا ہوا اصلی چہرہ نظر آجائے گا۔"

پھر اس نے ایک اور ماتحت سے رابطہ کر کے اسے جمال رابن

کے بنگلے کا پتا بتا کر کہا "یہاں جمال رابن کی لاش پڑی ہے۔ اسے پوسٹ مارٹم کے لیے لے جاؤ اور سراغ رسانوں سے کہو یہاں آکر فنگر پرنٹس اور قدموں کے نشانات وغیرہ لے کر اس طرح مجرموں کی نشان دہی کریں کہ ہم جلد سے جلد ان تک پہنچ سکیں۔"

اس نے فون بند کر کے الپا کی طرف دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک صوفے پر بٹھا کر پوچھا "اتنی دیر ہو چکی ہے۔ کیا اب تک کوئی تمہارے دماغ میں آیا ہے؟"

"نہیں میں نے کسی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا ہے۔ شاید اس لیے کہ میرا دماغ پوری طرح توانائی حاصل نہیں کر پایا ہے۔"

"نہیں میں تو محسوس کر رہا ہوں کہ دماغی طور پر پوری طرح ٹھیک ہو چکا ہوں۔ پلیز تم اپنی دماغی توانائی آزماؤ' ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کے دماغ میں بلکہ میرے دماغ میں آؤ۔"

الپا نے خیال خوانی کی اور برین آدم کے دماغ میں پہنچ کر بولی "ہاں میں تمہارے دماغ میں ہوں۔"

برین آدم نے کہا "ہاں میرا دماغ بھی اتنا توانا ہے کہ میں تمہیں محسوس کر سکتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم دونوں اب دماغی طور پر کمزور نہیں رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"اس کا مطلب ایک ہے وہ یہ کہ ہمارے ساتھ دشمنی کی گئی ہے اور دشمنی کرنے والا اب تک میرے اور تمہارے دماغ میں نہیں آیا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے اگر وہ دشمن ہے تو میرے اور تمہارے دماغ میں آکر چیلنج کر سکتا ہے کہ ہم اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کر سکتے ہیں تو کر کے دکھائیں۔ وہ اپنی جیت پر فخر کرے گا اور ہماری شکست کا مذاق اڑائے گا لیکن وہ کچھ نہیں کر رہا ہے۔"

"واقعی بگ برادر میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا اب تک میرے دماغ میں کوئی نہیں آیا ہے۔ کوئی دشمن ہے تو اسے ضرور آنا چاہیے اور اگر دشمن نہیں ہے تو اس نے ہمارے ساتھ ایسی حرکتیں کیوں کیں' اس وچ ڈاکٹر جمال رابن کو کیوں ہلاک کیا ہے اور ہمارے سر سے کیلیں کیوں نکالی ہیں۔"

برین آدم نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا "ایک ہی بات سمجھ میں آرہی ہے کہ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہے وہ اس وقت کسی محفوظ پناہ گاہ کی تلاش میں بھاگتے پھر رہے ہوں گے اس لیے انہیں خیال خوانی کے ذریعے ہمارے اندر آنے کی فرصت نہیں مل رہی ہو گی۔"

برین آدم نے پھر فون کر کے آرمی ہیڈ کوارٹر والوں سے کہا "جتنے ہیلی کاپٹرز ہیں۔ انہیں فوری طور پر... روانہ کرو اور ان سے کہو کہ پورے تل ابیب حیفہ اور آس پاس کے جتنے آباد اور غیر آباد علاقے ہیں۔ وہاں پرواز کریں' جہاں بھی ایک جوان مرد اور ایک جوان لڑکی تنہا نظر آئیں یا اِدھر سے اُدھر دوڑتے دکھائی دیں تو فوراً اپنی رابطہ کمیٹی کو اطلاع دیں اور انہیں اس جگہ پہنچنے کے لیے کہو۔ وہ دونوں کسی آبادی میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں اور کسی ویرانے میں بھی کسی نہ کسی پناہ گاہ کی تلاش میں نظر آسکتے ہیں۔"

اب سوچا جائے تو دنیا کا کون سا ملک اور کون سا شہر اور کون سا علاقہ ایسا ہے جہاں محبت کرنے والے نہیں ہوتے ہوں اور جہاں محبت کی ناکامی سے پریشان ہو کر گھر سے بھاگنے والے نہ ہوتے ہوں۔ لہٰذا اتنی بڑی دنیا میں ہر ملک میں اور ہر شہر میں محبت کرنے والے فرار ہوتے دکھائی دیتے ہیں یا ان کے حالات مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنی جان کی امان کے لیے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے کسی دوسری جگہ بھاگتے پھریں۔

ان تمام حالات کے پیشِ نظر تل ابیب میں بھی ایسے کئی جوان لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور جوان نہ بھی ہوں تو بھی زیادہ عمر والی بھی جوان نظر آیا کرتی تھیں اور وہ گھر سے بھاگ رہی تھیں۔ ایسے وقت رپورٹ ملی کہ ایک ویرانے میں ایک مرد اور عورت کو بھاگتے دیکھا گیا ہے۔ دوسرے ویران علاقے سے رپورٹ آئی کہ وہاں بھی ایک لڑکے اور لڑکی کو دیکھا گیا ہے' پھر تل ابیب اور حیفہ وغیرہ سے بھی رپورٹیں ملنے لگیں کہ وہاں انہوں نے تقریباً بارہ جوڑے ایسے دیکھے ہیں جو اِدھر سے اُدھر بھٹکتے ہوئے دکھائی دیے ہیں۔

ہیلی کاپٹر سے دیکھنے والوں نے ان ویرانوں سے دو جوڑوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ تل ابیب اور حیفہ سے بھی وہ بارہ جوڑے گرفتار کر لیے گئے تھے اور انہیں ایک جگہ لا کر قید کر دیا گیا تھا۔ ایسے میں برین آدم نے کہا "اب ان میں سے ایک ایک کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ الپا ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کی اصلیت معلوم کرے گی۔"

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ الپا ایک ایک کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس دوران میں اس نے کہا "بگ برادر یہ تو ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم سے دشمنی کرنے والوں میں بابا صاحب کے ادارے والے ہوں گے تو ہم ان کی صحیح شخصیت معلوم نہیں کر سکیں گے ان سب پر روحانی ٹیلی پیتھی کا عمل کیا گیا ہے۔"

"میں مانتا ہوں کہ انہیں خیال خوانی کے ذریعے پکڑنا بہت مشکل ہے۔ انہیں سمجھا نہیں جا سکتا' اس کے باوجود شاید ان کی کسی بات سے کسی حرکت سے پتا چل جائے تم خیالات پڑھتی جاؤ۔"

وہ پھر خیالات پڑھنے لگی۔ اُدھر دوسرے سراغ رساں اینٹی میک اپ کیمرے اور لینس وغیرہ کے ذریعے ان کے چہروں کا معائنہ کر رہے تھے اور ان کے لواحقین کو بلا کر تصدیق کر رہے تھے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں یا نہیں؟

اتنے سارے گرفتار ہونے والے لوگوں کو جانچنے کے بعد یہی سمجھ میں آیا کہ ان میں سے کوئی ان کا دشمن نہیں ہے اور نہ ہی ٹیلی

پیتھی جانتا ہے اور نہ کسی سے دشمنی رکھتا ہے' لیکن برین آدم اور الپا مطمئن نہیں تھے' پھر الپا نے کہا "ایک جوان مرد ہے اور ایک خوب صورت لڑکی ہے۔ ان دونوں میں ہمیشہ نوک جھونک چلتی رہتی ہے اور ایک دوسرے سے برتر ہونے کی کوششیں کرتے ہیں۔ لڑکی کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی سے ڈرتی نہیں ہے اور وہ جواں مرد کہہ رہا تھا کہ تم ڈرو گی اور میں تمہیں کل ہی ڈراؤں گا اور تم ڈر کے مارے بھاگتی پھرو گی۔"

اس کے مطابق اس جواں مرد نے ایک کھلونا چوہا خریدا جو ریموٹ کنٹرولر سے دوڑتا بھاگتا تھا اور اسی کے ذریعے اسے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ اس نے ایک بازار میں اسے چوہے کو اس لڑکی کے پیچھے چھوڑ کر دور سے کہا "وہ دیکھو تمہارے پیچھے چوہا ہے۔"

اس نے چونک کر دیکھا' پھر سہم کر دور ہو گئی۔ اس جوان مرد نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اس چوہے کو اس کی طرف بھگایا تو وہ دوڑنے لگی' پھر وہ چوہے۔۔۔ کو دوڑاتا رہا اور وہ لڑکی ڈر کے مارے چوہے کے ڈر سے بھاگتی رہی۔ پولیس والوں نے سمجھا کہ یہ بھی ان دشمنوں میں سے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا انہیں بھی گرفتار کرلیا گیا تھا۔

برین آدم نے کہا "دیکھو یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ پورس یا پارس ہے۔ کیونکہ یہ اس طرح کی شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔"

"ہاں مجھے بھی کچھ شبہ ہو رہا ہے۔ انہیں روکا جائے۔"

ان لوگوں کو حراست میں لے کر دوسری جگہ بھیج دیا گیا۔ اس جوان جوڑوں کے بارے میں تفتیش مکمل ہو چکی تھی۔ صرف دو رہ گئے تھے۔ دو میں سے بھی ایک پر شبہ نہیں رہا' لیکن جو آخری بارہواں جوڑا تھا۔ اس میں لڑکی کچھ ابنارمل سی نظر آئی۔ اس کے ماں باپ کو بھی بلایا گیا تھا۔ الپا نے ان کے خیالات بھی پڑھے تو باپ کے خیالات سے پتا چلا کہ لڑکی دماغی طور پر کچھ کھسکی ہوئی سی ہے۔ اکثر گھر سے بھاگ جاتی ہے کسی نئے بوائے فرینڈ کے بہکاوے میں آجاتی ہے اس بار اسے کہا گیا تھا کہ وہ موجودہ بوائے فرینڈ سے دور رہے لیکن وہ کہہ رہی تھی "وہ میرا بوائے فرینڈ نہیں ہے۔ میرا ہزبینڈ ہے میں نے شادی کرلی ہے اور میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں۔ میں تو کسی باہر ملک سے آئی ہوں۔"

اس کے باپ نے پوچھا "تم کس ملک سے آئی ہو؟"

لڑکی نے کہا "مجھے یاد نہیں ہے۔ بس میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔"

یہ خیالات الپا اور برین آدم کو بتا رہے تھے کہ ہو سکتا ہے وہ لڑکی لندن سے آئی ہو۔ اس نے نارمن اسٹون سے شادی کی ہو اور اب دشمنی کرنے کے بعد وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر رہی ہو اور اس کے اصلی خیالات پڑھنے میں شاید اس لیے ناکامی ہو رہی ہے کہ نارمن اسٹون اور اس لڑکی کا تعلق یقیناً بابا صاحب کے ادارے سے ہوگا۔

برین آدم نے حکم دیا کہ ان دونوں کو حراست میں لے کر کسی ایسی رہائش گاہ میں رکھو جہاں انہیں قیدی ہونے کا احساس نہ ہو۔ ہم ان سے ابھی آکر بات کریں گے۔

الپا نے کہا "پہلے میں یہاں سے نکل کر جا رہی ہوں۔ کسی میں بیٹھ کر کسی دوسرے خفیہ بنگلے میں جاؤں گی' اگر ہم دونوں ساتھ دیکھے گئے تو ہمارے ہی کتنے اکابرین شبہ کریں گے کہ آپ کے ساتھ میں ہی ہو سکتی ہوں۔"

وہ وچ ڈاکٹر جمال رابن کے بنگلے سے نکل کر چلی گئی۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد برین آدم بھی باہر آیا وہاں پہلے ہی پولیس اور آرمی افسران آچکے تھے اور اس لاش کے بارے میں اپنی قانونی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ وہ باہر آکر اپنی کار میں بیٹھ کر جانے لگا۔

○☆○

دیوتا کی یہ داستان آگے بڑھانے سے پہلے میں قارئین کرام سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ دیوتا کی یہ قسط تیئسویں سال کی آخری قسط ہے۔ اس کے بعد چوبیسواں سال شروع ہونے والا ہے۔ میری طویل داستان لکھنے والے محی الدین نواب سے کبھی غلطیاں بھی ہوتی رہی ہیں اور کبھی ایسے واقعات بھی پیش کیے جاتے رہے ہیں جو بعض قارئین کی سمجھ سے بالاتر رہے ہیں اور بعض قارئین نے اعتراضات کیے ہیں کہ دیوتا ایک فینٹسی ہے اور اس میں ایسے واقعات پیش کیے جاتے ہیں جنہیں عقل تسلیم نہیں کرتی۔

بے شک انسانی عقل ایسی باتیں تسلیم نہیں کرتی جسے اس آدمی نے اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو۔ ایسی باتیں جو خوابوں میں بھی دکھائی نہ دی ہوں' نہ اس نے کبھی پڑھی ہوں نہ کسی سے سنی ہوں تو عقل سوچتی ہے کہ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے خیالی اڑان ہو جیسے فینٹسی یا اپنے دماغ سے چونکا دینے والی کوئی بات نکالی گئی ہو۔ خواہ اس میں سچائی ہو یا نہ ہو مگر اس میں دلچسپی ہو اور آدمی اس دلچسپی کو حقیقت سمجھتا چلا جائے۔

جب یہ کہا گیا کہ انسان چاند پر بھی پہنچ سکتا ہے تو کبھی یقین نہیں کیا گیا لیکن جب وہ پہنچ گیا تو عقل اسے تسلیم کرنے لگی۔ اس طرح مریخ مشتری جیسے سیاروں میں جاندار مخلوقات ہیں' اس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس کے ثبوت تلاش کیے جا رہے ہیں۔ ثبوت ملتے بھی ہیں اور وہ ثبوت مبہم ہوتے ہیں لیکن یہ یقین کی حد تک سمجھا جا رہا ہے کہ خلائی مخلوقات ہماری کائنات میں موجود ہیں۔ ان خلائی مخلوقات کی خیالی تصاویر بھی بنائی گئی ہیں جنہیں فلموں اور کہانیوں میں بھی پیش کیا گیا ہے۔ کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ چونکہ دیکھا نہیں ہے' لہٰذا ابھی ذہن اسے تسلیم نہیں کرتا ہے۔

دنیا کے کچھ علاقوں میں بعض تعلیم یافتہ افراد نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ایسی عجیب و غریب مخلوقات دیکھی ہیں جن کا تعلق ہماری دنیا سے نہیں ہے' وہ کہیں اور سے ہماری زمین پر آئی ہیں اور پھر پرواز کر گئی ہیں۔ سائنس دان تسلیم کرتے ہیں اور کسی حد تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے کہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل میں آئی ہے تو اس کا کوئی سبب ہوگا۔ اس کے پیچھے کوئی منطق ہوگی پھر وہ اس بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تو اسے سچ ثابت کر دکھاتے ہیں۔ اب اسّی فی صد امکانات ہیں کہ خلائی مخلوقات مختلف سیاروں میں ہیں اور وہ ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ ابھی چونکہ ثبوت حاصل نہیں ہو سکا' تصویری گواہی پیش نظر نہیں ہے' اس لیے یہ بات ابھی قصے کہانی والی ہے یہی قصے کہانی والی بات میں نے بھی اپنی کہانی میں بیان کی تھی کہ خلائی مخلوق ہماری دنیا میں آئی تھی اور ٹیلی پیتھی والوں سے دوچار ہو کر پھر رخصت ہو گئی۔

میں نے ایک اور ناقابل فہم بات لکھی کہ آدمی ایک گولی نگل کر نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ غائب ہو جاتا ہے۔ بالکل نظر نہیں آتا اور یہ تو بالکل ہی معمولی سی بات ہے۔ یہ سارا کھیل روشنی اور سائے کا ہے۔ ہم بالکل تاریکی میں رہیں گے تو کبھی ایک دوسرے کو نظر نہیں آئیں گے۔ ہاتھ آگے بڑھا کر ایک دوسرے کو ٹٹولتے پھریں گے۔ ہلکی سی مبہم سی روشنی ہوگی تو ہم کچھ دیکھ پائیں گے۔ یعنی دیکھنے کے لیے روشنی بہت ضروری ہے اور اگر صرف روشنی رہے اور اندھیرا یا دوسرے لفظوں میں سایہ نہ رہے تو تب بھی انسان نظر نہیں آئے گا۔ اتنی روشنی میں بالکل دکھائی نہیں دے گا۔ یقین نہ ہو تو اپنے سامنے اتنی تیز روشنی پیدا کرلیں جو آنکھوں کی بینائی برداشت نہ کرتی ہو تو آپ اپنے سامنے والے کو دیکھ نہیں پائیں گے۔ دن اور رات' روشنی اور تاریکی' روشنی اور سایہ' یہ ایک قدرتی تماشا ہے' جس کی وجہ سے انسان کو ایک دوسرے کا وجود دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہر ملک کے بازی گر یہ تماشا پیش کرتے ہیں کہ چند سیکنڈ کے لیے یا چند منٹوں کے لیے اپنے تماشائیوں کے سامنے اپنے کسی ماتحت کو غائب کر دیتے ہیں اور پھر اسے حاضر کر دیتے ہیں۔ اسے نظر بندی کا کھیل کہتے ہیں۔ یہ کھیل تماشے ہماری دنیا کے ہیں اور ہماری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے' اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی گہرائی میں اترتے جائیں تو غائب ہونے اور نظر آنے والی بات واضح طور پر سمجھ میں آجائے گی۔

اصل بات یہ ہے کہ دیوتا کی کہانی ہی ایسے موضوع پر ہے جسے سب ہی کی عقل تسلیم نہیں کرتی۔ مثلاً یہ کہ آدمی اپنی جگہ بیٹھا ہوا ہزاروں میل دور کسی دوسرے کے دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کی بھی ہمارے دین اسلام میں مثالیں موجود ہیں۔ ہمارے اولیائے کرام کو جو کشف و کرامات حاصل تھیں ان میں سے ایک یہ آگہی بھی تھی کہ جب ان کے سامنے کوئی ضرورت مند آتا تو اس کے چہرے کو دیکھتے ہی وہ فرماتے کہ بیٹے تم فلاں پریشانی میں مبتلا ہو۔ تمہارے ساتھ فلاں واقعات ہو چکے ہیں اور فلاں واقعات سے گزرنے والے ہو۔ یہ آگہی قدرتی ہے۔ یہ کائنات اتنی وسیع ہے کہ اس کو سمجھنا ممکن نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ ہم نے یہ دنیا' یہ کائنات انسان کے لیے پیدا کی ہے تاکہ وہ اپنی ذہانت سے اس کے اندر چھپے ہوئے رازوں کو معلوم کرتا رہے۔

ہماری دنیا میں روحانی ٹیلی پیتھی تک رسائی حاصل کرنے والے مومنین پہلے بھی تھے' آج بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ بے شک ہم انہیں نہیں جانتے لیکن وہ ہمیں جانتے ہیں' لیکن قدرتی طور پر اس بات کی انہیں اجازت نہیں ہے کہ وہ دنیاوی معاملات میں مداخلت کریں۔ کبھی کوئی سچا اور اچھا مسلمان کسی نیک اور تعمیری عمل کے لیے مشکلات میں گرفتار رہے تو پھر وہ روحانیت کے درجے تک پہنچے والے مسلمان' عالم' رہنما ہم جیسے مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اس کہانی' دیوتا کی بنیاد ہی ٹیلی پیتھی یعنی خیال خوانی پر ہے اب اس خیال خوانی کے موضوع پر جسے یقین نہ آئے' وہ آئندہ جلد ہی اس پر یقین کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس لیے کہ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے' ہماری دنیا میں ہر پل سائنس ترقی پذیر ہے اور سائنس اسی کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری عقل کے اندر سموئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل کے اندر پوری کائنات کو سمو دیا ہے' اس لیے عقل سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ بھی سمجھنا ہے عقل سے سمجھ میں آئے گا۔ آج نہیں آئے گا تو کل آئے گا۔ میں نے اب تک جو کچھ کہا وہ اپنی کہانی کی روانی کو روک کر کہا لیکن جو بھی کہا اس کا تعلق میری سرگزشت سے ہے۔ لہٰذا اب آپ پھر میری داستانِ حیات کی طرف آئیں۔

○☆○

گرو گھنشام نارنگ مہاشکتی مان کہلاتا تھا کیونکہ اس کی آتما شکتی مکمل تھی پھر وہ خطرناک حد تک جادوگر تھا۔ اس کے علاوہ ٹیلی پیتھی بھی جانتا تھا۔ جب اتنی ساری قوتیں ایک انسان کو حاصل ہوجائیں تو وہ خود کو اپنی دنیا کا (نعوذ باللہ) خدا سمجھنے لگتا ہے' اور وہ خود کو خدا سمجھنے والا اب ایک بستر پر اس طرح پڑا ہوا تھا کہ نہ چل پھر سکتا تھا نہ اپنے ہاتھوں سے کوئی چیز اٹھا سکتا تھا۔ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ وہ ایک مٹی میں رینگنے والے کیڑے سے بھی بدتر ہوگیا تھا کیونکہ کیڑا رینگتا ہے' چلتا ہے' آگے بڑھتا ہے لیکن نارنگ ایک جگہ پڑا رہتا تھا۔

اسے صرف اس لیے زندہ رکھا گیا تھا کہ انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر' اس کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے بہت سے فائدے اٹھانا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس کا باقاعدہ علاج ہو رہا تھا اور اسے دوسروں سے محفوظ رکھنے کے لیے کوما میں رکھا گیا تھا۔ کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں آکر جاچکے تھے کیونکہ وہ کوما والے دماغ کو ٹریپ نہیں کرسکتے تھے۔ گرو نارنگ کو اپنا معمول اور تابع نہیں بنا سکتے تھے۔

جب پہلی بار ہوش میں آنے کے بعد نارنگ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ ہاتھوں اور پیروں سے بالکل محتاج ہوچکا ہے تو اسے یقین نہیں آیا تھا کہ اتنی قوتیں' اتنی صلاحیتیں رکھنے والا یوں لاچار اور اپاہج ہوگیا ہے۔ ان حالات میں لوگ خودکشی کرلیتے ہیں کہ ایسی زندگی نہیں جینا ہے' لیکن وہ جی رہا تھا اس نے پہلے تو سوچا کہ امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے شاید نجات کا کوئی راستہ مل جائے اور پھر اسے نجات کا راستہ اپنی دشمن سونیا سے ہی ملا۔ اسے پھر بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ جس کی وہ جان لینا چاہتا ہے۔ وہ اس کی جان بچانا بھی چاہتی ہے اور اسے اس کی صلاحیتیں اور آتما شکتی واپس بھی دلانا چاہتی ہے۔ اسے پھر سے بے حد طاقت ور بنانا چاہتی ہے۔ گویا خود ہی اپنی جان کی دشمن بن رہی ہے۔ اپنی موت کو دعوت دے رہی ہے۔ کیا اتنا نہیں جانتی ہوگی کہ شیطان پھر شیطان ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اپنے اوپر ترس کھانے والے کو مارتا ہے۔

سونیا نے ان ڈاکٹروں کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا جو اسے انجکشن کے ذریعے کوما میں رکھنا چاہتے تھے۔ اس نے انجکشن تبدیل کردیا تھا اور ڈاکٹرز سمجھ رہے تھے کہ وہ کوما میں پڑا ہوا ہے لیکن سونیا نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ خاموش پڑا نہیں رہے گا اور بولے گا تو اپنی جان سے جائے گا۔ دشمن اس کے دماغ میں اس لیے نہیں آسکیں گے کہ اس کے دماغ پر اس کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے قبضہ جمائے رکھیں گے اور یہ تاثر دیتے رہیں گے کہ وہ کوما میں پڑا ہوا ہے اور اس کے دماغ پر کوئی عمل نہیں کیا جاسکتا۔

اور اب یہی ہو رہا تھا وہ خاموش پڑا رہتا تھا۔ صرف آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور وہ چھت کو تکتا رہتا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے تمام حواس کھو بیٹھا ہو۔ اس کی کھلی آنکھیں چھت کو تکتی رہتی تھیں۔ جیسے وہ دیکھنے کے باوجود نہ دیکھ رہا ہو' کسی کی آواز سننے کے باوجود نہ سن رہا ہو اور نہ کسی کے چھونے سے اس کا لمس محسوس کررہا ہو۔ اس طرح اس نے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ کوما میں پڑا ہوا ہے۔ اور سونیا نے کہا تھا کہ وہ اسے چالیس دنوں کی مہلت دے رہی ہے۔ چالیس دنوں میں وہ اپنی تپسیا مکمل کرکے' اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی حاصل کرکے اپنا جسم تبدیل کرسکتا ہے۔

اس نے اسی دن سے تپسیا شروع کردی تھی اور ہر گزرتا ہوا دن اسے حیران کررہا تھا پریشان کررہا تھا' سوچنے پر مجبور کررہا تھا کہ کیا واقعی سونیا اسے آتما شکتی مکمل کرنے کی مہلت دے رہی ہے اور کبھی اس کے پاس آکر کسی طرح کی مداخلت نہیں کررہی ہے۔ اس طرح وہ تقریباً اڑتیس دن گزار چکا تھا۔ صرف دو دن باقی رہ گئے تھے دو دن کے بعد جب چالیس دن مکمل ہوتے تو اس کی آتما شکتی پوری طرح اسے واپس مل جاتی۔

جب ڈاکٹرز اسے دوائیں دینے اور انجکشن کے ذریعے اس کے جسم میں خوراک پہنچانے آتے تھے' تو اس وقت وہ تپسیا چھوڑ دیتا تھا اور منتروں کا جاپ بند کردیتا تھا۔ اتنے عرصے میں دونوں ہاتھوں اور پیروں کے زخم اتنے بھر چکے تھے کہ اسے تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی پھر بھی باقاعدہ علاج لازمی تھا۔

اسے دن میں تقریباً دو' تین گھنٹے کے لیے تپسیا چھوڑنی پڑتی تھی کہ ڈاکٹرز وغیرہ اس کا معائنہ کرسکیں اور علاج کرسکیں' ایسے وقت سونیا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "اب تو تم دماغی قوت بھی حاصل کررہے ہو اور آتما شکتی بھی مکمل کرنے والے ہو۔ صرف دو دن رہ گئے ہیں۔ دو دن بعد شاید میں بھی تمہارے دماغ میں نہ آسکوں۔"

اس نے کہا "سونیا میں تمہارا جانی دشمن تھا لیکن اب نہیں ہوں' تم نے مجھ پر جتنا بڑا احسان کیا ہے اس کے بعد میں تم سے دشمنی نہیں کروں گا تم میرے دماغ میں آنا چاہو گی' تمہیں آنے دوں گا۔ تمہیں کبھی میری ضرورت پڑے گی تو تمہارے کام آؤں گا۔"

"مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں تو پہلے ہی بھولی بھالی نادان ہوں۔ اسی لیے تو تمہیں آتما شکتی مکمل کرنے کا موقع دیا ہے اور دو دن تک اور موقع دوں گی۔ کوئی مداخلت نہیں کروں گی۔ تم سے کوئی فریب نہیں کروں گی۔ تم دیکھو گے کہ تم پھر وہی مہاشکتی مان بن چکے ہو لیکن یہ نہ کہو کہ تم میرے دشمن نہیں رہو گے' اور میرے کام آؤ گے۔"

"تم میری باتوں پر بھروسا نہیں کررہی ہو لیکن میں دو دن بعد مہاشکتی مان بن کر تمہیں یقین دلاؤں گا کہ میں زبان کا دھنی ہوں' جو کہتا ہوں وہ کرتا ہوں اور ہمیشہ تمہارا خادم بن کر رہوں گا۔"

سونیا ہنستی ہوئی چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد وہ پریشان ہوکر

سوچنے لگا۔ کیا وہ مجھ پر بھروسا نہیں کررہی ہے؟ ابھی تو دو دن ہیں اور یہ دو دن بھی بہت ہوتے ہیں' ان دو دنوں میں اس نے کوئی گڑبڑ کی تو میری ساری تپسیا دھری کی دھری رہ جائے گی۔ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکوں گا۔

وہ سوچتا رہا وقت گزرتا رہا اور وہ منتروں کا جاپ کرتا رہا' اس دوران میں اس نے کبھی کوئی مداخلت محسوس نہیں کی' اس کے دماغ میں ایک ذرا سی بھی گڑبڑ نہیں ہوئی' اس طرح چالیسویں دن کی شام ہوگئی اب صرف چھ گھنٹے باقی تھے۔ ٹھیک بارہ بجے رات کو وہ مہاشکتی مان بن جاتا۔

وہ دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھنا کرنے لگا کہ وہ چھ گھنٹے خیریت سے گزر جائیں۔ سونیا بھی اس کے دماغ میں نہ آئے۔ اور کسی طرح کی چال بازی سے کوئی گڑبڑ پیدا نہ کرے' لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ ان آخری چھ گھنٹوں میں بھی سونیا اس کی مدد کررہی ہے۔ کسی ڈاکٹر کو اور کسی خدمت گار کو اس کمرے میں نہیں آنے دے رہی ہے تاکہ وہ باقی کے چھ گھنٹے بھی تنہا رہ کر اپنی تپسیا مکمل کرلے۔

آخر مدت پوری ہوگئی۔ رات کے بارہ بج گئے اس کی آتما شکتی مکمل ہوگئی۔ وہ خوش ہوکر آزمانے لگا۔ خیال خوانی کرنے لگا۔ اب تو خیال خوانی اس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ وہ جسم بدل سکتا ہے یا نہیں؟ اس نے آنکھیں بند کرلیں پھر سوچنے لگا کہ اسے کس جسم میں جانا چاہیے۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر خیال آیا کہ مجھے سب سے بڑا دھوکا الپانے دیا ہے۔ اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرتی چلی آرہی ہے۔ مجھ جیسے مہاشکتی مان کا بھی اس نے مذاق اڑایا ہے اور میرا بھی راستہ روک دیا ہے۔ اب اگر میں اس کے جسم میں چلا جاؤں...."

وہ سوچتے سوچتے رک گیا پھر اس کے دماغ نے سمجھایا کہ اسے عورت کے جسم میں نہیں جانا چاہیے۔ یاد آیا کہ اس کے بگ برادر یعنی برین آدم نے بھی اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کیا تھا۔ لہٰذا اسے برین آدم کے جسم میں جانا چاہیے۔ اس کے جسم میں جانے کے بعد پتا چلے گا کہ وہ دونوں کس طرح اپنے اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرتے رہتے تھے' اور وہ کون سا جادوگر ہے جس نے اس کے مقابلے میں انہیں محفوظ کر رکھا ہے پھر وہ اس جادوگر سے بھی نمٹ لے گا۔

وہ اس بار بہت محتاط رہنا چاہتا تھا تاکہ اسے پھر بار بار جسم بدلنے پر مجبور نہ ہونا پڑے' کیونکہ چھ جسم بدلنے کے بعد ساتواں جسم آخری ہوگا اور وہ پھر اپنی آتما کو اس جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں نہیں پہنچا سکے گا۔

آخری جسم کی بات پر سونیا یاد آئی۔ اس نے دشمنی کی انتہا کردی تھی اور دوستی بھی حیرت انگیز کی تھی۔ آج اسے دوبارہ بالکل مہاشکتی مان بنا دیا تھا۔ وہ گہری سنجیدگی سے سوچنے لگا کہ اس نے اتنی بڑی مہربانی کیوں کی ہے اور اب جبکہ وہ جانتی ہے کہ چالیس دن پورے ہوچکے ہیں اور میں نے آتما شکتی مکمل کرلی ہے اور اب میں بہت کچھ کرسکتا ہوں' تب بھی وہ خیال خوانی کے ذریعے مبارک باد دینے نہیں آئی ہے۔ یعنی دوستی کا فرض ادا نہیں کررہی ہے اور دشمنی بھی نہیں کررہی ہے۔ مجھے یوں نظرانداز کررہی ہے جیسے نیکی کرکے دریا میں ڈال چکی ہو۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا سونیا کے پاس پہنچا' پھر کہا "میں گرو گھنشام نارنگ بول رہا ہوں۔"

"بولو میں سن رہی ہوں۔"

"تمہیں تو معلوم ہوچکا ہوگا کہ چالیس دن پورے ہوگئے ہیں اور میں نے آتما شکتی مکمل کرلی ہے۔"

"چلو اچھا ہے جو چیز گم ہوگئی تھی وہ دوبارہ مل گئی ہے لیکن دوبارہ ملنے والی چیز پھر گم ہوسکتی ہے۔"

"اس کا کیا مطلب ہے۔"

"یہ تو دنیا میں ہوتا آیا ہے کہ کوئی چیز گم ہوتی ہے' مل جاتی اور پھر گم ہوجاتی ہے تو تمہاری آتما شکتی پھر گم ہوسکتی ہے۔"

"اب نہیں ہوگی۔"

"بہت خوب!"

"اس کا مطلب ہے تم مجھے چیلنج کررہی ہو؟"

"تیور بدل کر نہ بولو ہم بڑے نارمل انداز میں باتیں کررہے ہیں۔ میں نے تمہیں آتما شکتی مکمل کرنے کے لیے چالیس دنوں کی مہلت دی تھی۔ اب جب بھی تم اپنے موجودہ اپاہج جسم سے نکل کر کسی دوسرے جسم میں جاؤ گے تو جاتے ہی وقت دیکھ لینا ٹھیک چالیس منٹ بعد وہ جسم بدلنے پر مجبور ہوجاؤ گے۔"

وہ ہنسنے لگا۔ بولا "تم تو جیسے کوئی مہاشکتی مان دیوی ہو کہ جو کہتی ہو وہی ہوتا ہے۔"

"یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا کہ میں نے کہا تھا' تم چالیس دنوں میں اپنی کھوئی ہوئی چیز واپس حاصل کرو گے۔ اب اگر تم کوئی جسم تبدیل کرو گے تو چالیس دن کی مہلت دینے والی تمہیں چالیس منٹ کے اندر اس نئے جسم سے نکلنے پر مجبور کردے گی۔"

"یہ تو میں آزما چکا ہوں۔ تم نے مجھے چالیس روز تک اسی بستر پر لٹا کر تمام دشمنوں کے مقابلے پر زور آور بنا دیا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ مجھ جیسے زور آور کے مقابلے میں ہمیشہ تمہاری چال بازی کام آئے؟"

"میں کب کہہ رہی ہوں کہ میری چال بازی کام آسکتی ہے۔ تمہیں تو صرف اتنی سی بات یاد رکھنی ہے کہ جب بھی کسی نئے جسم میں جاؤ تو فوراً وقت دیکھ لو' ایک ایک منٹ کا حساب رکھو صرف چالیس منٹ وہاں رہو گے اب یہاں سے جاؤ۔

اس نے سانس روک لی۔ نارنگ کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اسے دوبارہ آتما شکتی مکمل کرنے کے بعد جتنی خوشی ہوئی تھی اتنی ہی پریشانی بڑھ گئی' اگرچہ اس نے سونیا کو چیلنج کیا تھا کہ وہ

اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گی لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ مکار عورت ضرور کچھ نہ کچھ کرے گی لیکن کیا کرے گی؟

وہ اپنی پوری عقل کا زور لگا کر سوچنے لگا کہ وہ کیسے معلوم کرسکتی ہے کہ وہ کہاں جائے گا؟ کس کے جسم میں جائے گا؟ اس ملک میں رہے گا یا اس سے ہزاروں میل دور کسی دوسرے ملک کے باشندے کے جسم میں جانے والا ہے' یہ کیسے معلوم کرے گی؟ ہرگز نہیں وہ خوامخواہ مجھے بچوں کی طرح ڈرا رہی ہے۔

وہ بستر پر پڑا تھوڑی دیر تک چھت کو تکتا رہا اور سوچتا رہا۔ عقل اسے سمجھا رہی تھی کہ اسے محض دھمکی نہیں سمجھنا چاہیے وہ مکار عورت کچھ بھی کرسکتی ہے۔ لہٰذا بہت سوچ سمجھ کر ایسے جسم میں' ایسی جگہ جانا چاہیے۔ جہاں وہ کبھی نہ پہنچ سکے اور آئندہ میں تو اپنے دماغ میں کسی بھی سوچ کی لہر کو آنے نہیں دوں گا۔ اس طرح اسے پتا نہیں چل سکے گا کہ میں کہاں ہوں؟

وہ اپنی سوچی ہوئی باتوں پر غور کرنے لگا۔

پھر اس کی عقل نے سمجھایا فرض کرلو کہ وہ اپنے دعوے کے مطابق صرف چالیس منٹ میں مجھے جسم بدلنے پر مجبور کردے گی تو' اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے جو نیا جسم ملے گا۔ وہ صرف چالیس منٹ کے لیے ہوگا اور میں چالیس منٹوں میں کچھ بھی نہیں کرسکوں گا۔ لہٰذا اپنے موجودہ دشمنوں سے پہلے انتقام لے کر بعد میں جسم بدلنا چاہیے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر کے دماغ میں پہنچا' وہ ایک کمرے میں بیٹھا ایک بہت بڑی دہشت گرد تنظیم سے اسلحہ سپلائی کرنے کا سودا کررہا تھا۔ اس نے اسے مخاطب کیا "ہیلو میں تمہارے اندر بول رہا ہوں۔"

گاڈ فادر نے چونک کر پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں نارنگ عرف ایمون ہوں جس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر تم نے بستر پر ڈال دیا۔ ساری زندگی کے لیے اپاہج بنا دیا۔ اب میں کوما سے نکل کر تمہارے دماغ میں آیا ہوں۔"

اس نے گھبرا کر پوچھا "تم کوما سے کیسے نکل آئے؟"

"تمہاری بدقسمتی نکال لائی ہے۔" گرو نارنگ نے پرسکون انداز میں کہا پھر بولا۔ "بس اب میں جو کہوں گا' وہی ہوگا تم ان تینوں ڈاکٹرز کو بلاؤ جنہوں نے قصائی بن کر میرا آپریشن کیا تھا اور مجھے اپاہج بنا دیا تھا پھر مجھے کوما میں پہنچایا تھا۔"

وہ گھبرا کر بولا "مسٹر نارنگ مجھے غلط مت سمجھو' میں تو تمہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک نئے طریقے پر عمل کررہا تھا۔"

"میں بھی نئے طریقے پر عمل کرنے والا ہوں۔ [illegible] فوراً کرو۔" یہ کہتے ہی اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو اس نے فون اٹھا کر تینوں ڈاکٹروں سے رابطہ کیا اور ان سے کہا وہ فوراً اس کے پاس پہنچیں۔

اس نے پھر فون بند کرنے کے بعد کہا "مسٹر نارنگ پہلے مجھے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقع دو۔"

"ابھی تو تم اسلحہ سپلائی کرنے کی باتیں کررہے ہو۔ یہاں دو دہشت گرد خفیہ تنظیموں کے لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی بھی آوازیں سنی ہیں۔ اب ذرا اس بات پر غور کرو کہ جو جدید اسلحہ ابھی تم سپلائی کرنے والے ہو اور ان کا نمونہ سامنے رکھا ہوا ہے تو وہ اسلحہ پہلے تم پر استعمال کیا جاسکتا ہے بلکہ کیا جائے گا۔"

وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بولا "نہیں نہیں ایسا مت کرنا' پلیز مجھے معاف کردو۔ مجھے صفائی پیش کرنے کا موقع دو۔ مجھے اپنے پاس آنے دو میں تم سے....."

اس کے سامنے بیٹھے دہشت گرد اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے اور پوچھ رہے تھے "یہ تم کس سے بول رہے ہو اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ کیا یہاں ہمارے لیے کوئی خطرہ ہے؟"

"نہیں' میں سمجھاؤں گا تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ خطرہ میرے لیے ہے تم لوگوں کے لیے نہیں۔"

"کچھ معلوم تو ہو؟"

"تم لوگوں نے کچھ روز پہلے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ ایک مردہ تابوت میں زندہ ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ وہی مردہ اب مجھ سے باتیں کررہا ہے اور میرے دماغ میں پہنچا ہوا ہے۔ یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا ہورہا ہے۔"

ان میں سے ایک لیڈر نے کہا "اوہ گاڈ ٹیلی پیتھی تو ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے سامنے تمام ہتھیار ناکام ہوجاتے ہیں۔ کہیں وہ ہمارے دماغوں میں تو نہیں آئے گا۔"

نارنگ نے کہا "میں تم دونوں کے دماغوں میں بھی پہنچ چکا ہوں۔ ابھی خاموش رہو۔"

ایسے وقت وہ تینوں ڈاکٹر وہاں آگئے۔ نارنگ نے گاڈ فادر کی زبان سے کہا "تم تینوں نے ایک ڈاکٹر نہیں بلکہ قصائی بن کر اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیے تھے' اور تم دونوں کہہ رہے تھے کہ تمہارے انجکشن کے ذریعے وہ ہمیشہ کوما میں رہتا ہے لیکن وہ تو ابھی میرے دماغ میں موجود ہے۔"

گاڈ فادر نے سامنے رکھے ہوئے اسلحے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ان میں اپنی پسند کا اسلحہ اٹھاؤ اور ایک دوسرے پر آزماؤ۔"

وہ تینوں حیرانی سے گاڈ فادر کو دیکھنے لگے۔ نارنگ نے پہلے ایک کے دماغ پر' پھر دوسرے کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ انہوں نے ہتھیار اٹھا کر ایک دوسرے پر گولی چلادی۔ تیسرے نے ایک ریوالور کو اپنی کنپٹی سے لگا کر اپنے آپ کو بھی ہلاک کر ڈالا۔

دہشت گرد تنظیم کے وہ دونوں لیڈر خوف سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ نارنگ نے ان میں سے ایک کے دماغ پر قبضہ جمایا تو اس نے ایک جدید گن اٹھائی پھر گاڈ فادر سے کہا "یہ نمونہ تم نے

ہمیں دکھایا ہے لیکن ابھی تک ہم نے اسے استعمال کرکے نہیں دیکھا ہے لہٰذا پہلے تم پر استعمال کررہے ہیں۔"

یہ سنتے ہی گاڈ فادر "نہیں نہیں" کہتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس شخص نے ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ دو گولیاں چلائیں تو اس کے دونوں ہاتھ زخمی ہوگئے۔ اس کے بعد بھی وہ ان دونوں ہاتھوں پر کئی گولیاں برساتا رہا حتیٰ کہ وہ ہاتھ بالکل ہی ناکارہ ہوگئے۔

نارنگ نے اس کی زبان سے کہا "اب یہ دونوں ہاتھ تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے لہٰذا آپریشن کے ذریعے انہیں کٹوانا ہوگا۔"

دوسرے شخص نے دوسرا ہتھیار اٹھا کر کہا "اس جدید ہتھیار کو بھی آزمانا چاہیے۔" یہ کہہ کر اس نے فائرنگ شروع کی اور اس کی دونوں ٹانگوں پر گولیاں برسانے لگا۔ گاڈ فادر فرش پر گرتے ہوئے' تڑپتے ہوئے رحم کی بھیک مانگنے لگا۔ چیخنے چلانے لگا۔ اس نے اتنی گولیاں کھائی تھیں کہ اب اس میں برداشت کی قوت نہیں رہی تھی وہ بے ہوش ہونے لگا۔ ایسے ہی وقت نارنگ نے اس کے دماغ میں کہا "اب میں جارہا ہوں۔ میرے بعد ڈاکٹر تمہیں آپریشن تھیٹر میں سنبھالیں گے۔ ڈاکٹر تمہیں سنبھالنے کے لیے' زندہ رکھنے کے لیے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو کاٹنا لازمی ہوجائے گا۔"

وہ دماغی طور پر اپنے بیڈ پر حاضر ہوگیا۔ دونوں ہاتھ' دونوں پیر کٹے ہوئے تھے۔ وہ بستر پر بظاہر ایک لاش کی طرح پڑا ہوا تھا لیکن اب کوئی بھی اس پر غالب نہیں آسکتا تھا۔ اس کے پاس آنے والا اپنی موت کے ساتھ ہی آسکتا تھا۔

جسم تبدیل کرنے کے لیے وہ کالا عمل کچھ یوں ہوتا ہے کہ ایک خاص منتر کا جاپ پڑھتے ہوئے اس کے اندر سے اس کی آتما کو نکلنے پر مجبور کردیتا' جب آتما اس کے جسم سے نکل جاتی اور اس کا جسم مردہ ہوجاتا تو وہ دوسرے منتر کا جاپ کرکے اپنی آتما کو موجودہ جسم سے نکال کر اس مردہ جسم میں منتقل کردیتا۔

وہ اب تک اسی ارادے پر قائم تھا کہ اسے برین آدم کے جسم میں جانا چاہیے تاکہ اسے ان کا وہ گہرا راز معلوم ہوسکے اور وہ ان کے ذریعے اس دوسرے جادوگر تک پہنچ سکے۔ اپنے اس ارادے پر عمل کرنے سے پہلے اس کے دماغ میں ایک بات آئی کہ ایک بار خیال خوانی کے ذریعے الپا اور برین آدم کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ یہ معلوم کیا جائے کہ وہ لوگ اب تک اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کررہے ہیں یا نہیں؟

نارنگ اس کے لب و لہجے کو یاد کرنے لگا پھر اس نے اس کی آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی تو حیران رہ گیا کیونکہ توقع کے خلاف اسے برین آدم کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی۔ برین آدم اپنے اندر بے چینی محسوس کررہا تھا کیونکہ وہ یوگا کا ماہر تھا اور پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتا تھا' پوچھ رہا تھا "کون ہے؟ اس وقت میرے دماغ میں کون آیا ہے؟"

نارنگ نے کہا "تم تو یوگا کے ماہر ہو سانس روک کر سوچ کی لہروں کو بھگا دیتے ہو۔ مجھے بھی بھگا دو۔" اس نے کئی بار سانس روک کر آزمایا لیکن سوچ کی لہریں موجود رہیں تب نارنگ نے کہا۔ "میں وہی ہوں جو یوگا جاننے والوں کے دماغ میں بھی پہنچ جاتا ہے اور وہ مجھے اپنے اندر سے بھگا نہیں پاتے۔"

برین آدم نے حیرانی اور بے یقینی سے پوچھا "کیا تم نارنگ ہو؟"

"میں کون ہوں اس کا اندازہ کرو سوچتے رہو' سمجھتے رہو' اس وقت تک میں تمہارے چور خیالات پڑھتا رہوں گا۔"

وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ اس کے اور الپا کے دماغ کو ایک وچ ڈاکٹر جمال رابن نے کس طرح بظاہر مردہ بنایا تھا مگر اب وہ جادوئی عمل ختم ہوچکا تھا اور وہ وچ ڈاکٹر جمال رابن مرچکا تھا۔

پھر یہ بھی پتا چلا کہ الپا اور برین آدم کے دماغ سے کیلیں کس طرح نکالی گئی ہیں اور وہ کیلیں نکالنے والے کون ہیں' اب تک انہیں پتا چلا تھا کہ ان میں ایک نوجوان لڑکی تھی اور ایک نوجوان مرد تھا۔ جنہیں پورے اسرائیل میں تلاش کیا جارہا تھا یہ بات نارنگ کو بھی کچھ حیران اور پریشان ہو کر سوچنے پر مجبور کررہی تھی کہ آخر وہ نوجوان لڑکی اور مرد کون ہیں۔ جنہوں نے اتنا بڑا کارنامہ کیا ہے اور ان کے جادوئی عمل کو ختم کردیا ہے۔ یقیناً وہ ان کے دشمنوں میں سے ہوں گے' لیکن دشمن تو بہت ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے والے بھی ہیں اور امریکی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہیں۔ پتا نہیں کس نے ایسا کیا ہے اور جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ ضرور اسرائیل میں یا تل ابیب میں موجود ہوگا۔ تب ہی ان کے قریب جانے کے بعد ہی ان کے سر سے کیلیں نکالی ہوں گی۔

برین آدم کا بھی یہی خیال تھا کہ جس مرد نے اس کی گردن دبوچ کر دوسرے ہاتھ سے کیلیں نکالی تھیں۔ وہ بہت طاقت ور تھا' اور الپا کے سر سے ایک لڑکی نے دو کیلیں نکالی تھیں۔ یعنی وہ بھی الپا کے قریب گئی تھی اور انہیں پہچانا نہیں گیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دونوں میک اپ میں تھے۔

خیالات پڑھنے سے رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا۔ جنہوں نے کیلیں نکالیں' ان میں لڑکی کا نام روبی اور مرد کا نام نارمن اسٹون تھا اور وہ ایک الیکٹریکل کمپنی سے منسلک تھا لیکن اب وہ فرار ہوچکے تھے اور انہیں اسرائیل کی پولیس' انٹیلی جنس اور آرمی تلاش کرتی پھر رہی تھیں۔

اب نارنگ کے لیے یہ سوچنا ضروری ہوگیا تھا کہ وہاں صرف الپا اور برین آدم ہی سے نہیں بلکہ اس کے دشمنوں سے بھی واسطہ پڑے گا۔ لہٰذا برین آدم کے جسم میں جانا مناسب رہے گا یا نہیں پہلے ان کے دشمنوں کی قوتوں کا اندازہ کرنا ضروری ہے۔

اس نے الپا کے دماغ میں آکر اس کے بھی خیالات پڑھے۔ وہ بھی بے چینی سے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے کہنے لگی "کون آیا ہے؟" لیکن نارنگ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی اسے اس کے خیالات پڑھتا رہا اس کے اور برین آدم کے خیالات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس نے بھی ان دونوں سے دشمنی کی ہے' ان کے سروں سے کیلیں نکالی ہیں' ان کے دماغوں کو غیر محفوظ بنایا ہے' اس نے اب تک کوئی دشمنی نہیں کی ہے نہ اب تک ان کے دماغوں میں آیا ہے۔ اب پہلی مرتبہ وہ اپنے دماغوں میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کررہے ہیں۔

وہ بولا "ہیلو الپا میں نارنگ بول رہا ہوں۔ تم نے تو بہت زبردست کارنامہ دکھایا تھا اور اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کرلیا تھا۔ اب تمہارے یوگا جاننے کے باوجود میں تمہارے دماغ میں ہوں مجھے نکال سکتی ہو تو نکال دو۔"

"اس کا مطلب ہے تم نے اپنے کسی کالے جادو کے عمل سے ہمارے سر سے کیلیں نکالی ہیں اور ہمیں غیر محفوظ کیا ہے۔"

"نہیں اگر میں ایسا کرتا تو ابھی اس کا اعتراف کرلیتا۔"

"نارنگ تم نے کسی جوان لڑکی اور کسی جوان مرد کو اپنا آلۂ کار بنا کر یہاں بھیجا تھا۔ تم نے ہی ایسی حرکتیں کی ہیں۔"

"جب میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے ایسا نہیں کیا تو نہیں کیا۔ کیا مجھے تم سے خوف آتا ہے۔ میں چاہوں تو ابھی تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کردوں اور تم مجھے دماغ سے نکال نہ سکو۔"

وہ خاموش رہی جواب نہ دے سکی۔ بے شک وہ ایسا کرتا تو وہ اسے دماغ سے نکال نہ پاتی' اب بھی وہ مجبور تھی اپنے اندر اسے برداشت کررہی تھی' پھر وہ بولی "نارنگ ہم نے جو کچھ بھی کیا تھا اپنے تحفظ کے لیے کیا تھا اور اپنی حفاظت کرنا ہر انسان کا حق ہے لیکن تم اس بات کے گواہ ہو کہ ہم نے محفوظ ہونے کے بعد بھی تم سے کبھی کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔ کبھی تمہیں کسی قسم کا چیلنج نہیں کیا۔"

"ہاں اتنی شرافت تم نے دکھائی ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ جوان لڑکی اور جوان مرد کون ہیں؟"

"میری تو یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ ان کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہوگا۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو۔"

"اس لیے کہ کوئی امریکی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوتا اور ہم پر غالب آتا' تو فخریہ انداز میں ہمیں ٹریپ کرتا' ہمیں اپنا معمول اور تابع بنالیتا' لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا جب سے ہم غیر محفوظ ہوئے ہیں اس کے بعد سے تم ہمارے دماغ میں آئے ہو اور جنہوں نے ہمارے سر سے کیلیں نکالی ہیں' انہوں نے کبھی ہم سے رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کے کسی ساتھی نے ہم سے رابطہ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں صرف غیر محفوظ کیا ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کریں۔ لہٰذا ہماری ایک بہت بڑی حفاظتی تدبیر کو ختم کرکے انہوں نے خاموشی اختیار کرلی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے دو افراد جسمانی طور پر وہاں موجود ہیں اور جو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں جن میں سے ایک لڑکی ہے اور ایک جوان مرد ہے۔"

"ہاں ہمارا خیال بار بار ثانی اور پارس کی طرف جارہا ہے' علی اور فہمی بھی ہوسکتے ہیں اور اب تو پورس بھی ایک ابنارمل لڑکی جینی کے ساتھ رہتا ہے۔ ان تین جوڑوں میں سے کوئی ایک جوڑا یہاں جسمانی طور پر موجود ہے' جنہیں تلاش کیا جارہا ہے اور وہ ابھی تک ہاتھ نہیں آئے ہیں۔"

وہ سوچ کر بولا "اچھا میں ابھی جارہا ہوں' تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ کچھ پتا کروں گا کہ آخر وہاں کون سا ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا جوڑا پہنچا ہوا ہے۔"

وہ پھر دماغی طور پر اپنے بستر پر حاضر ہوگیا۔ سوچنے لگا' خطرہ ہے اگر میں برین آدم کے جسم میں جاؤں گا او[...] صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں گے تو مجھے پہچان لیں گے' پھر سونیا تو میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ وہ ضرور چالیس منٹ کا وقت دینے کے بعد اپنے چیلنج پر عمل کرے گی اور مجھے چالیس منٹ سے زیادہ اس جسم میں رہنے نہیں دے گی۔ لہٰذا کسی ایسے جسم میں نہیں جانا چاہیے جسے وہ جانتی ہو۔

جب وہ الپا کے دماغ میں رہ کر باتیں کررہا تھا تو جینی اور پورس بھی الپا کے دماغ میں پہنچے ہوئے تھے اور ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔ جب وہ الپا کے دماغ سے نکلا تو وہ دونوں بھی نکل گئے پھر پورس نے سونیا کو مخاطب کیا "مما! کیا یہ نارنگ آتما شکتی حاصل کرچکا ہے۔"

"ہاں بیٹے میں نے اسے موقع دیا تھا اور اس نے مکمل آتما شکتی حاصل کرلی ہے اور اب میں نے اسے چیلنج کیا ہے جب بھی وہ کسی نئے جسم میں جائے گا تو جاتے ہی پہلے وقت دیکھ لے' اس وقت سے ٹھیک چالیس منٹ بعد وہ اپنے دوسرے جسم کو چھوڑنے پر مجبور ہوجائے گا۔ میں اسے دوڑا دوڑا کر مارنا چاہتی ہوں۔"

"ویسے مما الپا بری طرح سہمی ہوئی ہے۔ وہ سمجھ رہی ہے کہ نارنگ اب اپنی مکمل آتما شکتی اور آتما ٹیلی پیتھی کے باعث اس پر حاوی رہا کرے گا اور وہ اس کی کنیز بن کر رہ جائے گی۔"

"ٹھیک ہے اسے پریشان رہنے دو۔ وہ اپنی کامیابیوں پر بڑا اتراتی ہے اور خود کو بہت بڑی چال باز ظاہر کرتی ہے اب اسے ناکامیوں سے بھی دوچار ہونے دو' بعد میں اسے خود ہی نارنگ سے نجات مل جائے گی۔ اسے پتا نہیں ہے کہ میں اس مغرور نارنگ کے ساتھ کیسا سلوک کرنے والی ہوں۔"

جینی نے کہا "اب ہمیں اس ملک سے کسی طرح بھی نکل جانا چاہیے۔ اس ملک کی پوری فورس ہمیں تلاش کررہی ہے۔ ہیلی کاپٹر پرواز کرتے پھر رہے ہیں۔"

سونیا نے کہا "کسی ایک ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے افسر کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور اس کے ساتھ بیٹھ کر اس ہیلی کاپٹر کو اسرائیل سے باہر لے جاؤ۔"

ایسا کرنا مشکل بھی تھا اور ذہانت سے کام لینے والوں کے لیے آسان بھی تھا۔ جتنے ہیلی کاپٹر پرواز کررہے تھے ان کا مرکز آرمی ہیڈ کوارٹر میں تھا۔ وہ تمام پرواز کرنے والے افسران جہاں جہاں جارہے تھے اپنی رپورٹ اس مرکز کے انچارج اور دوسرے افسران کو سناتے جارہے تھے۔ وہ بھی جواب میں کچھ کہتے جارہے تھے۔ پورس اور جینی ایک ویرانے میں جہاں چھپے ہوئے تھے' وہاں ایک ہیلی کاپٹر بار بار گردش کررہا تھا۔ انہوں نے اس کا نمبر پڑھا اس نمبر کے حوالے سے ہیڈ کوارٹر میں جو گفتگو ہورہی تھی اسے سن کر پورس اس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس افسر نے پائلٹ سے کہا "ہیلی کاپٹر کو کسی کھلی جگہ اتارو۔ وہ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے۔"

پائلٹ نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ ہیلی کاپٹر زمین پر اتر آیا' اس میں ایک افسر کے ساتھ چار مسلح فوجی جوان تھے۔ ایک افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر ان چار فوجی جوانوں کو گولی مارنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ جینی اور پورس دونوں خیال خوانی کے ذریعے ایسا کرسکتے تھے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کی ہلاکت کے بعد صرف افسر اور پائلٹ رہ گئے۔ پورس پائلٹ کے دماغ میں پہنچا اور جینی اس افسر کے۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئے۔ اس کے بعد وہ افسر اور پائلٹ ان کی مرضی کے مطابق اس ہیلی کاپٹر کو پرواز کراتے ہوئے وہاں سے لے جانے لگے۔

تل ابیب اور حیفہ وغیرہ میں کتنے ہی جوڑے شبے میں پکڑے گئے تھے۔ جن میں سے دو کو حراست میں رکھا گیا تھا باقی کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہ بیان جاچکا ہے کہ ان دونوں جوڑوں پر کیسے شبہ کیا گیا تھا۔ الپا نے کہا "برادر آپ باری باری ان دونوں جوڑوں کے پاس جائیں اور ان کی انگلیوں کے نشانات لیں۔ ان کا بلڈ گروپ بھی چیک کرائیں پھر انہیں ہمارے ریکارڈ روم میں رکھے جینی اور پورس کے نشانات سے ملائیں۔"

اسرائیل' امریکا' فرانس' جرمنی اور روس جیسے بڑے ممالک کے علاوہ دوسری عالمی خفیہ اور خطرناک ایجنسیوں میں بھی ہمارے مکمل ریکارڈ موجود تھے۔ جن کے ذریعے وہ ہماری اصلیت معلوم کرسکتے تھے اور الپا یہی مشورہ دے رہی تھی۔

نارنگ اسی بیڈ پر اپاہج بنا پڑا ہوا تھا' وہ ابھی جسم کی تبدیلی میں جلدی نہیں کرنا چاہتا تھا' اگر سونیا واقعی چالیس منٹ کے اندر کسی طرح مجبور کرے گی اور وہ پھر جسم بدلے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آتما شکتی ایک طرح کمزور ہوگئی ہے۔ اس لیے وہ جسم بدلنے سے پہلے بہت محتاط رہ کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جہاں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں' وہاں وہ نہ جائے اور ان سے دور کسی ایسے جسم میں داخل ہوجائے جس کی طرف سونیا کبھی توجہ نہ دے سکے۔

وہ ایک گھنٹے بعد الپا کے پاس آیا اور اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ جن دو جوڑوں کو شبے میں گرفتار کیا گیا تھا' وہ جینی اور پورس نہیں ہیں اور ان کا بلڈ گروپ اور ان کی انگلیوں کے نشانات ان سے بالکل مختلف ہیں۔

برین آدم نے الپا سے کہا "ان کے نشانات تو پارس اور علی سے بھی نہیں ملتے ہیں یہ تو بالکل مختلف ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں گرفتار ہونا چاہیے وہ اب تک ہمارے ملک میں روپوش ہیں اور ہم انہیں گرفتار کرنے میں ناکام ہورہے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد آرمی ہیڈ کوارٹر سے برین آدم کو مخاطب کرکے کہا گیا "ہمارے جتنے ہیلی کاپٹر پورے اسرائیل میں پرواز کررہے ہیں ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر سے رابطہ نہیں ہورہا ہے۔"

برین آدم نے چونک کر یہ بات فون کے ذریعے الپا کو بتائی اس کے دماغ میں نارنگ موجود تھا۔ اس نے کہا "الپا سمجھ لو شکار ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اب انہیں پکڑنا بہت مشکل ہے۔"

وہ بولی "مشکل تو ہے مگر بگ برادر ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ وہ انٹرنیشنل فلائنگ کنٹرولنگ دفتر سے رابطہ کریں گے اور سراغ رساں طیارے انہیں تلاش کریں گے' وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ کسی آس پاس کے ملک پہنچے ہوں گے۔"

"انہوں نے تمہارے سروں سے وہ کیلیں کب نکالی تھیں؟"

"یہی کوئی پانچ گھنٹے ہورہے ہیں۔"

"پھر تو یہ پکی بات ہے ان دونوں کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اگر امریکی روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوتے تو وہ اب تک تمہارے دماغ میں آکر تمہیں چیلنج کرتے اور تمہاری اس کمزوری کا مذاق اڑاتے۔"

"یہی تو مشکل ہے اگر وہ واقعی بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہوں گے تو انہیں گرفتار کرنے اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنے سے پہلے ہمیں ہزاروں بار سوچنا ہوگا کہ فرہاد علی تیمور اس کے بدلے جوابی کارروائی کتنی بھیانک طریقے سے کرے گا۔"

نارنگ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا "اب تو مجھے بھی ہزار بار سوچنا ہوگا کہ برین آدم کے جسم میں یا وہاں کسی اور کے جسم میں جانا چاہیے یا نہیں؟ وہاں فرہاد کے لوگ موجود ہیں یا نہیں؟ اس طرح سونیا سے یہ بات چھپی نہیں رہے گی کہ میں وہاں کس کے جسم میں پہنچا ہوا ہوں۔"

اس نے سوچتے ہوئے انکار میں سر ہلایا "نہیں مجھے اسرائیل

کا رخ کرنا ہی نہیں چاہیے۔ لیکن پھر کہاں جاؤں؟ ویسے تو دنیا میں اربوں افراد ہیں کسی کے بھی جسم میں جا سکتا ہوں لیکن جانے سے پہلے مجھے واقعی ہزار بار سوچنا ہوگا۔ اس کمینی نے چیلنج کیا ہے کہ میں نئے جسم میں چالیس منٹ سے زیادہ نہیں رہ سکوں گا۔ تعجب ہے اسے کیسے معلوم ہوگا کہ میں کون سا جسم اختیار کرنے والا ہوں۔"

وہ اپنی ذہانت سے یہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ ایسا کیسے کرے گی لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ اس کا دماغ یہی سمجھاتا رہا کہ سونیا نے اسے دھوکا دینے کے لیے ایسے ہی خواہ مخواہ کا چیلنج کیا ہے۔

اچانک اسے تیج پال کا خیال آیا پھر اس خیال کے ساتھ اسے غصہ بھی آیا کہ اس نے بھی اسے دھوکا دیا تھا' یا دوسروں نے اسے دھوکے سے چھین لیا تھا ورنہ تیج پال اس کا معمول اور تابع تھا۔ اب شاید پھر وہ اسے ٹریپ کر سکے اور اگر نہ کر سکا تو پھر اس کے جسم میں چلا جائے گا۔ اس طرح اس کے اندر اور زیادہ غیر معمولی صلاحیتیں پیدا ہو جائیں گی یہ سوچتے ہی وہ تیج پال کی آواز کو اور لب ولہجے کو اچھی طرح یاد کر کے خیال خوانی کرنے لگا۔ ایک بار خیال خوانی کی پرواز کی' دوسری بار کی' تیسری بار کی لیکن اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکا یہی ظاہر ہوا کہ اس نے اپنی آواز اور لب ولہجہ بدل دیا ہے۔

تارنگ جھنجلا گیا۔ وہ کسی باکمال شخص کے جسم میں جانا چاہتا تھا یا پھر کوئی توانا' خوب رو جوان ہو یا پھر کسی بڑے ملک کا حاکم ہو یا بہت بڑا عہدے دار ہو جس کا حکم پورے ملک پر چلتا ہو۔ وہ بہت اونچے خواب دیکھ رہا تھا اور بہت پستی میں اپاہج بنا پڑا تھا۔

یہ پستی اسے سمجھا رہی تھی کہ وہ جس قد آور بلند وبالا شخص کے جسم میں جائے گا' سونیا اتنی ہی جلدی اسے پہچان کر اس کی شہ رگ تک پہنچے گی' لہٰذا اسے کسی معمولی اور گمنام شخص کے جسم میں جانا چاہیے۔ یہی دانش مندی ہوگی۔ ایسے وقت کمرے کا دروازہ کھلا' ایک بھنگی اس کی حاجت روائی اور کمرے کی صفائی کے لیے اپنے وقت کے مطابق آیا۔ وہ جانتا تھا کہ بیڈ پر پڑا ہوا شخص کوما میں رہتا ہے حرکت نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس نے قریب آکر پوچھا "اے کیا ارادہ ہے' تو نے پھر بستر کو ناکمٹ بنا دیا ہے۔ لعنت ہے تجھ پر۔ مجھے روز تیری صفائی کرنی پڑتی ہے۔"

بھنگی نے جھک کر اس کے اوپر سے کمبل ہٹا کر دیکھنا چاہا تو اچانک تارنگ نے اٹھتے ہوئے اسے دونوں بازوؤں سے دبوچ لیا۔ اس کے ہاتھ کلائیوں سے کٹے ہوئے تھے لیکن دو بازو بھی اتنے سخت اور طاقت ور تھے کہ وہ بھنگی تڑپ تڑپ کر کوشش کرنے کے باوجود اس کی گرفت سے نہ نکل سکا۔ تارنگ نے کہا "کتے کے بچے مجھے گونگا' بہرا' لاچار اور اپاہج سمجھ رہا تھا اور تجھے سمجھایا گیا ہوگا کہ میں کوما میں پڑا رہتا ہوں' بے حس رہتا ہوں۔ اس لیے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تیرے دماغ میں نہیں آسکوں گا۔ اس لیے بڑ بڑا رہا تھا۔"

وہ رحم طلب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی گردن بری طرح پھنسی ہوئی تھی اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ تارنگ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ نجات پاتے ہی وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن اس کے قدم رک گئے۔ تارنگ اس کے دماغ میں تھا اور وہ اس کی مرضی کے بغیر کمرا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے سہم کر اس کی طرف گھومتے ہوئے اسے دیکھا۔ اس نے کہا "اب میں جو کہوں گا تو وہ کرے گا اگر نہیں کرے گا تو مرے گا۔"

وہ اپنے دونوں کان پکڑ کر گڑگڑاتے ہوئے بولا "مجھے معاف کردو' مجھے گاڈ فادر اور ان کے ماتحت نے بتایا تھا کہ آپ بہت خطرناک ہیں۔ اگر بولنے لگیں گے تو پھر ہم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"تجھے زندہ چھوڑ دوں گا اگر تو میرے کام آتا رہے گا۔"

"آپ حکم کریں۔ میں آپ کا ہر کام کروں گا۔"

"ایک وہیل چیئر کا انتظام کر کے جلد سے جلد اس میں مجھے بٹھا اور پھر یہاں سے باہر نکال۔"

وہ سنتا رہا اور سوچتا رہا پھر بولا "آپ کا حکم ہے میں ایسا ضرور کروں گا لیکن آپ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جب سے آپ دوبارہ زندہ ہو کر تابوت میں اٹھ کر بیٹھ گئے تھے تب سے پولیس والے آپ کو تلاش کر رہے ہیں اگر میں کسی وہیل چیئر پر بٹھا کر آپ کو باہر لے جاؤں گا تو پولیس والے آپ کو گرفتار کرلیں گے۔"

تارنگ نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور تسلیم کیا وہ درست کہہ رہا تھا۔ تارنگ یہ بھول گیا تھا اس وقت وہ ایمون کے جسم میں ہے چہرہ بھی ایمون کا ہے۔ لہٰذا پولیس اور انٹیلی جنس والے اسے دیکھیں گے تو ضرور گرفتار کریں گے اگرچہ گرفتار کر کے اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اگر گولی بھی ماریں گے تو وہ فوراً ہی دوسرے جسم میں چلا جائے گا۔

لیکن یہی ایک اہم سوال تھا کہ کس کے جسم میں جائے گا؟ وہ کسی ایسے جسم میں جانا چاہتا تھا کہ جہاں تک سونیا نہ پہنچے۔ وہ غصے سے بولا "اس کتی اور کمینی نے میرے ذہن میں دھونس بٹھا دی ہے۔ کیا وہ میری آتما سے چپک گئی ہے کہ جہاں جاؤں گا پہنچ جائے گی۔ نہیں' میں دیکھ لوں گا کہ وہ کیسے میرے پیچھے آئے گی۔"

وہ بولتے بولتے رک گیا کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ آوازوں سے پتا چل رہا تھا کہ پولیس والوں نے ایسے بوٹ پہن رکھے تھے۔ جن سے فرش پر دھمک سی ہو رہی تھی۔ ایک افسر دو مسلح ساتھیوں کے ساتھ کمرے میں آیا اس نے پہلے اس بھنگی کو دیکھا پھر بستر پر پڑے تارنگ کو دیکھ کر کہا "ہمیں صحیح اطلاع ملی تھی۔ ایمون تم اتنے دنوں تک یہاں چھپے رہے ہو اور تمہارے

تو دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ شاید اسی لیے خود چل کر پولیس اسٹیشن نہیں آئے۔ کیوں یہی بات ہے نا؟"

وہ افسر طنزیہ انداز میں گھورتا ہوا اس کے قریب آیا۔ ایک دوسرا افسر بھی چند ساتھیوں کے ساتھ اندر آتے ہوئے بولا "ہم کئی کمرے دیکھ چکے ہیں۔"

بھنگی نے کہا "سر ادھر مکان کے پچھلے حصے میں کوارٹر بنے ہوئے ہیں وہ بھی گاڈ فادر کی ملکیت ہیں۔"

افسر نے کہا "میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں۔"

اس کے ساتھ سپاہی جانے لگے تو تارنگ نے اس افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ تارنگ کی مرضی کے مطابق سپاہیوں سے بولنے لگا "تم لوگ یہیں رہو۔ میں خاموشی سے دبے پاؤں جاؤں گا اور وہاں دیکھوں گا کہ کیا ہو رہا ہے؟"

ادھر پولیس افسر تارنگ سے طرح طرح کے سوالات کر رہا تھا کہ "گاڈ فادر کے اور کتنے اڈوں کو تم جانتے ہو اور اس نے تمہیں کیوں اپاہج بنا کر رکھا ہے؟"

"میں اپاہج ضرور ہو گیا ہوں لیکن ایسا بھی کھوتا سکہ نہیں ہوں کہ اس دنیا کے بازار میں چل نہ سکوں۔ میں اب بھی یہاں سے بغیر ہاتھ پاؤں کے فرار ہو سکتا ہوں اور آپ لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

وہ انہیں باتوں میں الجھا رہا تھا اور رہ رہ کر اس افسر کے بارے میں سوچ رہا تھا جو پیچھے کوارٹر میں کچھ تلاش کرنے گیا تھا۔ جب وہ کوارٹر کے کمرے میں پہنچا تو تارنگ نے کہا "اگرچہ میں آپ کے سامنے بڑی بڑی باتیں کر رہا ہوں مگر آپ کو قانون کے محافظ کی حیثیت سے خود سے بڑا سمجھتا ہوں۔"

افسر نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "ابھی تو تم چیلنج کے انداز میں بول رہے تھے اور اب اتنا نرم لہجہ اختیار کر رہے ہو؟"

"بھئی قانون کے سامنے تو جھکنا ہی پڑتا ہے۔ میں آپ سے صرف پانچ منٹ کی اجازت چاہتا ہوں۔ میں آنکھیں بند کر کے اپنے گاڈ کو یاد کروں گا پھر اپنے آپ کو آپ کے حوالے کر دوں گا۔"

یہ کہہ کر اس نے آنکھیں بند کرلیں اور خیال خوانی کے ذریعے اس افسر کے پاس گیا جو کچھ تلاش کرنے گیا تھا۔ اس نے اسے ایک بستر پر لٹا دیا پھر ایک منتر کا جاپ کرنے لگا۔ دو منٹ کے اندر ہی اس افسر کے جسم سے روح نکل گئی' وہ مردہ ہو گیا اس کے مردہ ہونے کے چند سیکنڈ کے بعد ہی اس نے پھر آنکھیں کھول دیں گویا چند سیکنڈ بعد ہی دوبارہ زندہ ہو گیا۔ آنکھیں کھولتے ہی دیوار پر لگی ہوئی گھڑی نے گھنٹی بجائی۔ اس نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا۔

اس گھڑی میں اس وقت سات بجے تھے۔ اسے سونیا کی بات یاد آئی کہ جیسے ہی دوسرا جسم بدلو گھڑی میں وقت ضرور دیکھ لینا

کیونکہ ٹھیک چالیس منٹ بعد تم اپنا دوسرا جسم بھی بدلنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ اس کا مطلب ہے کہ سات بج کر چالیس منٹ پر یعنی جب آٹھ بجنے میں بیس منٹ ہوں گے تو وہ اپنے اس جسم کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔

لیکن اس نے حقارت سے سوچا "اونہہ اسے کیسے پتا چلے گا کہ میں اس پولیس والے کے جسم میں آگیا ہوں۔"

وہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا پھر افسرانہ انداز میں چلتا ہوا جب اس مکان میں پہنچا تو وہاں دوسرا افسر اس جسم پر جھکا ہوا تھا جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ وہ ایمون کو چھو کر اس کے دل کی دھڑکنوں کو دیکھ کر اسے آوازیں دے رہا تھا' پھر بولا "ارے یہ تو اچانک ہی مرگیا ہے۔"

ایک سپاہی نے کہا "سر یہ بہت بڑا چال باز ہے۔ پتہ نہیں مرنے کے بعد اس تابوت میں کس طرح زندہ ہوگیا تھا اور اب یہاں پھر مرگیا ہے۔"

بھنگی نے کہا "جی حضور میں بھی جانتا ہوں۔ یہ کوئی کالا جادو جانتا ہے۔ جس کی وجہ سے کبھی زندہ ہو جاتا ہے اور کبھی مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کے جسم کو تختی سے باندھ کر لے جانا چاہیے۔ اگر اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا جائے گا تو پھر یہ دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ افسر نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو۔" پھر اس نے دوسری طرف کی آواز سنی اور ریسیور دوسرے افسر یعنی نارنگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "یہ تمہاری وائف کا فون ہے۔"

اس نے ریسیور کان سے لگا کر کہا "ہیلو میں بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے اس کی وائف نے کہا "ذرا گھڑی دیکھو سات بج کر ایک منٹ ہو چکا ہے۔ میں انتظار کر رہی ہوں کیا ابھی تک تمہاری نائٹ ڈیوٹی ختم نہیں ہوئی۔"

وہ بولا "اچھا میں ابھی آرہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر دوسرے افسر سے کہا "میری وائف کہہ رہی ہے۔ بچہ بہت بیمار ہے۔ اسے ابھی اسپتال لے جانا ہوگا' میری ڈیوٹی کا وقت ختم ہو چکا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں چلا جاؤں گا۔"

افسر نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا "ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو' میں باقی کارروائی کرلوں گا۔"

وہ وہاں سے چلتا ہوا باہر آیا پھر ایک سپاہی نے اسے سیلوٹ کیا تو اس نے کہا "مجھے میرے گھر پہنچا دو۔"

سپاہی نے دروازہ کھولا۔ وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا پھر سپاہی دوسری طرف سے آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اسٹیئرنگ کو سنبھالتے ہوئے گاڑی کو اسٹارٹ کرکے آگے بڑھانے لگا۔ ایسے وقت نارنگ نے سوچا کہ ٹھیک ہے میں جس افسر کے جسم میں ہوں اس کی بیوی نے فون کیا تھا لیکن اسے یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ سات بج کر ایک منٹ ہوئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سونیا اسے بتاتی جارہی ہوگی وقت گزرتا جارہا ہے اور چالیس منٹ گزرنے کا انتظار زیادہ دیر نہیں کرنا پڑے گا۔

پھر وہ افسر کی بیوی کے لب و لہجے کو یاد کرنے لگا جس نے اسے فون کیا تھا۔ وہ اسی کے دماغ میں پہنچا اور معلومات حاصل کرنے لگا کہ گھر کیسا ہے کہاں ہے۔ اس کی بیوی کا مزاج اور عادتیں کیسی ہیں' معلوم ہوا ان کا ایک ہی بچہ ہے اور گھر میں ایک نوجوان سالی ہے۔

اس نے گھر پہنچنے تک اس گھر کے متعلق اور اس کی بیوی کے متعلق بہت سی اہم باتیں معلوم کرلیں۔ سپاہی اسے گھر کے دروازے پر چھوڑ کر گاڑی لے گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبایا تو اس کی بیوی نے دروازہ کھولا' پھر بولی "اب آرہے ہو۔ آخر یہ ڈیوٹی کیسی ہوتی ہے کہ وقت کے مطابق جا نہیں سکتے اور وقت کے مطابق آ نہیں سکتے۔"

وہ اندر آتے ہوئے بولا "تم نے تو آتے ہی شکایتیں شروع کردیں۔ بھئی فرائض ادا کرنے کے لیے وقت نہیں دیکھا جاتا۔ بہرحال ایک بہت بڑا مجرم گرفتار ہوگیا ہے۔"

وہ کچھ اور کہنا چاہتا کہ اس کی نوجوان سالی اس کے بچے کو اٹھائے آگئی۔ اس سے بولی "ہائے ایمون ڈیوٹی سے فرصت مل گئی۔"

نارنگ نے چونک کر اسے دیکھا پھر بولا "تم مجھے ایمون کہہ رہی ہو۔"

اس کی بیوی نے کہا "تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ وہ تمہیں ایمون نہیں ایمور کہہ رہی ہے۔ اپنا نام بھول رہے ہو۔"

"اوہ سوری' دراصل ابھی جس مجرم کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کا نام ایمون ہے وہی میرے سر پر سوار ہے تو مجھے یہی سنائی دیا۔"

وہ ایسا بولتے وقت اپنی سالی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بہت حسین اور نوجوان تھی۔ بڑی ہی پر کشش تھی' وہ بھی اسے لگاوٹ سے دیکھ رہی تھی۔

اس کی بیوی نے کہا "جاؤ غسل کرو' لباس تبدیل کرو اور ناشتے کی میز پر آجاؤ۔ ہمیں بھوک لگ رہی ہے۔"

اس کی سالی نے بچے کو بہن کی گود میں دیتے ہوئے کہا "سسٹر تمہارے لیے نیا ٹوتھ پیسٹ اور نیا صابن لے کر آئی ہیں۔ چلو میں تمہیں دیتی ہوں تم اپنے دوسرے کپڑے چل کر نکالو۔"

وہ اس کے ساتھ جاتی ہوئی سسٹر سے دور جا کر بولی "تم بڑے جھوٹے ہو' جھوٹی محبت جتاتے ہو۔ تم نے کہا تھا' رات کو ڈیوٹی کے بہانے جاؤ گے اور صبح ہونے سے پہلے آکر مجھے یہاں سے بھگا کر لے جاؤ گے۔"

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں' وہ تو اس پکے ہوئے پھل کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور وہ پھل خود ہی اس کی جھولی میں

گرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "سوری مجھے دیر ہوگئی لیکن فکر نہ کرو میں ابھی کچھ تدبیر کرتا ہوں۔"

"تدبیر کیا کرنا ہے۔ تم نے تو پہلے ہی پاسپورٹ اور ویزا تیار رکھا ہے۔ کہہ رہے تھے' نو بجے والی فلائٹ سے ہم چلے جائیں گے۔ میں نے کل رات سے سفری بیگ میں اپنے اور تمہارے پاسپورٹ اور تمام کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔ صرف یہاں سے نکلنے کی دیر ہے۔"

"تو پھر فکر نہ کرو۔ ابھی تمہاری سسٹر بچے کو لے کر کمرے میں چلی جائے گی۔ اس کے بعد ہم یہاں سے نکل پڑیں گے۔"

"جاؤ جلدی سے غسل کرکے تیار ہو جاؤ۔ باتھ روم میں صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سب ہے لیکن تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میری سسٹر ابھی سو جائیں گی۔"

"بھئی وہ کہہ رہی تھی کہ وہ رات سے جاگ کر میرا انتظار کررہی ہے تو اسے نیند آرہی ہوگی۔ میں کوئی تدبیر کرتا ہوں تم فکر نہ کرو بس ہمارا کام ہو جائے گا۔"

وہ باتھ روم میں گیا اور لباس اتار کر شاور کے نیچے غسل کرتے ہوئے اپنی عارضی بیوی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ کچن میں تھی اور ناشتا تیار کررہی تھی۔ نارنگ اس کے دماغ پر مسلط ہوگیا۔ وہ اپنا کام چھوڑ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی' وہاں بچہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ بھی جا کر لیٹ گئی بہت نیند محسوس کررہی تھی۔ سوچ رہی تھی کہ ناشتا کرنے کے لیے جاگنا چاہیے لیکن وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوسکی' نارنگ نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلا دیا پھر اس نے اپنی سالی کے خیالات پڑھے' وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اب یہاں سے فرار ہو کر کس ملک میں جائیں گے۔ اس کی سالی کے خیالات نے کہا کہ فرانس کو چھوڑ کر وہ لندن جانے والے ہیں اگر لندن بھی ان کے لیے مناسب نہیں رہا تو پھر وہ کسی دوسرے ملک کے بارے میں سوچیں گے۔

جہاں نارنگ کو قید کرکے اپاہج بنایا گیا تھا۔ وہاں سے یہاں تک آنے اور اپنی فرضی بیوی سے باتیں کرنے اور غسل کرنے میں کافی وقت گزر چکا تھا۔ جب وہ غسل کرنے کے بعد اور لباس تبدیل کرنے کے بعد باہر آیا تو سات بج کر تیس منٹ ہو چکے تھے۔ سونیا کے چیلنج کے مطابق صرف دس منٹ رہ گئے تھے۔ اس کی سالی اپنا سفری بیگ لیے ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی بولی "یہ تو کمال ہوگیا۔ واقعی سسٹر گہری نیند سو رہی ہیں۔"

وہ دونوں تیزی سے باہر آئے' سڑک پر آکر ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے' پھر وہاں سے ائرپورٹ کی طرف جانے لگے۔ نارنگ اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا' اس نے کہا "دونوں پاسپورٹ اور ٹکٹ مجھے دو تاکہ جلد سے جلد بورڈنگ کارڈ حاصل کرلیں۔"

اس کی سالی نے سفری بیگ کو کھول کر اس میں ہاتھ ڈالا پھر اس میں سے ایک پستول نکال کر اسے نشانے پر رکھ کر بولی "یہ ہے پاسپورٹ۔"

وہ چونک کر بولا "یہ کیا!"

"تم گھڑی نہیں دیکھتے یہ بُرا کرتے ہو۔ سات بج کر چھتیس منٹ ہو چکے ہیں اور میری دی ہوئی مہلت کے پورا ہونے میں صرف چار منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ ان چار منٹوں میں تم خود کو اس جسم میں محفوظ رکھ سکتے ہو تو رکھو۔"

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولا "تم سونیا ہو؟"

"فی الحال تو سونیا ہوں مگر اس افسر کی سالی ہوں جسے ہلاک کرکے تم نے اس کا جسم حاصل کیا ہے۔ تم اس کے جسم میں ہو اور میں اس کی سالی کے دماغ میں ہوں۔"

وہ حقارت سے بولا "تم کیا سمجھتی ہو۔ مجھے گولی مارنے سے کیا میں مر جاؤں گا؟"

"نہیں' تم پھر کسی چیز سے اپنے جسم میں پیوست ہونے والی وہ گولی نکال لو گے اور وہ زخم بھر جائے گا لیکن کتنی گولیاں نکالو گے۔ اس پستول میں کئی گولیاں ہوتی ہیں اور اتنی گولیاں نکالتے نکالتے چالیس منٹ سے زیادہ ہو چکے ہوں گے۔"

"کیا تم مجھے قتل کرنے کے بعد یہاں سے زندہ بچ کر جا سکو گی۔"

"بے شک میرا یہ ٹیکسی ڈرائیور گواہی دے گا کہ تم اس پستول کے بل پر مجھے اغوا کرکے گھر سے لے جارہے تھے اور تم نے ہپناٹائز کرکے میری سسٹر کو سلا دیا تھا' لیکن ابھی راستے میں' میں نے تمہارا پستول تم سے چھین لیا اور اب تمہیں کو گولی مارنے والی ہوں۔ تمہاری کلائی میں گھڑی بندھی ہوئی ہے۔ اسے دیکھو ایک منٹ پانچ سیکنڈ رہ گئے ہیں۔"

"ارے تم کیا بلا ہو' تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں اس جسم میں داخل ہونے والا ہوں۔"

"کیا میں نادان ہوں۔ یہاں تمہاری نگرانی ہو رہی تھی اور میں جانتی تھی کہ جب پولیس والے تمہیں حراست میں لینے آئیں گے تو تم اپنا جسم ضرور تبدیل کرو گے اور تمہیں فرار ہونے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ لوگ یہی سمجھیں گے کہ دونوں ہاتھوں اور پیروں سے محروم ہونے والا ایمون مرگیا ہے اور قانون کا محافظ وہ انسپکٹر بخیریت ہے جو اس وقت میرے سامنے بخیریت نہیں ہے۔

اس کی بات ختم ہوتے ہی نارنگ نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر مار کر اس سے پستول چھین لیا پھر اسے نشانے پر لے کر بولا "اب کون مرے گا۔ گھڑی میں دیکھ رہا ہوں۔ تم بولو۔"

"نہیں تم گھڑی دیکھو۔"

اس نے گھڑی دیکھی دوسرا جسم تبدیل ہونے کے بعد چالیس منٹ پورے ہونے میں ...... صرف چالیس سیکنڈ رہ گئے تھے۔ نارنگ نے فوراً ہی ٹریگر دبایا اور دباتا چلا گیا۔ کھٹ کھٹ کی آوازیں آئیں لیکن گولی نہیں چلی۔ سونیا نے کہا "پستول خالی ہے۔

ان لمحات میں ہم تینوں اس ٹیکسی کے اندر زندگی سے خالی ہیں۔ تمہیں تو مرنا ہے اور یہ تمہارے سامنے جو انسپکٹر کی سالی بیٹھی ہوئی ہے یہ بھی بہت بدکار ہے۔ اسے بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور... جو ٹیکسی ڈرائیور تمہیں ائرپورٹ کی طرف لے جارہا ہے' وہ ایک اسمگلر کا کارندہ ہے' وہ بھی مجرم ہے' اسے بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یعنی اس وقت اس ٹیکسی میں تین مجرم زندہ بیٹھے ہیں اور ان تینوں کو دیکھو کس وقت مرنا ہے۔ سیکنڈوں کو گزرنے میں کوئی وقت نہیں لگتا صرف دو سیکنڈ رہ گئے ہیں۔ نارنگ نے بڑی پھرتی سے اپنی طرف کے دروازے کو کھولا تاکہ وہاں سے چھلانگ لگا کر باہر چلا جائے لیکن دروازہ کھولتے کھولتے دو سیکنڈ گزر گئے۔ اچانک ٹیکسی میں دھماکا ہوا اور اس کے چیتھڑے اڑنے لگے۔ اس میں بیٹھا ہوا پولیس افسر بدکار تھا۔ اس کی سالی بھی بدکار تھی اور اس ٹیکسی کو چلانے والا ڈرائیور مجرم تھا۔ تینوں کو فنا ہونا تھا اور ان کے جسم کے بھی کتنے ہی ٹکڑے فضا میں اڑتے چلے گئے۔

نارنگ نے اپا ہج جسم سے نجات حاصل کرنے کے لیے دوسرا جسم تبدیل کیا تھا۔ اب وہ دوسرا جسم بھی فنا ہوگیا تھا لہٰذا اب وہ تیسرے جسم کی تلاش میں کہیں گیا ہوگا۔

کہاں گیا ہوگا؟

جہاں بھی گیا ہوگا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اتنی بڑی دنیا میں کوئی اتنی ذرہ برابر جگہ نہیں ہے جہاں موت نہ پہنچتی ہو۔ لہٰذا وہ جہاں بھی گیا ہوگا' وہاں اس کے ساتھ موت بھی پہنچے گی۔

○☆○

علی نے ایسی چال چلی تھی کہ ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر' ملٹری انٹیلی جنس والے اور دوسرے اکابرین نے پوری طرح یقین کرلیا تھا کہ جیکی اولڈ غدار ہے' سرکش ہے اور اس کے زیر اثر جو گیارہ روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں وہ ان سب کو اپنی ایک فوج کی صورت میں رکھ کر اپنے ملک کے خلاف اور دوسرے ملکوں کے خلاف ایک اگلا محاذ بنا رہا ہے۔

امریکا میں پچھلے دنوں ٹرانسفارمر مشینوں کے ذریعے جو چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے گئے تھے... ان کا حساب پھر سے جان لینا چاہیے۔ ان میں سے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے فی الوقت فہمی اور علی کے زیر اثر تھے۔ دو کو جینی اور پورس نے مار ڈالا تھا۔ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے باغی ہو کر اپنی ایک جماعت بنا کر' تیج پال کی رہنمائی قبول کی تھی' اس کے بعد جو بارہ رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک جیکی اولڈ تھا۔ اس کے زیر اثر گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ اس حساب سے جیکی اولڈ کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور اس کے غدار ثابت ہونے پر امریکی اکابرین کو بہت دکھ پہنچ رہا تھا اور یہ بھی سمجھ رہے تھے کہ آئندہ صرف دکھ نہیں پہنچے گا بلکہ بڑے بڑے نقصان اور بڑے بڑے صدمات پہنچتے رہیں گے۔ وہ تمام اکابرین حفاظتی تدابیر کے لیے آپس میں مشورے کرتے پھر رہے تھے۔ ان کے دماغ میں یہی باتیں آرہی تھیں کہ جلد سے جلد جیکی اولڈ اور اس کے گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کیا جائے اور انہیں گرفتار کیا جائے۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔ انہی کی وجہ سے جیکی اولڈ کی بغاوت کا راز کھلا تھا۔ یہ بات انہیں معلوم نہیں تھی کہ وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے فہمی اور علی کے زیر اثر ہیں۔ بہرحال ان کے سامنے ابھی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے قابل اعتبار تھے' ان کے بعد تیج پال تھا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا رہنما ہے' اب اگر تیج پال سے اور دوسرے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اتحاد ہوجائے تو ان کی تعداد دس ہوجائے گی اور یہ تعداد جیکی اولڈ کی تعداد کے مطابق ہوگی' ایک ذرا انیس بیس کا فرق ہوگا۔

ادھر چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے فہمی اور علی کو اور ادھر چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے تیج پال کو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ انہیں گونگا بنانے کے لیے جو عمل کیا گیا ہے وہ عمل صرف تین ماہ کے لیے ہے۔ آئندہ انہیں گونگا بنانے کے لیے دوبارہ عمل کرنا ہوگا۔

اس وقت تیج پال اور علی کے زیر اثر رہنے والے تو گونگے نہیں رہے تھے۔ ان پر سے تنویمی عمل کا اثر ختم کردیا گیا تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ جیکی اولڈ نے اپنے گیارہ زیر اثر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یقیناً گونگا بنا کر رکھا ہوگا اور اب تین ماہ گزرنے والے تھے جس میں سے تقریباً ۲ مہینے دس دن گزر چکے تھے۔ آئندہ بیس دنوں میں جیکی اولڈ انہیں اپنے تنویمی عمل کے ذریعے دوبارہ گونگا بنا کر پھر اسی طرح اپنا معمول اور محکوم بنا سکتا تھا۔

یہ حقیقت انہوں نے ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر اور دوسرے تمام اکابرین کو بتا دی تھی کہ انہیں کس طرح معمول اور تابع بنایا گیا تھا اور اس کے علاوہ گونگا بنا کر رکھا جاتا ہے۔ آئندہ بھی جیکی اولڈ یہی کرنے والا ہے' یہ بات ان اکابرین کے لیے تشویش ناک تھی لیکن ایک طرف سے تیج پال اور دوسری طرف سے علی نے یقین دلایا تھا کہ جیکی اولڈ ایک نہیں ہزار بار اپنے گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر تنویمی عمل کرتا رہے اور انہیں گونگا بناتا رہے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جب وہ گرفت میں آئے گا یا ان کے گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے گرفت میں آئیں گے تو جیکی اولڈ کے تنویمی عمل کا توڑ کرلیا جائے گا۔

علی نے کمپیوٹر کے ذریعے اس اعلیٰ افسر سے کہا "ایک اچھی خبر یہ ہے کہ الپا اور برین آدم اب اپنے دماغ کو مردہ ظاہر نہیں کرسکیں گے۔ انہوں نے اپنے آپ پر کوئی جادوئی عمل کرایا تھا اب وہ ختم ہوچکا ہے اب ان سے دماغی رابطہ ہوسکتا ہے۔ ویسے الپا یوگا میں مہارت رکھتی ہے لیکن اب خیال خوانی کرنے والوں کو

اس کے دماغ تک پہنچنے کا راستہ ملے گا۔ وہ چاہے گی تو بات کرے گی' نہیں چاہے گی تو ہم بھی اس سے بات نہیں کریں گے۔"

اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا تم میں سے کسی نے الپا سے رابطہ کیا ہے؟"

جواب ملا "جی ہاں ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنی ایک گرل فرینڈ کے ساتھ تل ابیب گیا تھا۔ اسی نے ان کے جادو کا توڑ کیا ہے لیکن ان سے کوئی دماغی رابطہ نہیں کیا۔"

"دماغی رابطہ نہ کرنے کی کوئی وجہ ہے؟"

"ہم الپا کو تجسس میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں کہ آخر یہ سب کس نے کیا ہے۔ ان کا دماغ بابا صاحب کے ادارے کی طرف جاتا رہے گا۔ وہ ہمیں دشمن نہ سمجھے تو بہتر ہے اور اگر خیال خوانی کے ذریعے ابھی آپ کے دماغ میں ہوگی اور یہ سب کچھ سن رہی ہوگی تو اس کی دشمنی سے بھی کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا کیونکہ اس نے بھی ہمارے ملک اور قوم کو کئی بار نقصان پہنچایا ہے ہم تو بس سیدھی سادی دوستی چاہتے ہیں۔ اب وہ جادوئی عمل کے ناکام ہونے سے ناراض ہوتی ہے یا نقصان پہنچانے کی دھمکی دیتی ہے تو ہم اس سے کم نہیں ہیں۔"

ان دنوں ایف بی آئی کا ہیڈ کوارٹر تمام خیال خوانی کرنے والوں کا مرکز بن چکا تھا۔ کوئی بھی بات خیال خوانی کے ذریعے' کسی شخص کے ذریعے ہو یا کمپیوٹر کے ذریعے ہو تو اس بات کو دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں رہ کر سن لیتے تھے۔

تیج پال کے چار سراغ رسانوں میں سے ایک نے یہ تمام باتیں سن کر تیج پال کو بتائیں۔ وہ اطمینان کا سانس لے کر بولا "چلو یہ اچھا ہوا کہ اب الپا اپنی ناکامی کے سلسلے میں بہت مصروف رہے گی اور ہماری طرف نہیں آئے گی۔"

تیج پال اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے ساتھ ماریطانیہ کے دارالحکومت نواکشوٹ میں تھا۔ وہاں کے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی بیٹی بڑی رابرٹ پر عاشق ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے ڈائریکٹر جنرل سے بھی سامنا ہوا تھا اور جب ڈائریکٹر جنرل کے خیالات پڑھے گئے تو پتا چلا کہ الپا اس سے رابطہ کرتی تھی اور مجرموں کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں اس کی مدد کرتی ہے لیکن اب یہ خطرہ کچھ دنوں کے لیے ٹل گیا تھا۔ تیج پال جانتا تھا کہ ابھی وہ اپنے مسائل میں گرفتار ہوگی اور ڈائریکٹر جنرل کی طرف نہیں آئے گی۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کسی وقت بھی الپا ڈائریکٹر جنرل کے پاس آئے گی اور اس کے خیالات سے پتا چلے گا کہ اس کی بیٹی کسی بڑی رابرٹ میں دلچسپی لے رہی ہے تو الپا ضرور رابرٹ کے دماغ میں پہنچنا چاہے گی۔ ایسے میں رابرٹ سانس روکے گا تو الپا کو شبہ ہوگا کہ وہ یوگا کا ماہر ہے۔ کسی غیر معمولی شخصیت کا حامل ہوگا اور تیج پال چاہتا تھا کہ الپا یا کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے تیج پال کے ساتھ اتنی دور افریقا کے شمال مغربی ملک میں رہنے لگے ہیں۔

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے ایک فیکس وصول کیا۔ وہ جیکی اولڈ کی طرف سے آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا "میں بہت دیر سے آپ لوگوں کی باتیں سن رہا ہوں میں بہت پہلے ہی آپ کو یہ بتانے والا تھا کہ آپ کے ساتھ دھوکا کیا جارہا ہے۔ میں کبھی آپ سے ملنے آپ کی رہائش گاہ میں نہیں آیا تھا۔ آپ نے کسی ڈمی جیکی اولڈ کو کیپسول کھا کر مرتے دیکھا ہے۔ وہ کسی کا ڈراما ہے اور یہ ڈراما وہی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ہوسکتا ہے یا پھر چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ میں غدار وطن نہیں ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے فیکس کے ذریعے کہا "تمہارے کہنے یا نہ کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم تو اس سے پہلے ہی تمہیں ایک حکم دے چکے تھے' تم نے نافرمانی کی اور اپنے غدار ہونے کا ثبوت دیا پھر دوسری بار رات کو جیکی اولڈ کی ڈمی بنا کر میری رہائش گاہ میں بھیج دی۔ مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کی اب تم اپنی صفائی میں جو کچھ بھی بولو گے۔ اس کے جواب میں ہمارا صرف ایک جواب ہوگا اور وہ یہ کہ اگر محب وطن ہو تو ہم سے آکر ملو۔"

دوسرا فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "آپ مجھے غدار سمجھتے رہیں لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ کا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کے سامنے آکر حاضر نہیں ہوگا' اگر ہوگا تو وہ بہت بڑا بے وقوف ہوگا کیونکہ آپ کے سامنے آنے کا مطلب ہے کہ آپ کے دماغ کے اندر چھپے ہوئے دشمن کے سامنے بھی آجائے اور دشمن اس کے پیچھے پڑجائے۔ آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔"

اعلیٰ افسر نے سوچ کے ذریعے کہا "تمہاری غداری کا ثبوت ملنے کے باوجود میں پھر تمہیں اور باقی گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اہمیت دے رہا ہوں اس لیے تم سے کہتا ہوں کہ تمہاری یہ احتیاطی تدبیر بہت اچھی ہے لیکن تم اپنے گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ بیٹھے کیا کررہے ہو؟ اب تک تم نے ہمارے ملک کے لیے کیا کیا ہے؟ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کم از کم یہ کمال تو کر دکھایا ہے کہ الپا بڑی چالاکی سے گرو نارنگ کی طرح بڑی زبردست جادوگر بن کر اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرہی تھی۔ انہوں نے اس کا طلسم توڑ دیا اور ہمارے لیے مصیبت کم کردی۔ وہ آئندہ نارنگ کی طرح ہمارے لیے بہت بڑی مصیبت نہیں ہوگی۔ اب بتاؤ کہ تم ہمارے لیے کیا کرسکتے ہو اور اگر مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو تو میں کہوں گا کہ نارنگ پھر زندہ ہوگیا ہے۔ اسے گرفتار کرکے یا ہلاک کرکے ثابت کرو کہ تم ہمارے ہو اور ہمارے ملک کے لیے ہی کام کرتے رہو گے۔"

فیکس کے ذریعے کہا گیا "ٹھیک ہے میں نارنگ کو تلاش کرنے

کی پوری کوشش کروں گا کہ اب وہ کس جسم میں ہے اور میں الپا سے رابطہ کرکے اسے سمجھاؤں گا کہ نارنگ جیسے شیطان سے اگر وہ محفوظ رہنا چاہتی ہے تو ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ساتھ دے۔ ہم سب اس کی مدد کریں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "نہیں جب ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے الپا سے دماغی رابطہ نہیں کیا ہے اور اسے تجسس میں مبتلا رکھا ہے تو اسے خود پریشان ہوکر ہمارے پاس آنے دو۔ اس کے پاس نہ جاؤ' یہ ہمارا حکم ہے اور اس کی تعمیل کرنا تمہارا فرض ہے۔"

"میں اپنے تمام امریکی اکابرین کے حکم کی تعمیل کرتا رہوں گا اور جلد ہی ثابت کروں گا کہ میں اپنے ملک کے لیے کیا کررہا ہوں لیکن ایک شکایت ہے اور وہ یہ کہ آپ اپنے دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے مجھے تلاش کرا رہے ہیں جیسے کہ میں کوئی مجرم ہوں' جب میں انہیں تلاش نہیں کررہا ہوں تو انہیں بھی مجھے تلاش نہیں کرنا چاہیے۔ ہم سب کی سلامتی اسی میں ہے کہ ہم روپوش رہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ تو تم بچوں جیسی باتیں کررہے ہو اگر ہمارے دس ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہیں تلاش نہ بھی کریں تو کیا دشمن تمہیں تلاش نہیں کررہے ہوں گے؟ کیا تم ان سے بچنے کے لیے کہیں روپوش نہیں ہو؟ ہم تمہیں منع نہیں کرتے تم چاہو تو ہمارے دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کرو کیونکہ دشمن بھی ہمارے ان دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کررہے ہوں گے' کسی کو کسی کام سے روکا نہیں جاسکتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ روپوش رہنے میں کون کامیاب رہتا ہے۔"

اعلیٰ افسر کو اپنے جواب میں پھر کوئی فیکس موصول نہیں ہوا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جیکی اولڈ نے اس کی بات تسلیم کرلی ہے یا پھر غور کررہا ہوگا کہ اسے اب کیا کرنا چاہیے؟ جب وہ اعلیٰ افسر شام کو اپنی رہائش گاہ میں پہنچا تو الپا نے اسے مخاطب کیا اور کہا "میں دوسرے معاملات میں مصروف تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آکر تمہارے خیالات پڑھتی رہی اور بہت سی باتوں کا علم ہوتا رہا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ میں غلط فہمی میں تھی کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے میرے طلسم کا توڑ کیا ہے لیکن یہ ناگوار فرض تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے انجام دیا ہے اور سراسر دشمنی کی ہے۔"

"تم اسے دشمنی کہہ سکتی ہو لیکن ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا مخالف روپوش رہ کر پراسرار بنتا رہے' اپنی طرف سے حملے کرتا رہے اور جوابی حملوں کا موقع نہ دے۔"

"تم ایسی باتیں اس لیے کررہے ہو کہ تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے روپوش ہونے میں کامیاب ہیں۔ جس دن میں انہیں بے نقاب کروں گی تو تم بھی اسی طرح جھنجلاؤ گے۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں کل سے ایف بی آئی کا اعلیٰ افسر نہیں رہوں گا۔ تم نے شاید میرے پورے خیالات نہیں پڑھے ہیں کل سے اس ڈپارٹمنٹ میں چند یوگا جاننے والے افسران آئیں گے اور ہمیں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے فیکس اور کمپیوٹر کے جو بھی پیغامات ملیں گے۔ وہ صرف یوگا جاننے والے افسران پڑھیں گے۔ کوئی دوسرا انہیں ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔ اس طرح تم میں سے کوئی یہ نہیں جان سکے گا کہ ہمارے درمیان کیا ہورہا ہے۔"

"تم اپنی حکمتِ عملی سمجھا رہے ہو' یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کس کی حکمتِ عملی کامیاب ہوگی بائی دا وے نارنگ نے تو ضرور تم لوگوں سے رابطہ کیا ہوگا؟"

"اسے سچ سمجھو یا جھوٹ اس نے اب تک ہماری طرف رخ نہیں کیا ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں ہے اور کیا کررہا ہے۔ یہ تو اسے معلوم ہوچکا ہوگا کہ تمہارے دماغ کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ وہ تمہارے پاس ضرور آیا ہوگا۔"

"ہاں آیا تھا لیکن تقریباً دو دن ہورہے ہیں اس نے مجھ سے رابطہ نہیں کیا ہے پتا نہیں' کیا بات ہے یا تو وہ کسی معاملے میں الجھا ہوا ہوگا یا اس پر کوئی ایسی آفت آپڑی ہوگی کہ اسے کسی سے رابطہ کرنے کا موقع نہیں مل رہا ہوگا۔"

"تم جب تک اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرتی رہیں اس وقت تک ہم سے رابطہ نہیں کیا اور آج میرے پاس آئی ہو کیا کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں یہ صرف میری نہیں' تم لوگوں کے بھی سوچنے کی بات ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک طویل عرصے سے خاموش ہیں۔ نہ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں نہ تم لوگوں سے کیا' ان کی یہ خاموشی معنی خیز نہیں ہے؟"

"وہ خاموش نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں سونیا امریکا آئی تھی اس نے نیلماں' تیج پال اور نارنگ کا تعاقب کیا تھا۔ نیلماں کو ہلاک کیا تھا۔ تیج پال کو غیر اہم سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ اب نارنگ سے اس کی مخالفت ہے یا نہیں' اس کے بارے میں ہمیں پورے یقین سے کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"کیا تم لوگوں نے فرانس کے اخبارات میں یہ نہیں پڑھا تھا کہ ایک مردہ تابوت میں زندہ ہوکر بیٹھ گیا تھا۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ آتما شکتی جاننے والا نارنگ شاید کسی دوسرے بہروپ میں موجود ہے؟"

"ہم نے اس کے بارے میں معلوم کیا تھا' کیے جانے کے بعد اسے پاگل خانے میں داخل کروا دیا گیا تھا۔ بعد میں اسے اغوا کرلیا گیا تھا۔ اغوا کرنے کے بعد سے وہ اب تک لاپتا ہے اگر وہ اب تک زندہ ہوتا تو یقیناً کوئی جوابی کارروائی کرتا لیکن اس کی طرف سے مکمل خاموشی ہے۔"

الپا دماغی طور پر واپس اپنی جگہ آگئی کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کیا اور کہا "میں آپ سے کچھ معلومات چاہتی ہوں اگر آپ کوئی حرج نہ سمجھیں تو مجھے اتنا بتادیں کہ نارنگ کہاں ہے؟"

خلیل بن مکرم نے کہا "نارنگ پہلے اپنی آتما شکتی کھو بیٹھا تھا۔ اس نے دوبارہ آتما شکتی حاصل کی ہے اور اب وہ کسی جسم میں گیا ہوا ہے۔ یہ پتا نہیں وہ کس جسم میں چھپا ہوا ہے اور آئندہ کیا کرنے والا ہے؟"

وہ ان کا شکریہ ادا کرکے واپس آئی اور پھر برین آدم سے رابطہ کرکے کہا "بگ برادر! نارنگ زندہ ہے اور اپنی پوری آتما شکتی کے ساتھ اب کسی نئے جسم میں ہے لیکن وہ کسی سے رابطہ نہیں کررہا ہے دو دن پہلے میرے پاس بار بار ایسے آرہا تھا۔ جیسے اب مجھ پر مسلط ہونا چاہتا ہو لیکن اب وہ مجھے بھی نظرانداز کررہا ہے۔ کیا اس کی یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔"

"وہ کچھ نہ کچھ کررہا ہوگا یا دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ اس مصیبت سے نکلنے کے بعد ہی اپنی طاقت کا غرور دکھائے گا۔"

"بگ برادر! میں یہی تو پریشان ہوکر بار بار سوچ رہی ہوں کہ وہ جب بھی آئے گا میرے یوگا جاننے کے باوجود میرے دماغ میں گھسا چلا آئے گا اور میں اسے روک نہیں سکوں گی۔ وہ اپنے اشاروں پر جس طرح چلائے گا' میں چلنے پر مجبور ہوجاؤں گی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس سے کس طرح تحفظ حاصل کریں۔"

برین آدم نے کہا۔ "جیکی اولڈ کے بارے میں ثبوت مل چکے ہیں کہ وہ امریکا کا وفادار نہیں ہے' اپنی ایک فوج بنائے ہوئے ہے اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے افراد کی فوج کہاں چھپی ہے۔ اس سے کس طرح رابطہ ہوسکتا ہے۔ یہ ہمیں پتا نہیں چل سکتا ہے۔ اس کی آواز سنائی نہیں دیتی ہے۔ وہ تو فیکس کے ذریعے رابطہ کرتا ہے اگر کسی طرح اس سے رابطہ ہوجاتا تو ہم اس سے گٹھ جوڑ کرکے گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج کے ذریعے بڑی طاقت حاصل کرسکتے ہیں۔ ہم جیکی اولڈ کی مدد سے نارنگ کو کمزور کرسکتے ہیں اور ڈٹ کر اس سے مقابلہ کرسکتے ہیں۔"

وہ تائید میں سرہلا کر بولی "ہاں کم از کم اس کم بخت نارنگ کے دباؤ میں تو نہیں رہیں گے لیکن اس جیکی اولڈ سے کیسے رابطہ ہوگا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے؟"

وہ دونوں تدبیریں سوچتے رہے۔ تدبیریں سوچتے رہنے سے یہ امید رہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی اچھا راستہ نکل آئے گا۔ فی الوقت الپا ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اکیلی رہ گئی تھی اور یہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ جلد ہی اس پر برا وقت آنے والا ہے۔

○☆○

میں' میرے بیٹے' میری بہوئیں اور بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے دوسرے تمام سراغ رساں جب ادارے سے نکل کر مختلف ممالک کی طرف جاتے تھے تو ان سب کو حتیٰ کہ مجھے بھی ہدایات دی جاتی تھیں کہ مجھے کس ملک میں جانا ہے۔ بعض اوقات کہا جاتا تھا کہ کیوں جانا ہے اور کیا کرنا ہے اور بعض اوقات صرف اتنا ہی کہا جاتا تھا کہ اس ملک کی طرف جاؤ۔

اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ جناب تبریزی جانتے تھے کہ جب ہم کسی ملک میں جائیں گے تو وہاں کیا ہونے والا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ پہلے سے بتاتے نہیں تھے اور ہماری ذہانت اور حاضر دماغی پر چھوڑ دیتے تھے کہ ہم کیا کرنے والے ہیں اور کیا کرسکتے ہیں؟

جناب تبریزی کی جانب سے ہدایات دی گئیں کہ ثانی اور جینی پیرس میں رہ سکتی ہیں یا ادارے میں واپس آسکتی ہیں۔ پارس اور پورس کو ہدایات دی گئیں کہ وہ آسٹریا پہنچیں ان دونوں کو آسٹریا کب پہنچنا چاہیے' کس شہر میں پہنچنا چاہیے۔ یہ باتیں تفصیل سے نہیں بتائی گئیں صرف کہہ دیا گیا کہ انہیں وہاں جانا ہے اور جب ایسی ہدایات ملتی تھیں تو ہم میں سے کوئی بھی وقت ضائع کیے بغیر عمل ضرور کرتا تھا۔ لہٰذا ثانی تو پہلے ہی پیرس والے کالج میں تھی وہاں جینی کو بھی پہنچا دیا گیا۔ ہدایت کے مطابق .... پارس اور پورس دونوں آسٹریا کے لیے روانہ ہونے لگے۔

ثانی اور جینی انہیں رخصت کرنے کے لیے ائرپورٹ تک آئیں۔

کالج سے روانہ ہوتے وقت پورس نے کہا "ہم جانتے ہیں تم دونوں ہمیں ائرپورٹ چھوڑنے کیوں جارہی ہو۔ راستے میں بیویوں کی طرح خوب نصیحتیں کروگی۔"

پارس نے کہا "یار بیویوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کو یا ہونے والے شوہر کو راہِ راست پر چلاتی رہیں اور اچھی ہدایات دیتی رہیں۔ دیکھو میں کتنا اچھا' نیک اور پارسا بن گیا ہوں۔"

ثانی نے کہا "یہ تو میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم کتنے نیک اور پارسا بن گئے ہو۔"

پورس نے کہا "ثانی! مجھے تو کہنا چاہیے میرے بھائی پر شبہ نہ کرو لیکن کہنا فضول ہے۔ شوہر سو بار اپنی پارسائی ثابت کرتا رہے پھر بھی بیوی شبہ کرتی ہی رہتی ہے۔"

جینی نے کہا "ثانی ٹھیک کہہ رہی ہے' شبہ کیوں نہیں کرے گی؟ تم کون پارسا ہو اگر میں نہ رہوں تو پتا نہیں کہاں کہاں منہ کالا کرتے پھروگے۔"

پارس نے کہا "دیکھو پورس' جینی شادی سے پہلے ہی تمہارا منہ کالا کررہی ہے۔"

جینی نے کہا "میں اور اس سے شادی کروں گی' یہ تو بالکل ابنارمل ہے۔ نیم پاگل ہے اور مجھے پاگل کہتا ہے۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ ائرپورٹ پہنچ کر جینی نے کہا "تم

دونوں اپنی آنکھوں پر سے یہ سیاہ گاگلز اتارو۔"

پورس نے پوچھا "بھئی اسے پہننے پر کیا اعتراض ہے؟"

"میں خوب جانتی ہوں۔ سیاہ چشمے کی وجہ سے پتا نہیں چلتا کہ ہمیں دیکھ رہے ہو یا کسی دوسری کو۔"

پورس نے کہا "پلیز ثانی اب یہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم اسے سمجھاؤ کہ اس طرح جھگڑا کرنے سے کام نہیں چلتا۔"

ثانی نے کہا "یہ صحیح کہہ رہی ہے۔ چور چوری سے جاتا ہے' ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔"

ان دونوں نے سیاہ چشمے اتار دیے۔ پارس نے کہا "جب ہم طیارے میں جائیں گے تو وہاں کوئی چشمہ اتارنے والی نہیں ہوگی۔"

جینی نے کہا "ضرور ہوگی۔ میں تو خیال خوانی کے ذریعے پورس کے دماغ میں رہوں گی۔"

ثانی نے کہا "نہیں جینی ایسی باتیں نہ کرو۔ میں اور پارس آپس میں لڑتے جھگڑتے ضرور ہیں مگر ہمارے درمیان طے پایا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر دماغ میں نہیں آیا کریں گے۔ اس لیے جب پارس مجھ سے دور ہوتا ہے تو میں اس وقت تک اس کے دماغ میں نہیں جاتی ہوں جب تک کہ یہ خود میرے دماغ میں نہ آئے یا پھر مجھے کوئی خاص ضرورت پڑے تو میں آکر کہتی ہوں کہ تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ تب ہم دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی ہے۔ یہی طریقہ بہتر ہوتا ہے۔"

جینی نے اس کی باتیں سنتے ہوئے ایک چرچ کے فادر کی طرف دیکھا۔ وہ دو راہبوں اور چار راہباؤں کے ساتھ آرہا تھا۔ اس کی داڑھی بہت گھنی اور لانبی تھی۔ داڑھی کا آخری سرا سینے تک آرہا تھا۔ وہ قریب سے گزرنے لگا تو جینی نے پورس سے پوچھا "میں اس کی داڑھی کھینچ کر دیکھوں؟"

پورس نے کہا "تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ یہ کیسی باتیں کرنے لگتی ہو؟"

ثانی اور پارس نے بھی کہا "نہیں جینی ایسی باتیں نہیں کرتے' یہ فادر ہیں۔ ان کا احترام کرنا چاہیے۔"

فادر چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے پلٹ کر جینی کو دیکھا پھر قریب آکر بولا "مائی چائلڈ تم کیا چاہتی ہو؟"

"آپ کی داڑھی بہت بڑی ہے۔ بالکل نقلی لگ رہی ہے۔"

فادر نے مسکرا کر پوچھا "اچھا پھر تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں اسے کھینچ کر دیکھنا چاہتی ہوں۔"

پورس نے اسے غصے سے دیکھ کر کہا "یہ بہت ہی بدتمیزی والی گفتگو کر رہی ہو۔ ابھی میں نے اسے سمجھایا ہے کہ فادر کا احترام کرنا چاہیے۔"

فادر نے پورس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "نو مائی سن! اس پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ یہ دنیا دکھ اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہم بہت کم لوگوں کو خوشیاں دے سکتے ہیں اگر میری داڑھی کھینچنے سے اس بچی کو خوشی ہوتی ہے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے؟"

وہ اور آگے بڑھ کر بولا "کم آن مائی چائلڈ! میری داڑھی کھینچو۔"

جینی نے اس کی داڑھی مٹھی میں لے کر ہولے سے کھینچی پھر ذرا زور سے کھینچی اس کے بعد بولی "ارے یہ تو اصلی ہے!"

یہ کہہ کر وہ خوشی سے تالیاں بجانے لگی۔

فادر نے کہا "دیکھا مجھے ایک ذرا سی تکلیف نہیں ہوئی اور اس بچی کو خوشی حاصل ہوگئی۔ یہی خدا کو خوش کرنے والی باتیں ہوتی ہیں۔ گاڈ بلیس آل آف یو!"

وہ دعائیہ انداز میں کہتا ہوا اپنے راہب اور راہباؤں کے ساتھ چلا گیا۔ پورس نے کہا "یہ بڑے شرم کی بات ہے۔"

جینی نے کہا "واہ فادر تو خوش ہو رہے تھے۔ دعائیں دے رہے تھے اور اسے تم شرم کی بات کہتے ہو۔ کیا تم فادر سے بھی بڑے ہو ان سے بھی زیادہ معزز ہو؟ دیکھو تو کتنے اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے مجھے خوش کردیا۔"

ثانی نے کہا "انہوں نے تمہیں خوش کردیا لیکن تمہیں بھی اپنی عقل سے سوچنا چاہیے کہ وہ چور کبھی سامنے نہیں آتا جس کی داڑھی میں تنکا ہوتا ہے۔"

"ثانی تم کتنی پرانی کہاوت مجھے سنا رہی ہو۔ آج کل کے چور تو داڑھی میں تنکا رکھ کر بھی بڑی ڈھٹائی سے سامنے آجاتے ہیں۔"

وہ دونوں ہاتھ پیچھے رکھے باتیں کر رہی تھی پھر اس نے ایک ہاتھ کی مٹھی ان کے سامنے کی اور اسے کھولا تو ہتھیلی پر کئی سفید بال دکھائی دیے۔ وہ بولی "اس کی گھنی داڑھی کے پیچھے جو بال تھے۔ شاید وہ جلدی میں صحیح طرح چپک نہیں پائے تھے۔ باقی داڑھی کو اس نے بڑی مہارت سے چپکایا ہوا تھا اسے کھینچنے سے وہ داڑھی نکل نہیں سکتی تھی۔"

ثانی' پارس اور پورس اسے مسکرا کر پیار سے دیکھنے لگے۔ ثانی نے اسے گلے لگا کر کہا "تم پاگلوں جیسی حرکتیں کرتی ہو اب ہمیں بھی تم سے سیکھنا پڑے گا کہ ابنارمل کس طرح ہوا جاتا ہے؟"

پارس نے کہا "اتنا تو معلوم ہوا کہ ایک چرچ کا فراڈ فادر ہمارے پاس سے گیا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہو لیکن اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہمارے دماغوں میں اگر آرہا ہوگا تو ہمارے موجودہ بہروپ کے مطابق ہمارے چور خیالات اسے ہماری اصلیت نہیں بتائیں گے لیکن ہمیں اس کی اصلیت معلوم کرنا ہے۔"

ثانی نے دور ایک شیشے کے آرپار دیکھتے ہوئے کہا "وہ بورڈنگ کارڈ حاصل کر رہا ہے۔ تم دونوں جاؤ اور خیال خوانی کے ذریعے کاؤنٹر کیپر سے معلوم کرو کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ میں جینی کے ساتھ رہوں گی۔"

پارس اور پورس بورڈنگ کارڈ لے کر طیارے میں سوار ہوکر جانے لگے۔ ثانی نے پارس سے کہا "تم دونوں آسٹریا سے آگے نہیں جاؤ گے۔ پہلے سے یہی ہدایات دی گئی ہیں لیکن وہ جعلی فادر وہاں سے بھی آگے ہنگری جانے والا ہے۔ کیا اسے چھوڑ دیا جائے؟"

"ہم ابھی یہی سوچ رہے ہیں۔ اس کے فراڈ ہونے کا ثبوت مل چکا ہے۔ اب اس کے دماغ میں جانا چاہیے یا نہیں اگر وہ ٹیلی پیتھی اور یوگا کا ماہر ہوگا تو اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگے گی۔ وہ سمجھ لے گا کہ مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتے ہیں اور اس پر شبہ کر رہے ہیں۔"

ثانی نے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس کے دماغ میں پہنچا جائے' جب وہ ہم سفر رہے گا تو مختلف طریقوں سے اس کی اصلیت معلوم کی جاسکتی ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ ہم یہی کریں گے۔"

جینی نے کہا "اب تو وہ طیارے میں سوار ہو رہے ہیں۔ ہمیں نظر نہیں آئیں گے۔ کیا خیال ہے چلا جائے۔"

"ہاں ہم چل رہے ہیں۔"

جینی نے کہا "پورس نے ابھی مجھ سے کہا ہے کہ اس فراڈ کے بارے میں معلوم کرے گا لیکن ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ میں نہیں جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بھی کوئی یوگا کا ماہر ہو یا ٹیلی پیتھی جانتا ہو۔"

"پارس سے میری بھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ دونوں خود ہی اس سے نمٹ لیں گے۔ کم آن!"

وہ دونوں وہاں سے جانے لگیں۔ طیارہ پرواز کرنے لگا تو پارس اور پورس نے ان کے دماغ میں جاکر کہا "الوداع میری جان! ہم اپنی جان تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں۔" پھر انہوں نے چومنے کے انداز میں آواز پیدا کی۔ جینی نے کہا "یہ کیا حرکت ہے۔ میرے ہونٹوں کی سرخی پھیل جائے گی۔"

ثانی نے کہا "تمہارے جیسے شوہر اسی طرح رخصت ہوتے وقت بیوی کا سر سہلاتے ہیں اور چومتے ہیں۔ یاد رکھنا کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو مجھے تمہارے سر پر پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اچھا خدا حافظ۔"

بلندی پر طیارے کی پرواز ہموار ہوئی تو پارس اور پورس نے اپنے سیفٹی بیلٹ کھول دیے۔ پارس نے پوچھا "تیری والی کیا کہہ رہی تھی۔"

"یار بڑے نخرے کرتی ہے۔ اتنی دور سے چپی لی تو کہتی ہے۔ ہونٹوں کی سرخی پھیل رہی ہے۔"

پارس ہنسنے لگا۔ پورس نے کہا "جب مرد پر بیوی کی طرف سے مصیبت آتی ہے تو اس مصیبت کو چھپانے کے لیے شوہر ہنستا ہے۔"

"ہاں یار تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ثانی کہہ رہی تھی اگر میں نے کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تو وہ فوراً ہمارے پاس پہنچ جائے گی۔"

"یار اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ کنوارے رہ کر فلرٹ کرو تو خوامخواہ بدنامی ہوتی ہے۔ شادی شدہ رہ کر کچھ بھی کرتے رہو' پتا نہیں چلتا کہ بیوی کی آڑ میں کیا ہو رہا ہے۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ اس دوران میں جو بھی اسٹیورڈ اور ائر ہوسٹس وغیرہ ان کی طرف آرہی تھیں۔ وہ ان سے باتیں بھی کر رہے تھے اور ان کے دماغوں میں بھی پہنچ رہے تھے تاکہ ان کے ذریعے اس فراڈ فادر کے بارے میں کچھ معلوم کرسکیں۔ انہوں نے ائرپورٹ پر اس کے ساتھ دو راہب اور چار راہباؤں کو دیکھا تھا۔ اب وہ چار راہبائیں نظر نہیں آرہی تھیں۔ صرف وہ دو راہب اس فادر کے پیچھے والی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو ائر ہوسٹس شراب اور سوفٹ ڈرنکس مسافروں کو ان کی پسند کے مطابق پیش کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نے ایک راہب سے پوچھا "آپ کیا پینا پسند کریں گے؟"

اس راہب نے ایک انگلی اٹھا کر ایک سوفٹ ڈرنک کی طرف اشارہ کیا۔ ائر ہوسٹس نے ایک بوتل اٹھائی تو اس نے نہیں میں سر ہلا کر پھر اشارہ کرکے دوسری بوتل کی طرف انگلی اٹھائی۔ ائر ہوسٹس نے اس بوتل کو اٹھا کر کہا "آپ اس کا نام لیتے تو میں پہلے ہی یہ دے دیتی۔"

سامنے بیٹھے ہوئے فادر نے کہا "میرے یہ دونوں راہب بے چارے گونگے ہیں۔"

اس ائر ہوسٹس کے دماغ میں پارس اور پورس دونوں ہی تھے۔ وہ یہ سن کر چونک گئے کہ وہ دونوں راہب گونگے ہیں اور یہ بات تو تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو معلوم ہوچکی تھی کہ جیکی اولڈ کے پاس جو گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' انہیں اس نے گونگا بنا کر رکھا ہوا ہے۔ پورس نے کہا "یار پارس یہ دونوں گونگے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے ساتھ فادر بنا ہوا شخص جیکی اولڈ ہوگا۔ اچھا ہوا کہ ہم نے اس کے دماغ میں جانے کی نادانی نہیں کی۔"

وہ دونوں ائر ہوسٹس ٹرالی آگے لے گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اناؤنس منٹ ہونے لگا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین اٹین شن پلیز۔ ابھی اس طیارے میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آنے والا ہے لیکن اس واقعے سے کسی مسافر کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ سب سے التجا کی جاتی ہے کہ جو کچھ بھی آنکھوں سے دیکھیں' اس سے خوف زدہ نہ ہوں اور اپنی سیٹ پر آرام اور اطمینان سے بیٹھے رہیں۔"

اس اناؤنس منٹ کے دوران میں پارس اور پورس اس بولنے والے کے دماغ میں پہنچ گئے تھے۔ پتا چلا کہ وہ انٹرپول کا ایک افسر ہے اور اس کے ساتھ دوسرا افسر اور چار انٹرپول کے ماہر سراغ رساں بھی ہیں۔ وہ دونوں اس کے ذریعے ان سب کے دماغوں میں جانے لگے۔

اس افسر کے اناؤنس منٹ کی آواز اسپیکر کے ذریعے طیارے کی محدود فضا میں گونج رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "آپ میں سے اکثر حضرات کو معلوم ہوگا کہ پیری اماؤنٹ نامی ایک خطرناک قاتل انٹرپول کو مطلوب ہے۔ ہزار تلاش کے باوجود اور اس سے کاؤنٹر فائرنگ کے باوجود بھی وہ کبھی ہاتھ نہیں آیا ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس سے زمین پر لڑنا' اسے گرفتار کرنا بہت مشکل ہے لہٰذا ہم زمین اور آسمان کے درمیان اس خطرناک قاتل مجرم پیری ماؤنٹ کو یہاں گرفتار کرنے آئے ہیں۔"

پورس نے کہا "یار ہم تو اسے جیکی اولڈ سمجھ رہے تھے لیکن یہ تو بدنام زمانہ قاتل پیری ماؤنٹ ہے جو کبھی قانون کی گرفت میں نہیں آتا ہے۔"

اناؤنس منٹ کرنے والا کہہ رہا تھا "ہم پھر ایک بار تمام مسافروں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ پیرس کے ائرپورٹ سے یہاں تک ہر طرح سے اس کے سامان کی چیکنگ کی گئی ہے۔ اس کے پاس کوئی آتشیں اسلحہ تو کیا ایک چاقو بھی نہیں ہے۔ لہٰذا کسی مسافر کو کوئی جانی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

پارس نے کہا "یہ انٹرپول والے دھوکا کھا رہے ہیں' یہ نہیں جانتے کہ اس فراڈ فادر کے پیچھے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے بیٹھے ہیں۔ وہی خطرناک ہتھیار ہیں۔"

اسپیکر کے ذریعے کہا گیا "اب ہم ایک چرچ کے معزز فادر بنجامن سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں اور اپنی داڑھی اور فادر کا لباس اتار دیں۔"

پیری ماؤنٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ جتنے مسافر بیٹھے تھے' سب اسے دیکھنے لگے۔ وہ سب کے سامنے اپنی داڑھی اور مونچھیں نوچنے لگا۔ داڑھی اور مونچھیں نوچنے کے بعد اس نے لباس اتار کر پھینک دیا۔ اب وہ ایک شرٹ اور پتلون میں تھا۔ مسافروں کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

پارس نے کہا "برادرم! تم فوراً پائلٹ کے دماغ میں جاؤ اور ایسا قبضہ جماؤ کہ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے اپنی مرضی کے مطابق پرواز کرانے پر مجبور نہ کرسکے۔"

انٹرپول کے دو افسران ریوالور لیے پائلٹ کیبن سے باہر آئے باقی چار سراغ رساں مختلف سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی گنیں لے کر وہاں سے اٹھتے ہوئے اس فادر بننے والے پیری ماؤنٹ کو اپنے نشانے پر لیا۔ پارس خیال خوانی کے ذریعے پیری ماؤنٹ کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ وہ جیکی اولڈ نہیں بلکہ واقعی بدنام زمانہ خطرناک قاتل پیری ماؤنٹ ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کی بے مثال خطرناک مجرمانہ کارروائیوں کے باعث جیکی اولڈ اسے اپنا آلہ کار بنانا چاہتا ہے۔ اس لیے اسے اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ اپنے پاس بلا رہا تھا مگر یہاں سفر کے دوران میں یہ گڑبڑ شروع ہوگئی تھی۔

پیری ماؤنٹ نے اپنے دونوں خالی ہاتھوں کو مسافروں کی طرف دکھاتے ہوئے کہا "دیکھو یہ افسران ٹھیک کہہ رہے تھے میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے لیکن ان لوگوں کے پاس کتنے ہتھیار ہیں۔ یہ مجھے مارنا چاہیں گے اور میں بچنا چاہوں گا تو تم میں سے کوئی زخمی ہوگا یا مارا جائے گا پھر یہ کیسے کہتے ہیں کہ کسی کو جانی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ قانون کے محافظ ہیں مگر آپ لوگوں کی جان کی پروا نہیں کریں گے۔ میں آپ لوگوں کو بچاؤں گا اور کسی پر گولی نہیں چلنے دوں گا۔ ذرا تماشا دیکھیں یہ کہہ کر اس نے دونوں افسران کو دیکھ کر کہا "کم آن اپنے ریوالور میری طرف اچھال دو۔"

اس کے یہ کہتے ہی دونوں افسران نے فوراً اپنے ریوالور اس کی طرف اچھالے' وہ انہیں دونوں ہاتھوں سے کیچ کرکے مسافروں کو دکھانے لگا۔ پارس سمجھ رہا تھا کہ ان گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایسا کیا ہے۔ پیری ماؤنٹ نے چار مسلح سراغ رسانوں سے کہا "اب تمہارے دونوں افسران میرے نشانے پر ہیں اگر مجھ پر گولی چلاؤ گے تو یہ دونوں زندہ نہیں رہیں گے پھر کتنی گولیاں چلیں گی اور کتنے مسافر مارے جائیں گے اس کا حساب کرسکتے ہو؟"

تمام مسافروں پر دہشت طاری ہوگئی تھی اور عورتیں اور بچے رونے لگے تھے۔ اسی وقت پارس نے پیری ماؤنٹ کے دماغ پر قبضہ جمایا' اس نے ایک ریوالور ایک افسر کی طرف اور دوسرا ریوالور دوسرے افسر کی طرف اچھالا تو ان دونوں نے انہیں کیچ کرلیا پھر ایک افسر نے کہا "اب بتاؤ نشانے پر ہم ہیں یا تم ہو۔"

پیری ماؤنٹ نے پریشان ہو کر ان دونوں کے ہاتھ میں وہ ریوالور دیکھے پھر پلٹ کر گونگوں کی طرف دیکھے بغیر بولا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میرے ہاتھ سے ریوالور نکل کر ان کے پاس کیسے چلے گئے؟"

پھر پیری ماؤنٹ نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "ان سے ریوالور چھیننا ضروری نہیں ہے۔ پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور اسے پرواز کا روٹ بدلنے پر مجبور کرو۔"

پیری ماؤنٹ اور وہ دونوں گونگے پوری تیاریوں کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے پائلٹ اور کو پائلٹ وغیرہ کی آوازیں بھی سنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے پائلٹ کے دماغ پر جا کر قبضہ جمانا چاہا تو پتا چلا کہ وہ اس کے دماغ پر اثر انداز نہیں ہو سکیں گے۔ کو پائلٹ کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ ان کا دماغ جیسے فولاد ہو گیا تھا ان کی سوچ کی لہریں ان پر اثر نہیں کر رہی تھیں۔

ایک گونگے نے کاغذ پر کچھ لکھ کر اسے پیری ماؤنٹ کی طرف بڑھایا۔ پیری ماؤنٹ نے اسے پڑھا۔ کاغذ پر لکھا تھا "ہم پائلٹ کے دماغ میں جا رہے ہیں لیکن ہماری سوچ کی لہریں اس کے دماغ پر اثر نہیں کر رہی ہیں۔"

دور کھڑے ہوئے ایک افسر نے کہا "وہ پرچی ہمیں دکھاؤ۔ بتاؤ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟"

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر اس سے پرچی لیتا۔ پیری ماؤنٹ نے اسے منہ میں ڈال کر نگل لیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ دو گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موجودگی کا علم انٹرپول والوں کو ہو۔

لیکن انٹرپول والے نادان نہیں تھے کہ اتنا سمجھ نہ سکتے کہ اس کے دو راہب بھی اہمیت رکھتے ہیں اور اس کی خفیہ طور سے اس طرح مدد کر رہے ہیں جس کا انہوں نے نوٹس نہیں لیا تھا۔ ویسے اپنے نائب دماغ ہو کر' پستول پیری ماؤنٹ کی طرف اچھالنے سے ایک شبہ تو ہوا تھا کہ ایسا ٹیلی پیتھی کی وجہ سے ہوا ہے۔

ایک افسر نے دونوں سراغ رسانوں سے کہا "ان میں سے ایک گونگے کو ائر ہوسٹس اور اسٹیورڈ کے کیبن میں لے جاؤ اور ان کی زبان کھلواؤ۔ یہ بناوٹی گونگے لگ رہے ہیں۔"

حکم کی تعمیل کی گئی۔ دوسرا سراغ رساں ایک گونگے کو پکڑ کر جہاز کے پچھلے حصے میں ایک کیبن کے اندر لے گئے۔ پارس اس میں سے ایک سراغ رساں کے دماغ میں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جتنی بھی پٹائی کریں گے' وہ گونگا بول نہیں سکے گا کیونکہ وہ تنویمی عمل کے زیر اثر تھا۔ اس سراغ رساں نے پارس کی مرضی کے مطابق ایک چھوٹا سا چاقو لے کر اس گونگے کے بازو کو چیر دیا۔ زخمی ہوتے ہی وہ کراہنے لگا۔ تنویمی عمل کا اثر زائل ہوگیا۔ پارس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ سراغ رسانوں کے سوالوں کے جواب میں باتیں بنا سکتا تھا' لیکن پارس کی مرضی کے مطابق کہنے لگا "میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں لیکن میرے باس نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا اور مجھے گونگا بنا دیا تھا۔ ابھی آپ نے مجھے زخمی کیا ہے تو اس عمل سے نجات پاگیا ہوں اس لیے اب بول رہا ہوں۔"

"اور وہ دوسرا گونگا بھی کیا تنویمی عمل کے زیر اثر ہے؟"

"جی ہاں' جب تک اسے زخمی نہیں کیا جائے گا وہ بھی نہیں بول سکے گا۔"

"کاغذ کی پرچی میں کیا لکھا تھا؟"

"میں نے لکھا تھا پائلٹ کے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے۔ جیسے پہلے سے کسی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہو' ہماری سوچ کی لہریں اثر نہیں کر رہی ہیں اگر اثر کرتیں تو ہم اس جہاز کو کسی دوسرے ملک میں لے جاتے۔ بہرحال پائلٹ محفوظ ہے۔"

ایک سراغ رساں نے دوسرے سے کہا "جاؤ تم دوسرے گونگے کو بھی لے آؤ اسے بھی زخمی کرکے تنویمی عمل سے نجات دلا کر ان دونوں کو اپنے قابو میں رکھا جائے گا۔"

پارس نے علی کو مخاطب کرکے وہاں کے مختصر حالات بتائے اور کہا "وہ دونوں گونگے اب بولنے لگے ہیں لہٰذا' اب یہ گیم تمہارا ہے معلوم ہوتا ہے جیکی اولڈ کسی دوسری جگہ مصروف ہے۔ ورنہ پیری ماؤنٹ جیسے اہم مجرم کو وہ نظرانداز نہ کرتا اور صرف اپنے دو گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھروسا نہ کرتا۔ تم فوراً وقت سے فائدہ اٹھاؤ۔"

علی نے فوراً کمپیوٹر کے ذریعے ایف بی آئی کے نئے یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اور اس سے کہا "پیرس سے اس وقت ایک طیارہ ہنگری جا رہا ہے۔ پہلے وہ سوئٹزرلینڈ اترے گا پھر آسٹریا جائے گا' اس کے بعد ہنگری جائے گا۔ اس طیارے میں دو گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں جو ابھی انٹرپول والوں کے قبضے میں آگئے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو زخمی کیا ہے تو ان کے ذہن سے تنویمی عمل کا اثر ختم ہوگیا ہے۔ اب وہ بولنے لگے ہیں لہٰذا آپ فوراً ایکشن لیں۔ جیسے ہی طیارہ سوئٹزرلینڈ اترے آپ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کریں۔ انٹرپول والے انہیں آپ کے حوالے ضرور کریں گے۔"

کمپیوٹر کے ذریعے پوچھا گیا "تم کون ہو اپنی شناخت کراؤ۔"

"میں آپ کے چھ ٹیلی پیتھی....."

طیارے کے اندر دوسرے گونگے کو زخمی کرتے ہی اس نے ہلکی سی چیخ ماری پھر خیال خوانی کے ذریعے فوراً ہی جیکی اولڈ کے دماغ میں پہنچ کر بولا "باس خطرہ!"

جیکی اولڈ فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچا پتا چلا کہ وہ دونوں جو گونگے بنے ہوئے تھے وہ تنویمی عمل کے اثر سے نکل تو چکے ہیں لیکن اس کے تابع اور وفادار ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اسے مدد کے لیے آواز دی تھی۔

جیکی اولڈ نے اس کے دماغ میں رہ کر فوراً ہی وہاں کے مختصر حالات پڑھے پھر پیری ماؤنٹ کے دماغ میں آکر بولا "میں جیکی اولڈ ہوں آگیا ہوں۔ فکر نہ کرو تمہیں گرفتار نہیں ہونے دوں گا۔"

پارس نے پیری ماؤنٹ کے دماغ میں ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "مسٹر جیکی اولڈ مجھے پہچانو' میں آندرے بول رہا ہوں۔ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نظرانداز کیا گیا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ آندرے کا نام تمہیں تو یاد ضرور ہوگا۔"

"اچھا تو تم یہ سب کر رہے ہو؟"

"کیا کیا جائے تم بہت پراسرار بننا چاہتے ہو اور میں تمہیں روپوش رہ کر پراسرار بننے نہیں دوں گا۔ تم پیری ماؤنٹ کو جھوٹی تسلیاں دینے کے بجائے خود اپنی فکر کرو۔ جب میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں تو تمہارے پاس پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔"

جیکی اولڈ نے کہا "مجھے پہلی بار خیال خوانی کے ذریعے بولنے پر مجبور کر رہے ہو تو اب میں بول رہا ہوں۔ بولنے کے بعد میں اپنا لب و لہجہ تبدیل کردوں گا تاکہ دوبارہ میرے دماغ میں نہ آسکو۔"

اس وقت تک علی اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ علی نے کہا "اتنی بکواس کرنے سے بہتر ہے کام کی بات کرو۔"

جیکی اولڈ نے کہا "کام کی بات یہ ہے کہ میں پیری ماؤنٹ کو اور اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بخیریت لے جانا چاہتا ہوں۔ اب یہ فیصلہ تم پر ہے اور امریکی اکابرین پر کہ ان تینوں کو لے جانے دو گے یا میں اس پورے جہاز کو تباہ کردوں۔ صرف ایک پائلٹ کے

دماغ پر قبضہ جمالینے سے تم میدان جیت نہ سکو گے۔"

علی نے کہا "بھئی واہ' اتنی جلدی کتنی زبردست چال سوچ لی ہے۔ سن رہے ہو پیری ماؤنٹ ہم تمہارے دماغ میں رہ کر باتیں کررہے ہیں اس جہاز کے تباہ ہونے کا مطلب ہے کہ تم بھی کام سے گئے۔ یہ جہاز تباہ ہوگا تو ہمارے باپ کا کیا جائے گا۔ ہم تو اس میں سفر نہیں کررہے ہیں۔ مسافر تو تم ہو۔ اب تم ہی جیکی اولڈ سے باتیں کرو۔"

پیری ماؤنٹ نے پریشان ہو کر پوچھا "جیکی! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا اس جہاز کے ساتھ مجھے بھی مارڈالو گے؟ کیا یہی ہماری دوستی ہے۔"

"بھئی تم ذرا صبر کرو' مجھے ان سے باتیں کرنے دو۔"

علی نے کہا "ہاں یہ باتیں نہیں کریں گے بلکہ ہمیں دھمکی دیتے رہیں گے یا پھر تمہیں تسلیاں دیتے دیتے اچانک جہاز کو اس لیے تباہ کردیں گے کہ ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے گرفتار ہوچکے ہیں۔ وہ ان کے بہت سے راز اگل دیں گے اور جیکی اولڈ یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کے راز دوسروں کو معلوم ہوں۔ اب ذرا اپنے دوست جیکی اولڈ سے پوچھو کہ اس کے اہم راز قیمتی ہیں یا تمہاری جان قیمتی ہے۔ اس کی نظروں میں کسی کی قیمت زیادہ ہے؟"

جیکی اولڈ نے جھنجلا کر کہا "آندرے تم میرے دوست کو بھڑکا رہے ہو۔ میں اپنے دوست کی جان ہر حال میں بچاؤں گا۔"

پیری ماؤنٹ نے کہا "دیکھو جیکی اگر تم واقعی میری جان بچانا چاہتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ میں بھی تمہارے کام آؤں گا تو سوئزر لینڈ میں اس جہاز کو اترنے دو' مجھے اور اپنے دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گرفتار ہونے دو' میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر فولادی قلعے میں بھی بند کیا جائے گا تو میں تمہارے دونوں ساتھیوں کو لے کر نکل پڑوں گا۔ کوئی بھی مجھے اس زمین پر قیدی بنا کر نہیں رکھ سکتا۔ یہ تم ایک عرصے سے جانتے ہو اور ساری دنیا کی خفیہ ایجنسیوں والے سراغ رساں اور دوسرے انٹیلی جنس والے سب ہی میرے بارے میں یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔"

علی نے قہقہہ لگا کر کہا "اب جاننے سے کیا ہوگا۔ وقت گزر چکا ہے۔ ذرا جیکی اولڈ سے پوچھو اور اپنی ذہانت سے کام لے کر سوچو' اتنی دیر سے ان دونوں گونگوں کے دماغی دروازے کھلے ہوئے ہیں اور میرے جو پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان کے دماغوں میں گھس کر وہ راز معلوم کررہے ہیں۔ جنہیں جیکی اولڈ چھپانا چاہتا ہے۔ لہٰذا جیکی اولڈ کو اب ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھی ضرورت نہیں رہی ہے تو پھر تمہاری کیا اہمیت ہے۔ اس کا اندازہ تم خود کرو۔"

پیری ماؤنٹ نے کہا "میں صرف ایک بات جانتا ہوں کہ مجھے اپنی زندگی بچانا ہے۔ اس وقت تم دونوں میں سے جو مجھے بچائے گا تو میں اس کے بہت برے وقت میں کام آؤں گا۔ اب یہ بتاؤ اگر جیکی اولڈ اس جہاز کو تباہ کرنا چاہے تو تم کیسے بچاؤ گے؟"

"بچانے کی تدبیر ہم کرچکے ہیں۔ جن دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے انہیں بے ہوش کردیا گیا ہے۔ اب ہم تمہیں بھی بے ہوش کردیں گے تو جیکی اولڈ کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ اس طیارے کے اندر کسی بھی مسافر کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا پھر اس جہاز کو کیسے تباہ کرے گا۔ صرف ہم تمہیں بچاسکتے ہیں۔"

پارس نے پورس سے کہا "تم پائلٹ کے دماغ میں بہت محتاط رہو۔ جیکی اولڈ بازی ہارنے والا ہے۔ اس لیے جھنجلا کر اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کرے گا۔ میں کو پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمانے جارہا ہوں۔ باقی معاملات سے نمٹنے کے لیے علی یہاں پہنچا ہوا ہے۔"

جیکی اولڈ کو یقین نہیں تھا کہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بے ہوش کردیا گیا ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ان کے پاس گیا تو واقعی ان کے دماغ بالکل بے حس ہوچکے تھے۔ وہاں اس کی سوچ کی لہریں کام نہیں آسکتی تھیں۔ نہ ہی وہ بے ہوش ہونے والوں کے اندر زلزلہ پیدا کرکے انہیں ختم کرسکتا تھا۔

جب وہ وہاں سے واپس پیری ماؤنٹ کے پاس آیا تو اس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ پیری ماؤنٹ بھی بے ہوش ہوگیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پائلٹ کے دماغ پر پہلے ہی کسی نے قبضہ جما رکھا ہے۔ وہ کو پائلٹ کے دماغ میں گیا تو پتا چلا کہ اس کا دماغ بھی جیسے لاکڈ ہے۔ اس کی سوچ کی لہریں اس پر اثر نہیں کررہی تھیں۔ وہ جھنجلا کر فیکس کے ذریعے ایف بی آئی کے نئے افسر سے بولا "ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے .... لیڈر آندرے .... نے مجھے چیلنج کیا ہے اور بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے باز رکھا جائے اور میرے تین ساتھی جو اس طیارے سے آرہے ہیں وہ جہاں بھی جارہے ہیں' انہیں جانے دیا جائے ورنہ بہت برا انجام ہوگا۔ میں پورے جہاز کو تباہ کردوں گا۔"

وہ فیکس کرنے کے بعد اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں آگیا جو ہمیشہ اس کا فیکس وصول کیا کرتا تھا اور جواب دیا کرتا تھا۔ اب وہ اپنے عہدے پر نہیں تھا اس کی جگہ یوگا جاننے والا افسر آیا ہوا تھا۔ اس افسر نے کہا "جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ اب یہاں کا اعلیٰ افسر یوگا کا ماہر ہوگا۔ تم میں سے کوئی اس کے دماغ میں نہیں جاسکے گا۔ تم نے فیکس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب مجھے اپنے موجودہ اعلیٰ افسر کی طرف سے ملا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ امریکا تمہارا ملک ہے اور وہ جو دو ٹیلی پیتھی جاننے والے طیارے میں ہیں ان کا بھی ملک ہے۔ ہم انہیں اس ملک میں لائیں گے۔ تمہیں بھی یہاں آنا چاہیے اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔ تم ہم سے کوئی غلط کام کرانا چاہتے ہو اور دھونس میں لانا چاہتے ہو تو پھر تم دیکھ لو کہ اس

طیارے میں کس طرح احتیاطی تدابیر کی گئی ہیں۔ تم کسی ایئر ہوسٹس وغیرہ کے دماغ میں رہ کر بھی اس طیارے کو تباہ نہیں کرپاؤ گے۔

جیکی اولڈ سے ایک غلطی ہوگئی تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ پیری ماؤنٹ اور اپنے دو ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے پہلے دوسروں کی آوازیں سن لیتا تاکہ بعد میں ان کے دماغوں میں پہنچ پاتا۔ وہ تو صرف پائلٹ اور کو پائلٹ کی آواز جانتا تھا۔ اور ان کے دماغوں میں پہنچنے میں ناکام ہورہا تھا۔ اب پورے طیارے کے مسافر بھی ایسے تھے کہ اگر وہ آپس میں باتیں بھی کررہے تھے تو وہ ان کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس کے اپنے تینوں ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

علی نے ان چھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں سے کہا تھا کہ وہ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کی طرف پوری توجہ رکھیں۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آنے لگیں۔ ان کے دماغ پر اس طرح قبضہ جمالیں کہ جیکی اولڈ ان کے اندر نہ جاسکے پھر ان پر تنویمی عمل کرکے ان دونوں کے دماغوں کو لاکڈ کرکے انہیں کو امریکا واپس آنے پر مجبور کردیں۔

سوئزر لینڈ کے جنیوا ایئرپورٹ کے اندر اور باہر سیکیورٹی کے سخت ا[illegible] اپنے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کے ذریعے وہاں دہشت گردی نہ پھیلا سکے۔ جب طیارہ وہاں پہنچا تو امریکی سی آئی اے والوں نے طیارے کے پاس آکر سب سے پہلے پیری ماؤنٹ اور دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے قبضے میں لیا۔ ان تینوں کو اسٹریچر پر ڈال کر اپنے ساتھ وہاں سے لے گئے۔ ایسے وقت جیکی اولڈ نے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی۔ وہ اتنی بڑی بازی ہارنے کے بعد سمجھ گیا تھا کہ اگر خود کو یا اپنے دوسرے ماتحتوں کو جنیوا ایئرپورٹ پر تباہی پھیلانے کے لیے پہنچائے گا تو وہاں بھی نقصان اٹھائے گا۔ جس حکمتِ عملی سے آندرے کام کررہا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ فی الحال اس پر قابو پانا مشکل ہے۔

آندرے کی حیثیت سے اب امریکی اکابرین کے دل و دماغ پر علی کی دھاک جم گئی تھی۔ اس نے ان کا اعتماد حاصل کرلیا تھا وہ سمجھنے لگے تھے کہ آندرے کے ساتھ جو باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے یعنی کل ملا کر جو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے' ہیں وہ محب وطن ہیں اور انہوں نے پہلی بار جیکی اولڈ کو بہت زبردست چوٹ دے کر اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے چھین لیے ہیں۔

علی نے کمپیوٹر کے ذریعے پوچھا "یہ جو دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' انہیں ہم اپنے ساتھ رکھیں یا آپ کے پاس بھیج دیں۔ جو فیصلہ آپ کریں گے' وہ ہمیں منظور ہوگا۔"

اعلیٰ افسر کی طرف سے جواب ملا "تم نے واقعی وفاداری اور حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ تمہارے پاس اب تک ہمارے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ ہیں۔ ان دونوں کو بھی اپنے پاس

رکھو، تمہیں اجازت دی جاتی ہے۔"
"بہت بہت شکریہ، اب میں ان پر تنویمی عمل کے ذریعے جیکی اولڈ کے طلسم کا توڑ کروں گا اور انہیں اپنے ملک کا وفادار بنا کر اپنے ساتھ رکھوں گا۔"
اس نے اپنے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا "تم سب ان دو بے ہوش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف خاص توجہ دو، جیسے ہی وہ ذرا ذرا سا ہوش میں آنے لگیں ان کے دماغوں پر فوراً قبضہ جمالو تاکہ جیکی اولڈ انہیں دوبارہ حاصل نہ کرسکے۔ جب کوئی ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں اپنا وفادار بلکہ معمول اور تابع بنالو۔"
پارس اور پورس کی ہدایات پر دو ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں اس خطرناک مجرم پیری ماؤنٹ کے دماغ پر چھا گئے تھے تاکہ جیکی اولڈ اس کے دماغ میں بھی نہ آسکے۔ جب وہ ذرا ہوش میں آنے لگا تو ان میں سے ایک نے پوری طرح اس کے دماغ پر قبضہ جمایا اور دوسرے نے اس پر تنویمی عمل شروع کردیا۔
جب وہ طیارہ جنیوا ائرپورٹ سے روانہ ہوا تو جیکی اولڈ اب اس طیارے میں دلچسپی نہیں لے رہا تھا کیونکہ اس کے تین اہم افراد دشمنوں کے قبضے میں چلے گئے تھے۔ اب اس طیارے میں کوئی نہیں تھا، وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے دو دشمن اس طیارے میں چلے آرہے ہیں۔ اب جیکی اولڈ کہاں ہے، یہ تو پورس اور پارس بھی نہیں جانتے تھے لیکن ایک اندازہ تھا کہ جب پیری ماؤنٹ دو گونگے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ہنگری جارہا ہے تو شاید جیکی اولڈ ہنگری میں ہی ہوگا۔
لیکن وہ آسٹریا سے آگے ہنگری نہیں جاسکتے تھے۔ جناب ری کی ہدایات کے مطابق انہیں صرف آسٹریا تک ہی جانا تھا۔ دونوں اس ملک کے دارالحکومت ویانا میں پہنچ گئے۔
تیج پال نے کمپیوٹر کے ذریعے ایف بی آئی کے نئے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا تھا۔ اس کی طرف سے کہا گیا تھا کہ جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے گرفتار کرلیے گئے ہیں اور انہیں امریکا لایا جارہا ہے اور ان کے علاوہ ایک خطرناک بدنام زمانہ مجرم پیری ماؤنٹ بھی ہے۔ جیکی اولڈ کوئی بہت بڑا کام لینا چاہتا تھا اور اسے شاید اپنے پاس ہنگری بلا رہا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق جیکی اولڈ کو ہنگری میں ہونا چاہیے۔ اب تم یہ کوشش کرو کہ کسی طرح ہنگری میں اس کا پتا چلاؤ اور اس بات کا بھی خیال رکھو کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے، ان کے امریکا پہنچنے تک دشمن مداخلت نہ کرے۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سمجھا دو کہ وہ خاموشی سے ان کی نگرانی کرتے رہیں۔
یہ ہدایات سن کر تیج پال نے سوچا، ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے آندرے نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ مجھے بھی کچھ کر دکھانا ہے اور جیکی اولڈ کو گرفتار کرنے کا ایک راستہ ہے۔
اس کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں نے پوچھا "وہ راستہ کیا ہے؟"
"وہ یہ کہ تم میں سے کوئی دو افراد پیری ماؤنٹ کے دماغ پر قبضہ جما کر رکھیں۔ سنا ہے وہ بے ہوش ہے۔ جیسے ہی ہوش میں آئے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا جائے پھر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا تابع بنالیا جائے پھر اسے فرار ہونے کا موقع دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ فرار ہونے کے بعد وہ سیدھا جیکی اولڈ کی طرف جائے گا۔ یوں ہمیں اس کی پناہ گاہ کا علم ہوجائے گا۔"
تیج پال نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "جن تین لوگوں کو قیدی بناکر لایا جارہا ہے۔ ہم ان کے دماغوں میں پہنچنا چاہتے ہیں۔"
انہیں ایک ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے ایسے تین افراد کی آوازیں سنائی گئیں، جو پیری ماؤنٹ اور دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو لا رہے تھے۔ تیج پال کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان آوازوں کو سن کر اپنی یادداشت میں محفوظ کیا پھر تیج پال سے کہا "اب ہم ان کے دماغوں کے ذریعے پیری ماؤنٹ تک پہنچ سکتے ہیں۔"
ان چاروں میں سے بیزوا [illegible] وانی کی پرواز کی اور ان کے دماغوں میں [illegible] پیری ماؤنٹ کی نگرانی کرنے والے کون لوگ ہیں؟
ان لوگوں کے پاس پہنچنے پر پتا چلا کہ ابھی ان تینوں کو ایک اسپتال میں بہت ہی سخت سیکیورٹی کے ساتھ پہنچایا گیا ہے اور انہیں ہوش میں لانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ایسے وقت وہ دونوں پیری ماؤنٹ کے قریب بیٹھے ہوئے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں تھے۔ جب پیری ماؤنٹ کے جسم میں ذرا سی حرکت ہونے لگی اور وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے لگا تو انہوں نے افسر کے ذریعے اسے مخاطب کیا "ہیلو پیری.... ہیلو تم مجھے دیکھو کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔"
اس نے بڑی نقاہت سے پوچھا "نہیں تم.... تم کون ہو؟"
اس کی اتنی سی بات سنتے ہی بیزون اور رابرٹ اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے کی کوششیں کیں تو پتا چلا کہ ان سے پہلے ہی کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا پہنچا ہوا ہے اور اس نے پوری طرح اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ رابرٹ نے واپس آکر تیج پال سے کہا "پیری ماؤنٹ کے دماغ پر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پہلے سے قبضہ جمایا ہوا ہے۔"
تیج پال نے کہا "مجھے شبہ تھا جن لوگوں نے ان تینوں کو گرفتار کروایا ہے وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں سے ضرور کوئی ان کے دماغ میں رہے گا۔ بہرحال تم دونوں وہاں موجود رہو اور دیکھو کہ وہ قبضہ جمانے والا اس کے دماغ کے اندر کیا کرتا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے۔"
انٹرپول اور امریکی اکابرین اس خطرناک مجرم کو امریکا لاکر گولی مار دینا چاہتے تھے، لیکن دانش مندی یہ تھی کہ اسے فی الحال

حراست میں رکھا جائے اور پھر اسے فرار ہونے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ جیکی اولڈ کی طرف جائے، یہ بات پارس اور پورس نے بھی سوچ رکھی تھی اور پیری ماؤنٹ کے دماغ میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں تھے انہیں بھی یہ بات سمجھا دی تھی کہ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے تو ان میں سے ایک پیری ماؤنٹ کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمائے رکھے تاکہ کوئی مداخلت نہ کرے اور دوسرا اس پر تنویمی عمل کرکے اس کے ذہن پر یہ بات نقش کردے کہ وہ فرار ہونے کے بعد جیکی اولڈ کے پاس جائے گا اور اگر اس کا پتا معلوم نہیں ہے تو کہیں نہ کہیں سے اس کا پتا معلوم کرکے اس سے رابطہ کرکے ملاقات کرے۔
تیج پال بھی پارس اور پورس کی طرح بے حد ذہین تھا۔ اس نے بھی یہی سوچا تھا، جب اس خطرناک مجرم پیری ماؤنٹ کے دماغ پر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں نے تنویمی عمل شروع کیا تو تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون اور رابرٹ خاموشی سے سنتے رہے اور اس لیے بھی سنتے رہے کہ وہ جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی کے مطابق پیری ماؤنٹ کے دماغ پر عمل ہورہا تھا۔ ان میں سے بیزون نے آکر تیج پال سے کہا "یہ تو کمال ہوگیا۔ ہم جو باتیں پیری ماؤنٹ کے دماغ میں نقش کرنا چاہتے تھے۔ وہی باتیں ٹیلی پیتھی جاننے والا نامعلوم شخص اس کے دماغ میں نقش کررہا ہے۔ وہ بھی اسے فرار کرانا چاہتا ہے اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے جیکی اولڈ تک پہنچنا چاہتا ہے۔"
تیج پال نے کہا "پھر تو یہ ہماری مرضی کے مطابق ہورہا ہے۔ بس تم میں سے ایک وہاں رہے اور دوسرا چلا آئے۔"
رابرٹ واپس آگیا۔ تیج پال نے اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دیکھتے ہوئے کہا "وہ طیارہ ہنگری تک جائے گا۔ جنیوا ائرپورٹ پر قیدیوں کو اتار دیا گیا ہے، اب وہ طیارہ آسٹریا پہنچ چکا ہوگا۔ رابرٹ تم وہاں امیگریشن کاؤنٹر پر جاکر چیک کرو کہ پیرس سے کتنے مسافر اس طیارے میں سوار ہوئے ہیں۔ یقیناً ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے لوگ بھی جیکی اولڈ تک پہنچنے کے لیے یہی رائے قائم کررہے ہوں گے کہ وہ ہنگری میں ہوگا یا آسٹریا میں، لہٰذا تم جوزف وہسکی اور مائیک مورو ہنگری کے امیگریشن کاؤنٹر پر پہنچو اور یہی باتیں معلوم کرو، دیکھو کہ کس پر شبہ ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ ہیں اور ان کی باتوں سے ان کی حرکتوں سے سمجھنے کی کوشش کرو کہ وہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ کیا واقعی یہ لوگ وہی ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے۔"
ان تینوں نے کہا "ہم سمجھ گئے کہ آپ کیا چاہتے ہیں لہٰذا ہم خیال خوانی کے ذریعے جارہے ہیں۔"
وہ تینوں بھی چلے گئے۔ ان میں سے رابرٹ آسٹریا کے امیگریشن کاؤنٹر پر پہنچا تو بہت دیر ہوچکی تھی۔ پارس اور پورس وہاں سے نکل کر کسٹم والوں سے اپنا سامان چیک کرانے کے بعد وہاں کے سب سے مشہور و معروف اور مہنگے ہوٹل انا گرانڈ کی طرف جارہے تھے۔ ادھر رابرٹ نے کاؤنٹر کیپر کے ماتحت کے ذریعے رجسٹر چیک کرایا پتا چلا کہ پیرس ائرپورٹ سے دس مسافر اس طیارے میں سوار ہوئے تھے۔ ان میں سے تین وہی تھے۔ ایک پیری ماؤنٹ اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جنہیں گرفتار کرلیا گیا تھا۔ باقی سات رہ گئے تھے ان میں سے پانچ مسافر ایسے تھے جو مستقل آسٹریا کے باشندے تھے اور انہوں نے اپنی مستقل رہائش کا پتا لکھوایا تھا۔ باقی دو جوان تھے جو تفریح اور سیاحت کی غرض سے وہاں آئے تھے۔ انہوں نے یہ لکھوایا تھا کہ وہ ویانا کے کسی اچھے ہوٹل میں قیام کریں گے اور قیام کرنے کے بعد وہاں کے متعلقہ شعبے کو اطلاع دیں گے کہ وہ کس ہوٹل میں ہیں۔
رابرٹ نے دماغی طور پر حاضر ہوکر تیج پال کو یہ تمام باتیں بتائیں، وہ بولا "وہ دونوں نوجوان مشکوک ہیں۔ معلوم کرتے رہو کہ وہ کس ہوٹل میں قیام کرنے والے ہیں؟"
میں اور میری فیملی کے تمام ممبر ہمیشہ ڈبل پاسپورٹ لے کر سفر کرتے رہتے ہیں اور اس طریقہ کار سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ پارس اور پورس کے پاس بھی ڈبل پاسپورٹ تھے۔ جب وہ امیگریشن کاؤنٹر پر گئے تو پارس نے اس کاؤنٹر کیپر کے دماغ پر قبضہ جمایا، پورس نے اپنا ایک پاسپورٹ پہلے پیش کیا۔ اس کے متعلق اس نے لکھوایا کہ وہ کسی ہوٹل میں قیام کرنے والا ہے اور وہاں سیاحت کے لیے آیا ہوا ہے، اسی طرح جب پارس کاؤنٹر پر آیا تو پورس نے اس کاؤنٹر کیپر کے دماغ پر قبضہ جمایا اور اس نے بھی یہی لکھوایا کہ وہ سیاحت کے لیے آیا ہے اور کسی ہوٹل میں قیام کرے گا۔ ان دونوں نے ایسا کرتے وقت اپنا دوسرا پاسپورٹ بھی اس کے سامنے پیش کرکے اس پر مہر لگوائی تھی اور غائب دماغ رہنے والے کاؤنٹر کیپر کو یہ معلوم نہیں ہوسکا تھا کہ پارس اور پورس نے اپنے ڈبل پاسپورٹ پر مہر لگوائی ہے، اس طرح وہ وہاں سے نکل آئے تھے اور جس نام سے انہیں کسی ہوٹل میں قیام کرنا تھا اس پاسپورٹ کو چھپالیا تھا اور جس نام سے قیام نہیں کرنا تھا جس کے کاؤنٹر کیپر کو غائب دماغ رکھ کر مہر لگوائی تھی۔ اس کے مطابق انہوں نے وہاں کے مشہور و معروف 'انا گرانڈ ہوٹل میں اپنے لیے دو الگ الگ مہنگے لگژری کمرے بک کرائے تھے۔ اپنا سامان وہاں رکھوایا تھا، پھر وہ دونوں وہاں سے نکل کر ایک فور اسٹار ہوٹل میں آئے جو نسبتاً سستا ہوٹل تھا۔ وہاں بھی انہوں نے دو الگ الگ کمرے اپنے ان ناموں سے لیے جو پاسپورٹ میں لکھے ہوئے تھے اور ان .... کے مطابق انہیں وہاں قیام کرنا تھا۔ وہ کمرا حاصل کرنے کے بعد اس کا کرایہ ادا کرکے وہاں سے چلے آئے، پھر سپر فائیو اسٹار ہوٹل انا گرانڈ میں آکر وہاں ایک لابی میں بیٹھ کر چائے کا آرڈر دیا تاکہ وہاں بیٹھ کر آنے جانے والوں پر نظر رکھیں اور یہ دیکھتے رہیں کہ ان کا تعاقب ہورہا ہے یا جیکی اولڈ ان سے

غافل ہے؟

دوسری طرف رابرٹ وہاں کے ایک شخص کو اپنا آلۂ کار بنا کر اس کے ذریعے ان دونوں کو تلاش کر رہا تھا۔ شام تک کوششیں کرنے کے بعد پتا چلا کہ وہ دونوں ایک فور اسٹار ہوٹل میں الگ الگ کمروں میں قیام کر رہے ہیں۔

رابرٹ نے یہ باتیں اس ہوٹل کے کاؤنٹر کیپر کے دماغ میں رہ کر معلوم کیں کہ وہ کن نمبروں کے کمروں میں ہیں' لیکن ان نمبروں کے کمروں کی چابیاں وہاں کی بورڈ میں لٹکی ہوئی تھیں جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دونوں کہیں باہر تفریح کے لیے گئے ہوئے ہیں۔

رابرٹ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر تیج پال کو وہ تمام باتیں بتائیں۔ اس نے سننے کے بعد کہا "اگر وہ واقعی غیر متعلق افراد ہیں تو تفریح کے لیے کہیں گئے ہوں گے' کسی وقت واپس آئیں گے اور اگر وہ جیکی اولڈ کی تلاش میں ہیں تو یہی توقع کرنی چاہیے کہ وہ اسے اس وقت تک تلاش کرتے رہیں گے جب تک کہ تھک کر سونے کا وقت نہ آئے۔ بہرحال وہ رات کو ضرور ہوٹل میں آئیں گے۔ تم آدھی رات کے بعد ضرور اس ہوٹل میں جا کر معلوم کر سکتے ہو۔"

اس میں شبہ نہیں کہ تیج پال بڑی ذہانت سے کام لے رہا تھا اور ٹھیک اسی طرح جیکی اولڈ تک پہنچنا چاہتا تھا جس طرح پارس اور پورس پہنچنا چاہتے تھے۔ اس کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے بڈی رابرٹ کو اس کی ہدایت کے مطابق اس ہوٹل میں ڈیوٹی دینی تھی وہ دن ہو یا رات' وہاں جاتا آتا رہتا تب بھی پتا نہیں چلتا کہ وہاں دو افراد جو کرائے پر کمرا لے کر گئے ہیں' نظر کیوں نہیں آرہے ہیں؟ جبکہ ہوٹل کے دونوں کمروں کے کرائے پیشگی ادا کیے جا چکے ہیں۔ ویسے ایک رات گزرنے کے بعد تیج پال جلد ہی سمجھ لیتا کہ وہ دونوں اپنے تعاقب میں رہنے والوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

○☆○

سوئٹزرلینڈ کے علاقوں میں میلوں دور تک برف جمی رہتی ہے۔ وہاں آئس اسکیٹنگ کرنے والے بے شمار لوگ جاتے ہیں' ان میں کوئی تنہا ہوتا ہے کوئی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان میں بازی بھی لگائی جاتی ہے کہ آئس اسکیٹنگ کی دوڑ میں کون اول آئے گا۔

ویسے آئس اسکیٹنگ وہاں کا قومی کھیل تھا۔ وہاں باقاعدہ ٹورنامنٹ ہوا کرتے تھے اور کئی ممالک سے آئس اسکیٹنگ کا مقابلہ کرنے والے وہاں آیا کرتے تھے۔ ان دنوں ٹورنامنٹ نہیں ہورہے تھے لیکن باہر سے آنے والے شوقین خواتین و حضرات اسکیٹنگ کرتے ہوئے کئی میلوں تک نظر آتے رہتے تھے۔

ایسا ہی ایک شخص تنہا اسکیٹنگ کرتا ہوا بڑی مہارت سے اونچی اونچی برف کی چٹانوں سے چھلانگیں لگاتے ہوئے دو چھڑیوں کی مدد سے پھسلتا ہوا جارہا تھا۔ اسے بے شک مہارت حاصل تھی لیکن حادثات تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اچانک ہی وہ کچھ ایسا لڑکھڑایا کہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا' الٹ کر گرا تو اس کے جسم میں ایک برفیلی چٹان کی نوک ایسے لگی جیسے خنجر لگتا ہے۔ وہ وہیں پر لڑکھڑا کر چیخ مارتا ہوا پستی میں ایک جگہ گر کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا۔

یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ موت بھی ایسی جگہ آئی تھی جہاں سے دوسرے اسکیٹنگ کرنے والے اسے دیکھ نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ دو چٹانوں کے درمیان گرا تھا' پھر برف باری ہورہی تھی اور تھوڑی دیر میں برف اس طرح گر رہی تھی کہ جمتے جمتے وہ اس کی قبر بن گئی بلکہ قبر سے بھی اونچی ہوگئی۔ اب وہ کبھی کسی کو نظر نہیں آسکتا تھا۔ قیامت تک کے لیے وہاں جیسے دفن ہوگیا تھا' پھر وقت گزرنے لگا۔ تقریباً دو گھنٹوں کے بعد ادھر کی برف ٹوٹنے لگی یہ بات نہیں تھی کہ موسم بدل رہا تھا اور برف پگھل رہی تھی۔ موسم تو سردی کا ہی تھا اس کے باوجود برف ٹوٹنے لگی۔ ادھر سے ادھر ٹوٹ کر بکھرنے لگی پھر اس کے اندر سے وہ مردہ شخص اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اس کے دونوں پیر برف میں دبے ہوئے تھے۔ وہ گھونسے مار مار کر اس برف کو توڑنے لگا پھر اس کے دونوں پاؤں بھی باہر نکل آئے وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اسکیٹنگ کرنے والی چھڑی اور پاؤں میں پہننے والے اسکیٹنگ شوز کے ساتھ اس گڑھے سے باہر دور تک جمی ہوئی ہموار برف پر آگیا چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا کہ وہ کہاں پہنچا ہوا ہے؟

چاروں طرف برف ہی برف دکھائی دے رہی تھی۔ کہیں برف کے اونچے اونچے پہاڑ تھے اور کہیں گہری پستیاں تھیں اور کہیں برف کی ہموار سطح بھی میلوں دور تک نظر آرہی تھی۔ اس نے اندازہ کیا کہ وہ اس دنیا کے کسی شمالی ملک میں ہے جہاں برف باری ہوا کرتی ہے اور سال کے بارہ مہینے برف جمی رہتی ہے وہ آہستہ آہستہ اسکیٹنگ کرکے جانے لگا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اسے بہت دور ایک عورت اور ایک مرد اسکیٹنگ کرتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے دکھائی دیے۔ اس نے زور سے آواز دی' آواز گونجتی ہوئی گئی ہوگی لیکن فاصلہ بہت تھا اگر وہ اسکیٹنگ کرنے والا جوڑا اسے دیکھ بھی لیتا تو اپنے ہی راستے پر جاتا اس کی طرف کبھی نہ آتا۔ کیونکہ ایک دوسرے کو مدد کے لیے ضرورت ہوتی تو وہ تمام اسکیٹنگ کرنے والے اپنی چھڑی کے ذریعے سگنل دیتے تھے۔ مخصوص سگنل کو سمجھ کر اسکیٹنگ کرنے والے قریب آجاتے تھے۔

فی الحال اتنا تو اسے معلوم ہوگیا کہ وہ جوڑا کس سمت جارہا ہے۔ اسے بھی اسی سمت جانا چاہیے۔ یقیناً وہاں انسانی آبادی ہوگی۔ کوئی شہر یا قصبہ ہوگا لہٰذا اسی سمت تیز رفتاری سے اسکیٹنگ کرنے لگا۔ کئی کلومیٹر کا فاصلہ تیزی سے طے کر [illegible] کے بعد اچانک

اسے انسانی چیخ سنائی دی۔ وہ تیزی سے رک کر پلٹ کر دیکھنے لگا' بہت دور سے ایک لڑکی یا شاید عورت تیزی سے اسکیٹنگ کرتی ہوئی چلی آرہی تھی۔ اس کے پیچھے تین افراد تھے ایسا لگتا تھا کہ وہ تینوں اس کا تعاقب کر رہے ہیں اور وہ ان سے بچ نکلنا چاہتی ہے۔

وہ پلٹ کر اس آنے والی اور چیخنے والی کی طرف تیزی سے جانے لگا۔ ایک تو اسے بچانے کا ارادہ تھا اور پھر اس کے ذریعے معلوم ہوجاتا کہ [illegible]بادی وہاں سے کتنی دور ہے۔

وہ لڑکی تیزی سے پھسلتی ہوئی اس کے قریب آکر رک گئی۔ اسے دیکھتے ہی چیخ مار کر پھر پیچھے ہٹنے لگی اس کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیچھے والے نزدیک آرہے تھے۔ آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"ہیلو میکی واسٹ تم کہاں گم ہوگئے تھے؟ ہم تمہیں کب سے تلاش کر رہے ہیں۔ تم نے ہی پلاننگ کی تھی کہ اسے ٹریپ کرکے ہم اس کی ایسی کی تیسی کردیں گے اور انتقام لیں گے۔"

میکی نے پوچھا "کیسا انتقام؟"

"تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کیا بھول گئے کہ سوزی کے باپ نے تمہارے باپ کو اور میرے بھائی کو ہلاک کیا تھا۔ ایسا کہتے وقت وہ لڑکی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس لڑکی کا نام سوزی ہے۔ وہ بری طرح سہمی ہوئی تھی' چاروں طرف سے گھر گئی تھی۔ پہلے وہ مدد کے لیے آگے جانے والے کو پکار رہی تھی اور اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ آگے جانے والا میکی واسٹ بھی اس کا جانی دشمن ہے۔

لیکن ان میں سے کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ اب وہ میکی واسٹ نہیں رہا ہے بلکہ کوئی اور ہے۔ اس نے کہا "اگر سوزی کے باپ نے میرے باپ کو مارا ہے اور تمہارے بھائی کو ہلاک کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کی موت آگئی ہوگی اور وہ مار ڈالے گئے۔"

وہ تینوں چونک کر اسے دیکھتے ہوئے بولے "میکی کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ تم نے کہا تھا کہ سوزی سے اور اس کے ماں باپ سے انتقام لوگے اور اب موقع آیا ہے تو تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔"

وہ بولا "سوری اس لڑکی نے یا اس کے باپ نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ پھر اس وقت یہاں ہم چار مرد ہیں اور یہ ایک تنہا لڑکی ہے اس کو مارنا کہاں کی جواں مردی ہے۔"

دوسرے نے غصے سے کہا "یو نان سنس! یہ کہو پہلے سے تمہاری نیت سوزی پر خراب تھی؟"

"میں پہلی بار سوزی کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ مت کہو کہ میری نیت اس پر خراب تھی نیت تم لوگوں کی خراب ہے جو اس کا تعاقب کر رہے ہو اور اس اکیلی بے چاری کو پریشان کر رہے ہو اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو واپس چلے جاؤ۔ یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے۔"

وہ تینوں اپنے لانبے لانبے اسکیٹنگ سلیپر پیروں سے اتارنے لگے تاکہ اس پر حملہ کرسکیں وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ ان کے ہاتھوں میں اسکیٹ کرنے والی چھڑیاں تھیں لیکن اس میکی .... نے نہ تو اپنے سلیپر اتارے نہ ہی چھڑی استعمال کی۔ چپ چاپ کھڑا رہا پھر ان میں سے ایک نے اپنی چھڑی سے دوسرے ساتھی پر ایک زوردار حملہ کیا تو وہ چیخ مار کر دوسری طرف برف پر الٹ گیا۔ اس کے تیسرے ساتھی نے کہا "یہ تم کیا کر رہے ہو اپنے ہی ساتھی کو کیوں مار رہے ہو؟"

اس نے پلٹ کر اس کے منہ پر بھی ایک زوردار چھڑی رسید کی وہ بھی ایک طرف گر پڑا...... میکی نے اس شخص سے پوچھا "تم نے اپنے دو ساتھیوں کو مار گرایا کیا اس لڑکی کو مارنے کے لیے کوئی ہتھیار لے کر نہیں آئے ہو۔"

یہ سنتے ہی اس نے اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک ریوالور نکالا۔

اس کے دو ساتھی جو برف پر گرے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے لباس میں سے ریوالور نکالتے ہوئے پہلے اپنے ساتھی کو نشانہ بناتے ہوئے کہا "کیا تم بھی میکی واسٹ کی طرح پاگل ہوگئے ہو؟ تم نے مجھے کیوں مارا تھا؟"

اس کی بات سنتے ہی اس نے سوال کرنے والے کو گولی مار دی۔ اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر پھر اپنے دوسرے ساتھیوں کو مارتا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر فائر کیا' وہ چیخ مار کر الٹ گیا اور برف پر ایک طرف لڑھکتا چلا گیا۔

ان تینوں میں سے اب ایک رہ گیا تھا۔ اس نے اپنے ریوالور سے میکی کا نشانہ لیا۔ سوزی سہم کر چیختی ہوئی بولی "میکی یہ تمہیں مار ڈالے گا۔ اپنا بچاؤ کرو۔"

میکی نے کہا "یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ میں تمہارا دشمن ہوں اور تمہارے باپ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا پھر تم مجھے بچنے کے لیے کیوں کہہ رہی ہو؟"

وہ بولی "یہ تینوں مجھے مار ڈالنا چاہتے تھے۔ ان میں سے دو مر چکے ہیں' اب یہ تیسرا رہ گیا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہاری وجہ سے میری جان بچ رہی ہے تو پھر میں تمہارے بچاؤ کی فکر کیوں نہیں کروں گی۔ پلیز اس کے فائر سے خود کو بچاؤ۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اس تیسرے نے گولی چلائی۔ ٹھائیں ٹھائیں وہ کئی گولیاں یکے بعد دیگرے کبھی اِدھر کبھی اُدھر' چلاتا ہی رہا' جیسے اپنے سامنے والے دشمن کو مار رہا ہو۔ اس کے ریوالور میں جتنی گولیاں تھیں وہ ضائع ہوگئیں پھر کھٹ کھٹ کی آوازیں آنے لگیں۔

میکی نے کہا "دیکھو تم خواہ مخواہ خوف زدہ تھیں۔ اسے تو نشانہ لینا بھی نہیں آتا پتا نہیں کہاں کہاں گولیاں چلا رہا تھا۔ اب یہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا ریوالور اٹھائے گا۔"

اس نے یہی کیا وہ دوڑتا ہوا اپنے ساتھی کے پاس گیا اور برف

پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر پھر فائر کرنے لگا۔ سوزی حیرانی سے کبھی فائر کرنے والے کو دیکھ رہی تھی اور کبھی میکی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے کھڑا ہوا تھا اور فائر کرنے والا گولیاں چلاتا جارہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ ریوالور بھی خالی ہوگیا۔

تب میکی نے کہا "اب یہ تیسرے ساتھی کا ریوالور اٹھائے گا۔"

وہ دوڑتا ہوا تیسرے ساتھی کی طرف گیا۔ اس کا تیسرا ساتھی برف میں لڑھکتا ہوا پستی کی طرف گیا تھا۔ وہیں اس کا ریوالور پڑا ہوا تھا۔ اس نے ریوالور اٹھایا لیکن اس بار گولی نہیں چلائی' اس ریوالور کو دور کھڑے ہوئے... میکی کی طرف اچھال دیا میکی نے اسے کیچ کیا پھر سوزی سے کہا "لو اسے پکڑو۔"

وہ ریوالور اس نے سوزی کی طرف پھینکا۔ اس نے اسے کیچ کرلیا' تب وہ بولا "یہ تینوں تمہارے جانی دشمن تھے۔ اب ایک رہ گیا ہے۔ اسے گولی ماردو۔"

وہ حیرانی سے... میکی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا "کیا دیکھ رہی ہو کیوں وقت ضائع کررہی ہو۔ جب دشمنوں سے بدلہ لینے کا موقع ملا ہے تو کیوں ہچکچا رہی ہو؟"

اس نے پلٹ کر تیسرے کا نشانہ لیا اور گولی چلادی پھر اس نے پلٹ کر۔ میکی سے کہا "میرے جانی دشمن تین نہیں چار تھے۔ چوتھے تم ہو۔"

"تو پھر مجھے بھی گولی ماردو۔"

"نہیں میں نے دیکھا ہے۔ جنہوں نے تم پر فائر کیے ان کا انجام کیا ہوا۔ میں حیران ہوں تم کیا تھے اور کیسے لگ رہے ہو' بہت ہی پُراسرار جیسے تم نے کوئی جادو سیکھ لیا ہو اور موت سے بچنے کا راز معلوم کرلیا ہو۔"

"ہاں میں نے مر کر بھی زندہ رہنے کا راز معلوم کرلیا ہے۔"

وہ بولی "اور میں ریوالور رکھ کر بھی مارنے کا ارادہ بدل چکی ہوں' میں تم سے دشمنی نہیں چاہتی اگر تم چاہتے ہو تو مجھے مار سکتے ہو۔"

"نہیں' ہم دوست ہیں مجھے گائیڈ کرو اور اپنے ساتھ لے چلو۔"

وہ مسکرا کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی "تم نے مجھے ان لیکن دشمنوں سے نجات دلائی ہے۔ چوتھے دشمن تم تھے لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اچانک دوست کیسے بن گئے اور جب دوست بن ہی گئے ہو تو سب سے پہلے میں دوستی کا ہاتھ بڑھا رہی ہوں۔"

میکی نے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا پھر وہ دونوں ایک سمت تیزی سے جانے لگے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ابھی اسے کتنی دور جانا ہے۔ سوزی نے کہا "ہم باتیں کرتے چلیں تو بہتر ہے۔ میری ایک الجھن دور کروگے؟"

"ہاں بولو کیا بات پوچھنا چاہتی ہو۔"

"تم بھی میرے جانی دشمن تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اچانک دوست کیسے بن گئے؟"

"اس لیے کہ مجھے حقیقت معلوم ہوگئی تھی' میرے باپ کو تمہارے باپ نے قتل نہیں کیا تھا بلکہ اسی بدمعاش کے باپ نے قتل کیا تھا۔ جو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ تمہارا تعاقب کررہا تھا۔"

وہ حیرانی سے بولی "بائی گاڈ حقیقت یہی ہے میرے ڈیڈی بھی یہی کہتے ہیں کہ انہوں نے تمہارے ڈیڈی کو گولی نہیں ماری تھی۔ ان کے خلاف سازش کی جارہی ہے' لیکن تمہیں ان کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔"

"ہاں میں مانتا ہوں بھڑکایا گیا تھا لیکن سچائی کبھی چھپتی نہیں ہے۔ اس لیے میں نے ان تینوں کو مار ڈالا ہے۔"

"تم نے مجھ پر اور میرے ممی اور ڈیڈی پر بہت احسان کیا ہے۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ تمہیں حقیقت معلوم ہوگئی ہے اور تم نے تین دشمنوں کو مار ڈالا ہے تو وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"

وہ تقریباً بیس منٹ کے بعد ایک چھوٹے سے ٹاؤن میں پہنچ گئے۔ وہاں ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھتے ہی کئی لوگوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں "ارے ارے دیکھو' آگ اور پانی ایک ساتھ دکھائی دے رہے ہیں۔"

کتنے ہی گھروں سے عورتیں' بچے اور مرد نکل آئے۔ ان میں سوزی کے ماں باپ بھی تھے اور میکی کی ماں اور دوسرے رشتے دار بھی تھے۔ اس کی ماں نے دیکھتے ہی کہا "میکی یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ تو اپنے باپ کے قاتل کی بیٹی کے ساتھ ہنستا بولتا آرہا ہے۔"

وہ بولا "اس طرح ہنسنے بولنے سے دشمنی ختم ہوجاتی ہے اور دوستی بڑھتی جاتی ہے۔"

جو لوگ سمجھ دار تھے یہ باتیں سن کر تالیاں بجانے لگے۔ میکی کی ماں نے گرج کر کہا "خاموش ہوجاؤ' کس بات پر تالی بجارہے ہو۔ کیا اس بات پر کہ میرا شوہر اور اس کا باپ مرگیا ہے بیٹے احساس تک نہیں ہے کہ اس کا انتقام لینا چاہیے۔ جس نے ہلاک کیا ہے۔ اسے بھی ہلاک کرنا چاہیے لیکن وہ اس کی جوان بیٹی پر مرتا ہے۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ ایسا بے غیرت نکلے گا۔"

ایک جوان مرد نے اپنی رائفل سیدھی کی اور پھر میکی کو نشانے پر لے کر کہا "تجھ جیسے بے غیرت کو ہمارے خاندان میں رہنے کے بجائے مرجانا چاہیے اگر تو اپنے باپ کا انتقام نہیں لے سکتا ہے تو پہلے میں تجھے ماروں گا پھر تیرے باپ کے قاتل کو۔"

سوزی کے باپ نے بھی رائفل سیدھی کی پھر کہا "تو ہمیں بزدل کیوں سمجھتا ہے اگر تو مجھے مار سکتا ہے تو بہت پہلے مار چکا ہوتا میں ہمیشہ سے سمجھاتا آرہا ہوں کہ تم لوگ غلط فہمی کا شکار ہو۔ اس کے باپ کو میں نے نہیں مارا تھا۔ دشمنوں کی سازشوں سے وہ ہلاک کیا گیا تھا اور نام میرا لیا گیا تھا لیکن تم لوگوں کو یقین نہیں آرہا تھا۔"

سوزی نے کہا "لیکن میکی کو یقین آگیا ہے۔ ابھی راستے میں یہ بتا رہا تھا اور اسی لیے اس نے ان تینوں کو جو میکی کے ساتھ مل کر انتقام لینا چاہتے تھے۔ انہیں ہلاک کردیا ہے۔ اسے معلوم ہوچکا ہے کہ دراصل ان تینوں میں سے ہی ایک نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے۔"

سوزی کے باپ نے کہا "اب بھی آنکھیں کھولو۔ تم دوسروں کی باتیں نہیں مان رہی تھیں لیکن اپنے بیٹے کی بات کو سمجھو اور سچ مان لو میں تم لوگوں کا کبھی دشمن نہیں تھا اور نہ اب ہوں۔"

وہاں تمام محلے و... لگی ہوئی تھی۔ چاروں طرف مرد عورتیں اور بچے نظر آرہے تھے۔ میکی کی ماں نے اس جوان مرد سے رائفل چھینتے ہوئے میکی کو نشانے پر لیتے ہوئے کہا "اب یہاں نہ میں تیری ماں ہوں اور نہ تو میرا بیٹا ہے اور نہ ہی کوئی خاندانی جھگڑا ہے۔ ارے کم بخت یہ سوئٹزرلینڈ ہے جہاں کی گھڑیاں ساری دنیا میں فروخت ہوتی ہیں اور تو کم بخت یہاں آکر گھڑی میں وقت دیکھنا بھول گیا؟ میں نے پہلی بار کہا تھا جب بھی جسم بدلے گا تو نیا جسم بدلتے وقت دیکھ لیا کرنا کیونکہ اس کے ٹھیک چالیس منٹ بعد تو پھر ایک نیا جسم بدلنے پر مجبور ہوجائے گا۔ اب چالیس منٹ پورے ہونے میں صرف چھ سیکنڈ رہ گئے ہیں اور موت لازمی ہوگئی ہے۔"

میکی نے ایک دم سے گھبرا کر کہا "تم.... کیا اس عورت کی زبان سے سونیا بول رہی ہو؟"

"ہاں میں سونیا ہوں اور دیکھو پانچ سیکنڈ پورے ہوگئے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ٹریگر دبایا گولی چلی اور اس کے سینے پر آکر لگی پھر دوسری گولی چلی اس کی پیشانی پر لگی پھر تیسری گولی چلی اور اس کے سینے پر لگی۔ چوتھی گولی اس کے پیٹ پر لگی۔ وہ گولیاں کھاتا جارہا تھا۔ سونیا اس عورت کے جسم میں رہ کر اسے گولیوں سے چھلنی کرتی جارہی تھی۔ جب رائفل خالی ہوگئی تو اس نے رائفل کو پھینک کر دوسری رائفل لی پھر اسے گولیاں مارنے لگی۔ وہ گر پڑا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اسے گولیوں سے چھلنی کررہی تھی اور کہہ رہی تھی "میں جانتی ہوں تو ایک یا دو گولی سے نہیں مرے گا اگر تجھے چھوڑ دیا جائے تو' ان گولیوں کو نکال کر اس جسم میں زندہ رہے گا لیکن اب اتنی گولیاں لگ چکی ہیں کہ تجھے یہ جسم چھوڑ کر نئے جسم میں جانا پڑے گا۔"

وہ برف پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس عورت کو دیکھ رہا تھا۔ جو سونیا کی مرضی کے مطابق بول رہی تھی اور اسے گولیاں مار رہی تھی اور یہ سچ تھا کہ اتنی گولیاں کھانے کے بعد وہ اپاہج بن کر اس جسم میں زندہ نہیں رہنا چاہتا تھا' اس لیے اس جسم سے اچانک ہی جان نکل گئی۔ جسم ساکت ہوگیا اور اس کے اندر رہنے والی آتما وہاں سے چلی گئی۔

اور وہ کہاں گئی؟ یہ تو صرف سونیا ہی آئندہ بتانے والی تھی۔

O☆O

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات (40) ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں